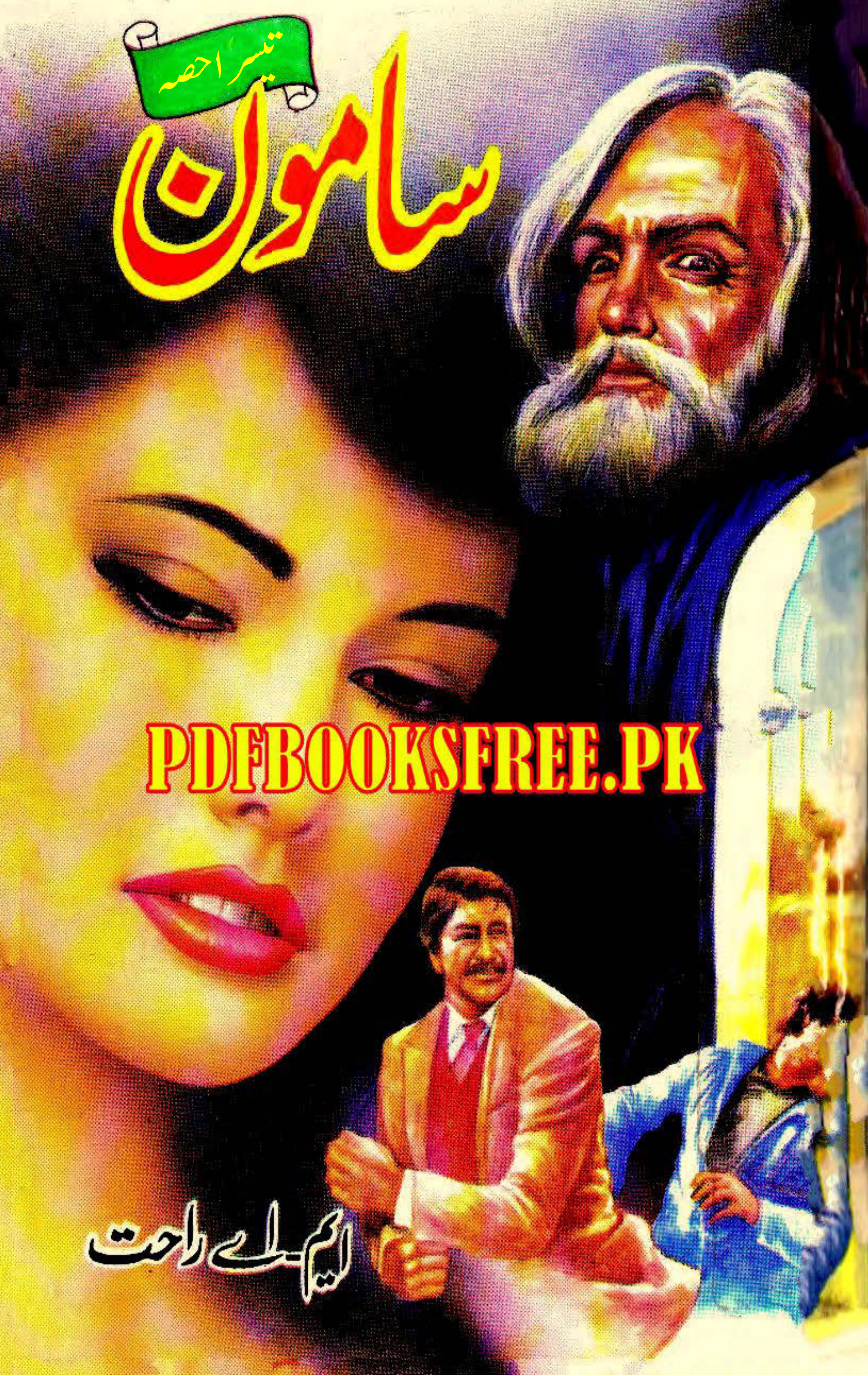

تیسرا حصہ
سامون
PDFBOOKSFREE.PK
ایم ۔ اے راحت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک بلند حوصلہ نوجوان کی ایسی داستان جس کا ہر موڑ نئی حیرتیں اور نئے اسرار لیکر آئے گا جو اپنے ماضی سے منہ موڑ کر مستقبل کو فتح کرنے کے ارادے سے نکلا تھا اور اس سلسلہ میں آتش و آہن سے کھیلتا چلا گیا

سامون

تیسرا حصّہ

ایم۔ اے راحت

علی میاں پبلیکیشنز
۲۰۔ عزیز مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور فون ۷۲۴۷۴۱۴

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

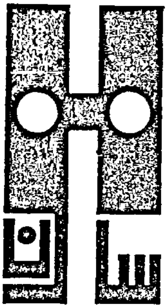

"مسٹر گازالی" پہلے اس پتے کے بارے میں معلومات کیوں نہ حاصل کر لی جائے۔ یہ پتا چل جائے کہ لیبوس واقعی وہیں رہتا ہے تو پھر اس سلسلے میں کوئی قدم مناسب ہوگا، اور میرا خیال ہے یہ معلومات تمہیں تنہا کرنی ہوں گی کیونکہ ہوٹل کے اس کمرے میں گومین کو اکیلا نہیں چھوڑا جا سکتا۔"

"میں جانتا ہوں۔ ویسے میں تمہاری اس تجویز سے متفق ہوں، پہلے میں اس پتے پر معلومات حاصل کیے لیتا ہوں اور اگر ممکن ہو سکا تو مسٹر مارٹن ایسٹرو سے ملاقات بھی کر لیتا ہوں تاکہ ان کی کیفیت کا پتا چل جائے بعد میں ہم سب ان سے ملاقات کریں گے۔ یا پھر جیسا بھی پروگرام رہا۔"

"میں اس بات سے پوری طرح متفق ہوں۔" سمبوتو را نے کہا۔ اس وقت تو اس کا موقع نہیں تھا، لیکن دوسرے دن کے لیے میں نے پروگرام ترتیب دے لیا۔

دوسرے دن صبح کے ناشتے کے بعد میں نے ضروری تیاریاں کیں، وہ پتا اور تصویر ساتھ رکھی اور اس کے بعد نیچے اتر کر میں نے ایک ٹیکسی کو اشارہ کیا۔ ٹیکسی میرے نزدیک پہنچ کر رک گئی تو میں نے اُسے کلارک روڈ چلنے کے لیے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

کلارک روڈ پرسکون رہائشی علاقہ تھا۔ لندن کی بے مثال خوبصورتی کے بارے میں اب تک صرف کہانیاں سنی تھیں اس سے پہلے کبھی لندن کا تصور بھی نہیں کیا تھا، لیکن میں اب نہایت اعتماد سے اس کی سڑکوں گلیوں اور کوچہ و بازار کو دیکھتا ہوا جا رہا تھا۔ حسین مناظر نگاہوں کے سامنے بکھرے ہوئے تھے۔ شہر بے مثال اپنی تمام تر روایات کے ساتھ جاگ اٹھا تھا۔ ٹیکسی بالآخر کلارک روڈ میں داخل ہو گئی اور میں کرایہ ادا کر کے نیچے اُتر گیا۔ اب مجھے اپنی مطلوبہ عمارت کی تلاش تھی اس کے لیے معلومات حاصل کرنا پڑیں، اور میں ایک چھوٹی سی خوبصورت عمارت کے گیٹ کے سامنے پہنچ گیا۔ جہاں مارٹن ایسٹرو کے نام کی پیتل کی تختی لگی ہوئی تھی۔

میں نے اطلاعی گھنٹی کا بٹن دبایا اور چند لمحات کے بعد بھرے بھرے بدن کی ایک پُروقار عورت نے دروازہ کھول کر مجھے ہیلو کہا۔

"خاتون میرا نام غزالی ہے اور میں مسٹر مارٹن ایسٹرو سے ملنے کے لیے آیا ہوں۔"

"اندر تشریف لائیے۔" اس نے کہا اور مجھے اپنے ساتھ لیے ہوئے ایک خوبصورت ڈرائنگ روم میں پہنچ گئی۔ "آپ یہاں چند لمحات انتظار کیجیے! میں مسٹر مارٹن ایسٹرو کی سیکرٹری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو اطلاع دیتی ہوں۔"

میں انتظار کرنے لگا، ذہن میں ایک سنسنی سی ہو رہی تھی، دل چاہ رہا تھا کہ لیبوس سے ذہنی رابطہ قائم کرنے کی کوشش کروں، لیکن ابھی جلد بازی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد دونوں عورتیں اندر داخل ہو گئیں، دوسری بھی اس کی ہم عمر تھی۔ اس نے رسمی گفتگو کے بعد مجھ سے میرے بارے میں پوچھا۔

"میرا نام غزالی ہے اور مسٹر مارٹن ایسٹرڈ مجھ سے ملاقات کرنے کے لیے میرے ملک گئے تھے، میں اس وقت وہاں موجود نہیں تھا وہ میرے لیے اپنی ایک تصویر اور اپنا پیغام دے گئے تھے، کیا وہ اس وقت یہاں موجود نہیں ہیں؟"

"جی ہاں۔ وہ کسی ضروری کام کے سلسلے میں گئے ہوئے ہیں اور میں آپ کو یہ نہیں بتا سکتی کہ کہاں گئے ہیں لیکن ان کی واپسی بہت جلد متوقع ہے، براہ کرم آپ مجھے اپنا ایڈریس دے دیجیے اور یہ بتا دیجیے کہ آپ ان سے ملاقات کیوں کرنا چاہتے ہیں، تاکہ جیسے ہی وہ آئیں میں انہیں آپ کے بارے میں اطلاع دے دوں۔"

"کیا یہ ممکن نہیں ہے میڈم کہ آپ فوری طور پر وہ جہاں بھی ہوں وہاں انہیں میرے بارے میں اطلاع دے دیں میرا خیال ہے وہ بھی مجھ سے ملاقات کے لیے اتنے ہی بے چین ہوں گے جتنا کہ میں ہوں۔"

"انتہائی معذرت چاہتی ہوں مسٹر غزالی، دراصل مسٹر ایسٹرڈ کے بارے میں مجھے یہ علم نہیں ہے کہ اس وقت وہ کہاں ہوں گے۔ ہاں یہ وعدہ کرتی ہوں کہ اگر انہوں نے اس دوران مجھ سے رابطہ قائم کیا تو میں فوراً انہیں آپ کے بارے میں اطلاع دے دوں گی۔"

میں نے مایوسی سے ہونٹ سکوڑ لیے یہ تو ذرا الجھن کی بات تھی، لیکن اس میں کوئی شک نہیں کیا جا سکتا تھا کیونکہ ہم لوگ اچانک ہی پہنچے تھے اور ہم نے مسٹر مارٹن ایسٹرڈ کو اطلاع بھی نہیں دی تھی، ویسے بھی کافی دن پہلے مسٹر ایسٹرڈ حسن صاحب کو ملے تھے اور کسی کے پہنچنے کا کوئی تعین بھی نہیں ہوا تھا۔ اس لیے ان کا چلے جانا غیر فطری بات نہیں تھی۔ میں نے مسٹر ایسٹرڈ کی سکریٹری ڈینی پاسکل کو ہوٹل ویلنٹائن میں اپنے کمروں کا نمبر وغیرہ بتایا اور اس سے کہا کہ اس دوران جس قدر جلد مسٹر ایسٹرڈ سے ملاقات ہو سکے تو انہیں ہماری آمد کے بارے میں اطلاع دے دی جائے اور ان سے کہہ دیا جائے کہ گومین اور مسٹر وانگ مین وغیرہ یہاں آ چکے ہیں اور ان سے فوراً ملنا چاہتے ہیں۔

"بہت بہتر، لیکن آپ نے تو اپنا نام غزالی بتایا تھا؟"

"جی ہاں، میں ان کے دو دوستوں کے ساتھ یہاں آیا ہوں۔"

"کیا وہ بھی آپ کے ساتھ ویلنٹائن ہی میں مقیم ہیں؟"

"جی ہاں۔"

"بہت بہتر آپ کے لیے چائے۔" اس نے دروازے کی طرف رخ کر کے کہا اور اسی وقت ایک اور عورت ٹرالی دھکیلتی ہوئی اندر داخل ہو گئی، یہ بھی عمر رسیدہ عورت تھی۔ تین عورتوں کو ایک ہی عمر کا دیکھ کر مجھے تھوڑی سی حیرت ہوئی تھی لیکن بہر طور اس سلسلے میں کوئی تجسس ضروری نہیں تھا۔ چائے آ گئی۔ میں نے تھوڑا سا تکلف کیا لیکن ان لوگوں کے اصرار پر سکریٹری کے ساتھ چائے پی۔ چائے لانے والی عورت تو اسی وقت واپس چلی گئی تھی، لیکن باقی دونوں عورتیں وہیں موجود رہی تھیں، انہوں نے مکمل خاموشی اختیار کر رکھی تھی اس کے بعد انہوں نے مجھ سے رسمی گفتگو بھی نہیں کی۔ چائے پینے کے بعد میں اپنی جگہ سے اٹھ گیا، اور وہ تینوں مجھے بیرونی دروازے تک چھوڑنے آئیں۔ کچھ عجیب سی کیفیت کا اظہار ہو رہا تھا۔ جس عورت نے مین گیٹ پر مجھے ریسیو کیا تھا وہ وہیں مین گیٹ پر مجھے یہ بتا سکتی تھی کہ مسٹر ایسٹرڈ موجود نہیں ہیں لیکن وہ مجھے باقاعدہ اندر لے گئی، البتہ ایک بات ضرور تھی اس نے ڈرائنگ روم سے نکلتے ہوئے کہا تھا کہ وہ سکریٹری کو اطلاع دینے جا رہی ہے۔ ہو سکتا ہے یہ میرا شک ہی ہو، مجھے یوں محسوس ہوا تھا جیسے مارٹن ایسٹرڈ موجود ہو لیکن اس نے سکریٹری کے ذریعے مجھے یہ پیغام بھجوا دیا ہو۔ یہاں سے ہوٹل واپس ہونے کے علاوہ اور کیا کر سکتا تھا۔

سمبوتورا میرا انتظار کر رہا تھا۔ اسے صورتحال بتائی تو اس نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "مجھے خود بھی یقین نہیں تھا کہ لیبوس سے اتنی جلدی ملاقات ہو جائے گی۔ اس کا پتا تو ہمیں ملا ہے، لیکن بس نجانے کیوں میری چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ اس سلسلے میں کچھ رکاوٹیں ضرور پیش آئیں گی۔ ویسے میں اس دوران لیبوس سے ذہنی رابطہ قائم کرنے کی کوششیں بھی کرتا رہا ہوں۔ لیکن مجھے اس کی طرف سے جواب موصول نہیں ہوا۔ میرا خیال ہے میں نے یہ ذہنی رابطہ طویل دائرہ عمل میں کیا تھا۔ ان خواتین کا کہنا درست ہے کہ لیبوس یہاں موجود نہیں ہے۔"

"گڈ۔ اس کے باوجود سمبوتورا میرا خیال ہے کہ تم یہ کوششیں کرتے رہو، میں تم سے یہ بھی مشورہ چاہتا ہوں کہ پہلے لیبوس سے ملاقات کرنا ضروری ہے یا اپنے طور پر گومین کے لیے

میں کسی ذہنی معالج کو بھی تلاش کروں۔"

سمبوتورا میرے اس سوال پر سوچ میں ڈوب گیا تھوڑی دیر تک سوچتے رہنے کے بعد اس نے کہا۔ "لیبوس کی واپسی کا کوئی تعین نہیں ہو سکا ہے۔ اس لیے اس کام کو بھی جاری کیوں نہ رکھا جائے۔ لیکن گازالی تم اس سلسلے میں کیا کرو گے؟"

"جو کچھ بھی ممکن ہو سکا۔ میں اپنے طور پر کم از کم اور کچھ نہیں تو چند ڈاکٹروں سے گومین کے بارے میں مشورے ہی کر سکوں گا، ممکن ہے کوئی کام کی بات ہو جائے اور اس دوران اگر لیبوس واپس آ جائے تو ہم اس سے ملاقات کریں گے اور اس سے مشورہ بھی طلب کریں گے، مجھے یقین ہے کہ لیبوس یہاں کے ماحول میں رہ کر یہاں کے بارے میں بہت کچھ جان چکا ہوگا اس نے گومین کے لیے میرے ملک تک کا سفر بلاوجہ ہی نہیں کیا..... ہوگا، اب مجبوری ہے سمبوتورا۔ انتظار تو کرنا ہی پڑے گا۔ ویسے کیا تم اب بھی گوشہ نشینی ہی اختیار کرو گے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ اگر لندن کی کسی فضا میں کچھ دیر کے لیے سانس لینا چاہو تو میں اس وقت تک گومین کے ساتھ رہ سکتا ہوں۔" میں نے کہا۔

"نہیں نہیں۔ تم جانتے ہو گازالی۔ مجھے پرسکون گوشے پسند ہیں، حالانکہ یہ ہوٹل پرسکون نہیں ہے۔ لیکن لندن جیسی ہنگامہ خیز جگہ پر ہم ظاہر ہے سکون کی جگہ تلاش بھی نہیں کر سکتے۔ میں گومین کے پاس رہنا ہی پسند کروں گا، تم اپنے طور پر جو بھی مصروفیت مناسب سمجھو اختیار کرو۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے کہا۔

دوپہر کا کھانا میں نے سمبوتورا کے ساتھ ہی کھایا تھا اور اس کے بعد میں تیار ہو کر باہر نکل آیا۔ لندن کی بہت سی مشہور جگہیں دیکھنے کی خواہش دل میں تھی اس کے لیے تنہا ہی سفر کرنا پڑا، لیکن ہوٹل سے باہر نکلنے کے بعد دفعتاً مجھے ہیلن مورگر یاد آئی۔ لڑکی یقینی طور پر تکلیف دہ نہیں تھی۔ چنانچہ اگر اس سے کیا ہوا وعدہ بھی پورا کر دیا جائے تو کیا حرج ہے۔ ایک پبلک کال بوتھ سے میں نے ہیلن مورگر کے دیے ہوئے نمبروں پر فون کیا۔ کسی مرد نے فون اٹھایا تھا۔ ہیلن مورگر کے بارے میں پوچھا تو اس نے انتظار کرنے کے لیے کہا۔ اور چند لمحات کے بعد ہیلن کی آواز سنائی دی۔ "ہیلو۔"

"میں غزالی بول رہا ہوں مس مورگر۔ آپ کا جہازی ہم سفر"

"گازالی کہہ دینا ہی کافی تھا۔ میں تمہارا انتظار کرتے کرتے مایوس ہو گئی تھی۔ میں نے سوچا کہ شاید لندن میں اپنی مصروفیتوں کے درمیان تم میری مداخلت پسند نہ کرو۔"

ایم اے راحت

سدا بہار قلم سے

ایک شاہکار ناول

باغی

مکمل دو حصے

فی حصہ ۲۵/- روپے

ڈاک خرچ ۲۵/-

معاشرے کی سنگلاخ چٹانوں پر سفر کرنے والے بیٹے کی داستان جس نے ماں کیلئے زمین کی پستیاں سمیٹ لیں

قہقہوں کے درمیان چھپے ہوئے آنسوؤں کی داستان

طنز و مزاح کا پیکر ناول

خوبصورت سرورق، دیدہ زیب گیٹ اپ

علی میاں پبلی کیشنز

20- عزیز مارکیٹ۔ اردو بازار لاہور فون 7247414

اسٹاکسٹ

علی بک سٹال، نسبت روڈ چوک میو ہسپتال لاہور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"نہیں مس مورگر کچھ مصروفیتیں ضرور تھیں لیکن فی الحال چند گھنٹوں کے لیے خالی ہوں۔ میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ آپ کو ٹیلی فون کروں گا، چنانچہ آپ کو ٹیلی فون کر دیا۔"

"کہاں قیام کیا ہے تم نے۔؟"

"ہوٹل ویلنٹائن کمرہ نمبر پانچسو دس، پانچسو گیارہ۔"

"دو کمرے۔!"

"ہاں۔ میرے ساتھ دو ساتھی اور بھی ہیں۔"

"اوہو۔ لیکن جہاز میں تو تم نے تعارف نہیں کرایا۔"

"اس کی ضرورت ہی نہیں پیش آئی۔ بہر طور کسی وقت تعارف کرا دوں گا۔!"

"تو میں ویلنٹائن آ رہی ہوں۔"

"نہیں۔ میں ویلنٹائن سے نکل چکا ہوں اور ایک پبلک کال بوتھ سے تمہیں فون کر رہا ہوں۔!"

"تب پھر یہاں سے تم ریجنٹ پارک پہنچ جاؤ۔ میں وہیں آ رہی ہوں۔"

ایک ٹیکسی نے مجھے ریجنٹ پارک اتار دیا۔ ہیلن مورگر کا زیادہ انتظار نہ کرنا پڑا۔ وہ چند منٹ بعد ایک خوبصورت کار میں میرے پاس پہنچی اور مجھے اندر بٹھا کر کار آگے بڑھا دی۔ ہیلن مورگر بہت خوش نظر آ رہی تھی۔ ڈرائیو کرتے ہوئے اس نے کہا "تمہارے ساتھی تمہارے ساتھ نہیں ہیں مسٹر غزالی۔"

"وہ گوشہ نشین لوگ ہیں۔ اور ان میں سے ایک مصیبت کا شکار ہے۔"

"کیا مطلب۔"

وہ ذہنی فتور میں مبتلا ہے اور یہاں میں اسی کے علاج کے سلسلے میں آیا ہوں۔ بلکہ میں تم سے بھی درخواست کروں گا ہیلن کہ ذہنی امراض کے ماہر کسی بہت اچھے ڈاکٹر کے بارے میں معلوم کر کے مجھے بتاؤ۔ کیا تم اس سلسلے میں میری کچھ مدد کر سکتی ہو۔"

ہیلن نے چونک کر گردن گھمائی مجھے دیکھا اور پھر مسکرا دی "کیوں نہیں میں تمہیں ایک ایسے ڈاکٹر سے ملا سکتی ہوں جسے پورے یورپ میں برین اسپیشلسٹ کی حیثیت سے یکتا سمجھا جاتا ہے۔"

"کیا واقعی ؟"

"سو فیصدی۔ تم اس کے بارے میں تحقیقات کر سکتے ہو۔"

"تم نے تو میری بہت بڑی مشکل حل کر دی۔ میرا خیال ہے تم فوراً اس سے اپائنٹمنٹ لے لو۔ یہ کام کب تک ہو سکے گا۔"

"کل ہو جائے گا۔ کل ٹھیک گیارہ بجے۔"

"اپائنٹمنٹ اتنی آسانی سے مل جائے گا۔؟"

"میں لے لوں گی میرے اس سے بہت اچھے تعلقات ہیں۔"

"ویری گڈ بے حد شکریہ۔ اب میں مطمئن ہوں۔"

"لندن پہلی بار آئے ہو۔؟"

"ہاں بالکل پہلی بار۔"

"کیسا لگ رہا ہے میرا شہر۔؟"

ابھی تو میں نے لندن کی پر اخلاق لڑکی ہیلن مورگر کو ہی دیکھا ہے اور اس کی شخصیت سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ میرے خیال میں لندن کے حسن میں اس کے اچھے اخلاق کے کچھ نقوش ضرور ہوں گے۔" میں نے کہا اور وہ ہنس پڑی "شکریہ تمہارے ملک میں میری جس طرح پذیرائی ہوئی اس کا قرض ادا کرنا چاہتی ہوں۔"

"یہ قرض بری طرح آپ کے ذہن پر سوار ہے مس مورگر۔ کیا میں کبھی آپ کے دوست کا مقام نہیں حاصل کر سکتا۔" میں نے کہا۔

ہیلن چونک کر مجھے دیکھنے لگی۔ سوچتی رہی پھر مسکرا کر بولی "سوری۔ واقعی میں نے غلط الفاظ ادا کیے ہیں لیکن قصور میرا بھی نہیں ہے۔ تمہارے ملک میں میری ملاقات اتنے اچھے اور محبت کرنے والے لوگوں سے ہوئی ہے کہ نہ جانے کب تک میں اپنے ذہن کو ان کے سحر سے آزاد نہ کرا سکوں۔" میں مسکرا دیا۔ پروگرام یہی تھا کہ کسی اچھے اسپیشلسٹ سے گومین کے لیے وقت لوں، یہ کام ہیلن مورگر کے ذریعہ ہو گیا تھا اس لیے اب فرصت تھی۔ ہیلن مورگر میری میزبان بن گئی۔ مشہور زمانہ ٹرافلگر اسکوائر کے چوک میں الستاہ بلند و بالا ستون کی چوٹی پر کھڑے ہوئے لارڈ نیلسن کو دیکھا جس کی ترچھی ٹوپی پر کئی کبوتر بیٹھے غٹر غوں کر رہے تھے۔ نیشنل گیلری کے یونانی ستون اور سینٹ پال کے گرجا گھر ان کبوتروں سے بھرے ہوئے تھے۔ ایک ایک شے رواتی تھی اور میں سحر زدہ سا لندن دیکھ رہا تھا۔ اسی دوران ایک خوبصورت ریستوران میں ہیلن نے مجھے شام کی چائے پلائی اور پھر مختلف علاقے گھماتی رہی یہاں تک کہ شام اور پھر رات ہو گئی۔ لندن خوش فکروں سے بھرا ہوا تھا۔ آکسفورڈ اسٹریٹ کے سامنے شافسبری ایونیو کے درمیان پکاڈلی سرکس کی لاکھوں روشنیاں جگمگا اٹھی تھیں۔ پکاڈلی کے درمیان ایروز کے مجسمے کے قریب ہپی آوارہ گرد ڈیرے ڈالے ہوئے تھے۔ سریلی گھنٹیوں اور ڈھولکیوں کی تھاپ کے ساتھ ہرے راما ہرے کرشن کا بھجن جاری تھا اور منشیات کی ترنگ میں ڈوبے ہوئے بدمستوں کے گرد مجمع لگا ہوا تھا۔ کچھ آگے سوہو کو نکلنے والی سڑک پر تسبیح، منکوں کی مالائیں گھنٹیاں اور کرتے

وغیرہ فروخت ہو رہے تھے۔ ہر شے ایک ندرت کی حامل۔ پارک لاٹونا می ریستوراں میں رات کے کھانے کے بعد میں نے ہیلن سے درخواست کی کہ اب مجھے ویلنٹائن چھوڑ دے۔

"کل کے پروگرام کے تعین کے بعد" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کل تو ہم دن میں ملاقات کر رہے ہیں، اس کے بعد بقیہ پروگرام طے کر لیں گے۔" میں نے جواب دیا۔

"میں ایک ہفتے کے پروگرام کی فہرست بنا لوں گی اور وہ تمہیں پیش کر دی جائے گی۔ تم نے جو مقصد بتایا ہے وہ تو کل پورا ہو جائے گا اور ظاہر ہے کسی ذہنی مریض کے ساتھ تم خود اسپتال میں داخل نہیں ہو گے۔ اس کا علاج تمہاری پسند کے مطابق ہوتا رہے گا اور میں تمہیں لندن گھماؤں گی۔"

میں نے مسکرا کر گردن ہلا دی تھی۔ بہر طور اسکے خلوص کو ٹھکرایا نہیں جا سکتا تھا۔ بعد میں اپنے پروگرام کی تفصیلات سے میں اسے اس حد تک آگاہ کر دوں گا جس حد تک ممکن ہوا۔ چنانچہ ہیلن مورگر مجھے ویلنٹائن چھوڑ گئی۔ میں نے اسے اپنے ساتھ آنے کی دعوت نہیں دی تھی اور یوں بھی وقت کافی ہو چکا تھا۔

اس کے جانے کے بعد میں لفٹ کے ذریعے اپنی منزل پر آ گیا۔ سمبوتورا کے کمرے میں روشنی ہو رہی تھی، دستک دی تو سمبوتورا نے دروازہ کھول دیا، وہ واقعی گوشہ نشینی سے مطمئن رہتا تھا، مجھے دیکھ کر استقبالیہ انداز میں مسکرایا اور اندر آنے کی دعوت دی۔

"یقیناً تم لوگ رات کا کھانا کھا چکے ہو گے۔؟"

"ہاں۔ لیکن یہ یقین کرنے کے بعد کہ تم ڈنر سے قبل واپس نہیں آؤ گے۔؟"

"تکلفات میں پڑنا بھی نہیں سمبوتورا، میں اپنے کام میں مصروف ہوں۔"

"میں جانتا ہوں گازالی، اور ویسے بھی حقیقت یہی ہے کہ طویل عرصہ تمہاری اس دنیا میں گذارنے کے بعد بھی مجھے اس دنیا سے خوف سا محسوس ہوتا ہے اور میں ان رنگین لوگوں کے درمیان خود کو اجنبی محسوس کرتا ہوں بلکہ شاید ہم میں سے ہر سامون کی یہی کیفیت ہوتی ہے اور وہ جو ہنگاموں سے گھبراتے ہیں، گوشہ نشینی ہی کو سب سے زیادہ پسند کرتے ہیں، چنانچہ تم میری فکر مت کیا کرو۔"

میں نے سمبوتورا کو بتایا کہ کل دن میں گومین کے معائنے کا بندوبست کر لیا گیا ہے اور ہم لوگ ساڑھے دس بجے یہاں سے نکل چلیں گے۔ سمبوتورا نے مطمئن انداز میں گردن ہلائی تھی اور اس سلسلے میں مجھ سے مزید سوالات نہیں کیے تھے وہ ایسی ہی فطرت کا مالک تھا۔

تھوڑی دیر اس کے ساتھ گذارنے کے بعد میں اپنے کمرے میں واپس آ گیا۔ ہیلن مورگر کے ساتھ لندن کے مختلف حصے دیکھے تھے اور اس کے خلوص کا اعتراف کرنا پڑا تھا۔ وہ ضرورت سے زیادہ مہمان نوازی کر رہی تھی لیکن میں اس پر زیادہ بوجھ نہیں بن سکتا تھا۔ میں نے دل میں سوچ لیا تھا کہ خوبصورتی سے اسے اس کی اس مہمان نوازی سے روک دوں گا، میرے لیے تو بے شمار مسئلے یہاں تیار کھڑے تھے، جب بھی کام شروع ہو جائے۔ کل دن میں گومین کا معائنہ کرا لیا جائے اور اگر واقعی کوئی صحیح ڈاکٹر ہوا، جیسا کہ ہیلن مورگر نے کہا تھا، تو پھر گومین کو دماغی ہسپتال میں داخل کرا دیا جائے گا۔ لیوس جب بھی واپس آ جائے۔ اگر اس نے کوئی خاص ہی مشورہ دیا تو پھر دوسری بات ہے۔

رات کو نجانے کس وقت آنکھ کھل گئی اور میری نگاہوں میں پھولوں کے کنج کے پاس کھڑا ہوا ایک حسین چہرہ ابھر آیا۔ تنویر نے ان تمام شخصیتوں کو شکست دے دی تھی، جنہوں نے عجیب عجیب انداز میں میری جانب بڑھنے کی کوشش کی تھی اور جن سے میں کترا تا رہا تھا۔ ہما، جولیا، اور نجانے کون کون۔ لیکن تنویر اچانک ہی ایک طوفان بن کر مجھ پر چھا گئی تھی اور میں اپنے دل میں ایک سکون سا محسوس کرتا تھا کہ میں بالکل ہی تنہا نہیں ہوں۔ بیچاری ندرت تو جیسے میرے ذہن سے اتر ہی چکی تھی۔ ندرت کے بارے میں بھی جب سوچتا تو عجیب سے تاثرات ذہن پر چھا جاتے۔ تعجب بھی ہوتا اور ہنسی بھی آتی۔ بلاشبہ اس کی اپنی عمر کے لحاظ سے اس کے جذبات جوان تھے لیکن میری عمر۔ ہنسنے کی بات ہی تھی

دوبارہ سویا تو دیر سے آنکھ کھلی، کسی نے جگانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ ٹیلی فون پر سمبوتورا سے رابطہ قائم کیا تو اس نے بتایا کہ وہ ناشتا کر چکا ہے، میں اپنے طور پر ناشتا کر لوں۔

ناشتے کے بعد گھڑی میں وقت دیکھا تو پونے دس بج رہے تھے۔ میں نے ایک بار پھر ٹیلی فون پر ہی سمبوتورا کو گومین کے ساتھ تیار ہو جانے کی ہدایت کی اور خود تیاریوں میں مصروف ہو گیا۔ سوا دس بجے میرے کمرے کے ٹیلی فون کی گھنٹی بجی اور آپریٹر نے بتایا کہ مس مورگر مسٹر گوزیلی سے گفتگو کرنا چاہتی ہیں۔ مس مورگر کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو غزالی۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہیلو۔!"

"تیار ہو ناغزالی"۔ ہیلن مورگر کی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ تم نے اپائنٹمنٹ لے لیا ہے۔؟"

"یہ میرا شہر ہے اور جو کچھ میں کہوں اس پر تمہیں آنکھیں بند کر کے یقین کر لینا چاہیے۔"

"تو پھر آنکھیں بند کر کے میں کہاں پہنچ جاؤں۔؟" میں نے سوال کیا۔!

"آنکھیں بند کیے بیٹھے رہو میں خود تمہارے پاس آ رہی ہوں۔ ڈاکٹر سے گیارہ بج کر بیس منٹ کا وقت ملا ہے۔"

"شکریہ ہیلن، واقعی تم نے میری ایک بہت بڑی مشکل حل کر دی ہے۔" میں نے کہا اور تیاریاں کرنے کے بعد گومین کے کمرے میں پہنچ گیا۔ سموتورا نے گومین کو بھی تیار کر لیا تھا، ویسے گومین اب پرسکون ہی نظر آتا تھا۔ طویل عرصے سے اس پر وہ ہذیانی کیفیت طاری نہیں ہوئی تھی بلکہ بعض اوقات تو اس کے چہرے سے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ سنجیدگی سے کسی مسئلے پر سوچ رہا ہو جبکہ اس سے پہلے کبھی اس کے چہرے پر سوچ کے آثار نہیں ہوتے تھے بلکہ بس ایک الجھا الجھا انداز پایا جاتا تھا جیسے وہ ماحول سے غیر مطمئن ہو۔

میں نے سموتورا کو بتایا کہ تھوڑی دیر کے بعد میری دوست ہیلن مورگر یہاں پہنچ رہی ہے، اور ہمیں اس کے ساتھ جانا ہوگا بے چارے سموتورا نے ہیلن مورگر کے بارے میں ایک سوال بھی نہیں کیا تھا۔ بڑا ہی قناعت پسند آدمی تھا۔

ہیلن مورگر کو میں نے اپنے کمرے کے دروازے پر ہی خوش آمدید کہا۔ اور اُسے ساتھ لیے ہوئے سموتورا کے کمرے میں آ گیا۔ میں نے اس سے سموتورا کا تعارف کرایا تو وہ مسکرا کر اسے دیکھنے لگی "ساموتورا۔ عجیب نام نہیں ہے۔؟"

"ہاں۔"

"مسٹر تورا کا تعلق کہاں سے ہے۔ شکل و صورت سے تو ایشیائی باشندے ہی لگتے ہیں۔؟"

"ہاں، مسٹر سموتورا تبت کے علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔" میں نے کہا اور ہیلن نے مطمئن انداز میں گردن ہلا دی۔ اس سے زیادہ اس نے سموتورا کے بارے میں کوئی سوال نہیں کیا تھا۔

ہم تینوں ہیلن کے ساتھ نیچے اتر آئے اور ہیلن کی کار میں بیٹھ کر چل پڑے۔ میں ہیلن کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک انتہائی شاندار عمارت کے سامنے کار رکی اور ہیلن مورگر دروازہ کھول کر نیچے اتر آئی۔ کار لاک کر کے وہ ہمیں اندر لے گئی، حسین عمارت کے انتہائی نفیس ویٹنگ رُوم میں گیارہ بج کر بیس منٹ کا انتظار کیا گیا۔ پھر ایک باوردی شخص نے باہر آ کر مسٹر غزالی کا نام پکارا اور ہیلن مورگر کھڑی ہو گئی، ہم سب ایک راہداری سے گذر کر ایک کمرے کے دروازے کے سامنے پہنچ گئے، دروازے پر ڈاکٹر جے مورگر کے نام کی تختی لگی ہوئی تھی۔

میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ جے مورگر تو ہیلن کا باپ تھا۔ باوردی شخص نے فوراً ہی دروازہ کھول دیا اور میں حیرت زدہ سا اندر داخل ہو گیا۔ کشادہ کمرے میں ایک عظیم الشان سیاہ میز کے پیچھے ڈاکٹر مورگر بیٹھا ہوا تھا۔ اُسے دیکھ کر مجھے کوئی شبہ نہ رہا اور پھر مجھے وہ لمحات یاد آ گئے جب میں نے ہیلن سے کہا تھا کہ میں ایک دماغی مریض کو علاج کی غرض سے لندن لایا ہوں اور یہاں کے کسی بہتر برین سرجن کا پتا چاہتا ہوں، تو اس نے چونک کر مجھے دیکھا تھا، مسکرائی تھی اور پھر اپنی خدمات پیش کر دی تھیں۔ تو اس کا مقصد یہ تھا کہ جے مورگر اس کا باپ ہی ایک معروف برین سرجن تھا۔

جے مورگر نے مجھے دیکھا، مسکرا کر مجھ سے ہاتھ ملایا اور پھر گومین اور سموتورا کو دیکھنے لگا۔ اور پھر اس نے گردن کے اشارے سے ان لوگوں کو بیٹھنے کی پیش کش کی۔

"جہاز میں تم سے تعارف ہوا تھا مسٹر غزالی۔ اور اس کے بعد ہیلن نے تمہارا پرابلم مجھے بتایا تھا، بہر طور میں جس قابل ہوں، حاضر ہوں، میرا خیال ہے میرا مریض وہ شخص ہے۔ کیا نام ہے اس کا۔؟"

"ہم اسے گومین کے نام سے پکارتے ہیں۔"

"گڈ۔ آپ مجھے اس کے بارے میں کچھ تفصیلات بتائیے، اس کے بعد میں اس شخص کا معائنہ کر لوں گا۔ آج کا ڈیڑھ گھنٹہ میں نے اس کے لیے وقف کر دیا ہے۔ مسٹر سموتورا آپ بھی براہ کرم یہاں آ جائیے۔"

ہیلن مسکراتی ہوئی ایک طرف بیٹھ گئی تھی ڈاکٹر جے مورگر نے مجھ سے سوالات کرنے شروع کر دیے تھے۔ "مسٹر گومین کی دماغی حالت کتنے عرصے سے خراب ہے اور اسکے عوامل کیا تھے" میں نے اپنی معلومات کے تحت مختصر تفصیل ڈاکٹر مورگر کو بتا دی جو اس کے لیے ناکافی تھی۔ وہ مجھ سے طرح طرح کے سوالات کرتا رہا۔ اور میں اسے جواب دیتا رہا۔ ایک دوبار سموتورا کو بھی درمیان میں بولنا پڑا تھا۔ بالآخر میں نے ڈاکٹر جے مورگر سے کہا "ڈاکٹر مورگر کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ آپ اپنے طور پر اس شخص کا دماغی تجزیہ کریں، اور ان حالات کا جائزہ لیں کیونکہ آپ کے سوالات کے جواب میں جو کچھ ہم کہیں گے وہ آپ کے لیے کافی نہیں ہوگا۔"

"تمام باتیں الجھی ہوئی ہیں اور درحقیقت میں اب تک کچھ نہیں سمجھ سکا۔ تاہم میں تمہاری مرضی کے مطابق اسکے ابتدائی ٹیسٹ لیتا ہوں۔ ہیلن تم اپنے مہمانوں کو اٹینڈ کرو، میں مریض کو لیے جا رہا ہوں۔"

ڈاکٹر مورگر گومین کا بازو پکڑ کر کمرے کے اندر ہی بنے ہوئے ایک دروازے کی جانب بڑھ گیا۔ گومین نے تعرض نہیں کیا تھا۔ ہیلن مسکرا کر میری طرف دیکھنے لگی تو میں بھی مسکرا دیا۔ "واقعی تمہارے تعلقات تو مسٹر مورگر سے بہت ہی گہرے ہیں تو پھر اپائنٹمنٹ کیسے نہ ملتا۔"

"یقین کرو غزالی چونکہ ڈیڈی بہت عرصے کے بعد کلینک آئے ہیں اور اس دوران ان کے پاس کوئی اپائنٹمنٹ نہیں تھا اس لیے یہ وقت مل گیا، ورنہ میں تم سے فخریہ کہتی ہوں کہ میرے ڈیڈی کے پاس بالکل وقت نہیں ہے۔ تم اگر چاہو تو ڈاکٹر جے مورگر کے بارے میں کہیں سے بھی معلومات حاصل کر سکتے ہو، ڈیڈی کے پاس خاص ہی خاص کیس آتے ہیں بہت زیادہ اُلجھے ہوئے۔"

"مجھے تم پر یقین ہے ہیلن۔" میں نے جواب دیا۔

ہیلن نے میرے لیے کافی منگوائی، لیکن اصولوں کے تحت اسے ایک ملحقہ کمرے میں جانا پڑا تھا، جو مہمانوں کی تواضع کے لیے مخصوص تھا۔ وہاں بیٹھ کر ہم کافی پینے لگے۔ ہیلن نے ایک بٹن دبا کر دروازے کے باہر بلب روشن کر دیا۔ تاکہ اگر ڈاکٹر مورگر کو ہماری تلاش ہو تو اسے علم ہو جائے کہ ہم یہاں موجود ہیں۔

پینتس منٹ گذر چکے تھے۔ چھتیسویں منٹ پر ڈاکٹر مورگر کی آواز ایک انٹرکام پر سنائی دی۔ "مسٹر غزالی، براہ کرم یہاں ٹیسٹ روم میں آ جائیے۔"

میں کھڑا ہو گیا۔ کافی پی جا چکی تھی، ہیلن خود مجھے ٹیسٹ رُوم کے دروازے تک چھوڑنے آئی اس نے مجھے اندر جانے کے لیے کہا اور خود واپس لوٹ گئی۔ اندر کا ماحول میری توقع سے کہیں زیادہ گمبھیر تھا۔

ایک وسیع و عریض ہال تھا جس میں متعدد مشینیں لگی ہوئی تھیں، مدہم روشنیاں چاروں طرف جل رہی تھیں ایک میز پر گومین لیٹا ہوا نظر آ رہا تھا، اور اس کے سر پر ایک بہت بڑی مشین سے مختلف قسم کی شعاعیں نکل کر اس کے سر اور چہرے کو اپنے دائرے میں لیے ہوئے تھیں، تھوڑے ہی فاصلے پر ایک ٹیلی ویژن اسکرین روشن تھا جس پر مختلف قسم کے نشانات نمودار ہو رہے تھے۔ ڈاکٹر مورگر اسی اسکرین کے سامنے موجود تھا اس نے گردن گھما کر مجھے دیکھا اور میں اس کے نزدیک پہنچ گیا۔ جے مورگر کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اس نے اشارے سے مجھے اپنے سامنے والی کرسی پر بیٹھنے کے لیے کہا۔ اور پھر ویڑن اسکرین کا بٹن آف کر دیا۔ اس کے بعد اس نے ایک بٹن دبا کر تیز روشنی کر دی، لیکن یہ روشنی بھی محدود تھی۔ اور صرف مجھے اور ڈاکٹر مورگر کو اپنے دائرے میں لیے ہوئے تھی۔ ڈاکٹر مورگر کی نگاہیں عجیب سے انداز میں چمک رہی تھیں اور وہ خاموشی سے میری صورت دیکھ رہا تھا۔

ڈاکٹر مورگر کا یہ انداز مجھے بہت عجیب سا لگ رہا تھا، مشینوں کے درمیان ویسے ہی ماحول کافی پُراسرار ہو گیا تھا، میں ڈاکٹر مورگر کی صورت دیکھتا رہا، تھوڑی دیر کے بعد اس نے کہا۔ "غالباً آپ کچھ عرصے پہلے بھی اس مریض کو یہاں لا چکے ہیں، مسٹر غزالی۔"

"نہیں ڈاکٹر ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

"تب پھر یہ دوسرا انوکھا مریض ہے جو میرے پاس آیا ہے، میں بہت اچھی یادداشت کا مالک نہیں ہوں، لیکن وہ انوکھا کیس مجھے اچھی طرح یاد ہے، اور پھر زیادہ وقت بھی نہیں گذرا غالباً چھ سات ماہ قبل کی بات ہے، کوئی ایک ایسے ہی مریض کو میرے پاس لایا تھا۔ میں نے اس کا معائنہ کیا تھا اور پھر دوبارہ اُسے بلایا تھا، لیکن اس کے بعد وہ مریض میرے پاس نہیں آیا۔"

"میں تو پہلی بار لندن آیا ہوں ڈاکٹر، بلکہ یوں سمجھیے آپ کے ساتھ ہی میں نے پہلی بار اس جہاز سے لندن کا سفر کیا ہے۔" میں نے متعجبانہ انداز میں کہا۔

"ہو سکتا ہے۔ یقیناً ایسا ہی ہوگا، ظاہر ہے تم جھوٹ کیوں بولو گے۔"

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں ڈاکٹر کہ جب آپ برین اسپیشلسٹ ہیں تو آپ کو اس مریض کے معائنے پر تعجب کیوں ہوا۔"

"بھئی میں تمہیں ذرا تفصیل سے سمجھاؤں۔" ڈاکٹر مورگر نے کہا اور پھر اپنی جگہ سے اُٹھ کر مشینوں پر کچھ کارروائی کی، گومین کے سر پر جلتی ہوئی روشنیاں بھی بجھ گئی تھیں، ڈاکٹر مورگر نے میرا ہاتھ پکڑا اور وہاں سے ہٹ کر ایک اور نشست پر آ بیٹھا مجھے بھی اس نے اپنے ساتھ بیٹھنے کی پیشکش کر دی تھی، پھر وہ کہنے لگا۔ "یہ سب کچھ میرے لیے اتنا دلچسپ ہے کہ میں دوسرے تمام کام چھوڑ سکتا ہوں، ویسے بھی میرا آج کوئی اور اپائنٹمنٹ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں ہے، تمہیں توجلدی نہیں ہے۔"

"نہیں ڈاکٹر۔ قطعی نہیں۔"

"ٹھہرو۔ میں ہیلن کواطلاع کر دوں کہ وہ اس دوسرے شخص کوسنبھالے رکھے جوتمہارے ساتھ آیا ہے۔ ہم ذرا تفصیلی گفتگو کریں گے۔"

"بہتر ڈاکٹر۔"

ڈاکٹر مورگر نے انٹرکام پر ہیلن کومخاطب کیا اور اس سے کہا کہ معائنے کا وقت دو ڈھائی گھنٹے بھی ہوسکتا ہے اس دوران مسٹر سمبوتورا کو بور نہ ہونے دیا جائے۔ یہ ہدایت دینے کے بعد ڈاکٹر مورگر پھر میرے سامنے آبیٹھا۔ وہ پُرخیال انداز میں ٹھوڑی کھجاتے ہوئے بولا۔ میں اس شخص کے ذہن کا ابتدائی معائنہ کرکے ہی حیران ہوگیا تھا، دراصل انسانی دماغ کی ایک مخصوص بناوٹ ہوتی ہے مختلف دماغوں میں بس معمولی معمولی فرق ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے انسانی اجسام، اعضا، نقوش ایک جیسے ہونے کے باوجود ایک دوسرے سے تھوڑے تھوڑے مختلف ہوتے ہیں، کچھ تندرست، کچھ کمزور، کچھ کے زاویے بدلے ہوئے، لیکن ان کی ہیئت ایک ہی ہوتی ہے، ہاتھوں میں پانچ انگلیاں، پیروں کی بناوٹ، ناک، آنکھ، کان وغیرہ۔ یہی کیفیت انسانی دماغ کی ہے، اس کے خلیے چھوٹے بڑے اور ساخت میں ایک دوسرے سے ذرا مختلف ہوتے ہیں لیکن انکی بناوٹ اور ان کا فنکشن ایک ہی ہوتا ہے، اگر تمہیں کسی دماغ کے خلیوں کی بناوٹ ہی میں فرق نظر آئے اور لاکھ دو لاکھ، دس لاکھ دماغوں میں ایک دماغ منفرد ہو تو کیا تمہیں حیرت نہ ہوگی۔ جس شخص کو میرے سامنے لایا گیا تھا، وہ بھی ایسی ہی دماغی بناوٹ رکھتا تھا۔ اس کے خلیوں میں کچھ ایسی انوکھی صفات تھیں کہ میں حیران رہ گیا تھا۔ میں نے اس دماغ کی فوٹوپلیٹ بھی حاصل کی تھی، جو یقیناً میرے ریکارڈ میں ہوگی میں بعد میں اس مریض کا اچھی طرح تجزیہ کرنا چاہتا تھا، لیکن وہ دوبارہ میرے پاس آیا ہی نہیں، اور اس وقت بھی وہ مجھے بہت زیادہ وقت نہیں دے سکا تھا۔

"اگر وہ تم نہیں تھے، تو پھر یہ ایک حیرت انگیز بات ہے مسٹر غزالی کہ ایک ہی بناوٹ کے دو دماغ میرے سامنے آئے، اس کا مقصد ہے کہ یہ دونوں آپس میں کوئی تعلق رکھتے ہیں، میں بہت آگے نہیں بڑھنا چاہتا، لیکن اگر میں یہ کہوں تو حق بجانب ہوں گا کہ یہ دونوں انسانی بناوٹ رکھنے کے باوجود کچھ غیر انسانی خصوصیات کے مالک ہیں، مگر یہ کون ہیں اور ان کے دماغوں کی بناوٹ میں اتنا نمایاں فرق کیوں ہے یہ بات قابلِ غور ہے، اور اس سلسلے میں غزالی میں اپنی تسلی کے لیے تم سے کچھ سوالات کرنا چاہتا ہوں۔"

"جی مسٹر مورگر۔" میں اپنے بدن میں ہونے والی اینٹھن کو بمشکل تمام برداشت کرتے ہوئے بولا، ڈاکٹر مورگر جو کچھ کہہ رہا تھا، بلاشبہ حقیقت پر مبنی تھا، لیکن ایک ایسی حقیقت جس کی تفصیل میں خود بھی نہیں جانتا تھا۔

مورگر تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا "پہلی بات تو مجھے یہ بتاؤ کہ اس شخص کا تعلق کہاں سے ہے۔"

میں نے ایک لمحے میں فیصلہ کرلیا کہ ڈاکٹر مورگر کو مکمل حقیقت بتانا مناسب نہیں ہوگا، بلکہ اس کی کسی بھی انداز میں تسلی کردی جائے تو بہتر ہے چنانچہ میں نے فوراً ہی جواب دیا۔" ان لوگوں سے ڈاکٹر مورگر، میری ملاقات تبت کے ایک وحشی قبیلے میں ہوئی تھی میں سیاحت کا رسیا ہوں، گو بہت زیادہ وسائل نہیں رکھتا لیکن پھر بھی بہت کچھ ہے خدا کے فضل سے میرے پاس۔ تبت کے ان علاقوں میں بھی میں سیاحت ہی کی غرض سے گیا تھا اور ایک وحشی قبیلے کے درمیان پھنس کر انتہائی پریشان کن حالات کا شکار ہوچکا تھا کہ ان میں سے اس شخص نے میری مدد کی جو ہیلن کے ساتھ موجود ہے۔ یہ مدد اس نوعیت کی تھی کہ آپ یوں سمجھ لیجیے مجھے نئی زندگی ملی۔ مجھے بچانے کے لیے اس شخص نے اپنی زندگی داؤ پر لگادی تھی، میں اس کا ممنون ہوگیا، تب اس نے اس دوسرے شخص سے ملاقات کرائی جو آپ کے پاس مریض کی حیثیت سے موجود ہے، اور مجھے دکھ بھرے انداز میں بتایا کہ اس کا یہ عزیز ذہنی فتور کا شکار ہے، جس کی وجہ سے وہ سخت پریشان ہے، اس احسان کے جواب میں ڈاکٹر مورگر میں بھی اس کے ساتھ کچھ کرنا چاہتا تھا، چنانچہ میں اسے دماغی علاج کے لیے اپنے وسائل سے یہاں لندن لے آیا، اس سے زیادہ میں ان لوگوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتا، میرے دوست سمبوتورا نے مجھے یہی بتایا کہ وہ تبت کا باشندہ ہے۔"

"تعجب ہے، بے حد تعجب، لیکن میرے دوست میری ایک مدد اور کرو۔"

"کیا مسٹر مورگر۔"

"کیا میں اس شخص یعنی سمبوتورا کا ذہنی جائزہ بھی لے سکتا ہوں۔"

"بڑا ٹیڑھا سوال تھا، میں چند لمحوں تک ڈاکٹر مورگر کو دیکھتا رہا، پھر میں نے کہا۔ اس کے لیے آپ کو مجھے کچھ وقت دینا ہوگا ڈاکٹر، میں اس شخص کو ذرا ترکیب سے اس بات پر آمادہ کرلوں گا یہ میرا وعدہ ہے۔"

"ٹھیک ہے، ظاہر ہے فوری طور پر یہ کام کیا بھی نہیں جاسکتا

"لیکن ڈاکٹر گومین کے ذہنی انتشار کے بارے میں آپ کیا کہیں گے، دماغ کی بناوٹ اپنی جگہ لیکن وہ نیم پاگل کیوں ہے۔"

"اس کا تجزیہ ہم ابھی تھوڑی دیر کے اندر کرلیں گے، لیکن غزالی کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ تم اپنے اس دوست کو اجازت دے دو اور اس سے کہو کہ تم کسی بھی وقت اس شخص گومین کو لے کر واپس ہوٹل پہنچ جاؤ گے۔"

"نہیں ڈاکٹر یہ مناسب نہیں ہوگا لیکن ایک درخواست ہے آپ سے ہیلن کو اگر کوئی مصروفیت نہ ہو تو براہ کرم اُسے اجازت دے دیں کہ وہ سمبوتورا کو ہوٹل چھوڑ آئے کیونکہ یہاں تو جانے کتنی دیر لگے۔"

"تو پھر آؤ اس سے بات کیے لیتے ہیں۔ میں کچھ اور ہدایات بھی دوسرے لوگوں کو دے دوں۔" ڈاکٹر مورگر نے کہا اور ہم دونوں گومین کو اسی طرح میز پر لیٹا چھوڑ کر باہر نکل آئے۔ ہیلن، سمبوتورا سے گفتگو میں مصروف تھی اور سمبوتورا مطمئن نظر آرہا تھا، ہیلن نے مسکراتے ہوئے مجھے دیکھا۔

"کیوں۔ کام ہوگیا۔؟"

"نہیں بے بی ابھی نہیں، بلکہ ممکن ہے آج کا تمام دن ہمیں اس مریض کے دماغی معائنے میں لگ جائے۔ چنانچہ اگر مسٹر سمبوتورا پسند کریں تو تم انھیں واپس ان کے ہوٹل چھوڑ دو اور تم بھی آرام کرو، مسٹر غزالی میرے ساتھ رہیں گے۔"

"اوہو! کیا بہت لمبا کام ہے؟" ہیلن نے ہونٹ سکوڑ کر پوچھا۔

"ہاں بے بی خاصا وقت صرف ہوجائے گا۔"

"میں مسٹر سمبوتورا کو ان کے ہوٹل پہنچائے دیتی ہوں اور غزالی آپ سے پھر اس وقت ملاقات ہوگی جب آپ کو فرصت ہوجائے گی۔"

"میں ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں ڈاکٹر۔ اگر اس ویٹنگ روم میں میری موجودگی کسی پریشانی کا سبب نہ ہو تو مجھے یہیں رہنے دیا جائے۔ میں نہایت اطمینان سے یہاں دن گزار لونگا۔" سمبوتورا نے کہا۔ میں نے ڈاکٹر کی طرف دیکھا اور ڈاکٹر گردن ہلا کر بولا۔ "نہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے مسٹر سمبوتورا۔ اور ہیلن تم جب تک چاہو مسٹر سمبوتورا کے ساتھ رہو، اور جب چاہو واپس چلی جانا۔"

"اوکے ڈیڈی۔ آپ اپنے کام میں مصروف رہیں مسٹر سمبوتورا بڑی سادہ سی شخصیت کے مالک ہیں میں ان سے باتیں کررہی ہوں، بور ہوجاؤں گی تو چلی جاؤں گی۔"

ڈاکٹر مورگر نے اطمینان سے گردن ہلائی اور پھر متعلقہ عملے کو مزید ہدایات دے کر میرے ساتھ واپس اپنی لیبارٹری میں آگیا۔ اس نے میرے تعاون سے کچھ اور مشینوں کو اسٹارٹ کیا اور پھر اسٹریچر نما میز ایک بڑی صندوق نما مشین کے اندر داخل کردی گئی اور مشین کے دروازے بند ہوگئے۔ ڈاکٹر ایک بار پھر اس ویژن اسکرین کے سامنے آگیا تھا۔ اس نے اسکرین سے ایک کیمرہ نما مشین کی لیڈ منسلک کی اور پھر اس صندوق نما مشین کے پاس جاکر اس کے کچھ بٹن آن کردیے۔ ویژن اسکرین پر مکھیاں سی بھنبھنانے لگیں اور پھر آہستہ آہستہ ایک خاکہ نمودار ہونے لگا۔ میں ڈاکٹر کی کارروائی دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد یہ خاکہ ایک انسانی دماغ کی شکل اختیار کرگیا۔ میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا، چنانچہ میں کچھ بھی نہیں سمجھ سکا۔ ڈاکٹر بغور اس خاکے کو دیکھ رہا تھا۔ تقریباً دس منٹ تک یہ کارروائی جاری رہی اسکے بعد ڈاکٹر اپنی جگہ سے اٹھا۔ تمام مشینیں بند کیں اور گومین کو اس صندوق نما مشین سے نکال کر کھلی ہوا میں لایا گیا۔

گومین کو شاید بے ہوش کردیا گیا تھا کیونکہ اس کی آنکھیں بند تھیں اور مسلسل ساکت تھا۔ پھر ڈاکٹر نے اس کیمرے نما مشین کو کھول کر اس میں سے ایک فلم نکالی اور اس فلم کو لے کر ایک پروجیکٹر کے پاس پہنچ گیا جو چند گز کے فاصلے پر رکھا ہوا تھا۔ جدید ترین مشینوں سے یہ فلم تیار کی گئی تھی اس لیے اس میں مزید کسی کام کا مرحلہ نہیں تھا۔ پروجیکٹر سے ڈاکٹر، ایک اسکرین پر ان تصویروں کو دیکھنے لگا۔ وہ ایک ایک تصویر کو اسٹل کرکے سرخ پنسل سے نشانات لگاتا تھا اور اس کے بارے میں سامنے رکھے ہوئے ایک کاغذ پر ریمارکس لکھتا جاتا تھا۔ میں اس دوران بڑے صبر کے ساتھ اس کی یہ تمام کارروائی دیکھ رہا تھا۔ ڈاکٹر نے خود بھی ایک بار مجھ سے گفتگو کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ وقت کا کوئی اندازہ ہی نہ ہوسکا۔

کام گو میرے لیے قطعی غیر دلچسپ تھا لیکن معاملہ چونکہ مجھ سے متعلق تھا اس لیے میں اس میں پوری پوری دلچسپی لے رہا تھا پھر ڈاکٹر اپنے کام سے فارغ ہوگیا اور مختلف چارٹ لیکر میرے نزدیک پہنچ گیا۔

اس نے ایک ٹرمی سی میز پر رکھے ہوئے اسکرین پر پیچھے کی سمت وہ فلم لگادی اور میرے پاس بیٹھ کر مجھ سے کہنے لگا "اب تم ان تمام تصویروں کو دیکھو۔" اس نے ایک بٹن دبایا اور اسکرین پر گومین کے دماغ کی ایک تصویر نمایاں ہوگئی۔ ڈاکٹر نے ایک چھوٹا سا چارٹ نکال کر میرے سامنے رکھا جس پر دماغ کی ایک تصویر بنی ہوئی تھی اور پھر وہ بڑی تفصیل سے دماغی خلیوں کے بارے میں بتانے لگا۔ اس نے کہا۔ "یہ ایک مکمل انسانی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دماغ ہے تم اسے غور سے دیکھو اور پھر اسکرین پر بنے ہوئے اس دماغ کو دیکھو تبدیلی تمہیں صاف محسوس ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ جیسا کہ تم نے کہا کہ یہ ایک منتشر دماغ ہے یعنی اجنبی ہونے کے علاوہ اس میں کچھ ایسی خرابیاں ہیں جن کی وجہ سے وہ شخص ذہنی فتور کا شکار ہے۔ تو ان خرابیوں کا اندازہ ان سیاہ لکیروں سے ہوتا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے شدید جھٹکے پہنچے ہوں اس دماغ کو جس کی وجہ سے خلیوں کے درمیان کچھ خلاء پیدا ہو گیا ہے۔ سامنے کے حصوں میں ان چند خلیوں میں یہ خلاء نظر آتا ہے لیکن جو اندرونی حصے ہیں یقیناً وہ بھی اس سے متاثر ہوں گے اس دماغ کو یا تو کوئی بہت بڑی چوٹ پہنچی ہے یا پھر خاص قسم کے جھٹکوں کے ذریعے اسے منتشر کیا گیا ہے۔ یہ سیاہ لکیریں اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں اور میرا خیال ہے یہی اس شخص کے ذہنی فتور کا سبب ہے۔"

"گڈ۔ ڈاکٹر! کیا اس کا علاج کیا جا سکتا ہے۔"

"ہاں لیکن بہت ہی مشکل چیز ہے وہ رطوبت جو ان خلیوں کی لکیروں میں جمع ہو کر ان کے خلاء کو پُر کرتی ہے اور انھیں متحرک بھی رکھتی ہے بہت ہی نایاب چیز ہے۔ اس رطوبت کو ان خلیوں میں صحیح جگہ داخل کرنا اور پھر اسے وہاں ٹھہرانا ہی اس شخص کا علاج ہے۔ یہ خلاء پُر ہو جائیں گے تو دماغ صحیح کیفیت میں کام کرنے لگے گا لیکن یہ علاج بے پناہ مشکل ہے بے پناہ مشکل۔"

"ڈاکٹر میں اس شخص کا علاج چاہتا ہوں۔"

"بہت ہی لمبا کام ہو گا مسٹر غزالی۔ لیکن میرے لیے غیر دلچسپ نہیں ہے۔ آپ اپنے طور پر فیصلہ کر لیجیے کہ کتنا وقت اس کے لیے دے سکیں گے۔ ہر چند کہ میں کوشش کروں گا کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے یہ کام کر لیا جائے۔ لیکن میرے دوست اس کے لیے مجھے کچھ اور ڈاکٹروں کے مشورے بھی درکار ہوں گے میں یہ کام اپنے طور پر بھی کر سکتا ہوں لیکن اخراجات بے پناہ ہو جائیں گے اور پھر اس کے علاوہ وقت بھی۔"

"ڈاکٹر یہ کام ہمیں کرنا ہے۔ گومین کو ہم آپ کی کلینک میں داخل کر دیں گے اور اخراجات کا مسئلہ بھی طے کر لیں گے۔ آپ اس کے لیے تیاریاں کیجیے۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

"تو پھر اگر آپ چاہیں تو گومین کو آج ہی سے آپ کے پاس چھوڑ دیا جائے۔"

"دو تین دن رک جاؤ میں طویل عرصے کے بعد واپس لوٹا ہوں۔ ہر چند کہ یہاں کام ہو رہا ہے لیکن میں اس کا مکمل طور پر جائزہ نہیں لے سکا چنانچہ چند دن کے انتظامات کے بعد میں تمہارے اس مریض کو اپنے کلینک میں داخل کر لوں گا۔"

ڈاکٹر جے مورگر نے کہا اور میں نے گردن ہلا دی۔

"لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے غزالی کہ ہم اس سلسلے میں کیا کریں یعنی ہمیں کیسے یہ معلوم ہو کہ اس شخص کی دماغی ساخت مختلف کیوں ہے۔ تم اس دوران سمبوتورا کو بھی اپنے دماغی معائنے کے لیے تیار کر لو۔ میں اس مسئلے میں بہت زیادہ دلچسپی رکھتا ہوں اور ایک بات اور بھی ہے وہ یہ کہ سمبوتورا کا دماغی جائزہ لینے کے بعد مجھے اس شخص کے علاج میں بھی آسانی ہو جائے گی سمبوتورا کا پہلے ذہنی تجزیہ کر لیا جائے اس کے بعد ہم اس سے یہ بات معلوم کرنے کی کوشش کریں گے کہ اس کا دماغ عام دماغوں سے مختلف کیوں ہے۔"

"ٹھیک ہے ڈاکٹر یہ کام آپ کر لیں، لیکن وہ شخص میرے لیے باعث دلچسپی ہے جس کا تذکرہ آپ نے کیا ہے۔ وہ کون تھا؟ وہ سمبوتورا نہیں تھا۔ لیکن کیا ایک ایسا دوسرا آدمی آپ کے لیے تعجب خیز نہیں ہے۔" میں نے پوچھا۔

"بالکل ہے۔ میں اپنا ریکارڈ نکلواتا ہوں اس کے ذریعے تمہیں اس شخص کے بارے میں کافی معلومات حاصل ہو جائیں گی۔ ممکن ہے وہ انہی کی نسل کا کوئی آدمی ہو۔ سمبوتورا تمہیں اس کے بارے میں یقیناً تفصیلات بتا سکے گا۔"

"ٹھیک ہے ڈاکٹر، آپ یہ کام کیجیے۔"

ڈاکٹر لیبارٹری سے باہر نکل کر اپنے آفس میں پہنچ گیا۔ سمبوتورا کو ابھی اطلاع نہیں دی گئی تھی کہ ہم اپنے کام سے فارغ ہو گئے ہیں۔ مجھے اس کی طرف سے کوئی تشویش بھی نہیں تھی۔ ڈاکٹر نے متعلقہ افراد کو بلایا اور پھر اس سال کا پورا ریکارڈ چھاننے کے لیے کہا گیا۔ میں خود بھی چونکہ اس معاملے میں اتنی ہی دلچسپی لے رہا تھا چنانچہ مجھے وقت کے ضائع ہونے کا کوئی افسوس نہیں تھا۔ تقریباً ایک گھنٹے کی کوشش کے بعد ڈاکٹر نے ایک بڑا سا لفافہ مختلف رپورٹوں کے ساتھ جو ایک فائل میں لگی ہوئی تھیں نکلوا لیا اور اسے اپنے سامنے رکھ لیا۔

"آج سے ٹھیک سات ماہ پہلے اس شخص کو لایا گیا تھا۔ اسے لانے والے ایک صاحب "مارٹن ایسٹرو" تھے جن کا پتا بھی میرے پاس موجود ہے۔"

"مارٹن ایسٹرو، اس شخص کو لانے والے تھے یا خود اس شخص کا نام مارٹن ایسٹرو تھا۔" میں نے چونک کر پوچھا۔

ڈاکٹر نے مزید کچھ کاغذات دیکھے پھر ان میں سے کچھ کاغذات کو میری طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔ "نہیں، مریض کے سرپرست کا نام مارٹن ایسٹرو تھا اور مریض کا نام لیبوس۔ اس شخص کی تصویر بھی موجود ہے۔"

یہ انکشاف میرے لیے چونکا دینے والا تھا کیوں کہ حسن صاحب سے جس شخص نے ملاقات کی تھی وہ لیبوس تھا لیکن اس نے اپنا نام "مارٹن ایسٹرو" بتایا تھا اور اسی نام اور پتے کے ساتھ اس نے حسن صاحب کے پاس پیغام چھوڑا تھا اور کہا تھا کہ ہم لوگ اس سے مل لیں۔ پھر یہ دو الگ الگ شخصیتیں کیسے ہو گئیں۔ لیبوس کی تصویر بھی ریکارڈ میں موجود تھی اور اس کے دماغ کے تجزیے کی تمام تفصیلات بھی۔ میں نے ایک بار پھر ڈاکٹر مورگر سے کہا۔ "مسٹر مورگر! براہ کرم غور کر کے بتلایئے کہ یہ شخص جس کے دماغ کی تفصیلات آپ کے پاس موجود ہیں بذاتِ خود مارٹن ایسٹرو کی حیثیت سے آیا تھا یا کوئی اور اسے لے کر آیا تھا۔"

"نہیں بھائی مارٹن ایسٹرو تو اس شخص کو لے کر آیا تھا۔ جہاں تک میری یادداشت کا تعلق ہے اب مجھے یاد آ رہا ہے کہ وہ ایک بھاری بدن کا لمبے قد کا آدمی تھا، شاندار شخصیت کا مالک اور جس شخص کو وہ لے کر آیا تھا وہ بھی ٹھیک ٹھاک آدمی معلوم ہوتا تھا۔ مارٹن ایسٹرو نے اس کا تعارف لیبوس کی حیثیت سے کرایا تھا اور شاید اس نام پر میں نے یہ بھی سوال کیا تھا کہ یہ کون سے خطے کا نام ہے۔"

"اس کا کوئی جواب دیا گیا تھا۔"

"شاید نہیں یا شاید میں نے غور نہیں کیا تھا تم۔ کیا انہیں کسی کو پہچانتے ہو۔"

"نہیں قطعی نہیں۔ بس مجھے حیرت ہوئی اس بات پر۔"

"بہر طور، یہ اس کے دماغی تجزیے کی رپورٹ ہے اس کے دماغ کی بناوٹ سو فیصدی ویسی ہی تھی جیسی تمہارے اس ساتھی گومین کی ہے۔ لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ اس کے خلیے صحتمند تھے اور اپنا کام کر رہے تھے۔ لیکن گومین کے دماغ کی یہ کیفیت نہیں ہے۔ اور بہر طور اس کی ظاہری حالت بھی یہی بتاتی ہے۔"

میں نے مارٹن ایسٹرو کا پتا دیکھا۔ یہ پتا بھی وہی تھا جس پر میں اس کے گھر پہنچا تھا۔ بہر حال یہ چونکا دینے اور حیران کر دینے والی بات تھی لیکن ڈاکٹر جے مورگر پر میں نے اس کا اظہار نہیں کیا میں نے ڈاکٹر مورگر سے کہا۔ "تو پھر ڈاکٹر صاحب یہ بات طے رہی کہ میرا آپ سے رابطہ رہے گا اور جس دن آپ مجھ سے کہیں گے میں اپنے مریض کو آپ کے کلینک میں داخل کرا دوں گا۔"

"اس شخص کا علاج میرے لیے بھی کافی دلچسپی کا باعث ہے بلکہ شاید میں دماغی بناوٹ کے انوکھے انکشاف کو دوسرے ڈاکٹروں کے سامنے پیش کر کے ان سے اس سلسلے میں معلومات بھی حاصل کروں۔ یہ میرے لیے ایک دلچسپ چیز ہے اگر وہ شخص دوبارہ میرے کلینک میں آ جاتا تو شاید اس وقت بھی میں یہی کرتا لیکن چونکہ وہ نہیں آیا اور میں اپنی دوسری مصروفیات میں لگ گیا اس لیے یہ بات ذہن سے فراموش ہو گئی۔"

"او کے ڈاکٹر اب ہمیں اجازت دی جائے۔"

"دس منٹ انتظار کرنا پڑے گا تمہیں۔ گومین کو ایک انجکشن دے کر ہوش میں لایا جائے گا اور اس کے بعد تم اسے لے کر جا سکتے ہو۔"

تقریباً پندرہ منٹ کے بعد ڈاکٹر مجھے سمبوتورا اور گومین کو خدا حافظ کہہ رہا تھا۔ ہیلن، سمبوتورا کے بیان کے مطابق کافی دیر پہلے وہاں سے جا چکی تھی چنانچہ ہمیں ایک ٹیکسی کے ذریعے ہوٹل ویلنٹائن آنا پڑا۔ راستے میں سمبوتورا نے مجھ سے اس سلسلے میں کوئی بات نہیں کی۔ میں بھی خاموش رہا بالآخر ہم ویلنٹائن میں سمبوتورا کے کمرے میں پہنچ گئے۔ گومین کسی قدر نڈھال نظر آ رہا تھا چنانچہ وہ بستر پر جا کر لیٹ گیا اور سمبوتورا سوالیہ نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا۔

"ڈاکٹر جے مورگر بلاشبہ ایک اچھا ڈاکٹر معلوم ہوتا ہے۔ اس نے جس طرح گومین کا جائزہ لیا ہے اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے سمبوتورا کہ وہ اپنے فن میں ماہر ہے۔ اس نے اس بات کا اظہار بھی کیا ہے کہ گومین قابل علاج ہے۔ گومین کے ذہنی مرض کی تھوڑی بہت تشخیص اس نے کر لی ہے۔ بہر طور ہم گومین کا علاج بہت جلد شروع کرا دیں گے اس کے لیے ڈاکٹر جے مورگر صحیح وقت کا تعین کرے گا لیکن سمبوتورا ایک نئی الجھن میرے ذہن میں پیدا ہو گئی ہے۔"

"کیا؟" سمبوتورا نے گہری نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اب سے تقریباً سات ماہ قبل لیبوس کا ذہنی تجزیہ بھی ڈاکٹر جے مورگر ہی نے کیا تھا اور لیبوس کو جو شخص ڈاکٹر جے مورگر کے پاس لے کر آیا تھا اس کا نام مارٹن ایسٹرو تھا۔"

"کیا مطلب؟" سمبوتورا نے تعجب سے کہا۔

"ہوں، لیبوس خود مارٹن ایسٹرو نہیں ہے۔ اسے تم نے شناخت کیا تھا سمبوتورا، ورنہ وہ حسن صاحب کو اپنا نام مارٹن ایسٹرو ہی بتا کر آیا تھا۔"

"میری سمجھ میں تمہاری بات نہیں آئی گا زالی" سمبوتورا نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہاں بات واقعی اتنی الجھی ہوئی ہے۔ لیکن..... لیکن ڈاکٹر جے مورگر کہتا ہے کہ سات ماہ قبل جو شخص لیبوس کو لیکر ذہنی تجزیے کے لیے پہنچا تھا وہ خود لیبوس نہیں بلکہ مارٹن ایسٹرو تھا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حسن صاحب کے پاس جو شخص گیا تھا وہ مارٹن ایسٹرو تھا یا لیبوس۔ حسن صاحب نے جو تصویر ہمیں دی تھی ظاہر ہے یہ اس شخص کی ہو سکتی تھی، جو ان سے ملا تھا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو حسن صاحب یہ بات ضرور بتاتے کہ ملنے والا کوئی اور تھا اور تصویر کسی اور کی ہے۔ لیکن اگر لیبوس ہی حسن صاحب سے ملا تھا۔ اور اسے ہی تمہاری تلاش تھی تو پھر اس نے اپنا نام مارٹن ایسٹرو کیوں بتایا جبکہ اس نام کا ایک ایسا شخص اس کے ساتھ موجود ہے جس کا اپنا نام مارٹن ایسٹرو ہے۔"

سمبوتورا نے آنکھیں بند کر کے صوفے کی پشت سے گردن ٹکا دی اور پھر اسی طرح آنکھیں بند کیے کیے مسکرا کر بولا۔

"گازالی، میرا تو دماغ ہی یہ تمام باتیں سن کر چکرا گیا ہے۔ یہی صلاحیت تو نہیں ہے ہمارے اندر کہ ہم ان پیچیدہ مسائل کو سلجھا سکیں۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو اور تمہیں اس میں کیا الجھن نظر آ رہی ہے۔ براہ کرم خود ہی اس کا تجزیہ کرو۔"

"کوئی خاص بات نہیں ہے بس اس بات نے مجھے الجھا دیا ہے کہ اگر لیبوس کا تعلق کسی طرح مارٹن ایسٹرو سے تھا تو اس نے اپنا نام مارٹن ایسٹرو کیوں بتایا۔ وہ کہہ سکتا تھا حسن صاحب سے کہ مجھے فلاں فلاں شخص کی تلاش ہے۔ بہر طور ابھی اس بات کو ہم تشویش ناک نہیں سمجھتے جب تک کہ مارٹن ایسٹرو سے ملاقات نہ ہو جائے۔"

سمبوتورا پُرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا، پھر اس نے کہا۔

"واقعی بڑے پیچیدہ معاملات ہیں۔ معلوم نہیں ہمیں کون کون سے مراحل سے گذرنا پڑے گا۔ لیکن گازالی، لیبوس سے اگر ملاقات ہو جائے تو ہمیں بڑی آسانیاں ہو سکتی ہیں۔ وہ ذہنی طور پر بہت طاقتور ہے اور یقیناً اس کے ذریعے بہت سے انکشافات ہو سکتے ہیں۔ کاش، لیبوس ہمیں صحیح حالت میں مل جائے۔"

"اگر تم چاہو تو ایک بار پھر میں کلارک ووڈ جا کر لیبوس کے بارے میں بلکہ مارٹن ایسٹرو کے بارے میں معلومات حاصل کروں ویسے تو میں نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ جس وقت بھی مارٹن ایسٹرو واپس آئیں فوری طور پر انھیں ہمارے بارے میں اطلاع دے دی جائے۔ اگر وہ لیبوس ہی ہے تو ظاہر ہے کہ تفصیلات سن کر بے چین ہو جائے گا۔"

"سو فیصدی، ہم سب کو ایک دوسرے کی تلاش ہے۔"

سمبوتورا نے آہستہ سے کہا اور میں کسی سوچ میں گم ہو گیا۔ اپنے آپ کو میں نے کبھی ذہنی طور پر بہت طاقتور نہیں سمجھا تھا اور نہ اپنی چھٹی حس کے بارے میں کوئی دعوا کرتا تھا لیکن نہ جانے کیوں میری چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ اس معاملے میں کوئی نہ کوئی گڑبڑ ضرور ہے۔ اور وہ گڑبڑ کیا ہو سکتی ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا تھا۔ سمبوتورا بے چارہ صاف صاف کہہ چکا تھا کہ اس قسم کی الجھنوں سے نمٹنے کی اس میں صلاحیت نہیں ہے۔ نہ وہ کوئی فیصلہ کر پاتا ہے۔ چنانچہ یہ ذمہ داری مجھے ہی قبول کرنی تھی۔ کلارک ووڈ اسٹریٹ جانا، نہ جانے کیوں مجھے خود بھی پسند نہیں آیا تھا۔ اگر لیبوس، گومین اور سمبوتورا کی تلاش میں ہندوستان تک پہنچ سکتا ہے تو پھر ہمارے بارے میں اطلاع ملنے پر اُسے بے چین ہو جانا چاہیے۔ معلوم نہیں کیا چکر تھا۔ کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ میں اپنے طور پر دیر تک الجھن کا شکار رہا۔ شام کی چائے میں نے سمبوتورا اور گومین کے ساتھ ہی پی۔ گومین کی تھکن اب غالباً دور ہو چکی تھی لیکن اس کے انداز میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔

اس وقت شام کے تقریباً ساڑھے سات بجے تھے جب دروازے پر دستک ہوئی یہ میرے کمرے کا دروازہ تھا میں نے دروازہ کھولا تو اپنے سامنے ہیلن کو کھڑے ہوئے پایا میں نے اسے پرتپاک انداز میں خوش آمدید کہا۔ ہیلن مسکراتی ہوئی اندر آ گئی۔

"آج کے تو سارے پروگرام چوپٹ ہو گئے غزالی۔ میں نے سوچا تھا کہ سیر و سیاحت کے لیے نکلیں گے۔ اور میں تمہارے کام سے نمٹنے کے بعد تمہیں ساتھ لے کر چلی جاؤں گی لیکن بہر طور تمہارا اپنا کام بھی ضروری تھا۔ یہ بتاؤ ڈیڈی سے مطمئن ہوئے یا نہیں۔"

"کیوں نہیں ہیلن۔ ظاہر ہے مسٹر جے مورگر ایک بہترین دماغی معالج ہیں۔ لیکن لطیفہ دلچسپ رہا۔ تم نے مجھے ان کے بارے میں نہ بتا کر اچھا خاصا بیوقوف بنا لیا۔"

"مجھے بھی بہت مزہ آیا۔ بہرحال ایک بات کا اطمینان رکھو کہ ڈیڈی اس سلسلے میں جو مشورہ دیں گے وہ تمہارے لیے نہایت کار آمد ہو گا۔"

"مجھے یقین ہے۔"

"اچھا اب یہ بتاؤ کہ ہوٹل ہی میں گھسے رہنے کا ارادہ ہے یا کہیں نکلو گے۔"

"جیسا تم کہو ہیلن۔"

"واقعی!" ہیلن نے شرارت آمیز لہجے میں پوچھا۔

"ہاں اچھے دوست بہت مشکل سے ملتے ہیں اور میں تم جیسی اچھی دوست کو کسی طور ناراض کرنا نہیں چاہتا۔"

"بس تو پھر تیار ہو جاؤ۔ ہم رات کا کھانا کسی عمدہ سی جگہ کھائیں گے۔" ہیلن نے کہا۔

ہوٹل سے نکلتے ہوئے میں نے سمبوتورا کو اطلاع دے دی تھی اور اس سے کہا تھا کہ وہ رات کا کھانا وغیرہ کھا کر فارغ ہو جائے۔ میں کھانا کھا کر آؤں گا۔ ہیلن کی کار نیچے موجود تھی ہم اس میں بیٹھ کر چل پڑے۔ ایک بار پھر لندن کی سڑکیں ناپنی شروع کر دی گئیں۔ لندن کی سیر میں بلاشبہ بہت ہی لطف تھا اور وہ بھی ہیلن جیسی خوبصورت لڑکی کے ساتھ لیکن پہلے میرا کام ہونا ضروری تھا۔ نہ جانے کیوں ذہن بار بار مارٹن ایسٹرو اور لیبوس کی شخصیت کے بارے میں سوچنے لگتا تھا۔ رات گئے تک ہم لوگ تفریحات میں مشغول رہے پھر ہیلن نے کہا۔

"رات کا کھانا ہم لوگ گرین شپ میں کھائیں گے۔ گرین شپ میں ایک خصوصی شو ہے۔ آج کل کوئی غیر ملکی لڑکی ڈوٹن کار نو آئی ہوئی ہے جو عجیب و غریب شو بھی دکھاتی ہے۔ وہ رقاصہ ہے لیکن رقص کے دوران وہ لوگوں کو ان کے ماضی حال اور مستقبل کے بارے میں بتاتی ہے۔ میری ایک دوست بڑی تعریف کر رہی تھی اس کے فن کی۔"

"جہاں تم پسند کرو۔" میں نے ہیلن سے کہا۔

"گرین شپ واقعی ایک حسین ریستوران تھا اور اپنے نام کی مناسبت سے پورے کا پورا گرین۔ وہ زمین سے چند فٹ کی بلندی پر بنایا گیا تھا اور اس کی بیرونی شکل بالکل جہاز کے مانند تھی۔ چمنیاں اور کیبن وغیرہ سب وہی منظر پیش کرتے تھے۔ لیکن درمیانی حصے میں بہت بڑا ہال تھا جس میں ہلکی سبز روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ یہ روشنی کہاں سے آتی ہے۔ اس کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں ہوتا تھا۔ ماحول بے حد حسین اور زندگی سے بھرپور تھا۔ ہم لوگ بھی اندر داخل ہو گئے نشستیں تقریباً پُر ہونے لگی تھیں اور تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ سب نشستیں پُر ہو گئیں۔

ہیلن نے ہنستے ہوئے کہا۔ "اتفاق ہے کہ ہم وقت سے کچھ پہلے پہنچ گئے، اس کا مطلب ہے کہ ڈوٹن کار نو کا شو بہت مقبول ہے۔"

مجھے ان تمام چیزوں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ ایک حسین اسٹیج بنا ہوا تھا جس پر سازندے بیٹھے ہلکی آواز میں موسیقی نشر کر رہے تھے۔ موسیقی کی دھنیں فضاؤں میں کھنکتے ہوئے قہقہوں سے ہم آہنگ تھیں۔ ویٹر نے ہمارے سامنے مینو لا کر رکھ دیا اور ہیلن نے اُسے آرڈر بک کرا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہمارے سامنے سفید رنگ کا ایک مشروب پہنچ گیا جس کے بارے میں میں نے ہیلن سے معلوم کر لیا تھا کہ اس میں کوئی نشہ آور چیز تو نہیں ہے۔ ہیلن نے بتایا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ مشروب واقعی خوش ذائقہ تھا ہم اس کی چسکیاں لیتے رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد اسٹیج پر ایک رقاصہ نمودار ہوئی اور رقص کرنے لگی پھر ایک گلوکارہ آئی اس کے بعد کچھ مزاحیہ پروگرام پیش کیے گئے۔ اسی دوران ڈنر کا وقت ہو گیا تھا چنانچہ ویٹر نے ہمارا آرڈر کیا ہوا سامان میز پر چن دیا اور ہم پُرتکلف ڈنر میں مصروف ہو گئے۔ اسٹیج کے پروگرام جاری تھے۔ ڈنر سے فارغ ہوئے ہی تھے اور میرا ایما پر کافی پی جا رہی تھی کہ ڈوٹن کار نو کا نام پکارا گیا۔ ہیلن اس رقاصہ میں بہت دلچسپی لے رہی تھی چنانچہ مجھے بھی اسٹیج کی جانب متوجہ ہونا پڑا۔

ایک دراز قامت اور بلاشبہ حسین ترین نقوش کی تقریباً ستائیس یا اٹھائیس سالہ حسینہ اسٹیج پر نمودار ہوئی اور اسٹیج پر آرکسٹرا کی دھنیں تبدیل ہو گئیں۔ وہ نمائشی قسم کے لباس میں ملبوس تھی لیکن عجیب پُرسحر شخصیت کی مالک تھی۔ لمبے لمبے بال اس کے دراز قامت کے باوجود گھٹنوں سے نیچے تک آ رہے تھے۔ اس نے رقص کرنا شروع کر دیا وہ ہلکے ہلکے ہچکولے سے لے رہی تھی اور موسیقی کی دھنوں پر یوں محسوس ہوتا تھا جیسے اس کے تمام اعضا فضا میں تیر رہے ہوں۔ ایک عجیب سا ٹھہراؤ تھا یا پھر نظریں دھوکہ کھا رہی تھیں کیونکہ جب اس کے لہراتے ہوئے بازو فضا میں اٹھتے تو ایک لکیر سی بنتی چلی جاتی جس میں لاتعداد بازو نظر آتے۔ یہی کیفیت اس کے پورے بدن کی تھی۔ اپنی جگہ سے ہٹتی تو بے شمار سائے چھوڑ جاتی یا پھر یہ روشنیوں کا کمال تھا۔ کوشش کے باوجود بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ دفعتاً ماحول پر ایک گہری خاموشی طاری ہو گئی۔ روشنیاں بھی تبدیل ہو گئی تھیں اور اب روشنی کا دائرہ اس لڑکی کو دائرے میں لیے ہوئے تھا۔ مدھم روشنیوں میں تیز روشنی کے اس دائرے کے اندر وہ بے حد نمایاں نظر آ رہی تھی تب اس کے ہونٹوں سے ایک ہلکی سی آواز نکلی، ایک سرگوشیوں میں ڈھلے ہوئے نغمے کی صورت میں جس کے بول پُراسرار اور الجھے ہوئے تھے۔ لیکن جس کا مفہوم یہی تھا کہ وہ دلوں میں رہنے والی ہے۔ وہ آرزو ہے، سرگوشی ہے، ہوا ہے جو سینوں کو چھوتی ہوئی گذرتی ہے اور راز کھل جاتے ہیں۔

اس نغمے کے ساتھ آہستہ آہستہ رقص کرتی ہوئی وہ اسٹیج

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے نیچے آ گئی ایک میز کے سامنے رک کر رقص کرتی رہی اور پھر میز پر جھک کر جوڑے سے سرگوشیاں کرنے لگی پھر ایک قہقہہ لگا کر آگے بڑھ گئی لیکن جوڑا متحیرانہ انداز میں اس کی صورت دیکھتا رہ گیا۔ غالباً اس نے جو کچھ کہا تھا وہ حقیقت پر مبنی تھا۔ اسی طرح وہ میزوں کے درمیان تھرکتی رہی لوگ ہاتھ اٹھا اٹھا کر اسے اپنی جانب متوجہ کرنے لگے۔ اور وہ رک رک کر ان کے سوالوں کے جواب دیتی رہی۔ میرے نزدیک بیٹھی ہوئی ہیلن نے کہا "کیا تم بھی اسے بلاؤ گے غزلی۔"

"کیا مطلب۔؟"

"اس سے اپنے دل کا حال پوچھو۔ اس سے معلوم کرو کہ تمہارے ذہن میں کیا ہے؟ تم کیا سوچ رہے ہو۔؟"

"گویا تم اس کا امتحان لینا چاہتی ہو۔"

"ہاں۔"

"تو پھر تم اس سے جو پوچھنا چاہتی ہو پوچھ لو۔"

ہیلن نے مسکراتے ہوئے میری جانب دیکھا ہاتھ اٹھایا اور چند لمحات کے بعد وہ شعلۂ جوالہ ہماری میز کے نزدیک پہنچ گئی۔ ہیلن نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا اور وہ رقص کرتی ہوئی جھک گئی ہیلن کی آنکھوں میں جھانکا پھر چونک کر میری طرف دیکھا اور گانے ہی کے انداز میں بولی "جو کچھ تم پوچھنا چاہتی ہو وہ اس کے ذہن میں ہے تمہارے ذہن میں نہیں۔ اپنی بات کرو اپنی بات کہو" میں نے مسکرا کر اس سے پوچھا کہ یہ لڑکی کیا پوچھنا چاہتی ہے تو وہ بولی۔

"یہ جاننا چاہتی ہے کہ کوئی تمہارے دل میں ہے کوئی تمہارے ذہن میں ہے کیا تم کسی کو چاہتے ہو؟ کیا تم کسی سے محبت کرتے ہو؟"

"ہوں، تو تم میرے ذہن سے یہ سب کچھ معلوم کر لو۔" میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا اور فوراً ہی اپنی قوت ارادی سے کام لیتے ہوئے خود اس کے ذہن سے رابطہ قائم کر لیا۔ اس پر اپنی ذہنی قوتوں کے اثرات ڈالے اور میں نے اس سے سوال کیا کہ پہلے تم یہ بتاؤ کہ تم خود کون ہو؟ دوسروں کے دلوں کا راز کیسے جان لیتی ہو؟ لڑکی کے بدن کو جیسے جھٹکا سا لگا۔ وہ چند قدم پیچھے ہٹ گئی۔ چہرے پر بوکھلاہٹ کے آثار تھے پھر اس نے آرکسٹرا کی موسیقی کے سہارے پورے بدن سے لہریں لیں اور سیدھی کھڑی ہو گئی "میں تمہارے سوال کا جواب دوں گی لیکن ابھی نہیں۔" اور وہ ایک لمبی لہر لے کر دوسری میز کے پاس پہنچ گئی لیکن یہ اس کی آخری میز تھی۔ وہاں رکنے کے بعد وہ واپس اسٹیج کی جانب چلی گئی جبکہ ہاتھ اٹھے ہوئے تھے لوگ اس سے اپنے مستقبل کے بارے میں پوچھنا چاہتے تھے۔ وہ اسٹیج پر پہنچ کر رقص کرنے لگی اور پھر اس نے گردن خم کر دی۔ گویا اس نے اپنا پروگرام ختم کر دیا تھا۔ کچھ لوگوں نے اس بات پر احتجاج کیا لیکن وہ اسٹیج چھوڑ کر چلی گئی اور فوراً ہی دوسری رقاصاؤں نے اس کی جگہ لے لی۔ ہیلن کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا تھا لیکن وہ رقاصہ کے اس انداز پر متعجب بھی نہیں ہوئی کیونکہ بہر طور یہ ایک تفریحی پروگرام تھا۔ میں نے مسکراتے ہوئے ہیلن کی جانب دیکھا تو وہ بھی مسکرانے لگی۔

"ویسے وہ واقعی حیرت انگیز ہے میرا خیال ہے وہ لوگوں کو ان کے بارے میں بہت کچھ بتاتی رہی ہے۔ خاصی مشہور ہو رہی ہے ان دنوں۔"

میں نے رقاصہ میں کوئی خاص دلچسپی نہیں لی تھی، چنانچہ چند لمحات کے بعد یہ موضوع ختم ہو گیا۔ وقت کافی ہو گیا تھا میں نے ہیلن سے اٹھنے کے لیے کہا تو وہ فوراً اٹھ گئی۔

تھوڑی دیر کے بعد ہیلن نے مجھے ویلنٹائن کے گیٹ کے پاس چھوڑ دیا اور دوسرے دن ملاقات کا وعدہ کر کے چلی گئی۔ خاصا خوشگوار وقت گذرا تھا حالانکہ دن بھر کافی مصروفیت رہی تھی لیکن میرا جسم اب ان مشقتوں کا عادی ہو گیا تھا اور تھکن جیسی چیز میرے قریب سے بھی نہیں گذرتی تھی۔ میں ہوٹل کی لابی میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا لفٹ کی جانب بڑھ گیا۔ لفٹ نے مجھے میری منزل پر چھوڑا۔ سمبوتورا کے کمرے پر نگاہ ڈالی تو اندر تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ مدھم روشنی بھی نہیں تھی شاید سمبوتورا سو گیا تھا۔ میں اپنے کمرے میں داخل ہو گیا۔ لباس وغیرہ تبدیل کیا دفعتاً میری نگاہ دروازے میں پڑی ہوئی ایک سفید سی چیز پر پڑی، کوئی کاغذ کا پرزہ تھا۔ میں نے چونک کر آگے بڑھ کر اسے اٹھا لیا۔ اسے کھولا تو اس پر ایک تحریر نظر آ رہی تھی جو بگڑی ہوئی انگریزی زبان میں تھی۔ تحریر کا مفہوم یوں تھا "گازالی میں گومین کو لے کر جا رہا ہوں۔ حالات اچانک خراب ہو گئے ہیں۔ تفصیل اس وقت بتاؤں گا جب اپنے لیے کوئی جگہ منتخب کر لوں گا۔ نہ جانے کہاں کہاں بھٹکتا پھروں گا۔ اس سے زیادہ اور نہیں لکھ سکتا۔ وقت کم ہے۔"

میرے بدن میں سرد لہریں دوڑ گئیں۔ کیا سمبوتورا اپنے کمرے میں نہیں ہے۔ میں برق رفتاری سے باہر نکلا۔ سمبوتورا کے کمرے کے دروازے کو دھکیل کر دیکھا تو دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اندر پہنچ کر میں نے تیز روشنی کر دی اور چاروں

طرف دیکھنے لگا۔ ایک جگہ خون کے چھینٹے پڑے ہوئے تھے، اس سے چند ہی فٹ کے فاصلے پر خون کی خاصی مقدار فرش پر موجود تھی۔ میرے ہوش و حواس گم ہونے لگے۔ اس کا مقصد ہے اس کمرے میں کچھ ہوا ہے۔ یہ خون کس کا ہے؟ کیا سمبوتورا یا گومین زخمی ہوئے ہیں۔ لیکن کیسے؟ کیا قصہ ہے؟ میں چکرائے ہوئے ذہن سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ خون کے ان چھینٹوں کے علاوہ اور کوئی نشان ایسا نہیں تھا جو کسی جدوجہد کی خبر دیتا۔ تمام سامان اپنی جگہ موجود تھا۔ فرنیچر وغیرہ بھی متاثر نہیں ہوا تھا لیکن یہ سب۔۔۔ یہ سب۔ میں چند لمحات سوچتا رہا۔ خون کے یہ دھبے دیکھ لیے جائیں گے اور پھر سمبوتورا کی گمشدگی کی وجہ سے خاصی الجھنیں پیدا ہو جائیں گی۔ چنانچہ میں نے جلدی سے جیب سے رومال نکالا، غسل خانے میں جا کر بھگویا پھر واپس آ کر جس حد تک ممکن ہو سکتا تھا اس خون کو صاف کر دیا۔ قالین پر سے دھبے پوری طرح نہیں مٹے تھے لیکن اتنے مدھم ہو گئے تھے کہ انہیں فوراً ہی نہیں دیکھا جا سکتا تھا، اس کے علاوہ قالین پر سرخ رنگ کے پھول بھی بنے ہوئے تھے جن میں دھبے مدغم ہو گئے تھے۔ تمام نشانات وغیرہ صاف کرنے کے بعد میں اس کمرے سے باہر نکل آیا۔ ذہن ماؤف ہو رہا تھا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا، سمبوتورا کی اچانک گمشدگی بلاوجہ نہیں تھی۔ اس چٹ سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس کے ساتھ کوئی اہم واقعہ پیش آیا ہے۔ لیکن وہ حالات پر قابو پانے کے بعد یہاں سے نکل بھاگا ہے۔ وہ واقعہ کیا تھا؟ وہ کون لوگ تھے؟ جنہوں نے سمبوتورا کو ڈسٹرب کیا تھا۔

میں اپنے کمرے میں پہنچ کر شدید ذہنی پریشانی کے عالم میں کرسی پر بیٹھ گیا۔ پھر کچھ خیال آیا اور میں آنکھیں بند کر کے سمبوتورا سے ذہنی رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ میرے دماغ میں سنسناہٹیں گونجتی رہیں لیکن سمبوتورا کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا یا تو وہ اتنے فاصلے پر نکل گیا تھا کہ میری ذہنی گرفت میں نہیں آ رہا تھا یا پھر اس نے کسی خوف کے پیش نظر جواب دینا پسند نہیں کیا۔ کیا پھر ویلنی جیسے حالات پیش آ رہے تھے؟ کیا یہاں بھی کچھ ایسی شخصیتیں پوشیدہ تھیں جو ساموتوں کو پہچانتی تھیں۔ کیا بات ہے؟ کیا واقعہ ہے؟ کوئی معمولی بات ہوتی تو سمبوتورا کبھی فرار نہ ہوتا لیکن اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔ سمبوتورا سے ذہنی رابطے کی تمام کوششیں ناکام ہو چکی تھیں اور اس کے بعد میں نے یہ سلسلہ ترک کر دیا تھا۔ اگر واقعی کوئی ایسی بات تھی تو خود میرے لیے بھی نقصان دہ ہو سکتی تھی۔ سارا کھیل ہی بگڑ کر رہ گیا تھا۔ گومین کی ذہنی درستی کے کچھ آثار پیدا ہوئے تھے تو یہ واقعہ پیش آ گیا۔ شدید پریشانی میں وقت گذرتا رہا پھر ایک ہی خیال میرے ذہن میں آیا کہ مجھے خود بھی یہ کمرہ چھوڑ دینا چاہیے کہیں اس کے بعد وہ لوگ میری جانب رجوع نہ کریں۔ ان لوگوں کا صرف تصور ہی کیا جا سکتا تھا، کسی کا تعین مشکل تھا رات کے اس حصے میں یہ کمرہ چھوڑنا ویسے بھی مشکل تھا۔ کیا کرتا کیا نہ کرتا۔ بہر طور فیصلہ کیا کہ رات یہیں گذاری جائے۔ آدھی رات کے وقت میں سمبوتورا کے کمرے میں دوبارہ داخل ہو کر وہ مختصر سا سامان سمیٹ لایا جسے سمبوتورا چھوڑ گیا تھا۔ اب یہ سوچنا تو حماقت تھی کہ سمبوتورا واپس اسی ہوٹل میں آئے گا۔ اگر اسے موقع ملا تو وہ خود مجھ سے ضرور ذہنی رابطہ قائم کرے گا۔ اس امید پر میں نے بھی اس ہوٹل کو چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ البتہ رات کو میں بے حد محتاط رہا، تقریباً ساری رات جاگتا رہا، اس دوران بہت سے خیالات دل میں آئے۔ کیا اپنی اس الجھن سے نجات پانے کے لیے ہیلن مورگر کا سہارا لوں لیکن ان لوگوں کو پریشان کرنا مناسب نہیں تھا اور پھر مجھ پر سوالات کی بوچھاڑ ہو جاتی۔ مسٹر مورگر میرے بارے میں تھوڑا بہت جان چکے تھے نہ جانے وہ کس ٹائپ کے آدمی ہوں اور میرے لیے کیا سوچیں۔ ہیلن مورگر سے کسی وقت بھی ملاقات کی جا سکتی تھی۔ اگر موقع ملا اور مناسب ہوا تو اسے اپنا رازدار بنانے کی کوشش کروں گا۔ فی الحال یہی مناسب ہے کہ کسی اور ایسے ہوٹل میں پناہ لوں جہاں کوئی مجھ تک نہ پہنچ سکے۔

ناشتے کے بعد میں نے باقاعدہ ہوٹل کے کاؤنٹر پر جا کر بل وغیرہ ادا کیا اور دونوں کمرے چھوڑ دیئے۔ مجھ سے میرے ساتھیوں کے بارے میں کوئی سوال نہیں کیا گیا کیونکہ بل وغیرہ کی پوری ادائیگی میں نے کر دی تھی۔

میں باہر آنے کے بعد بھی اس خوف کا شکار رہا کہ ممکن ہے میرا تعاقب کیا جا رہا ہو۔ ٹیکسی میں بیٹھ کر چلا تو نگاہیں پیچھے ہی جمی رہیں لیکن گاڑیوں کے اس جم غفیر میں بھلا یہ کیسے اندازہ ہو سکتا تھا کہ کوئی میرا تعاقب کر رہا ہے۔ شدید پریشانی کے عالم میں تھا۔ بہر طور ٹیکسی ڈرائیور ہی کے مشورے سے ایک سستے سے ہوٹل کا انتخاب کیا جو پرانے لندن کے علاقے میں تھا۔

میں نے ایک اور فیصلہ کیا تھا۔ اب محتاط رہنا ضروری ہے کسی ایک جگہ ٹک کر لوگوں کو مجھ تک پہنچنے کا موقع نہیں دینا چاہیے کم از کم اس وقت تک جب تک سمبوتورا کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بارے میں تفصیل معلوم نہ ہو جائے۔ چنانچہ ہوٹل کے اس کمرے میں آنے کے تقریباً ایک گھنٹے کے بعد میں ہوٹل کے عقبی دروازے سے باہر نکلا تاکہ اگر تعاقب کیا جا رہا ہو تو اس کا خیال رکھا جائے۔ کافی فاصلہ پیدل طے کرنے کے بعد میں دوبارہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر چل پڑا اور ایک تیسرے ہوٹل میں کمرہ حاصل کر کے اس میں داخل ہو گیا۔ تعاقب اگر کیا گیا ہو گا اور لوگوں کو یہ بات معلوم ہو گی کہ میں کون سے ہوٹل میں مقیم ہوں تو زیادہ سے زیادہ وہ یہی سوچیں گے کہ میں اسی میں قیام پذیر ہوں اور اس ہوٹل تک پہنچنا ممکن نہیں ہو گا۔ اپنی دانست میں میں نے یہ سلسلہ کارروائی نہایت ذہانت سے کی تھی۔ ہوٹل میں داخل ہو کر بدن کو ایک عجیب سی تھکن کا احساس ہونے لگا۔ چنانچہ میں غسلخانے میں داخل ہو گیا۔ غسل وغیرہ کر کے میں مسہری پر دراز ہو گیا۔ دماغ طوفانی خیالات میں گھرا ہوا تھا۔ صورتحال بہت ہی پریشان کن ہو گئی تھی۔ میں ایک بار پھر سمبوتورا سے ذہنی رابطہ قائم کرنے کی کوششوں میں مصروف ہو گیا لیکن نتیجہ کچھ بھی نہیں نکلا۔ میں نے ایک گہری سانس لے کر ذہن کو جھٹکا کہ اب ان حماقتوں میں پڑنا بے کار ہے۔ سمبوتورا خود بھی تو مجھ سے ذہنی رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر سکتا ہے۔ یقیناً وہ ایسے ہی حالات کا شکار ہے کہ اسے اس کا موقع نہیں مل سکا۔ چنانچہ خود کو پُرسکون کر کے ہی کوئی کام کیا جا سکتا ہے۔ ہیلن مور گرے سے ملاقات کا وقت بھی نکل چکا تھا۔ بے چاری کو جب یہ علم ہوا ہو گا کہ میں کمرہ چھوڑ کر چلا گیا ہوں تو نہ جانے کیا کیا سوچے گی۔ بہرطور ذمہ داری سے کام کرنا تھا۔ جو مشن میرے سپرد کیا گیا تھا اس کے سلسلے میں یہ الجھنیں تو بہرحال توقع کے برعکس نہیں تھیں۔ کچھ نہ کچھ تو ہونا ہی تھا۔

سوچنا صرف یہ تھا کہ یہ سب کچھ کیا ہوا ہے۔ اور اس کا پس منظر کیا ہے۔ لے دے کر ذہن ایک ہی سمت جاتا تھا یعنی مارٹن ایسٹرڈ۔ یہ شخص دوہری شخصیت کا مالک تھا جبکہ اس نے اپنے آپ کو ایک ظاہر کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس کے بارے میں بھی کوئی فیصلہ کرنا مشکل تھا۔ ایک بار سوچا کہ کیوں نہ دوبارہ کلارک ووڈ اسٹریٹ جا کر پھر مارٹن ایسٹرڈ کو ٹرائی کیا جائے لیکن اس کی ہمت نہیں پڑی۔ میرے خیال میں یہ جلدبازی ہو جاتی۔ بہتر یہ تھا کہ کچھ وقت خاموشی سے گزار کر سمبوتورا کی طرف سے انتظار کیا جائے۔ اور جب تک وہ مجھ سے ذہنی رابطہ قائم کر کے مجھے اپنے موجودہ حالات سے آگاہ نہ کر دے اس وقت تک میں خاموش ہی رہوں۔ یہ فیصلہ مجھے زیادہ ہی مناسب معلوم ہوا اور میں اپنے ذہن کو آزاد کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ خود پر ہنسی بھی آ رہی تھی۔ تبت کی ہنگامہ خیزیوں سے نجات پانے کے بعد اپنے وطن میں سکون کے کچھ سانس میسّر ہوئے تھے۔ ہمدردوں نے کہا تھا کہ اب یہاں سے کہیں نہ جاؤ۔ اگر ان کی بات مان لیتا تو کیا بہتر نہ ہوتا۔ لیکن پھر ان لوگوں کا کیا کرتا جو مجھ سے آس لگا بیٹھے تھے، شاید میں ہی احمق تھا واقعی میں احمق ہی تھا۔ جن صاحب نے خزانے کا چکر شروع کیا تھا کس کی ہمت تھی کہ ویلینی کی زندگی میں اس کی گرد بھی پا جاتا۔ صرف میری وجہ سے ان لوگوں کو خزانہ حاصل ہو گیا تھا اور اب میں ہوں کہ احمقوں کی طرح اس ہوٹل میں بیٹھا ہوا ہوں۔

پورا دن اسی طرح الجھنوں میں گزر گیا۔ ذہن شدید پریشانیوں کا شکار تھا۔ سامان اس دوسرے ہوٹل کے کمرے میں چھوڑ آیا تھا اور اس میں بہت سی اہم خبریں بھی تھیں لیکن اگر کسی نے وہاں تک تعاقب کیا ہو گا، تو رات کو وہاں قیام خطرناک ہو سکتا ہے۔ چنانچہ رات اسی ہوٹل میں گزارنے کا فیصلہ کر لیا۔ ذہن کو ضرورت سے زیادہ پریشانیوں میں الجھانے سے کوئی فائدہ نہیں تھا جو کچھ بھی ہو گیا تھا اسے برداشت کرنا تھا۔ اس کے علاوہ اور کیا کیا جا سکتا تھا۔

میری طبیعت صبح کو بوجھل تھی۔ دیر تک بستر میں پڑا اینڈتا رہا۔ پھر ناشتے کے لیے فون کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ویٹر نے دروازے پر دستک دی۔ میں نے اٹھ کر دروازہ کھول دیا لیکن دروازے پر ویٹر نہیں تھا بلکہ ایک دراز قامت لڑکی کھڑی ہوئی تھی۔

"بیتو۔ داؤسا نے کوآئی تارے"۔ اس نے کہا۔

"ہیلو۔؟ میں حیرانی سے بولا۔

"آگو وائی سادونے۔ سارونے" اس نے پُراسرار انداز میں میری صورت دیکھتے ہوئے کہا۔

"تشریف لائیے۔ کس سے ملنا ہے آپ کو۔؟ میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا تھا۔ وہ اندر آ گئی۔

"آپ نے مجھے پہچانا نہیں"۔ اس نے کہا۔

"کیا ہمارے درمیان تعارف ہو چکا ہے۔؟"

"تعارف تو نہیں۔ بس ایک ملاقات۔ میرے شو میں آپ ایک لڑکی کے ساتھ آئے تھے۔ میرا نام ڈوئن کاربو ہے"۔

"ڈوئن کاربو۔ اوہ سوری میڈم کاربو۔ واقعی میں آپ کو نہیں پہچان سکا اس وقت آپ میک اپ کیے ہوئے تھیں"۔ میں نے کہا۔

"ہاں۔ یقیناً آپ مجھے نہیں پہچان سکے ہوں گے۔ میں بڑی مشکل سے آپ کو تلاش کر سکی ہوں"۔

"میرے لائق کوئی خدمت میڈم کاربو۔؟"

"ہاں۔ آپ نے مجھے حیران کر دیا تھا اس رات میں دوسروں کے دلوں کا حال بتا رہی تھی اور آپ نے۔ آپ نے یہ فن کہاں سے سیکھا۔؟"

"فن"۔ میں نے حیران ہونے کی اداکاری کی۔

"آپ کا نام پوچھ سکتی ہوں"۔

"غزالی"۔

"آپ کا تعلق کہاں سے ہے"؟ اس نے کہا اور میری آنکھوں میں دیکھنے لگی۔ میں نے اپنے ذہن کے پردوں پر کچھ انگلیاں سی رینگتی ہوئی محسوس کیں۔ میں چونک پڑا۔ میں نے حیرت سے اسے دیکھا۔ یہ ساموٹوں کا انداز تھا۔ میں اس طریقے سے واقف تھا۔

"ساموں۔؟" میں نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔ اور دفعتاً وہ مسرت سے کھل اٹھی۔ اس نے بے اختیار اٹھ کر میرے دونوں بازو پکڑ لیے۔

"تاگو بیتو سانے۔ کوآئی تارے ودتانے۔ تاگو بیتو"۔

"تم ساموں ہو ڈوئن کاربو۔؟"

"دیتو۔ بوآنے۔ باتی تورا سا۔ ایتو بوآنے"۔ اس نے پُرجوش لہجے میں کہا۔

"لیکن میں ساموں نہیں ہوں"۔ میں نے کہا۔ اور اس کا جوش سرد پڑ گیا۔ وہ عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی۔

"پھر تم کون ہو؟"۔ اس نے کہا۔

"اطمینان سے بیٹھو ڈوئن۔ میں ساموٹوں کا دوست ہوں گوشائی کا نمائندہ"۔

"گوشائی"۔ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

"میں گومین اور وائی مین کے ساتھ یہاں آیا ہوں"۔

"گومین۔ وائی مین"۔ وہ چیخ پڑی "وہ۔ کیا وہ بھی یہاں ہیں"۔

"ہاں ڈوئن کاربو۔ یہ طویل کہانی ہے۔ مجھے تمہارے اس طرح مل جانے پر بے حد خوشی ہے۔ حالات کچھ اس قسم کے ہو گئے تھے کہ میں بالکل تنہا رہ گیا تھا اور پریشانی کا شکار تھا۔ میرا خیال ہے پہلے میں تمہیں اپنے بارے میں حقیقتیں بتا دوں، اس کے بعد تمہیں مجھ پر بھروسا کرنے میں آسانی ہو گی اور شاید اسی وقت تم مجھ سے کھل کر گفتگو کر سکو"۔

ڈوئن کاربو نے شکرگزار نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پھر آہستہ سے بولی۔ "جو حوالے تم نے دیے ہیں وہ کوئی عام آدمی نہیں دے سکتا لیکن یہ بہت اچھا ہو گا کہ پہلے میں تمہارے بارے میں جان لوں اور اس کے بعد ہمارے درمیان خلوص کے سوا اور کچھ نہ ہو"۔

"میرا نام غزالی ہے ڈوئن کاربو میں ہندوستان سے تعلق رکھتا ہوں اور سب سے پہلے میری ملاقات گومین سے ہوئی تھی جو ذہنی طور پر منتشر تھا اور میں اس کی مدد کے لیے صرف انسانی رشتوں کی بنیاد پر آمادہ ہو گیا تھا"۔

اس کے بعد میں نے اختصار کے ساتھ ڈوئن کاربو کو اپنی داستانِ حیات سنائی۔ ویلینی یا گوشائی اور سمبوتورا یا وائی مین کے بارے میں بتایا اور اس کے بعد کہانی لندن تک پہنچ گئی میں نے لیوس کا تذکرہ اس سے کیا تو ڈوئن کاربو نے آنکھیں بند کر کے گردن صوفے کی پشت سے لگا دی۔ وہ گہری گہری سانسیں لے رہی تھی۔

جب میں خاموش ہوا تو اس نے آنکھیں کھول کر مجھے بغور دیکھا پھر کہنے لگی۔ "اس طرح تو تم ہمارے لیے بہت بڑی حیثیت کے مالک ہو مسٹر غزالی۔ میں بہت حیران ہوں لیکن اب مجھے اس بات پر بھی شبہ نہیں رہا کیونکہ تم بہرحال ان لوگوں کے تربیت یافتہ ہو لیکن یہ بات کسی عام آدمی کے بس کی بات نہیں تھی کہ وہ ہماری خصوصیات کو اپنا لے تاہم مجھے اب تم پر بالکل اعتماد ہے۔ ہاں مسٹر غزالی وہ لی لوس ہی کی شخصیت تھی جس نے مجھے لندن کی جانب متوجہ کیا۔ میری کہانی اس کہانی سے الگ نہیں ہے جو تمہیں ساموٹوں کی زبانی معلوم ہوئی"۔

"ہم ہیں اپنے دیس سے بھٹکے ہوئے، کچھ لوگوں کی سازشوں کا شکار، ہماری بدنصیبی نے ہمیں منتشر کر دیا اور اب ہم یکجا ہو کر اپنی دنیا میں واپس جانا چاہتے ہیں چونکہ تمہاری یہ دنیا حسین ترین ہونے کے باوجود ہماری زندگی سے میل نہیں کھاتی، جہاں ہم رہتے ہیں وہاں ہمارے خاندان صدیوں سے آباد ہیں اور ہم انہی کے درمیان مسرور زندگی گزار سکتے ہیں۔ مسٹر غزالی میری کہانی بہت طویل نہیں ہے بس یوں سمجھ لو کہ بھٹکنے والوں میں سے میں بھی ہوں، جس لڑکی یا ہیثا کا تم نے ذکر کیا وہ میری گہری دوست ہے۔ گوشائی کے بارے میں ہمیں اس بات کا علم ہوا تھا کہ وہ ایشیا کے ایک علاقے میں ہے لیکن افسوس میں اس علاقے کے بارے میں تفصیلات نہیں معلوم کر سکی تھی ورنہ شاید گوشائی کے پاس ہی پہنچ جاتی۔ بے شمار ساموں تمہاری اس دنیا کے مختلف حصوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہم اس کوشش میں مصروف ہیں کہ ہم یکجا ہو جائیں۔ میں بھی نجانے کہاں کہاں کون کون سی آبادیوں کی خاک چھانتی رہی ہوں۔ میں نے تم لوگوں کے درمیان رہ کر تمہیں جانا ہے اور پھر اسی انداز میں زندگی گذارنی شروع کر دی ہے۔ رقص و موسیقی انسان کی ذات میں شامل ہیں۔ خوشیاں ملتی ہیں تو بدن تھرکتے ہیں لیکن یہاں اس تھرکنے کی نمائش بھی ہوتی ہے اور لوگ اسے پسند کرتے ہیں۔ میرے پاس جو کچھ تھا اسی کے ذریعے میں اپنی زندگی گذار سکتی تھی چنانچہ میں نے یہ طریقۂ زندگی اپنا لیا۔ اسی طرح مختلف ہوٹلوں اور کلبوں میں شو کرتی ہوں۔ میں اپنی ذہنی قوتوں سے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے لوگوں کے ذہنوں کو پڑھ لیتی ہوں اور ان کے دل کی بات ان کے سامنے بیان کر دیتی ہوں اور میری اسی قوت کو وہ لوگ نہ جانے کیا کیا نام دیتے ہیں لیکن بہر طور یہ میرے لیے زندگی گذارنے کا ذریعہ ہے۔"

"کچھ عرصہ قبل لی بوس سے میرا ذہنی رابطہ اتفاقیہ طور پر قائم ہو گیا تھا اور اس نے ایک ساموِن ہونے کی حیثیت سے مجھے اپنے پاس آنے کی پیشکش کی تھی۔ میں اسے تلاش نہیں کر سکی لیکن طویل عرصہ ہو گیا کہ مجھے کسی ساموِن سے ملنے کی خوشی نصیب نہیں ہوئی چنانچہ میں آج بھی لی بوس کی تلاش میں سرگرداں ہوں۔ میں سوچ رہی ہوں کہ ایک سے دو ہو جائیں تو ہمارے لیے کچھ آسانیاں پیدا ہوں اور پھر لی بوس تو ہم میں بڑی شخصیت کا مالک ہے وہ جو سربراہوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لی بوس کی پناہ میں آ کر شاید ہم کچھ کام کی بات کر سکتے لیکن میری تقدیر میں تو ابھی یہ بھی نہیں ہے۔"

ڈوئن کاربو کا لہجہ اداس ہو گیا۔

میں دلچسپی سے اُسے دیکھ رہا تھا۔ اب مجھے اس بات پر کوئی شک نہیں تھا کہ وہ ساموِن ہی ہے۔ ویلینی اور ہائیٹا کے بعد یہ دوسری ساموِن عورت مجھے ملی تھی۔ دل ہی دل میں میں نے یہ بھی سوچا کہ ممکن ہے اس کی عمر ایک ہزار سال ہو یا پانچ سو سال یا چار سو سال، بہر طور ہماری دنیا میں اسے اٹھائیس انتیس سال سے زیادہ کا نہیں کہا جا سکتا تھا۔ تاہم مجھے ان تمام چیزوں سے غرض نہیں تھی میں نے ڈوئن کاربو سے کہا "تم مجھ تک کیسے پہنچیں؟"

"بس یوں سمجھ لو کہ انسانی اجسام کی بکھری ہوئی خوشبوؤں میں سے تمہاری ہلکی سی بو میرے پاس رہ گئی تھی اور وہ بھی صرف اس تصور کے ساتھ کہ تم نے انوکھے انداز میں میرے ذہن کی گہرائیوں میں جھانک لیا تھا۔ میں اسی ہلکی سی خوشبو کو سونگھتی ہوئی تمہیں تلاش کر رہی تھی اور بالآخر میں نے تمہیں پالیا۔"

"ہاں۔ میں تمہاری اس قوت سے آگاہ ہوں لیکن کیا فضا میں لی بوس کی خوشبو نہیں ملتی؟"

"نہیں۔ میں نے اس سے ذہنی رابطے کی تمام تر کوششیں کی ہیں لیکن یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وہ بہت دور ہے"۔

"تم ساموِن ہو ڈوئن کاربو جبکہ میں اسی دنیا کا آدمی ہوں۔ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ وائی مین جسے میں سمبوتورا کہتا ہوں اچانک گومین کے ساتھ کہیں غائب ہو گیا ہے اور اپنی مرضی سے کہیں گیا ہے۔ لیکن میری کوششوں سے کام نہیں بنا اور میں اس سے رابطہ نہیں قائم کر سکا۔ تم اس سلسلے میں کوشش کرو گومین سے تو ذہنی رابطہ قائم کرنے کی کوشش بالکل بے مقصد رہیگی کیونکہ وہ ابھی تک ذہنی طور پر منتشر ہے لیکن اگر وائی مین تمہیں ذہنی راستوں پر مل جائے تو اس سے کہو کہ غزالی تمہارے پاس موجود ہے کوشش کرو ڈوئن کاربو کوشش کرو۔"

ڈوئن کاربو میری طرف دیکھتی رہی اور پھر اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا "ٹھیک ہے۔ سمبوتورا کو ہم لوگ ضرور تلاش کریں گے۔" اس نے آنکھیں بند کیں۔ یوگا کے آسن کے مخصوص انداز میں بیٹھ گئی اور پھر شاید ذہنی طور پر لندن کی فضاؤں میں وائی مین کو تلاش کرنے لگی۔

دو منٹ، پانچ منٹ، دس منٹ گذر گئے لیکن وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکی۔ تب اس نے آنکھیں کھول دیں اور گہری سانس لے کر بولی "نہیں۔ میرا اس سے ذہنی رابطہ نہیں قائم ہو سکا۔"

"میں خود بھی بہت کوشش کر چکا ہوں ڈوئن لیکن اس میں ناکام رہا۔"

"سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو تفصیلات تم نے مجھے بتائی ہیں ان کے تحت بظاہر وائی مین کو کوئی حادثہ پیش نہیں آیا اور خاص طور سے اس پرچے کے مضمون سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جہاں بھی گیا ہے اپنی مرضی سے گیا ہے لیکن جن حالات کا اس نے تذکرہ کیا ہے وہ کیا ہو سکتے ہیں۔؟"

"میں خود بھی اس کے لیے پریشان ہوں ڈوئن۔ ویسے مارٹن ایسٹرو میری نگاہوں میں مشکوک ہو گیا ہے۔"

میں چپ ہوا تو ڈوئن بول پڑی۔ "ایک اور شخصیت بھی مجھے اپنی طرف متوجہ کر رہی ہے غزالی۔"

"کون۔؟"

"ڈاکٹر جے موزگر۔ مارٹن ایسٹرو کے بارے میں تم نے جو

کچھ بتایا ہے بلاشبہ اس سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ شاید لی بوس اس کے قبضے میں ہو اور مارٹن ایسٹرو کسی خاص بنیاد پر ہم لوگوں کی تاک میں ہو۔ لیکن ڈاکٹر جے موزگر کا تصور میرے ذہن میں غلط نہیں ہے۔ ممکن ہے ذہنوں کا یہ ماہر اپنے طور پر گومین کی ذہنی حالت کا تجزیہ کر کے نام کمانا چاہتا ہو اور اس نے ان تمام باتوں سے واقف ہونے کے بعد وائی مین تک پہنچنے کی کوشش کی ہو جس کی وجہ سے وائی مین کو فرار ہونا پڑا۔ تم ڈاکٹر جے موزگر کو بھی ذہن میں رکھو۔"

"اوہ" میں نے ہونٹ سکوڑ کر گردن ہلائی۔ ڈوئن کاربو کے یہ الفاظ وزن رکھتے تھے۔

کافی دیر تک خاموشی طاری رہی۔ پھر ڈوئن نے میری طرف دیکھا اور آہستہ سے بولی۔ "اب تمہارا کیا پروگرام ہے غزالی؟"

"کوئی بات سمجھ میں نہیں آ رہی ڈوئن۔ تاہم میری زندگی کا ایک ہی مقصد ہے اور وہ ہے تم لوگوں کے مشن کی تکمیل۔ میں نے اس کے لیے بہت کچھ چھوڑ دیا ہے ڈوئن بہت کچھ۔"

"مجھے اپنے ساتھ رکھنا پسند کرو گے غزالی۔" ڈوئن نے عجیب سے لہجے میں پوچھا۔

"مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے ڈوئن، میری کہانی سننے کے بعد تمہیں اندازہ ہو گیا ہو گا کہ میری زندگی کا اہم مقصد کیا ہے؟ بلکہ مجھے تو تمہارے مل جانے سے خوشی ہوئی ہے کم از کم اس طرح ہم دونوں اس موضوع پر تبادلۂ خیال کر سکتے ہیں ورنہ میں تنہا رہ گیا تھا۔"

"میں بھی طویل عرصے سے تنہا ہوں۔ یوں لگتا ہے جیسے صدیاں بیت گئی ہوں۔ اب تم ملے ہو تو میں تمہیں چھوڑنا نہیں چاہتی۔"

"ٹھیک ہے ڈوئن۔ میں بخوشی تمہارا ساتھ قبول کرتا ہوں"

"تم کسی طرح کی فکر مت کرو۔ میں ہوٹلوں اور کلبوں میں شو کر کے اتنا کما لیتی ہوں کہ ہم مالی پریشانیوں کا شکار نہیں ہونگے۔ میں اپنا کام جاری رکھوں گی۔ ہاں میں نے یہاں رہائش کے لیے ایک فلیٹ کرائے پر حاصل کر لیا ہے۔ ہوٹل کی زندگی سے وہ فلیٹ بہتر ہے۔"

"یہ تو اور اچھی بات ہے لیکن ڈوئن تمہیں شو کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ گوشائی نے اس مشن کے اخراجات کے لیے مجھے بہت کچھ دے دیا ہے۔"

"میرے ذہن سے اتر گیا تھا یہ اور اچھی بات ہے اس طرح ہمیں یکسوئی سے کام کرنے کی آسانیاں مل جائیں گی۔"

"میرا ابتدائی ضروری سامان ایک دوسرے ہوٹل میں ہے میرے خیال میں اسے ہم وہیں رہنے دیتے ہیں۔ کمرے کا کرایہ ادا کیا جاتا رہے گا۔ ہوٹل والوں کو اس کے خالی رہنے پر کیا اعتراض ہو گا۔ ہمارے پاس ہنگامی ضرورت کے لیے ایک پناہ گاہ بھی رہے گی۔"

"ٹھیک ہے غزالی۔ ویسے یہ حقیقت ہے کہ گوشائی نے ایک مناسب فیصلہ کیا ہے۔ ہم لوگ جو کچھ بھی ہیں لیکن تمہاری دنیا کے لوگوں کے سے انداز سے نہیں نمٹ سکتے ہیں۔ اس انداز سے تم خود ان سے نمٹ سکتے ہو۔"

"کاش میں تمہارے مشن کی تکمیل میں تمہارے کام آ سکتا۔" میں نے گہری سانس لے کر کہا۔

ڈوئن کاربو پر اب کوئی شک نہیں رہا تھا اس لیے میں ہوٹل چھوڑ کر اس کے ساتھ اس کے فلیٹ پر آ گیا۔ فلیٹ چھوٹا تھا لیکن زندگی کی تمام ضرورتوں سے آراستہ۔ ڈوئن بھی میرے آ جانے سے بہت خوش تھی۔ دوسرے دن شام تک ہم اسی موضوع پر گفتگو کرتے رہے۔ ڈوئن نے کئی بار سمبوتورا سے ذہنی رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اس میں کامیابی نہیں ہوئی۔ شام کو ڈوئن نے کہا کہ اگر میں مناسب سمجھوں تو باہر چلا جائے۔ فلیٹ میں کافی وقت گذر چکا ہے۔

میں خود بھی اکتاہٹ محسوس کر رہا تھا۔ ہم دونوں تیار ہو کر باہر نکل آئے۔ ایک ٹیکسی ہمیں لے کر چل پڑی۔ کوئی خاص منصوبہ ذہن میں نہیں تھا۔ مختلف جگہوں پر آوارہ گردی کرتے رہے۔ رات کو ایک رستوران میں ڈنر کے لیے داخل ہو گئے۔ کھانے کی میز پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک خوبصورت لڑکی ہمارے پاس آ گئی۔

"معاف کیجیے گا آپ مس کاربو ہیں۔؟" اس نے ڈوئن کاربو سے کہا۔ اور وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

"ہیلو۔ تم کون ہو؟"

"ایلن سائمن۔ آپ نے اپنے شو میں مجھے میرے دل کی باتیں بتائی تھیں۔ اس وقت سے میں آپ کی مداح ہوں"۔

"شکریہ۔"

"آپ کے دوست۔" لڑکی میری طرف متوجہ ہو کر بولی۔

"ہیلو" میں نے بھی اخلاقاً کہا۔

"کیا آپ لوگ میرے ساتھ ڈنر کی دعوت قبول کرینگے۔ میرے ڈیڈی اور ممی بھی ساتھ ہیں، ڈیڈی نے اپنے ایک دوست کو بھی مدعو کیا ہے۔"

"اچھی لڑکی بے حد شکریہ۔ لیکن میں اپنے دوست سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ضروری گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔ اس لیے اس وقت معذرت قبول کرو ہاں اگر تمہاری یہی خواہش ہے تو مجھے اپنا فون نمبر دے دو پھر کسی وقت تم سے نشست رہے گی۔"

"اوہ۔ کیا آپ میرے گھر آنا پسند کریں گی۔؟"

"کیوں نہیں۔" ڈوٹن نے کہا۔

"بہت شکریہ۔" لڑکی نے ایک کاغذ نکال کر ڈوٹن کو دے دیا۔ اور ڈوٹن نے اس سے وعدہ کیا کہ وہ لڑکی کو فون کر کے اس سے ملاقات کا وقت متعین کرے گی۔

اس کے جانے کے بعد ڈوٹن نے گہری سانس لی۔

"یہ مشکل بھی ہے۔"

"یقیناً تم لندن میں کافی مقبول ہو گئی ہو۔"

"مجبوری تھی ورنہ مجھے مقبول ہونے کا شوق نہیں ہے یہ فلیٹ بھی ایک خاتون کی پیشکش ہے۔ کرائے کے لیے میں نے انھیں مجبور کیا تھا ورنہ وہ کرایہ لینے پر بھی تیار نہیں تھیں۔"

"ان کے دل کی بات بتا دی ہو گی تم نے۔"

"ہاں ایک دن ان کے دل کی دوسرے دن انکے شوہر کے دل کی۔" ڈوٹن نے کہا اور آہستہ سے ہنس پڑی۔

"کوئی خطرناک بات تھی۔"

"ہاں، پہلے دن خاتون تفریحاً متوجہ ہوئی تھیں۔ اپنے شوہر کے بارے میں سوال کیا تھا کہ کیا وہ ان سے محبت کرتے ہیں یا کسی اور لڑکی کے چکر میں ہیں۔ غالباً خاتون کو شبہ ہو گا۔"

"پھر۔"

"پہلے دن متاثر ہو گئیں دوسرے دن شوہر کو لے آئیں۔ شوہر صاحب واقعی ایک دوسری لڑکی کا شکار تھے۔"

"گڈ۔ وہیں ہنگامہ شروع ہو گیا ہو گا۔؟" میں نے مسکرا کر کہا۔

"نہیں بس گریبان سے پکڑ کر لے گئی تھیں۔" ڈوٹن ہنس کر بولی۔

"اوہ۔ تب تو شوہر کو تم نے دشمن بنا لیا۔"

"نہیں۔ بعد میں پتہ چلا کہ شوہر اسی رات فرار ہو گیا تھا اور خاتون اس بات سے بہت خوش تھیں کیونکہ وہ خود اپنے شوہر سے طلاق لے کر اپنے پسندیدہ شخص سے شادی کرنا چاہتی تھیں۔"

میں ہنس دیا۔ پھر میں نے کہا، "ڈوٹن۔ کیا تمہاری دنیا میں بھی یہی سب کچھ ہوتا ہے۔"

"نہیں۔" اس نے مختصراً کہا اور خاموش ہو گئی۔ اس کے بعد اس نے ایک جملہ بھی نہیں کہا۔ ہم نے اپنا آرڈر بک کرایا اور سرو ہونے کے بعد کھانے میں مصروف ہو گئے ان لوگوں پر سے ہماری توجہ ہٹ گئی تھی جن میں سے وہ لڑکی ہمارے پاس آئی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم کھانے سے فارغ ہو گئے۔

تبھی ایک آواز مجھے سنائی دی۔ "کم از کم ہم کافی کی پیشکش تو کر سکتے ہیں۔" آواز اسی لڑکی کی تھی۔ ہم دونوں چونک پڑے۔

"سوری۔ میں نے ڈیڈی سے کہہ دیا تھا کہ مس کاربو کسی وقت خود ہم سے ملیں گی لیکن آپ لوگ خود ہماری میز کی طرف دیکھ لیں۔" لڑکی نے پھر کہا۔

"کیا مطلب۔؟" ڈوٹن نے کہا اور اس کیساتھ میری نظریں بھی ان کی میز کی طرف اٹھ گئیں۔ پھر میری جان ہی نکل گئی کیونکہ میں نے لڑکی کے اہل خاندان کیساتھ مسٹر جے مورگر اور ان کی بیٹی ہیلن کو بھی بیٹھے دیکھا۔

"مسٹر مورگر نے کہا کہ آپ لوگ ان کے شناسا ہیں اور اگر میں دوبارہ کہوں تو ان سے ملنا ضرور پسند کریں گے۔"

"او کے بے بی۔ ہم ابھی آ رہے ہیں۔" میں نے کہا۔ ہیلن کی آنکھوں میں، میں نے شکایتی انداز دیکھا تھا۔

"پلیز آئیے۔" لڑکی واپس چلی گئی۔

"کون لوگ ہیں یہ غزالی۔؟" ڈوٹن نے پوچھا۔

"ڈاکٹر جے مورگر۔" میں نے گہری سانس لے کر کہا۔

"بائی تو راسا۔" ڈوٹن تشویش زدہ لہجے میں بولی۔ "اب کیا کرو گے۔"

"کچھ نہیں۔ مل لیں گے۔ ایک کام ضرور کرنا ڈوٹن۔"

"کیا۔؟"

"ہم دونوں اس میز پر چل رہے ہیں۔ میں جے مورگر سے گفتگو کروں گا اور تم اس کے دل میں جھانکو گی۔"

"او کے۔" ڈوٹن کاربو نے کہا اور ہم دونوں اٹھ کر اس میز پر پہنچ گئے۔

جے مورگر نے کہا۔ "ہیلو مسٹر غزالی بڑی دلچسپ اور غیر متوقع ملاقات ہوئی تم سے۔ ہیلن کا خیال تھا کہ تم بھی اسی طرح غائب ہو گئے جس طرح پہلے۔ سوری میں کیسی باتوں میں الجھ گیا تم میرے دوست کے مہمان ہو۔ پلیز بیٹھو۔"

"ڈیڈی یہ مس ڈوٹن کاربو ہیں۔" ڈوٹن کی فین لڑکی نے اپنے باپ سے میرا اور ڈوٹن کا تعارف کرایا۔ پھر بولی۔ "اتفاق ہے انکل مورگر کہ آپ مسٹر غزالی سے پہلے سے

متعارف ہیں۔ ہیلن کیا تم نے کبھی ڈوٹن کاربو کا شو دیکھا ہے۔؟"

"ہاں۔ صرف ایک بار۔ اس رات مسٹر غزالی میرے ساتھ تھے اور آج یہ ڈوٹن کاربو کے ساتھ ہیں۔" ہیلن کے لہجے میں طنز تھا۔ میں نے چونک کر اسے دیکھا۔ کاربو نے اس کی بات کا نوٹس نہیں لیا۔ وہ نیم باز آنکھوں سے مسٹر مورگر کو دیکھ رہی تھی۔

ڈوٹن کی فین لڑکی اس کی تعریفیں کرتی رہی اس کے فن کے بارے میں باتیں کرتی رہی۔ اس نے ڈوٹن سے چند سوالات بھی کیے جن کے ڈوٹن نے سرسری انداز میں جواب دیئے۔ مسٹر مورگر نے مجھ سے کہا۔ "تم غائب کیوں ہو گئے غزالی۔ میں اس بات پر حیران ہوں۔ وہ کیس میرے لیے بہت دلچسپ تھا اور یقین کرو میں نے اس کے لیے بہت تیاریاں کی ہیں چند اور لوگوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کیا ہے بلکہ اپنے ایک ذہین ساتھی کو نیوزی لینڈ سے یہاں آنے کی دعوت دی ہے۔ وہ دو ایک دن میں یہاں پہنچ جائے گا۔ اس دوران میں اور ہیلن تمہیں نہ جانے کہاں کہاں تلاش کرتے رہے ہیں۔"

"یقیناً ایسا ہوا ہو گا مسٹر مورگر۔ لیکن میں ایک حادثے کا شکار ہو گیا ہوں۔"

"حادثہ۔؟" ہیلن نے طنز سے مسکرا کر ڈوٹن کو دیکھا۔ لیکن میں نے اس پر توجہ نہیں دی۔

"وہ دونوں اچانک غائب ہو گئے۔ میرے لیے وہ ایک ملپ چھوڑ گئے تھے جس میں لکھا تھا کہ وہ خطرناک حالات کا شکار ہو کر فرار ہو رہے ہیں۔ مجھے ان حالات کے بارے میں ابتک کچھ نہیں معلوم ہو سکا۔ اور میں ان دونوں کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا ہوں۔"

"اوہ۔ واقعی۔ مجھے ان حالات کا اندازہ نہیں تھا۔ تم مجھے فون کر کے اطلاع دے دیتے میں بھی تمہاری مدد کرتا۔ مجھے افسوس ہے۔ تم نے پولیس کو اس بارے میں اطلاع دی۔؟"

"میرے ساتھی خود گئے تھے۔ اور جب تک مجھے یہ نہ معلوم ہو جائے کہ انھیں کیا خطرہ درپیش ہے میں پولیس سے کیا کہوں۔"

"ہاں یہ بھی درست ہے۔ بہرحال کوئی حرج نہیں ہے وہ جب بھی مل جائیں تم مجھ سے رابطہ قائم کر سکتے ہو اگر اس سلسلے میں میری کوئی مدد درکار ہو تو تکلف نہ کرنا۔"

"شکریہ مسٹر مورگر۔ اب ہم لوگوں کو اجازت۔" میں نے کہا۔ اس دوران کافی پی جا چکی تھی۔

"کیا آپ دونوں ساتھ ہی رہتے ہیں۔؟" ہیلن نے پوچھا۔

"ہاں۔" میں نے جواب دیا اور اٹھ گیا۔ ہیلن کا یہ انداز مجھے سخت ناگوار گذرا تھا۔

"کہاں۔؟" اس نے پوچھا۔

"اچھا مسٹر مورگر۔" میں نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا اور اس کے بعد ہم لوگ وہاں سے باہر نکل آئے۔ نیچے آ کر میں نے ایک ٹیکسی روکی اور اس میں بیٹھ کر ڈرائیور کو اس پہلے ہوٹل کا پتا دیا جہاں میں نے ویلنسٹائن سے نکلنے کے بعد عارضی قیام کیا تھا۔ ٹیکسی چل پڑی۔

"وہاں کیوں۔؟" ڈوٹن نے سرگوشی کی۔

"ممکن ہے ہمارا تعاقب کیا جائے۔"

"مگر تم نے مجھے دوسرے ہوٹل کے بارے میں بتلایا تھا جہاں تمہارا سامان رکھا ہے۔"

"اس ہوٹل میں بھی میرے پاس کمرہ ہے۔"

"اوہ۔" ڈوٹن نے ہونٹ سکوڑے پھر مسکرا دی۔ "تم واقعی چالاک آدمی ہو غزالی۔" تھوڑی دیر کے بعد ہم ہوٹل پہنچ گئے میں اطمینان سے کمرے میں داخل ہو گیا۔ تھوڑی دیر انتظار کرنے کے بعد میں نے باہر جھانکا۔ راہداری سنسان پڑی تھی، ہم دونوں باہر نکل آئے۔ باہر جانے کے لیے میں نے وہی عقبی راستہ اختیار کیا جس سے پہلے بھی ایک بار گذر چکا تھا۔ اس کے بعد ہم ڈوٹن کاربو کے فلیٹ کی طرف روانہ ہو گئے۔

"تم نے جے مورگر کو پڑھا ڈوٹن۔؟"

"اس کی طرف سے یہ خیال ذہن سے بالکل نکال دو غزالی کہ گومین کے مسئلے سے اس کا تعلق ہے۔"

"پورے وثوق سے کہہ رہی ہو۔؟"

"ہاں۔ گفتگو چونکہ ان دونوں کے متعلق ہو رہی تھی، اس لیے اس کے ذہن میں وہی خیالات تھے۔ ان خیالات میں کوئی ایسی بات نہیں تھی۔"

"مجھے خود بھی یقین تھا، بہرحال ذہن صاف ہو گیا اور اب ایک ہی شخصیت ایسی رہ جاتی ہے جو مشکوک ہو سکتی ہے، یعنی مارٹن ایلڈرڈ۔"

"کیوں نہ ہم اسے چیک کریں۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے۔" میں نے گہری سانس لیکر گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

—x—

کلارک روڈ اسٹریٹ کی اس خوبصورت عمارت کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سامنے ہم دونوں ٹیکسی سے اُتر گئے۔ کال بیل پر انگلی رکھی تو وہی عورت نظر آئی جس سے پہلے ملاقات ہوئی تھی۔

"شاید آپ مجھے پہچان گئی ہوں میڈم"۔

"ہاں تشریف لائیے۔"

"کیا مسٹر ایسٹرو اپنے دورے سے واپس آگئے ہیں۔؟"

"ہاں وہ موجود ہیں"۔ عورت نے کہا اور واپسی کے لیے مڑ گئی۔ ہم دونوں بھی اس کے ساتھ تھے۔ اسی جانے پہچانے ڈرائنگ روم میں ہمیں بٹھا دیا گیا۔ عورت باہر نکل گئی۔

"ہوشیار ڈوئن۔" میں نے آہستہ سے کہا۔ اور ڈوئن نے گردن ہلادی۔ زیادہ دیر نہیں گذری تھی کہ دروازہ کھلا لیکن اندر داخل ہونے والا مارٹن ایسٹرو نہیں تھا بلکہ ان کی تعداد پانچ تھی اور وہ ہاتھوں میں پستول لیے ہوئے تھے۔ آن کی آن میں وہ ہمارے سروں پر پہنچ گئے۔ پستول کنپٹی پر رکھ کر انھوں نے ہماری تلاشی لی اور جو کچھ ہماری جیبوں میں تھا نکال کر اپنے قبضے میں کر لیا۔

ہم دونوں دم بخود تھے۔ "چلو"۔ ان میں سے ایک نے کہا اور ہم اٹھ کھڑے ہوئے میں نے سنبھل کر کہا۔ "ہمیں مہمان نوازی کی حقیقت معلوم ہو سکتی ہے دوستو۔؟"

"کیوں نہیں۔ دراصل مارٹن ایسٹرو جدت پسند ہے۔ مہمانوں کو خوش آمدید کہنے کا ایک ہی طریقہ صدیوں سے رائج ہے۔ چائے کافی شراب وغیرہ۔ ایسٹرو نے اپنے مہمانوں کے استقبال میں کچھ جدت کی ہے"۔ اس شخص نے چہکتے ہوئے کہا وہ ظریف طبع معلوم ہوتا تھا۔

ایک لمبی راہداری سے نکال کر ہمیں ایک کمرے کے دروازے کے سامنے لے جایا گیا۔ یہ دروازہ کسی دھات کا بنا ہوا تھا اور اس کا ہینڈل کسی بحری جہاز کے اسٹرنگ کے مانند تھا۔ انھوں نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا اور ہمیں اندر دھکیل دیا گیا۔ اندر گہری تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر تک کمرے کی وسعت وغیرہ کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں ہو سکا۔ لیکن آنکھیں تھوڑی ہی دیر کے بعد تاریکی کی عادی ہو گئیں۔

کمرے کی بناوٹ عام کمروں سے مختلف تھی اس کی دیواریں تک دھات کی بنی ہوئی تھیں یا پھر ان پر دھات کی پلیٹیں چڑھی ہوئی تھیں۔ کوئی کھڑکی یا روشندان نہیں تھا۔ صرف دیواروں میں ایک مخصوص بلندی پر چھ چھ سوراخ بنے ہوئے تھے۔ ان کا قطر ایک ایک انچ سے زیادہ نہیں تھا۔ ان سے مسلسل تازہ ہوا آ رہی تھی۔

ڈوئن کاربو دفعتاً آگے بڑھی اور اس نے دیوار میں لگا ایک سوئچ آن کر دیا۔ چھت کے پاس لگی لائٹ جل اٹھی۔ ڈوئن کاربو نے کچھ کہنا چاہا لیکن میں نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش کر دیا۔ وہ تعجب سے میری صورت دیکھنے لگی۔ میں اس کے قریب پہنچا اور اس کے کان سے منہ لگا کر بولا۔

"ہماری آواز کہیں اور بھی سنی جا سکتی ہے، اس لیے کوئی ایسی بات نہ کہنا جو مشکوک ہو"۔ ڈوئن نے گردن ہلادی۔ پھر میں نے زور سے کہا۔

"نہ جانے یہ سب کیا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے مسٹر ایسٹرو ہماری طرف سے کسی غلط فہمی کے شکار ہو گئے ہیں"۔ جواب میں ایک زبردست قہقہہ سنائی دیا اور ہم چونک پڑے۔ ڈوئن کی نگاہیں چاروں طرف بھٹک رہی تھیں۔ پھر ایک سرگوشی ابھری۔

"ہماری آواز کہیں اور بھی سنی جا سکتی ہے۔ اس لیے کوئی ایسی بات نہ کہنا جو مشکوک ہو"۔ یہ وہ سرگوشی تھی جو میں نے ڈوئن کے کان میں کی تھی، پہلے آہستہ پھر زور سے اور پھر بہت زور سے یہ سرگوشی اس کمرے کی فضا میں ابھری۔ اور پھر وہی قہقہہ۔ میں سرد نگاہوں سے در و دیوار کو دیکھ رہا تھا۔

پھر ایک آواز ابھری۔

"نہ صرف تمہاری سرگوشیاں بلکہ تمہاری ایک ایک جنبش دیکھی جا رہی ہے دوستو۔ اس سے تمہیں اندازہ ہو گیا ہوگا کہ تم کس مشکل کا شکار ہو گئے ہو"۔

"کون ہو تم۔ اور اس حرکت کا مقصد کیا ہے؟"

"خادم کو مارٹن ایسٹرو کہتے ہیں۔ وہی جس سے تم ملاقات کرنے آئے تھے"۔

"ملاقات اس طرح ہوتی ہے؟"

"مارٹن ایسٹرو کے بارے میں کچھ معلومات بھی کی تھیں یا ایسے ہی چلے آئے تھے"۔ اس کی طنزیہ آواز ابھری۔

"ہم تمہاری دعوت پر یہاں آئے تھے اور پوری دیانتداری سے تمہارے پاس پہنچے تھے تم خود ہی یہاں ہندوستان گئے تھے"۔ میں نے کہا۔

"ذہین نوجوان تمہارا نام کیا ہے؟"

"غزالی"۔

"کیا تم سامون ہو؟"

"نہیں"۔ میرے منہ سے بے اختیار نکلا۔ اور وہ قہقہہ پھر ابھرا۔ [illegible]

"اس شخص کا ایک ملازم جس کے پاس تمہارا پیغام پہنچا تھا۔ اس نے تمہاری خواہش پر گومین اور وائی مین کو میرے ساتھ تمہارے پاس بھیجا تھا"۔

"وہ دونوں کہاں ہیں؟"

"اچانک غائب ہو گئے ہیں۔ میں ان کی تلاش میں سرگرداں ہوں"۔

"اور یہ شعبدہ گر رقاصہ۔؟" سوال کیا گیا۔

"یہ صرف میری دوست ہے"۔ میں نے جواب دیا۔

"میری اطلاعات ذرا مختلف ہیں مائی ڈیئر۔ مجھے یقین ہے کہ تم اس پوشیدہ جگہ کے بارے میں جانتے ہو جہاں وہ دونوں جا چھپے ہیں"۔

"یہ اطلاع غلط ہے۔ ہم خود ان کے لیے پریشان ہیں"۔

"مجھے غلط اطلاع دینے والے زندہ نہیں رہتے اس لیے مجھے کوئی غلط اطلاع کبھی نہیں ملتی۔ تم یہ بتاؤ کہ سچ بولنا پسند کرو گے یا میں کوشش کروں؟"

"میں نے سچ بولا ہے اگر تم کسی غلط فہمی کا شکار ہو گئے ہو تو میں مجبور ہوں"۔

"تم نے سچ بولا نہیں۔ بلکہ بولو گے۔ ابھی بولو گے۔ صرف چند لمحات کے بعد۔ دیواروں میں یہ سوراخ دیکھ رہے ہو۔ چند لمحات کے بعد یہ سوراخ آگ اگلیں گے اور تمہارے بدن جھلس جائیں گے، پھر تمہاری زبان سے نکلا ہوا سچ ہی تمہیں اس عذاب سے نجات دلائے گا۔ نمونہ ملاحظہ کرو"۔ آواز بند ہو گئی۔

میں نے پریشان نگاہوں سے ڈوئن کاربو کو دیکھا۔ وہ بھی خوفزدہ نظر آ رہی تھی۔ دفعتاً کمرے کی فضا میں گرم ہوا کے جھکے آنے لگے اور ہماری سہمی ہوئی نگاہیں ان سوراخوں کی طرف اٹھ گئیں۔ سوراخوں سے ہلکی ہلکی سرخی جھلکنے لگی تھی۔ تپش بڑھتی جا رہی تھی۔ سوراخوں سے ہر چند کہ شعلے نہیں نکل رہے تھے۔ لیکن آنچ اتنی تیز تھی کہ آن کی آن میں کھال چٹخنے لگی۔ سارا بدن پسینے سے شرابور ہو گیا۔ حلق بری طرح خشک ہونے لگا تھا۔ اور اب تو لباس بھی بدن پر ناگوار لگ رہا تھا۔ سوچنے سمجھنے کی قوتیں زائل ہو رہی تھیں۔

"غزالی"! ڈوئن کاربو نے آہستہ سے مجھے آواز دی۔ اور میں دہشت زدہ نگاہوں سے اُسے دیکھنے لگا۔

"میں خود کو اس آگ سے محفوظ رکھ سکتی ہوں۔ لیکن تم! تمہارے لیے میں کیا کروں؟"

"کیا مطلب ڈوئن! تم خود کیسے اس آگ سے محفوظ رہ سکتی ہو؟"

"اپنی قوتِ ارادی کو مجتمع کر کے خود کو اس تپش سے بچایا جا سکتا ہے۔ اور جلن کے اس احساس کو اپنی قوتِ ارادی کے ذریعے تابع کیا جا سکتا ہے"۔

"اوہ! تم اپنا کام کرو ڈوئن پلیز۔ میں بھی کوشش کرتا ہوں میرے لیے فکر نہ کرو"۔

ڈوئن نے مجھے ایک راہ سجھادی تھی۔ حالانکہ اس وقت میرے ذہن میں یہ بات نہیں آئی تھی۔ لیکن فوری عمل ضروری تھا۔ میں پالتی مار کر بیٹھ گیا۔ اصل کام خود کو چند لمحات کے لیے اس کیفیت سے آزاد کرنے کا تھا۔ میں نے آنکھیں بند کر لیں اور کوشش میں مصروف ہو گیا۔ تپش سے حواس گم ہوئے جا رہے تھے۔ کمرے کی آکسیجن ختم ہو چکی تھی اور پھیپھڑے پھٹنے لگے تھے۔ ایسے حالات میں ذہن پر قابو پانا آسان نہیں تھا۔ لیکن سمبورا نے مجھے جو مشقیں کرائی تھیں وہ معمولی نہیں تھیں۔ آہستہ آہستہ ذہن پر تاریکی کا غلبہ ہونے لگا۔ دماغ کا بدن سے رشتہ ٹوٹ رہا تھا۔ وہ جسمانی تکلیف کم ہوتی جا رہی تھی، جس نے چند لمحوں قبل پاگل کر رکھا تھا۔ جھلستی ہوئی کھال اب تکلیف نہیں دے رہی تھی۔ رفتہ رفتہ میں نے خود کو ہر احساس سے عاری کر لیا۔ اور بدن کی تکلیف جیسے کہیں کھو گئی۔ کوششیں بارآور ہوئیں۔ اعصاب چاروں طرف سکون ہی سکون تھا۔ نجانے کب تک ذہن سوتا رہا۔ اور پھر کسی آواز ہی نے مجھے چونکایا تھا۔ ذہن میں گونجنے والی آواز ڈوئن کاربو کی تھی۔ "غزالی!" میں نے آنکھیں کھول دیں۔

"بہت عمدہ غزالی! میرے خیال میں تم نے سامونوں کی تمام خصوصیات اپنالی ہیں"۔ ڈوئن کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ میں نے دیوار کے ان سوراخوں کی طرف دیکھا۔ اور پھر گہری سانس لے کر ڈوئن کی طرف دیکھنے لگا۔ بدن میں اب کوئی تکلیف نہیں تھی۔ ڈوئن کا یہ طریقۂ کار بھی راستہ بتانے والا تھا اگرچہ ہماری سرگوشیاں بھی ریکارڈ کر لی جاتی تھیں۔ لیکن ذہنوں میں گونجنے والی آوازوں کو یقیناً مارٹن ایسٹرو کی کوئی کوشش نہیں پکڑ سکتی تھی۔ چند لمحوں خاموشی رہی۔ پھر میں نے ذہنی طور پر ڈوئن کاربو سے کہا۔

"میرے خیال میں تپش ختم ہو گئی ہے"۔ غالباً اُس نے ہماری جسمانی قوتوں کا تجزیہ کر کے مشینیں بند کر دی ہیں"۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اب کیا کیا جائے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"بے ہوش ہو جاؤ۔" ڈوئن کاربو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور میں اُس کی طرف دیکھنے لگا۔ اُس نے مسکرا کر آنکھیں بند کیں اور گردن ہلا دی۔

"ہاں بے ہوش ہو جاؤ۔ یقیناً اُس کے ذہن میں یہی ہو گا کہ یہ آگ ہمارے ہوش و حواس چھین لے گی۔ بہرطور غزالی وہ ہمیں ہلاک نہیں کرنا چاہتا۔" ڈوئن کاربو کی تجویز غلط نہیں تھی۔

میں نے اُس سے ذہن ہی ذہن میں کہا۔ "ٹھیک ہے ڈوئن! میرے خیال میں اب ہمیں دوسرے راستے اختیار کرنے چاہئیں۔ اِس بات کا انکشاف تو ہو ہی چکا ہے کہ مارٹن ایسٹرو ہمارا دشمن ہے۔ اور ہمارے ذریعے گوین اور دائی مین کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس بات کا اندازہ بھی ہو چکا ہے کہ یہ دونوں کم از کم اُس کے قبضے میں نہیں ہیں۔"

"ویسے تمہارا کیا پروگرام ہے غزالی؟ اس کے قبضے سے نکلنے کے لیے ہم کیا کر سکتے ہیں؟"

"وہ سب کچھ جو ان حالات میں ممکن ہو سکتا ہے۔ تیار رہو!" میں نے جواب دیا اور ڈوئن کاربو خاموش ہو گئی۔ ہم دونوں آنکھیں بند کر کے اس طرح زمین پر اوندھے سیدھے پڑ گئے جیسے کہ ہمارے بدن بے جان ہو چکے ہوں لیکن ذہنی طور پر ہم جاگ رہے تھے۔ ڈوئن کاربو کا اور میرا ذہنی رابطہ قائم تھا۔ اور اب تمام گفتگو بھی اسی ذہنی رابطے کے ذریعے ہو رہی تھی۔ ڈوئن کاربو میری صلاحیتوں سے مسرور تھی کہنے لگی۔ "غزالی! ایک غیر سامون کو میں نے زندگی میں پہلی بار سامونی خصوصیتوں سے بھرپور دیکھا ہے اور میرا خیال ہے ساموئوں کی دنیا تمہارے لیے بے حد دلکش ہو گی۔ کیا تمہیں یہ سب کچھ کرتے ہوئے عجیب نہیں لگتا غزالی!"

"اب نہیں لگتا ڈوئن! میں نے تمہیں اپنے حالات زندگی کافی حد تک سُنا دیے ہیں۔ لیکن اِن میں ابھی کچھ ایسی باتیں باقی ہیں جن کے بارے میں تمہیں تفصیلات معلوم ہو جائیں تو تم حیران ہو گی۔ دائی مین جسے ہم سمیونورا کہتے ہیں۔ میرا اُستاد ہے۔ اور اُس نے مجھے بہت کچھ سکھایا ہے۔"

"یقیناً یقیناً! ہر چند کہ دائی مین ہمارے سربراہوں میں سے نہیں ہے لیکن انہیں سربراہوں کا معاون کہا جا سکتا ہے۔ اور اُن کی ذہنی صلاحیتیں بے پناہ ہیں۔ مگر گوین۔ بیچارہ گوین۔ پتا نہیں یہ لوگ کہاں چلے گئے۔"

"ٹھیک ہے۔ انہیں بھی تلاش کر لیا جائے گا۔ فی الحال لیبوس میری توجہ کا مرکز ہے۔"

ڈوئن کاربو نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ہم لوگ خاموش پڑے رہے۔ دفعتاً ڈوئن کاربو کے ذہن نے مجھے مخاطب کیا۔ "شاید کوئی آ رہا ہے غزالی!"

"کیسے اندازہ ہوا تمہیں؟"

"زمین سے کان لگا دو۔ قدموں کی دھمک سنائی دے جائے گی۔"

میں نے اُس کی ہدایت کے مطابق عمل کیا اور مجھے احساس ہو گیا کہ آنے والا ایک نہیں بلکہ کئی افراد ہیں۔ اُن کے قدموں کی ہلکی ہلکی چاپ اُبھر رہی تھی۔ زمین ہی یہ پیغام ہمیں دے سکتی تھی۔ ورنہ چاپ بے حد مدھم تھی۔ چند ہی لمحوں کے بعد دروازہ کھلا۔ ہم نے آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔ لیکن وہ معمولی سی جھری جو اِس انداز میں پیدا کر لی گئی تھی کہ جیسے کسی بے ہوش شخص کی آنکھیں کھلی رہ گئی ہوں، ہماری مدد کر رہی تھی۔ اور ہم آنے والوں کو بخوبی دیکھ سکتے تھے۔ اُن کی تعداد پانچ تھی۔ دو افراد سب سے آگے تھے اور اُن کے ہاتھوں میں پستول دبے ہوئے تھے۔ باقی تین اِن کے پیچھے اندر آئے تھے اور اندر آ کر انہوں نے اطراف کا جائزہ لیا۔ اور پھر مطمئن انداز میں اپنے اپنے پستول بغلی ہولسٹروں میں ڈال لیے۔ پھر اُن میں سے ایک نے کہا۔ "اٹھاؤ اور لے چلو۔"

وہ دو آدمی ہم دونوں کی جانب بڑھ گئے۔ ڈوئن کاربو کے بارے میں مجھے یہ بات معلوم نہیں تھی کہ وہ لڑنے بھڑنے کی صلاحیتیں رکھتی ہے یا نہیں، جبکہ ندرت یعنی کے بارے میں مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ وقت پڑنے پر ایک مرد سے زیادہ طاقتور ثابت ہو سکتی ہے۔ میں اپنے ساتھ ساتھ ڈوئن کاربو کا تحفظ بھی چاہتا تھا۔ اور اس وقت مجھے علم تھا کہ پانچ مسلح افراد میرے سامنے موجود ہیں۔ اگر ان میں سے کسی کو پستول نکالنے کا موقع مل گیا تو اس کا مقصد ہے کہ ہم دونوں کی زندگیاں بھی جا سکتی ہیں۔ بہرطور میں کسی قیمت پر کم از کم جانے بوجھے حالات میں مرنا نہیں پسند کرتا تھا۔ اتفاقیہ موت آ جائے تو ظاہر ہے اُسے دنیا کا کوئی شخص نہیں روک سکتا۔

دو آدمیوں نے جھک کر مجھے ہاتھ اور پیروں سے پکڑنے کی کوشش کی۔ لیکن انہیں یہ کوشش سخت مہنگی پڑی۔ جوں ہی انہوں نے مجھے اٹھایا، میں نے اُچھل کر اُن دونوں کو آپس میں ایک دوسرے سے

ٹکرا دیا۔ اور اُس کے بعد میں کسی اسپرنگ کے گُڈّے کی طرح فضا میں اُچھلا۔ اور میری دونوں لاتیں اُس شخص کے سینے پر پڑیں جو اس کارروائی کی نگرانی کر رہا تھا۔

باقی دو افراد ڈوئن کاربو کو اُٹھا رہے تھے۔ میری زبردست لات کچھ اس قوت سے اس شخص کے سینے پر پڑی تھی کہ وہ فضا میں اُچھل کر دیوار سے ٹکرایا اور اس کا سَر پاش پاش ہو گیا۔ لیکن اس نے یہ دیکھنے کی کوشش نہیں کی کہ اُس کے ساتھ کیا ہوا۔ میں تو پھرتی سے اُن دونوں پر جھپٹ پڑا تھا، جنہوں نے ڈوئن کاربو کو اُٹھا لیا تھا۔ میں انہیں رگیدتا ہوا دور تک لے گیا۔ ڈوئن کاربو اب پوری طرح آزاد ہو گئی تھی اور بالکل تازہ دم تھی۔ لیکن آزاد ہونے کے بعد اُس نے کوئی حماقت نہیں کی۔ بلکہ اُن دونوں پر ٹوٹ پڑی، جنہوں نے مجھے اٹھایا تھا اور جو میری کوششوں سے زمین بوس ہو گئے تھے۔ اور اب سنبھل کر پستول نکالنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ڈوئن کے نوکدار جوتے کی ٹھوکر ان میں سے ایک کی پیشانی پر پڑی۔ اور دوسرے کی ٹھوڑی کے نیچے گردن پر۔ ضربیں خاصی زوردار تھیں۔ وہ زمین پر جا پڑے۔ عین اُسی وقت ڈوئن نے اُن میں سے ایک کے ہاتھ سے پستول چھین لیا تھا، جس نے پستول نکال لیا تھا۔ لیکن اُسے استعمال کرنے کی مہلت نہیں ملی تھی۔ پستول اُس کے ہاتھ سے لے کر ڈوئن نے سب سے پہلے اُسی کی پیشانی کا نشانہ بنایا۔ اور گولی چلا دی۔ اُس کی دلخراش چیخ اُبھری تھی۔ لیکن ڈوئن نے اس کی پروا نہیں کی۔ اُس نے فوراً ہی دوسرے آدمی کا نشانہ لے کر اُسے بھی ٹھنڈا کر دیا۔ میں اُن دونوں سے بھڑا ہوا تھا، جنہیں میں نے ڈوئن کے پاس سے ہٹایا تھا۔ وہ دونوں باکسر معلوم ہوتے تھے۔ چنانچہ پینترے بدل بدل کر مجھ پر حملے کر رہے تھے۔ میں نے پھرتی سے کام لیتے ہوئے انہیں اس کا موقع نہیں دیا تھا کہ وہ اپنے پستول نکال سکیں۔ یا شاید اُن کے پاس پستول موجود ہی نہیں تھے۔ کیونکہ لڑائی کے دوران انہوں نے پستول نکالنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ دفعتاً میرا داؤ لگ گیا۔ میں نے اُن کی گردنیں پکڑ لیں اور پھر کسی برق رفتار گھوڑے کی طرح دوڑتا ہوا انہیں دیوار تک لے گیا۔ وہ لوگ شاید میرے اس ارادے کو نہیں سمجھ پائے تھے۔ آخر میں نے پوری قوت سے دیوار کے قریب جا کر اُن کے سر دیوار سے ٹکرا دیے۔ اُن میں سے ایک نے غیر اختیاری طور پر دونوں ہاتھ دیوار پر لگا دیے تھے۔ لیکن دوسرا میری کوشش کا شکار ہو گیا تھا۔ اُس کا سَر کسی خربوزے کی طرح کھل گیا۔ جس شخص نے ہاتھ ٹکا کر کے خود کو دیوار سے ٹکرانے سے بچایا تھا اُس کی گردن پر میں نے بھرپور ہاتھ مارا، اس نے بچنا چاہا لیکن ڈوئن نے اُسے بھی مہلت نہیں دی اور گولی چلا دی۔ گولی اُس کی گردن میں داخل ہو کر گدّی کے پار نکل گئی۔ وہ دونوں ہاتھ فضا میں پھیلا کر اوندھے منہ زمین پر آ رہا۔

ان پانچوں کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ پورے کمرے میں خون ہی خون پھیلا ہوا تھا۔ اور ماحول بے حد بھیانک ہو گیا تھا۔ پانچ لاشیں ہمارے سامنے پڑی تھیں۔ اور اب اُن میں سے کوئی جنبش نہیں کر رہا تھا۔ ڈوئن نے پستول کے چیمبر چیک کیے اور پھر اُسے پھینک کر دوسرے آدمی کی جانب بڑھ گئی۔ اُس نے اُس آدمی کے ہولسٹر سے بھی پستول نکال لیا تھا، جو پورا بھرا ہوا تھا۔ اُس کی دیکھا دیکھی میں نے اپنے شکاروں کی تلاشی لی۔ لیکن اُن کے پاس پستول نہیں تھے۔ جو شخص انہیں ہدایت دے رہا تھا۔ اور جسے میں نے سب سے پہلے دیوار سے ٹکرا کر ہلاک کر دیا تھا۔ اُس کے پاس سے البتہ مجھے ایک پستول مل گیا۔ چنانچہ اب ہم دونوں مسلح ہو گئے تھے۔ اس کے بعد ہمارا رُخ ظاہر ہے دروازے کے علاوہ بھلا اور کس سمت ہو سکتا تھا۔ چنانچہ ہم دروازے سے باہر نکل آئے۔ باہر راہداری سنسان پڑی ہوئی تھی۔ میں نے ڈوئن کاربو کی طرف دیکھا تو اُس نے ایک سمت اشارہ کیا۔ اور ہم راہداری میں سامنے چلنے کے بجائے بغلی سمت مڑ گئے۔ ڈوئن کاربو آگے آگے جا رہی تھی۔ چند لمحات کے بعد اُس نے رُک کر پوچھا۔

"کیا خیال ہے غزالی! یہاں سے نکل چلیں۔ یا مارٹن ایسٹرو سے ملاقات کرو گے؟"

"پتا نہیں وہ موجود ہے یا ...."

"میرا خیال ہے۔ اُسے موجود ہونا چاہیے۔ اور اگر نہیں بھی ہے تو ہم یہاں سے فرار ہو کر کچھ نہیں حاصل کر سکتے۔ جس مقصد کے لیے آئے ہیں اُس کی تکمیل کیے بغیر یہاں سے روانہ ہونا مناسب نہیں ہے۔ یعنی لیبوس کی تلاش! ممکن ہے مارٹن ایسٹرو نے اِسی عمارت کے کسی گوشے میں لیبوس کو چھپا رکھا ہو۔" بات سمجھ میں آنے والی تھی۔ میں نے گردن ہلا دی۔ اور ہم عمارت کے کمروں میں جھانکتے پھرے۔

ایک بڑے سے ہال نما کمرے میں ہمیں مارٹن ایسٹرو نظر آ گیا۔ وہ ایک لمبا گاؤن پہنے ہوئے تھا اور غالباً کوئی کتاب دیکھ رہا تھا۔ آنکھوں پر چشمہ لگا ہوا تھا۔ جب کہ عام حالات

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں وہ چشمہ نہیں لگاتا تھا۔ رُخ چونکہ ہماری جانب نہیں تھا۔ اس لیے ہمیں یہی اندازہ ہوا کہ وہ کتاب پڑھ رہا ہے۔ ویسے جس کمرے میں ہم قید تھے وہ ساؤنڈ پروف تھا اور ہونا بھی چاہیے تھا۔ اُسے "اذیت گاہ" کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ اور اُس میں لگے ہوئے پائپوں سے خارج ہونے والی گیس یا آگ باہر نہیں آسکتی تھی۔ چنانچہ گولیوں کی آوازیں بھی باہر نہیں سنائی دی تھیں۔ ورنہ شاید مارٹن ایسٹرو اس طرح مطمئن نہ ہوتا۔ میں نے ڈوئن کارلو کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا۔ تاکہ وہ باہر کا معاملہ سنبھالے رکھے۔ اور اُس کے بعد میں نے نیم وا دروازے پر ایک زوردار لات ماری۔ اور برق رفتاری سے اندر گھس گیا۔ پستول کا رُخ مارٹن ایسٹرو کی جانب تھا۔ مارٹن ایسٹرو چونک کر میری طرف مُڑا اور موٹی سیاہ جلد والی کتاب اُس کے ہاتھ سے نیچے گر گئی۔ چشمہ ڈھلک کر ناک پر آگیا۔ وہ متعجب نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ پھر اُس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے، میرے ہاتھ میں دبے پستول کی جانب دیکھا۔ اور اُس کے بدن کو ایک ضعف دار جھٹکا لگا۔ میں سنجیدہ نگاہوں سے اُسے دیکھ رہا تھا۔ پھر میں نے بھاری لہجے میں کہا۔ "مارٹن ایسٹرو اس کھیل میں مجھے فتح حاصل ہوئی ہے۔ اور تم اپنی اُس کوشش میں ناکام رہے ہو۔ فتح اور شکست دونوں میں سے ایک چیز انسان کو قبول کرنا پڑتی ہے۔ چنانچہ تم اب میرے رحم و کرم پر ہو۔"

"کمال ہے۔ تم اپنے پیروں پر کھڑے نظر آرہے ہو۔ کیا اُس آگ نے تمہیں متاثر نہیں کیا۔؟"

"میں تمہارے سوالوں کا جواب دینے نہیں آیا مارٹن ایسٹرو۔ بلکہ تمہیں اب میرے سوالات کا جواب دینا ہے۔"

دفعتاً مارٹن ایسٹرو نے سنبھالا لیا۔ اور اس کے انداز میں لاپروائی پیدا ہو گئی۔ "نہیں بے وقوف آدمی! اپنی اس چھوٹی سی کامیابی کو اہمیت نہ دو، میرا نام مارٹن ایسٹرو ہے۔"

"ٹھیک ہے مارٹن ایسٹرو میں اب بڑی کامیابی بھی حاصل کرنے کی کوشش کروں گا، مجھے بتاؤ لیبوس کہاں ہے؟"

"سوال میرا بھی اس سے مختلف نہیں ہے۔" مارٹن ایسٹرو نے میرے ہاتھ میں دبے ہوئے پستول کو دیکھ کر کہا: "میں تم سے اُن دونوں کے بارے میں معلومات چاہتا ہوں، وہ دونوں کہاں گم ہو گئے۔ میری مراد گوین اور دائی ین سے ہے۔"

"اُن دونوں کے بارے میں ڈیئر ایسٹرو! مجھے خود پتا نہیں ہے۔ غالباً تم نے انہیں حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور وہ دونوں فرار ہو گئے۔ لیکن میں لیبوس کے لیے تمہارے پاس آیا ہوں۔ اور مجھے یقین ہے کہ میں تم سے اُس کا پتا معلوم کر کے ہی جاؤں گا۔ کیا لیبوس اس عمارت میں موجود ہے؟"

"تمہاری اطلاع کے لیے میں تمہیں بتاؤں کہ لیبوس یہاں سے بہت دور ہے اس قدر دور کہ تمہاری رسائی اس تک نہیں ہو سکتی۔ لیکن وہ دونوں چوہے جہاں بھی چھپے ہوئے ہیں انہیں ضرور تلاش کر لوں گا۔ تمہارے حق میں یہ ہی بہتر تھا کہ تم مجھ سے تعاون کرتے۔ تمہارا تعلق اُن لوگوں سے نہیں ہے۔ بقول تمہارے میں اگر یہ بات مان بھی لوں کہ تمہیں اُس شخص نے جس کا نام حسن تھا بھیجا ہے تو ظاہر ہے تم اُس کے ساتھی یا ملازم ہو گے۔ تمہیں ایک معاوضہ ملنا ہو گا۔ اگر میں تمہیں اتنی رقم دے دوں کہ تمہیں ہندوستان واپس جانے کی ضرورت ہی نہ پیش آئے تو کیا اُس کے باوجود تم مجھ سے تعاون نہیں کرو گے؟ دیکھو دوست! تم صرف حق وفاداری ادا کر رہے ہو۔ جب کہ وہ دونوں میری اہم ضرورت ہیں۔ اور اُن کے حصول سے مجھے بہت فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ چنانچہ مجھ سے سودا کرو۔ فائدے میں رہو گے۔"

"میں تمہیں صرف پانچ تک گننے کی مہلت دیتا ہوں مارٹن ایسٹرو۔ تمہارے وہ سب ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں، جو ابھی میرے پاس پہنچے تھے۔ اور اس کے بعد تمہاری ہلاکت بھی میرے لیے نقصان دہ نہیں ہوگی۔ کیونکہ تمہاری موت کے بعد میں زیادہ بہتر طریقے سے لیبوس کو تلاش کر سکوں گا۔ وہ کہیں بھی ہو ہم لوگ اُسے یقیناً پا لیں گے۔"

"تو ٹھیک ہے! مجھے بھی مار ڈالو۔" مارٹن ایسٹرو نے دونوں ہاتھ پھیلاتے ہوئے کہا۔ میں خونی ہو چکا تھا۔ جو کچھ میں نے مارٹن ایسٹرو سے کہا تھا وہ غلط نہیں تھا۔ یہ شخص راہ کی رکاوٹ تھا۔ چنانچہ لیبوس کو تلاش کرنے سے پہلے اس کو ختم کر دینا ضروری تھا۔ ہر چند کہ اس سے بہت سی معلومات حاصل ہو سکتی تھیں۔ لیکن مجھے اپنا کام عزیز تھا۔ چنانچہ میں نے تنبیہ کے طور پر اُس کے داہنے پاؤں کو نشانہ بنایا اور گولی چلا دی۔ مقصد یہی تھا کہ اُسے زخمی کر کے زبان کھولنے پر مجبور کر دوں۔ مارٹن ایسٹرو نے اپنا داہنا ہاتھ گھٹنے کے سامنے کیا اور ایک عجیب و غریب منظر میری نگاہوں کے سامنے آگیا۔ گولی اُس کی داہنی ہتھیلی پر لگی اور اُچٹ گئی۔

میں نے اچھی طرح محسوس کر لیا تھا کہ گولی نے اُس کے گھٹنے کی ہڈی کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ دوسرے لمحے میں نے دوسری گولی چلا دی اور مارٹن ایسٹرو نے پینترا بدل کر اس گولی کو بھی اپنے ہاتھ پر روک لیا۔ لیکن اِس طرح اُس شخص کی گہرے سیاہ رنگ کی ہتھیلی میرے سامنے آگئی۔ نیلاہٹ مائل سیاہی اُس کے ہاتھ پر جھلک رہی تھی۔ اور دفعتاً مجھے احساس ہوا کہ اُس کا داہنا ہاتھ مضبوط اسٹیل سے بنا ہوا ہے۔ یا کوئی اور ایسی ہی مضبوط دھات ہے جس پر گولی روکی جا سکتی ہے۔ یہ تجربہ میرے لیے انتہائی دلچسپ اور حیرت انگیز تھا۔ اس بار میں نے جھلا کر تیسری گولی اُس کے پیٹ پر چلائی تھی۔ لیکن مارٹن ایسٹرو نے اس گولی کو بھی اپنے ہاتھ ہی پر روکا۔ پتا نہیں یہ سب کچھ کیا تھا۔ یا تو اس کے ہاتھ میں کوئی ایسی مقناطیسی قوت تھی کہ پستول سے نکلنے والی گولی اپنا رُخ تبدیل کر دیتی تھی اور سیدھی اُس کے ہاتھ پر جا لگتی تھی۔ یا پھر وہ اتنا پھرتیلا اور چوکنا تھا کہ گولی کی سمت کا اندازہ لگا کر وہیں اپنا ہاتھ کر لیتا تھا۔ بہر طور میں نے مسلسل پانچ گولیاں اُس پر چلائیں۔ لیکن ردِ عمل قابلِ دید تھا۔ چھٹی گولی میں نے آخری نشانے کے لیے محفوظ رکھی تھی۔

مارٹن ایسٹرو کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ اُس نے کہا۔ "بچوں کا یہ کھیل مجھے پسند ہے۔ لیکن بے وقوف نوجوان مارٹن ایسٹرو کے سامنے کھڑے ہونے سے پہلے اگر تم کہیں سے اُس کے بارے میں معلومات حاصل کر لیتے تو تمہارے حق میں بہت بہتر ہوتا۔ تم نے اپنی بدترین موت کو دعوت دی ہے۔ تم نے کہا ہے کہ تم نے میرے پانچوں آدمیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ چنانچہ اب تو مجھے یہ حق پہنچتا ہے کہ میں تمہیں مار ڈالوں۔ لیکن اس کے باوجود میں تمہاری جان بخشی کر سکتا ہوں۔ اگر تم اُن دونوں کو تلاش کرنے میں میری مدد کرو۔"

میں چونکا تھا اور اس بار میں اُسے موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔ چنانچہ میں نے انتہائی احتیاط سے اِس بار گولی اُس کے داہنے بازو پر چلائی تھی۔ خیال یہ تھا کہ اُس کا اسٹیل کا ہاتھ زیادہ سے زیادہ کہنی تک ہو گا۔ کیونکہ اُس کی جنبش یہ ہی بتاتی تھیں کہ وہ آسانی سے اپنے اس ہاتھ کو حرکت دے سکتا ہے۔ لیکن اُس نے ہاتھ کو ذرا سی جنبش دے کر میرے اس آخری فائر کو بھی ناکام بنا دیا تھا۔

"چلو تمہاری مشکل حل ہو گئی۔ اب تمہارے پستول میں گولیاں نہیں ہیں۔ اسے پھینک دو۔ دست بہ دست جنگ کرنے کا تصور بھی مت کرنا۔ کیونکہ میرا یہ ہاتھ دیکھ رہے ہو

قلم کی دنیا کے نواب کی مملکت میں ایک نئی تحریر کا اضافہ

ادھورا ادھوری

بلند پایہ معاشرتی کہانیوں کی پہچان

ایک مقبول اور معتبر نام

محی الدین نواب

جن کے نشتر نما قلم سے نکلی ہوئی تحریر کا انتظار رہتا ہے

ادھورا ادھوری

ایک اہم موضوع پر، ایک اچھوتا ناول

زندگی کے اتار چڑھاؤ کا آئینہ دار

خوبصورت، پُر تجسس، نوکیلا اور آبدار

ادھورا ادھوری

جسے ہر بار کی طرح آنکھوں سے نہیں دل سے پڑھا جائے گا

شائع ہو گیا ہے ---- قیمت - 150/

علی بک سٹال

نسبت روڈ، چوک میو ہسپتال، لاہور

7223853 ✆

تھا۔ اس کی قوت کا مظاہرہ کر کے میں اپنا نقصان نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن یہ تمہارے بدن کے جس حصے پر بھی پڑا، وہ حصہ دوبارہ کبھی جڑ نہیں سکے گا۔"

مجھے یقین ہو گیا تھا کہ کم از کم اِس سلسلے میں وہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ غلط نہیں ہے۔ جس چیز پر پستول کی گولی اثر انداز نہیں ہو سکی، میں اُس کا کیا بگاڑ لوں گا۔ چنانچہ اب وہ غور کرنے کی چیز تھا۔ مارٹن ایسٹرو کے چہرے کے تاثرات بدلتے جا رہے تھے۔ اور اب اُس کے خدوخال بے حد

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھیانک نظر آنے لگے تھے۔ اُس کی سُرخ آنکھیں مجھ پر جم گئی تھیں "جواب دو! وہ دونوں کہاں ہیں؟ یہ بات میں نہیں مان سکتا کہ تمہیں اُن کا علم نہیں ہے"

"میں تمہیں اُن کے بارے میں بتا سکتا ہوں مارٹن الیسٹرو لیکن اس سے پہلے تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم اُن کا حصول کیوں چاہتے ہو۔ اور لیبوس کہاں ہے؟"

"تم اِس قابل نہیں ہو لڑکے کہ میں تمہیں اپنے معاملات میں شریک کروں۔ تمہاری حیثیت ہی کیا ہے! کسی گدھے کے ہاتھ میں بھی پستول دے دو تو وہ بہر طور وہی سب کچھ کر سکتا ہے جو تم نے کیا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اُن پانچ افراد کو تم نے کس طرح قتل کر دیا۔ میں یہ بھی نہیں جانتا کہ آگ کا حربہ تم پر ناکام کیسے رہا۔ لیکن میں تمہیں اس کے باوجود کوئی اہمیت نہیں دے سکتا۔ اس سے قبل کہ میرا ذہنی توازن خراب ہو جائے تم میری بات کا جواب دو" وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا۔ میں نے اپنی جگہ سے جنبش نہیں کی۔ البتہ میں یہ سوچ رہا تھا کہ اُس کے اسٹیل والے ہاتھ سے بچنے کے لیے کیا کارروائی کرنی چاہیے۔

چند لمحوں کے بعد وہ میرے بالکل قریب پہنچ گیا۔ اسکی آنکھیں بے حد بھیانک ہو رہی تھیں۔ پھر اُس نے اپنا دوسرا ہاتھ بڑھا کر میرا گریبان پکڑنے کی کوشش کی۔ لیکن میں اپنے لیے لائحہ عمل مرتب کر چکا تھا۔ چنانچہ میں پھرتی سے نیچے بیٹھ گیا اور دونوں ٹانگیں اُس کی ٹانگوں میں پھنسا کر میں نے پوری قوت سے اپنی ٹانگیں کھول دیں۔ میری یہ کوشش کارگر ہوئی۔

وہ جھکا تو میں نے تھوڑا سا مزید نیچے کھسک کر ایک لات اُس کے جسم کے پچھلے حصّے پر رسید کر دی۔ اور وہ میرے اُوپر سے اُچھل کر دروازے کے قریب جا گرا۔ میں جانتا تھا کہ باہر ڈوئن کاربو اپنی ڈیوٹی پر مستعد ہے۔ نیچے گرتے ہی مارٹن الیسٹرو اُٹھ کھڑا ہوا اور اس بار اُس نے غراتے ہوئے انداز میں مجھ پر چھلانگ لگا دی ـــــ اپنے بھاری تن و توش اور بھی جسامت کے باوجود وہ بے حد پھرتیلا تھا۔ اگر میں انتہائی مہارت سے کام لے کر اُس کا یہ وار خالی نہ دیتا تو اُس نے میرے سر کو اپنے لوہے کے ہاتھ کا نشانہ بنا لیا تھا۔ وہ اپنی جھونک میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور میں سیدھا کھڑا ہو گیا۔ میں نے ایک کرسی اُٹھالی تھی مارٹن الیسٹرو اب شدید غصّے میں آ گیا تھا۔ اس نے ایک بار پھر مجھ پر چھلانگ لگائی۔ اور میں نے کرسی اُس کے سامنے کر دی۔ لیکن اُس نے اپنا اسٹیل والا ہاتھ کرسی پر مارا۔ اور وہ ٹوٹ گئی۔ میں نے پھرتی سے ٹوٹی ہوئی کرسی کا ایک حصّہ گھما کر اُس کی ٹانگ پر مارا۔ لیکن کمبخت کو اپنے ہاتھ سے کام لینے کا بہترین تجربہ تھا۔

چنانچہ اُس نے اِس وار کو بھی اپنے اسٹیل والے ہاتھ پر روکا۔ اور دوبارہ ہاتھ میری طرف گھما دیا۔ اُس کا ہاتھ لکڑی پر پڑا۔ اور کرسی میرے ہاتھ سے اُچھل کر دیوار سے جا ٹکرائی۔ پھر وہ نہایت پھرتی سے آگے بڑھا۔ اور اُس نے اپنا اسٹیل والا ہاتھ میرے شانے پر مارنے کی کوشش کی۔ لیکن اگر یہ ہاتھ میرے بدن کے کسی حصّے پر لگ جاتا تو کھیل ہی ختم تھا۔ میں اپنی تمام توجہ اُس کے اِن واروں سے بچنے پر صرف کر رہا تھا۔ ابھی تک میں نے کوئی ایسا حربہ نہیں استعمال کیا تھا جس کی مجھے تربیت دی گئی تھی میں تو لڑنے بھڑنے والا انسان تھا ہی نہیں۔ لیکن حالات نے مجھے جو کچھ دیا تھا بہر طور اُس کا استعمال بھی مجبوراً ضروری تھا۔ چنانچہ اس بار میں نے ذرا چالاکی کی۔ اُس کے اِس وار سے بچنے کے بعد میں نے اُس کے جبڑے پر ایک گھونسا رسید کرنا چاہا۔ انداز یہی تھا جیسے میں ـــ اُس کے جبڑے پر گھونسا مار رہا ہوں۔ لیکن کام ذرا مختلف تھا۔ اُسے اپنے ہاتھ کی جانب متوجہ کر کے میں نے جوتے کی بھرپور ٹھوکر اُس کی پنڈلی پر لگائی۔ اور یہ ٹھوکر اُس کی پنڈلی کی ہڈی پر پڑ گئی تھی۔ میری اس ضرب سے اُس کے چہرے پر تکلیف کے آثار پیدا ہوئے تھے۔ لیکن اب اُس نے اپنے ہاتھ کو سامنے کر کے اُسے کسی لاٹھی کی طرح گھمانا شروع کر دیا تھا۔ شائیں شائیں کی آوازیں اُبھر رہی تھیں۔ اور میں اُچھل اُچھل کر اُس کے اِس وار سے بچ رہا تھا۔ سنگ مرمر کی ایک میز میری پشت پر آئی تو مجھے رکنا پڑا۔ اور وہ میرے سر پر پہنچ گیا۔ اُس نے پوری قوت سے اپنا ہاتھ گھما کر میرے سر پر مارا۔ یہ دوسری بات ہے کہ ہاتھ سنگ مرمر کی میز پر پڑا تھا۔ اور وہ ریزہ ریزہ ہو گئی تھی۔ میں نے اِسی پر اکتفا نہ کی بلکہ میز کا ٹوٹا ہوا پایہ اُٹھا کر پوری قوت سے اُس کی پشت پر دے مارا۔ اس بار بھی وہ میری ضرب سے نہیں بچ سکا تھا۔ اب یہ پایہ ایک ڈنڈے کی طرح میرے ہاتھ میں موجود تھا اور میں بندروں کی سی پھرتی سے کام لے کر اُسے نشانہ بنا رہا تھا۔ اپنے اسٹیل والے ہاتھ کو وہ مسلسل استعمال کر رہا تھا۔ لیکن میری پھرتی اُسے کبھی نہ کبھی چکر دے ہی جاتی تھی۔ اور میز کا پایہ اُس کے جسم کے مختلف حصّوں پر پڑ چکا تھا۔ غالباً اُسے بھی میری پھرتی کا اندازہ ہو گیا تھا۔ اور جو چوٹیں اُس کے بدن پر لگی تھیں، وہ اُسے تکلیف پہنچا رہی تھیں۔ مجھ سے لڑتے لڑتے وہ ایک بار دیوار کے قریب جا کر رُکا۔ میں نے یہ اندازہ نہیں لگایا تھا کہ اُس نے کیا کیا۔ لیکن جب میں اُس کے نئے حملے کا منتظر تھا تو دفعتاً میں نے کمرے کی زمین میں ایک لمحے کے لیے ایک سوراخ نمودار ہوتا ہوا دیکھا اور دوسرے لمحے وہ اُس سوراخ میں گم ہو گیا۔ میں متحیرانہ انداز میں

دیکھتا رہ گیا ـــ خود بھی اُس سوراخ کی طرف دوڑنا تو حماقت تھی۔ اور دوڑتا بھی تو کوئی فائدہ نہ ہوتا۔ چونکہ چند ہی لمحوں کے اندر وہ برابر ہو گیا تھا۔ یقیناً یہ کوئی خفیہ راستہ تھا۔

میں چند لمحوں کے بعد اُس کے قریب پہنچ گیا۔ میں نے اُس جگہ کو بہت ٹٹول ٹٹول کر دیکھا۔ لیکن سفید ٹائلوں کے درمیان اُس سیاہ ٹائل میں کوئی رخنہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ یقیناً یہ سیاہ ٹائل کسی تہہ خانے کا دروازہ تھا۔ لیکن دروازہ کھولنے کے بارے میں کیا کرتا تھا۔ اس کے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہ تھا۔ میں احمقوں کی طرح اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ ایک بار میں نے اُن ٹائلوں پر پاؤں بھی رکھے۔ زور زور سے اُس پر پاؤں بھی مارے۔ لیکن یہ حرکت حماقت ہی محسوس ہو رہی تھی۔ زمین کو بھلا کہاں جنبش ہوتی ہے۔ دفعتاً مجھے یاد آیا کہ وہ اِس ٹائل پر آنے سے پہلے دیوار کے قریب جا کر کھڑا ہوا تھا۔ میں اُس دیوار کے قریب پہنچ گیا۔ ابھی میں نے دیوار پر کوئی کارروائی بھی نہیں کی تھی کہ ڈوئن کاربو نے دروازہ کھول کر اندر جھانکا اور کہنے لگی۔ "تمہارا کام ہو گیا غزالی؟ یا...." لیکن پھر وہ خاموش ہو گئی۔ اُس کی نگاہیں چاروں طرف بھٹک رہی تھیں۔ اس کمرے سے باہر نکلنے کا اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ سوائے اس دروازے کے جس پر ڈوئن کاربو مستعد کھڑی ہوئی تھی۔ لیکن مارٹن الیسٹرو غائب تھا۔ اور اس بات پر ڈوئن کاربو کو حیران ہونا ہی چاہیے تھا۔

"ارے! لگ کہاں گیا وہ؟ کہاں چلا گیا؟" اُس نے متعجبانہ انداز میں پوچھا۔

"وہ اِس ٹائل کے نیچے کسی تہہ خانے میں چلا گیا ہے۔ ایک منٹ ڈوئن کاربو ایک منٹ۔" میں نے اُس دیوار کو ٹٹولتے ہوئے کہا جس کے بارے میں مجھے شبہ تھا کہ مارٹن الیسٹرو نے وہاں کھڑے ہو کر ٹائل کے نیچے جانے کا راستہ بنایا تھا۔ لیکن دیوار کو اچھی طرح ٹھوکتے بجانے کے باوجود مجھے کوئی ایسی چیز نظر نہیں آ سکی جس کے بارے میں یہ اندازہ ہو سکتا کہ وہ ٹائل کو متحرک کرنے کا باعث بن سکتی ہے۔ اس تلاش سے مایوس ہو کر میں ڈوئن کاربو کی طرف متوجہ ہو گیا جو میری اس کارروائی کو بغور دیکھ رہی تھی۔ پھر میں نے کسی خیال کے تحت کہا۔ "ڈوئن کاربو! ہمیں یہاں سے نکل چلنا چاہیے۔ نیچے جانے کے راستے کی تلاش خطرناک بھی ہو سکتی ہے۔ اِس دوران وہ ہمارے لیے کوئی مؤثر کارروائی کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔"

ڈوئن کاربو نے مجھ سے اختلاف نہیں کیا۔ ہم دونوں دوڑتے ہوئے عمارت کے بیرونی حصّے کی جانب چل پڑے یہاں کسی اور کی موجودگی بھی ممکن ہو سکتی تھی۔ لیکن اگر کوئی ہمیں دیکھ لیتا تو صورتحال ہمارے خلاف ہو جاتی۔ کلارک ووڈ اسٹریٹ کی اس عمارت کو بعد میں بھی دیکھا جا سکتا تھا۔ مارٹن ایسٹرو بلاوجہ ہی تہہ خانے میں نہیں گیا ہوگا۔ یقیناً اس کے لیے باہر نکل جانے کا کوئی اور راستہ ہوگا۔ اُس کی گرفت میں آنے سے پہلے ہی ہمیں نکل جانا چاہیے۔ چنانچہ ہم دوڑتے ہوئے سڑک پر آ گئے تھے۔ اور پھر کافی دور پہنچنے کے بعد ہم نے اپنے سانسوں کو معتدل کیا تھا۔

ڈوئن کاربو اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔ پھر اُس نے کہا۔ "اب کیا خیال ہے واپس چلا جائے۔"

"ہاں! یہاں اب ہمیں کچھ نہیں ملے گا۔" میں نے کہا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک ٹیکسی ہمیں لیے ہوئے جا رہی تھی۔ لیکن ایسے موقع پر میں سیدھا ڈوئن کاربو کے فلیٹ تو نہیں جا سکتا تھا کیونکہ کسی بھی ذریعے سے تعاقب کا اندیشہ ہو سکتا تھا۔ اُس ہوٹل کے علاوہ اور کون سی جگہ ہمارے لیے موزوں ہو سکتی تھی جسے میں نے ایسے ہی موقعوں کے لیے ابھی تک محفوظ رکھا تھا یہاں بھی اگر کوئی بات ہو جائے تو دیگر بات ہے۔ ہوٹل کے کمرے میں پہنچنے کے بعد میں نے ڈوئن کاربو کو کمرے میں ہونے والی کارروائی کے بارے میں تفصیلات بتائیں۔ اور وہ گردن ہلا کر رہ گئی۔

"اِس کا مطلب ہے کہ یہ مارٹن ایسٹرو باقاعدہ ایک جرائم پیشہ آدمی ہے۔ لیکن اسٹیل ہینڈ...... بلاشبہ وہ ایک انوکھی چیز ہوگی۔ ہمارا اس سے مقابلہ کافی سخت رہے گا غزالی! ویسے کم از کم اس بات کا اطمینان تو ہو گیا کہ گوین اور وائی مین اس کے قبضے میں نہیں پہنچے اور شاید وہ آزاد ہی ہوں کیونکہ ڈاکٹر جے مورگر کو چیک کر چکی ہوں۔ وہ اِن معاملات سے بالکل بے نیاز ہے۔ اب صرف مارٹن ایسٹرو کی شخصیت ہی رہ جاتی ہے۔ کیونکہ اُس کے علاوہ ہمارا اور کوئی دشمن یہاں نہیں ہے۔ لیکن غزالی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کمبخت مارٹن ایسٹرو کون ہے؟ اور کیا چاہتا ہے؟ لیبوس کو اُس کے قبضے سے نکالنے کا ذریعہ کیا ہو سکتا ہے؟"

"ہماری تمام تر کارروائی اب اُس ہی کے گرد ہونی چاہیے۔ غزالی، میں اس سلسلے میں کوئی مؤثر کردار ادا نہیں کر سکتی۔ میری خوش بختی ہے کہ مجھے تمہارا ساتھ حاصل ہو گیا ہے۔ براہ کرم میری ذمہ داریاں بغیر کسی اُلجھن کے میرے سپرد کر دینا۔ اطمینان رکھو میں بھی اُن لوگوں کے لیے تر نوالہ نہیں ثابت ہونگی۔ میری زندگی کا مقصد اِس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے کہ ہم سب یکجا ہو جائیں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں سب جانتا ہوں ڈوئن۔ میں جانتا ہوں۔" میں نے متاثر لہجے میں کہا۔

"ہمارے لیے تم جو کچھ کر رہے ہو غزالی! پتا نہیں ہم تمہیں اس کا صلہ بھی دے سکیں گے یا نہیں۔ ویسے ظاہر ہے گوشالی کے دوست معمولی تو نہیں ہو سکتے۔" تمہارے اور گوشالی کے درمیان جو معاہدات طے ہوئے ہوں گے وہ یقیناً مستحکم ہوں گے۔"

"اس بارے میں سوچنا بھی حماقت ہے ڈوئن! کبھی اپنے ذہن کو اس طرف راغب مت کرنا۔ میں مارٹن ایسٹرو کے بارے میں سب سے پہلے مکمل معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ آخر یہ شخص ہے کیا چیز۔ پتا نہیں عمارت سے ہمارے فرار کے بعد اس نے ہمارے لیے کیا کیا کارروائیاں کی ہوں گی۔ اس کے پانچ ساتھی ہمارے .... ہاتھوں ہلاک ہو گئے۔"

"یقین کرو غزالی! میں اس کے لیے تیار نہیں تھی۔ وہ صرف تمہاری زندگی کے تحفظ کا احساس تھا جس نے مجھ سے یہ غلطی سرزد کرا دی۔ ہم لوگ زندگیوں سے نہیں کھیلتے۔ زندگیوں کو ہم آسمانی امانت سمجھتے ہیں اور امانت میں خیانت ہمارا مسلک نہیں ہے۔ لیکن مجھے بتاؤ اس موقع پر اور کیا کیا جا سکتا تھا؟"

میں نے گہری سانس لے کر صوفے کی پشت سے گردن ٹکا دی اور ڈوئن کاربو سے کہنے لگا۔ "شاید تم اس بات پر یقین نہ کرو ڈوئن کاربو! کہ میں تم میں سے نہ ہونے کے باوجود اسی نظریے پر یقین رکھتا ہوں۔ میری زندگی کی ابتدا جس انداز میں ہوئی تھی اُسے سامنے رکھتے ہوئے کبھی یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ میرے ہاتھوں کسی انسان کو کوئی تکلیف پہنچے گی۔ میں تو زندگی میں محبتوں کا قائل ہوں لیکن ہمارے نظریے کے مطابق ہم جو کچھ سوچتے ہیں وہ آخری بات نہیں ہوتی۔ ہمارے ہاں ایک تقدیر نام کی چیز ہوتی ہے جو اپنی نظر نہ آنے والی انگلیوں پر ہمیں نچاتی رہتی ہے۔ ہم یہ سوچ کر رات کو سو جاتے ہیں کہ صبح کو اٹھیں گے اور اپنے معمولات میں مصروف ہو جائیں گے۔ لیکن صبح ہمارے لیے کیا راستے منتخب کرتی ہے، اس کا پتا صبح ہی کو چلتا ہے۔"

ڈوئن کاربو نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔ وہ پریشانی سے بیٹھی سوچتی رہی تھی۔ پھر اس نے کہا۔ "بدقسمتی سے ہم صرف دو ہیں۔ مارٹن ایسٹرو بہت بڑی قوت رکھتا ہوگا یہاں۔ اگر وہ بہت سے افراد کو ہمارے پیچھے لگا دے، مسٹر غزالی! تو کیا ہم اُن سب کا مقابلہ کر سکیں گے؟"

"میں بھی اس سلسلے میں تم سے بات کرنا چاہتا تھا ڈوئن کاربو۔ وقت اور حالات جس چیز کے لیے انسان کو آمادہ کر دیں اُس سے گریز خود اُس کی اپنی ذات کے لیے نقصان دہ ہوتا ہے۔ اگر یہ لوگ اس بات پر تل گئے ہیں کہ ہمارے ہاتھوں انسانی زندگیاں ضائع کرائیں تو پھر ہم بھی مجبور ہیں۔ اپنے تحفظ ہی کے لیے سہی۔ لیکن یہ سب کچھ ہمیں جاری رکھنا ہوگا۔ کیا تم کُنالی کا استعمال جانتی ہو۔" میں نے پوچھا اور ڈوئن کاربو پھر چونک پڑی۔

چند لمحات وہ خاموشی سے مجھے دیکھتی رہی۔ اور پھر آہستہ سے بولی۔ "غزالی! کیا تم ہمارے ساتھ ہماری دنیا میں چلنا پسند نہیں کرو گے۔؟ اب تم میں اس دنیا کے لیے کیا رہ گیا ہے؟ اُن چیزوں سے واقف ہو تم جو سامو لوز کے لیے مذہبی حیثیت رکھتی ہیں۔ کُنالی سے متعلق ہمارا ہمارے دیوتاؤں سے ایک مقدس عہد ہے۔ اس کا استعمال اُن لمحات میں کیا جاتا ہے کہ جب انتہائی مجبوری پیش آ جائے اور اس میں کامیابی بھی دیوتاؤں ہی کی رہین منت ہوتی ہے۔ اگر کُنالی کا پہلا وار کسی پر کامیاب نہ ہو تو تمہیں اس کے دوبارہ استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ اور اگر پہلی کوشش بار آور ہو جائے تو ....

یوں سمجھو کر اس میں دیوتاؤں کی مرضی شامل ہے۔ کُنالی کا استعمال تمام سامو لوز جانتے ہیں مگر اس کا غلط استعمال اُن کے لیے جائز نہیں ہے۔"

"لیکن ڈوئن کاربو! آئندہ حالات۔ جس بات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں اُس کا تقاضا ہے کہ ہم اپنے تحفظ کے لیے تمام حربے استعمال کریں جو کر سکتے ہیں۔ تم ایک بار پھر لیبوس یا وائی ین سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرو۔ ممکن ہے کوئی تبدیلی ہوئی ہو۔"

ڈوئن کاربو نے میری ہدایت پر عمل کیا۔ لیکن نتائج محض صفر نکلے۔ اُس نے تھکے تھکے سے انداز میں مجھے بتایا۔ "قدر ذہنی قوتیں میں استعمال کر سکتی ہوں کر چکی ہوں لیکن ہمارے دائرہ عمل سے باہر ہیں۔"

"ٹھیک ہے! وائی ین اور گوئین کے بارے میں تو کچھ نہیں کہہ سکتا چونکہ حالات یہ بتا رہے ہیں کہ وہ جہاں بھی ہیں، بہر طور آزاد ہیں۔ سمجھو تو میرا مطلب ہے وائی ین ایک سمجھدار انسان ہے۔ ہر چند وہ حالات سے واقف نہ ہے، لیکن کسی نہ کسی طرح کام چلانے کی صلاحیتیں رکھتا ہے۔ معاملہ اب صرف لیبوس کا ہے۔ لیبوس کو ہمارے قبضے میں چاہیے اور اس کا ذریعہ صرف مارٹن ایسٹرو ہو سکتا ہے۔"

"مجھے بھوک لگی ہے غزالی! کچھ کھانے پینے کا بندوبست کرو۔" ڈوئن کاربو نے بڑی بے تکلفی سے کہا۔ اور میں نے گردن ہلا دی۔ زندگی کے یہ معمولات بھی ضروری ہوتے ہیں۔

کھانے سے فارغ ہونے کے بعد ہم لوگ مستقبل کی پلاننگ کرنے لگے۔ میں نے یہ رات یہیں گزارنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اور ڈوئن کاربو نے مجھ سے اختلاف نہیں کیا۔ ہم مختلف خیالات میں گم رہے تھے۔ بہت سے منصوبے ترتیب دیے گئے۔ لیکن ایک بھی ایسا نہیں تھا جس پر ذہن تیار ہو جاتا۔ بالآخر میں نے کہا۔ "کل صبح تم اپنے فلیٹ پر چلی جاؤ ڈوئن کاربو اور اپنے آپ کو وہاں محصور کر لو، اُس وقت تک جب تک میں تم سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش نہ کروں، تمہیں فلیٹ پر ہی رہنا ہے۔ ہاں اگر اس دوران تم کر سکتی ہو تو اپنے تمام ذرائع سے کام لے کر وائی ین اور گوئین سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرتی رہنا۔ لیبوس کو بھی ذہنی طور پر تلاش کر سکتی ہو۔ میں کل دن میں مارٹن ایسٹرو کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔ اب وہ ایک زخمی سانپ ہے اور یقیناً وہ ہم لوگوں کی تلاش میں سرگرداں ہوگا۔ ہمیں اس سے محفوظ رہنا چاہیے۔"

ڈوئن کاربو کی آنکھوں میں تشویش کے آثار اُبھر آئے۔ اُس نے آہستہ سے کہا۔ "لیکن غزالی! میں تمہارے لیے متفکر رہوں گی اس اجنبی جگہ جو ہم دونوں کے لیے غیر ہے، تم کسی بھی مصیبت کا شکار ہو سکتے ہو۔ اگر میں تمہارے ساتھ رہوں گی تو کم از کم اُس مصیبت میں ہم دونوں ہی گرفتار ہوں گے۔ میں تنہا تو تمہارے بے نز تڑپتی رہوں گی۔"

"نہیں ڈوئن کاربو! اس بات پر بھی غور کرو کہ مارٹن ایسٹرو اگر اپنے ساتھیوں کو ہمارے بارے میں کچھ ہدایت دے گا تو اُس میں یہ بات واضح طور پر کہی جائے گی کہ ایک مرد اور ایک عورت کو تلاش کرنا ہے۔ اس طرح کم از کم ہم اُن لوگوں کو تھوڑا بہت دھوکا دے سکتے ہیں۔ مارٹن ایسٹرو کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے بعد میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں اُس کے مفادات کو نقصان پہنچانے کی کوشش کروں گا۔ اور اِس طرح اُسے مجبور کر دوں گا کہ وہ ہمیں لیبوس کے بارے میں تفصیلات بتا دے۔ اس کے علاوہ اور کوئی ذریعہ میرے ذہن میں نہیں آتا ہے۔"

ڈوئن کاربو پُر خیال نگاہوں سے مجھے دیکھتی رہی۔ اور پھر اُس نے دونوں شانے ہلا دیے۔ "جیسا تم پسند کرو غزالی! بہر طور ہم اپنے آپ کو بہت محدود پاتے ہیں۔"

رات پُرسکون گزر گئی۔ یوں لگتا تھا جیسے مارٹن ایسٹرو ہنگامی طور پر وہاں سے فرار ہوا ہو۔ اور اُس کے بعد اپنے ساتھیوں کو ہمارے بارے میں کوئی اطلاع نہ دے سکا ہو۔ گویا ہم وہاں سے نکلتے ہوئے تعاقب سے محفوظ رہے تھے ورنہ اب تک کچھ نہ کچھ ضرور ہو جاتا۔ صبح کو میں ڈوئن کاربو سے جدا ہو گیا۔ ذہن میں بہت سے خیالات تھے۔ چہروں کو تبدیل کرنے کا فن مجھے تھوڑا بہت تو آتا ہی تھا۔ یوں بھی لندن جیسی جگہ میں بہروپ بدلنے کے لیے کوئی خاص مشکل نہیں ہو سکتی تھی۔ یہاں ایسے ریڈی میڈ میک اپ بھی مل جاتے تھے جو عارضی طور پر انسان کے چہرے کو کم از کم اس حد تک تبدیل کر دیں کہ کوئی گہرا شناسا ہی انہیں پہچان سکے۔ عام لوگ اُن سے ناواقف ہی رہیں۔ درحقیقت نہ صرف مجھے بلکہ ڈوئن کاربو کو بھی اپنا چہرہ بدلنے کی ضرورت تھی لیکن مجھے ایسی جگہوں کی معلومات نہیں تھیں جہاں اِس قسم کی چیزیں دستیاب ہو جاتیں۔ میں نے تلاش کرنے سے کیا نہیں ملتا اسی مقولے کو ذہن میں رکھتے ہوئے میں لندن کے بازاروں میں آ گیا۔ اور سڑکوں پر بھٹکنے لگا۔

یہ بات بے حد خطرناک تھی لیکن اب انسان خطروں ہی کے بارے میں سوچتا رہے تو آگے کس طرح بڑھے۔ میں ایک بھری پڑی سڑک سے گزر رہا تھا کہ دفعتاً ایک کار میرے نزدیک آ کر رکی اور اُس میں سے کسی نے ہاتھ نکال کر میری جانب ہلایا۔ پلٹ کر دیکھا تو ہیلن مور گر تھی۔ میں نے ایک گہری سانس لی۔ اُسے دیکھ کر ذہن کو اُلجھن کا سا احساس ہوا تھا۔ لیکن دوسرے لمحے میں نے اپنی اسکیم بدل دی۔ اس وقت مجھے زیادہ سے زیادہ سہاروں کی ضرورت تھی۔ ہیلن مور گر کو اگر کسی طرح شیشے میں اتار لیا جائے۔ تو تھوڑی بہت امداد تو اُس سے بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ ویسے بھی یہ لڑکی میرے لیے بہت زیادہ تکلیف دہ نہیں ہوئی تھی۔ یہ دوسری بات تھی کہ ڈوئن کاربو کو دیکھ کر اس کی تیوریاں چڑھ گئی تھیں۔

میں اُس کے نزدیک پہنچا تو اُس نے کہا۔ "سوری مسٹر غزالی! درحقیقت مجھے آپ کو مخاطب نہیں کرنا چاہیے تھا لیکن میں نے دل میں سوچا کہ میں ایک مہذب قوم کی فرد ہوں۔ اور کسی شناسا کو نظر انداز کرنا اچھی بات نہیں ہے۔"

میں مسکرا کر گردن ہلانے لگا۔ اور پھر میں نے کہا۔ "یقیناً ہیلن! تمہاری شرافت کا میں دل سے قائل ہوں۔ ویسے کہاں جا رہی ہو۔؟"

"میرے ساتھ چلنا پسند کرو گے؟"

"اگر تم اس کی اجازت دو تو۔" میں نے شانہ ہلا کر کہا۔ اُس نے دوسری جانب کا دروازہ کھول دیا۔ میں اُس کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نزدیک پہنچا تو اُس نے کار اسٹارٹ کرکے آگے بڑھا دی پھر کہنے لگی۔ "مجھے معاف کرنا! میں تو ایک فضول سی شخصیت ہوں۔ کوئی مصروفیت نہیں ہے میری لیکن نہیں میں تمہارا وقت تو نہیں ضائع کر رہی؟" اس کے لہجے سے غصہ نمایاں تھا۔

میں نے چہرے پر بے بسی کے آثار پیدا کیے اور اُداس نگاہوں سے ہیلن مورگر کو دیکھنے لگا۔ وقت نے اب سب کچھ سکھا دیا تھا جو زندگی خود بخود مجھ سے منسلک ہو گئی تھی، اب اُسی کے مطابق عمل کرنا تھا۔ چنانچہ اداکاری سے ناواقفیت کے باوجود میں نے اس سلسلے میں کوشش کی اور شاید کامیاب کوشش کیونکہ ہیلن مورگر نے گہری نگاہوں سے مجھے دیکھا تھا، میرے چہرے پر اُداسی دیکھ کر وہ کچھ مضطرب سی ہو گئی۔ "کیا میں نے ایسی کوئی بات کہہ دی جو تمہیں بُری لگی ہو؟"

"نہیں ہیلن، تمہاری یہ مہربانی ہی کیا کم ہے کہ ان پریشان کن حالات میں، میں تمہاری کار میں بیٹھا ہوا ہوں۔ اور تم نے مجھے تھوڑی بہت اہمیت بھی دی ہے۔"

"اُس لڑکی کے سامنے تم نے میری بے عزتی کی تھی غزالی، میں نے تم سے پوچھا تھا کہ تم لوگ کہاں رہ رہے ہو، تم نے میری بات کا جواب دینا بھی پسند نہیں کیا تھا۔"

"جن حالات سے میں گزر رہا ہوں ہیلن اُن میں اپنے ذہن پر قابو پانا ہی میرے لیے مشکل ہے۔ ہوسکتا ہے میرے انداز سے تمہیں یہ احساس ہوا ہو لیکن اگر مجھ پر تھوڑا بہت بھی یقین کر سکو تو کر لو کہ میرے ذہن میں دور دور تک تمہاری توہین کا تصور نہیں تھا۔ میں ذہنی اُلجھن میں شاید تمہارے سوال کا جواب نہیں دے پایا ہوں گا۔"

ہیلن دل کی بُری نہیں تھی وقتی طور پر مجھے ڈوبن کارلو کے ساتھ دیکھ کر وہ رقابت کا شکار ہو گئی تھی لیکن میرے ان الفاظ پر ایک دم نرم ہو گئی۔ "سوری غزالی سوری، میں نے بہت بُری طرح محسوس کیا تھا اس کو۔ لیکن دیکھو اس کے باوجود میں تمہیں نظر انداز نہیں کر سکی اور جہاں تک تم اُلجھنوں اور پریشانیوں کا تذکرہ کر رہے ہو تو میرے خیال میں تمہیں اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں مجھے بتاؤ میں تمہاری کیا مدد کر سکتی ہوں۔ اوہ، دیکھو وہ سامنے "بلوموں" ہے کیا تم بلوموں میں تھوڑی دیر میرے ساتھ بیٹھ سکتے ہو؟"

میں نے آمادگی کا اظہار کر دیا۔ ظاہر ہے کوئی بہت اہم پروگرام میرے سامنے نہیں تھا اور ہیلن مورگر اُس میں حائل نہیں ہو رہی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم اُس پُرسکون ریستوران کے ایک پُرسکون کونے میں بیٹھے تھے۔ ہیلن میرے الفاظ سے بہت زیادہ متاثر ہو گئی تھی۔ اُس نے اُلجھی ہوئی نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔ "مجھے اپنی اُلجھنیں بتاؤ غزالی، اگر میں تمہارے کسی کام آسکی تو مسرت محسوس کروں گی۔ بالآخر ہم دوست ہیں۔"

"ہیلن شاید تم نے حالات کا کوئی اندازہ لگایا ہو، میرے وہ دونوں ساتھی جنہیں لے کر میں یہاں پہنچا تھا اور جن میں سے ایک کے ذہنی علاج کا معاملہ میرے سپرد کیا گیا تھا۔ گم ہو گئے ہیں، بلکہ انہیں گم کر دیا گیا ہے۔ اور اُس کے بعد سے چند افراد میری زندگی کے درپے ہیں۔ بڑے عجیب و غریب حالات سے سابقہ پڑا ہے مجھے، میری ذہنی قوتیں سلب ہو گئی ہیں اور میں... میں۔" میں نے جان بوجھ کر جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"اوہ۔ کون لوگ ہیں وہ، تم اُن کے بارے میں پولیس کو اطلاع کیوں نہیں دے دیتے، میں ڈیڈی سے کہہ کر تمہیں ایک ایسے پولیس افسر سے ملوا سکتی ہوں جو میرے ڈیڈی کے شناسا ہیں اور جو اس سلسلے میں تمہاری پوری پوری مدد کر سکتے ہیں۔ تم بالکل مطمئن رہو، میں تمہارا یہ کام کرا دوں گی۔ آخر تم ہمارے مہمان ہو اور میں تم سے پہلے بھی کہہ چکی ہوں کہ ہندوستان میں رہ کر میں وہاں کے لوگوں سے بے حد متاثر ہوئی ہوں۔ لیکن ڈوبن کارلو سے تمہارا کیا تعلق ہے؟ وہ تمہارے پیچھے کیوں لگ گئی۔"

"نہیں، وہ میرے پیچھے نہیں لگی۔ حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان سے روانہ ہوتے ہوئے مجھے اُس کے بارے میں تفصیلات بتائی گئی تھیں اور کہا گیا تھا کہ اُس سے لندن میں ملاقات کروں لیکن میں اُسے صورت سے نہیں جانتا تھا اور نہ یہ بات مجھے معلوم تھی کہ وہ اس طرح لندن کے ہوٹلوں اور نائٹ کلبوں میں شو پیش کرتی ہے۔ مجھے تو اُس کے مکان کا پتا بتایا گیا تھا۔ میں نے جب اُس کے مکان پر اُس سے رابطہ قائم کیا تو یہ وہی ڈوبن کارلو نکلی جو ہوٹلوں میں رقص کرتی تھی۔ اس اتفاق پر مجھے حیرت ہوئی تھی۔ وہ صرف اس لیے میرے ساتھ ہے کہ اُن دونوں آدمیوں کو تلاش کرے۔ اس سے زیادہ اُس سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت یہی ہے کہ مجھ سے زیادہ اُن دونوں کو اُس سے تعلق ہے اور اگر وہ مل جاتے ہیں تو پھر ڈوبن کارلو سے مجھے کوئی واسطہ نہیں رہے گا۔"

"اوہ۔ انسان بھی کتنی غلط فہمیوں میں پڑ جاتا ہے۔ میں نے یہ سوچا تھا کہ شاید تمہیں اُس کا یہ فن پسند آیا اور تم نے اُس سے ربط و ضبط بڑھا لیا۔ بس غزالی غلط فہمی ہو گئی تھی۔ چلو معاف کر دو۔"

"نہیں ڈیئر۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اچھے دوستوں کے درمیان کبھی کبھی غلط فہمیاں ہو ہی جاتی ہیں۔"

"لیکن تمہارے یہ دشمن، کیا تمہیں اُن سے کوئی خطرہ ہے؟"

"سو فیصدی، لیکن اگر میں پولیس سے رابطہ قائم کروں گا تو پھر میرے وہ دونوں ساتھی خطرے میں پڑ جائیں گے۔ تم درحقیقت یہ معاملات نہیں سمجھتیں۔ ڈاکٹر جے مورگر کو تھوڑی بہت حقیقت معلوم ہے بلکہ شاید میں اُن سے مل کر کسی وقت اُنہیں اس سلسلے میں تفصیلات بھی بتاؤں۔"

"تو پھر آج ہی کیوں نہ چلو۔ جب تک تمہیں اپنے دشمنوں سے خطرہ ہے تم ہمارے ساتھ رہو، ہوٹلوں میں رہنے کی کیا ضرورت ہے۔"

"یہ اور بھی خوفناک ہوگا۔ کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ میں پہلے اپنے ان معاملات سے فراغت حاصل کر لوں۔ میں اپنے اُس ساتھی کو جو ذہنی مریض ہے ہر قیمت پر ڈاکٹر جے مورگر کی تحویل میں دینا چاہتا ہوں۔ ڈاکٹر سے اچھا برین سرجن، میرا خیال ہے پورے لندن میں مجھے دوسرا کوئی نہیں ملے گا۔ لیکن پہلے میں اپنے اُن دشمنوں سے دو دو ہاتھ کر لوں، جو میری جان کے درپے ہیں۔"

"ہوں، ہیلن پُرخیال انداز میں گردن ہلانے لگی، پھر بولی۔ "ویسے غزالی، وہ خطرناک لوگ تمہیں کہیں کوئی نقصان نہ پہنچا دیں۔ یوں کرو کہ ہوٹلوں میں قیام کرنا چھوڑ دو۔ میرے پاس سوہو سائیڈ پر ایک ٹرالر موجود ہے۔ سوہو سائیڈ کے بارے میں جانتے ہو؟"

"نہیں!" میں نے جواب دیا۔

"بہت ہی پُرفضا مقام ہے۔ ہمارا ٹرالر وہاں موجود ہے۔ جب کبھی چھٹیوں میں ہم لوگ سیر و سیاحت کے لیے جاتے ہیں تو اُسی ٹرالر میں قیام کرتے ہیں۔ تمہیں وہ جگہ بہت پسند آئے گی۔ میرا خیال ہے رہائش کے لیے تم ہمارا ٹرالر استعمال کرو۔ ہوٹلوں میں کسی بھی وقت تمہارے دشمن تمہیں تلاش کر سکتے ہیں۔ کیا خیال ہے؟"

میں چند لمحات سوچتا رہا اور پھر میں نے ہیلن مورگر کی یہ پیشکش قبول کر لی اور کہا۔ "ڈاکٹر مورگر کو اگر اس کے بارے میں معلوم ہوا تو کہیں وہ محسوس نہ کریں۔"

"اول تو ڈیڈی ایسی کسی بات کو قطعی محسوس نہیں کریں گے جو میں نے کی ہو۔ لیکن اُنہیں بتائے گا کون۔ ہمارا ٹرالر ہے تم اُس میں قیام کرو گے اگر ڈیڈی اس دوران وہاں جانے کے بارے میں سوچیں گے تو میں اُنہیں روک لوں گی۔ تم جانتے ہو کہ وہ میرے بغیر کہیں بھی نہیں جاتے۔"

"تب تمہارا شکریہ، ہیلن، مجھے واقعی اُس کی ضرورت پیش آئے گی۔"

"اور ابھی میں تمہارے لیے بہت کچھ کروں گی ڈیئر، تم اطمینان رکھو۔ اب تم اس مسئلے میں تنہا نہیں ہو۔ جب ایک اچھا دوست لندن میں موجود ہے تو پھر تم اپنے آپ کو تنہا کیوں سمجھتے ہو۔ اب میں تمہارے چہرے پر ذرا سی بھی اداسی نہ دیکھوں سمجھے۔"

میں نے شکرگزاری کے انداز میں گردن ہلا دی۔ ہم نے وہاں ایک مشروب سے شغل کیا اور اُس کے بعد ہیلن بل ادا کر کے اُٹھ گئی۔

"آؤ میں تمہیں سوہو سائیڈ لے چلوں۔"

میں اُس کی کار میں بیٹھ کر چل پڑا۔ میں نے دل میں سوچا تھا کہ اس طرح کم از کم ایک ایسی جگہ میرے ہاتھ آجائے گی جہاں اگر میں کوئی کارروائی کرنا چاہوں تو آرام سے کر سکتا ہوں۔ جبکہ لندن میں میرے پاس اس کے مواقع نہیں تھے۔ سوہو سائیڈ سمندری علاقہ تھا لندن کا ایک پُرسکون گوشہ، جہاں سمندر سے کچھ فاصلے پر ایک خوبصورت پارک بنایا گیا تھا۔ اونچے اونچے درختوں سے گھرے ہوئے اس پارک میں لاتعداد لکڑی کے کیبن بنے ہوئے تھے۔ جنہیں مختلف رنگوں میں پینٹ کیا گیا تھا۔ درمیان میں جگہ جگہ ٹرالر کھڑے ہوئے تھے جن پر اُن کے نام درج کر دیے تھے۔ لکڑی کے کیبنوں پر کمپنی کے اشتہاری بورڈ نظر آرہے تھے۔ رونق بھی خاصی تھی۔ غالباً عام دنوں میں بھی لوگ یہاں تفریح کی غرض سے آجاتے تھے۔ ساحل پر بے شمار افراد سمندر کی لہروں سے کھیلتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ کار ایک خوبصورت ٹرالر کے سامنے جا کر رک گئی جس پر 'کالا گلاب' لکھا ہوا تھا۔ ابھی ہمیں رکے ہوئے چند ہی لمحے گزرے تھے کہ ایک سائیکل پر تیرہ، چودہ سال کا ایک لڑکا تیز رفتاری سے ادھر آتا ہوا نظر آیا۔ آن کی آن میں وہ ہمارے قریب پہنچ گیا اور پھر اُس نے ایک چابی ہیلن مورگر کو پیش کر دی۔ ہیلن نے اُس کا شکریہ ادا کر کے اُسے کچھ ٹپ دیا اور لڑکا ایک طرف کھڑا ہو گیا۔

"کسی چیز کی ضرورت میڈم؟" اُس نے پوچھا۔

"ابھی نہیں، ضرورت ہوئی تو تمہیں بتا دیا جائے گا۔" ہیلن نے کہا اور لڑکا واپس چلا گیا۔ ہیلن ٹرالر کا تالا کھولنے لگی، پھر اُس نے کہا۔ "یہاں ایک کمپنی ہے جو ان ٹرالروں کی حفاظت اور صفائی وغیرہ کرتی ہے۔ اُسے ہر ماہ تھوڑی سی رقم دینا ہوتی ہے۔ ٹرالر کی چابیاں اُس کے پاس رہتی ہیں۔ وہ جو کیبن دیکھ رہے ہو نا تم وہ اُس کمپنی کا ہے۔ اگر کہیں جاؤ اور فوراً ہی واپسی کا ارادہ نہ ہو تو چابی اُس کیبن میں دیتے جانا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں ٹرالر میں داخل ہوگیا۔ ایک خوبصورت ٹرالر تھا، جس میں ضروریات زندگی کی تمام چیزیں مہیا کر دی گئی تھیں۔ ایک چھوٹا سا کچن بھی تھا جس میں کھانے پینے کے سربند ڈبے بھرے ہوئے تھے۔ کافی وغیرہ بنانے کا معقول بندوبست تھا۔ میں نے تشکر گزار نگاہوں سے ہیلن کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "ہیلن، یہ جگہ میرے لیے واقعی کارآمد ہے۔"

"تم اطمینان سے اسے استعمال کرو، ڈیئر غزالی۔ میں تمہیں یہاں کوئی تکلیف نہیں ہونے دوں گی یہ میرا وعدہ ہے۔"

کافی دیر تک ہیلن میرے ساتھ بیٹھی رہی پھر اس نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھتے ہوئے کہا۔ "اگر تم یہاں فوراً ہی رکنا چاہو تو ضرور رکو اور اگر کہیں جانا ہے تو میرے ساتھ چلو بعد میں یہاں واپس آجانا۔ رات کو دراصل مجھے ایک پارٹی میں شریک ہونا ہے وہ پارٹی میرے ایک ایسے دوست کی ہے جس کی دعوت کو میں نظر انداز نہیں کر سکتی۔ اس لیے اب تم سے کل ملاقات ہوگی بشرطیکہ تم یہاں موجود ہو۔"

"یہاں سے ٹیکسی وغیرہ کا بندوبست ہو سکتا ہے ہیلن؟" میں نے سوال کیا۔

"ادھر آؤ، اتفاق ہے کہ میں تمہیں اس بارے میں بتانا بھول گئی۔ یہ جو بٹن دیکھ رہے ہو نا یہ ٹیکسی کے لیے ہے۔ تم بس یہ بٹن دبادو گے ٹیکسی تمہارے پاس پہنچ جائے گی کبھی کوئی دقت نہیں ہوتی۔"

"بہت بہت شکریہ ہیلن تب پھر میں یہاں تھوڑی دیر قیام کروں گا۔" میں نے جواب دیا اور پھر میں ہیلن کو ٹرالر کے دروازے تک چھوڑنے آیا۔ اس نے میرا ہاتھ اپنے ہونٹوں سے لگاتے ہوئے کہا۔ "میں تمہارے سلسلے میں سخت ہو گئی تھی غزالی لیکن براہ کرم اسے محسوس مت کرنا۔"

"نہیں پلیز، اب اس پر غور بھی نہ کرو۔" میں نے کہا اور ہیلن مجھے خدا حافظ کہہ کر اپنی کار میں بیٹھ گئی۔ اس کی کار نگاہوں سے اوجھل ہوئی تو میں نے گہری سانس لی۔ اس کی اس امداد کو میں بھول نہیں سکتا تھا۔ وہ ایک سادہ لوح لڑکی تھی اور بظاہر اس کے انداز میں ایسی کوئی بات بھی نہیں پائی جاتی تھی جو میرے لیے ذہنی الجھن کا باعث ہوتی۔ اس کا ٹائپ میری سمجھ میں آرہا تھا۔ میں واپس جا کر ٹرالر میں بیٹھ گیا اور حالات پر غور کرنے لگا۔

میں درحقیقت میک اپ کا سامان خریدنے کے لیے نکلا تھا اور سوچا تھا کہ اپنا حلیہ تبدیل کروں گا۔ لیکن پہنچ گیا تھا سوہو سائیڈ۔ بہرطور، یہ بھی برا نہیں ہوا تھا۔ اس پرسکون ٹرالر میں دوسروں کی نگاہوں سے محفوظ تھا اور یہاں بیٹھ کر آئندہ کے لیے پلاننگ کر سکتا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ مارٹن ایلسٹرو جیسا شخص مجھ سے انتقام لیے بغیر نہیں رہے گا۔ اوّل تو اسے اس بات پر یقین تھا کہ میرا رابطہ سمبو تورا اور گومین سے ہے۔ اس نے میری بات کو تسلیم نہیں کیا تھا دوسرے یہ کہ اسے میرے ہاتھوں زک پہنچی تھی اور اس کے پانچ ساتھی ہمارے ہاتھوں قتل ہو چکے تھے۔ مجھے انسان شناسی کا دعویٰ تو نہیں تھا لیکن مارٹن ایلسٹرو کے چہرے کی بناوٹ اس بات کا اظہار کرتی تھی کہ وہ کینہ پرور ہے اور اپنے دشمن کو معاف کرنا پسند نہیں کرتا۔ ویسے اس کمبخت کا وہ اسٹیل والا ہاتھ میرے لیے انتہائی حیران کن تھا۔ بلاشبہ اگر وہ ہاتھ پوری قوت سے کسی پر پڑ جائے تو پھر اس کا جانبر ہونا ممکن نہیں تھا۔ بڑی عجیب وغریب خصوصیات تھیں اس کی۔ چند گز کے فاصلے سے چلی ہوئی گولی کو وہ بہ آسانی اس ہاتھ پر روک لیتا تھا اور اس کام کی اسے کافی مہارت تھی گویا وہ اپنے دور کے خطرناک لوگوں میں شمار کیا جاتا تھا۔

بہت دیر تک میں اس بارے میں سوچتا رہا یہ ٹرالر اچانک ہی میرے ہاتھ آیا تھا۔ گھڑی میں وقت دیکھا تو سہ پہر کا ڈیڑھ بج رہا تھا۔ ٹرالر کے کچن میں داخل ہو کر میں نے چند ڈبے نکالے خوش ذائقہ کھانا گرم کیا، کافی بنائی اور پھر ٹرالر کی ایک چھوٹی سی کھڑکی کھول کر اس چھوٹی سی میز پر بیٹھ گیا جو دو افراد کے لیے تھی۔ ڈبوں کا کھانا اور کافی اس وقت بہت خوش ذائقہ محسوس ہوئی تھی۔ ان معاملات سے فارغ ہونے کے بعد ڈوٹن کاربو کا خیال آیا اور میں نے کھڑکی بند کر کے اپنے آپ کو یکسو کیا اور ڈوٹن کاربو سے ذہنی رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرنے لگا جس میں مجھے دقت نہیں ہوئی۔

میرے دماغ کی لہریں جلد ہی ایک مرکز پر جمع ہو گئیں۔ اور مجھے فوراً ہی دوسری طرف سے جواب موصول ہوا۔

"ہاں غزالی، میں ڈوٹن کاربو ہوں۔"

"تمہیں اس بات کا علم کیسے ہوا ڈوٹن کہ تمہیں مخاطب کرنے والا میں ہوں۔"

"صرف اندازہ، کیونکہ تمہاری ہدایت کے مطابق کئی بار میں ان تمام افراد سے ذہنی رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر چکی ہوں لیکن مجھے اس میں کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔ اس وقت کسی نے میرے ذہن کو ٹٹولا تو صرف تمہارا ہی تصور میرے ذہن میں پیدا ہوا۔"

"اپنے فلیٹ پر ہو کیا کر رہی ہو؟"

"اپنے فلیٹ پر نہیں ہوں اور خاصی ہنگامہ خیزیوں سے گزر چکی ہوں۔"

ڈوٹن کاربو کے جواب نے مجھے حیران کر دیا تھا۔ "کیا مطلب؟"

"میں واپس ہوٹل آگئی ہوں غزالی، میں تمہاری ہدایت

کے مطابق اپنے فلیٹ پر پہنچی۔ دروازہ کھولا، اندر قدم رکھا تھا کہ دو پستولوں کی نالیں دونوں سمتوں سے میری پیشانی سے آچپکیں۔ وہ دو افراد تھے جو ہمارا انتظار کر رہے تھے۔ یعنی میرا اور تمہارا اور شاید انہوں نے ساری رات میرے فلیٹ ہی میں گزاری تھی۔ درحقیقت غزالی، ان لوگوں نے کسی نہ کسی طرح اس فلیٹ کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہیں۔ میں نہیں جانتی اس کے لیے انہوں نے کیا طریقۂ کار استعمال کیا لیکن مارٹن ایلسٹرو کے ہاتھ بہت لمبے ہیں۔ ممکن ہے اس نے اپنی تفتیش کا مرکز صرف ڈوٹن کاربو کو بنایا ہو۔ اور ممکن ہے اسے یہ بات معلوم ہو گئی ہو کہ ڈوٹن کاربو اس فلیٹ میں رہتی ہے۔ یہ معلوم ہو جانا بہت زیادہ مشکل کام نہیں تھا کیونکہ بہرطور میں جن ہوٹلوں میں شو پیش کرتی رہی ہوں وہاں کے سب لوگوں کو میری رہائش گاہ کے بارے میں معلومات حاصل تھیں۔

"انہوں نے مجھے قابو میں کیا اور ایک کرسی سے جکڑ دیا۔ اس کے بعد انہوں نے نہایت سفاکانہ انداز میں میرے بالوں کو مٹھیوں میں پکڑ کر مجھ سے تمہارے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ اندازہ یہی ہوتا ہے غزالی کہ وہ تمہارے سلسلے میں بہت زیادہ نہیں جانتے۔ میں نے بالآخر انہیں ٹرانس میں لے لیا۔ ان دونوں کمبختوں کو قابو میں کرنا نہایت مشکل ہوا لیکن بالآخر میں کامیاب ہو گئی۔ اور پھر انہوں نے خود ہی مجھے کھول دیا۔ میں انہیں اپنے فلیٹ میں بند کر کے بھاگی۔ چلتے ہوئے چند ضروری اشیاء اپنے ساتھ لے لی تھیں۔ مجھے یقین تھا کہ ان کے کچھ اور ساتھی بھی آس پاس ہی موجود ہوں گے چنانچہ اپنی دانست میں کافی چکر دیتی ہوئی بالآخر ہوٹل پہنچی۔ دراصل میری نقل وحرکت اب بھی محدود ہے۔ اب تو تمہیں میرے بارے میں اندازہ ہو ہی چکا ہوگا کہ میں بھی بہت زیادہ لوگوں سے رابطہ نہیں رکھتی۔ مجھے ہوٹل کے علاوہ اور کوئی ایسی جگہ نظر نہیں آئی جہاں میں پہنچ سکتی اور اس وقت سے میں ہوٹل ہی میں بند ہوں۔ مجھے شبہ ہے کہ آس پاس کوئی نہ کوئی ضرور موجود ہے۔ ان دو افراد کو تو تنہائی میں میں نے ٹرانس میں لے لیا تھا لیکن ممکن ہے مجھے اس کام میں مسلسل کامیابی نصیب نہ ہو۔ چنانچہ مجھے اب بتاؤ میں کیا کروں۔"

ڈوٹن کاربو کی یہ خوفناک کہانی سن کر میں حیران رہ گیا تھا۔ واقعی وہ ایک بڑی مصیبت سے بچی تھی۔ لیکن اب بھی مصیبت کا شکار تھی۔ ڈوٹن کاربو کے بارے میں معلومات حاصل کر کے ان لوگوں نے یہی سوچا ہوگا کہ میں بھی اس کے ساتھ ہی اس کے فلیٹ پر پہنچوں گا۔ لیکن یہ اتفاق تھا کہ میں نے اس کے ساتھ رات گزارنے کا فیصلہ نہیں کیا تھا اور یہی فیصلہ ہمارے بچنے کا باعث بن گیا تھا۔ ورنہ رات کو وہ زیادہ آسانی سے ہم دونوں کو ہلاک کر سکتے تھے، یا بہ جبر اغوا کر سکتے تھے۔ جو حکم بھی انہیں مارٹن ایلسٹرو کی طرف سے ہوگا، انہیں اسی کی تعمیل کرنی تھی۔ میں چند لمحات خاموش رہا، پھر ڈوٹن کاربو کی آواز میرے ذہن میں ابھری۔ "کیا سوچنے لگے غزالی؟"

"تمہارے بارے میں ہی سوچ رہا ہوں ڈوٹن۔ اس کا مطلب ہے کہ مارٹن ایلسٹرو کے پاگل کتے اب ہمیں جگہ جگہ تلاش کرتے پھر رہے ہیں اور انتقام لینے کی فکر میں سرگرداں ہیں۔ ایسی حالت میں ہمیں اپنے تحفظ کے لیے فوری بندوبست کیا کرنا چاہیے۔"

"تم اس وقت کہاں ہو غزالی؟" ڈوٹن کاربو نے سوال کیا۔

"ایک چھوٹا سا دلچسپ واقعہ میرے ساتھ پیش آیا ہے۔ میں اس وقت سوہو سائیڈ کے ایک ٹرالر میں ہوں جس کا نام 'بلیک روز' ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"سوہو سائیڈ۔ بلیک روز۔ لیکن تم وہاں کیسے پہنچ گئے؟ جہاں تک میری معلومات ہیں سوہو سائیڈ کے ٹرالر تو سب پرائیویٹ ہیں اور وہاں کوئی ٹرالر کرائے پر حاصل نہیں ہو سکتا۔"

"میں بھی ایک پرائیویٹ ٹرالر ہی میں ہوں اور یہ ٹرالر ڈاکٹر جے مورگر کا ہے۔ دراصل اتفاقیہ طور پر ایک بازار میں ہیلن مورگر کی مجھ سے ملاقات ہو گئی۔ سنا لیا وہ میرا اور تمہارا ساتھ پسند نہیں کرتی۔ شکایتی انداز میں مجھ سے ملی لیکن میں نے اسے ہموار کر لیا اور اپنی پریشانیوں کا ذکر کیا جس کی بنیاد پر وہ مجھ پر مہربان ہو گئی اور اس نے مجھے عارضی طور پر رہنے کے لیے یہ ٹرالر دے دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں ڈوٹن کہ اس ٹرالر کا حصول ہمارے لیے کافی کارآمد ہوگا اس طرح کم ازکم ہمیں ایک ایسی جگہ دستیاب ہو گئی ہے جہاں سے ہم اپنی کارروائی کر سکتے ہیں۔"

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے جس طرح مارٹن ایلسٹرو کے کتے ہمارے پیچھے لگے ہوئے ہیں، اس سے عدم تحفظ کا احساس پیدا ہو گیا ہے۔ ہمارے لیے ایسی جگہ ضروری تھی۔"

"اگر تم کچھ الجھن محسوس کر رہی ہو ڈوٹن تو میں تمہارے پاس پہنچ جاؤں۔ یہ مشکل نہیں ہوگا۔"

"نہیں پلیز اس وقت یہ بہتر ہے کہ تم میرے پاس آنے کی کوشش نہ کرو۔ اگر تم فلیٹ پر جاتے تو وہاں بری مشکلات میں پھنس سکتے تھے۔ میرا اندازہ ہے کہ یہ جگہ بھی محفوظ نہیں ہے۔ فی الحال مجھ سے دور رہو، یہاں آنا خطرناک ہوگا۔ میں آٹھ بجے تم سے دوبارہ ذہنی رابطہ قائم کروں گی اور اس وقت تک کی رپورٹ پیش کروں گی۔ اگر ہماری ملاقات فوری طور پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ضروری ہوئی تو میں تم سے ملوں گی۔ ورنہ کچھ اور بندوبست کر لیا جائے گا۔"

"ڈوئن اگر تم یہ محسوس کرتی ہو کہ یہ ہوٹل بھی تمہارے لیے مخدوش ہے تو پھر؟"

"ہاں میں یہ محسوس کر رہی ہوں لیکن اس کا فیصلہ ہم رات کو آٹھ بجے ہی کریں گے۔ میرا اندازہ ہے کہ اگر وہ لوگ کسی کارروائی کا ارادہ رکھتے ہیں تو رات ہی کا وقت اس کے لیے منتخب کریں گے۔ کم از کم رات کو میں اس ہوٹل میں قیام نہیں کروں گی۔ رات کو آٹھ بجے ذہنی رابطے کے لیے تیار رہنا۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے جواب دیا اور اس کے بعد ہم دونوں نے اپنے درمیان رابطہ ختم کر دیا۔ ڈوئن کاربو کے انکشاف نے مجھے کسی قدر پریشان کر دیا تھا۔ خود کو سنبھالا اور سوچا کہ ٹھیک ہے کہ میں ان راستوں کا راہی نہیں ہوں لیکن اب جب ان پر قدم بڑھا ہی دیے ہیں تو اپنی تمام قدریں بالائے طاق رکھنا ہوں گی اور عمل کرنا ہو گا۔ خدا کے فضل و کرم سے عمل کی دنیا میں، میں کبھی پیچھے نہیں رہا تھا۔ تبت کے دشوار گزار اور خطرناک علاقوں میں جو کچھ مجھے کرنا پڑا تھا وہ میری فطرت سے بالکل مختلف چیز تھی۔ بھلا کون سوچ سکتا ہے کہ ایک ایگریکلچرسٹ کسی وحشی قبیلے کا سردار ہو گا۔ کیا کیا نہیں ہوا تھا۔ اس دوران سازشوں کے درمیان زندگی گزاری تھی۔ بڑے بڑے خطرناک لوگوں سے واسطہ پڑا تھا۔ می۔ سے۔ براؤن، ایلن ساریا اور نہ جانے کون کون۔ لیکن بہرطور تقدیر نے مجھے سرفرازی عطا کی تھی اور اب بھی میں حالات سے پریشان ہونے والا نہیں تھا۔ لیبوس کا حصول اب میرا مقصد بن چکا تھا۔ میں نے گوشان سے اس کے لیے کام کرنے کا وعدہ کیا تھا اور وہ لوگ جو دوسروں کے لیے بے ضرر تھے اور بحالت مجبوری ان ہنگاموں میں الجھ گئے تھے، مجھ پر آس بھری نگاہیں جمائے ہوئے تھے۔ میں نے وہ عظیم الشان خزانہ چھوڑ دیا تھا اپنے مقاصد کے لیے تو پھر ان حالات سے گھبرانا کیا معنی رکھتا تھا، جس طرح بھی بن پڑے گا، میں ان لوگوں کے لیے کام کروں گا۔ بس یہ ہے کہ مجھے اپنے انداز میں بہت سی تبدیلیاں کرنی پڑیں گی۔ ورنہ خود ان لوگوں کے جال میں پھنس کر جان سے جاؤں گا۔

یوں بھی اب صورتحال بالکل مختلف ہو گئی تھی۔ میری زندگی اب تنہا میری زندگی نہیں تھی۔ اس زندگی میں کسی کی حسین آنکھوں میں کھیلتی ہوئی مسکراہٹ شامل ہو گئی تھی۔ کسی کی آرزو شامل ہو گئی تھی۔ اب میں بھی اپنے آپ کو اس کی طلب سے بے نیاز نہیں پاتا تھا۔ تنویر میری تنہائیوں کی ساتھی تھی اور اس کے وجود کی طلب میرے لیے مایوسیوں میں روشنی بن جاتی تھی۔ حالات نے اگر واقعی ساتھ دیا تو پھر جس طرح بھی بن پڑے گا اپنے آپ کو تنویر کے قابل بناؤں گا۔ آگے تقدیر کا جو بھی فیصلہ ہو۔ اس بات پر میرا ایمان تھا جو میں نے ڈوئن کاربو سے کہی تھی۔ یعنی رات کو سوتے وقت ہم صبح کے پروگرام ترتیب دیتے ہیں۔ لیکن یہ صبح ہونے پر ہی پتا چلتا ہے کہ ہم ان پروگراموں پر عمل پیرا ہو سکیں گے یا نہیں۔

بہت دیر تک خیالات کے ہجوم میں گھرا رہا پھر ٹرالر سے باہر نکل آیا۔ خطرات تو ہر جگہ موجود تھے، لیکن ان خطرات کی وجہ سے کسی گوشے میں پوشیدہ ہو جانا میرے لیے ممکن نہیں تھا۔ فی الحال میک اپ کے سامان کا حصول بھی ترک کر دیا تھا۔ یہ چیزیں یقیناً بہت ضروری تھیں لیکن ان کی تلاش کے لیے کافی چھان بین کرنا ہوتی اور مجھے اس سلسلے میں کوئی تجربہ نہیں تھا۔ چنانچہ اس کے لیے وقت درکار تھا۔ پہلے ڈوئن کاربو کے بارے میں تفصیلات معلوم ہو جائیں اگر وہ چلنا سے ہے تو اسے یہاں ٹرالر میں بلا لوں گا۔ ویسے ہیلن مورگر کو اس سے زیادہ اپنا رازدار نہیں بنا سکتا تھا چونکہ بہرطور نا سمجھ لڑکی تھی اور کسی بھی وقت میرے لیے خطرہ بن سکتی تھی۔ یہاں بھی حالات بہت سنسنی خیز ہو گئے تھے۔ وہاں پہاڑوں میں وہ جنگلی وحشی تھے اور خزانے کے طلب گار، جرائم پیشہ افراد جن سے مجھے نبرد آزما ہونا پڑا تھا اور اب یہاں میرا ایک خطرناک دشمن تھا جو بہرطور لندن کا باشندہ ہونے کی وجہ سے مجھ پر فوقیت رکھتا تھا۔ اور اس کے ہاتھ بہت دراز تھے۔ نہ جانے کب اور کس جگہ اس کے ہاتھ میری گردن دبوچ لیں۔ مجھے اپنے آپ کو اس سے محفوظ رکھنا تھا۔

ٹرالر کے باہر بھی کسی شے کی کمی نہیں تھی۔ اطراف میں تفریحی مناظر بکھرے ہوئے تھے۔ میں نے تھوڑی دیر تک باہر چہل قدمی کی اور پھر الحمد واپس آ گیا۔ محسوس کیا تھا کہ شکاری لڑکیاں یہاں بھی منڈلا رہی ہیں۔ اور یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ ذرا دیر اور باہر ٹہلتا رہا تو کوئی نہ کوئی مجھ پر مسلط ہونے کی کوشش کرے گی۔ اور میں اس وقت ہر شخص سے بچنا چاہتا تھا۔ کون جانے کب کوئی مصیبت گلے پڑ جائے۔ البتہ ٹرالر کی کھڑکی کے پاس بیٹھا میں دور دور تک کے مناظر دیکھتا رہا۔ لندن کی آزاد زندگی یہاں مزید آزاد ہو گئی تھی چنانچہ میں نے کھڑکی بند کر دی اور بستر پر آ کر لیٹ گیا۔ کافی وقت تھا پیٹ بھی تقریباً بھر چکا تھا اس لیے سونے کی ٹھانی، جو ہو گا دیکھا جائے گا فی الحال سونا چاہیے تھا۔ چنانچہ ٹرالر کا دروازہ بند کر کے میں بستر پر دراز ہو گیا اور آنکھیں بند کر لیں۔ ذہن کو آزاد چھوڑ دیا۔ یہ کام میرے

لیے مشکل نہیں تھا کہ میں اپنے ذہن کو ہر قسم کے خیالات سے پاک کر لوں اور اس کے بعد نیند نہ آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ البتہ میں نے اپنے آپ کو ہدایت کر دی تھی کہ ٹھیک سات بجے مجھے جاگ جانا ہے۔ چونکہ آٹھ بجے ڈوئن کاربو سے گفتگو کرنی تھی۔

یہی ہوا۔ اس تمام عرصے میں سکون کی نیند سوتا رہا اور ٹھیک سات بجے جاگ گیا۔ ٹرالر کے باتھ روم میں جا کر غسل کیا اور اس کے بعد باہر نکل آیا۔ پہننے کے لیے دوسرا لباس نہیں تھا۔ لیکن یہ تو معمول تھا اور اب میں ان معمولات کا عادی ہو گیا تھا۔ کچن میں جا کر اپنے لیے عمدہ قسم کی کافی بنائی اور ہیلن مورگر کا دل ہی دل میں شکریہ ادا کر کے کھڑکی کے قریب بیٹھ کر کافی پینے لگا۔ باہر اندھیرے اتر آئے تھے اور ماحول پر تاریکی مسلط ہوتی جا رہی تھی۔ کچھ ٹرالر روشن ہو چکے تھے۔ کیبنوں میں بھی کہیں کہیں روشنی نظر آ رہی تھی۔ ان کے بارے میں مجھے مکمل معلومات کی ضرورت بھی کیا تھی۔ مجھے بہرطور اب ڈوئن کاربو کے رابطے کا انتظار تھا۔ گھڑی کی سوئیاں سست رفتاری سے آگے بڑھتی رہیں۔ کافی کی دو پیالیوں نے مجھے تازہ دم کر دیا تھا اور سو جانے سے جو کسلمندی بدن اور ذہن پر سوار ہو گئی تھی وہ اب بالکل دور ہو گئی تھی۔ میں اپنے آپ کو تروتازہ پا رہا تھا۔

ٹھیک آٹھ بجے میرے دماغ میں ایک کھڑکی سی کھلی۔ یا اس ٹیلیفون کی گھنٹی تھی جس کا کوئی آلہ نہیں تھا۔ بس ذہن سے ذہن تک کا معاملہ تھا۔ میں نے اپنے دماغ کے خانے کھول دیے اور ڈوئن کاربو کی آواز میرے ذہن میں ابھری۔ "غزالی، تم خیریت سے تو ہو نا؟"

"بالکل ڈوئن کاربو، اور تمہارے رابطے کا انتظار کر رہا تھا۔"

"لیکن میں خیریت سے نہیں ہوں۔" ڈوئن کاربو نے جواب دیا اور میں سناٹے میں رہ گیا۔ چند سیکنڈ خاموش رہنے کے بعد میں نے پوچھا۔ "خیریت ڈوئن کاربو، بتاؤ کیا معاملہ ہے؟"

"ان لوگوں کو اندازہ ہو چکا ہے کہ میں اس ہوٹل میں مقیم ہوں۔ کمرہ چونکہ تمہارے نام سے بک ہے اس لیے وہ رجسٹر سے میرے بارے میں پتا نہیں چلا سکے۔ البتہ انہوں نے ہوٹل کی چوتھی منزل پر کچھ کمروں میں گھسنے کی حرکت کی تھی۔ یہاں خاصا ہنگامہ ہو گیا اور وہ لوگ نکل بھاگے۔ وہ اچانک ہی کسی کمرے میں داخل ہو جاتے تھے اور کمرے میں موجود لوگوں کو مارتے پیٹتے تھے دیوانے ہی ہو گئے ہیں کمبخت۔ انہوں نے لوگوں کے چہرے چھیل دیے ہیں۔ غالباً انہیں میک اپ کا شبہ بھی ہے۔ بہرطور پولیس آ گئی تھی اس لیے وہ فرار ہو گئے۔ لیکن یہ بات صرف میں ہی جانتی ہوں کہ وہ میری تلاش میں تھے اور انہیں اس کا اندازہ ہو چکا ہے کہ میں اس ہوٹل میں موجود ہوں۔"

"واقعی بات بہت خطرناک ہے۔ میں تمہارے پاس پہنچ رہا ہوں ڈوئن، میرا تم انتظار کرو۔"

"کیا کہہ رہے ہو غزالی، غضب ہو جائے گا۔ ایسی حرکت کرنے کے بارے میں سوچنا بھی نہیں۔ میں خود ہی تمہارے پاس آ رہی ہوں، میرا انتظار کرو۔"

"لیکن ڈوئن کاربو۔"

"نہیں غزالی، مجھ پر اعتماد کرو، بہرطور میں اتنی کچی نہیں ہوں۔ میں نے اپنے لیے راستہ منتخب کر لیا ہے۔ ظاہر ہے ہوٹل کے بیرونی دروازے سے نہیں آؤں گی۔ لیکن تمہارا یہاں پہنچنا بے حد خطرناک ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ تم ٹرالر سے باہر نکلو۔ اگر تم نے میرے تحفظ کے لیے بھی آنے کی کوشش کی تو یہ صرف تمہارے لیے بلکہ میرے لیے بھی خطرناک ہو گا۔ تم میرا انتظار کرو حالانکہ تم نے مجھے 'بلیک روز' کے بارے میں تفصیل بتا دی تھی۔ لیکن میں نے سوچا کہ پہلے تمہیں اطلاع دے دوں اور یہ معلوم کر لوں کہ تم خود بلیک روز میں موجود ہو یا نہیں۔ بس غزالی میں سلسلہ منقطع کر رہی ہوں چونکہ اس کے فوراً بعد ہی مجھے یہاں سے نکلنے کی تیاریاں کرنی ہیں۔ ممکن ہے مجھے سوہو سائیڈ پہنچنے میں کچھ وقت لگ جائے۔ لیکن تمہیں میرے بارے میں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر کسی الجھن میں پھنس بھی گئی تو تمہیں صورت حال سے آگاہ کروں گی۔"

"ٹھیک ہے ڈوئن، مجھے افسوس ہے کہ اس وقت میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں۔"

"اور مجھے خوشی ہے کہ تم اس وقت میرے ساتھ نہیں ہو۔" ڈوئن کاربو نے کہا اور اس کے بعد ہمارے درمیان سلسلہ منقطع ہو گیا۔

میرا ذہن شدید پریشانیوں کا شکار ہو گیا تھا۔ اور میں اب کم از کم اس وقت تک پرسکون نہیں ہو سکتا تھا جب تک ڈوئن کاربو یہاں نہ پہنچ جاتی ۔ میں اپنی جگہ بیٹھا ڈوئن کاربو کے بارے میں غور کرتا رہا۔ سارٹن الیگزینڈرو نے جس طرح میری تلاش کی تھی۔ اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ اب بھیڑیا بن چکا ہے۔ اور اس سے محفوظ رہنے کے لیے مکمل ذرائع استعمال کرنا ہوں گے۔ لیکن ڈوئن کاربو بیچاری خیریت سے یہاں پہنچ جائے۔ افسوس! میں اس وقت اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتا تھا۔ میں جانتا تھا کہ ہوٹل سے سوہو سائیڈ تک پہنچنے کے لیے اسے وقت درکار ہو گا۔ لیکن بس ایک بے چینی ذہن میں جاگزیں ہو گئی تھی۔ ٹرالر

کے دروازے پر آ کھڑا ہوا۔ اور ہر آنے جانے والی گاڑی کی روشنیوں پر نگاہیں جمائے رہا۔ رونق تو اب بھی یہاں کافی تھی۔ رات کی خاموش تاریکیوں میں چہل قدمی کرتے ہوئے جوڑے کھنکھناتے ہوئے قہقہے اور کبھی کبھی کچھ ایسی قابل اعتراض آوازیں جن کی جانب خواہ مخواہ توجہ مبذول ہو جاتی تھی۔ میں نے ٹرالر میں روشنی نہیں کی تھی۔ لیکن یہاں ہر ٹرالر کے بیرونی حصے پر ایک ننھا سا بلب ضرور روشن ہوتا تھا۔ جو ٹرالر کے نام کو نمایاں کر دیتا تھا۔ اور یہ بلب میرے ٹرالر پر بھی روشن تھا۔ اندر تاریکی کی وجہ سے کم از کم باہر کے لوگ مجھے نہیں دیکھ سکتے تھے۔ میں بار بار کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھتا رہا۔ کمبخت گھڑی کی سوئیاں بھی بڑی ہی سست رفتاری سے کھسک رہی تھیں۔ گاڑیاں آ جا رہی تھیں۔ مجھے تقریباً دو گھنٹے انتظار کرنا پڑا۔ اور یہ دو گھنٹے مجھ پر کتنے صبر آزما گزرے اس کا اندازہ بس مجھے ہی ہو سکتا ہے۔ کافی دیر سے کوئی گاڑی اس طرف نہیں آئی تھی۔ اب میں ذہنی طور پر کافی پریشان ہو گیا تھا اور سوچ رہا تھا کہ دوبارہ ڈوئن کاربو سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کروں۔ اس کا اتنی دیر تک یہاں نہ پہنچنا پریشان کن تھا۔ حالانکہ اس نے کہہ دیا تھا کہ اُسے دیر لگ سکتی ہے۔ میں ٹرالر کا دروازہ بند کر کے واپس ہی پلٹا تھا کہ دفعتاً ہلکی سی دستک سنائی دی۔ جب دوسری بار میں نے یہ دستک سنی تو لپک کر دروازہ کھول دیا۔ ڈوئن کاربو ٹرالر کے دروازے پر کھڑی تھی۔ وہ فوراً ہی ٹرالر میں داخل ہو گئی اور اس نے خود ہی دروازہ بند کر دیا۔ چہرے پر کوئی خاص بات نہیں تھی بلکہ مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔

"ہیلو!"

"ہیلو ڈوئن! سب خیریت تو ہے نا؟"

"ہاں ابھی تک۔" اُس نے جواب دیا۔ میں اُسے دیکھتا رہا۔ ڈوئن ایک صوفے پر بیٹھ گئی پھر اُس نے کہا "بہتر یہ ہے کہ روشنی گل کر دو۔"

میں نے اُس کی ہدایت پر عمل کیا لیکن وہ چھوٹی سی کھڑکی کھول دی تھی جس سے مدھم سی روشنی اندر آ رہی تھی۔ ڈوئن آرام دہ سیٹ پر دراز ہو گئی پھر اُس نے کہا۔ "مجھے یوں محسوس ہوتا ہے غزالی! جیسے یہاں تک میرا تعاقب کیا گیا ہے!"

"اوہ! اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ ...!"

"نہیں! اگر وہ میرے پیچھے آئے ہیں تو یہ اندازہ نہیں لگا سکے کہ میں کون سے ٹرالر میں گئی ہوں۔"

"وہ کمبخت تو بُری طرح پیچھے پڑ گئے ہمارے۔ یہ تمہارے ساتھ کیا ہے؟" میں نے کہا۔

"میرا مختصر سا سامان۔ ظاہر ہے دو ایک جوڑے کپڑے تو لانے ہی تھے۔" ڈوئن نے جواب دیا۔

"اُس کے بعد ہوٹل میں کوئی کارروائی ہوئی؟"

"ہاں وہ لوگ مسلسل ہمیں تلاش کرتے رہے ہیں۔ سو اصل وہاں پر انہیں یہ بات معلوم نہیں ہو سکی کہ میرا کمرہ کون سا ہے۔ کئی کمروں میں وہ داخل ہوئے۔ لیکن اب پولیس باقاعدہ اُس ہوٹل میں گشت کر رہی ہے۔ اور پولیس ہی کی وجہ سے مجھے وہاں سے نکلنے میں آسانی ہوئی۔ ورنہ شاید میں اتنی آسانی سے نہ نکل سکتی۔"

"تعاقب کا شبہ کیسے ہوا ڈوئن؟"

"بس! میں نے اپنے عقب میں روشنیاں دیکھیں تو میں نے ٹیکسی ...... کئی سڑکوں پر مڑوائی لیکن اُن روشنیوں نے میرا پیچھا نہیں چھوڑا۔ یقیناً کوئی کار مسلسل تعاقب میں رہی ہے۔ لیکن مجھے یہاں تو آنا ہی تھا۔ اس لیے میں یہاں سے کافی فاصلے پر اتر گئی۔ اور پھر وہاں سے ٹرالروں کے پیچھے چھپتی چھپاتی یہاں تک پہنچی۔ بلیک روز کو تلاش کرنے میں بھی کافی وقت ہوا۔ چونکہ رات کی تاریکی میں صحیح طور پر بہت سے نام نہیں پڑھے جا سکے تھے۔ تاہم مجھے کامیابی ہو گئی۔" پھر اُس نے ٹرالر کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ اور اس کے بعد مسکرا کر بولی۔ "ہیلن موور گر کا یہ ٹرالر بے حد خوبصورت ہے۔ کیا اس نے خود یہاں آنے کے لیے نہیں کہا؟"

"نہیں! ظاہر ہے وہ ایک اچھے گھرانے کی لڑکی ہے۔ اُس نے مجھے صرف ہمدردی کی بنا پر یہ ٹرالر مجھے دیا ہے۔"

"میرا مطلب یہ نہیں تھا۔ بس ایسے ہی سوال کر لیا تھا۔" ڈوئن نے جلدی سے جواب دیا پھر کہنے لگی۔ "میں لباس تبدیل کرنا چاہتی ہوں۔"

"ویسے تو یہ غسل خانہ موجود ہے۔ لیکن میں باہر چلا جاتا ہوں۔"

"ارے نہیں، نہیں میرا کام چل جائے گا۔" ڈوئن اپنے لائے ہوئے سامان میں سے کپڑے نکالتی ہوئی بولی۔ لیکن میں ٹرالر کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ ڈوئن کے بیان کے مطابق وہ لوگ سوہو سائیٹ پہنچ چکے تھے۔ اور اس بات کے امکانات تھے کہ وہ یہاں بھی ہمیں تلاش کرنے کی کوشش کریں گے مارٹن الیسٹرو بُری طرح میرے پیچھے پڑ گیا تھا۔ اور اب اُس سے کسی طرح فرار ممکن نہیں تھا۔ سمبو تورا اور گومین مسلسل غائب تھے۔ لیبوس کا کوئی نشان ہی نہیں ملا تھا۔ اس طرح تو میری تمام کارروائی بیکار رہی۔ گوشائی نے مجھ پر بہت بڑا بھروسا کیا ہے۔ ابھی تو صرف لیبوس کا ہی سراغ ملا ہے۔ باقی افراد باقی ہیں۔ کیا میں گوشائی کے معیار پر پورا اتر سکوں گا؟ کیا جو ذمہ داری میرے سپرد کی گئی ہے اُسے نبھانے میں میری یہ معمولی سی صلاحیتیں کارآمد ہو سکتی ہیں؟ جو کچھ آج تک کرتا رہا ہوں، وہ اتنی خاص باتیں نہیں تھیں۔ جرائم پیشہ افراد کی دنیا سے میرا کوئی تعلق نہیں تھا۔ اور نہ میں ان کے بارے میں بہت زیادہ معلومات رکھتا تھا۔ جنگ وجدل، لڑائی بھڑائی بھی مجھ سے الگ ہی چیز تھی۔ میں تو محبتوں کا قائل تھا۔ لیکن اگر اسی طرح انسانی زندگیاں میرے ہاتھوں فنا ہوتی رہیں تو کیا یہ بہتر ہو گا؟ کیا یہ سب کچھ میرے حساب میں درج نہیں ہو گا۔ نجانے کیا کیا خیالات ذہن میں آتے رہے۔

اسی وقت ڈوئن کاربو نے ٹرالر کے دروازے میں آ کر کہا "بے شک یہ جگہ بہت حسین ہے۔ بے حد خوبصورت ہے میں اس سے پہلے بھی ایک آدھ بار یہاں آ چکی ہوں۔ لیکن اس وقت یہ ہمارے لیے مخدوش ہے غزالی! آؤ اندر آ جاؤ پلیز۔" اُس نے میرے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ اور پھر سہارے کے لیے مجھے ہاتھ دے دیا۔ میں نے اخلاقاً اُس کا سہارا قبول کر لیا تھا۔ تاکہ وہ محسوس نہ کرے کہ میں خصوصی طور پر اُس سے اجتناب کر رہا ہوں۔ اُس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "میں نے کافی کے لیے پانی چڑھا دیا ہے، پیو گے نا؟"

"اوہ یقیناً!" میں نے مسکراتے ہوئے گردن ہلا دی۔

"ویسے بہت ہی خوبصورت ٹرالر ہے۔" ظاہر ہے لوگوں نے اپنی آسائشوں کے لیے اس دنیا ہی کو نجانے کیا سے کیا بنا لیا ہے۔ لیکن ہماری تقدیر میں آسائشیں نہیں ہیں غزالی کیونکہ ہم بھٹکے ہوئے ہیں۔ ہم اپنے گھر میں نہیں ہیں۔"

تقریباً ایک گھنٹہ گزر گیا۔ اس دوران ہم کافی پیتے رہے تھے۔ یا پھر اُن لوگوں کے بارے میں گفتگو کرتے رہے تھے۔ پھر ڈوئن کاربو نے کہا۔ "میرا خیال ہے اب آرام کرو۔ وہ لوگ تھک کر واپس جا چکے ہوں گے۔ ان اطراف میں تو کہیں کوئی گڑبڑ محسوس نہیں ہوئی۔"

"ہاں! صبح کو مزید اس سلسلے میں کچھ سوچیں گے۔" میں نے کہا اور ڈوئن کاربو بستر پر جا لیٹی۔ میں دوسرے بستر پر آ گیا تھا۔ میں نے ڈوئن کاربو سے تو یہ کہہ دیا تھا کہ اس بارے میں صبح کو کچھ سوچیں گے۔ لیکن میرا اپنا ذہن خیالات کی یلغار میں تھا۔ اور میں اسی بارے میں سوچ رہا تھا۔ گوشائی سے اگر معذرت بھی کی جائے تو کس طرح۔ وہ یہاں سے ہزاروں میل دور تھی۔ سمبو تورا اور گومین سے بھی رابطہ کٹ چکا تھا۔ ویسے یہ دونوں بھی میرے بھروسے پر ہی یہاں آئے تھے۔ اور میں محسوس کر رہا تھا کہ میں سمبو تورا کی حفاظت کرنے میں ناکام رہا ہوں۔ لیکن میں کیا کرتا۔ حالات ہی اس تیزی سے پیش آئے تھے۔ اور واقعات نے اس قدر پیچیدگیاں اختیار کر لی تھیں کہ میرا ذہن بھی کچھ سوچنے سمجھنے سے قاصر تھا۔ سمبو تورا بھی اس سلسلے میں کوئی مؤثر قدم نہیں اٹھا سکا تھا۔ لیکن یہ بات بھی کم نہیں تھی کہ وہ گومین کو بچا کر لے گیا تھا۔ پتا نہیں وہ خود زخمی ہوا تھا یا اُس نے کسی کو زخمی کر دیا تھا۔ ویسے سمبو تورا کی پراسرار صلاحیتوں کا مجھے آج بھی اعتراف تھا۔ وہ آسانی سے چند افراد کے قبضے میں آنے والا نہیں تھا۔

میں ان ہی خیالات میں گم تھا اور بہت زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی۔ ڈوئن کاربو بھی کروٹیں بدل رہی تھی کہ دفعتاً ایک خوفناک دھماکے نے فضا کو لرزا دیا۔ دھماکہ انتہائی تیز تھا۔ میں اور ڈوئن کاربو گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

"کچھ ہو گیا غزالی! کچھ ہو گیا۔" میں پھرتی سے دروازے کی جانب دوڑا تو ڈوئن کاربو نے پیچھے سے میرا بازو پکڑ لیا۔ "نہیں! اتنی جلدبازی کی ضرورت نہیں ہے۔ غور کرو یہ دھماکہ کسی اور مقصد کے لیے بھی ہو سکتا ہے۔"

میں رک کر ڈوئن کاربو کی صورت دیکھنے لگا تو وہ آہستہ سے بولی۔ "یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی یہ دھماکہ کر کے یہاں ٹرالروں میں رہنے والوں کو سامنے لانا چاہتا ہو۔"

میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ ہم باہر کی آہٹیں لے رہے تھے۔ پھر زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ ایک اور خوفناک دھماکہ ہوا اور ہمارا ٹرالر لرز گیا۔ اس کے ساتھ ہی کچھ انسانی چیخیں سنائی دیں۔ اور پھر کہیں بہت دور سے پولیس کے سائرن سنائی دینے لگے۔ اب میرے لیے یہ ممکن نہیں تھا کہ میں ٹرالر میں بند رہ کر تیسرے دھماکے کا انتظار کروں۔ چنانچہ میں دروازہ کھول کر پھرتی سے باہر نکل آیا۔ ڈوئن کاربو بھی میرے پیچھے ہی کود دی تھی۔ ٹرالروں میں روشنیاں ہونے لگی تھیں۔ چنانچہ میں نے بھی اس تصور کے تحت کہ اس ٹرالر میں روشنی نہ دیکھ کر لوگ ہمیں مشکوک نہ سمجھیں اپنے ٹرالر میں بھی روشنی کر دی۔ لیکن ہم دونوں اس روشنی کی زد میں نہیں آئے تھے۔ تھوڑے ہی فاصلے پر ہم نے دو ٹرالروں سے آگ اور دھوئیں کے بادل بلند ہوتے ہوئے دیکھے۔

ڈوئن کاربو نے سرسراتی ہوئی آواز میں کہا۔ "انہوں نے دو ٹرالر تباہ کر دیے۔ غالباً انہیں ان پر شبہ ہو گیا ہو گا۔ اور اگر پولیس نہ آتی تو اور کارروائیاں بھی کی جاتیں۔ لیکن پولیس کا آنا کچھ مؤثر ثابت نہیں ہوا تھا۔ تھوڑے فاصلے پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کھڑے ہوئے مزید دو ٹرالروں میں دو دہشتناک دھماکے ہوئے اور انسانی چیخیں شدید سے شدید تر ہوتی گئیں۔ ان ٹرالروں میں جو لوگ موجود تھے اُن کے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔

پولیس کی گاڑیاں، ایمبولینسیں برق رفتاری سے چلتی ہوئی ٹرالروں کے نزدیک پہنچ رہی تھیں۔ لوگوں کو میگا فون پر ان ٹرالروں سے دور رہنے کی ہدایت کی جا رہی تھی۔ شروع میں پولیس کی گاڑیوں کی تعداد زیادہ نہیں تھی۔ لیکن پھر کچھ ہی دیر میں پولیس کی گاڑیوں نے اس پورے علاقے کو گھیر لیا۔ اور اُن کی تعداد زیادہ سے زیادہ ہوتی چلی گئی۔ اب میگا فون کے ذریعے سوہو سائیٹ پر رہنے والوں کو ہدایات دی جا رہی تھیں۔

کوئی پولیس آفیسر گرجدار آواز میں کہہ رہا تھا۔ "پولیس نے ایک حصار قائم کر لیا ہے۔ ہر شخص کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اپنے ٹرالروں کے پاس رہے۔ اور گرد و پیش سے محتاط رہے۔ اگر کوئی بھی پولیس کے حصار سے باہر نکلنے کی کوشش کرے گا تو اُسے گولی مار دی جائے گی۔ ہوشیار! ہوشیار رہا جائے۔" اس کے ساتھ ہی سرچ لائٹیں روشن ہونا شروع ہو گئی تھیں، جو پولیس کی گاڑیوں پر نصب تھیں۔ پھر شاید فائر بریگیڈ کی گاڑیاں بھی آ گئیں۔ یہ کام جس برق رفتاری سے ہوا تھا وہ قابلِ دید تھا۔ ٹرالروں کی آگ بجھائی جانے لگی۔ اور پولیس مصروفِ عمل ہو گئی۔ سوہو سائیٹ کے تمام لوگوں نے پولیس کی ہدایت پر عمل کیا تھا۔ دفعتاً ڈونُن کاربو نے میرے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "میں اندر جا رہی ہوں غزالی! ابھی چند لمحات میں باہر آ جاؤں گی۔ ذرا ہوشیار رہنا۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے جواب دیا۔ اور ڈونُن کاربو ٹرالر کے دروازے سے اندر چلی گئی۔ پتا نہیں وہ کیا کرنے گئی تھی۔ لیکن چند لمحات کے بعد جب وہ واپس آئی تو میری آنکھیں اُسے دیکھ کر حیرت سے پھیل گئیں۔ ڈونُن کاربو ایک باریک سی نائٹی میں ملبوس تھی جس سے اُس کا بدن جھلک رہا تھا۔ ہونٹوں پر لپ اسٹک کے مٹے مٹے نشانات تھے۔ اور اُس کا حلیہ بے حد عجیب نظر آ رہا تھا۔ بالکل ایسا ہی محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ رات کی رنگینیوں سے لطف اندوز ہو رہی ہو۔ اور اُسے بُری حالت میں باہر نکلنا پڑا ہو۔ میری تحیر خیز آنکھوں کو دیکھ کر وہ آگے بڑھی اور دوسرے لمحے اُس نے ایک ایسی حرکت کی کہ میں ششدر رہ گیا۔ میرے رخسار اور پیشانی پر اُس کے ہونٹوں کی لپ اسٹک منتقل ہو چکی تھی۔ جسے اُس نے اپنے ہاتھ سے پھیلا دیا۔ اور پھر معذرت آمیز لہجے میں بولی۔ "یہاں سب اسی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں قیام کرنے والوں کا اور کوئی مقصد نہیں ہوتا۔ ہمارا اس طرح صاف ستھرا دیکھا جانا پولیس کے لیے شک کا باعث ہو سکتا ہے غزالی! اس لیے میں نے یہ سب کچھ کیا۔ اگر تم میری بات سے متفق ہو تو براہ کرم ذرا لباس تم بھی تبدیل کر لو۔ جاؤ پلیز جاؤ۔ یہ ضروری ہے۔"

بات میری سمجھ میں آ گئی تھی۔ ڈونُن کاربو نے واقعی ذہانت کا ثبوت دیا تھا۔ حالانکہ عجیب سی بات تھی۔ لیکن بہرطور میں بھی ٹرالر میں چلا گیا اور چند ہی لمحات کے بعد میں بھی برا سا حلیہ بنائے باہر نکل آیا۔ مجھے اُس حلیے پر خود ہی شرم آ رہی تھی۔

ڈونُن کاربو نے مجھے دیکھا تو مسکرا دی۔ "ہمیں جن لوگوں سے واسطہ ہے غزالی! اُن کے لیے اُن ہی جیسی ذہانت سے کام لینا ہو گا۔ کہیں بھی چوک گئے تو مار کھا جائیں گے۔" میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پولیس والوں نے غالباً اطراف کے ماحول پر کنٹرول حاصل کر لیا تھا۔ اب کوئی نیا دھماکہ بھی نہیں ہوا تھا۔ جو ٹرالر ان دھماکوں سے تباہ ہوئے تھے اُن کے اطراف پڑی ہوئی لاشوں کے ٹکڑے اٹھا لیے گئے تھے۔ اگر کوئی زخمی تھا تو اُسے بھی ایمبولینس کے ذریعے ہسپتال بھیج دیا گیا تھا۔ تمام کارروائیاں ہو رہی تھیں۔ لیکن عام لوگوں کو ان کے بارے میں کوئی معلومات حاصل نہیں تھیں۔ ہم لوگ بھی خاموشی سے یہ تمام مناظر دیکھتے رہے۔ پولیس والے فوراً فوراً وہاں موجود لوگوں سے اُن کے بارے میں معلومات حاصل کر رہے تھے۔

اچانک ڈونُن کاربو نے کہا۔ "یہ لوگ ہم سے بھی ہمارے بارے میں سوالات کریں گے۔ کیا جواب دینا ہے غزالی؟"

"اوہ! اس طرح تو ہیلن مورگر مصیبت میں پھنس جائے گی۔ کیا خیال ہے؟"

"نہیں! پولیس یہاں سے کسی بھی فرد کو مشتبہ حالت میں نہیں نکلنے دے گی۔ میرا خیال ہے تمہارا نام پال ہلٹن ہے اور میں موزیلی۔ میں تمہاری گرل فرینڈ ہوں۔ سمجھے تم کارل برو کے فلیٹ نمبر ستائیس میں رہتے ہو۔ اور یہاں میرے ساتھ کچھ وقت گزارنے آئے ہو۔ سمجھے! ٹرالر کے بارے میں اگر کوئی سوال نہ کیا جائے تو اسے گول ہی رکھنا۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے جواب دیا۔ ڈونُن کاربو کی یہ کارروائی سود مند ہی ثابت ہوئی تھی۔ کیونکہ تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک پولیس آفیسر دو کانسٹیبلوں کے ساتھ میرے پاس پہنچ گیا۔ بقیہ ٹرالروں کے بارے میں بھی معلومات حاصل کی جا رہی تھیں۔

"ہیلو سر!" اُس نے خوش اخلاقی سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہیلو!"

اُن لوگوں نے ٹارچ کی روشنیوں میں ہمارا جائزہ لیا تھا لیکن

اُن کے چہرے پر اُس کا کوئی ردِعمل نہیں تھا۔ ہم جس حلیے میں تھے وہ سب کچھ یہاں کے لیے اجنبی نہیں تھا۔ ڈونُن کاربو نے جس ذہانت سے یہ کارروائی کی تھی وہ قابلِ داد تھی۔

"ان دھماکوں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے مسٹر؟"

"اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ اب یہ جگہ بھی مجرموں سے محفوظ نہیں ہے۔ پتا نہیں کون لوگ ہیں، جنہوں نے یہ کارروائی کی ہے اور اس کا مقصد کیا ہے۔"

"مقصد منظرِ عام پر آ جائے گا۔ ویسے آپ نے اس دوران یہاں کوئی کارروائی ہوتے دیکھی جو آپ کی نگاہوں میں مشتبہ ہو؟"

"نہیں! میں موزیلی کے ساتھ آرام کر رہا تھا کہ دفعتاً ہی کان پھاڑ دینے والا دھماکہ سنائی دیا۔ پھر دوسرا اور اس کے بعد مزید دو۔ ہمارے اعصاب کشیدہ ہیں آفیسر۔ براہ کرم ہم سے بہت زیادہ سوالات نہ کریں۔"

"آپ کا نام مسٹر!"

"پال ہلٹن۔"

"میڈم آپ کی...؟"

"گرل فرینڈ ہیں۔"

"آپ کہاں رہتے ہیں مسٹر پال ہلٹن؟"

اور میں نے پہلے سے طے شدہ جگہ کا پتا بتایا۔ پولیس آفیسر نے ایک ڈائری پر تمام چیزیں نوٹ کر کے نیچے میرے اور ڈونُن کاربو کے دستخط لیے اور پھر آہستہ سے بولا۔ "آپ لوگ یہیں قیام کرنا پسند کریں گے یا یہاں سے باہر نکلنا چاہتے ہیں؟"

"نہیں آفیسر! اگر آپ کی اجازت ہو تو اس وقت تو ہم لوگ یہیں رکیں گے۔ صبح کو یہاں سے جانا ہو گا۔"

"یہ آپ پر منحصر ہے۔ لیکن اگر آپ جانا چاہیں تو پولیس آپ پر کوئی پابندی عائد نہیں کرتی۔ صبح کو اس سلسلے میں مزید کارروائیاں ہوں گی۔ اور ہمیں امید ہے کہ ایک اچھے شہری کی حیثیت سے آپ پولیس سے تعاون کریں گے۔"

"یقیناً آفیسر!"

"بے حد شکریہ!" پولیس آفیسر نے کہا اور پھر بولا۔ "اگر آپ اپنے ٹرالر میں جانا چاہتے ہیں تو چلے جائیے۔ پولیس مستعد ہے۔"

میں نے ایک بار پھر اُس کا شکریہ ادا کیا۔ اور پولیس آفیسر اپنے ساتھیوں کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ میں نے مسکراتی ہوئی نگاہوں سے ڈونُن کاربو کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "تمہاری بروقت سوچ نے اس وقت بڑی مصیبت ٹال دی ڈونُن۔ [illegible] لوگ کسی جال میں بھی پھنس سکتے تھے۔"

"سو فیصدی سو فیصدی!" ڈونُن کاربو نے جواب دیا۔ اور اُس کے بعد ہم لوگ ٹرالر میں آ گئے۔ ڈونُن کاربو فوراً ہی باتھ روم میں چلی گئی۔ جہاں اُس نے دوسرا لباس لٹکایا ہوا تھا۔ اُس نے اپنا چہرہ وغیرہ صاف کیا۔ اور نیا لباس پہن کر باہر آ گئی تو مجھے ایک دم شرمندگی کا احساس ہوا۔ چونکہ مجھے بھی اپنا حلیہ خراب کرنا پڑا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم دونوں پھر ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔

ڈونُن کاربو چند لمحات تک خاموشی سے مجھے دیکھتی رہی پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھی، اور اُس نے اپنے سامان کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ چند لمحوں کے بعد وہ واپس آئی تو اُس کے ہاتھ میں ایک ایسی چیز دبی ہوئی تھی جسے دیکھ کر میں چونک پڑا۔ یہ کڑالیوں کے دو سیٹ تھے۔ ڈونُن کاربو نے ... میری طرف ہاتھ بڑھایا اور میں نے بادلِ نخواستہ اپنا ہاتھ اُس کے سامنے کر دیا۔ اُس نے کڑالی میرے ہاتھ میں پہنا دی۔ دونوں کڑے ایک ہی سائز کے تھے۔ اور ہلکی نیلاہٹ مائل کسی دھات کے بنے ہوئے تھے۔ اُن کے درمیان تانبوں کا ایک لچھا تھا جو ایک کڑے کے خول میں پیوست تھا جو کلائی میں پھنسا ہوا رہتا تھا۔ دوسرا کڑا ٹھوس تھا۔ میں نے متحیرانہ انداز میں کڑالی کو دیکھا۔

ڈونُن کاربو نے دوسری کڑالی اپنے ہاتھ میں پہن لی تھی۔ پھر اُس نے اپنا ہاتھ سیدھا کیا۔ اور مجھ سے کہنے لگی۔ "میرے انگوٹھے اور چاروں انگلیوں سے اپنا ہاتھ ملاؤ غزالی!" میں نے اُس کی ہدایت پر عمل کیا۔

اُس نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں پیوست کر دیا تھا۔ اور پھر اُس کی آواز ابھری۔ "لاتا ایرالوتے لاتا ایرا۔"

یہ الفاظ میری سمجھ میں نہیں آئے تھے۔ لیکن اُس نے تین بار یہ الفاظ دہرائے اور پھر پُراسرار لہجے میں بولی۔ "ہمیں مجبور کیا گیا ہے۔ مقدس دیوتا! ہمیں مجبور کیا گیا ہے کہ ہم دشمن کے مقابلے پر اُسی انداز میں آئیں۔ جس انداز میں دشمن چاہتا ہے چنانچہ میں اور میرا ساتھی عہد کرتے ہیں کہ اب دشمن کے ساتھ کوئی رعایت نہیں کی جائے گی۔ ہمارا بھی ایک مقصد ہے۔ ہم ابھی جینا چاہتے ہیں۔ [illegible]ے سامنے جینے کے راستے بند ہو چکے ہیں۔ ان دروازوں کو کھولنا ہمارے لیے ضروری ہے۔ ہم مجبور ہیں اور اُس مقدس عہد سے کچھ عرصے کے لیے باہر آنا چاہتے ہیں۔ ہمیں اجازت دی جائے۔ لاتا ایرالوتے لاتا ایرا۔"

میں خاموشی سے ڈونُن کاربو کی یہ کارروائی دیکھ رہا تھا۔ اُس نے ہاتھ سیدھا کرنے کے بعد چند لمحات خاموشی اختیار کی۔ پھر مجھ سے کہنے لگی۔ "تم سے مشورے کے بغیر میں نے یہ کارروائی کی ہے غزالی۔ لیکن اتنا جانتی ہوں کہ ہمارے مقصد سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تم بھی اتنے ہی مخلص ہو جتنا کوئی سامون ہو سکتا ہے۔ اسی لیے میں نے یہ کوشش کر ڈالی ہے۔ درحقیقت ہم عام حالات میں کٹال کبھی نہیں استعمال کرتے۔ لیکن تم دیکھو اُن لوگوں نے ایسی وحشیانہ کارروائیاں شروع کر دی ہیں، جنہیں برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ ہماری وجہ سے بے گناہ انسانوں کی زندگیاں ضائع ہوں۔ یہ بات کیا تم پسند کرو گے؟ میرا خیال ہے نہیں۔ جو لوگ ٹرالرول کے ان حادثوں میں ہلاک ہوئے ہیں اُن کا بھلا ہم سے کیا تعلق تھا۔ لیکن وحشی صفت مارٹن الیسٹرو نے صرف شبہے کی بنیاد پر ان لوگوں سے بھی زندگیاں چھین لیں۔ لو ہم اپنے آپ کو اس کا مجرم قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ یہ ہم پر اب فرض ہو گیا ہے کہ مارٹن الیسٹرو کے مشن کو پوری طرح ناکام بنا دیں۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا ان حالات میں ہم مارٹن الیسٹرو کی زبان کھلوا کر اُس سے لیبوس کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں؟ ایسا ہرگز نہیں ہو گا بلکہ وہ کمینہ انسان خود ہماری تلاش میں اس طرح سرگرداں ہے۔ لو ہمارے لیے نجانے کیا کیا کرتا پھرتا رہا ہے۔ اب یہ ضروری ہے غزالی! کہ اُس سے مقابلہ کیا جائے۔"

"ٹھیک ہے ڈوئن کاربو! مجھے اس سلسلے میں تم سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔"

"غزالی! کیا تم کٹال کا استعمال بہتر طور سے جانتے ہو؟ تمہارے ساتھ رہ کر بعض اوقات بڑے عجیب عجیب احساسات سے گزرنا ہوتا ہے۔ اور میں حیران رہ جاتی ہوں کہ تم سامون نہیں ہو۔ لیکن یہ بات میں تم سے بارہا کہہ چکی ہوں کہ تمہاری بے شمار خصوصیات سامونوں جیسی ہیں۔ تم نے مجھے اس کی وجہ بھی بتائی تھی کہ وائی مین نے تمہیں کافی مشقیں کرائی ہیں۔ کٹال کے استعمال کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"

"میں اس سے کام چلا سکتا ہوں ڈوئن کاربو!"

"بس تمہارا یہ کہہ دینا ہی کافی ہے۔ تمہارے مزاج کو میں اب سمجھنے لگی ہوں۔" ڈوئن کاربو نے ہلکی سی مسکراہٹ سے کہا۔ پھر وہ چند لمحات خاموش رہنے کے بعد بولی "مارٹن الیسٹرو کے ساتھ اب کوئی انسانیت روا نہیں رکھی جا سکتی۔ آخر وہ خود بھی تو اپنا خاندان رکھتا ہو گا۔ اُسے بھی تو کچھ لوگ عزیز ہوں گے، ایسے لوگ جن کے لیے وہ یہ تمام مجرمانہ کارروائی کرتا ہے۔ سمجھ رہے ہو نہ میری بات غزالی!"

"ہاں! کہتی رہو۔"

"وائی مین اور گومین میرے لیے اہل خاندان کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیبوس ہمارے لیے ایک مقدس بستی ہے، جس سے ہم بہت سی امیدیں وابستہ رکھتے ہیں۔ جب مارٹن الیسٹرو نے ہمارے ان ساتھیوں کو زندہ درگور کر رکھا ہے تو پھر اُس کے ساتھ کوئی منصفانہ بات کیسے کی جا سکتی ہے۔ دشمن کو دشمنی سے جواب دیا جائے گا۔ مارٹن الیسٹرو کے خاندان کو ہم اپنے قبضے میں کر کے اُس سے اپنے ان ساتھیوں کو طلب کریں گے۔ ممکن ہے وائی مین اُس کے قبضے میں نہ ہو لیکن لیبوس تو اُس کے پاس ہے۔ لیبوس ہمیں مل جائے تو ہم اپنے بہت سے مسائل سے نمٹ سکتے ہیں۔ چنانچہ اب یہ ضروری ہو گیا ہے کہ مارٹن الیسٹرو کے بارے میں معلومات حاصل کر کے اُس کے خاندان کا پتا چلایا جائے۔ اور پھر اُس کے اہل خاندان کو ہم اپنے قبضے میں کر کے مارٹن الیسٹرو سے سودے بازی کریں۔ اور اس سلسلے میں ہمیں جتنی مشکلات درپیش ہوں اُن سے نمٹنے کے لیے طاقت استعمال کریں۔ غزالی! میں دعویٰ تو نہیں کرتی لیکن ہم مارٹن الیسٹرو کے بہت سے افراد پر بھاری پڑ سکتے ہیں۔ بس ذرا سی ہمت اور تھوڑی سی ذہانت سے کام لینا ہو گا۔"

"ٹھیک ہے ڈوئن کاربو! لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم مارٹن الیسٹرو کے اہل خاندان کو کہاں سے پائیں گے؟"

"اُن کے بارے میں معلومات حاصل کی جائے گی غزالی!"

"مگر کیسے؟"

"کسی بھی طرح! ہر اس شخص سے جس کا مارٹن الیسٹرو سے ذرا سا بھی تعلق ہے۔ میرا خیال ہے ایک بار پھر ہمیں اُس عمارت کا رخ کرنا ہو گا، جو کلارک وو ڈاسٹریٹ پر واقع ہے۔ اُس عمارت میں کوئی نہ کوئی ضرور ہو گا۔ لو اگر وہ عمارت ہمیں خالی ملی تو پھر ہم اُس کے بارے میں یہ معلومات حاصل کریں گے کہ وہ عمارت کس کی ہے؟ اور اس عمارت کا مالک کہاں رہتا ہے۔ اگر وہ عمارت خود مارٹن الیسٹرو کی بھی نہیں ہے تو جس سے اُس نے حاصل کی ہو گی تو اُس سے مل کر کم از کم یہ تو پتا چل سکتا ہے کہ مارٹن الیسٹرو سے کہاں ملاقات ہو سکتی ہے۔ غزالی! کام کرنے کے مختلف طریقے ہوتے ہیں۔ ہم اگر کام کرنے پر تل جائیں گے تو پھر یہ سب کچھ ہمارے لیے بہت زیادہ مشکل نہیں ہو گا۔"

میں تعجب سے ڈوئن کاربو کی صورت دیکھ رہا تھا۔ واقعی یہ بات میرے ذہن میں نہیں آئی تھی۔ اور اس سلسلے میں تمام ذہانت ڈوئن کاربو ہی سے منسوب کی جا سکتی تھی۔ ابھی تک میرا ذہن یہ فیصلہ کرنے سے قاصر رہا تھا کہ مارٹن الیسٹرو کو دوبارہ پانے کے لیے مجھے کیا کرنا ہو گا۔ لیکن ڈوئن کاربو نے جو تجویز پیش کی تھی، اُس سے مجھے پورا پورا اتفاق تھا۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا "گوشائی نے ذرا سی غلطی کی ہے ڈوئن کاربو۔"

"کیا؟" ڈوئن کاربو نے سوال کیا۔

"اُس نے مجھ پر انحصار اس لیے کیا تھا کہ میں اس دنیا کا

ہوں اور سامونوں سے متعلق نہیں ہوں۔ مجھ پر پوری طرح اعتبار کرنے کے بعد اُس نے یہ ذمہ داری مجھے سونپی تھی۔ حالانکہ اُس کے بے شمار ساتھی دنیا کے مختلف حصوں میں بکھرے ہوئے ہیں۔ اور اس دنیا کے بارے میں بہت کچھ جان چکے ہیں۔ اُن میں بے پناہ ذہین لوگ بھی موجود ہیں جیسے ڈوئن کاربو۔ اگر گوشائی ان سبھی کو یکجا کرنے کی کوشش کرے تو میرا خیال ہے اُس کا مسئلہ خود اُس کے اپنے ہاتھوں حل ہو سکتا ہے۔"

"نہیں غزالی! گوشائی نے جو بھی فیصلہ کیا ہے، سوچ سمجھ کر ہی کیا ہو گا۔ ہم لوگ اُس پر آنکھیں بند کر کے اعتماد کرتے ہیں۔ چونکہ۔ چونکہ وہ ہماری۔ وہ ہماری پلانسر ہے۔" ڈوئن کاربو نے کہا اور پھر ایک دم خاموش ہو گئی۔

میں اُس کی اس خاموشی کی وجہ سمجھتا تھا۔ لیکن اب اس وجہ پر میں نے توجہ دینا چھوڑ دیا تھا۔ ہائسا بھی کچھ بتانا چاہتی تھی۔ لیکن بتاتے بتاتے وہ خاموش ہو جاتی تھی۔ کیونکہ اُن پر پابندیاں عائد تھیں۔ پتا نہیں کون ہیں یہ سامون۔ کون سی دنیا ہے ان کی اس کائنات کے کون سے حصے میں بستے ہیں یہ۔ اور ان کا اپنا مسلک کیا ہے۔ بہرطور اب میں ان تمام چیزوں کے بارے میں بہت زیادہ نہیں سوچتا تھا۔ مجھے تو کام کرنے کی لگن تھی اور ڈوئن کاربو نے جو منصوبہ پیش کیا تھا، میرے خیال میں وہ بہت معقول تھا۔ اور اس طرح واقعی ہم مارٹن الیسٹرو کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے تھے۔

ڈوئن کاربو کہنے لگی "کیا خیال ہے غزالی! اب کیوں نہ کچھ دیر آرام کر لیا جائے۔ میرا خیال ہے یہاں کے معاملات پولیس نے اپنے کنٹرول میں رکھے ہیں اور بظاہر اس بات کا امکان ہے کہ پولیس دوبارہ ٹرالرول کے رہنے والوں کو تکلیف نہیں دے گی۔ چنانچہ ہمیں صبح تک نیند لے کر چاق و چوبند ہو جانا چاہیے۔ کیا رات کو سوتے ہوئے تمہیں کوئی دقت محسوس ہوتی ہے؟"

"نہیں۔"

"بس تو پھر آنکھیں بند کرو اور سو جاؤ۔"

میں نے ڈوئن کاربو کی ہدایت پر عمل کیا۔ وہ دھماکے اب بھی ذہن میں ہو رہے تھے۔ اور خیالات کا ہجوم دماغ کی طرف امڈا چلا آ رہا تھا۔ لیکن دل نہیں چاہ رہا تھا کہ اس بارے میں کچھ سوچوں۔ چنانچہ اپنے ذہن کو خالی کیا اور نیند کو اپنے اوپر مسلط کر لیا۔

دوسری صبح جب آنکھ کھلی تو سات بج رہے تھے۔ ڈوئن کاربو مجھ سے پہلے جاگ چکی تھی۔ اور ایک فرض شناس عورت کی طرح کچن میں مصروف تھی۔ میں اٹھا اور باتھ روم کی جانب چل پڑا۔ ڈوئن کاربو غالباً غسل کر کے لباس وغیرہ بھی تبدیل کر چکی تھی۔ جب میں باتھ روم سے باہر آیا تو سامنے ٹرالی پر ناشتا لگا ہوا تھا۔ اُس نے مسکراتے ہوئے میری طرف دیکھا۔ اور پھر ناشتے کی میز پر آ بیٹھی۔ میں بھی ہنسنے لگا۔

"کیوں؟" وہ مسکرا کر میری طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

"عورت کا وجود شاید اس ساری کائنات میں یکساں ہے۔ وہ یہ فرائض اس خوش اسلوبی سے ادا کرتی ہے کہ بعض اوقات حیرت ہوتی ہے۔ تم نے ایک عورت ہی کی مانند ناشتا تیار کیا ہے۔"

"مانند کا لفظ کیوں استعمال کرتے ہو؟ کیا تم مجھے عورت تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہو؟" ڈوئن کاربو نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

"نہیں! سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ عورت تو تم ہو ڈوئن کاربو اور رات کو تم نے جو خوفناک حرکت کی تھی اُس سے تو مکمل طور پر عورت جھلک رہی تھیں۔"

"نہیں پلیز! مجھے شرمندہ مت کرو۔ وہ حرکت اُس وقت کی ضرورت تھی۔"

"ڈوئن کاربو! سنجیدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ آخر ہم لوگ دوست ہیں۔ میں نے یہ بات صرف مذاق میں کہی تھی۔"

"اور مجھے۔ نجانے کیوں ایک شرم سی محسوس ہوتی ہے۔" اُس کے چہرے پر واقعی حجاب پھیل گیا تھا۔ میں خاموشی سے ناشتا کرنے لگا۔ ڈوئن کاربو بھی مسکراتی رہی۔

اُس نے ہنس کر میری طرف دیکھا اور کہنے لگی "کیا تم عورت کے وجود سے منکر ہو غزالی؟"

"نہیں بھائی! کون بے وقوف یہ بات کہتا ہے۔"

"بس ایسے ہی میں نے پوچھا تھا۔ تمہاری عورت کہاں ہے؟"

"میری عورت ...!" میں نے کہا اور دفعتاً میری نگاہوں میں اپنی عورت کی تصویر ابھر آئی۔ میری عورت مجھ سے بہت دور ایک ایسی جگہ موجود تھی، جو پاکیزگی کا گھر تھی۔ وہاں لوگ ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ دنیا کی برائیوں سے بے نیاز۔ اپنی اپنی زندگی میں مصروف۔ پرسکون، مسرور۔ اور میں۔ میں اپنی عورت سے بہت دور تھا۔ بہت دور۔ ڈوئن کاربو گہری نگاہوں سے میرا جائزہ لے رہی تھی۔ اور جب میں نے اُس کی طرف دیکھا تو وہ ہنس پڑی۔ میں ایک دم چونک پڑا تھا۔ مجھے احساس ہوا کہ میں ان خیالات میں کھو کر اپنے ذہن کے گرد چڑھے ہوئے اُس خول سے باہر نکل آیا تھا، جہاں دوسرے کی رسائی نہیں ہو پاتی تھی۔ اور اس وقت ڈوئن کاربو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میرے ذہن کا جائزہ لے رہی تھی۔ اُس کی ہنسی کی وجہ بھی یہی تھی۔ "میری طرف سے مبارکباد غزالی! یقیناً وہ ایسی ہی عورت ہو گی، جو تم جیسے اعلیٰ معیار کے انسان کے قابل ہو گی۔"

ڈوئن کارلو کی اس شرارت کو میں نے دلچسپی کی نگاہ سے دیکھا۔ اور کہنے لگا۔ "ٹھیک ہے ڈوئن! میں کسی وقت تم سے تمہارے مرد کے بارے میں پوچھوں گا۔ اور اگر تم جواب نہیں دو گی تو میں تمہارے ذہن میں جھانک لوں گا۔"

ڈوئن کارلو قہقہہ لگا کر ہنس پڑی تھی۔ پھر اُس نے کہا۔ "جب جی چاہے جھانک لینا غزالی! بدقسمتی سے وہ لمحات مہیا نہیں ہو سکے۔ اور پھر اُس وقت ہم ان مسائل کا شکار ہو گئے جب میری عمر اس قابل بھی نہیں تھی۔ اس لیے کوئی مرد میرا مرد نہیں بن سکا۔ ہاں اب میرے ذہن میں کبھی کبھی کسی کے لیے پسندیدگی کے سے جذبات ابھر آتے ہیں۔ اور مجھے احساس ہوا ہے کہ میں جوانی کی جانب بڑھ رہی ہوں۔"

اب میرے ہنسنے کی باری تھی۔ یہ جوانی جو دو تین سو سال میں ان لوگوں پر آتی تھی اب ڈوئن کارلو تک پہنچی تھی۔ تاہم میں نے اُس کی عمر پوچھنے کی کوشش نہیں کی چونکہ ایک بار بدرت ہی کی عمر معلوم ہونے کے بعد بڑی عبرت ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم سنجیدہ ہو گئے۔ ہم نے تیاریاں کیں اور اُس کے بعد ٹرالر سے باہر نکل آئے۔ ہم اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے روانہ ہو جانا چاہتے تھے۔

ڈوئن کارلو نے پوچھا "کیا واپس اسی ٹرالر میں آؤ گے۔ یا کہیں اور قیام کرنے کا ارادہ ہے؟"

"یہ فیصلہ بعد میں کریں گے ڈوئن۔"

"میں اس لیے یہ بات کہہ رہی تھی کہ یہاں ہیلن کے لیے کوئی پیغام چھوڑ دو۔ تاکہ وہ تمہاری واپسی کا انتظار نہ کرے۔"

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر یہاں واپس نہ آیا تو ہیلن کو ٹیلی فون کر کے بتا دوں گا۔ ویسے یہ چابی یہاں ایک کیبن میں دی جا سکتی ہے۔"

باہر نکلنے کے بعد ہم نے اطراف کے ماحول کا جائزہ لیا۔ چار ٹرالر تباہ کیے جا چکے تھے۔ اور پولیس اُن کے گرد موجود تھی۔ لوگ سہمے سہمے سے تھے۔ اور رش کافی کم ہو گیا تھا۔ جو لوگ یہاں تعطیلات منانے آئے تھے انہوں نے واپسی میں عافیت سمجھی تھی۔ ویسے بھی پولیس کے جھگڑوں میں پڑنے کی کوشش کون کرتا۔ لیکن پولیس نے ہمیں روکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ میں نے کیبن میں آ کر چابی اُسی لڑکے کے حوالے کر دی جس نے یہ چابی ہیلن کی موجودگی میں مجھے دی تھی۔ اور اس کے بعد ہم پیدل ہی آگے بڑھ گئے۔ جس ٹیکسی اسٹینڈ کے بارے میں ہیلن نے مجھے بتایا تھا وہ بھی زیادہ دور نہیں تھا۔ ہم نے وہیں پہنچ کر اپنے لیے ایک ٹیکسی حاصل کی اور اس کے بعد اُس میں بیٹھ کر چل پڑے۔ لیکن راستے میں ہم نے تعاقب کا خیال رکھا تھا۔ کافی دور نکلنے کے باوجود یہ احساس نہیں ہو سکا کہ ہمارا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ پتا نہیں وہ لوگ پولیس کی کارروائیوں سے خوفزدہ ہو کر ہمارا پیچھا چھوڑ چکے تھے۔ یا پھر ٹرالروں کو تباہ کرنے کے بعد کسی غلط فہمی کا شکار ہو گئے تھے۔ بہرطور ٹیکسی ایک بالکل ہی غیر متعلقہ جگہ چھوڑ دی گئی۔ اور پھر ہم کافی دیر تک اِدھر اُدھر چہل قدمی کرتے رہے۔ جب یہ یقین ہو گیا کہ کوئی ہماری تاک میں نہیں ہے تو ہم نے ایک اور ٹیکسی کی اور ککلارک وڈ اسٹریٹ کی جانب چل پڑے۔ اب ہم پر مشن سوار ہو گیا تھا۔ اور ہم دوسرے تمام خیالات سے بے نیاز ہو چکے تھے۔ اس دوران ڈوئن کارلو نے لیبوس یا سمبو تورا وغیرہ سے ذہنی رابطہ قائم کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ ٹیکسی میں بیٹھے بیٹھے یہ خیال میرے ذہن میں آیا۔ لیکن اب یہ بعد کی بات تھی۔ پہلے ہمیں اپنے اس مشن میں کامیابی حاصل کرنی تھی۔ ٹیکسی لندن کی سڑکوں پر دوڑتی رہی اور تھوڑی دیر کے بعد ہم اپنی مطلوبہ جگہ پہنچ گئے۔ ٹیکسی کو اُس عمارت سے کافی فاصلے پر رکوا کر ہم نے بل ادا کیا۔ اور پھر ٹہلنے کے سے انداز میں آگے بڑھنے لگے۔ سخت احتیاط کی ضرورت تھی۔

میں نے ڈوئن کارلو سے کہا۔ "ہمیں اپنے درمیان تھوڑا سا فاصلہ پیدا کر لینا چاہیے۔ ہم دو سمتوں سے گھوم کر اس عمارت میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے۔ میرا خیال ہے میں عقبی حصے سے داخل ہوؤں گا۔"

"ٹھیک ہے لیکن عمارت میں پہنچ کر ہم یکجا ہو جائیں گے"

ڈوئن کارلو نے جواب دیا۔ اور ہم نے ایسا ہی کیا۔ اطراف کا ماحول پرسکون تھا۔ میں عقبی دیوار پھلانگ کر داخل ہو گیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد ڈوئن کارلو بھی مجھے مل گئی۔

"کیوں کیا پوزیشن ہے؟"

"کسی نے دروازے پر مجھے روکنے کی کوشش نہیں کی۔ عمارت بظاہر سنسان نظر آ رہی ہے۔ ممکن ہے مارٹن الیسٹو نے اس جگہ کو چھوڑ ہی دیا ہو۔"

"آؤ!" میں نے کہا اور ہم عمارت کے اندرونی حصے کی جانب چل پڑے۔ ہمارا اندازہ غلط تھا کہ عمارت خالی ہے۔ ہماری پہلی ملاقات ایک دراز قامت ملازم قسم کے آدمی سے ہوئی جو بٹلر تھا۔ وہ ہمیں اندرونی حصے میں دیکھ کر چونک پڑا۔ پھر سوالیہ نگاہوں سے ہمیں دیکھنے لگا۔

"مسٹر مارٹن الیسٹو موجود ہیں؟"

"نہیں! لیکن آپ لوگ اندر کیسے آ گئے؟ کیا آپ نے اندر آنے کی اجازت لی تھی؟"

"ہاں! کیا اور کوئی بھی موجود نہیں ہے؟"

"نہیں! صرف سکریٹری صاحبہ ہیں۔ کیا میں آپ کے بارے میں انہیں اطلاع دوں؟"

"ہاں پلیز! ہمیں اُن کے پاس لے چلو۔ بہت ہی اہم کام ہے۔" میں نے کہا اور ملازم واپسی کے لیے مڑا۔ لیکن اُسی وقت میرا بھرپور گھونسہ اُس کی گدی پر پڑا۔ اور ملازم کسی مردہ چھپکلی کی مانند چت سے نیچے جا پڑا۔ ڈوئن کارلو نے فوراً ہی اُس کی ٹانگیں پکڑ کر گھسیٹا اور ایک طرف لے گئی۔ ایک اوٹ میں پہنچ کر اُس نے ملازم کے لباس ہی سے اُس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیے اور منہ میں کافی کپڑا ٹھونسنے کے بعد اپنے کام سے فارغ ہو گئی۔ یہ کام اُس نے اتنی پھرتی اور مہارت سے کیا تھا کہ مجھے اُس سے بڑا اطمینان ہوا۔ ڈوئن کارلو بہترین کارکردگی کی مالک تھی۔ اور اب ہم ڈینی پاسکل کی تلاش میں تھے۔

سکریٹری ڈینی پاسکل سے میری ملاقات ایک بار ہو چکی تھی۔ اور میں اُسے اچھی طرح پہچانتا تھا۔ پتہ نہیں اس ملازم کے علاوہ اور کوئی بھی گھر میں تھا یا نہیں۔ ہم لوگ ایک ایک کمرہ جھانکتے پھر رہے تھے۔ اور پھر ایک کمرے کی کھڑکی سے ہمیں ڈینی پاسکل کی جھلک نظر آ گئی۔ غالباً یہ اُس ہی کا کمرہ تھا۔ میں نے ڈوئن کارلو کی طرف دیکھا اور پھر کمرے کے دروازے پر ہلکی سی دستک دی۔ ڈینی پاسکل کی آواز سنائی دی۔ "آ جاؤ۔ دروازہ کھلا ہوا ہے۔" غالباً وہ بٹلر ہی کو سمجھی تھی۔

میں دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ میرے پیچھے ہی پیچھے ڈوئن کارلو بھی تھی۔ ڈینی پاسکل ایک میز پر جھکی ہوئی کچھ کام کر رہی تھی۔ اُس نے گردن اٹھا کر ہمیں دیکھا اور دوسرے لمحے اُس کا منہ کھلا رہ گیا۔ وہ بہت زیادہ خوفزدہ نظر آنے لگی تھی۔ غالباً ایک نگاہ ہی میں اُس نے ہم دونوں کو پہچان لیا تھا۔ اُس کے دونوں ہاتھ میز کی سطح پر رکھے ہوئے تھے۔ چند لمحات کے بعد دفعتاً وہ کھسکی۔ لیکن اُس نے میز کی نچلی دراز کھولنا چاہی۔ لیکن میں نے آگے بڑھ کر میز پر ایک زوردار ٹھوکر رسید کی۔ اور میز پوری قوت سے ڈینی پاسکل کے سینے سے ٹکرائی۔ اُس کے حلق سے ایک چیخ نکل گئی تھی۔ تب میں نے ڈینی پاسکل کا وہ بازو پکڑ لیا جو میز کی نچلی دراز کی جانب جا رہا تھا۔ اور اُسے ایک جھٹکے سے میز سے آگے کھینچ لیا۔

"تت تم! تم کیا کرنا چاہتے ہو۔ کک کیا بات ہے۔ کیا بدتمیزی ہے یہ؟ کیا مقصد ہے تمہارا؟" اُس نے کہا اور میرا الٹا ہاتھ اُس کے منہ پر پڑا۔ ڈینی پاسکل کا داہنا رخسار کٹ گیا تھا۔ اُس کے ہونٹ کے گوشے سے خون کی ایک بوند بہہ نکلی تھی اور اُس کے بدن پر ہلکی سی کپکپی طاری ہو گئی تھی۔ "تم میں پھر کہتی ہوں۔ تم لوگ آخر کیا چاہتے ہو۔"

"مجھے پہچانتی ہو ڈینی پاسکل؟"

"ہاں! تم میں۔ میں جانتی ہوں تمہیں۔ لل لیکن۔ لیکن مارٹن الیسٹو موجود نہیں ہیں۔"

"تم تو ہو ڈارلنگ! اور مجھے تم سے ہی کام ہے۔" میں نے زہریلے انداز میں اُسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مم میں۔ میں کچھ نہیں جانتی۔ میں کچھ نہیں بتا سکتی تمہیں۔ بھلا۔ بھلا میں کیا بتا سکتی ہوں۔" وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں بول رہی تھی۔

ڈوئن کارلو نے آگے بڑھ کر کہا۔ "ہاں غزالی! یہ بیچاری کیا بتا سکتی ہے۔ میرا خیال ہے تم اس پر تشدد نہ کرو۔ اس سے جو کچھ پوچھنا ہے میں معلوم کروں گی۔ ویسے بھی یہ شکل و صورت سے شریف عورت نظر آتی ہے۔ جاؤ جاؤ تم باہر رکو۔ باہر کی نگرانی کرو۔ میں اس سے بہت کچھ معلومات حاصل کر لوں گی۔ پلیز غزالی باہر جاؤ۔" ڈوئن کارلو نے کہا اور میں گردن ہلاتا ہوا باہر نکل آیا۔

ڈوئن کارلو پر مجھے کافی اعتماد ہو گیا تھا۔ اس کے علاوہ باہر کے ماحول پر بھی نگاہ رکھنا واقعی ضروری تھا۔ اور شاید ڈوئن کارلو نے اسی مقصد کے لیے مجھ سے یہ بات کہی تھی۔ آہستہ آہستہ میں وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ اتفاقیہ طور پر ہی میری نگاہیں اُس طرف اٹھ گئیں۔ جہاں میں نے ملازم کو ڈالا تھا۔ ڈوئن کارلو نے اُس کے لباس سے اس کے ہاتھ پاؤں کسے تھے۔ لیکن ملازم اپنی جگہ موجود نہیں تھا۔ ناقابل یقین بات تھی۔ وہ بے ہوش بھی تھا اور اُس کے ہاتھ پاؤں کس کر منہ میں کپڑا ٹھونس دیا گیا تھا پھر وہ کہاں غائب ہو گیا؟ ضرور کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے۔

پستول میرے پاس موجود تھا۔ یہ وہی پستول تھا جو یہاں سے حاصل کیا گیا تھا اور بھرا ہوا تھا۔ دوسرا پستول البتہ خالی ہو گیا تھا اور اُس کے لیے ہمارے پاس فالتو راؤنڈ نہیں تھے۔ میں نے پستول ہاتھ میں لے لیا اور پھر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ ملازم کا گم ہو جانا معمولی بات نہیں تھی۔ یا تو یہاں اور کوئی بھی موجود تھا جو ہماری نگرانی کر رہا تھا۔ یا وہ ملازم ہی کوئی اونچی چیز تھی اور اُس نے بے ہوش ہونے کا ڈھونگ رچایا تھا۔ بہرطور پریشانی کی بات تھی۔ اور کسی بھی وقت کوئی بھی خطرہ لاحق ہو سکتا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اب اگر میں یہاں کے مختلف حصوں میں بھٹک کر اُن لوگوں کو تلاش کروں تو ممکن ہے وہ ڈینی پاسکل کے کمرے تک پہنچ جائیں۔ اس طرح ڈوئن کاربو خطرے میں پڑ جائے گی۔ چنانچہ بہتر یہی تھا کہ ڈوئن کاربو کے قریب ہی رہا جائے۔ اور یہاں رک کر نگرانی کی جائے۔ اس کے بعد جو صورتحال بھی پیش آئے۔

میں واپس اُس جگہ آ گیا۔ جہاں اندر ڈوئن کاربو اپنی کارروائی میں مصروف تھی۔ پتہ نہیں وہ ڈینی پاسکل کو کس طرح رام کر رہی تھی۔ پانچ منٹ، دس منٹ، پندرہ منٹ اور پھر بیس منٹ گذر گئے۔ بیس منٹ کے بعد ڈوئن کاربو باہر نکل آئی۔ اُس نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور ایک کاغذ میری جانب بڑھا دیا۔ "اس کی بتائی ہوئی تمام تفصیلات میں نے اس کاغذ پر نوٹ کر لی ہیں۔" ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں ایک تحریر لکھی ہوئی تھی۔ میں نے سرسری سے نگاہ اُس پر ڈالی۔ اور ڈوئن کاربو سے کہا۔ "کیا تمہیں یقین ہے کہ اُس نے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے؟"

"ہاں! وہ میرے سامنے جھوٹ نہیں بول سکتی تھی۔" ڈوئن کاربو معنی خیز لہجے میں بولی اور میں نے مسکراتے ہوئے گردن ہلا دی۔

"اوہ واقعی! میں یہ بات بھول ہی گیا تھا کہ وہ تمہارے سامنے جھوٹ نہیں بول سکتی۔ لیکن ڈوئن اب اُس کے لیے کیا پروگرام ہے؟ میرا مطلب ہے کیا وہ اس بات کی اطلاع مارتھی الیسٹرو کو نہیں دے دے گی۔"

"ایک منٹ کے لیے اندر آؤ۔" ڈوئن کاربو نے کہا اور میں اُس کے ساتھ واپس کمرے میں داخل ہو گیا۔ میں نے چونک کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ ڈینی پاسکل نظر نہیں آ رہی تھی۔ ڈوئن کاربو نے پھر مجھے اشارہ کیا اور غسل خانے کی جانب بڑھ گئی۔ میں متعجبانہ انداز میں اُس کے پیچھے چل پڑا۔ اُس نے غسل خانے کا دروازہ کھولا۔ وسیع و عریض باتھ روم کے ٹب میں پانی بھرا ہوا تھا۔ لیکن اس پانی کا رنگ تیزی سے سرخی مائل ہوتا جا رہا تھا۔ اور اسی ٹب میں ڈینی پاسکل کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ لیکن اُس کا چہرہ انتہائی ہیبت ناک ہو گیا تھا۔ دونوں نتھنے چر گئے تھے۔ نچلا ہونٹ باچھوں کی جگہ سے پھٹ کر بالکل نیچے آ لٹکا تھا۔ بال جگہ جگہ سے اکھڑے ہوئے تھے۔ آنکھیں دہشتناک انداز میں کھلی ہوئی تھیں۔ ایک لمحے کے لیے میرا بدن کانپ گیا۔ ڈوئن کاربو نے یہ سب کچھ کیا تھا۔ ڈوئن کاربو نے یہ سب کچھ کیا تھا۔ ڈوئن کاربو نے جو بظاہر ایک معصوم سی لڑکی تھی۔ لیکن اپنے عہد کو توڑنے کے بعد وہ کسی زخمی بھیڑیے سے زیادہ خونخوار ہو گئی تھی۔

اُس نے مسکرا کر میری طرف دیکھا۔ اور پھر میرے بازو کو تھپتھپاتے ہوئے بولی۔ "آؤ عزرائیل! ممکن ہے میری اس بات کو تم نے ناپسند کیا ہو۔ لیکن اُن لوگوں کو بھی ذہن میں رکھو جو بے گناہ تھے۔ اور صرف ہماری تلاش میں اُن کے جسموں کو ٹکڑوں میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ہم لوگ دروازے سے باہر نکل آئے اور پھر صدر دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے دفعتاً ڈوئن کاربو کی نگاہ بھی اُسی سمت اٹھ گئی۔ جہاں اُس نے ملازم کو بندھا ہوا چھوڑا تھا۔ اور پھر وہ بھی چونک پڑی۔

"ہاں ڈوئن کاربو! وہ یہاں نہیں ہے۔ اُس وقت بھی نہیں تھا۔ جب میں باہر نکلا تھا۔"

ڈوئن کاربو کچھ کہنے بھی نہیں پائی تھی کہ دفعتاً صدر دروازے کے پاس ہمیں کسی کار کے بریکوں کی چرچراہٹ سنائی دی۔ بریک پوری قوت سے لگائے گئے تھے۔ اور اُس کے بعد بہت سے قدموں کی آوازیں ابھریں۔

"پہنچ گئے وہ لوگ۔" ڈوئن کاربو نے پرسکون لہجے میں کہا۔ اور ہم تیزی سے واپس اندر کی جانب مڑ گئے۔ وہ لوگ اس عمارت کو اب گھیرے میں لے رہے تھے۔ جس کا اندازہ ہمیں بخوبی ہو رہا تھا۔

"غالباً وہ ملازم ہوش میں تھا اور کسی طرح اُس نے اپنی بندشیں کھول ڈالی تھیں۔ خیر کوئی بات نہیں ہے۔ ان کی تعداد کا پتہ نہیں کتنے ہیں؟ ویسے وہ مسلح ہوں گے۔ لیکن عزرائیل! تم پستول استعمال مت کرنا۔ بلکہ جس طرح بھی ممکن ہو سکے ہم خاموشی سے انہیں ماریں گے۔ میرا خیال ہے ہمیں ایک جگہ نہیں رہنا چاہیے لیکن فاصلہ اتنا ہو کہ ہم ایک دوسرے کو دیکھ سکیں۔"

میں اندرونی حصے کی جانب چل پڑا۔ راہداری کے ایک ستون کی آڑ میں، میں نے اپنے لیے جگہ بنائی۔ اُس سے تقریباً پندرہ گز کے فاصلے پر ایک دوسرے ستون کی آڑ میں ڈوئن کاربو کھڑی ہو گئی تھی۔ میں نے اپنی کلائی سے کٹّی کا وہ حلقہ نکال لیا جو آزاد رہتا تھا اور جو زیادہ وزنی تھا۔ نیلے رنگ کا تار لٹک گیا تھا۔ یہ کافی سخت تار تھا اور صرف زور سے پھینکنے پر ہی کھلتا تھا۔ ڈوئن کاربو بھی شاید تیار ہی کھڑی تھی۔

زیادہ دیر نہیں گذری تھی کہ ہم نے ایک شخص کو اندر داخل ہوتے ہوئے دیکھا۔ وہ پستول اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے بڑے چوکنے انداز میں آگے بڑھ رہا تھا۔ غالباً وہ لوگ عمارت کے مختلف گوشوں میں پھیل گئے تھے۔ اور ہمیں تلاش کر رہے تھے۔ ابھی میں کچھ سوچنے بھی نہیں پایا تھا کہ دفعتاً زنّاٹے کی

ایک آواز ابھری اور میں نے ڈوئن کاربو کے ستون کے عقب سے کٹّی کا حلقہ بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے دیکھا اور دوسرے لمحے ایک دلخراش چیخ فضا میں گونج اٹھی۔ پستول بردار شخص کا داہنا ہاتھ جس میں وہ پستول پکڑے ہوئے تھا۔ اُس کے بدن سے جدا ہو کر دور جا پڑا تھا۔ یہ ہاتھ بڑی سمیت اس صفائی سے کٹ گیا تھا کہ آنکھوں کو یقین نہ آئے۔ تھوڑے فاصلے پر ہاتھ الگ تڑپ رہا تھا۔ اور وہ شخص ہولناک چیخیں مارتا ہوا پلٹ کر واپس دوڑ گیا تھا۔

میں ایک بار پھر کانپ کر رہ گیا۔ کٹّی کا استعمال میں نے بھی سیکھا تھا لیکن اتنی زبردست مہارت مجھے حاصل نہیں تھی۔ جتنی مہارت کا مظاہرہ ڈوئن کاربو نے کیا تھا۔ اُس نے حلقہ نشانے پر پھینکا تھا۔ حلقے نے اپنا کام کیا تھا اور ہاتھ کو صابن کی طرح کاٹ کر رکھ دیا تھا۔ اور پھر وہ حلقہ واپس ڈوئن کاربو کے ہاتھ میں پہنچ گیا تھا۔ ڈوئن کاربو کی طرف سے جنبش بھی نہیں ہوئی۔ میں بھی اپنی جگہ ساکت کھڑا رہا۔ لیکن میرا ذہن سائیں سائیں کر رہا تھا۔ ڈوئن کاربو اتنی خونخوار اور خوفناک ہو گی۔ اس کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا لیکن حقیقت یہی تھی۔ ان لوگوں کے بارے میں اتنا عرصہ گذرنے کے باوجود بھی مجھے مکمل معلومات حاصل نہیں ہو سکی تھیں۔ دوڑنے والا شاید باہر جا کر گر پڑا تھا۔ کیونکہ اُس کے فوراً ہی بعد فائرنگ شروع ہو گئی۔ اور چار افراد گولیاں برساتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔ کٹّی کے حلقے کی سنسناہٹ ایک بار پھر سنائی دی۔ اور میں نے اُن میں سے ایک شخص کو دو ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھا۔ وہ لوگ ہر طرف گولیاں برسا رہے تھے بہت سی گولیاں ان ستونوں پر بھی لگی تھیں۔ جن کی آڑ میں ہم لوگ کھڑے ہوئے تھے۔ مجھے درحقیقت ابھی تک موقع نہیں مل سکا تھا کہ میں اُن پر وار کروں۔ لیکن صورتحال بڑی عجیب ہو گئی تھی۔ کٹّی کے استعمال کا موقع ذرا مشکل ہی تھا۔ اور اب چونکہ وہ لوگ بھی گولیاں چلا رہے تھے اس لیے مجھے گولیاں چلانے میں کیا عار ہو سکتا تھا۔ پھر میں نے پستول سیدھا کیا اور دوسرے لمحے اُن میں سے ایک آدمی کو نشانہ بنا لیا۔ اُن لوگوں نے دوڑ کر پوزیشن لینے کی کوشش کی۔ لیکن اسی اثنا میں دوسرے آدمی کو بھی نشانہ بنا چکا تھا۔

دوسری طرف ڈوئن کاربو ستون کے پیچھے ہی سے کارروائی کر رہی تھی۔ کٹّی کے حلقے نے ایک اور شخص کو شانے سے لے کر کمر تک کاٹ ڈالا تھا۔ باقی دو افراد بری طرح چیختے ہوئے باہر دوڑ گئے تھے۔ لیکن پھر وہ باہر رک کر دروازے کی سمت گولیاں برسانے لگے۔ تب ڈوئن کاربو نے اپنی جگہ چھوڑ دی۔

اور آہستہ آہستہ دروازے کی جانب بڑھنے لگی۔ اُس نے دروازے کی آڑ میں کھڑے ہو کر باہر کی سن گن لینا شروع کر دی۔ میں خاموشی سے اُس کی کارروائی دیکھ رہا تھا۔ پھر دفعتاً ڈوئن کاربو نے دروازے پر ٹھوکر ماری۔ اور ایک وحشیانہ انداز کے ساتھ باہر نکل گئی۔ اُس کے بعد میں جب تک باہر پہنچا۔ وہ اُن دونوں کا بھی صفایا کر چکی تھی۔ جو کسی آڑ کے بغیر کھڑے گولیاں برسا رہے تھے۔ مجھے تو زیادہ کارروائی کا موقع ہی نہیں ملا تھا۔ ڈوئن کاربو نے غالباً اُن سب ہی لوگوں کو مار لیا تھا۔ میں بھی باہر نکل آیا۔ اور اُس کے بعد ہم اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ اس بات کے امکانات تھے کہ کچھ اور لوگ بھی اُن کے ساتھ ہوں۔ لیکن ابھی تک کوئی نظر نہیں آیا تھا۔ تاہم ہم لوگ بہت احتیاط سے آگے بڑھ رہے تھے اور پھر ہم عمارت کے صدر دروازے سے باہر نکل آئے۔

صدر دروازے کے عین سامنے ایک کار کھڑی ہوئی تھی۔ یہ وہی کار تھی جس سے وہ لوگ آئے تھے۔ کار کی اگنیشن میں چابی لگی ہوئی تھی۔ غالباً ڈرائیونگ کرنے والا بھی بدحواسی کے عالم میں چابی اگنیشن میں لگی چھوڑ کر اندر دوڑ آیا تھا اور بالآخر ہمارا شکار ہو گیا تھا۔ میں نے ڈوئن کاربو کی طرف دیکھا۔ اُس نے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا اور پھر دوسری طرف کا بھی دروازہ کھول دیا تاکہ میں اندر آ جاؤں۔ میں اندر بیٹھا تو ڈوئن کاربو کار اسٹارٹ کر چکی تھی۔ میں نے اُس سے کوئی گفتگو نہیں کی۔ ڈوئن نے کار برق رفتاری سے آگے بڑھا دی تھی اور پھر ہم دونوں نے راستے بھر کوئی گفتگو نہیں کی۔ ڈوئن نے ایک بھری پری سڑک پر کار چھوڑ دی۔ اسٹیئرنگ اور کار کے ہینڈل پر سے ہاتھوں کے نشانات صاف کیے۔ میری طرف کے بھی نشانات صاف کر دیے گئے تھے.......

.... یہ دیکھ کر میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں نے کار سے اتر کر اُس کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ "ڈوئن کون کہتا ہے کہ تمہارا تعلق اس دنیا سے نہیں ہے۔ تم نے تو تقریباً یہاں کے تمام ضروری معاملات ذہن نشین کر لیے ہیں۔ یہ بڑی ذہانت کی بات ہے۔"

"بہت سے ذہین لوگ ہماری تلاش میں اب اور شدت پیدا کر دیں گے، مسٹر عزرائیل، چنانچہ پہلے اُن کی ذہانت سے بچ نکلنے کے لیے کوئی مناسب فیصلہ کرو۔ رُالرکی جانب جانا قطعی مناسب نہیں ہے۔ صورتحال اس وقت ہمارے لیے بہت سنگین ہے۔ اُس کے بعد فیصلہ کریں گے کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ڈوئن نے ریستوران کی تلاش میں نگاہیں دوڑائیں لیکن جس جگہ ہم لوگ موجود تھے وہاں آس پاس کوئی ریستوران نظر نہیں آ رہا تھا۔ چنانچہ ہمیں وہاں سے کافی آگے بڑھنا پڑا اور پھر تھوڑی دور پہنچ کر ہمیں ایک ریستوران مل گیا۔ پرسکون جگہ تھی۔ ڈوئن ایک کرسی پر بیٹھ کر گہری گہری سانسیں لینے لگی۔

پھر اس نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور آہستہ سے بولی "تمہیں میری کسی کارروائی پر اعتراض تو نہیں ہے غزالی؟"

"نہیں ڈوئن قطعی نہیں" میں نے جواب دیا۔

اس نے ایک کاغذ میرے سامنے کر دیا اور بولی "جس میز پر ڈینی پاسکل بیٹھی ہوئی کچھ کاغذات دیکھ رہی تھی وہیں سے میں نے یہ کاغذ لیا ہے۔ اور اس پر ڈینی کی بتائی ہوئی معلومات درج کر لی ہیں۔ میرا خیال ہے غزالی ہمیں اس سلسلے میں دیر نہیں کرنی چاہیے فی الحال ہم یہ فیصلہ کرنے سے قاصر ہیں کہ یہاں سے نکل کر ہم کس جگہ قیام کریں گے۔ ہر جگہ مخدوش ہو گئی ہے۔"

"کیا ہے یہ؟" میں نے کاغذ کو دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"وہ معلومات جو ہمیں ڈینی پاسکل سے حاصل ہوئی ہیں۔"

"کیا تمہیں یقین ہے ڈوئن کہ جو کچھ ڈینی پاسکل نے تمہیں بتایا ہے وہ درست ہے؟"

"ہاں۔ اور اس یقین کی وجہ تم اچھی طرح جانتے ہو۔" ڈوئن نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا اور پھر بولی۔ "ہمیں دو پتے حاصل ہوئے ہیں غزالی، اس کے علاوہ ڈینی پاسکل نے بتایا ہے کہ مارٹن ایسٹرو اس وقت یہاں موجود نہیں ہے۔ وہ کہاں ہے اس کے بارے میں ڈینی پاسکل کچھ نہیں جانتی تھی البتہ اس نے بتایا ہے کہ آج سے تیسرے دن وہ ایک میٹنگ میں شرکت کے لیے وائن برگ آئے گا اور اس میٹنگ کا تعلق خالصتاً اسی سے ہے۔ وائن برگ ایک چھوٹا سا علاقہ ہے جو لندن ہی کے نواح میں ہے۔ اس کی سرخ عمارت جو پرائی کورٹ کہلاتی ہے اس میٹنگ کے لیے منتخب کی گئی ہے۔ میں نے اس کے بارے میں ڈینی پاسکل سے مکمل معلومات حاصل کر لی ہیں۔ چند لوگ اور بھی وہاں موجود ہوں گے۔ گویا اگر ہم مارٹن ایسٹرو تک رسائی حاصل کرنا چاہیں تو وہ ہمیں آج سے تیسرے دن دستیاب ہو سکتا ہے اس کے علاوہ غزالی، میں نے جو سب سے اہم بات معلوم کی ہے وہ یہ ہے کہ مارٹن ایسٹرو کے تقریباً تمام معاملات کا نگراں ایک اور شخص ہے اور اس شخص کا نام بل ٹیرو ہے۔

"بل ٹیرو لندن کی نواحی آبادیوں میں سے ایک قصبے "ووگ" میں آباد ہے۔ "ووگ" درحقیقت مارٹن ایسٹرو ہی کی ملکیت ہے۔ تقریباً تیرہ ہزار افراد کی آبادی ہے خوبصورت قصبہ ہے اور اس کے اطراف بھی مارٹن ایسٹرو ہی کی ملکیت ہیں۔ ان اطراف میں اس نے چھوٹی چھوٹی صنعتیں لگائی ہوئی ہیں اور ووگ کی تقریباً تمام آبادی انہی صنعتوں سے متعلق ہے۔ وہ تمام لوگ انہی کارخانوں میں کام کرتے ہیں۔ جو مارٹن ایسٹرو کی ملکیت ہیں اور ایک طرح سے یوں سمجھ لو کہ ووگ پر مارٹن ایسٹرو کی حکمرانی ہے۔ ووگ میں قائم شدہ پولیس اسٹیشن کا عملہ مارٹن ایسٹرو کے احکامات پر عمل کرتا ہے اور یہ شخص جس کا نام بل ٹیرو ہے نسلاً آئرش ہے اور مارٹن ایسٹرو کے تمام مفادات کا نگراں، مجھے شبہ ہے غزالی کہ لیبوس اسی کے قبضے میں ہے۔ اور اس نے کوئی ایسی کارروائی کی ہوئی ہے کہ ہماری ذہنی پہنچ لیبوس تک نہیں ہو سکتی۔ ڈینی پاسکل کو خود بھی اس سے زیادہ معلومات نہیں حاصل تھیں جو کچھ اس نے بتایا ہے اس میں البتہ اس نے غلط بیانی سے کوئی کام نہیں لیا مجھے یقین ہے۔"

ڈوئن کاربو کی معلومات بہت دلچسپ تھیں۔ دونوں ہی باتیں اہم تھیں اور اب اس سلسلے میں کوئی متفقہ فیصلہ کرنا تھا۔ میں نے سامنے رکھے ہوئے مشروب کے چند گھونٹ لیے اور پھر ہونٹ خشک کر کے ڈوئن کاربو کی طرف دیکھنے لگا۔ "تو پھر ڈوئن اس سلسلے میں کیا فیصلہ کیا ہے تم نے؟ میں تمہاری رائے کا منتظر ہوں۔"

"غزالی۔ حالات جس قدر خراب ہو چکے ہیں اور ہم اپنی کارروائیوں میں جتنے آگے بڑھ چکے ہیں اس سے مجھے یہ بھی خطرہ ہے کہ کہیں پولیس ہماری راہ پر نہ لگ جائے۔ مارٹن ایسٹرو احمق ہے۔ اگر ڈرائر کے سلسلے میں وہ چاہتا تو پولیس کو ہمارے پیچھے لگا سکتا تھا۔ اور اس وقت ہمارے پاس نکلنے کے مواقع بہت کم ہوتے۔ لیکن یہ بات اس کے ذہن میں نہیں آئی۔ تاہم ان حالات میں پولیس خود بھی ہماری طرف متوجہ ہو سکتی ہے اور شاید لندن پولیس کے بارے میں تمہاری معلومات کچھ کم ہوں، لیکن میں بہت عرصے سے یہاں موجود ہوں۔"

"کہنا کیا چاہتی ہو ڈوئن؟"

"صرف یہ غزالی کہ ہمیں جو معلومات حاصل ہوئی ہیں ان کے تحت کام کریں۔ میں تمہیں اپنے ذہن کی بات صاف گوئی سے بتا دیتی ہوں، میری خواہش ہے کہ میں وائن برگ نکل جاؤں میرے لیے مشکل نہیں ہوگا کہ وہاں اپنی جگہ بنا لوں اور آج سے ٹھیک تیسرے دن جب مارٹن ایسٹرو، وائن برگ میں اس میٹنگ میں شرکت کے لیے پہنچے تو میں اسے اپنی نگاہوں میں لے لوں اور پھر جس طرح بھی ممکن ہو میں اس سے لیبوس کے بارے میں معلومات حاصل کروں۔ اب صورتحال کا

مختلف ہو گئی ہے غزالی۔ میرا خیال ہے میں زیادہ اعتماد سے اس سلسلے میں کام کر سکتی ہوں۔"

"ٹھیک ہے، لیکن کیا تم تنہا وائن برگ جاؤ گی اور کیا میں اس بات پر اطمینان کر سکتا ہوں کہ وہاں تم اپنے تحفظ کا معقول بندوبست کر لو گی؟"

"تمہیں مجھ پر بھروسہ کرنا چاہیے غزالی، اور پھر ہم لوگ آزاد ہیں۔ وائن برگ اور ووگ کے درمیان اتنا فاصلہ نہیں ہے کہ وہ ہماری ذہنی پہنچ سے باہر ہو، میں تمہیں دن میں ایک بار اپنی خیریت کی اطلاع دیتی رہوں گی۔ ہم دونوں میں سے کوئی بھی اگر کسی الجھن میں پھنسا تو ہم میں سے آزاد شخص دوسرے کی مدد کے لیے پہنچ جائے گا اور پھر اگر میں مارٹن ایسٹرو پر اپنا تسلط قائم کرنے میں کامیاب ہو گئی تو تم اس بات پر یقین رکھو غزالی کہ میں اس کا ذہن کھلوا لوں گی۔ اب تک دراصل ہم نے جس انداز میں کام کیا اس میں ہمیں یہ موقع ہی نہیں مل سکا کہ ہم اپنی صلاحیتوں سے کام لے سکیں۔"

ڈوئن کاربو کے منصوبے پر میں دیر تک غور کرتا رہا۔ مجھے اس کی بات سے اختلاف نہیں تھا۔ میں ووگ جا کر بل ٹیرو سے ملاقات کر سکتا تھا اور اس سے لیبوس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش بھی کی جا سکتی تھی۔ لیکن ڈوئن کاربو کو تنہا مارٹن ایسٹرو کے مقابلے پر چھوڑنا مجھے خطرناک محسوس ہو رہا تھا۔ باقی اور ذرائع ایسے نہیں تھے جن کا سہارا لیا جا سکتا۔ لیکن پھر میں نے سوچا کہ ڈوئن کاربو تو ایک اتفاقیہ دریافت ہے۔ اگر وہ مجھے نہ ملتی تو تنہا ہی ہے بالکل تنہا، کہ مجھے اس سلسلے میں کارروائی کرنا پڑتی۔ ڈوئن کاربو بہرطور ابھی تک اپنے آپ کو قابل اعتماد ثابت کر چکی تھی۔ کرٹالی کلاؤ پر ہاتھ ڈالنے کے بعد اس نے جس کارکردگی کا مظاہرہ کیا تھا وہ انتہائی حیرت انگیز تھی۔

تھوڑی دیر تک سوچتے رہنے کے بعد میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک ہے ڈوئن اگر تم سمجھتی ہو کہ ہم دونوں اس طرح الگ الگ رہ کر آسانی سے کام کر سکتے ہیں۔ تو بھلا میرے لیے اعتراض کی کیا گنجائش ہے۔"

"میری طرف سے تم بالکل مطمئن رہو غزالی، میں پوری کوشش کر کے اپنے اس مقصد کو حاصل کروں گی خواہ اس کے لیے مجھے کچھ ہی کرنا پڑے۔ ہاں اگر فکر ہو گی تو صرف تمہاری طرف سے چونکہ تم دشمنوں کے ایک وسیع علاقے میں جا رہے ہو اور وہاں تمہیں بے شمار افراد سے نمٹنا ہو گا۔"

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی، میں نے آہستہ سے کہا۔ "شکریہ ڈوئن، لیکن بہرطور کام کرنا ہے اور جو معلومات ہمیں حاصل ہوئی ہیں انہیں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔"

"اس کے علاوہ یہ بھی درست ہے کہ فی الحال ہم لندن شہر سے نکل جائیں تو یہ ہمارے حق میں سود مند ہو گا۔"

دیر تک ہم اس موضوع پر گفتگو کرتے رہے اور بالآخر یہ بات طے پا گئی کہ ڈوئن کاربو، وائن برگ چلی جائے اور میں ووگ۔

ڈوئن کاربو نے کہا۔ "میں تو وائن برگ کے بارے میں معلومات حاصل کر لوں گی۔ لیکن ووگ کے بارے میں مجھے بھی زیادہ معلومات حاصل نہیں ہیں، میں نہیں جانتی کہ یہ لندن سے کتنے فاصلے پر ہے اور یہاں تک پہنچنے کے آسان ذرائع کیا ہو سکتے ہیں۔"

"یہ کام میں کروں گا ڈوئن، تم اس سلسلے میں بالکل مطمئن رہو۔"

"تو پھر ٹھیک ہے ہمیں یہیں سے رخصت ہو جانا چاہیے اور جیسا کہ میں تم سے کہہ چکی ہوں، تم کہیں بھی ہو، رات کے ٹھیک آٹھ بجے مجھ سے ذہنی طور پر رابطہ قائم کرنے کے لیے تیار رہنا میں تم سے ضرور گفتگو کروں گی۔"

تھوڑی دیر کے بعد ہم ریستوران سے اٹھ گئے۔ اور باہر نکلنے کے بعد ہم نے دو مختلف راستے اختیار کر لیے میں دور تک پیدل چلتا رہا۔ میں اس وقت ہر خطرے سے بے نیاز ہو گیا تھا۔ کچھ وقت پہلے ہم نے جو کچھ کہا تھا میں نے اسے اپنے ذہن سے نکال دیا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ ووگ کے بارے میں کس طرح معلومات حاصل کی جائیں۔ اس سفر کے لیے مجھے خاصی تیاریاں کرنی تھیں۔ بل ٹیرو کے بارے میں بہت زیادہ معلومات حاصل نہیں ہوئی تھیں لیکن یہ معلومات ووگ پہنچنے کے بعد ہی حاصل کی جا سکتی تھیں۔ فی الحال ووگ پہنچنے کا مسئلہ تھا اور میرے ذہن میں اس سلسلے میں ایک ہی ترکیب آئی جو سب سے زیادہ عام اور سب سے زیادہ آسان ہو سکتی تھی۔ میں نے سب سے پہلے بازار سے ایسی اشیاء کی خریداری کی جن کی موجودگی میں، میں خود کو ایک سیاح ظاہر کر سکوں سفری تھیلا پرانے انداز کے جوتے اور اسی قسم کا لباس جو مجھے ایک سیاح ثابت کرنے میں معاون ہو۔ میک اپ وغیرہ کا تصور میں نے اس خیال سے چھوڑ دیا تھا کہ اب اس کی ضرورت نہیں رہی تھی اور یہ سب کچھ حماقت محسوس ہوتا تھا۔

اس کارروائی سے فارغ ہونے کے بعد میں نے لندن کے ایسے مقامات کا رخ کیا جہاں سے گذرتے ہوئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ مسکرانے لگی۔ "لندن کب آئے تھے۔"؟

"کافی دن ہو گئے اور اب یہاں سے باہر نکلنے کا ارادہ رکھتا ہوں"۔

"کہاں جاؤ گے۔؟"

"یوں تو بہت سی جگہیں ہیں لیکن میں نے ایک قصبے ووگ کے بارے میں سنا ہے۔ اس طرف جانے کا ارادہ رکھتا ہوں"۔

"ووگ تو جانے کی جگہ نہیں ہے، پاگلوں کی بستی دیوانوں کا شہر، وہاں جانے والے عموماً لٹ جاتے ہیں۔ یا پھر اگر ان کے پاس لٹنے کے لیے کچھ نہیں ہوتا تو ٹوٹ پھوٹ کر واپس آ جاتے ہیں اور اگر ذرا جی داری دکھائی تو پھر واپس ہی نہیں آتے"۔

"بہت خوب، تمہیں ووگ کے بارے میں کافی معلومات حاصل ہیں"۔

"ہاں، میں وہاں تقریباً تین سال رہ چکی ہوں، اپنی ماں کے انتقال کے بعد ووگ سے چلی آئی تھی۔"

"بہت خوب، میری خواہش ہے کہ میں اس قصبے کو دیکھوں"۔

"اس کے لیے تمہیں خاصا طویل سفر کرنا پڑے گا"۔

"کیا تم میری راہ نمائی کر سکتی ہو۔" میں نے اس سے سوال کیا۔

"راہ نمائی کی کیا ضرورت ہے، تمہیں لندن اور اطراف کے نقشے ہر جگہ دستیاب ہو جائیں گے، کہیں سے ووگ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہو۔ لیک ڈسٹرکٹ" کے راستے پر ہے۔ بس یوں سمجھو کر جھیلوں کے ضلع کی آخری منزل سے ووگ کا راستہ شروع ہوتا ہے۔ تمہیں مانچسٹر تک جانا ہوگا۔ وہاں سے راشڈیل روڈ پر جہاں مختلف سواریاں مل جاتی ہیں اور اگر زیادہ رقم خرچ کرنے کا ارادہ نہ ہو تو پھر بذریعہ لفٹ جھیلوں کے ضلعوں تک سفر کرو۔ یہ طریقہ کسی تنہا آدمی کے لیے سب سے زیادہ آسان ہے"۔

میں نے شکر گزار نگاہوں سے لڑکی کی طرف دیکھا۔ واقعی اس نے بڑی مشکل حل کر دی تھی اور اس کا اس وقت کا بل ادا کرتے ہوئے مجھے ذرا بھی کوفت نہیں ہوئی جب میں وہاں سے اٹھا تو اس نے مایوسی سے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔ "بس اتنی سی دیر، ابھی تو آنکھوں کی پیاس بھی نہیں بجھی"۔

"میری آنکھوں کی پیاس پوری طرح بجھ گئی ہے۔ اس لیے اب خدا حافظ۔" میں نے اپنا تھیلا کاندھے پر ڈالا اور وہاں سے چل پڑا۔

مانچسٹر تک کا سفر کرنے کے لیے ٹیکسی کا سہارا لیا تھا

میں نے ان ہپی آوارہ گردوں کو دیکھا تھا جو دنیا مافیہا سے بے خبر نشہ آور اشیاء کی ترنگ میں مست مختلف علاقوں میں پڑے رہا کرتے تھے میں لیسٹر اسکوائر پہنچ گیا جس کے فٹ پاتھ پر ایک ہجوم جمع تھا اور چوک کے چاروں طرف بنے ہوئے لاتعداد قہوہ خانے اور شراب خانے ان ہپیوں سے بھرے ہوئے تھے میں انہی میں سے ایک قہوہ خانے کی طرف چل پڑا۔ شراب خانے میں داخلے کی ہمت نہیں تھی کیونکہ وہاں بیٹھ کر صورتحال خطرناک ہو سکتی تھی، قہوہ خانے میں کہیں بھی جگہ نہیں تھی لیکن دروازے سے چند ہی قدم چلا تھا کہ کسی نے میری آستین پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ پلٹ کر دیکھا تو عجیب سی کیفیت کا شکار ہو گیا۔

وہ لڑکی یورپین نہیں معلوم ہوتی تھی۔ کالے بال پستہ قد لیکن پُرکشش، اس کے کھلے ہوئے لمبے بال کمر سے نیچے تک بکھرے ہوئے تھے اور بڑی بڑی آنکھوں میں ایک عجیب سی کشش تھی لباس یورپی طرز کا ہی تھا۔ بڑے کالروں والا جھولدار بلاؤز اور شوخ رنگ کا منی اسکرٹ۔

"ہیلو! تمہیں یہاں جگہ نہیں ملے گی، آؤ اس سے پہلے کہ دوسرا اس کرسی پر قبضہ کر لے تم بیٹھ جاؤ"۔

میں نے پھرتی سے کرسی کھینچی اور بیٹھ گیا۔ اس وقت حماقت سے کام نہیں چل سکتا تھا۔

وہ مسکرا دی۔ "سیّاح؟" اس نے سوالیہ انداز میں مجھ سے پوچھا۔

"ہاں، اور تم۔؟"

"عورت ہوں"۔ اس نے عجیب سا جواب دیا۔

میں چونکی ہوئی نظروں سے اسے دیکھنے لگا تھا۔

"میں نے چند چیزیں کھائی ہیں، قہوہ پیا ہے تمہیں صرف اس کا بل ادا کرنا ہوگا اور اس کے بعد جو دل چاہے"۔

میں نے ایک لمحے کے لیے بوکھلا کر اس کی شکل دیکھی اور پھر آہستہ سے بولا۔ "ٹھیک ہے میں تمہارا ہر قسم کا بل ادا کروں گا"

"کچھ گھبرائے گھبرائے سے لگتے ہو۔ سگریٹ پیو گے"۔ اس نے جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکال کر ایک سگریٹ ہونٹوں سے لگائی۔

"نہیں شکریہ، میں سگریٹ نہیں پیتا"۔

"اور شراب بھی نہیں پیتے"!

"ہاں"۔

"تعلق کہاں سے ہے۔؟"

"میں دنیا گرد ہوں، ہر جگہ سے تعلق ہے"۔ میں نے جواب دیا۔

اور پھر وہاں سے بس پر سوار ہو کر راشڈیل روڈ پر آ گیا جو لنکاسٹر کو جاتی تھی۔ لنکاسٹر سے پرے لیک ڈسٹرکٹ تھا جس کے بارے میں انگریزوں کو بڑا فخر تھا اور وہ کہتے تھے کہ لیک ڈسٹرکٹ، سوئٹزرلینڈ سے کسی طرح کم نہیں ہے، راشڈیل روڈ پر اترنے کے بعد میں نے اس طریقۂ کار کو آزمانے کا فیصلہ کیا جس کے تحت لندن میں عموماً سفر ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ کافی دیر تک میں سڑک پر کھڑا گذرتی ہوئی گاڑیوں کو انگوٹھے دکھاتا رہا، لیکن کسی نے میرے انگوٹھے پر توجہ نہیں دی تھی، جب تھک گیا تو تھیلا کندھے سے اتار کر سڑک کے کنارے گھاس پر رکھا اور اس سے کمر ٹکا کر بیٹھ گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد سبزی لے جانے والا ایک ٹرک قریب پہنچا اور اس کی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ایک ادھیڑ عمر بوڑھے نے منہ سے پائپ نکال کر غور سے میری طرف دیکھا۔ میں پھرتی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس شخص کی آنکھوں میں مجھے کچھ توجہ کے آثار نظر آ رہے تھے۔

"سونے کے لیے یہ جگہ کافی اچھی ہے لیکن اگر مزید کچھ وقت گذر گیا تو پھر یہاں سے کہیں جانے کے لیے تمہیں کوئی گاڑی نہیں ملے گی۔ میں لنکاسٹر تک جا رہا ہوں اگر چاہو تو میرے ساتھ آ بیٹھو"۔ میں نے بوڑھے کی پوری بات بھی نہیں سُنی تھی پھرتی سے تھیلا اُٹھایا اور بوڑھے کا شکریہ ادا کر کے ٹرک میں بیٹھ گیا۔

بوڑھے نے پائپ دانتوں میں دبائے دبائے ٹرک رفتار کی سے آگے بڑھا دیا۔ خاصا زوردار جھٹکا لگا تھا۔ لیکن بوڑھا جوانوں کے انداز میں ڈرائیونگ کرنے کا عادی تھا۔ دلچسپ شخصیت تھی، راستے میں وہ مجھے اپنے بارے میں بتاتا رہا ٹرک کے انجن کی آواز کافی تیز تھی اور پھر ہوا بھی ایک طرف کی کھڑکی سے گھس کر دوسری کھڑکی سے باہر نکل رہی تھی اور بوڑھے کے زیادہ تر الفاظ دوسری کھڑکی سے باہر نکل جاتے تھے لیکن میرے لیے ہاں اور ہوں میں جواب دینا ضروری تھا تاکہ اس کی دلچسپی برقرار رہے اس نے کیا کہا، میں نے کیا سنا اس کے بارے میں مجھے کچھ نہیں معلوم البتہ ٹرک کی رفتار کسی طور کم نہیں ہوئی تھی۔ یہاں تک کہ ہم لنکاسٹر پہنچ گئے۔ اور اس نے ایک قدرے سنسان سی جگہ ٹرک روک دیا۔ "بس یہاں اتر جاؤ، میں اس طرف سے مڑ کر سمندر کے ایک ساحلی قصبے کی طرف چلا جاؤں گا"۔

شام ہو چکی تھی، میں نے سوچا کہ اب شاید لنکاسٹر تک کا سفر پیدل ہی طے کرنا پڑے گا، گو شہر زیادہ دور نہیں تھا لیکن کچھ تھکن سی سوار ہو گئی تھی چنانچہ رات گذارنے کے لیے کوئی مناسب جگہ تلاش کر لینا ضروری تھا۔ میں نے چاروں طرف نظر دوڑائی دور دور تک کوئی انسان نظر نہیں آ رہا تھا۔ تاحدِ نظر ہرے بھرے کھیت چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ میں سڑک سے نیچے اتر کر پہلو میں جاتی ہوئی ایک پگڈنڈی پر چل پڑا جو تھوڑی دور جا کر لکڑی کے ایک پھاٹک کے پاس ختم ہو گئی تھی۔ پھاٹک کی دوسری جانب ایک وسیع میدان نظر آ رہا تھا۔ تالاب کے کنارے بطخوں کا ایک غول کیڑے مکوڑے چگنے میں مصروف تھا۔ میں چند لمحات سوچتا رہا پھر میں نے اپنا سامان پھاٹک کے اوپر سے پھینکا اور لکڑی کے ایک تختے پر پیر جما کر دوسری طرف چھلانگ لگا دی۔ تالاب کے کنارے ایک ہموار جگہ پر میں نے اپنا سامان رکھا اور وہیں زمین پر لیٹ گیا۔

ابھی مجھے کمر سیدھی کرنا بھی نصیب نہ ہوئی تھی کہ دفعتاً میرے کانوں میں کتے کے بھونکنے کی آواز سنائی دی۔ میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو تالاب سے کافی دور کچی پگڈنڈی پر کوئی شخص کتے کے ساتھ اس طرف آتا ہوا نظر آیا۔ نگاہیں کچھ اور جمائیں تو آنے والے کے بارے میں احساس ہوا کہ وہ کوئی لڑکی ہے سفید بلاؤز اور ٹخنوں تک نیچے اسکرٹ میں سنہری بالوں والی یہ لڑکی اس وقت کچھ عجیب سی محسوس ہو رہی تھی۔ شفق کے پس منظر میں اس کا پیکر کسی مصور کی تخلیق کردہ تصویر معلوم ہوتا تھا، میں اسے قریب آتا ہوا دیکھتا رہا اور چند ہی لمحوں کے بعد وہ اپنے ایک چھوٹے سے سفید کتے کے ساتھ تالاب کے کنارے پہنچ گئی، خوبصورت اور صحت مند لڑکی تھی چہرے کی شگفتگی اس بات کی گواہی دے رہی تھی کہ وہ شہر کے ہنگاموں سے دُور کھلی فضا میں زندگی بسر کرنے کی عادی ہے۔ اس کا چہرہ میک اپ کی غیر موجودگی میں بھی دلکش نظر آ رہا تھا۔ چند لمحوں تک وہ کتے کی زنجیر پکڑے تالاب کے دوسرے کنارے کھڑی مجھے گھورتی رہی شاید میرے بارے میں کوئی اندازہ لگانے کی کوشش کر رہی تھی۔ میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔

لڑکی تالاب کا فاصلہ طے کر کے میرے قریب پہنچ گئی اور اس نے مجھ پر اور میرے سامان پر نظر ڈالی اور کھردرے سے لہجے میں بولی۔ "یہ تالاب اور اس کے گرد و نواح کا سارا علاقہ ہماری ملکیت ہے اور تم بغیر اجازت اندر گھس آئے ہو۔ یہ پھاٹک پھلانگ کر اندر داخل ہونے کا مطلب ہے کہ تم نے قانون شکنی کی ہے۔ کیا تمہیں اس بات کا اندازہ ہے کہ اس قانون شکنی کے کیا نتائج ہو سکتے ہیں؟"

"میں نے معذرت آمیز لہجے میں کہا۔ "مجھے نہیں معلوم،

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھا میڈم کہ یہاں داخلے پر پابندی ہے ورحقیقت آپ کو ایسا کوئی بورڈ پھاٹک کے آس پاس لگا دینا چاہیے تھا۔ بہرطور میں معذرت خواہ ہوں، اگر آپ کو میرے یہاں آنے سے کوئی تکلیف پہنچی ہے تو میں واپس چلا جاتا ہوں۔"

میں نے اپنا سفری تھیلا اٹھایا تو اس نے ایک دم ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔ "پھاٹک کی موجودگی ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ اس احاطے کی دوسری طرف آنا ممنوع ہے، تاہم تم اندر آ ہی گئے ہو تو میں بداخلاقی کا ثبوت نہیں دوں گی۔ لیکن یہاں تم رات بسر نہیں کر سکتے اوّل تو یہاں مچھر بہت ہیں اور پھر رات کافی خنک ہو جاتی ہے اور میں محسوس کر رہی ہوں کہ تمہارے پاس سردی سے بچاؤ کا بھی معقول بندوبست نہیں ہے شاید تم سیاح ہو۔"

"ہاں میں لنکاسٹر جانا چاہتا ہوں لیکن اتنا تھک گیا کہ رات گذارنے کے لیے کسی جگہ کی تلاش شروع کر دی اور بالآخر یہاں تک پہنچ گیا۔"

"خیر کوئی بات نہیں ہے ایک رات کے لیے تمہیں جگہ دی جا سکتی ہے۔ آؤ میرے ساتھ آؤ اپنا یہ سامان اٹھا لو۔"

میں تھیلا کندھے پر رکھ چکا تھا۔ لڑکی کتے کی زنجیر پکڑے واپس لوٹی تو میں اس کے ساتھ ساتھ چل پڑا۔ یہاں سے وہ عمارت مجھے نظر نہیں آئی۔ لیکن تھوڑے فاصلے پر جب ہم ایک ڈھلان تک پہنچے تو میں نے ڈھلان کے اختتامی حصے میں درختوں کے گھنے جھنڈ کے عقب میں اس قدیم طرز کی عمارت کو دیکھا جو کافی وسیع و عریض تھی۔ اس عمارت کے گرد ایک وسیع میدان پھیلا ہوا تھا، جس کے چاروں طرف ایک حفاظتی دیوار بنی ہوئی تھی۔ درمیان میں لوہے کا پھاٹک لگا ہوا تھا۔

لڑکی نے پھاٹک کو کھولا اور اندر داخل ہو گئی تھوڑے فاصلے پر چھت کے اوپر لگی ایک چمنی سے سفید دھوئیں کی لکیر فضا میں بلند ہوتی نظر آ رہی تھی۔ صدر دروازے پر پہنچ کر لڑکی نے گھنٹی کا بٹن دبایا اور ایک بوڑھے انگریز نے دروازہ کھول دیا۔ وہ ٹوئیڈ کے کوٹ اور سلیٹی رنگ کی پتلون پہنے ہوئے تھا۔ اس نے پہلے لڑکی کو اور پھر بھنویں اچکا کر اس کے عقب سے مجھے دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر سوالیہ تاثرات پیدا ہو گئے۔

"اوہ، مسٹر ٹام، یہ سیاح ہیں اور تالاب کے کنارے رات گذارنا چاہتے تھے۔ میں نے انھیں یہاں ایک رات کے لیے دعوت دی ہے براہ کرم تم ان کے لیے بندوبست کر دو۔"

بوڑھے نے خشک نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پھر گردن گھماتا ہوا لڑکی سے بولا۔ "تم جانتی ہو بے بی، مسٹر بل ٹیرو، کسی اجنبی کو ہم لوگوں کے قریب دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ کیا تم ان کی ہدایت سے انحراف کرنا چاہتی ہو۔ کم از کم میرے لیے یہ مشکل ہو گا۔"

بوڑھے نے جو کچھ کہا اسے میں نے بھی سُنا اور دفعتاً ہی میرے بدن میں سرد لہریں دوڑ گئیں۔ میرے ذہن میں ایک ہی نام گونج رہا تھا۔ "بل ٹیرو..... بل ٹیرو"

لڑکی کے چہرے پر غصے کے تاثرات پھیل گئے۔ یوں لگتا تھا جیسے اسے اپنی شدید توہین کا احساس ہوا ہو۔ اس نے پلٹ کر مجھے دیکھا جیسے اس بارے میں میرے تاثرات جاننا چاہتی ہو۔ پھر بوڑھے ٹام کی طرف۔ میں نے جلدی سے خود کو سنبھال کر کہا۔ "کوئی بات نہیں ہے مس۔ اگر مسٹر ٹام میرا یہاں ایک رات کا قیام پسند نہیں کرتے تو میں چلا جاؤں گا۔ رات ہی تو گذارنی ہے سڑک کے کنارے سہی۔ سوری مسٹر ٹام۔"

"مسٹر ٹام۔" لڑکی کے حلق سے بھنچی بھنچی آواز نکلی۔ اور بوڑھا ٹام نروس ہو گیا۔

میرا قطعی یہ مطلب نہیں تھا مسٹر۔ ظاہر ہے لین اگر کسی کو اپنے ساتھ یہاں تک لائی ہے تو میری مجال نہیں کہ میں کچھ کہہ سکوں۔ دراصل مسٹر بل ٹیرو۔ اوہ آپ سامان اٹھائے کھڑے ہیں لائیے یہ مجھے دے دیں پلیز۔" اس نے آگے بڑھ کر میرا تھیلا ہاتھ سے لے لیا۔ لڑکی پاؤں پٹختی ہوئی اندر چلی گئی تھی۔

"آئیے اندر آئیے۔ بس حماقت ہو گئی۔ اب نہ جانے مجھے اس چھوٹی سی بات کی کتنی بڑی سزا بھگتنی پڑے۔ آپ آئیے اندر تو آئیے ویسے میرا نام ٹام بل ہے تھامس ٹام بل۔"

"اور یہ عمارت بل ٹیرو کی ہے۔"

"آپ کیسے جانتے ہیں؟" بوڑھا چلتے چلتے رک گیا۔ اس کے اس انداز پر میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ بوڑھے نے پھر آگے قدم بڑھا دیے۔ ہم ایک ہال کے درمیان سے گذر کر اوپر جانے والی سیڑھیاں عبور کرنے لگے اور چند لمحات کے بعد بوڑھا ایک کمرے کے سامنے رک گیا۔

اس عمارت میں لاتعداد کمرے خالی پڑے ہیں۔ میرے خیال میں یہ کمرہ آپ کو پسند آئے گا۔ اس نے کمرے کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا اور میرا تھیلا اٹھائے اندر داخل ہو گیا سو کٹوریں طرز

کے قدیم فرنیچر سے آراستہ کمرہ بے حد آرام دہ دکھائی دے رہا تھا۔ بوڑھے نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "وہ باتھ روم ہے میں چلتا ہوں۔" اس کے انداز میں گھبراہٹ نمایاں تھی۔ پھر وہ میرا تھیلا رکھ کر باہر نکل گیا۔ میں کمرے کا جائزہ لیتا رہا اور غسل خانے کی طرف بڑھ گیا۔ پانی سے جی کہاں بھرتا ہے۔ خوب دیر تک غسل کیا اور غسل کے دوران ان لوگوں کے بارے میں سوچتا رہا۔ اس عمارت کا تعلق بل ٹیرو سے ہے۔ یقیناً یہ وہی بل ٹیرو ہے۔ لڑکی کون ہو سکتی ہے۔ بوڑھے نے اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا تھا بہرحال میرا تجسس بیدار ہو گیا تھا۔ غسل خانے سے نکل کر مسہری پر آ بیٹھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ٹام آ گیا۔ "کھانا کس وقت کھانا پسند کریں گے؟"

"نہیں مسٹر ٹام اس تکلف کی ضرورت نہیں ہے۔"

"میری زندگی کے چند ہی روز باقی ہیں۔ انہیں گذر جانے دو۔ کیوں وقت سے پہلے مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہو۔" بوڑھے نے کہا۔

"میں نہیں سمجھا؟" میں نے حیرت سے کہا۔

"کھانا کس وقت کھانا پسند کرو گے؟"

"اگر ضروری ہے تو پھر جس وقت آپ کھلا دیں۔ کیا مس لین سے ملاقات نہیں ہو گی؟"

"بوڑھے نے شاکی نگاہوں سے مجھے دیکھا پھر بولا۔ "شاید نہ ہو۔"

"کیوں؟"

"وہ آتش فشاں ہے اور آتش فشاں پھٹ گیا ہے لیکن میں بھی تو بے قصور ہوں۔ مالک کی بات مانوں یا مالک کی بیٹی کی؟"

"مس لین بل ٹیرو کی بیٹی ہے؟"

"آپ بل ٹیرو کو کس طرح جانتے ہیں؟" بوڑھے نے بالکل پہلے کے سے انداز میں پوچھا۔

"ووگ کے بل ٹیرو کو کون نہیں جانتا۔" میں نے بوڑھے کے چہرے پر نگاہ جماتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ شیطان کو سبھی جانتے ہیں۔" بوڑھے نے اتنی آہستگی سے کہا کہ شاید کوئی اور نہ سن پاتا۔ لیکن میں نے اس کے الفاظ سن لیے تھے۔ تاہم میں نے اس کا اظہار نہیں کیا تھا۔ پھر بوڑھے نے واپسی کے لیے پلٹتے ہوئے کہا۔ "تھوڑی دیر کے بعد میں کھانا یہیں لے آؤں گا۔"

"مسٹر ٹام۔ کیا یہاں آپ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔ میرا مطلب ہے آپ کے اور لین کے علاوہ؟"

میری بیوی ہے لیکن وہ گئی ہوئی ہے دو تین دن کے بعد آئے گی۔"

"مجھے تعجب ہے آپ بل ٹیرو کی نوکری کیسے کر رہے ہیں۔" میں نے کہا اور بوڑھے نے چونک کر مجھے دیکھا پھر تیزی سے باہر نکل گیا۔ بوڑھے کے الفاظ مجھے یاد تھے اور ان سے یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ خود بھی بل ٹیرو کو پسند نہیں کرتا۔ ممکن ہے اس کی زبان کھل جائے تو بل ٹیرو کے بارے میں کچھ اور معلوم ہو جائے۔ میں اس کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔ وہ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد واپس آیا تھا۔ ہاتھوں میں ایک بڑی ٹرے دبی ہوئی تھی جس میں گائے کا گوشت اور انتہائی لذیذ پڈنگ تھی۔ میں نے بے تکلفی سے کھانا شروع کر دیا۔ بوڑھا ٹام بیزاری کے انداز میں ایک طرف بیٹھ گیا تھا۔ غالباً اس انتظار میں تھا کہ میں کھانا کھا لوں تو وہ ٹرے لے جائے۔

"لین کافی غصہ ور معلوم ہوتی ہے۔" میں نے کہا۔

"اپنے باپ سے بالکل مختلف ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"کوئی مطلب نہیں تم اپنے کام سے کام رکھو۔"

"بل ٹیرو کو کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ کوئی ایک رات کے لیے یہاں آیا تھا۔"

"کس ہوا میں ہو۔ جانتے بھی ہو اسے؟" بوڑھے نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"میں نے کب کہا تھا کہ میں اسے جانتا ہوں۔"

"کہا تو تھا تم نے۔"

"صرف نام کی حد تک بات تھی۔ کسی نے ووگ کا نام لیا تو بل ٹیرو کا نام بھی آ گیا تھا۔"

وہ۔ ووگ کا شہنشاہ ہے ایک اور حکومت قائم کی ہوئی ہے اس نے۔ ووگ میں کبھی کوئی اجنبی نہیں داخل ہوتا اور شاید ووگ کے باشندوں کو بھی وہاں سے کہیں جانے کی اجازت نہیں ہے۔"

"کمال ہے یہ کیسے ممکن ہے۔"

"کبھی وہاں جا کر دیکھ لو۔"

"تم نے باتیں ہی ایسی کی ہیں کہ اب تو جانا ہی پڑے گا۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جہنم میں جاؤ مجھے کیا۔"

"کیا وہ بل ٹیرو سے تمہاری شکایت کر دے گی؟" تھوڑی دیر کے بعد میں نے کہا۔

"کون؟"

"لین کی بات کر رہا ہوں۔"

"نہیں وہ ایسی نہیں ہے۔ ہرگز نہیں لیکن اب احمقوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مود مُراب رہے گا۔ مجھے اندازہ ہے ویسے میں تمہیں مشورہ دوں بھول کر بھی وودگ کا رخ مت کرنا وہ زمین کا جہنم ہے اور وہاں عذاب کے فرشتے رہتے ہیں۔" بوڑھے نے کہا۔

"لیکن مسٹر مارٹن الیسٹرو تو کچھ اور کہہ رہے تھے۔" میں نے اندھیرے میں ایک اور تیر پھینکا۔

"کوئی کچھ کہتا ہو لیکن جو کچھ میں کہہ رہا ہوں حقیقت وہی ہے۔" بوڑھے نے اس نام پر کوئی توجہ نہیں دی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ میں خود وودگ جا کر دیکھوں گا۔"

"کھانا ختم کرو تاکہ میں جاؤں۔" بوڑھے نے کہا۔ اور اس کے بعد میں کوشش کے باوجود اس سے کچھ اور نہ معلوم کر سکا۔

رات کو میں دیر تک خیالات میں ڈوبا رہا تھا۔ وودگ واقعی ایک پُراسرار قصبہ تھا۔ وہاں اجنبی نہیں داخل ہوتے تھے اور ہو جاتے تھے تو۔ بہرحال یہ تو اب وہاں جا کر ہی معلوم ہو سکے گا۔ سوال یہ تھا کہ کیا لیبوس وہاں مل سکے گا۔ کیا ڈیتی باسکل کے مرنے سے پہلے سچ بولا تھا یا۔؟ لیکن اس کا کوئی جواب میرے پاس نہیں تھا۔

لین سے کچھ معلوم کرنے کے لیے اسے بھی شیشے میں اتارنے کی کوشش کی جا سکتی تھی لیکن بیکار تھا۔ بوڑھے ٹام نے جو کچھ بتایا تھا اس سے زیادہ کچھ معلوم بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ یہاں رک کر وقت ضائع کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ چنانچہ میں نے فیصلہ کیا کہ صبح کو ان لوگوں کے جاگنے سے قبل یہاں سے نکل جاؤں گا۔ اور میں نے ایسا ہی کیا۔ رات کو ٹھیک سے نیند بھی نہیں آ سکی تھی۔ جونہی صبح کی روشنی کا احساس ہوا میں اٹھ گیا۔ باتھ روم میں جا کر منہ ہاتھ دھویا اور باہر نکل آیا۔ نکلتے سورج کا منظر میں نے کشادہ سڑک پر آ کر دیکھا تھا اور وہ فارم میری نگاہوں سے اوجھل ہو چکا تھا۔

وودگ کے بارے میں میرا اندازہ تھا کہ وہ ابھی کافی دور ہے اور کسی سے نوٹ لیے بغیر وہاں پہنچنا ممکن نہیں تھا۔ کم از کم اس سلسلے میں یہاں دقت نہیں تھی۔ سڑک پر بہت دور تک پیدل چلنے کے بعد ایک گاڑی میرے پاس آ کر رکی تھی۔

"پیدل چلنے کا کوئی ریکارڈ قائم کر رہے ہو۔" ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ادھیڑ عمر شخص نے گردن نکال کر پوچھا۔

"نہیں ایک تجربہ کر رہا تھا۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیسا تجربہ؟"

"یہی کہ کیا لفٹ مانگے بغیر بھی مل سکتی ہے؟"

"تمہاری عمر تیس سال کے قریب ہو گی۔" اس شخص نے ایک عجیب سی بات کہی۔

"میں نہیں سمجھا؟"

"میں نے ساٹھ سال کی عمر کے مکمل پاگل دیکھے ہیں۔ جبکہ تم آدھے پاگل لگتے ہو۔ تاہم آؤ بیٹھ جاؤ۔ اگر اسی سیدھ میں جا رہے ہو تو۔" ادھیڑ عمر شخص نے کہا۔ اور میں گھوم کر دوسری طرف سے اس کے پاس جا بیٹھا۔ اس نے گاڑی آگے بڑھا دی۔ پھر بولا "کہاں جا رہے ہو؟"

"وودگ۔" میں نے جواب دیا۔ اور اس نے ایکسیلیٹر سے پاؤں ہٹا لیا۔ لیکن صرف ایک لمحے کے لیے۔ اس کا گاڑی روکنے کا ارادہ نہیں تھا۔

"تب میرا خیال تمہارے بارے میں غلط نکلا۔" وہ پُرخیال انداز میں بولا۔

"کس سلسلے میں؟"

"تمہاری عمر کے سلسلے میں۔ مجھے تم پورے پاگل بلکہ ضرورت سے زیادہ پاگل لگتے ہو۔"

"وجہ؟"

"وودگ۔ کیا کوئی ہوشمند شخص ادھر کا رخ کرتا ہے۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ تم خود ٹیرو کے ساتھی ہو۔" میں نے اس شخص کی بات پر غور کیا اور پھر ایک فیصلہ کر کے بولا۔ "یہ ٹیرو کون ہے؟"

"بل ٹیرو کی بات کر رہا ہوں۔"

"میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔"

"کسی سے دشمنی ہو گئی ہے تمہاری؟"

"تمہاری باتیں بے حد پُراسرار اور عجیب ہیں۔" میں نے ادھیڑ عمر شخص کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یا تو تم بالکل بے وقوف ہو یا پھر ضرورت سے زیادہ چالاک مجھے حقیقت نہیں بتا رہے۔ بل ٹیرو کے بارے میں نہیں جانتے اور وودگ جا رہے ہو۔ وودگ بل ٹیرو کی سرزمین ہے اور وودگ ایک وحشی درندہ ہے کوئی وہاں نہیں جاتا۔ یا پھر کوئی دشمن ہی کسی ناواقف کو وودگ جانے کا مشورہ دیتا ہے۔ اس طرح سر ہلکی لگتی ہے: پھنکڑی اور دشمنی نکل جاتی ہے۔"

"تم کہاں جا رہے ہو؟"

"ایک ساحلی بستی کا باشندہ ہوں۔ کوٹن الیرونا کی بستی میں رہتا ہوں۔"

"وودگ سے کتنے فاصلے پر ہے؟"

"اتنے فاصلے پر کہ وودگ کی ہوائیں وہاں نہیں پہنچتیں۔ تمہارا وودگ جانا ضروری ہے؟"

"ہاں کچھ کام ہے مجھے۔"

"تب تم ان لوگوں میں سے ہو جنہیں ہم زندگی میں ہی قبرستان چھوڑ آتے ہیں۔ تاہم وودگ میں کسی مصیبت میں ہی پھنس جاؤ تو ڈیتی سے مل لینا۔ اس سے کہنا کہ تم ڈیل اگیم کے دوست ہو۔"

"گڈ۔ ڈیتی کون ہے؟" میں نے دلچسپی سے پوچھا۔

"ایک مسخرہ۔ جو زندہ رہنا جانتا ہے۔"

"مسٹر ڈیل اگیم کون ہیں؟"

"میں۔ یعنی اس کا چچا۔ وہ سرپھرا ہے اور سگر۔ اس سے زیادہ میں تمہیں اس کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا۔ بس اگر کسی مصیبت میں پھنس جاؤ تو اس سے ضرور مل لینا۔"

"کہاں تلاش کروں گا اسے؟"

"وودگ اتنی بڑی جگہ نہیں ہے کہ ڈیتی کی تلاش ممکن نہ ہو سکے۔ میں تمہیں ویلی کراسنگ پر اتار دوں گا۔ وہاں سے وودگ کا سفر پیدل طے کرنا ہو گا۔"

"بے حد شکریہ مسٹر اگیم۔" میں نے کہا۔ مجھے بھی یہی علم ہوا تھا کہ ویلی کراسنگ کے بعد مجھے وودگ کا سفر پیدل ہی طے کرنا ہو گا لیکن یہ بل ٹیرو تو مارٹن الیسٹرو سے بھی زیادہ خطرناک [illegible] معلوم ہوتی تھی۔ تعجب تھا کہ وہ حکومت کی نظروں سے بچ کر [illegible] طرح اپنی کوئی مملکت قائم کیے ہوئے ہے۔ بہرحال مجھے ایک مشکل مہم درپیش تھی۔ اور قدم قدم پر اس کا اندازہ ہو رہا تھا۔

ویلی کراسنگ پہنچ کر مسٹر ڈیل نے گاڑی روک دی اور ایک سمت اشارہ کر کے بولا۔ "موت کا راستہ سیدھا جاتا ہے۔ آسمانی باپ تمہاری بخشش کرے۔" اس کے ساتھ ہی اس نے گاڑی آگے بڑھا دی۔ میں اپنا تھیلا سنبھال کر موت کے راستے کی طرف دیکھنے لگا اور پھر اس طرف چل پڑا۔ اب میرے ذہن میں کوئی خاص بات نہیں تھی۔ بل ٹیرو کے سلسلے میں میرے دل میں کافی خوف پیدا کیا گیا تھا لیکن میری دلچسپی بڑھتی ہی گئی تھی۔ یہ شخص تو ضرورت سے کہیں زیادہ پُرکشش تھا۔ کیا پہلوس واقعی اس کے قبضے میں ہے۔ کہیں سب کچھ ٹائیں ٹائیں فش نہ ہو جائے۔

راستے میں، میں نے وودگ کے اجنبی کے لیے بہت سے پروگرام ترتیب دیے تھے۔ اہم کام خود کو چھپانا تھا۔ بس ان لوگوں کو یہ نہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میری آمد کا مقصد کیا ہے۔

چاروں طرف تھوہر کی جھاڑیاں بکھری ہوئی تھیں۔ چٹانیں بھی تپ رہی تھیں۔ یہاں کا موسم انگلینڈ کے روایتی موسم سے بالکل مختلف تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے یہ بھی بل ٹیرو کے مزاج کی نشاندہی کرتا ہو۔ راستہ بے حد دشوار گزار تھا لیکن تبت کی طرح نہیں اور پھر یہ سب مشکل نہیں تھا کہ میں خود کو راستے کی تکالیف سے ذہنی طور پر نہ بچا لوں۔ خود کو خیالات میں الجھا کر ذہنی توجہ بانٹ سکتا تھا۔

چنانچہ میں نے مارٹن الیسٹرو کے بارے میں سوچنا شروع کر دیا۔ یہ میری مہم کا دوسرا مرحلہ تھا۔ پہلے لوگ ویلینی کے پیچھے اس لیے پڑے ہوئے تھے کہ اس کے نام سے ایک خزانہ منسوب تھا اور سب اس کے حصول کے خواہاں تھے لیکن مارٹن الیسٹرو نے اس نے پہلوس کو قبضے میں کیا تھا۔ گو میں اور دان مین کے چکر میں تھا یقیناً اس نے پہلوس سے کچھ معلومات حاصل کی ہوں گی۔ پہلوس کو قبضے میں کرنے کا کوئی مقصد تو ضرور ہو گا۔ وہ کیا چاہتا ہے؟

راستہ طے ہو گیا۔ لیکن میرا ذہن اس سوال کا جواب تلاش کرنے سے قاصر رہا۔ کچھ فاصلے پر جو آبادی نظر آ رہی تھی، وہ وودگ کے علاوہ کوئی دوسری نہیں ہو سکتی تھی۔ میں اس وقت کسی قدر بلندی پر تھا اس لیے یہاں سے آبادی کے مکانات وغیرہ دیکھ سکتا تھا۔ اچھے خاصے شاندار مکانات بنے ہوئے تھے۔ ایک تیز رفتار ندی بھی نظر آ رہی تھی جس کے کنارے پن چکیاں چل رہی تھیں۔ اکثر کئی کئی منزلہ عمارتیں نظر آ رہی تھیں۔ بالآخر میں ڈھلوان میں اتر گیا۔ اور جہاں سب سے پہلے پہنچا وہ جگہ ایک پن چکی تھی۔ جو دریا کے اس کنارے پر بنی ہوئی تھی۔ سامنے ہی ایک کھڑکی کے تختوں سے بنا ہوا پل نظر آ رہا تھا۔ پھر اس سے وودگ کے پہلے باشندے کو دیکھا۔ وہ ایک بوڑھا آدمی تھا جس کے گالوں پر پُر تکالیوں کی مانند کچھ نظر آ رہے تھے۔ وہ کمر پر دونوں ہاتھ رکھے مجھے گھور رہا تھا۔ میں اس کے قریب پہنچ گیا۔

"ہیلو۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن بوڑھے نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ میں نے ہاتھ آگے بڑھا کر اس کا گال چھوا تو وہ جلدی سے پیچھے ہٹ گیا اور پھر تعجب سے بولا "کون ہو تم۔۔۔؟"

"تمہیں کیا لگ رہا ہوں؟" میں نے سوال کیا۔

"پتہ نہیں۔ یہاں کیوں آئے ہو؟"

"سیاح ہوں۔ یہاں آنے پر کوئی پابندی ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"نہیں۔ کوئی پابندی نہیں ہے لیکن یہاں سیاحوں کے لیے کچھ نہیں ہے۔ یہ جگہ تمہیں بالکل پسند نہیں آئے گی اس لیے میرا مشورہ مانو تو اس جگہ سے لوٹ جاؤ۔"

"مشورے کا شکریہ۔ اس کے علاوہ بھی کوئی اور مشورہ دے سکتے ہو؟"

"کیوں نہیں پوچھو۔"

"کوئی ایسی عمدہ جگہ جہاں اچھا کھانا مل سکے۔"

"اوہ۔ گویا تم میرے پہلے مشورے سے کوئی فائدہ نہیں حاصل کرنا چاہتے تمہاری مرضی۔ اگر یہ بات ہے تو اس پل کو عبور کر کے دوسری طرف جاؤ اور پھر بائیں سمت کے ڈھلان پر چلو۔ اس ڈھلان کا اختتام بیری لو کے ہوٹل پر ہو گا اور بیری لو کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوٹل سے عمدہ کھانا تمہیں اور کہیں دستیاب نہ ہوگا۔

"اس دوسرے مشورے کے لیے تمہارا شکریہ دوست!" میں نے ایک بار پھر اس کا گال تھپتھپا دیا اور وہ اچک کر پیچھے ہٹ گیا۔ میں واپس پلٹ پڑا تھا۔ پل کے تمام تختے میرے قدموں کے بوجھ سے چرچرا رہے تھے۔ دریا کے دوسرے کنارے پر لوگ چلتے پھرتے نظر آ رہے تھے۔ لیکن چاروں طرف ایک ہو کا عالم طاری تھا۔ لگتا ہی نہ تھا کہ یہ زندہ لوگوں کی کوئی آبادی ہے۔ پل کے دوسری طرف قدم رکھا تو لوگ اپنی جگہ ساکت نظر آئے۔ ان کی آنکھوں میں حیرت اور خوف کے آثار تھے۔ سب کی متعجب نگاہیں مجھ پر جمی ہوئی تھیں۔ لیکن پھر اچانک ان میں انتشار پیدا ہوا اور وہ جلدی جلدی قدم بڑھاتے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔ میں نے منتشر ہو کر بھاگتے ہوئے لوگوں میں سے ایک کو پکڑ لیا۔

"کیا یہ پاگلوں کی بستی ہے؟" میں نے پوچھا۔

"کیا تم راستہ بھٹک کر یہاں آ گئے ہو؟" اس نے الٹا مجھ سے سوال کر دیا۔

"یہی سمجھو۔" میں نے کہا۔

"تب پھر فوراً اس پل کو عبور کر کے واپس دوڑ جاؤ۔ اور جتنی تیز دوڑ سکتے ہو دوڑتے چلے جاؤ۔ اگر بل کو معلوم ہو گیا کہ واقعی تم اس پل کو عبور کر چکے ہو تو تمہیں زندہ واپس نہیں جانے دیا جائے گا۔"

"کمال ہے بل، آخر یہ بل کیا چیز ہے۔ جسے دیکھو مجھے بل سے خوفزدہ کر رہا ہے۔ اگر تم لوگ اس سے اتنا ڈرتے ہو تو اسے ختم کیوں نہیں کر دیتے؟" میں نے کہا اور وہ مجھ سے بازو چھڑا کر بھاگ گیا تاکہ میرے مزید الفاظ کو نہ سن سکے۔

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ بیری ٹاؤ کے ہوٹل میں داخل ہونے سے قبل میں نے دوگ کی آبادی پر نگاہ ڈالنا ضروری سمجھا اور آگے بڑھ گیا۔ بستی کے مکانات ترتیب سے بنے ہوئے تھے ان کے سامنے درخت جھول رہے تھے کیاریاں بھی لگائی گئی تھیں۔ لیکن ایک ازلی سی ویرانی چاروں طرف بسیرا کیے ہوئے تھی۔ بچے بھی نظر آ رہے تھے لیکن کھیل کود سے بے نیاز۔ میں کچھ دور چل کر واپس پلٹ پڑا۔ اور پھر اس ڈھلان کے رخ پر چلتا ہوا بیری ٹاؤ کے ہوٹل کے سامنے پہنچ گیا۔ سرخ اینٹوں سے بنی ہوئی یہ عمارت باہر سے جس قدر بھلی نظر آتی تھی اندر سے ایسی نہ تھی۔ ایک بڑے سے ہال میں میزیں اور کرسیاں بچھی تھیں۔ چند میزوں پر لوگ بیٹھے مختلف اشیاء سے شغل کر رہے تھے۔ ایک جانب کاؤنٹر بنا ہوا تھا جس پر پبلک ٹیلیفون رکھا تھا۔ پیچھے شراب کی بوتلیں سجی ہوئی تھیں۔ کاؤنٹر کے پیچھے ایک تیس بتیس سال کی پرکشش عورت موجود تھی۔ جس نے کوئی میک اپ نہیں کیا ہوا تھا۔ لباس بھی موٹا اور بھدی تراش کا پہنے ہوئے تھی۔ لیکن اس کے باوجود وہ پرکشش تھی۔ غالباً وہ اس وقت گلاس صاف کر رہی تھی۔ میں داخل ہوا تو اس نے ایک سرسری سی نگاہ مجھ پر ڈالی لیکن دوسرے لمحے یہ نگاہ سرسری نہ رہی۔ اس نے دونوں ہاتھوں میں پکڑے گلاس لکڑی کے بنے ہوئے کاؤنٹر پر رکھے لیکن ان پر سے ہاتھ نہیں ہٹائے تھے۔ صاف ظاہر تھا کہ وہ اعصابی ہیجان کا شکار ہو گئی ہے۔ لیکن صرف ایک لمحے کے لیے دوسرے لمحے اس نے ایک نگاہ چاروں طرف ڈالی اور پھر کاؤنٹر کے عقب سے نکل آئی۔

"یہ اس جگہ۔ یہاں آپ آرام سے بیٹھ جائیے۔" اس کی آواز میں لرزش تھی۔

"شکریہ۔" میں اسے گہری نگاہوں سے دیکھتا ہوا بیٹھ گیا۔

"کیا چاہیے آپ کو؟" وہ بولی۔

"عمدہ کھانا۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ مسٹر ہیرڈ کے مہمان ہیں؟"

"اگر ایسا ہوتا تو شاید بھوکا نہ ہوتا۔"

"اجنبی ہیں؟"

"ہاں۔"

"کوئی مسافر۔ لیکن کیا یہاں داخل ہوتے ہوئے۔" اس نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔ ایک فربہ اندام بوڑھا..... دروازے سے باہر نکل آیا تھا۔ عورت اس کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے بوڑھے سے کچھ گفتگو کی اور وہ واپس چلا گیا۔ عورت کاؤنٹر کے عقب میں چلی گئی تھی۔ میں نے بھی اسے پریشان کرنا مناسب نہ سمجھا۔ یہاں سب ایک ہی بات کہتے تھے ان کے الفاظ یکساں ہوتے تھے۔ لیکن ایک بات میں نے محسوس کی کہ ان میں سے کوئی بل ہیرو کو اچھا نہیں سمجھتا تھا۔ بلکہ اسے دوسروں سے ہمدردی ہوتی تھی۔

تھوڑی دیر کے بعد بوڑھے نے میرے سامنے سالم مرغ سلاد اور مکھن لگے چند توسٹ رکھ دیے۔ مرغ بہت عمدگی سے تلا گیا تھا۔ مجھے پسند آیا۔ عورت شراب کا جگ لیے میرے سامنے آئی تو میں نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔ "صرف سادہ پانی۔" وہ خاموشی سے جگ لے گئی تھی اور دوسری بار سادہ پانی کا جگ لے آئی تھی۔

"سنو۔" میں نے اسے مخاطب کیا۔ اور وہ رک گئی۔ "یہاں قیام کے لیے کوئی جگہ ملے گی؟"

"نہیں۔" وہ جھٹکے دار آواز میں بولی۔

"تو پھر میں رات کہاں گزاروں گا؟"

"خدا جانے۔" اس نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"میری مدد نہیں کرو گی؟"

"سیری کو جانتے ہو؟"

"نہیں۔"

"کوئی پوچھے کہ کون ہو تو لوگوں کو یہی بتاؤ کہ سیری کے آدمی ہو اور اسی کے پاس آئے ہو۔ محفوظ رہو گے۔ کھانے سے فارغ ہو کر سیری کے پاس چلے جاؤ۔ اگر کسی طرح اسے شیشے میں اتار سکے تو ٹھیک ہے ورنہ اس بستی میں کوئی تمہیں جگہ نہ دے گا۔"

"او۔ سیری کہاں ملے گا؟"

"دریا کے کنارے سفر کرو سب سے بڑی پن چکی کے بین سامنے جو بڑی عمارت نظر آئے وہ سیری کی ہے اور ہاں سنو اس ہوٹل سے واپس نکلو تو بڑے دروازے سے باہر جانے کے بجائے اس کے بائیں سمت والی پتلی گلی سے گزرنا یہ تمہارے حق میں بہتر ہوگا۔" وہ گردن جھکائے بول رہی تھی اور اس بار اس نے ایک دفعہ بھی میری طرف نہیں دیکھا تھا۔ پھر وہ کاؤنٹر کے پیچھے چلی گئی۔

میں نے پورا مرغ معدے میں اتار دیا۔ فربہ اندام بوڑھا دوبارہ باہر آیا تھا۔ اس نے ہر بار مشکوک نگاہوں سے کاؤنٹر کی طرف دیکھا تھا اور عورت کو مصروف پا کر مطمئن ہو گیا تھا۔

میں نے بل کی رقم ادا کی اور پھر اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ لیکن بڑے دروازے پر پہنچ کر اچانک مجھے عورت کے الفاظ یاد آئے اور نہ جانے کیوں میرا رخ اس پتلی گلی کی طرف ہو گیا۔ گلی کے اختتام پر ایک اور چھوٹا سا دروازہ نظر آیا۔ لیکن میں اس دروازے تک پہنچا بھی نہیں تھا کہ دفعتاً وہی عورت میرے سامنے آ گئی۔ نہ جانے وہ کس طرف سے نکل آئی تھی۔

"میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ اگر سیری کی دوستی حاصل کرنے میں ناکام رہو تو رات کو اسی چھوٹے دروازے سے اندر آ جانا اور اس طرف چلے آنا۔ ایک پیلی روشنی تمہارا استقبال کرے گی۔" وہ تیزی سے واپسی کے لیے مڑ گئی۔ میں ایک منٹ..... وہاں رکا اور پھر اس عقبی دروازے سے باہر نکل آیا۔ انوکھا شہر تھا عجیب بستی تھی۔ مہذب دنیا کے غیر مہذب لوگوں کی آبادی، میں نے اس سے قبل کبھی ایسی انوکھی بستی نہیں دیکھی تھی۔ بہرحال میں وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ جو کچھ مجھے یہاں کرنا تھا اس کے بارے میں اندازہ ہو گیا تھا کہ آسانی سے نہیں ہو جائے گا اور مجھے اس کے لیے کافی وقت صرف کرنا ہوگا۔ جیسا کہ یہاں کے لوگوں کا خیال تھا کہ بل ہیرو اس قصبے میں کسی اجنبی کو دیکھنا پسند نہیں کرتا اس کے تحت مجھے یہاں قدم جمانے میں بھی مشکلات درپیش ہوں گی لیکن وہ مجھے کس طرح روکیں گے اور اس کا طریقہ کیا ہوگا۔ ظاہر ہے یہ جگہ بھی انگلینڈ ہی کا ایک حصہ ہے۔

میں بستی کے مختلف حصوں میں گھومتا رہا ابھی تک کسی نے میرا راستہ روکنے کی کوشش نہیں کی تھی لیکن یوں محسوس ہوتا تھا جیسے پوری بستی کو میری آمد کی خبر ہو گئی ہو۔ پھر میری یہ خواہش بھی پوری ہو گئی۔ مجھے ایک موٹر سائیکل کی آواز سنائی دی — میں نے پلٹ کر دیکھا..... لیکن موٹر سائیکل میرے قریب آ کر رک گئی اور پھر ایک غرّاتی آواز سنائی دی۔

"مسٹر! اے مسٹر!" مخاطب مجھے ہی کیا گیا تھا اس لیے میں نے پلٹ کر دیکھا۔ پولیس کی وردی میں ملبوس ایک ادھیڑ عمر شخص تھا جس کے چہرے کی کھال جگہ جگہ سے لٹکی ہوئی تھی۔ اس نے موٹر سائیکل اسٹینڈ پہ کھڑی کی اور اتر کر میرے قریب آ گیا۔

"ہیلو۔" اس نے مسکرانے کی کوشش کی۔ "میرا نام فلیک رائمڈ ہے اور میں پولیس انسپکٹر ہوں۔"

"پولیس ہے اس قصبے میں؟" میں نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"کیا آپ مجھے کچھ وقت دینا پسند کریں گے؟"

"گرفتار کر رہے ہیں آپ مجھے؟" میں نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ نہیں، قطعی نہیں۔ بس چند منٹ آپ سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔" اس نے جلدی سے کہا۔

"کہیے؟"

"یہاں نہیں۔ براہ کرم میری موٹر بائیک پر بیٹھ جائیے۔ آئیے پلیز، آپ کو پولیس سے تعاون کرنا چاہیے۔"

"اونہوں۔ ٹھیک ہے۔ چلیے۔" میں نے کہا اور اس کے پیچھے بیٹھ گیا۔ اس نے موٹر سائیکل کو کک لگائی اور اسے آگے بڑھا دیا۔ پولیس چوکی کوئی ڈیڑھ میل کے فاصلے پر تھی۔ یہ عمارت بھی سرخ اینٹوں سے بنی ہوئی تھی اور اس میں زیادہ کمرے بھی نہیں تھے۔ پولیس انسپکٹر مجھے اپنے آفس میں لے گیا۔

"تشریف رکھیے۔" اس نے کرسی کی طرف اشارہ کیا اور میں نے تھیلا اطمینان سے اس کی میز پر رکھ دیا۔ پھر کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

"آپ سے تعارف حاصل کر سکتا ہوں؟" اس نے پوچھا۔

"صرف اس حد تک کہ ایک سیاح ہوں اور قانونی طور پر انگلینڈ میں داخل ہوا ہوں۔"

"یقیناً ایسی ہی بات ہوگی۔ لیکن بعض علاقے ایسے ہوتے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہیں جہاں سیاحوں کے لیے کچھ نہیں ہوتا بلکہ وہ ایسی جگہ پہنچ کر پریشان ہی ہوتے ہیں۔"

"جیسے ووگ۔"

"بالکل بالکل۔ میرا یہی مقصد تھا۔"

"آپ کی خواہش ہے کہ میں یہاں سے چلا جاؤں؟"

"بالکل بالکل۔ میں یہی چاہتا ہوں۔"

"وجہ؟" میں نے چبھتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"بس یہ قصبہ سیاحوں کو راس نہیں آتا۔ اور آپ جانتے ہیں کہ پولیس الجھنیں پسند نہیں کرتی۔ میری خواہش ہے کہ آپ بحفاظت یہاں سے نکل جائیں۔"

"آپ مجھے اس سلسلے میں تحریری ہدایت دے دیں تاکہ میں اس انوکھے قصبے کے بارے میں لوگوں کو بتا دوں جہاں کی پولیس سیاحوں کو بتاتی ہے کہ وہ اس قصبے میں اُن کا تحفظ نہیں کر سکتی۔ میرا خیال ہے لندن کے اخبارات کے لیے یہ کہانی کافی دلچسپ ہوگی۔"

پولیس آفیسر کے چہرے پر بوکھلاہٹ کے آثار نظر آنے لگے۔ اُس نے جلدی سے کہا۔ "نہیں میرا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے۔ درحقیقت تم اس قصبے کے بارے میں کچھ نہیں جانتے اور یہ کہہ کر تم نے میری مشکل حل کر دی ہے کہ تم سیاح ہو، دیکھو دوست زندگی بچانا ہر فرد کے لیے اہمیت رکھتا ہے۔ دراصل یہاں، دراصل یہاں۔" وہ کہتے کہتے رک گیا۔

میں نے مسکراتی نگاہوں سے اُسے دیکھا اور بولا۔"۔۔۔ پولیس آفیسر، درحقیقت میری سمجھ میں یہ بات ہی نہیں آئی کہ آپ مجھے یہاں کیوں لائے ہیں، محکمہ سیاحت نے میرے لیے اجازت نامہ جاری کیا ہے کہ میں انگلینڈ کے جس حصے میں چاہوں، سیاحت کے لیے جا سکتا ہوں۔ وہ اجازت نامہ اور دوسرے کاغذات میرے پاس موجود ہیں۔ آپ وہ حقیقت مجھے کیوں نہیں بتاتے، جس کی بنا پر آپ یہ الفاظ کہنے پر مجبور ہیں۔"

"کیا وہ حقیقت اب تک تمہیں معلوم نہیں ہوئی؟" پولیس آفیسر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"افسوس نہیں۔" میں نے جواب دیا۔

"وہ حقیقت بل ٹیرو ہے، آئرلینڈ کا ایک باشندہ، جو حکومت برطانیہ سے مخاصمت رکھتا ہے اور اُس نے ووگ میں ایک طرح سے اپنی حکومت قائم کر رکھی ہے۔"

میں نے دلچسپی سے آنکھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔ "گڈ لارڈ۔۔۔ اس کا مقصد ہے کہ آئرش اپنی جدوجہد میں کافی کامیابیاں حاصل کر چکے ہیں اور وہ کم از کم اور کہیں نہ سہی۔ ووگ میں اپنی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اس کا مقصد ہے مسٹر پولیس آفیسر کہ آپ انگلینڈ کے نہیں آئرلینڈ کے ملازم ہیں۔"

"تم مجھے بہت تیز و طرار آدمی معلوم ہوتے ہو لیکن حقیقت حال کو نہیں سمجھ رہے، میرا کیا جاتا ہے، اس سے قبل جو لوگ یہاں حادثات کا شکار ہوئے ان کی رپورٹ بھی میں نے ہیڈ کوارٹر کو دے دی تھی، لیکن دوسری بار۔۔۔ مجھ سے ان کے بارے میں کچھ نہیں پوچھا گیا۔ یہ صرف میری اپنی ذات ہے، جو دوسروں کو تکلیف میں دیکھنا پسند نہیں کرتی۔"

"میں پوچھتا ہوں یہ بل ٹیرو آخر ہیں کیا چیز اور قصبے پر اپنی حکومت انہوں نے کس طرح قائم کر رکھی ہے۔ کیا یہ بات قابل غور نہیں ہے؟"

"بہت سی باتیں قابل غور ہوتی ہیں، لیکن ان کی وضاحت ممکن نہیں ہوتی، تم اپنی چرب زبانی سے کام لے کر میری زبان بند کر سکتے ہو، لیکن آنے والا وقت تمہارے لیے سخت سے سخت ہوتا جائے گا۔ ابھی تک مسٹر بل ٹیرو نے تمہارے خلاف کسی کارروائی کا آغاز نہیں کیا۔ مجھے خود اس بات پر حیرت ہے ورنہ یہاں کوئی بھی ایک گھنٹے سے زیادہ نہیں رہ سکتا یا تو واپس چلا جاتا ہے۔۔۔ یا۔۔۔؟"

"ہاں مسٹر پولیس آفیسر۔ یا۔۔۔؟"

"بس اس سے زیادہ میں تمہیں اور کچھ نہیں کہنا چاہتا۔"

"تو کیا بل ٹیرو نے تمہیں یہ ہدایت نہیں کی کہ مجھے یہاں سے نکل جانے پر مجبور کرو؟"

"کس نے مجھ سے کیا کہا ہے، یہ بات میں جانتا ہوں، جو کچھ میں کہنا چاہتا تھا، وہ تم سے کہہ دیا۔ یہاں تمہیں قیام کرنے کے لیے کوئی جگہ نہیں مل سکے گی۔"

"اگر یہاں کے باشندے مجھے قیام کے لیے کوئی جگہ نہیں دیں گے تو بہرطور پولیس اسٹیشن تو موجود ہیں اور ایک سیاح کی حیثیت سے پولیس پر میرا تحفظ فرض بھی ہے۔ میں یہاں آ جاؤں گا مسٹر پولیس آفیسر۔" میں نے شرارت آمیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور پولیس آفیسر بدحواس ہو گیا۔

"نہیں نہیں، یہاں کوئی ہوٹل وغیرہ نہیں ہے یہاں تم کیسے قیام کر سکتے ہو، بس اب تم جانا ہو تو جا سکتے ہو۔ میں نے تو یہ سوچا تھا کہ ایک شریف آدمی دوسرے شریف آدمی کو صورتحال سے آگاہ کرے گا تو دوسرا شریف آدمی اس سے تعاون کرے گا۔ لیکن تم۔ تم۔۔۔؟"

"میں شریف آدمی نہیں معلوم ہوتا، یہی کہنا چاہتے ہیں آپ آفیسر؟"

"خدا حافظ۔" بوڑھے پولیس آفیسر نے ناخوشگوار انداز میں کہا اور میں مسکراتا ہوا اٹھ گیا۔ بہرطور ووگ سے میری دلچسپیاں کچھ اور بڑھ گئی تھیں، اب وقت نہیں تھا کہ میں سلیری کو تلاش کروں، جس کے بارے میں اس لڑکی نے مجھے بتایا تھا۔ رات گزارنے کے لیے بالآخر جگہ کا انتظام ہو ہی گیا اور ظاہر ہے مجھے واپس اُسی ہوٹل جانا تھا۔ لیکن میں نہیں چاہتا تھا کہ دوسرے لوگوں کو اس سلسلے میں معلومات ہو سکیں۔ چنانچہ جب گہری تاریکی پھیل گئی تو میں نے ایک ایسے ویران علاقے کا رخ کیا، جو بستی کے آخری سرے پر تھا، حالانکہ اس دوران کسی نے میرا تعاقب نہیں کیا تھا، لیکن یہاں آنے کے بعد جن حالات کا مجھے اندازہ ہوا تھا، اس سے یہ پتہ لگا لینا مشکل نہیں تھا کہ کچھ نگاہیں ضرور میرا تعاقب کر رہی ہوں گی۔ چنانچہ احتیاطاً ان نگاہوں سے بچنے کے لیے میں نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ جب رات خوب گہری ہو گئی اور مجھے اپنے آس پاس مکمل طور پر گہرا سناٹا محسوس ہوا تو میں نے اپنی جگہ چھوڑ دی۔ اور چوروں کی طرح آگے بڑھتا ہوا بارا ترن ہوٹل کے عقبی حصے تک پہنچ گیا۔ جو ڈھلان پر واقع تھا اور پھر اس دروازے سے داخل ہونے میں مجھے کوئی دقت نہیں ہوئی کیونکہ دروازہ کھلا ہوا تھا اور غالباً میرے ہی لیے کھلا رہنے دیا گیا تھا، جس جگہ لڑکی نے کھڑے ہو کر مجھے یہ بات بتائی تھی، وہاں سے داہنی سمت ایک دروازے سے ہلکی سی مدھم سی روشنی چھن رہی تھی۔ اُس نے یہی کہا تھا کہ یہ روشنی میرا استقبال کرے گی۔ جب میں اس روشنی کے قریب پہنچا تو مجھے ایک اور دروازہ نظر آیا جو کسی اور کمرے کا تھا۔ میں نے اس دروازے پر ہاتھ رکھا تو دروازہ کھل گیا۔ کمرے میں روشنی ہو رہی تھی اور ایک روشندان کھلا ہوا تھا جس سے روشنی کو باہر دیکھا جا سکتا تھا۔ یہاں ایک مسہری بچھی ہوئی تھی۔ چند کرسیاں پڑی تھیں۔ ایک جانب چھوٹی سی ایک میز رکھی ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔

میں چند لمحات کمرے کے درمیان کھڑا کچھ سوچتا رہا اور اس کے بعد مسہری پر بیٹھ کر میں نے اطمینان سے جوتے اتار لیے اپنے سامان کا تھیلا میں نے ایک گوشے میں ڈال دیا تھا۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ باہر قدموں کی چاپ سنائی دی اور میں دروازے کی سمت دیکھنے لگا۔ اندر داخل ہونے والی وہی عورت یا لڑکی تھی پرکشش صورت اور پرکشش بدن کی مالک لیکن اُجڑی اُجڑی ان کا۔ اندر داخل ہو کر اس نے مجھے دیکھا اور اس کے ہونٹوں پر ایک دلنواز مسکراہٹ پھیل گئی۔ یوں محسوس ہوا تھا جیسے اُسے میرے وہاں پہنچنے سے خوشی ہوئی ہو۔ اُس نے جلدی سے دروازہ بند کر دیا اور مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی۔

"آ گئے تم۔۔۔؟"

"تمہارا کہا درست تھا۔ مجھے محسوس ہو گیا کہ یہاں کوئی مجھے جگہ نہیں دے سکے گا۔"

"سلیری سے ملاقات ہوئی۔۔۔؟"

"نہیں، ظاہر ہے، میرے لیے اتنی جلدی وہاں پہنچنا ممکن نہیں تھا۔"

"ہوں، بہرحال میں تمہیں خوش آمدید کہتی ہوں۔ افسوس اس قصبے کے لوگ یہ لفظ بھول گئے ہیں۔ اور یہ ان کا قصور نہیں ہے، سب بل ٹیرو کی شرارت ہے۔ اُس نے یہاں کے لوگوں کی زندگی تلخ کر دی ہے، تمہیں یہاں کسی کے چہرے پر زندگی نظر نہیں آئی ہوگی۔"

"کس نام سے تمہیں پکار سکتا ہوں؟" میں نے اُسے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"ہاں اب جب تم یہاں آ گئے ہو تو پھر تعارف بھی ضروری ہے۔ میرا نام ہلدا گارسن ہے۔" لڑکی نے جواب دیا۔

"ہلدا گارسن۔ مسٹر گارسن کیا تمہارے شوہر تھے؟"

"نہیں۔ میرے باپ کا نام تھا جو مر چکے ہیں۔"

"تم شادی شدہ نہیں ہو؟" میں نے سوال کیا اور ہلدا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی، ایک پھیکی سی مسکراہٹ۔

"نہیں۔" اس نے مختصراً جواب دیا۔ میں نے محسوس کیا تھا کہ اُس کی افسردہ مسکراہٹ کے ساتھ اس کے چہرے پر بھی افسردگی پھیل گئی تھی۔ تب اس نے کہا۔ "اور تمہارا نام۔۔۔؟"

"مغزالی کہہ سکتی ہو۔" میں نے کہا اور اسے میرے نام کا تلفظ ادا کرنے میں دشواری ہوئی۔ تاہم کام چل گیا تھا۔

"مسٹر مغزالی ووگ میں داخل ہونے والوں کے تاثرات خوشگوار نہیں ہوتے۔ جس نے بھی تمہیں بتایا ہوگا یہی بتایا ہوگا کہ ووگ جانوروں کی بستی ہے اور یہاں کا سب سے بڑا درندہ بل ٹیرو ہے۔ مقامی پولیس اس کے آگے بے بس ہے۔ اس کے اختیارات اتنے وسیع ہیں کہ ووگ میں کبھی کوئی جرم پولیس کے رجسٹر میں درج نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ مجرم صرف ایک ہوتا ہے بل ٹیرو۔۔۔!"

"ہوں، تمہاری کیا پوزیشن ہے۔ میڈم ہلدا۔۔۔؟"

"کہانی سننا چاہتے ہو۔ ہر شخص کو کہانیوں کا شوق ہوتا ہے تم نے کوئی نئی بات نہیں کی۔ میری کہانی زیادہ طویل نہیں ہے۔ پہلے ہم ووگ میں نہیں رہتے تھے۔ لیکن آ بسے۔ کیونکہ میرے چچا ایڈن ووگ ہی کے باشندے تھے، میرے باپ کی موت کے بعد وہ مجھے ووگ میں لے آئے۔ لیکن جانوروں کی اس بستی میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اٹھارہ سال گزر نے کے باوجود میں نے آج تک اسے اپنا نہیں سمجھا ہم خود سوچو کیا اس قید خانے میں زندگی آسانی سے گزاری جا سکتی ہے؟"

"تو تم نے یہاں سے نکلنے کی کوشش کیوں نہیں کی؟"

"اس لیے کہ مرنا چاہتی تھی۔ مجھے اچھی طرح بتا دیا گیا ہے کہ ووگ سے باہر نکلنے کا مطلب موت ہے کیونکہ یہاں کے حالات یہاں سے باہر نہیں جانے دیے جاتے۔"

"تو کیا کوئی بھی شخص یہاں کے حالات سے واقف ہو کر کبھی باہر نہیں گیا؟"

"شاید نہیں۔"

"مگر یہ مسٹر شیلری کیا چیز ہیں؟"

"بل ٹیرو کے واحد مخالف۔ ان کا تعلق چونکہ حکومت کے اعلیٰ کنبی خاندان سے ہے اس لیے انہیں حکومت کا مکمل تحفظ حاصل ہے اور یہ بات شاید بل ٹیرو کو بھی بتا دی گئی ہے کہ ووگ میں اُن کو جو دل چاہے کرے لیکن کبھی مسٹر شیلری سے ٹکرانے کی کوشش نہ کرے۔ چنانچہ عموماً یہ لوگ ایک دوسرے کے مقابلے پر نہیں آتے۔ ویسے اگر مسٹر شیلری کی مدد کسی کو حاصل ہو جائے تو پھر شاید بل ٹیرو کے لیے بھی مشکلات کھڑی ہو جائیں۔ لیکن شاید ان دونوں کے درمیان کوئی معاہدہ بھی ہے۔ بل ٹیرو نہیں چاہتا کہ اجنبی یہاں سے واپس جا کر یہاں کے حالات باہر کی دنیا کو سنائیں اور اسی نے مسٹر شیلری کو اس بات پر آمادہ کر لیا ہے کہ وہ بھی کسی اجنبی کی مدد نہیں کریں گے۔ لیکن میں سمجھتی ہوں کہ اگر کوئی مسٹر شیلری کو اپنی مدد کے لیے آمادہ کر لے تو شاید ووگ میں اسے پریشانی نہ ہو۔"

میں دلچسپی سے ہلدا انگرسن کی صورت دیکھتا رہا اور پھر میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "لیکن میڈم ہلدا! آپ نے مجھے پناہ دینے کی زحمت کیوں کی ہے۔ یہ خطرہ آپ نے کیوں مول لیا۔؟"

"فضول سوال ہے۔ اس کا میں کوئی جواب نہیں دوں گی۔"

"وجہ؟" میں نے پھر پوچھا اور وہ عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھتی رہی۔ پھر اس نے سسکی لے کر کہا۔ "کیا وجہ کا اندازہ تم خود نہیں کر سکتے۔ میری عمر کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ تیس سال کی ہو گئی ہوں اور یہ تیس سال میں نے تنہا رہ کر گزارے ہیں۔ اس لیے کہ ووگ میں ہر نوجوان عورت پر پہلا حق بل ٹیرو کا ہوتا ہے اور اس کے بعد کسی دوسرے کا۔ لیکن تم خود سوچو وہ دوسرا کون ہو سکتا ہے۔" اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کی چمک نظر آنے لگی۔

میں اس کے الفاظ پر غور کر رہا تھا۔ پھر میں نے گردن جھٹکتے ہوئے کہا۔ "لیکن آپ یہاں سے نکلنے کی کوشش تو کر سکتی ہیں۔"

"جس دن زندگی سے اکتا گئی ضرور یہ کوشش کر ڈالوں گی۔" اس نے آہستہ سے کہا پھر بولی۔ "کھانا لاؤں تمہارے لیے؟"

"ضرور۔" ظاہر ہے جب مجھے کسی نے قیام کی اجازت نہیں دی تو پھر کھانے کا بندوبست کون کرتا۔"

"میں ابھی لائی۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔ میرے لیے بہت سی پریشانیاں آ کھڑی ہوئی تھیں۔ یہ کمبخت بل ٹیرو تو بلاشبہ لمحہ بہ لمحہ خطرناک ہوتا جا رہا تھا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے اس کی حیثیت مارٹن ایسٹرڈ سے بھی زیادہ ہو۔ بہرحال جب تک لیبوس کے بارے میں کسی صحیح صورتحال کا اندازہ نہیں ہو جاتا میں ووگ سے جانے والوں میں سے نہیں تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہلدا میرے لیے کھانے کی ٹرے سجائے ہوئے اندر آ گئی۔ اس وقت کا کھانا بھی عمدہ تھا۔ میں نے مسکرا کر اس کی تعریف کی اور کہا کہ اتنا عمدہ کھانا مل جانے کی مجھے قطعی توقع نہیں تھی۔ ہلدا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ کھانے سے فارغ ہو جانے کے بعد اس نے مجھے آرام سے مسہری پر لیٹ جانے کے لیے کہا اور بولی۔ "رات تو تم یہاں گزار لو لیکن صبح روشنی ہونے سے قبل بہتر ہے یہاں سے چلے جانا۔ تمہیں یہاں سے نکلتے ہوئے نہ دیکھا جائے۔"

"یہ تمہارا کمرہ ہے؟"

"ہاں۔"

"تو پھر کہاں آرام کرو گی؟"

"کہیں بھی چلی جاؤں گی۔ میرے لیے فکر مند مت ہو۔ تمہاری زندگی بچ جائے۔ مجھے اس سے زیادہ خوشی اور کسی بات کی نہیں ہو گی۔ ایک اچھے انسان کی حیثیت سے میرا یہی مشورہ ہے کہ اپنے آپ کو خطرے میں مت ڈالو اور یہاں سے چلے جاؤ۔ دراصل یہ جگہ تمہارے لیے بہت بھیانک ثابت ہو گی۔"

"اتفاق کی بات ہے ڈیئر ہلدا کہ مجھے خوفناک جگہوں پر وقت گزارنے کا بے حد شوق ہے۔ میں یہاں کافی وقت گزاروں گا۔ تم دیکھ لینا اپنے لیے کوئی مقام ضرور تلاش کر لوں گا۔ بل ٹیرو میرے سلسلے میں آسانی سے کامیابی نہیں حاصل کر سکے گا۔"

وہ پریشان نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی۔ پھر مسکرا کر بولی۔ "کبھی ہو، یہ بتاؤ ووگ سے جانے کا کبھی نہ کبھی تو جانے کا ارادہ ہی۔ میرا مطلب ہے اگر تقدیر تمہارا ساتھ دے اور تم یہاں زندہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو جاؤ۔"

"ہاں یقیناً کیوں نہیں۔ ووگ ایسی جگہ نہیں ہے جہاں ساری زندگی قیام کر سکوں۔"

"تو کیا تم مجھے بھی اس جہنم سے آزاد کرا سکتے ہو؟"

"اگر تم چاہو تو، کہاں جانا پسند کرو گی؟" میں نے ہلدا سے سوال کیا۔

"ووگ کے علاوہ کہیں بھی۔ زندگی کے اٹھارہ سال گزارنے کے بعد میں باہر کی دنیا کو بھول چکی ہوں۔ اس وقت میری عمر بیس سال تھی۔ جب میں ووگ میں داخل ہوئی تھی۔ بیرونی دنیا کے حسین مناظر اب بھی میری نگاہوں سے اوجھل نہیں ہیں۔ کاش! ایک بار پھر میں اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ سکوں۔"

مجھے ہلدا کی آواز میں بڑی حسرت محسوس ہوئی اور میں نے دل میں سوچا کہ واقعی اگر اس قصبے سے نکلنا ممکن ہو جائے اور میرا کام بن جائے تو پھر ہلدا کو یہاں سے لے جانا کوئی ایسی بڑی بات بھی نہیں ہو گی۔ میں نے آہستہ سے کہا۔ "تب پھر تم میری کامیابی کی منتظر رہو ہلدا۔"

وہ مجھے دیکھتی رہی پھر بولی۔ "اب تم آرام کرو۔ میرا ایجا کسی بھی وقت مجھے بلا سکتا ہے۔ بہتر ہے کہ میں اپنے لیے مناسب بندوبست کر لوں۔"

میں نے اسے روکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ چنانچہ وہ باہر نکل گئی۔ دروازے سے باہر نکلتے ہوئے اس نے مجھے ہدایت کی کہ میں دروازہ اندر سے بند کر لوں اور میں نے اس کی ہدایت پر عمل کیا۔ مسہری پر لیٹ کر میں ووگ کی آسیبیت پر غور کرنے لگا۔ بلاشبہ یہ قصبہ آسیب زدہ معلوم ہوتا تھا۔ اور اس کا آسیب بل ٹیرو تھا۔ لیکن مجھے نہ بل ٹیرو سے کوئی دلچسپی تھی۔ اور نہ اس قصبے کے لوگوں سے۔ میں تو خود اپنا کام کر کے یہاں سے نکل جانا چاہتا تھا جو طویل مشن گوشالی نے میرے سپرد کیا تھا۔ اس کی تکمیل بہرطور مجھے کرنی تھی۔ اگر ذہن پر زور ڈال کر حالات کا تجزیہ کرتا تو اپنے آپ ہی کو احمق سمجھنے لگتا تھا کیسی کیسی مصیبتیں میں نے پال لی تھیں۔ ابھی تو صرف ایک لیبوس کا معاملہ تھا جس کے لیے اتنی دشواریاں پیش آ رہی تھیں۔ لیبوس کے علاوہ بھی تین اور افراد تھے جنہیں مجھے تلاش کرنا تھا اور اُن کی تلاش کے سلسلے میں کیسی کیسی مصیبتوں سے گزرنا تھا۔ اس کا کوئی صحیح اندازہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ بہرطور زندگی کے اس مسئلے کے بارے میں غور کرنے کا مطلب یہی تھا کہ اپنا راستہ بند کر دوں اور آگے کوئی قدم نہ اٹھاؤں۔ مجھے تو سوچے سمجھے بغیر سفر کرنا تھا اور اپنی منزل پانی تھی۔ اپنی فطرت کا تجزیہ کرتے ہوئے ایک ہی احساس دل میں بیدار ہوتا تھا وہ یہ کہ میں منزلوں کا مسافر نہیں ہوں بلکہ منزل پہ پہنچنے کے بعد مجھے منزل بے حقیقت محسوس ہوتی ہے اور میں آگے بڑھتا رہتا ہوں۔ حالانکہ زندگی کے کچھ مقاصد بھی بن چکے تھے۔ سب سے پہلی بات تو یہی تھی کہ میں اپنی کھوئی ہوئی حیثیت حاصل کرنا چاہتا تھا اور اپنے بھائیوں کو یہ بتانے کا خواہشمند تھا کہ دولت دنیا کی آخری چیز نہیں ہوتی اور اس کا حصول اتنا مشکل نہیں ہے۔ دولت کے لیے خون کے رشتے ٹھکرائے نہیں جا سکتے۔ اور جو لوگ صرف دولت کی ہوس میں اپنوں کو ٹھکرا دیتے ہیں وہ بہرطور ذہنی طور پر کبھی مطمئن نہیں رہتے۔ میں دونوں کو نیچا دکھانا چاہتا تھا لیکن حالات یہ بتا رہے تھے کہ اب دولت میری منزل نہیں رہی ہے۔ اگر واقعی ایسا ہوتا تو میں بھی اس خزانے کا ایک بہت بڑا حصہ اپنے پاس محفوظ کر کے زندگی کو نئے انداز میں شروع کر سکتا تھا۔ لیکن میرے دل میں تو ان بے خانماں لوگوں کی محبت رچ بس گئی تھی جو اپنی منزل سے بھٹکے ہوئے تھے اور میں نے انہیں اُن کی منزل تک پہنچانے کا تہیہ کر رکھا تھا۔ عام حالات میں یہ ایک احمقانہ بات معلوم ہوتی ہے اور ممکن ہے اسے صرف ایک کہانی کا درجہ دیا جائے لیکن ایسے صاحب دل لوگوں کی کمی نہیں ہے جو بہرطور دنیا کے لیے جینا چاہتے ہیں۔ اگر لوگ دنیا کے لیے جینا چھوڑ دیں تو یہ دنیا بہت جلد مر جائے۔

نہ جانے میں کب تک انہی خیالات میں ڈوبا رہا پھر دفعتاً میں نے ایک جھرجھری سی لی۔ بلاوجہ اس سوچ میں وقت ضائع کر رہا ہوں۔ کیا لیبوس سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی جائے۔ ابھی ڈوڈو کاربو کے کام کا وقت نہیں آیا تھا۔ چنانچہ اس کی طرف سے بھی مجھے کوئی پیغام موصول نہیں ہوا تھا۔ لیکن اگر ذہنی رابطے کے ذریعے میں یہ کارروائی کروں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ چنانچہ میں اپنی جگہ سے اٹھا اور پھر ممبوتورا کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق میں نے اپنے ذہن میں لیبوس کو تلاش کیا۔ یہ شخص حالانکہ میرے لیے قطعی اجنبی تھا لیکن سلوٹیں کا ذریعہ پیغام رسانی مجھے معلوم ہو چکا تھا اور اسی کے انداز میں اگر کسی سامون سے رابطہ قائم کیا جائے تو ظاہر ہے وہ ضرور جواب دے گا۔ میرے خیالات لیبوس کو تلاش کرتے رہے لیکن کافی دیر کی کوششوں کے باوجود مجھے لیبوس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ چنانچہ میں مایوس ہو گیا۔

ایک لمحے کے لیے دل میں یہ خیال بھی آیا تھا کہ ممکن ہے لیبوس بل ٹیرو کی تحویل میں نہ ہو یا اگر ہو بھی تو کم از کم ووگ میں نہ ہو۔ یہ بات مایوس کرنے والی تھی۔ لیکن اگر لیبوس ووگ میں نہیں بھی ہے تو کم از کم بل ٹیرو سے اس کے بارے میں معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔ چنانچہ بہت زیادہ مایوس ہونے کی بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ضرورت نہیں تھی۔ اس کے بعد میں نے ڈوئن کاربو سے رابطہ قائم کیا اور تھوڑی دیر کے بعد اس کوشش میں کامیاب ہوگیا۔ ڈوئن کاربو کی آواز ابھری "ہیلو غزالی، کہاں ہو اور کیسے ہو؟"

"تم نے خود مجھ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش نہیں کی ڈوئن؟" میں نے سوال کیا۔

"ہاں، جان بوجھ کر میں نے ایسا نہیں کیا۔ تمہیں ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتی تھی۔"

"بہرطور میں دوگ پہنچ چکا ہوں اور دوگ بے حد دلچسپ جگہ ہے لیکن میرا خیال ہے ڈوئن مجھے اپنی اس کارروائی میں کافی وقت لگ جائے گا۔ تمہیں ایسی کوئی تکلیف تو نہیں ہے جس کی وجہ سے۔"

"نہیں غزالی، میں بالکل ٹھیک ہوں اور پھر سب سے بڑی چیز ہمارا مشن ہے۔ اگر اس کی تکمیل ہو جائے تو باقی کیا رہ جاتا ہے۔"

"میٹنگ کے سلسلے میں مزید معلومات۔"

"ابھی تک کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ میں وائن برگ کے بارے میں اچھی طرح معلومات حاصل کر چکی ہوں اور میں نے اس کا جائزہ لے لیا ہے۔ بس میٹنگ کا وقت ہو جائے اس کے بعد میں خود تم سے ذہنی رابطہ قائم کرنے کی کوشش کروں گی۔"

"یہ میٹنگ میرا خیال ہے کل رات ہے۔"

"ہاں۔"

"تو کیا تم وائن برگ ہی میں ہو؟"

"ہاں۔" ڈوئن کاربو نے مجھے چونکا دیا۔

"خوب، میرا خیال ہے ہم لوگ باآسانی اس دائرے میں رابطہ قائم کرسکتے ہیں۔"

"اسی طرح جیسے ہمارے درمیان گفتگو ہو رہی ہے۔"

"سمبو تورا، میرا مطلب ہے وائی مین اور تومین کے بارے میں ابھی تک کچھ نہیں معلوم ہوسکا۔"

"آہ سب سے بڑی تکلیف تو یہی ہے مجھے کہ وہ لوگ آزاد ہونے کے باوجود مجھ سے اتنے فاصلے پر ہیں۔ اگر یہ دونوں میرے ساتھ ہوتے تو یقین کرو غزالی بہت کچھ ہو چکا ہوتا۔"

"میں جانتا ہوں۔ پتا نہیں وہ لوگ کس عذاب میں گرفتار ہیں۔ میں اُن کے لیے سخت پریشان ہوں۔"

"فی الحال اپنی تمام تر توجہ لیبوس پر مرکوز رکھو۔ میں نے اس دوران کئی بار کوشش کی لیکن لیبوس سے میرا ذہنی رابطہ قائم نہیں ہوسکا۔ پتا نہیں کیا قصہ ہے۔ اگر وہ اتنے فاصلے پر ہے کہ ہماری ذہنی پہنچ اُس تک نہیں ہے تو پھر بڑی مشکلات پیش آئیں گی۔"

"نہیں ڈوئن کاربو، درحقیقت میں ایک ایسے واقع سے دوچار ہو چکا ہوں کہ اُس کے بعد لیبوس کی طرف سے جواب نہ ملنا مجھے اتنا زیادہ حیرت ناک نہیں لگتا۔"

"کیا مطلب؟"

"گوشائی کے ساتھ گزارے ہوئے لمحات کے بارے میں تمہیں تفصیل تو نہیں بتائی، لیکن مختصر واقعات بتا چکا ہوں۔ جہاں میں رہتے ہوئے گوشائی کو بھی کچھ خطرناک لوگوں سے نمٹنا پڑا تھا۔ ان لوگوں نے ایک ایسا نظام قائم کر لیا تھا جس کے ذریعہ سامونوں کی ذہنی قوتوں کو قید کر دیتے تھے اور اُن کے خیالات کو درمیان ہی سے جان کر سامونوں کو گرفتار کر لیتے تھے۔ ایک ایسے ہی مشینی نظام کا بندوبست کیا گیا تھا۔ میں نے اُن مشینی نظاموں کو توڑ کر سامونوں کو ذہنی قید سے آزاد کرایا تھا۔ میں اس تصور کو کبھی نظرانداز نہیں کرسکتا کہ سامون کسی کے جال میں نہیں پھنس سکتے۔ ممکن ہے لیبوس کے ذہن کو بھی اسی طرح قابو میں کر لیا گیا ہو اور وہ ہمارے خیالات موصول نہ کر پاتا ہو۔"

"اوہ، امکان ہے اس بات کا غزالی امکان ہے۔"

"اچھا ڈیئر کاربو اب تم جہاں کہیں بھی ہو آرام کرو میں بھی سو رہا ہوں۔" میں نے کہا اور اس کے بعد ڈوئن کاربو سے ذہنی رابطہ منقطع کر دیا۔ اس سے گفتگو کرنے کے بعد کسی قدر اطمینان ہو گیا تھا۔ میں سو گیا کیونکہ صبح ہونے سے پہلے جاگ جاتا تھا اور اس میں مجھے کوئی دقت نہیں ہوئی۔

بے چاری بلدا کو میں اپنی وجہ سے پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا اس لیے صبح منہ اندھیرے اُس پچھلے دروازے سے باہر نکل آیا۔ ناشتے وغیرہ کا کوئی سلسلہ نہیں تھا لیکن بہرحال ایسے حالات میں گزارا کرنا تھا۔ بھوک لگے گی تو دوبارہ ہوٹل واپس آجاؤں گا۔ بہرطور یہاں معاوضہ دے کر کھانے والوں کے لیے کوئی دقت نہیں تھی لیکن ابھی اس کی کوئی جلدی بھی نہیں تھی۔ دوگ کے گلیوں اور بازاروں میں زندگی شروع ہو گئی تھی لیکن یہاں کا ماحول میرے لیے اس طرح اجنبی تھا۔ لوگ مجھے دیکھتے اور خوفزدہ ہو جاتے جیسے انہوں نے موت کا فرشتہ دیکھ لیا ہو۔ کوئی مجھ سے بات کرنا پسند نہ کرتا۔ قصبہ بہت زیادہ بڑا نہیں تھا لیکن اب اتنا چھوٹا بھی نہیں کہ ایک دن میں پوری طرح دیکھ لیا جاتا۔ پھر بھی میں نے قصبے کا بڑا حصہ دیکھا اور پھر خاص طور سے میں نے اُس سمت کا رخ کیا جہاں سلیری رہتا تھا۔ یہ شخص بھی میرے لیے باعث [illegible] تھا۔ جب میں اس شخص کے مکان پر پہنچا تو باہر مجھے ایک [illegible] زردسی شکل والا آدمی نظر آیا۔ اُس نے مجھے دیکھ کر منہ پھیر لیا۔

لیکن جب میں اُس کے قریب پہنچ ہی گیا تو اُس نے کرخت لہجے میں کہا۔ "کیا بات ہے؟"

"میں مسٹر سلیری سے ملنا چاہتا ہوں۔" میں نے کہا۔

"مسٹر سلیری موجود نہیں ہیں۔ کسی اور وقت آنا۔" اُس نے بیک سے لہجے میں کہا۔

"کیا قصبے سے باہر گئے ہوئے ہیں؟"

"پتا نہیں، اُن کے پروگرام دوسروں کو معلوم نہیں ہوتے۔ بس اب تم جاؤ۔" اُس کا انداز اتنا خشک تھا کہ اُس کے بعد میرا وہاں رکنا کسی طور مناسب نہ ہوتا۔ میں تقریباً ساڑھے گیارہ بجے تک سڑکوں اور گلیوں میں آوارہ گردی کرتا رہا۔ ہر جگہ ایک ہی منظر تھا۔ کوئی تبدیلی نہیں تھی۔ ویسے بل ٹیرو نے ابھی تک میری طرف توجہ نہیں دی تھی جبکہ مجھے یہاں آئے ہوئے چوبیس گھنٹے سے زیادہ گزر چکے تھے۔ پتا نہیں کیوں، حالانکہ سنا یہی گیا تھا کہ یہاں کوئی اجنبی ایک گھنٹے سے زیادہ نہیں رہ سکتا۔ بھوک جب شدت اختیار کرنے لگی تو میں نے ہوٹل کا رخ کیا۔ اس وقت اتفاق سے ہوٹل خالی تھا۔ کاؤنٹر پر بلدا موجود تھی۔ مجھے دیکھ کر وہ بڑی خوش اخلاقی سے کاؤنٹر کے پیچھے سے نکل کر میرے پاس آئی اور میرا ہاتھ پکڑ کر زور زور سے ہلاتے ہوئے بولی۔ "شکریہ بے حد شکریہ۔ تم نے میرے لیے کوئی پریشانی کھڑی نہیں کی۔"

"لیکن اب میں بھوک سے نیم جان ہو رہا ہوں۔ کیا تم میرے لیے کھانے کا بندوبست نہیں کرو گی؟"

"بہترین کھانا پیش کرتی ہوں اور سنو کھانے کا کوئی مسئلہ نہیں۔ ویسے مجھے تعجب ہے کہ تم ابھی تک زندہ سلامت اور آزاد گھوم پھر رہے ہو۔ کسی نے تمہارے راستے میں آنے کی کوشش نہیں کی۔ غالباً دوگ کی تاریخ کا نیا باب ہے۔"

"پہلے کھانا اُس کے بعد کچھ اور ویسے اس وقت تمہارا ہوٹل بالکل خالی پڑا ہوا ہے۔"

"اور مجھے خوشی ہے کہ تم اس وقت یہاں آئے ہو۔ میں ابھی کھانا تیار کر کے لاتی ہوں۔ تمہیں تھوڑی دیر انتظار کرنا پڑے گا۔"

"اور تمہارے انکل؟"

"وہ بھی اتفاق سے اس وقت موجود نہیں ہیں۔"

بلدا نے مجھے بہترین کھانا پیش کیا اور میں نے اُس کا پورا پورا بل بھی ادا کیا۔ اس دوران وہ کئی بار دروازے کے باہر جا کر دیکھ آئی تھی۔ اندر آ کر اُس نے کہا۔ "دن بہت گرم ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ لوگوں نے ہوٹل کا رخ نہیں کیا۔ ویسے اسی طرح تم دوسری رات بھی گزار سکتے ہو۔ مجھے خوشی ہوگی۔"

"شکریہ بلدا۔"

"شکریہ کی ضرورت نہیں، میں نے اپنا ایک مسئلہ تمہارے سامنے پیش کیا۔ کاش تم چوبیس کی بجائے اڑتالیس گھنٹے یہاں گزار لو۔ ویسے بہتر یہ نہیں ہوگا کہ یہاں سے نکلنے کی کوشش کرو۔"

"ابھی نہیں بلدا۔ ابھی مجھے یہاں کچھ کام ہے۔ ویسے تم مجھے بل ٹیرو کے بارے میں کچھ اور معلومات فراہم کرسکتی ہو؟"

"اُس کے بارے میں بہت زیادہ معلومات کسی کے پاس بھی نہیں ہیں۔ بس یہ سمجھو دوگ کا بے تاج بادشاہ ہے۔ حکومت برطانیہ اُس کے بارے میں مداخلت نہیں کرتی اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اُس کے تعلقات بہت وسیع ہیں۔ یہاں پولیس اسٹیشن ضرور موجود ہے لیکن پولیس انسپکٹر کبھی اس کے خلاف کوئی کام نہیں کرتا بلکہ اُسے بل ٹیرو کی طرف سے ہدایات جاری ہوتی ہیں۔"

"بل ٹیرو کے علاوہ کوئی اور ایسا شخص جو بل ٹیرو کے دستِ راست کی حیثیت رکھتا ہو۔"

"ہاں ہاں کیوں نہیں۔ بل ٹیرو کے خصوصی معاملات ڈی گام دیکھتا ہے اور ڈی گام بے حد خوفناک شخص ہے۔ نسلاً پرتگالی ہے۔ لیکن شاید لندن ہی میں پیدا ہوا اور نہ جانے کب سے بل ٹیرو کے ساتھ ہے۔ یہ بھی وحشی صفت آدمی ہے اور بل ٹیرو کے معاملات میں یہی سب سے پیش پیش ہوتا ہے۔"

"ہوں، سلیری کی طرف گیا تھا لیکن وہ یہاں موجود نہیں ہے۔"

"ممکن ہے موجود ہو لیکن تم سے ملنے سے انکار کر دیا ہو وہ خود بھی بلاوجہ بل ٹیرو سے الجھنیں مول نہیں لیتا۔ ہاں اگر بہت ہی کوئی کام کی بات نظر آئے تو پھر وہ توجہ دے دیتا ہے۔ پتا نہیں تم کس چکر میں ہو۔" ابھی اُس نے اتنا ہی کہا تھا کہ دفعتاً باہر قدموں کی آواز سنائی دی اور وہ پھرتی سے کاؤنٹر کے پیچھے چلی گئی۔ اُس نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا تھا۔ آنے والا اُس کا بوڑھا چچا تھا جو مجھے گھورتا ہوا اندرونی حصے میں چلا گیا۔ اُس نے کچھ کہا نہیں تھا۔ اب اس سے زیادہ یہاں رکنا تقریباً بے مقصد ہی تھا۔ چنانچہ میں باہر نکل آیا۔ ضروری نہیں تھا کہ بے چاری بلدا ہی کے لیے پریشانی کا باعث بنا جائے۔

باہر نکلا تو سورج بڑی شدت سے سر پر چمک رہا تھا۔ چاروں طرف دھوپ پھیلی ہوئی تھی اور ماحول بالکل ویران نظر آ رہا تھا۔ اس سے زیادہ کہاں گھومتا پھرتا۔ کوئی چھت کوئی پناہ گاہ نہیں تھی۔ ایک گھنے اور سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھ کر میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے آئندہ کے پروگرام کے بارے میں غور کرنا شروع کر دیا۔ اس سے زیادہ وقت ضائع کرنا بے مقصد تھا۔ بل ٹیرو کے بارے میں مزید کوئی معلومات حاصل نہیں ہو سکتی تھیں۔ میرا کام اس شکل میں بن سکتا تھا جب میں بل ٹیرو کے نزدیک پہنچ جاتا اور اس کے نزدیک پہنچنے کا ذریعہ کیا ہو سکتا ہے۔ بہت دیر تک میں سوچتا رہا۔ سورج ڈھل گیا۔ درخت کے نیچے کا ماحول کسی قدر پُرسکون تھا۔

شام کو تقریباً چار بجے میں نے ایک بار پھر اپنا تھیلا اٹھایا، اور آوارہ گردی کرنے کے لیے دوگ کے ایک بازار میں پہنچ گیا بازار بھی عجیب و غریب قسم کے تھے۔ بس جہاں جہاں دل چاہا تھا اس نے دکان لگا لی تھی۔ ان دکانوں پر خرید و فروخت ہو رہی تھی۔ ایک جگہ شراب خانے کا بورڈ لگا ہوا تھا اور اس کے باہر کچھ لوگ جمع تھے۔ میں آہستہ آہستہ اُن کی جانب بڑھ گیا۔ تب میں نے اُن لوگوں کے درمیان ایک دبلے پتلے بدن کے مدقوق نوجوان کو دیکھا جس کے سنہری بال شانوں تک بکھرے ہوئے تھے۔ نوجوان بھی اچھی شکل و صورت کا مالک تھا لیکن ان لوگوں کا تختۂ مشق بنا ہوا تھا۔ وہ لوگ بُری طرح اُسے پیٹ رہے تھے۔ پیٹنے والوں کی تعداد چار تھی۔ باقی ایسے تھے جو صرف تماشہ دیکھ رہے تھے۔ مارنے والوں میں ایک شخص پیش پیش تھا۔ یہ مقامی باشندوں کی نسبت کسی قدر گہرے رنگ کا مالک تھا۔ شکل و صورت سے بھی خونخوار نظر آ رہا تھا۔ میں نے حیرت سے پٹنے والے نوجوان کو دیکھا اُس کی باچھوں سے خون بہہ رہا تھا لیکن چہرہ ایسا پُرسکون تھا جیسے مار کھانا اُس کی زندگی کا سب سے دلچسپ مشغلہ ہو۔ پھر جب وہ نیچے گرا تو اسی خونخوار سے آدمی نے اُسے پکڑ کر اٹھانا چاہا لیکن میں جو اَب فیصلہ کر چکا تھا کہ یہاں مجھے اپنی شخصیت کا اعلان کر دینا چاہیے۔ آگے بڑھا اور میں نے عقب سے اُس کی گردن پکڑ لی۔ میں نے اُس کے کالر کو زور سے جھٹکا دیا اور وہ کئی قدم پیچھے لڑکھڑاتا ہوا چلا آیا۔ دوسرے لمحے میرا زوردار گھونسا اُس کے جبڑے پر پڑا تھا۔ اُس نے بُری طرح قلابازی کھائی اور نیچے جا پڑا۔ لیکن اُس کے باقی تینوں ساتھی خونخوار نگاہوں سے مجھے گھورنے لگے۔۔۔ کسی نے مجھ سے کچھ نہیں کہا لیکن پھر اچانک ہی انہوں نے مل کر مجھ پر حملہ کر دیا۔ میں پوری طرح تیار تھا۔ میری لات اُن میں سے ایک کی پنڈلی پر پڑی باقی دونوں کی گردنیں پکڑ کر میں نے اُن کے سر آپس میں ٹکرا دیے۔ اور پھر پھرتی سے اُس شخص کے حملے سے بچا جسے میں نے سب سے پہلے مارا تھا اور جو ان میں سے سب سے زیادہ طاقتور تھا۔ اُس نے عقب سے مجھ پر حملہ کیا تھا لیکن میں نے جھکائی دے کر اُس کا وار خالی کر دیا اور اسی کے ساتھ اُس کی کمر پر ایک زوردار لات رسید کر دی۔ پٹنے والا نوجوان کھڑا ہوا متحیرانہ نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ وہ تینوں جو میرے ہاتھوں مار کھا کر بُری طرح گرے تھے ایک بار پھر کھڑے ہو گئے۔ لیکن میں نے انہیں سنبھال لیا اور میرے ہاتھ اُن کی گردنیں سہلانے لگے۔ میرے گھونسوں نے اُن کے جبڑے ہلا دیے تھے۔ تماشہ دیکھنے والوں نے اپنا دائرہ وسیع کر دیا تا کہ لڑنے والوں کو مشکل نہ ہو۔ لیکن مجھ سے لڑنے والے تینوں آدمی زمین بوس ہو گئے تھے۔ وہ چوتھا جو پہلے میرے ہاتھ مار کھا چکا تھا ایک سمت دوڑتا چلا گیا تھا۔ پٹنے والے نوجوان نے ادھر اُدھر دیکھا۔ مجمع اب منتشر ہونے لگا تھا۔ دوسرے لمحے اُس نے میرا ہاتھ پکڑا اور دوڑنے لگا۔ میں بے اختیار اُس کے ساتھ کھنچتا چلا گیا۔۔۔ وہ کافی تیز دوڑ رہا تھا مجبوراً مجھے بھی اُس کے ساتھ دوڑنا پڑا لیکن بازار سے نکلنے کے بعد دفعتاً میں نے اُس کے ہاتھ کو جھٹکا دیا اور وہ میری باہوں میں آ رہا۔

"سوری ماسٹر، سوری۔ لیکن کیا تمہارا دماغ خراب ہے۔ تمہا یہاں آنا ہی کیا کم تھا کہ اس کے بعد تم نے ہیڈلے سے جھگڑا مول لے لیا۔ جانتے ہو ہیڈلے کون ہے؟"

"جانتا نہیں ہوں، جاننا چاہتا ہوں۔"

"وہ ڈی گام کا بھتیجا ہے۔" اور اُس کا منہ لولا بیٹا۔ وہ یہ وہ سب کچھ کر سکتا ہے جو دوسرے نہیں کر سکتے۔"

"بزدلی دنیا کی سب سے شاندار چیز ہے کوئی تمہیں کب تک مارے گا۔ مارنے سے زیادہ پٹنے کی مشق کرنی چاہیے۔ لیکن تم نے میرا کام بگاڑ دیا۔ میں آج تک لوگوں سے پٹتا رہا ہوں اس لیے زندہ ہوں۔"

"لعنت ہے ایسی بزدلی پر۔ اس زندگی سے تو موت اچھی ہے۔"

"لعنت ہے تم پر جو اس نوجوانی کی عمر میں مجھے مرنے کا مشورہ دے رہے ہو۔ مگر اب کہاں جاؤ گے۔ تم دیسی؟ کون سے محفوظ تھے کہ اب تم نے ہیڈلے سے دشمنی بھی مول لی۔ وہ سیدھا ڈی گام کے پاس گیا ہو گا۔ مجھے یقین ہے کہ سیدھا وہیں گیا ہو گا۔ اور اُس کے بعد۔۔۔ اُس کے بعد ارے؟ چلو یہاں سے میرے ساتھ ہی چلو آؤ۔ آؤ رک کیوں گئے؟" اُس نے پھر میرا ہاتھ پکڑ کر دوڑنا شروع کر دیا لیکن میں نے اُس کی رفتار کم کر دی۔

"اگر چلنا ہی ہے تو پُرسکون انداز میں چلو۔"

"تمہارا سکون ہمیشہ کے لیے رخصت ہو جائے گا۔ تھوڑی دیر انتظار تو کر لو۔"

"تو پھر تم کیوں مر رہے ہو میرے لیے۔ ظاہر ہے

تم نے تو نہیں کہا تھا کہ میں اُسے ماروں۔ میں نے اپنی مرضی سے ان لوگوں کی پٹائی کی تھی۔

"اب تمہیں بھی تو نہیں چھوڑ سکتا۔ اتنا ذلیل فطرت بھی نہیں ہوں۔ آ جاؤ میرے بھائی۔ اپنی موت کے ساتھ ساتھ کم از کم مجھے تو نہ مارو۔ میں نے تو ابھی اس دنیا میں کچھ بھی نہیں دیکھا۔" اُس نے ایسے انداز میں کہا کہ مجھے ہنسی آ گئی۔ بہرطور میں اُس کے ساتھ چل پڑا تھا۔ تھوڑا فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ ایک چھوٹے سے مکان کے دروازے کا تالا کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ پھر اُس نے اپنے پیچھے تیزی سے دروازہ بند کر دیا۔ اُس کا سانس دھونکنی کی مانند چل رہا تھا۔ چند لمحات وہ خود پر قابو پانے کی کوشش کرتا رہا۔ پھر آنکھیں بند کر کے گردن جھٹکتے ہوئے بولا۔ "تم نے اچھا نہیں کیا۔ واقعی تم نے اچھا نہیں کیا۔"

"تو ٹھیک ہے تمہارے ساتھ جو کچھ کسر رہ گئی ہے میں پوری کیے دیتا ہوں۔" میں نے آگے بڑھ کر اُس کا گریبان پکڑ لیا اور اُس نے دونوں ہاتھ بلند کر دیے۔"

"ارے نہیں۔ نہیں، جب دوستی کا قدم بڑھایا ہے تو پھر دوستی بھی برقرار رہنے دو۔ ویسے ہی دو چار ہاتھ مار کر تمہیں کیا ملے گا۔ یقین کرو میں تو کسی کتیا کے پلے سے بھی پٹنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا۔ یہ میری پالیسی ہے اور بلاشبہ ایک بہترین پالیسی۔ میں نے بزدلی کا ریکارڈ قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اب تک اپنی بات پر قائم ہوں۔ مجال ہے جو کسی کے ایک تھپڑ بھی لگایا ہو ہم نے جبکہ لوگ نہ جانے میرے ساتھ کیا کیا سلوک کرتے ہیں۔ دلیر آدمیوں کو میں نے عموماً خون میں سرخ دیکھا ہے۔ اگر خون کی سرخی کہیں کہیں جھلک آئے تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن پورا بدن ہی خون میں ڈوب جائے تو تم خود سوچو کیا حشر ہوتا ہو گا۔"

اُس کی احمقانہ گفتگو پر مجھے ہنسی آ گئی۔ میں نے اُس کا گریبان چھوڑ کر اُسے پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا۔ "تم دلچسپ آدمی ہو، لیکن وہ لوگ تمہیں کیوں مار رہے تھے؟"

"میں نے کہا نہ مارنے والوں کے بارے میں تو میں کبھی غور ہی نہیں کرتا۔ ویسے اُن کا مارنا حق بجانب تھا۔ مگر تم درمیان میں کود پڑے۔ وہ چار ہاتھ اور جھاڑ لیتے اور اس کے بعد خود ہی بڑبڑاتے ہوئے واپس چلے جاتے۔ اصل خطرہ تو اب شروع ہوا ہے۔"

"تمہارا نام کیا ہے؟" میں نے سوال کیا لیکن اس سے قبل کہ وہ کوئی جواب دیتا۔ باہر زوردار آوازیں سنائی دینے لگیں اور اُس کا چہرہ فق ہو گیا۔ اُس نے ڈرے ڈرے لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے۔ وہ آ گئے۔ کمال کی بات ہے۔ انہوں نے اتنی جلدی یہ اندازہ لگا لیا کہ ہم دونوں اس طرف آئے ہیں ضرور کسی اوسے نے ہمیں اس طرف آتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔"

میں اُس کی طرف دیکھنے لگا۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ دروازے کے باہر لوگوں کے بولنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ اور اُس دبلے پتلے نوجوان نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ "میرا خیال ہے یہاں سے بھی نکل چلو۔ پچھلی دیوار کود کر باہر نکلنے میں بہت زیادہ دقت نہیں ہو گی۔ بہرطور میں تمہیں کوئی نہ کوئی ایسی جگہ ضرور بتا دوں گا جہاں چھپ کر اُن سے جان بچائی جا سکتی ہے۔" اس کے ساتھ ہی وہ گھر کے عقبی حصے کی جانب بھاگا تھا۔ لیکن میرے لیے فرار ہونا ممکن نہیں تھا۔ دروازے پر زوردار ضربیں پڑ رہی تھیں۔ میں نے خود ہی آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ سب سے آگے وہی نوجوان تھا جسے ہیڈلے کے نام سے متعارف کرایا گیا تھا۔ وہ غصے سے دیوانہ ہو رہا تھا۔ چار پانچ آدمی اُس کے ساتھ اور تھے۔ ہیڈلے نے میری شکل دیکھی تو دیوانگی کے انداز میں آگے بڑھ کر کسی گینڈے کی طرح میرے سینے پر ٹکر ماری۔ میں نے اپنے آپ کو اُس کے زد سے بچایا لیکن اُس نے دوبارہ وہی حرکت کی تو میری بھرپور ٹھوکر اُس کے چہرے پر پڑی۔ اور وہ کسی زخمی سانڈ کی طرح ڈکراتا ہوا زمین پر لڑکھڑاتا ہوا گر پڑا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اُس نے دونوں ہاتھ ٹکا کر کھڑے ہونے میں دیر نہیں لگائی۔۔۔ دوسرے لمحے اُس نے اپنا پستول نکال لیا۔ لیکن اُسے موقع دیے بغیر میں نے اپنی ہتھیلی کی ضرب اُس کی گردن پر لگائی اور اس ضرب نے اُسے زمین چاٹنے پر مجبور کر دیا۔ اس سے پہلے کہ وہ کوئی آواز نکالتا یا اپنا پستول استعمال کرنے کی کوشش کرتا، میں نے اپنا ایک پاؤں اُس کی کلائی پر رکھا اور دوسرا سینے پر۔ وہ انتہائی قوت صرف کر رہا تھا لیکن میں نے پستول والے ہاتھ کو رگڑ رگڑ کر رکھ دیا اور پھر جھک کر اُس کا پستول اٹھا لیا۔ ذرا سا موقع ملا تھا اُسے۔ میرے جھکتے ہی اُس نے دونوں ٹانگیں موڑ کر میری پشت پر دے ماریں اور پھر خود اپنے آپ کو میری گرفت سے آزاد کرانے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن اب میں اُسے چھوڑ نہیں سکتا تھا۔

میں نے اُس کے اٹھتے ہی ایک اور گھونسا اتنی قوت سے اُس کے سر پر مارا کہ وہ آواز نکالے بغیر زمین پر گر پڑا۔ پستول اب میرے ہاتھ میں تھا۔ میں نے اس کھیل کو بہت زیادہ طوالت نہیں دی اور جھک کر اُس کی دونوں ٹانگیں پکڑیں اور اُسے اٹھا کر اُس کے ساتھیوں پر پھینک دیا جو آنکھیں پھاڑے ہوئے اس منظر کو دیکھ رہے تھے۔ پھر میں نے پستول سے جیسے ہی ہوائی فائر کیے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ان میں جھگڑ پڑ گئی۔ ہیڈلے اپنے ساتھ ڈی گام کو نہیں لایا تھا بلکہ شاید اپنے نئے مددگاروں کو ساتھ لے کر آیا تھا جو اُس کی نگاہ میں زیادہ بہادر تھے۔ یہ دوسری بات ہے کہ ان بہادروں نے بھی ساتھ نہیں دیا تھا۔ ویسے ہی ہیڈلے کی آمد کا اعلان ہو گیا تھا اور آس پاس کے گھروں کے دروازے کھل گئے تھے پھر پستول کی آواز نے مزید لوگوں کو چونکا دیا تھا۔ ہیڈلے کا خون میں ڈوبا ہوا جسم دروازے کے باہر پڑا ہوا تھا۔ میں نے بہت زیادہ بہادری کا مظاہرہ نہیں کیا۔ سب لوگوں سے ٹکرانا میرے لیے ممکن نہیں تھا۔ چنانچہ میں نے دروازہ بند کر دیا اور ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ جہاں تک میرا اندازہ تھا میرا نوجوان دوست پچھلی دیوار سے کود کر فرار ہو گیا تھا۔ لیکن دفعتاً ہی مجھے اُس کی لرزتی ہوئی آواز سنائی دی "لیول گتا ہے جیسے ووگ میں اب میری زندگی کے دن بھی پورے ہو گئے۔ مجھے یقین تھا کہ اگر میں نے کبھی بہادر بننے کی کوشش کی تو یہ وقت بہت جلد نزدیک آجائے گا۔ کون سے گا میری بات کہ اس ساری کارروائی میں میرا کوئی قصور نہیں تھا۔"

میں نے چونک کر اُسے دیکھا۔ پسینے میں ڈوبا ہوا تھا۔ نہ جانے کہاں چھپا تھا کہ پسینے میں تر ہو گیا تھا اس کے چہرے پر خوف کے سائے لہرا رہے تھے۔

"احمق آدمی۔ میں نے تو تم سے نہیں کہا تھا کہ تم مجھے اپنے گھر لے آؤ۔"

"اخلاق بھی کوئی چیز ہوتی ہے مسٹر لیکن تم نے تو کباڑہ ہی کر دیا۔ اب بھی اگر زندگی بچانا چاہتے ہو تو میرے ساتھ عقبی دیوار کود کر نکل چلو۔ سامنے کی طرف رخ کرنا نہ صرف تمہارے لیے بلکہ میرے لیے بھی خطرناک ہو گا۔ میرا بھی نکل جانا بہتر ہے۔ کیونکہ ڈی گام کے آدمی سنتے نہیں صرف عمل کرتے ہیں۔ آؤ۔ خدا کے واسطے آجاؤ۔" اُس نے دونوں ہاتھ جوڑے اور میں نے اُس کی مشکل حل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ عقبی دیوار جو زیادہ بلند نہیں تھی کود کر ہم دونوں باہر نکل آئے۔

وہ برق رفتاری سے ایک سمت دوڑ رہا تھا۔ مکانات یہاں بھی تھے لیکن اس طرف سناٹا پھیلا ہوا تھا اور یہ سناٹا ہم دونوں کے لیے معاون ثابت ہوا۔ وہ دوڑتا رہا ساتھ ہی مجھے پلٹ پلٹ کر دیکھتا بھی جا رہا تھا۔ میں نے یہ اندازہ لگایا کہ اس نے صرف اپنی ہی جان بچانے کی کوشش نہیں کی تھی بلکہ میرے لیے بھی فکرمند تھا۔ اس کا مقصد ہے کہ ووگ کے اس باشندے کے اندر کم از کم احسان مندی کا جذبہ ضرور موجود ہے۔ مختلف راستوں اور ڈھلانوں سے گزارتا ہوا وہ مجھے اُس دریا کے کنارے لے آیا جہاں سے ووگ کے اندرونی حصے میں داخل ہوا جا سکتا تھا۔

پھر ایک ٹوٹی ہوئی بوسیدہ پن چکی کی عمارت میں داخل ہونے کے بعد وہ عمارت کے ایک ایسے گوشے میں آگیا جو ویران پڑا ہوا تھا۔ یہاں کچھ ٹوٹا پھوٹا سامان پھیلا ہوا تھا اور کہیں بھی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں آرام سے بیٹھا جا سکے۔ اُس نے ٹین ڈبے ہٹانا شروع کر دیے۔ لکڑی کے کچھ تختے لایا اور انہیں برابر بچھا کر اتنی جگہ بنا دی کہ وہاں آرام سے بیٹا جا سکے۔ اس کام میں اُس نے کافی محنت کی تھی جس کی وجہ سے ہانپنے لگا تھا۔ میں نے کم از کم اس سلسلے میں اُس کی کوئی مدد نہیں کی پھر اُس نے ہانپتے ہوئے مجھے تختوں پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود مُردے کی مانند لمبا لمبا لیٹ گیا۔ میں تختوں پر بیٹھ کر ٹوٹی ہوئی دیوار سے باہر کے مناظر دیکھنے لگا دریا کے سطح پر آبی پرندے تیر رہے تھے اڑ رہے تھے۔ ٹوٹی ہوئی دیوار سے دریا کی طرف سے چلنے والی ہوائیں اندر آ رہی تھیں اور ان کے ٹھنڈے جھونکے بے حد خوشگوار محسوس ہو رہے تھے۔ کافی دیر تک میرا دوست اسی طرح لیٹا رہا پھر جب اُس کی سانس اعتدال پر آگئی تو اٹھ کر بیٹھ گیا۔ "میرے اوپر اس سے برا وقت کبھی نہیں آیا تھا۔"

"مجھے افسوس ہے کہ میری ہمدردی تمہارے لیے مصیبت بن گئی۔" میں نے کہا اور وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگا۔ پھر اُس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ "اب ایسا بھی نہیں میں بزدل ضرور ہوں لیکن کوئی میرے لیے دلیری دکھائے تو مجھے اُس کی قدر تو کرنی ہی چاہیے۔ سوری شاید میرے یہ الفاظ تمہیں یہ احساس دلا رہے ہیں کہ تمہاری اس مداخلت سے بددل ہوں۔"

"نہیں میرے دوست ایسی کوئی بات نہیں ہے، البتہ غالباً تم ووگ کے ماحول سے واقف نہیں ہو۔ اور کیسے ہو سکتے ہو۔ سنا ہے تم یہاں بالکل اجنبی ہو لیکن اے نوجوان سیاح، سیاحت کے لیے بھی کم از کم اچھی جگہ کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ پتا نہیں ووگ میں داخل ہونے کا خبط تمہارے ذہن میں کیوں سما گیا۔ جبکہ مجھے یقین ہے کہ لوگوں نے قدم قدم پر تمہیں اس بارے میں بتایا ہو گا۔"

"ہاں، اور یہی چیز میری دلچسپی کا باعث بنی۔"

"جوانی بے شک سرپھری ہوتی ہے اور اگر اس میں خطرات مول نہ لیے جائیں تو پھیکی محسوس ہوتی ہے۔ لیکن زندگی ان تمام تصورات سے زیادہ قیمتی ہے۔ ویسے تمہارا نام کیا ہے۔"

"مسعود۔" میں نے جواب دیا۔

"عجیب نام ہے، شاید میں اسے ادا نہیں کر سکتا۔ تم مجھے ڈینی کہہ سکتے ہو۔" اُس نے کہا اور میں نے گردن ہلا دی۔ لیکن دفعتاً ہی میرے ذہن میں ایک یاد نے سر اُبھارا۔ جس شخص نے

مجھے ویلی کراسنگ پر لفٹ دی تھی اُس نے ووگ میں رہنے والے اپنے بھتیجے کے بارے میں بھی بتایا تھا جس کا نام ڈینی ہی لیا تھا۔ اُس نے کہا یہ وہی ڈینی ہے۔

میں مسکراتی نگاہوں سے اُسے دیکھنے لگا۔ پھر میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ "ہاں، شاید میں ڈینی کو جانتا ہوں لیکن مسٹر ڈیل ریگم نے یہ بات نہیں بتائی تھی کہ ڈینی ایک بزدل نوجوان ہے۔ جبکہ مسٹر ڈیل ریگم تمہاری طرح بزدل نہیں تھے۔"

ڈینی نے چونک کر مجھے دیکھا اور تعجب سے بولا۔ "کیا نام لیا تم نے۔ ڈیل ریگم۔"

"ہاں، کیا وہ تمہارے چچا نہیں ہیں؟"

"آہ تم انہیں کیسے جانتے ہو؟" وہ عجیب سے لہجے میں بولا۔

"بس یوں سمجھو کہ ووگ آتے ہوئے انہوں نے مجھ سے یہ بات کہی تھی کہ اگر ووگ میں کسی مشکل کا شکار ہو جاؤں تو ڈینی سے رابطہ قائم کروں وہ میری مدد کرے گا۔"

"کمال ہے! اور تم نے مجھ سے اس طرح رابطہ کیا کہ خود میری مدد پر تل گئے۔ میرے پیارے بھائی بے شک میرے اور اُن کے درمیان چچا بھتیجے کا رشتہ ہے لیکن ووگ میں رہ کر رشتے نہیں نبھائے جا سکتے۔ یہ بڑا مشکل کام ہے۔ یہاں تو انسان نفسانفسی کا شکار رہے۔ تم نے خود بھی اندازہ لگا لیا ہو گا۔"

"اس کے باوجود ڈینی تم غیر فطری طور پر میری مدد پر آمادہ ہو۔ اگر تم واقعی اتنے بزدل ہو تو میرے ساتھ کیوں نظر آ رہے ہو۔ تمہیں اندازہ ہے کہ میں خطرناک حالات میں گھرا ہوا ہوں۔ تمہیں تو چاہیے تھا کہ مجھ سے دور رہتے۔"

"نہیں۔ اب یہ بھی ممکن نہیں ہو سکتا۔ کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑے گا۔ بڑی مشکل پیش آئے گی۔"

ڈیئر ڈینی تمہیں میرے ساتھ پریشان ہونے کی ذرا بھی ضرورت نہیں۔ تم اطمینان سے جہاں جانا چاہو چلے جاؤ۔ ویسے یہ جگہ میرے لیے کافی عمدہ ہے بلکہ مجھے افسوس ہے کہ پہلے میں نے اس کے بارے میں کیوں نہیں سوچا۔"

"نہیں۔ یہ محفوظ نہیں ہے۔ دریا کے کنارے محافظ دن رات گشت کرتے ہیں وہ تمہیں نظر نہیں آ سکتے۔ لیکن تم اُن کی نگاہ میں ہو گے۔ یہ تمام محافظ بل برڈ کے محافظ کہتے ہیں جن کے سپرد یہ ذمہ داری ہے کہ بل برڈ کا کوئی بھی فرد یہاں سے فرار نہ ہونے پائے۔"

"ہوں، ڈینی تم نے بھی کبھی ووگ سے نکلنے کی کوشش نہیں کی؟" میں نے سوال کیا اور ڈینی عجیب سے انداز میں ایک ٹھنڈی سی سانس لی، پھر بولا۔ "میں تنہا ووگ سے باہر نہیں جانا چاہتا۔"

"ہاں، بظاہر، لیکن میرے سینے میں کوئی اور پوشیدہ ہے۔ اگر وہ ایک بار میرے ساتھ ووگ سے نکلنے کی خواہش کا اظہار کر دے تو ڈینی وہ واحد انسان ہو گا جو ووگ سے باہر جا سکتا ہے۔"

"کون ہے وہ؟"

"کیا کرو گے یہ جان کر، کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ میری محبت ایک طرف ہے۔ یعنی صرف میں اُسے چاہتا ہوں۔ اُس کے چاہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔"

"کیا وہ تم سے نفرت کرتی ہے؟"

"نہیں اُسے معلوم بھی نہیں کہ ڈینی جیسا بزدل اور مریل شخص اُسے پیار کر سکتا ہے۔ دیکھو دوست بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو ہمیں حاصل نہیں ہو سکتیں۔ لیکن کیا ہم اُن کی چاہت بھی دل میں چھپا کر نہ رکھیں۔ جب اس بات کا یقین ہے کہ اُس کا حصول ممکن نہیں ہے تو پھر کیا ضروری ہے کہ اُس سے اظہار کر کے اُس سے نفرت بھی مول لی جائے۔"

"خوب تم تو اپنی طرح کے عاشق معلوم ہوتے ہو۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ڈینی نے شاید میری بات پر غور ہی نہیں کیا تھا۔ وہ اپنی محبوبہ کے تصور میں گم ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس نے کہا۔ "رات کے کھانے کے لیے کیا کرو گے؟ کیا تمہارے پاس کرنسی موجود ہے؟ میرا مطلب ہے کھانا تو خریدا جا سکتا ہے؟"

"ہاں، میرے پاس کافی رقم موجود ہے۔ تم اگر چاہو تو یہ رقم مجھ سے لے سکتے ہو۔"

"کتنے افسوس کی بات ہے کہ میرے چچا نے تمہیں میرا مہمان بنا کر بھیجا لیکن میں کیا کروں۔ ووگ میں ایسے ذرائع ہی نہیں رہے ہی نہیں کہ انسان آسانی سے اپنا پیٹ بھر سکے اور پھر مجھ جیسے شخص کے لیے تو یہاں کوئی بھی ایسا انتظام نہیں ہے۔ اب تم خود سوچو وہ لوگ مجھے مار رہے تھے نہ مارتے تو کیا کرتے۔ میں اُن کی شراب پی گیا تھا۔"

"کیا مطلب؟"

"انسان کو اگر تھوڑی بہت شراب کی طلب ہو تو وہ کہاں سے حاصل کرے۔ اس کے لیے باقاعدہ پلاننگ کرنی پڑتی ہے۔ چنانچہ میں نے پلاننگ کر کے اُن کی شراب پی لی اور اُس کے بعد یہ بات بھی میری پلاننگ ہی میں شامل تھی کہ وہ لوگ میری مرمت کریں گے۔ چنانچہ اُن شریف لوگوں نے ایسا ہی کیا اور تم ناواقفیت کی بنیاد پر میرے ہمدرد بن گئے حالانکہ میں نے مار کھانے کی بڑی مشق کی ہے۔ بہرحال تم سے کرنسی تو میں کسی قیمت پر نہیں لوں گا۔ چونکہ بہت سی چیزیں اصولوں کے خلاف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوتی ہیں اور ڈینی کے بھی کچھ اصول ہیں۔ میں کوشش کروں گا کہ رات کا کھانا تمہارے لیے لا سکوں۔"

مجھے ہنسی آ رہی تھی۔ میں نے اس کے شانے کو تھپکتے ہوئے کہا۔ "نہیں ڈینی، میرے لیے تم بالکل فکرمند نہ ہونا۔ میں کھانا باہر جا کر کھاؤں گا۔"

"کیا غضب کر رہے ہو؟ کیا تمہارا باہر جانا مناسب ہوگا؟"

"ہو یا نہ ہو لیکن بہرطور کھانا میں باہر ہی کھاؤں گا۔ اور اگر تم نے اس کی تکلیف کی تو بلاوجہ حماقت کرو گے۔"

"چلو ٹھیک ہے اگر تم اصرار کر رہے ہو تو جیسا تم پسند کرو۔"

"لو یہ تھوڑی سی رقم رکھ لو تمہارے کام آئے گی۔ سویرے میں کل صبح تمہیں یہیں ملوں گا۔ اگر کوئی دقت نہ ہو تو آ جانا۔"

"میں جاؤں؟" ڈینی نے نوٹ لے کر جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔ اور میں نے مسکراتے ہوئے گردن ہلا دی۔ ڈینی چلا گیا۔

اندر میں اس پن چکی کے جائے وقوع کا جائزہ لینے لگا۔ دریا کی سمت بل ٹیرو کے محافظ موجود ہو سکتے تھے کیونکہ وہاں بڑی بڑی گھنی جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں اور ان جھاڑیوں میں کئی کئی افراد بآسانی پوشیدہ ہو سکتے تھے۔ بلکہ ڈینی نے اچھا ہی کیا کہ مجھے ان کے بارے میں تفصیلات بتا دیں۔ اگر مجھے علم نہ ہوتا اور چھپنے کے لیے کوئی جگہ درکار ہوتی تو یقیناً میں انہی جھاڑیوں کا رخ کرتا۔ بہرحال دوسری جانب سے باہر نکل کر میں بھی رات کی تاریکی میں چل پڑا۔ یہاں میری سب سے گہری شناسا ایک ہی شخصیت تھی۔ ہلڈا گارسن، لیکن اس وقت اس کے پاس پہنچنے کے لیے عقبی راستہ استعمال کرنا مناسب تھا۔

رات کافی ہو چکی تھی چنانچہ چاروں طرف سناٹا پھیل گیا تھا۔ تاہم مجھے کوئی بھی اکّا دکّا فرد چلتا پھرتا نظر آتا تو میں ساکت ہو جاتا تاکہ کسی کی نگاہ مجھ پر نہ پڑ سکے۔ مجھے ہوٹل تک پہنچنے میں کوئی دقت نہیں ہوئی اور اس کے عقبی دروازے سے میں اندر داخل ہو گیا۔ روشنی جل رہی تھی۔ دروازے پر پہنچ کر میں نے ہلکی سی دستک دی لیکن اندر سے کوئی آواز نہیں سنائی دی تھی۔ تب میں نے انگلی سے دروازے کو دھکیلا، اور دروازہ کھل گیا۔ ہلڈا اپنے کمرے میں ابھی موجود نہیں تھی۔ بہرطور میں نے دروازہ اسی طرف بند کیا اور اطمینان سے اس کی مسہری پر بیٹھ گیا۔ زبردستی کا مہمان بنا ہوا تھا لیکن کیا بھی کیا جا سکتا تھا۔ تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد ہلڈا اندر آئی اور مجھے دیکھ کر کھل اٹھی۔ "مجھے یقین تھا کہ تم ضرور آؤ گے!"

"وہ کیسے ہلڈا؟" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس بہت سی باتوں کا خود بخود یقین ہو جاتا ہے۔ میں ابھی واپس آئی ہوں یقیناً تم نے کھانا نہیں کھایا ہوگا۔ آج میں نے تمہارے لیے کچھ خصوصی چیزیں تیار کی ہیں۔"

میں نے تعجب سے ہلڈا کو دیکھا۔ یہ صرف اتفاق تھا کہ میں نے اس کے پاس جانے کا فیصلہ کیا تھا ورنہ جن حالات سے میں گزرا تھا اُن کے تحت ممکن ہے اس رات میں اس طرف نہ آتا۔ ہلڈا واپس آئی تو اس کے پاس کچھ پھل، بھنا ہوا مرغ اور کچھ میٹھی چیزیں بھی تھیں۔ اس نے یہ تمام چیزیں میرے سامنے لگا دیں اور پھر دروازہ بند کر کے خود بھی بیٹھ گئی۔

"میں نے سوچا تھا کہ آج کھانا تمہارے ساتھ کھاؤں گی۔"

"کیا بات ہے ہلڈا، آج بہت خوش نظر آ رہی ہو۔"

"ہاں، تمہاری وجہ سے۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "کھانا شروع کرو پلیز۔ ٹھنڈا ہو جائے گا۔ میں نے بمشکل تمام گرم رکھا ہے۔"

کھانا کھاتے ہوئے میں نے ہلڈا سے اس کی خوشی کی وجہ پوچھی تو وہ کہنے لگی۔ "تم نے ووگ میں ایک انوکھی تحریک پیدا کر دی ہے۔ شاید تم اس بات کا اندازہ لگا چکے ہو گے کہ ووگ کے رہنے والے بل ٹیرو سے شدید نفرت کرتے ہیں۔ لیکن اس کے خلاف کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ تمہیں کو یل وقت گزر چکا ہے اور بل ٹیرو تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکا بلکہ سنا ہے کہ تم نے ڈی گاگا کے بھتیجے ہیڈلے کو بری طرح مارا پیٹا ہے۔ آج ہوٹل میں جتنے بھی لوگ آئے تم اُن سب ہی کا موضوع تھے۔ وہ تمہارے بارے میں گفتگو کر رہے تھے اور طرح طرح کی دل ہلا دینے والی پیش گوئیاں بھی کر رہے تھے۔ کچھ کا کہنا تھا کہ بل ٹیرو کا آخری وقت آ گیا اور ووگ میں داخل ہونے والا اجنبی درحقیقت کوئی انسان نہیں بلکہ آسمان سے اترا ہوا ایک ایسا فرشتہ ہے جو بالآخر ووگ کو بل ٹیرو سے نجات دلا دے گا۔"

میں نے متعجبانہ انداز میں ہلڈا کی صورت دیکھی تھی۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "ووگ کے لوگوں کو بل ٹیرو سے نجات دلاؤ یا نہ دلاؤ لیکن جب تم یہاں سے واپس جاؤ تو ہلڈا تمہارے ساتھ ہوگی۔ کیوں؟ کیا تم اس سے انکار کرتے ہو؟"

"نہیں ہلڈا لیکن کیا ووگ سے واپس جانا اتنا ہی آسان کام ہوگا؟"

"میں بھی دوسرے لوگوں سے متفق ہی ہوں۔ تم بل ٹیرو کا خاتمہ کرنے کے بعد ہی یہاں سے جاؤ گے، اور اس وقت ووگ سے نکلنا کسی کے لیے مشکل نہیں ہوگا۔"

میں گہری سانس لے کر ہلڈا کو دیکھنے لگا۔ حماقت تھی اس کی۔

میرے پاس اتنا وقت کہاں تھا کہ میں ایسے کسی مسئلے میں الجھوں۔ مجھے تو اپنا کام کر کے یہاں سے چلے جانا تھا۔ نہ جانے کیوں مجھے تبت کے وہ قبائل یاد آ گئے جہاں مجھے ایک سردار کی حیثیت دے دی گئی تھی اور امیدیں وابستہ کی گئی تھیں کہ میں اس قبیلے کی اصلاح کے لیے بہت کچھ کروں گا۔ لیکن وقت اس بات کی مہلت کہاں دیتا ہے اور پھر میں تنہا تھا۔ بل ٹیرو تے نہ جانے کیا سوچ کر ابھی تک مجھ پر ہاتھ نہیں ڈالا تھا لیکن جس قسم کے قصے اس کے بارے میں سنے تھے اُن سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ وہ معمولی شے نہیں ہے۔

میں نے ہلڈا سے کہا۔ "تم نے مجھ سے بہت سی توقعات وابستہ کر لی ہیں ہلڈا۔ اگر میں تمہاری یہ توقعات پوری نہ کر سکا تو تمہیں بہت رنج ہوگا۔"

"کیا مطلب؟"

"بس ایسے ہی کہہ رہا تھا۔ ہیڈلے کو زخمی کرنے کے بعد میرا خیال ہے یہاں کے حالات میرے لیے کافی خطرناک ہو گئے ہیں ممکن ہے اس کے بعد میں تمہارے ہوٹل بھی نہ آ سکوں۔"

"اگر کوئی بہت ہی پریشان کن صورتحال پیش آ جائے تو پھر یہاں آنے میں تکلف مت کرنا۔ جو کچھ بھی ہوگا دیکھا جائے گا۔"

"ہلڈا یہاں ووگ میں تم نے کسی اور کا سہارا تلاش کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی؟" میں نے کہا اور ہلڈا خاموش ہو گئی۔

کافی دیر گزرنے کے باوجود اس نے اس بات کا جواب نہیں دیا تو میں نے گہری سانس لے کر کہا۔ "حالانکہ تم مجھے اپنی ذہنی کیفیت کے بارے میں بتا چکی ہو لیکن کیا تم نے کبھی یہ بھی نہیں محسوس کیا کہ اور کوئی تمہاری طرف متوجہ ہے؟"

"دراصل ان حالات میں ایسی باتوں پر توجہ دینے کی مہلت کہاں ملتی ہے مسٹر۔ البتہ ایک بہت ہی احمق قسم کا آدمی یہاں آتا رہتا ہے۔ ووگ ہی کا باشندہ ہے لیکن شاید ووگ کا سب سے ناکارہ انسان۔ میں محسوس کرتی ہوں کہ وہ ذہنی طور پر مجھ سے متاثر ہے۔ لیکن تم خود سوچو کیا انسان کسی ایسی شخصیت سے متاثر ہو سکتا ہے جس کی اپنی کوئی حیثیت ہی نہ ہو۔ میں ڈینی کی بات کر رہی ہوں۔ جسے تم نے اُن شرابیوں سے بچانے کی کوشش کی تھی۔"

"میرے خدا" میں اچھل پڑا۔ "تو ڈینی تم سے محبت کرتا ہے۔ اس نے مجھ سے اس بات کا تذکرہ کیا تھا کہ وہ کسی کو پیار کرتا ہے۔ لیکن اس کا نام نہیں بتایا تھا اس نے۔"

"اوہ! اس کا مقصد ہے کہ میرا اندازہ درست تھا۔" ہلڈا نے کہا۔

"ہاں سو فیصدی۔ ڈینی نے انتہائی افسردہ لہجے میں کہا تھا کہ زندگی میں جسے اس نے چاہا ہے اس کے حصول کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ لیکن ہلڈا کیا شخصیتوں کے ناکارہ ہونے کا اندازہ بھی لگایا ہے تم نے؟"

"میں سمجھی نہیں۔ تم اچانک ہی اس موضوع پر کیوں آ گئے؟"

"اس کی کوئی خاص وجہ نہیں۔ بس تم سے تمہارے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ لیکن یہ جان کر کہ ڈینی تم سے پیار کرتا ہے مجھے ایک عجیب سا احساس ہو رہا ہے۔"

"کیسا احساس؟"

"ہلڈا! بعض اوقات انتہائی ناکارہ لوگ بھی ایسی عجیب و غریب صلاحیتوں کے مالک نکل آتے ہیں کہ اُن پر یقین نہیں آتا۔"

"لیکن ڈینی میں ایسی کوئی صلاحیت نہیں ہے۔ وہ پرلے درجے کا نکما، کام چور اور بے غیرت ہے۔ دوسروں کی چیزوں پر اس طرح ہاتھ صاف کر دیتا ہے کہ آدمی سوچ بھی نہیں سکتا۔ اور اس کے بعد اسے مار لیا جائے۔ پیٹ لیا جائے۔ اس نے اسی کی مشق کی ہے۔ وہ کبھی اپنے جرم سے انکار نہیں کرتا۔ اب تم خود بتاؤ، اگر کوئی تمہاری جیب سے کچھ نکال لے۔ اسے خرچ کر دے۔ اور تمہارے سامنے صورت بنا کر آ بیٹھے۔ تو تم اس کے ساتھ زیادہ سے زیادہ کیا سلوک کر سکتے ہو؟ ڈینی اس صورتحال کو جانتا ہے کہ یہاں کے لوگ ایسی باتوں پر کیا کر سکتے ہیں۔ بہرطور یہاں قانون کی حکمرانی نہیں ہے۔ بلکہ یہاں کا قانون بل ٹیرو کا قانون ہے لیکن اس کے باوجود چھوٹے موٹے مجرموں کو کوئی نہ کوئی سزا تو دی جاتی ہے۔ چنانچہ لوگ ڈینی کو قتل نہیں کرتے۔ کیونکہ قتل کرنا ایک خطرناک بات ہے۔ اور کسی بھی لمحے قاتل مصیبت میں گرفتار ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر اُسے بل ٹیرو کی حمایت حاصل ہو جائے تو دوسری بات ہے۔ لیکن بل ٹیرو بھلا ایسے چھوٹے موٹے معاملات میں مداخلت کیوں کرنے لگا۔"

مجھے ہنسی آ گئی۔ ڈینی کی شخصیت واقعی بے حد دلچسپ ہوتی جا رہی تھی۔ تب میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اور اگر ہلڈا! کبھی ڈینی تم سے باقاعدہ اظہارِ عشق کر بیٹھے؟"

"تو میں جوتا اتار کر دس بیس جوتے اس کے منہ پر مار دوں گی۔ اُسے ذرا بھی اعتراض نہیں ہوگا۔" ہلڈا نے کہا اور بے اختیار میرا قہقہہ نکل گیا۔ پھر میں نے کہا۔ "اس کے علاوہ بھی تو تم کچھ اور کر سکتی ہو ہلڈا۔"

"کیا؟" اس نے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔

"ڈینی کی محبت کا اقرار۔ اس کی محبت کو قبول بھی تو کر سکتی ہو تم۔"

"کیسی باتیں کر رہے ہو مسٹر۔" اس نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کیوں ہلدا! کیا اس ویران جہنم میں زندگی گزارنا تمہیں زیادہ پسند ہے؟ اس کے برعکس اگر ڈینی جیسی کوئی شخصیت تمہاری زندگی میں شامل ہو جائے۔ اور تم دونوں ووگس سے نکل کر اپنے مستقبل کی تعمیر کرلو تو؟"

"ڈینی کے ساتھ کسی اچھے مستقبل کا تصور بھی نہیں کیا سکتا۔ اس کا ساتھ تو ایسا ہی ہے جیسے ووگ کی ویرانی میں قید رہنا۔"

"نہیں! میرا خیال ہے ایسی بات نہیں ہے۔ ڈینی کے اندر میں نے کچھ خوبیاں دیکھی ہیں۔ وہ صرف اپنے ماحول سے بیزار ہے۔ اسی بیزاری کا شکار ہے وہ بھی جس کا تم شکار ہو ہلدا! میرے خیال میں زندگی میں اگر انسان کو ایک بھی محبت کرنے والا مل جائے تو وہ بڑا خوش نصیب ہوتا ہے۔"

"میں ڈینی کی وکالت بالکل نہیں کر رہا۔ بلکہ تمہارے بارے میں سوچ رہا ہوں۔ ہلدا! اگر تمہیں اور ڈینی کو یہاں سے نکلنے کا موقع ملے تو میرا مشورہ ہے کہ ڈینی کی رفاقت ضرور قبول کر لینا۔"

"میرے ساتھ ڈینی بھی نکلنے کا پروگرام رکھتا ہے۔"

"ہاں! بالکل اسی طرح جیسے تم۔"

"خیر یہ بعد کی باتیں ہیں۔ اگر یہاں سے نکلنے کا موقع ملا تو ممکن ہے میں اس بارے میں کچھ سوچوں۔ تمہارا اپنا پروگرام کیا ہے۔ کب تک یہاں قیام کا ارادہ رکھتے ہو؟"

"جب تک میرا مقصد پورا نہ ہو جائے۔" میں نے جواب دیا۔

"میں تم سے تمہارے مقصد کے بارے میں کبھی نہیں پوچھوں گی۔ کیونکہ بتانے کی بات ہوتی اور تم مجھے اس قابل سمجھتے تو ضرور بتا دیتے۔"

"جہاں تک تمہارے قابل ہونے کا تعلق ہے ہلدا! تو اگر میں یہ کہوں کہ ووگ میں تم میری پہلی دوست ہو۔ تو غلط نہیں ہوگا۔ لیکن میرا مشن ایسا ہے کہ اگر اس کے بارے میں، میں نے زبان کھول دی تو مصیبتوں میں گرفتار ہو جاؤں گا۔"

"اور میں نہیں چاہتی کہ تم کسی مصیبت میں گرفتار ہو۔" ہلدا نے پرسکون لہجے میں کہا۔ اور اس کے بعد کافی دیر تک وہ میرے پاس بیٹھی رہی۔ بیچاری نے میرے لیے جو کچھ کر سکتی تھی کیا تھا۔ آج میں کھانے کے لیے اس کا شکرگزار تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ وہاں سے چلی گئی۔ پتہ نہیں وہ کہاں سوتی تھی۔ لیکن بہرطور میں اپنے فرض سے غافل نہیں تھا۔ صبح ہونے سے پہلے نکل جانا ضروری تھا۔ تاکہ ہلدا کی پوزیشن مشکوک نہ ہو سکے۔ آج وہ رات تھی جب ڈوئن کاربو پرانی کورٹ میں میٹنگ اٹینڈ کرنے والی تھی۔ اور یہیں وہ مارٹن ایلبرٹو کے سلسلے میں کام کرنا چاہتی تھی۔ چنانچہ یہ رات میرے لیے سونے کی رات نہیں تھی۔ میں ڈوئن کاربو کی طرف سے کسی پیغام کا منتظر تھا۔ اس پیغام کے موصول ہونے میں زیادہ دیر نہ لگی۔ میرے ذہن میں ڈوئن کاربو کی آواز ابھری تھی۔

"غزالی! کیا تم میری آواز سن رہے ہو؟"

"سوفیصدی ڈوئن! میں تمہارا منتظر تھا۔"

"افسوس میرے پاس تمہارے لیے کوئی اچھی خبر نہیں ہے۔"

ڈوئن کاربو مایوس لہجے میں بولی۔ اور میں چونک پڑا۔

"خیریت! کیا بات ہوئی ڈوئن جلدی بتاؤ۔"

"نہیں نہیں! تشویش کی کوئی بات نہیں ہے۔ دراصل وہ میٹنگ ملتوی ہو گئی ہے۔ مارٹن ایلبرٹو اور دوسرے لوگ پرانی کورٹ کی عمارت میں جمع نہیں ہو سکے۔ عین وقت پر پروگرام کینسل ہو گیا۔ میں نے تمام تیاریاں مکمل کر لی تھیں۔ اور اگر مارٹن ایلبرٹو آج یہاں آ جاتا تو یقیناً بہت سے مسئلے حل ہو جاتے۔ دوسرے لوگ پہنچ گئے تھے۔ لیکن عین وقت پر چند افراد کی طرف سے اس میٹنگ کے ملتوی ہونے کا اعلان ہوا۔ مارٹن ایلبرٹو سرے سے یہاں پہنچا ہی نہیں۔"

"اوہ! یہ تو واقعی افسوسناک چیز ہے ڈوئن! اس کا مقصد ہے کہ اب اس کا نیا پروگرام ہمارے علم میں نہیں آسکتا۔"

"نہیں مسٹر غزالی! اس کے لیے تم فکر مت کرو۔ میں اپنا کام جاری رکھوں گی۔ بلاشبہ مارٹن ایلبرٹو یہاں نہیں مل سکا۔ لیکن وہ کب تک ہماری نگاہوں سے اوجھل رہے گا۔ کلارک ووڈ اسٹریٹ کی وہ عمارت تو میرے علم میں ہے۔ اور میں جانتی ہوں کہ کام کس طرح کیا جا سکتا ہے۔ اگر مارٹن ایلبرٹو کو ایک بار بھی وہاں دیکھا گیا تو پھر یوں سمجھ لو کہ میں جونک کی مانند اس سے چمٹ جاؤں گی۔ اور مارٹن ایلبرٹو مجھ سے پیچھا نہیں چھڑا سکے گا۔"

"ڈوئن! اس سلسلے میں تمہیں تنہا خطرات بھی پیش آ سکتے ہیں۔"

"نہیں غزالی! طویل عرصے سے تنہا تھی۔ اور بالآخر کام کر ہی رہی تھی۔ اگر تم ووگ میں لیبوس کے سلسلے میں کچھ امید افزا حالات پاتے ہو۔ تو اپنا کام اطمینان سے جاری رکھو۔ میں یہاں بالکل محفوظ ہوں۔ اور تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ جب تم واپس آؤ گے تو میں تمہیں صحیح حالت میں ملوں گی۔ درحقیقت کچھ ایسے لوگوں کا ساتھ حاصل ہو جائے جن پر یہ بھروسہ ہو کہ وہ تمہاری مدد کریں گے اور تمہارا تحفظ کریں گے، تو انسان خود بخود تساہل پسندی کا شکار ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر وہ تنہا ہو اور اسے یہ احساس ہو کہ اب جو کچھ کرنا ہے اسے خود ہی کرنا ہے تو پھر وہ زیادہ مستعد، چوکنا اور طاقتور ہوتا ہے۔ اس وقت میری یہی کیفیت ہے۔ چنانچہ تم اس بات کے لیے بالکل فکر مت کرو۔ میں یہاں محفوظ ہوں۔ حالانکہ

کا جائزہ لیتی رہوں گی۔ تم اپنا کام جاری رکھو۔ اور یہ بتاؤ۔ کیا لیبوس کے بارے میں کوئی خبر ملی؟"

"نہیں ڈوئن! ابھی تک میں تمہیں کوئی امید افزا اطلاع نہیں دے سکتا۔"

"فکر مت کرو۔ بہرطور ہمیں کام کرنا ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے اس لڑکی کی اطلاعات غلط نہیں ہو سکتیں کیونکہ اس نے سوتے ہوئے اس بارے میں بتایا تھا۔"

"ٹھیک ہے ڈوئن! ابھی کچھ وقت یہاں ضرور صرف کرنا ہوگا اس کے بعد جیسی بھی صورتحال ہوئی اس کا اندازہ ہو جائے گا۔ میں مناسب وقت پر تم سے ذہنی رابطہ قائم کروں گا۔ ہاں اگر کوئی وقت درمیان میں پیش آئے تو براہ کرم مجھے اس بارے میں ضرور بتا دینا۔"

"ٹھیک ہے غزالی! اب میں یہ سلسلہ گفتگو منقطع کرتی ہوں۔ تم اطمینان سے اپنا کام جاری رکھو۔" ڈوئن کی آواز بند ہو گئی اور میں گہری سانس لے کر مسہری پر دراز ہو گیا۔ بہرطور یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ ڈوئن کاربو مارٹن ایلبرٹو پر آسانی سے قابو پا لے گی۔ پتہ نہیں اسے اس سلسلے میں کیا دشواریاں پیش آئیں۔ میں چونکہ خود وہاں موجود نہیں تھا۔ اس لیے اس کی کوئی مدد بھی نہیں کر سکتا تھا۔ مجبوری تھی کیا کیا جا سکتا تھا۔ یہاں ووگ میں اگر لیبوس کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہو جائیں تو کام کرنے میں زیادہ لطف آتا۔ لیکن بظاہر کوئی طریقہ کار ایسا نہیں تھا کہ بل ٹیرڈ تک پہنچنے سے پہلے مجھے لیبوس کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہو جائیں۔ حالات ایسے عجیب و غریب ہو گئے تھے کہ بل ٹیرڈ تک رسائی کا بھی کوئی امکان نظر نہیں آ رہا تھا۔ کوئی ایسا قدم اٹھانا ہوگا جو بہرطور مجھے بل ٹیرڈ تک پہنچا دے۔ خواہ کسی بھی شکل میں ہو۔ رات کو نجانے کون سے وقت نیند آ گئی۔

صبح ٹھیک ساڑھے پانچ بجے آنکھ کھل گئی تھی۔ یہ میری قوت ارادی تھی جس نے مجھے وقت پر جگا دیا تھا۔ تیار ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ بس منہ ہاتھ دھو کے یہاں سے خاموشی سے نکل جانا تھا۔ کیونکہ ہلدا کی زندگی بھی مجھے عزیز تھی۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ میں جانتا تھا کہ ووگس کے لوگ چھ ساڑھے چھ بجے کے بعد ہی جاگتے ہیں۔ ساڑھے پانچ بجے کا وقت انتہائی مناسب تھا۔ اور میرے پوشیدہ ہونے کے لیے دریا کا وہ کنارہ بھی جہاں پن چکیاں بنی ہوئی تھیں۔ پرانی پن چکی میرا استقبال کرنے کے لیے تیار تھی۔ ڈینی یہاں جس گوشے میں میرے آرام کے لیے بندوبست کر گیا تھا وہ بلاشبہ ہوٹل کے اس کمرے سے کہیں زیادہ اچھا تھا۔ جو ہلدا نے میرے لیے مخصوص کیا تھا۔ یہاں بہترین ہوا چل رہی تھی۔ دریا کے پانی میں بھیگی بھیگی ہوائیں، صبح کا سہانا منظر بھی یہاں سے دیکھا جا سکتا تھا۔ نیند تقریباً پوری ہو چکی تھی۔ اس لیے مجھے دقت نہیں ہوئی اور میں اس سوراخ کے پاس جا بیٹھا۔ دریا کے مناظر دیکھتا رہا۔ ننھے ننھے خوبصورت آبی پرندے خوراک کی تلاش میں دریا کی سطح پر منڈلا رہے تھے۔ کبھی کبھی کوئی بگلا چونچ میں مچھلی دبا کر پرواز کرتا تو ایک عجیب سا احساس ہوتا۔ بہت دیر نہیں گزری تھی کہ قدموں کی چاپ سنائی دی۔ اور اس چاپ ہی سے میں نے اندازہ لگایا کہ میرے دوست ڈینی کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔ تب ہی ڈینی کی آواز سنائی دی۔ "یقیناً تم یہاں موجود ہو گے۔"

"ہاں ڈینی! کیوں نہیں۔"

"اور یہ تعجب ہے کہ تم اتنی صبح جاگ جاتے ہو۔"

"اس لیے ڈینی! کہ سونے کے لیے میرے پاس آرام دہ بستر نہیں ہے۔"

"آہ! کاش! میں اپنے مہمان کے لیے بندوبست کر سکتا۔" ڈینی تختوں پر بیٹھ گیا۔

میں اس کی صورت دیکھ رہا تھا۔ "تم پھر بھی بہت صبح یہاں پہنچ گئے ڈینی! میرے ذہن میں اس بات کا خیال تک نہیں تھا۔"

"تمہارے لیے کچھ ناشتہ وغیرہ لایا ہوں۔ معاف کرنا ڈینی کے ذرائع آمدنی کے بارے میں تم اچھی طرح جانتے ہو۔ چنانچہ جو کچھ مل سکا لے آیا۔ غریب دوست کی مجبوری سمجھ کر کھا لینا۔" اس نے میرے سامنے ایک کاغذ کھولتے ہوئے کہا۔ جس میں ناشتے کا سامان موجود تھا۔ گرم اور تازہ ناشتہ۔

میں نے تعجب سے ڈینی کی طرف دیکھا اور اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "ہاں یہ اس کی تقدیر میں نہیں تھا جس کے لیے تیار کیا گیا تھا۔ اب بھلا اس میں ڈینی کا کیا قصور کہ یہ ناشتہ تیار کر کے ایسی جگہ رکھا گیا تھا جہاں سے اسے اٹھانے میں کوئی دقت نہ ہو اور میں چونکہ اس ہی تاک میں تھا چنانچہ یہ کیسے ممکن تھا کہ یہ ناشتہ کسی اور کے پاس چلا جاتا۔"

میں ہنسنے لگا۔ پھر میں نے ڈینی سے کہا۔ "ڈینی بجائے ان تمام حرکتوں کے تم ووگ میں اپنے لیے کوئی مقام کیوں نہیں پیدا کرتے؟"

"ایسی باتیں مت کرو کہ میرے اور تمہارے درمیان دوستی ختم ہو جائے۔ ووگ کا جائزہ لے چکے ہو اس کے بعد بھی یہ تصور رکھتے ہو کہ کوئی شخص یہاں اپنے لیے کوئی مقام پیدا کر سکتا ہے۔ میرا جو مقام ہے وہ ہی مناسب ہے۔"

"ووگ سے نکلنے کے بعد...؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہاں! دوگ سے نکلنے کے بعد... بہرحقیقت میرے دوست ڈینی کی شخصیت ایسی ہے کہ لوگ اُسے کبھی سمجھ نہیں سکتے۔ دوگ سے نکلنے کا اعلان بہت سے لوگ کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ دعوے ڈینی ہی کی ذات ہے جو دوگ سے نکل سکتی ہے۔ لیکن میں یہاں سے جانا نہیں چاہتا۔"

"کیوں؟"

"اس کی وجہ تمہیں تھوڑی بہت بتا چکا ہوں۔ ارے ناشتہ کرو۔ میں تو اتنی تیز رفتاری سے یہاں پہنچا ہوں کہ تمہیں گرم ناشتہ ملے اور تم باتوں میں وقت ضائع کیے جا رہے ہو۔ سو کھو یہ مت سوچنا کہ یہ ناشتہ کس طرح حاصل کیا گیا۔ بہرطور یہ ناشتہ ہے۔"

"تم بھی آجاؤ ڈینی۔" میں نے کہا۔

"نہیں آؤں گا تو دن بھر کیا کروں گا۔ آدھا آدھا۔" ڈینی نے بچکانہ پن سے کہا اور اس کے بعد ہم دونوں ناشتے میں مصروف ہو گئے۔ ناشتے کے دوران ہی میں نے اُس سے پوچھا: "ہاں تم کیا کہہ رہے تھے؟"

"میں اپنی محبت کو تنہا نہیں چھوڑ سکتا۔ بے شک میں نے آج تک اُس سے دل کی بات نہیں کہی ہے۔ لیکن کہنا ضروری بھی تو نہیں ہے۔ فرض کرو اگر وہ تیار ہو بھی جائے اُسے کسی طرح مجھ پر رحم آ جائے تو کیا کروں گا؟ کیا اسی طرح دوسروں کے کمرے اٹھا اٹھا کر اس کے سامنے پیش کرتا رہوں گا۔ ہاں اگر ہم دونوں کو دوگ سے نکلنے کا موقع مل جائے تو پھر ڈینی اتنا ناکارہ نہیں رہے گا۔"

"کیا وعدہ کرتے ہو ڈینی؟"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ اگر وہ بھی تمہارے ساتھ یہاں سے نکل جانے کا فیصلہ کرے تو تم کام کے آدمی بن جاؤ گے۔"

"دوست یہ بات قبل از وقت ضرور ہے اور مضحکہ خیز بھی کیونکہ جسے یہ بات معلوم تک نہیں کہ دوگ کا سب سے گھٹیا سب سے بزدل سب سے ناکارہ آدمی اُسے چاہتا ہے۔ بھلا میرے ساتھ دوگ سے نکلنے کا تصور کیسے کر سکتی ہے۔"

"ممکن ہے ڈینی! اگر تم کبھی اُس سے تذکرہ کرتے تو وہ تمہاری بات مان لیتی۔"

"ہرگز نہیں! میں جانتا ہوں کہ اس تذکرے کا نتیجہ کیا ہوتا۔"

"کیا ہوتا؟"

"وہ اپنے پاؤں سے جوتا اُتارتی اور میرے سر پر برسانا شروع کر دیتی۔ ظاہر ہے میں اُس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا۔ ڈینی کی کیا حیثیت ہے۔"

مجھے حیرت ہوئی کیونکہ بالکل یہی جملے مجھ سے بلڈ اگر نے کہے تھے۔ بہرطور اس موضوع پر میں نے مزید کوئی گفتگو نہیں کی۔ جب میں نے اطمینان سے ناشتہ کر لیا تو ڈینی ایک دیوار سے پشت لگا کر بولا۔ "ناشتہ کر چکے ہو؟ اب تمہیں وہ اطلاع دینا چاہتا ہوں جس کے لیے اتنی صبح مجھے تمہارے پاس آنا پڑا۔"

"کوئی خاص اطلاع ہے کیا؟"

"خاص نہیں! انتہائی خاص۔" ڈینی بولا اور میں دلچسپی سے اُس کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیوں کیا بات ہے؟"

"ہیڈلے مر گیا ہے۔" ڈینی نے انکشاف کیا اور میں حیرت سے اچھل پڑا۔

"ہیڈلے وہی جس کی...؟"

"ہاں ہاں! وہی جس کی تم نے مرمت کی تھی۔"

"لیکن کیسے؟"

"تمہاری مار کی تاب نہ لا کر۔ اُس کے زخموں نے اُسے جانبر نہیں ہونے دیا۔"

"کیا کہہ رہے ہو ڈینی؟"

"بالکل سچ کہہ رہا ہوں میرے دوست! لیکن تم ان سوروں کو نہیں جانتے ہیڈلے کا کوئی بھی زخم ایسا نہیں تھا کہ اُس کی موت واقع ہو جاتی۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اُسے ہلاک کیا گیا ہے۔"

"مگر کیوں؟ کس لیے؟"

"اس لیے کہ اس کی ہلاکت کا الزام تم پر عائد ہو جائے۔" ڈینی نے کہا اور میں شدت حیرت سے گنگ رہ گیا۔ کافی دیر تک میں پھٹی پھٹی آنکھوں سے ڈینی کو دیکھتا رہا اور پھر میں نے آہستہ سے کہا۔ "ویسے یہ بہت برا ہوا ڈینی۔"

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں۔ بہت برا۔ دراصل جہاں تک میرے اندازے کا تعلق ہے بل ٹیرو تمہاری طرف سے کسی شک کا شکار ہے۔ اگر وہ تمہاری طرف سے کسی شک کا شکار ہوتا تو اب تک تمہارا کام کر چکا ہوتا۔ لیکن نجانے کیوں اُس نے تم پر ہاتھ ڈالنا مناسب نہیں سمجھا۔ اس کے علاوہ پولیس آفیسر سے بھی تمہاری ملاقات ہوئی تھی۔ ممکن ہے بل ٹیرو نے سوچا ہو کہ تمہارا تعلق حکومت برطانیہ سے ہو۔ تم کوئی برطانوی جاسوس ہو یا دوگ کے حالات معلوم کرنے کے لیے حکومت کی طرف سے مقرر کیے گئے کوئی ایجنٹ ہو۔ بل ٹیرو نے اسی لیے امن پسندی کا ثبوت دیا۔ اور تمہیں آزاد چھوڑ دیا۔ لیکن وہ تمہاری طرف سے غافل تھا۔ ہیڈلے تمہارے ہاتھوں پٹا تو بل ٹیرو نے اُسے قتل کرا دیا اور اب تم ایک قاتل کی حیثیت رکھتے ہو۔ اس حیثیت سے

مقامی پولیس پر یہ فرض عائد ہو گیا ہے کہ وہ تمہیں گرفتار کر کے سزا دے۔ اور یہ سزا برطانیہ کی کسی عدالت سے نہیں دی جائے گی بلکہ یہیں اس کا فیصلہ کر لیا جائے گا۔ کم از کم دوگ میں آج تک ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔ اور اس سلسلے میں بل ٹیرو یقیناً اپنے خصوصی اختیارات استعمال کرتا ہے۔ چنانچہ میرے دوست اب تم قتل کے مجرم بن گئے ہو۔ دوگ کی سڑکوں پر آزادانہ ایک قدم نہیں اٹھا سکتے۔ بلکہ اب تمہارے لیے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ فوراً دوگ سے نکل جاؤ یا پھر اپنے تحفظ کے لیے کوئی ایسا بندوبست کرو جو تمہیں اُن کی نگاہوں میں نہ آنے دے۔"

میں نے پریشانی سے نگاہیں اٹھا کر ڈینی کو دیکھا تو وہ مسکرا دیا۔

"اور اگر اپنے طور پر کوئی ترکیب سمجھ میں نہ آئے تو پھر ڈینی سے رجوع کرو۔"

"کیا مطلب؟" میں نے تیکھے ہوئے انداز میں پوچھا۔

"ڈینی بہت سے امراض کی دوا ہے۔ بشرطیکہ کوئی اُسے سمجھنے پر تیار نہ ہو جائے۔ درحقیقت اب تمہاری تلاش قانونی حیثیت اختیار کر گئی ہے اور پولیس آفیسر پر لازم ہے کہ وہ تمہیں تلاش کر کے گرفتار کرے۔ اس سلسلے میں تمہیں بچانے والا کم از کم دوگ میں کوئی نہیں ہو سکتا۔ میرے خیال میں مسٹر سلیری بھی نہیں کیونکہ ایک قاتل کا مددگار بھی قاتل ہی تصور کیا جاتا ہے۔ گو بل ٹیرو نے دوہری چال چلی ہے لیکن اس طرح وہ دوگ میں آزادانہ داخل ہونے والے اجنبی کا خاتمہ بھی کر دینا چاہتا ہے۔ اور دوگ کے لوگوں کے دلوں میں اس کے خلاف نفرت بھی پیدا کر دینے کا خواہش مند ہے۔ یہ دوہری چال اس سانپ کے علاوہ اور کون چل سکتا ہے۔ جس کا نام بل ٹیرو ہے۔"

"ہوں! لیکن ڈینی! تم میری اس سلسلے میں کیا مدد کر سکتے ہو؟"

"میں تمہیں دوگ سے نکال سکتا ہوں۔"

"اور اگر میں ابھی نہ نکلنا چاہوں تو؟"

"تو میں تمہارے پوشیدہ رہنے کے لیے ایک ایسا بندوبست کر سکتا ہوں جو کسی کے علم میں نہ آ سکے۔"

"ہاں! یہ کام کی بات ہے۔ وہ بندوبست کیا ہو سکتا ہے ڈینی؟" میں نے سوال کیا اور ڈینی پھر مسکرانے لگا۔

"اس وقت اگر تم مسکرانے سے پرہیز کرو تو میں تمہارا شکرگزار ہوں گا۔ ویسے ڈینی تمہاری اس معاونت کے جواب میں میں بھی تمہیں کچھ دوں گا۔ وہ جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔"

"خیر ڈینی لالچی آدمی نہیں ہے۔ اگر تم کچھ دو گے تو ڈینی قبول کر لے گا۔ ورنہ تم سے کسی بات کا خواہاں نہیں رہے گا۔ میں نے تمہارے پوشیدہ رہنے کے لیے ایک بہترین جگہ کا انتخاب کیا ہے۔"

"وہ کون سی جگہ ہے وہ؟" میں نے پوچھا۔ بلاشبہ ڈینی کے انکشاف نے مجھے حواس باختہ کر دیا تھا۔ اب میں دوگ کی سڑکوں پر آزادانہ نہیں گھوم سکتا تھا۔ پہلے کی بات ذرا مختلف تھی۔

ڈینی چند لمحات سوچتا رہا پھر اُس نے کہا۔ "تم نے دو چوروں کا قصہ سنا ہے۔ وہ چور تھے یا ٹھگ۔ اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن دونوں ہی اپنے فن کے ماہر تھے۔ اُن میں سے ایک چور کے پاس سونے کے سکے تھے جنہیں اُس نے بار بار اپنے دوست کو دکھایا تھا اور اُس کے دوست کے دل میں سونے کے اُن سکوں کے حصول کی خواہش بیدار ہو گئی تھی۔ دونوں کا قیام ساتھ ہی تھا۔ لیکن سکے حاصل کرنے کا خواہش مند چور کئی راتوں کے قیام کے باوجود اپنے دوست کے لباس یا قیام گاہ میں وہ سکے تلاش نہ کر سکا۔ اُسے شدید حیرت ہوتی تھی کہ آخر اُس کا یہ دوست سکے کہاں چھپا کر رکھ دیتا ہے کہ انتہائی تلاش کے باوجود اُسے نہیں مل پاتے۔ بالآخر جب وہ اُن کے حصول میں ناکام ہو گیا تو اُس نے زچ ہو کر کہا۔ "میں تمہارے سونے کے سکے حاصل کرنے کے لیے کئی راتوں سے کوشاں ہوں۔ اور اب اس بات کا اعتراف کر چکا ہوں کہ میں انہیں حاصل کرنے میں ناکام رہوں گا۔ بس تم مجھے اتنا ضرور بتا دو کہ وہ سکے تم آخر چھپاتے کہاں ہو؟"

"تمہارے کوٹ کی جیب میں۔" دوسرے دوست نے جواب دیا۔

"مطلب بتاؤ ڈینی مطلب۔"

"مطلب یہ کہ اگر تمہیں بل ٹیرو ہی کے مکان میں پوشیدہ رہنے کا موقع مل جائے تو کیا تمہیں تلاش کرنے والوں کے ذہن میں بھی یہ بات آ سکتی ہے؟"

"بل ٹیرو کے مکان میں؟" میں نے تعجب سے کہا۔

"ہاں۔"

"کیا حماقت کی بات کر رہے ہو ڈینی؟ مجھے بل ٹیرو کے مکان میں داخل ہونے کا موقع بھلا کیسے مل سکتا ہے؟"

"میں نے تم سے یہ بات بھی کہی تھی کہ ڈینی بہت سے امراض کی دوا ہے۔ بشرطیکہ کوئی اُسے شناخت کر لے۔"

"کیا مطلب، کیا مطلب؟ براہ کرم وضاحت کرو۔" میں نے متجسس انداز میں کہا۔ ڈینی نے ایک ایسی بات کہی تھی جو میری دلی خواہش تھی۔ بل ٹیرو کے مکان میں داخلے کا تو میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اگر ڈینی ایسا کوئی ذریعہ پیدا کر سکتا ہے تو۔"

"ہاں! میں ایسا ذریعہ پیدا کر سکتا ہوں۔" ڈینی نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تو میرے خیال میں ڈینی! تمہیں فوراً ہی یہ کام کرنا چاہیے۔"

"فوراً نہیں! اس کے لیے تمہیں بہرحال رات کا انتظار کرنا ہوگا۔ ویسے یہ جگہ اب تمہارے لیے بے حد مخدوش ہو گئی ہے کیونکہ جب چھپنے کی جگہ کے لیے کوئی تصور ذہن میں آئے تو اس طرف بھی خیال جا سکتا ہے۔ تاہم آج کا دن تو تمہیں یہاں گزارنا ہی ہوگا۔ شام کو سورج ڈوبنے کے بعد میں تمہیں یہاں سے لے جاؤں گا۔ اور بل ٹیرو کے مکان میں پہنچا دوں گا۔"

بڑی سنسنی خیز بات تھی لیکن ڈینی کے جانے کے بعد میں مسلسل اس بارے میں غور کرتا رہا۔ بل ٹیرو کے مکان میں پہنچ جانے کا مقصد یہ ہے کہ لیبوس کی تلاش میں آسانی ہو جائے گی۔ میں تو اس تک رسائی کے خواب ہی دیکھ رہا تھا۔ لیکن اگر خفیہ طور پر اس کے مکان میں داخلہ ممکن ہو تو۔ میں بڑی بے چینی سے ڈینی کی واپسی کا انتظار کرتا رہا۔ سورج غروب ہونے کے بعد ڈینی آ گیا۔ مجھے دیکھ کر اس نے اطمینان کا اظہار کیا۔ پھر اس نے قصبے کی خبریں سنائیں۔

میری تلاش میں وہی کام بالکل ہو رہا تھا۔ وہ اپنے بھتیجے کے قاتل کی تلاش کے لیے اپنے تمام تر وسائل اختیار کر رہا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ ہی پولیس کے باز اد یہاں موجود تھے، وہ میری تلاش میں سرگرداں تھے۔ مختلف لوگوں سے پوچھ گچھ کی جا رہی تھی جن میں ہلڈا کارسن بھی شامل تھی۔ میں نے گردن ہلائی اور آہستہ سے بولا۔

"ہلڈا کو کوئی تکلیف تو نہیں پہنچی ڈینی؟"

"[illegible] ہلڈا...؟" ڈینی نے چونک کر پوچھا۔

"ہلڈا میرے لیے بے حد اہمیت رکھتی ہے۔"

"تت تمہارے لیے؟" ڈینی کے لہجے میں ہکلاہٹ تھی۔

"ہاں! اس لیے کہ میرا دوست ڈینی اس سے عشق کرتا ہے۔" میں نے کہا اور ڈینی کا چہرہ ہونق جیسا بن گیا۔

چند لمحات خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا۔ "مگر میں نے تو کبھی تم سے اس کا اظہار نہیں کیا۔ اس کا نام نہیں لیا۔ تمہیں یہ بات کیسے معلوم ہو گئی؟"

"ہلڈا سے۔" میں نے جواب دیا۔ ڈینی پہلے سے بھی زیادہ حیرت کا شکار ہو گیا تھا۔ پھر اس کی آنکھوں میں عجیب سے تاثرات ابھر آئے۔

"ہلڈا نے میرے بارے میں کچھ کہا تھا، میرا نام لیا تھا اس نے؟"

"ہاں! اور میں نے اس سے تمہارے سلسلے میں اور بھی بہت کچھ کہا۔"

"کیا؟"

"یہی کہ اگر تم دونوں ودگ سے نکلنے میں کامیاب ہو جاؤ تو بلاشبہ بہترین زندگی گزار سکتے ہو۔"

ڈینی کے چہرے پر ایسے تاثرات پیدا ہو گئے جو میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ وہ افسردہ ہو گیا تھا۔ کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔ "تو تم جو میں کر رہا ہوں اس کی ادائیگی ساتھ ساتھ کرتے جا رہے ہو۔ لیکن میرے دوست یہ بات تم نہیں سمجھتے کہ اگر ہلڈا ڈینی کی زندگی میں آ گئی تو ایک نیا ڈینی پیدا ہو جائے گا۔ اور لوگ اس ڈینی کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ وہ جب اس نئے ڈینی کو دیکھیں گے تو حیران رہ جائیں گے۔"

"یہ بات میں نے ہلڈا سے کہی تھی۔ اور ہلڈا نے اس بات کو دل سے تسلیم کر لیا ہے۔"

"کیا واقعی! کیا واقعی!" ڈینی پھولے ہوئے سانس کے ساتھ بولا۔

"ہاں ڈینی! لیکن ابھی تم ہلڈا سے یہ بات نہیں کہو گے اس وقت تک جب تک تم دونوں کو میرے ساتھ ودگ سے نکل جانے کا موقع نہ ملے۔"

"میں تمہارا شکر گزار ہوں۔ تم نے کم از کم اس کے ذہن میں میرا نام ابھارا۔ ممکن ہے میری تقدیر میرا ساتھ دے جائے۔" ڈینی بولا اور اس کے بعد کہنے لگا۔ "آؤ اب ہم اپنی منزل کی جانب چلتے ہیں۔"

ڈینی نے بل ٹیرو کے مکان تک پہنچنے کے لیے کون کون سے راستے اختیار کیے۔ اس کا مجھے اندازہ نہیں ہو سکا تھا۔ مجھے تو ابھی تک یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ بل ٹیرو کون سے علاقے میں رہتا ہے۔ بہرطور میں اس کے ساتھ سفر کر رہا تھا۔ گھنی اور وسیع علاقے میں پھیلی ہوئی جھاڑیوں میں سے گزرتے ہوئے بالآخر ہم ایک ایسے سوراخ کے نزدیک پہنچ گئے جو زمین میں تھا۔ ڈینی یہاں رکا اور پھر بولا۔ "تمہیں تھوڑی سی گھٹن برداشت کرنا ہوگی۔ اس سوراخ کے نیچے سے گزرتے ہوئے ہم بل ٹیرو کے عالیشان مکان کے نیچے بنے ہوئے تہہ خانے میں پہنچ جائیں گے۔"

"اس سوراخ کے ذریعے۔؟" میں نے حیرت سے جھاڑیوں میں چھپے ہوئے سوراخ کو دیکھا۔

"ہاں!"

"لیکن ڈینی! یہ سوراخ تم نے کس طرح دریافت کیا۔؟"

"دریافت کیا، بنایا۔؟ یہ سرنگ میں نے خود کھودی ہے بل ٹیرو کے مکان کے نیچے تک۔"

"تم نے۔؟"

"ہاں دوست! درحقیقت تم میرے بارے میں بہت سی باتیں نہیں جانتے۔ میرے ذرائع آمدنی کچھ نہیں ہیں۔

لیکن بہرطور زندگی گزارنے کے لیے انسان کو کچھ نہ کچھ تو درکار ہوتا ہے۔ اور میں ذرا گہری سوچ کا عادی ہوں۔ چھوٹا موٹا اچکا پن کرتا رہتا ہوں۔ اور لوگ اس کے عوض مجھے مار پیٹ لیتے ہیں۔ لیکن کبھی کوئی بڑی ضرورت پیش آئے تو ویلادوگ کے کس گوشے میں یہ ضرورت پوری کروں۔ سوائے بل ٹیرو کے اس مکان کے۔ چنانچہ کبھی کبھی میں یہاں آتا رہتا ہوں۔ اور اپنی ضروریات کی چیزیں یہاں سے حاصل کر لیتا ہوں۔ لیکن اتنی مقدار میں کہ بل ٹیرو کو ان کی گمشدگی کا احساس نہ ہو۔"

"خدا کی پناہ۔" میں نے تعجب سے ڈینی کی صورت دیکھتے ہوئے کہا۔

"اب آؤ! زیادہ وقت گزارنا مناسب نہیں ہے۔"

سوراخ تنگ تھا لیکن آگے کا راستہ اتنا تنگ نہیں تھا۔ ہم دونوں گھٹنوں کے بل مینڈک کی طرح پھدک پھدک کر چل رہے تھے۔ بس اتنی ہی جگہ تھی۔ کھڑے ہو کر اس لمبی سرنگ میں سفر نہیں کیا جا سکتا تھا۔ تقریباً سو گز کا فاصلہ واقعی عذاب بن گیا۔ چونکہ یہاں آکسیجن کی بہت کمی تھی۔ سرنگ میں گھٹن اور گہری تاریکی تھی۔ لیکن بالآخر اس کا اختتام ایک ایسے سوراخ پر ہوا جس کا دروازہ ڈینی نے خود کھولا تھا۔ لکڑی کا بنا ہوا یہ دروازہ ایک کشادہ اور وسیع کمرے میں کھلا تھا۔

"یہ بل ٹیرو کی قیام گاہ میں بنا ہوا تہہ خانہ ہے۔ جہاں وہ کبھی کبھی آتا ہے۔ اس طرف سے دیکھو۔ یہ دیوار کے رنگ کا سوراخ میں نے ہی تیار کیا ہے۔ اور جب یہ بند ہو جاتا ہے تو دوسری جانب سے کوئی رخنہ نظر نہیں آتا۔ لیکن تم اسے تھوڑی سی جدوجہد کے بعد کھول سکتے ہو۔ اور اس ہی راستے سے باہر آ سکتے ہو۔ اس کا علم ابھی تک کسی کو نہیں ہوا ہے۔ بل ٹیرو یا اس کے کسی ساتھی کو بھی نہیں۔ بل ٹیرو تصور بھی نہیں کر سکتا کہ اس نے جو خفیہ تہہ خانہ بنایا ہے۔ وہ کسی اور کی نگاہ میں بھی ہے۔ یہاں سے اس دروازے سے باہر نکلو گے۔ تو تمہیں اوپر جانے کا راستہ مل جائے گا۔ بائیں سمت کی جانب باورچی خانہ ہے اور داہنی سمت ایک اور راہداری بل ٹیرو کے مکان کے دوسرے حصوں میں جاتی ہے۔ تمہارا واسطہ زیادہ سے زیادہ بائیں سمت کی طرف سے رہ سکتا ہے کیونکہ کچن اسی طرف ہے۔ اور انسان کی سب سے بڑی ضرورت اس میں موجود ہوتی ہے۔ بس ذرا احتیاط اور ہوشیاری سے۔ کچن کے کاؤنٹر کے پاس ایک چھوٹا سا ایسا حصہ ہے جو کھلا ہے۔ عموماً کچن میں کام کرنے والا باورچی کھانے پینے کی اشیاء وہیں رکھتا ہے تاکہ ہوا لگتی رہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہی وہاں موجود اشیاء میرے ہاتھ بھی لگ جاتی ہیں۔ چنانچہ تم خوراک کے لیے یہاں پریشان نہ ہو گے۔ باقی چھپنے کے لیے اس سے بہتر جگہ اور کوئی نہیں ہے۔ اس تہہ خانے کی تمام چیزوں کو دیکھ لو۔ اگر تم کبھی ہنگامی حالات میں پوشیدہ ہونے کی کوشش کرو۔ تو بہت سی چیزیں تمہاری معاون ہوں گی۔"

میں نے ایک نگاہ اس وسیع و عریض تہہ خانے پر ڈالی۔ اور ڈینی کا شکریہ ادا کر کے بولا۔ "اس سے بڑا کام تم میرے لیے اور کوئی نہیں کر سکتے ڈینی۔"

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ اب میں جاؤں۔ تو یہاں تم سے ملاقات اب اتنی آسان نہیں ہوگی۔ تاہم رات کے کسی بھی حصے میں کوشش کروں گا کہ تم سے ملاقات کرتا رہوں۔ آج نہیں لیکن کل رات تم میرا انتظار کرنا۔ تاکہ تمہیں قصبے کے حالات سے باخبر رکھوں۔"

"اگر تمہیں اس میں آسانی ہو ڈینی تو۔"

"ہاں یقیناً۔" ڈینی نے جواب دیا۔ اور وہ واپس اس سوراخ سے اندر داخل ہو گیا۔ میں نے چھوٹا سا دروازہ بند کر دیا۔ اور تہہ خانے میں کھڑے ہو کر گہری گہری سانسیں لینے لگا۔ یہاں آکسیجن کا معقول بندوبست کیا گیا تھا۔ اور ذرہ برابر گھٹن کا احساس نہیں ہو رہا تھا۔ ڈینی کے ذریعے مجھے جو کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ وہ میرے تصور سے بھی باہر کی چیز تھی۔ یہ تو میرا دلی مقصد تھا کہ میں کسی طرح بل ٹیرو کی رہائش گاہ تک پہنچ جاؤں۔ اور اس کا کوئی ذریعہ دور دور تک موجود نہیں تھا۔ لیکن اچانک میری یہ مشکل حل ہو گئی تھی۔ اور اس کے لیے میں ڈینی کا بے حد شکر گزار تھا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ بل ٹیرو نے یہ تہہ خانہ کس مقصد کے لیے بنوایا ہے۔ بہرطور یہاں مجھے اس کی شخصیت کے بارے میں معلومات حاصل کرنے میں آسانی ہوگی۔

میں نے سب سے پہلے تہہ خانے کے اصل دروازے کی جانب قدم بڑھائے۔ اور وہاں سے باہر نکلنے کے راستے کا جائزہ لینے لگا۔ چند سیڑھیاں دی گئی تھیں اور اس کے بعد داہنی سمت ایک راہداری دور تک چلی گئی تھی۔ اور بائیں سمت وہ چھوٹا سا حصہ تھا۔ جو بالآخر کچن پر جا کر ختم ہو جاتا تھا۔ اور ڈینی کا یہ کہنا بھی غلط نہیں تھا۔ کیونکہ کھانوں کی خوشبوئیں یہاں سے بھی محسوس کی جا سکتی تھیں۔ میں واپس اپنی جگہ آ گیا۔ ابھی اتنا وقت نہیں ہوا تھا کہ میں باہر نکل کر صورتحال کا جائزہ لے سکتا۔ لیکن میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ تہہ خانے میں رہ کر وقت نہیں ضائع کروں گا۔ بلکہ بل ٹیرو کے اس مکان میں لیبوس کو تلاش کرنے کے لیے ہر وہ عمل کروں گا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جومیرے لیے ممکن ہوسکتا ہے۔ چنانچہ فی الحال میں نے تہہ خانے میں اپنے لیے ایسی جگہ تلاش کرنے کا فیصلہ کیا۔ جہاں کسی ہنگامی صورتحال کے تحت میں پوشیدہ ہوسکوں۔

تہہ خانے میں چند الماریاں رکھی ہوئی تھیں کچھ اور ایسی چیزیں تھیں۔ ایک مسہری بھی تھی۔ اور ان تمام جگہوں پر میرے لیے اتنی گنجائش موجود تھی کہ ضرورت پڑنے پر میں کسی بھی جگہ پوشیدہ ہوسکتا تھا۔ تہہ خانے کے دروازے پر میں نے خصوصی نگاہ رکھی تھی۔ تاکہ دھوکے سے نہ مارا جاؤں۔ اور اب اس کے بعد مجھے یہ فیصلہ کرنا تھا کہ میں بل ٹیرو کے مکان کی تلاشی کس طرح لوں۔ اندازے کے مطابق رات کے تقریباً گیارہ یا ساڑھے گیارہ بج گئے تھے۔ میں انتظار کر رہا تھا کہ عمارت میں مکمل خاموشی ہوجائے تو میں باہر نکلوں اور یہ اندازہ لگانے کی کوشش کروں۔ کہ اگر کسی کو قیدی بنا کر یہاں رکھا جائے تو کہاں رکھا جاسکتا ہے۔ اس سلسلے میں اگر کوئی میرے ہاتھ لگ جاتا تو میں اسے اغوا کرکے یہاں لانے میں بھی عار نہ محسوس کرتا۔ بہرطور جب یہاں تک آنے کا موقع مل گیا تھا تو پھر لیبوس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا ضروری تھا۔ میں ابھی اسی غور و فکر میں تھا کہ دفعتاً مجھے تہہ خانے کے دروازے کے باہر قدموں کی چاپ سنائی دی۔ میں نے پھرتی سے چھلانگ لگائی۔ اور الماری کی آڑ میں ہوگیا۔

آنے والا ایک درمیانی جسامت کا آدمی تھا۔ ڈھیلے ڈھالے گاؤن میں ملبوس تھکا تھکا سا نظر آرہا تھا۔ چہرہ اچھا خاصا تھا لیکن اس پر ایک گمبھیر تا سی طاری تھی۔ اندر آنے کے بعد اس نے دروازہ بند کیا۔ اور پھر ایک آرام کرسی کی جانب بڑھ گیا۔ تہہ خانے میں تیز روشنی پھیل گئی تھی۔ یہ روشنی مختلف سمتوں میں لگی ہوئی لائیٹوں کی تھی۔ آنے والا آرام کرسی پر بیٹھ کر چند لمحات اپنے بالوں میں انگلیاں پھیرتا رہا۔ پھر اس نے نزدیک رکھی ہوئی ایک کتاب اٹھالی۔ اور اسے درمیان سے کھول کر بیٹھ گیا۔ میں نے بڑی احتیاط سے اسے دیکھا۔ کیا یہ بل ٹیرو ہے۔ ؟ صورت شکل سے ٹھیک ٹھاک آدمی معلوم ہوتا تھا۔ نہ کہیں وحشت نہ درندگی بلکہ آنکھوں میں نیم غنودگی کی سی کیفیت تھی۔ جو گہرے غور و فکر کا پتہ دیتی تھی۔ وہ کتاب کی ورق گردانی کرتا رہا۔ اور میں اس کی صورت دیکھتا رہا۔ اگر یہ بل ٹیرو ہے۔ تو اس کا مطلب ہے اب تک اس کے بارے میں سنی ہوئی کہانیاں جھوٹی تھیں کم از کم یہ شخص وحشی صفت نہیں ہوسکتا تھا۔ تھوڑی دیر تک میں سوچتا رہا۔ یہ فیصلہ کرنا تھا کہ اس شخص سے کس طرح گفتگو کروں۔ اس کے سامنے جاؤں یا انتظار کروں۔ کہ وہ باہر چلا جائے۔ اگر وہ ساری رات یہیں گذارنے کا ارادہ رکھتا ہو تو بہت سی باتیں ذہن میں تھیں۔ اس نے کتاب درمیان سے بند کرکے میز پر رکھی۔ اور پھر میز کی ایک دراز سے ایک موٹا سگار نکال کر دانتوں سے اس کا گوشہ توڑنے لگا۔ رُخ چونکہ اس وقت الماری ہی کی جانب تھا۔ اس لیے میں واپس اپنی جگہ ہوگیا۔ تاکہ میری وہاں موجودگی کا شبہ نہ ہوسکے۔ لیکن میں اس بات کا اندازہ نہیں لگا سکا تھا کہ الماری کے پچھلے خلا کی دوسری طرف بھی ایک لائیٹ لگی ہوئی تھی۔ جو الماری کے پچھلے حصے کو روشن کر رہی تھی۔ اور ایسی روشنی میں میری پرچھائیں دیوار پر پڑ رہی تھی۔ غالباً اس شخص نے میری اس پرچھائیں کو دیکھ لیا مجھے کوئی اندازہ نہیں ہوسکا تھا۔ میں اس وقت چونکا جب دفعتاً عقب سے میری گردن پر ایک پستول کی نال آ لگی۔ میں اچھل پڑا تھا۔ یہ نال اسی ہی شخص نے میری گردن پر رکھی تھی۔ پھر اس کی بھرائی ہوئی سی آواز ابھری "دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر الماری کے عقب سے باہر آجاؤ۔" میں نے باہر نکلتے ہوئے۔ اپنے اس سلائے کو دیکھا اور دل ہی دل میں خود کو کوسنے لگا کہ پہلے اس پر توجہ کیوں نہیں دی۔ بہرطور باہر آگیا۔ پستول کی نال کا رُخ میری ہی جانب تھا۔ اور میری ذرا سی جنبش میرے بدن کے کسی بھی حصے میں سوراخ کرسکتی تھی۔ یہ وہی شخص تھا جسے میں اب تک دیکھتا رہا تھا۔ اور ظاہر ہے تہہ خانے میں اس کے علاوہ اور کوئی موجود نہیں تھا۔ روشنی میں اس نے اچھی طرح مجھے دیکھا۔ اور دفعتاً اس کے چہرے پر چونکنے کے آثار نمودار ہوگئے۔ اس نے متعجبانہ انداز میں کہا۔ "کیا تم وہی اجنبی ہو۔ جس کے چرچے ان دنوں دوگ میں سننے جارہے ہیں۔ ؟" میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ "جواب دو! کیا تم وہی ہو۔ ؟ یقیناً وہی ہو ہو۔ کیونکہ دوگ میں ایسا کوئی شخص نہیں ہے۔ جو میرے لیے اجنبی ہو۔"

"کیا تم بل ٹیرو ہو؟" میں نے سوال کیا۔

اس شخص نے چند لمحات میری آنکھوں میں دیکھا۔ پھر آہستہ سے بولا۔ "میں پستول جیب میں رکھ رہا ہوں۔ جب تک میری طرف سے تمہارے خلاف کوئی کاروائی نہ ہو یہ بہتر نہیں ہوگا کہ تم بھی میرے سلسلے میں کسی جذباتی انداز سے گریز کرو۔" بڑی سلجھی ہوئی سی گفتگو تھی۔ مجھے حیرت ہو اگر یہ شخص بل ٹیرو ہے تو پھر وہ قصے وہ کہانیاں

یہ انسان اتنا ہی وحشی ہوسکتا ہے۔ میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک ہے مسٹر! اگر تم مجھ سے تعاون پر آمادہ ہو۔ گفتگو کیے بغیر کسی خاص ردعمل کا اظہار نہیں کرنا چاہتے۔ تو میری طرف سے بھی اس کا مکمل جواب ملے گا۔"

"آؤ! بیٹھ جاؤ۔ مجھے یقین ہے کہ تم بھی دوگ کے بسنے والے تمام افراد کی طرح میرے سلسلے میں غلط فہمیوں کا شکار ہوگئے۔ دیکھو دوست! تم جو کوئی بھی ہو۔ میں تم سے صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میرے ہاتھوں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اگر ہوسکے تو میرے ساتھ تعاون کرو۔ بشرطیکہ تمہیں میری ذات سے کوئی خاص دشمنی نہ ہو۔"

"اس بات کا اعتراف نہیں کروگے کہ تم بل ٹیرو ہو۔"

"ہاں! میں ہی بل ٹیرو ہوں۔"

"ٹھیک ہے مسٹر بل ٹیرو! میں آپ سے اس وقت تک تعاون کروں گا۔ جب تک آپ کوئی غلط حرکت نہیں کرتے۔"

"یہ پستول میری جیب میں ہے اور میں جانتا ہوں کہ تم بھی نہتے نہیں ہوگے۔ بیٹھو، آؤ بیٹھ جاؤ پلیز۔" اس نے نرم لہجے میں کہا۔ اور خود چلتا ہوا میز کے پیچھے بیٹھ گیا۔ سامنے پڑی ہوئی کرسی میں نے کھسکا کر اپنے بیٹھنے کے لیے منتخب کرلی تھی۔ لیکن مجھ پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔ میں درحقیقت اس شخص کو سمجھ نہیں پایا تھا۔

وہ اپنی چھوٹی چمکیلی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے کہا۔ "تم دوگ میں داخل ہونے والے وہی اجنبی ہو جس کے چرچے عام ہیں۔"

"شاید"۔ میں نے جواب دیا۔

"ہاں! کیونکہ تمہارے علاوہ فی الحال دوگ میں کوئی اور اجنبی نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے! میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں وہی ہوں۔"

"اب اپنے دوگ میں داخل ہونے کی وجہ بھی بتادو۔ یہاں صرف اتفاقیہ طور پر گھس آئے ہو۔ یا یہاں آنے کا کوئی مقصد بھی ہے۔ ؟"

"اس سے مجھے کیا فائدہ ہوگا۔ ؟"

"ممکن ہے میں تمہاری کچھ مدد کرسکوں۔"

"مسٹر بل ٹیرو! پہلے تو میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ دوگ میں تمہارے بارے میں جو کہانیاں عام ہیں۔ ان کی کیا حقیقت ہے۔ ؟ کیونکہ ان کہانیوں کے برعکس میں تمہیں مختلف پا رہا ہوں۔"

"کاش! میں تمہیں اتنی آسانی سے یہ سب کچھ بتا سکتا۔"

"اگر تم مجھے بتانا پسند کرو۔ تو ایک بات کا میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں میری ذات سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔"

"یقین کیسے کروں۔ ؟" اس نے سوال کیا۔

"ہاں! اس سلسلے میں میرے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔"

"اگر تم اپنے یہاں آنے کی وجہ بتادو۔ تو شاید میری زبان بھی کھل جائے۔ کیا تم اتفاقیہ طور پر یہاں آئے ہو۔ ؟ یا تمہارے پیش نگاہ کوئی مقصد ہے۔ ؟"

"نہیں! میں ایک مقصد ہی کے تحت دوگ میں داخل ہوا ہوں۔ اور اب جب تم سے ملاقات ہوگئی ہے تو یہ کہنے میں عار نہیں سمجھتا کہ تم ہی میرا ٹارگٹ ہو۔"

"میں جانتا ہوں۔ دوگ میں اگر کوئی شخص انتقامی جذبہ لے کر آئے گا تو وہ بل ٹیرو ہی کے خلاف ہوگا۔ کوئی بھی کسی دوسرے کا نام نہیں لے گا۔ تاہم تمہیں مجھ سے کیا دشمنی یا پرخاش ہے۔ مجھے قتل کرنے آئے ہو۔ یا کوئی اور مقصد ہے تمہارا۔ ؟"

"نہیں! پہلے ایک بات کا جواب دو۔ مارٹن ایسٹرو کو جانتے ہو۔ ؟" میں نے پوچھا اور میری نگاہیں بل ٹیرو کے چہرے پر جم گئیں۔

"ہاں! صرف نام کی حد تک"۔ بل ٹیرو نے جواب دیا۔ اور اب میرے حیران ہونے کی باری تھی۔

"صرف نام کی حد تک۔ یہ نہیں جانتے کہ وہ کون ہے۔ کیا ہے۔ ؟"

"نہیں! میں یہ نہیں جانتا۔ مجھے اس کا نام بتایا گیا تھا اور کہا گیا تھا کہ اگر کبھی اس شخص کے سلسلے میں کوئی اطلاع موصول ہو۔ تو میں اُسے آگے بڑھا دوں۔"

"آگے۔ ؟"

"اس کا جواب ابھی نہیں دوں گا۔ تم یہ بتاؤ کہ مارٹن ایسٹرو سے تمہارا کیا تعلق ہے۔ اور تم اس نام کو کیسے جانتے ہو۔ ؟"

"مارٹن ایسٹرو کی قید میں ایک شخص تھا اور اس کا نام لیبوس ہے۔ لیبوس میرا خاص دوست ہے اور میں اس ہی کی تلاش میں سرگرداں ہوں۔ مسٹر بل ٹیرو! مجھے اطلاع ملی ہے کہ مارٹن ایسٹرو نے لیبوس کو تمہارے پاس رکھا ہے۔ اور تم اس کے نگراں ہو۔ میں یہاں لیبوس کو آزاد کرانے کے لیے آیا ہوں۔ اور اس کے لیے میں وہ سب کچھ کرسکتا ہوں جو میرے بس میں ہو۔"

"یہ لیبوس ہے کیا چیز۔ ؟ اور مارٹن ایسٹرو کے لیے کیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اہمیت رکھتا ہے۔؟"

"یہ بات میں نہیں جانتا کہ وہ مارٹن اسٹیرڈ کے لیے کیا اہمیت رکھتا ہے لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ مارٹن اسٹیرڈ نے اسے تمہارے پاس محفوظ کیا ہے۔"

"اس کا حلیہ اس کی شکل وصورت۔؟" بل ٹیرڈ نے سوال کیا۔

میں اس کی صورت دیکھنے لگا۔ "یہ سوال تم مجھ سے کیوں کر رہے ہو بل ٹیرڈ۔؟"

"اس لیے میرے دوست! کہ میں نے لیبوس نامی کسی شخص کو آج تک نہیں دیکھا۔ ہاں اس بات کے امکانات ہیں کہ میں قید خانے کا جائزہ لے لوں۔ میں جانتا ہوں کہ اگر مارٹن اسٹیرڈ نے کسی شخص کو میری تحویل میں دیا ہے تو وہ کہاں قید ہوگا۔"

میں متعجبانہ انداز میں بل ٹیرڈ کی صورت دیکھ رہا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی پھر اس نے کہا۔ "شاید تم اسے میری چالاکی تصور کرو یا غلط بیانی۔ میں جن حالات کا شکار ہوں۔ ان کے بارے میں کسی سے کچھ بھی نہیں کہہ سکتا۔ درحقیقت میرے دوست بل ٹیرڈ کا ایک نام ہے۔ جو قصبے کے لوگوں کو خوفزدہ کرتا ہے۔ اور ان کے خلاف ہونے والی ہر کارروائی میں بل ٹیرڈ ہی پیش پیش ہوتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ بعض اوقات ان کارروائیوں کے بارے میں بل ٹیرڈ کو کچھ نہیں معلوم ہوتا۔ وہ اپنے نام کے ساتھ نفرت محسوس کرتا ہے۔ لیکن کسی کو یہ نہیں بتا سکتا کہ وہ بذاتِ خود ان تمام کارروائیوں میں ملوث نہیں ہے۔"

اب میں شدید حیران ہو گیا تھا۔ میں نے چند لمحوں تک بل ٹیرڈ کی صورت دیکھی۔ اور دفعتاً میں نے اپنی ذہنی قوتیں اس پر مرکوز کر دیں۔ میں یہ جاننا چاہتا تھا کہ بل ٹیرڈ جو کچھ کہہ رہا ہے حقیقت ہے یا پھر وہ فریب سے کام لے رہا ہے۔ لیکن یہ جان کر مجھے شدید حیرت ہوئی کہ اس وقت وہ جھوٹ نہیں بول رہا تھا۔ بلکہ اس کا ذہن سچائیاں اگل رہا تھا۔

تب میں نے اس سے کہا۔

"لیکن مسٹر بل ٹیرڈ! اس کے پس پشت کون ہے۔؟"

"ایک ایسی شخصیت جو انتہائی وحشی اور خوفناک ہے۔ تم اس سے ملو گے تو محسوس کرو گے کہ اس سے زیادہ میٹھا اور شریف انسان اور کوئی نہیں ہے۔ وہ ہمدرد ہے لوگ انسانوں سے محبت کرتا ہے لیکن حقیقت یہی ہے کہ وہ درپردہ دہشت اور درندگی کا ایک بے مثال نمونہ ہے۔ اس شخص کا نام سلیری ہے۔ درحقیقت مارٹن اسٹیرڈ کے تعلقات سلیری ہی سے ہیں۔ اور میں صرف سلیری کا آلۂ کار ہوں۔ سلیری اپنے آپ کو لوگوں میں میرا مخالف قرار دیتا ہے۔ اسے کچھ بیرونی قوتیں بھی حاصل ہیں۔ جن کی بنیاد پر اس نے اعلان کیا ہوا ہے کہ اگر کبھی بل ٹیرڈ اس کا مدِمقابل ہوا تو اسے بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑے گا۔ بیشتر واقعات سلیری کی طرف سے ہوتے ہیں۔ جن میں بل ٹیرڈ اور اس کے آدمیوں میں تصادم ہوتا ہے۔ اور بالآخر یہ تصادم کسی نہ کسی طرح ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن اس طرح قصبے کے لوگ یہ جان گئے ہیں کہ سلیری کسی بھی طرح بل ٹیرڈ سے کم نہیں ہے۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ میں سلیری کا قیدی ہوں۔ قصبے کے لوگ اپنے آپ کو بل ٹیرڈ کا قیدی سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں جانتے کہ بل ٹیرڈ خود بھی ایک مظلوم شخصیت ہے۔ مجھے ہر ایسے مرحلے پر منظرِ عام پر پیش کر دیا جاتا ہے۔ جو قصبے کے لوگوں کے لیے خوف وہراس کا باعث ہو۔ سلیری بعض لوگوں کی مدد کرتا ہے۔ اور بل ٹیرڈ پر فوقیت کا اظہار کرتا رہتا ہے۔ کاش! کوئی یہ جان سکے کہ بل ٹیرڈ خود کتنا مجبور ہے۔"

میری آنکھیں شدتِ حیرت سے مسلسل پھٹی ہوئی تھیں۔ اس انوکھے انکشاف نے واقعی مجھ پر ایک عجیب سا اثر کیا تھا۔ سلیری کے بارے میں جو کہانیاں اب تک منظرِ عام پر آئیں تھیں۔ ان کی حقیقت کسی کو نہیں معلوم تھی۔ خود بلدا نے مجھ سے یہی کہا تھا کہ اگر مجھے سلیری کی مدد حاصل ہو جائے تو شاید ووگ میں میرے لیے مشکلات نہ رہیں۔ لیکن یہ سب کچھ۔ یہ سب کچھ بڑا التعجب خیز تھا۔ کاش میں سلیری سے پہلے مل لیا ہوتا۔ بل ٹیرڈ تھوڑی دیر خاموش رہا پھر بولا۔ "کیا تمہیں میری کسی بات پر یقین آیا۔؟"

"مسٹر بل ٹیرڈ! آپ کی شخصیت کو دیکھتے ہوئے نجانے کیوں میرا دل گواہی دیتا ہے کہ آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ غلط نہیں ہے۔"

"ہاں میرے دوست! یقین کرو۔ وہ سب کچھ غلط نہیں ہے۔ میں نہیں جانتا کہ تم کون ہو۔ میں یہ بھی نہیں جانتا کہ سلیری سے تمہارا کوئی تعلق ہے یا نہیں۔ لیکن میرا دل چاہتا ہے کہ کبھی کبھی میں اپنے آپ کو بالکل آزاد چھوڑ دوں۔ ہر خدشے سے بے نیاز ہو کر ہر تصور سے بے نیاز ہو کر۔"

"لیکن مسٹر بل ٹیرڈ! آپ سلیری کے سامنے اس قدر مجبور کیوں ہیں۔؟"

"اس لیے کہ وہ ایک وحشی درندہ ہے۔ میں جانتا ہوں کہ جس دن میں نے اس کے معاملات سے انحراف کیا۔ وہ دن میری زندگی کا آخری دن ہوگا۔ سلیری نے اس کے لیے بہترین انتظامات کر رکھے ہیں۔ وہ اپنے ہاتھوں سے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ لیکن مجھ سے نفرت کرنے والے قصبے کے تمام لوگ مجھ پر چڑھ دوڑیں گے۔ اور میرے خاندان کی تکا بوٹی کر دیں گے۔ اس کا مظاہرہ ایک بار ہو بھی چکا ہے۔ سلیری نے صورتحال کو سنبھالا تھا۔ ورنہ شاید میں اس دنیا میں موجود نہ ہوتا لیکن یہ صرف ایک جھلک تھی۔ جس کے ذریعے اس نے مجھے یہ بتایا تھا کہ وہ یہاں کیا کر سکتا ہے۔ میری آواز بالکل محدود ہے میرے دوست! کاش تم میری بات پر یقین کر سکو۔ میں وہ نہیں ہوں جو دنیا مجھے سمجھتی ہے۔ بلکہ میں صرف ایک آلۂ کار ہوں۔ ان حالات کی روشنی میں اگر تم میرے لیے دل میں کوئی نیت رکھتے ہو۔ یا جیسا کہ تم نے کہا۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہارے کسی ساتھی کو میں نے قید کر رکھا ہے۔ تو جو سلوک چاہو میرے ساتھ کر سکتے ہو۔ اور اگر نہیں تو پھر تمہیں میری ایک مدد کرنا ہوگی۔

"میں نہیں جانتا کہ سلیری تم سے کیا چاہتا ہے۔ اور اس نے کیوں تمہیں اتنی آزادی دی ہوئی ہے۔ لیکن بہرطور کچھ نہ کچھ بات ضرور ہے۔ تم اگر سلیری سے مجھے نجات دلا سکو۔ تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ جو کچھ تم چاہو گے۔ وہی کروں گا۔ میری دلی خواہش تھی کہ میں کوئی ایسا شخص دریافت کروں جو سلیری کے گلے میں پھانسی کا پھندا ڈال دے۔ سلیری اپنی ہی کسی سازش کا شکار ہو جائے۔ کاش! یہ کام میں تم سے لے سکوں۔"

میں نے ایک بار پھر بل ٹیرڈ کی ذہنی کیفیت کو ٹٹولا۔ اور میری تمام تر ذہنی قوتوں نے انکشاف کیا کہ وہ بالکل سچ بول رہا ہے۔ وہی سب کچھ اس کے ذہن و دل میں ہے جو وہ اپنی زبان سے ادا کر رہا ہے۔ اور یہ نئی صورتحال میرے لیے بہرطور دلچسپ تھی۔ اگر میں واقعی بل ٹیرڈ کی مدد پر آمادہ ہو جاؤں تو سلیری کی چالیں اسی پر الٹی جا سکتی ہیں۔ میں چند لمحات خاموش رہ کر حالات پر غور کرتا رہا۔ کم از کم یہ بات میں اچھی طرح جان گیا تھا کہ بل ٹیرڈ جھوٹ نہیں بول رہا۔ صورتحال کا اندازہ کرنے سے تفصیلات بھی سمجھ میں آ گئی تھیں۔ سلیری نے اپنے آپ کو ایک اچھے انسان کی حیثیت سے ووگ میں رکھا تھا۔ اس نے اپنے آپ کو ایک طاقتور شخصیت بھی بنا کر پیش کیا تھا۔ اور بل ٹیرڈ کے مظالم کے خلاف وہ لوگوں کی مدد بھی کرتا رہتا تھا۔ اس کے تاثرات ہر جگہ پائے جاتے تھے۔ بل ٹیرڈ کو اس نے آلۂ کار بنا کر ووگ کی ناکہ بندی کر لی تھی۔ تاکہ اس کی مرضی کے خلاف کوئی نہ داخل ہو سکے۔ اور اگر کبھی کوئی بڑی مصیبت آ جائے۔ تو اس کا ذمہ دار بل ٹیرڈ ہی قرار پائے۔ وہ ووگ میں کیا کر رہا تھا۔ اس کے بارے میں مجھے کوئی اندازہ نہیں تھا۔ اور نہ مجھے اس سے دلچسپی تھی۔ لیکن اب اس بات پر مجھے یقین ہو گیا کہ لیبوس اسی شخص کے قبضے میں ہے۔ تھوڑی دیر تک سوچتے رہنے کے بعد میں نے کہا۔

"مسٹر بل ٹیرڈ! آپ نے جو کچھ کہا۔ مجھے اس پر کوئی شبہ نہیں ہے۔ اور میں آپ کی خواہش کے مطابق آپ کے ساتھ کام کرنے کے لیے تیار ہوں۔ یقیناً سلیری کے بارے میں آپ بہت کچھ جانتے ہوں گے۔ میرا خیال ہے ہم اس موضوع پر گفتگو کر کے تمام معاملات طے کیے لیتے ہیں۔ میری خواہش صرف اتنی ہے کہ میں لیبوس کو یہاں سے لے جاؤں۔ اس سے زیادہ میں اور کچھ نہیں چاہتا۔"

"یقیناً اگر اس نام کا کوئی شخص سلیری کا قیدی ہے تو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں دوست! کہ اسے حاصل کرنے میں تمہاری پوری پوری مدد کروں گا۔ بلکہ اس بات کے امکانات بھی ہیں کہ میں تمہیں بہت جلد معلومات حاصل کر کے یہ اطلاع دوں کہ ایسی کوئی شخصیت سلیری کے قبضے میں ہے یا نہیں۔ لیکن اس کے عوض تمہیں مجھے اور ووگ کو سلیری سے نجات دلانا ہوگی۔ اور یہ کام تم ہی کر سکتے ہو۔ کیونکہ تمہارے بارے میں اب تک جو داستانیں میرے علم میں آئی ہیں۔ ان سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ تم میں کام کرنے کی بہترین صلاحیتیں موجود ہیں۔ اور تم اپنا تحفظ بھی کر سکتے ہو۔ اس بات پر بھی پورا پورا اطمینان رکھو کہ بل ٹیرڈ کی حیثیت سے میں تمہاری جتنی مدد کر سکتا ہوں۔ ووگ میں کوئی دوسرا نہیں کر سکتا۔"

"میں جانتا ہوں۔ ڈیئر بل ٹیرڈ! میں جانتا ہوں۔" میں نے پُرخیال انداز میں گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

حالات عجیب وغریب رُخ اختیار کر گئے تھے۔ ڈینی نے مجھے بل ٹیرڈ کی اس رہائش گاہ پر اس لیے پہنچایا تھا کہ میں دشمن کے گڑھ میں رہ کر اپنا تحفظ کر سکوں۔ لیکن حیرت انگیز بات یہ تھی کہ چند ہی گھنٹے کے اندر اندر حالات بالکل تبدیل ہو گئے تھے۔ اور اب میں ایک دوست کی حیثیت سے بل ٹیرڈ

کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس بل ٹیرو کے سامنے جس کا نام لیتے ہوئے لوگ خوف سے کانپنے لگتے تھے۔ اس سلسلے میں بھی بہت سے سوالات میرے ذہن میں تھے۔ جن کی وضاحت میں نے بل ٹیرو سے کرلی۔

" تم جب ایک وحشی اور طاقتور انسان کی حیثیت سے لوگوں کے سامنے آتے ہو بل ٹیرو! تو انھیں اس بات کا پتہ کیوں نہیں چلتا کہ تم ذہنی طور پر وہ نہیں ہو۔ جو وہ لوگ سمجھتے ہیں؟"

" پتہ کیسے چلے گا۔ جب میں اس کا اظہار ہی نہ ہونے دوں گا۔ اور میری زندگی اسی میں ہے کہ میں ان پر اس کا اظہار نہ ہونے دوں" بل ٹیرو نے جواب دیا۔

" میں صورتحال کو سمجھ گیا ہوں۔ ڈیئر بل ٹیرو! اور تمہیں اطمینان دلا چکا ہوں کہ میں تمہارے ساتھ مکمل تعاون کرنے کے لیے تیار ہوں۔ سلیری کے بیرونی وسائل کیا ہیں یہ بات تو میں بھی نہیں جانتا لیکن بہرطور اتنا ہو سکتا ہے کہ میں ووگ کو سلیری سے نجات دلا دوں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اب مجھے کرنا کیا چاہیے۔ تم اس سلسلے میں میری کس طرح مدد کر سکتے ہو۔؟"

" ہم لوگ بیٹھ کر پلاننگ کیے لیتے ہیں۔ اب مجھے اس بات کا جواب دے دو۔ کہ تم یہاں تک کیسے پہنچے۔؟"

" میں ایک خفیہ راستے سے تمہارے اس تہہ خانے میں داخل ہوا ہوں۔ جس کا علم یقیناً تمہیں بھی نہیں ہوگا۔"

" کیا مطلب۔؟ کیا اس تہہ خانے میں داخل ہونے کا کوئی خفیہ راستہ بھی موجود ہے۔؟"

" ہاں۔" میں نے بل ٹیرو کو اس خفیہ راستے کے بارے میں بتایا۔ بلکہ وہ سرنگ کے آخری سرے تک پہنچ کر یہ راستہ دیکھ کر بھی آیا۔ وہ شدید حیران تھا۔ پھر اس نے کہا۔" اور یہ راستہ تم نے بنایا ہے۔؟"

" نہیں! بلکہ اسے صرف میری دریافت سمجھو۔ کس نے بنایا ہے۔ اور کیوں بنایا ہے۔ اس کے بارے میں میں کچھ نہیں جانتا۔"

" میں نے تمہاری اس بات پر یقین نہیں کیا۔ تاہم اگر تم نہیں بتانا چاہتے تو اس میں کوئی مصلحت ہی ہوگی۔ چھوڑو اب میں اس بارے میں اور کچھ نہیں پوچھنا چاہتا۔ میں تم سے یہ کہہ رہا تھا کہ اس وقت تم ایک قاتل کی حیثیت سے بل ٹیرو کے مجرم ہو۔ یا بل ٹیرو کے نہ سہی تو ووگ کے مجرم ہو۔ مجھے یہ اندازہ بھی ہے کہ یہ قتل درحقیقت تم نے نہیں کیا کیونکہ اگر تم نے کیا ہوتا تو سلیری کی طرف سے مجھے یہ اطلاع نہ ملتی کہ تم قاتل بن چکے ہو۔ اور اب میں تمہیں گرفتار کر کے فوراً ہی ختم کر دوں۔ میں جانتا ہوں کہ یہ چال سلیری نے تمہارے خلاف چلی ہے۔ ڈی گام بہت خطرناک آدمی ہے۔ وہ میرا ہی ساتھی ہے۔ لیکن اسے حقیقتوں کا علم نہیں ہے۔ اس کے لیے بس اتنا ہی کافی ہے کہ اس کا بھتیجا ہمارے ہاتھوں موت کا شکار ہو گیا ہے۔ یہاں اس سلسلے میں میری موت کی سزا دی جا سکتی ہے۔ اور اس کا فیصلہ مجھے ہی کرنا ہوگا۔ سلیری پر یہ ظاہر کرنے کے لیے میرے اور تمہارے درمیان کسی قسم کا ربط نہیں ہے ایک ترکیب کار میرے ذہن میں آیا ہے۔ وہ یہ کہ میں تمہیں بند کر لوں اور پھانسی پر چڑھا دوں" بل ٹیرو نے کہا اور میں چونک کر اس کی صورت دیکھنے لگا۔ بل ٹیرو مسکرا دیا تھا

" ہاں! تمہیں کسی بھی جگہ سے گرفتار کیا جائے گا۔ اور اس کے بعد تمہیں پھانسی کی سزا دے دی جائے گی۔ اس طرح تمہارا قصہ ختم ہو جائے گا۔ اور سلیری تمہاری طرف سے بالکل غافل ہو جائے گا۔ وہ یہی سوچے گا کہ تمہارا خاتمہ میرے ہاتھوں ہو چکا ہے۔ اور اس کے بعد وہ مطمئن ہو جائے گا۔ تب ہی ہم اس کے خلاف آسانی سے کارروائی کر سکتے ہیں۔"

" لیکن پھانسی۔؟"

" ہاں میرے دوست! اس پھانسی کی تمام تر ذمہ داری مجھ پر ہوگی۔ اور تم اس بات پر مکمل طور پر اطمینان رکھو کہ تمہیں وہ پھانسی نہیں دی جائے گی۔"

" اوہ! اس کا مقصد ہے کہ مجھے ایک خطرہ مول لینا پڑے گا۔"

" اگر مجھ پر بھروسہ کر سکتے ہو۔ تو ضرور کر لو۔ اس میں ہم دونوں کا فائدہ ہے۔ تم بل ٹیرو کے ہاتھوں مارے جاؤ گے۔ سلیری کو اس بات کا شبہ بھی نہیں ہو سکے گا۔ کہ میرے اور تمہارے درمیان کوئی ربط قائم ہو چکا ہے۔ وہ تمہاری طرف سے مطمئن ہو جائے گا۔ ووگ سے کسی اجنبی کا خدشہ ختم ہو جائے گا۔ اور اس کے بعد ہم جس انداز میں کام کریں گے۔ وہ بلاشبہ ہمیں کامیابی سے ہمکنار کریگا۔"

بات قابل غور تھی۔ بل ٹیرو نے مجھ سے کہا کہ میں اگر چاہوں۔ تو اس پر ابھی غور کر سکتا ہوں۔ زیادہ سے زیادہ میری گرفتاری کے لیے ایک دو دن اور لگ جائیں گے۔ اگر میں اس بات کو مناسب سمجھوں تو ٹھیک ہے ورنہ بل ٹیرو وہ کرنے کے لیے تیار تھا جو میں چاہوں۔

میں نے تھوڑی دیر سوچنے کے بعد گردن ہلائی۔ اور آہستہ سے کہا۔" ٹھیک ہے۔ مسٹر بل ٹیرو! میں پھانسی پانے کے لیے تیار ہوں۔"

بل ٹیرو نے کھڑے ہو کر مجھ سے ہاتھ ملایا۔ اور آہستہ سے بولا۔" ابھی پرمیری زندگی کا دارومدار بھی ہے۔ تم بھی خطرہ مول لو۔ میں بھی خطرہ مول لیتا ہوں۔ لیکن کم از کم اس بات پر تمہیں یقین کرنا چاہیے کہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ یہ بل ٹیرو کا عہد ہے۔"

" جبکہ میں نے فیصلہ کر لیا ہے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔" میں نے جواب دیا۔

" تو پھر ٹھیک ہے۔ کل دن کی روشنی میں کسی بھی وقت تمہیں کسی مناسب جگہ سے گرفتار کر لیا جائے گا۔"

بل ٹیرو نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ اور اس کے بعد بولا۔" لیکن رات تم یہاں آرام سے گذار سکتے ہو۔ یہ مسہری تمہارے لیے آرام دہ ثابت ہوگی۔ صبح کا ناشتہ بھی تمہیں یہیں مل جائے گا۔ ناشتے کے بعد چلے جانا۔ اور بہتر یہ ہوگا کہ مجھے اپنے چھپنے کی جگہ بتا جانا۔ تاکہ میرے آدمی تمہیں وہاں تلاش کر سکیں۔"

" اس سلسلے میں دریا کے کنارے موجود پن چکیوں میں سے ایک بوسیدہ پن چکی مناسب ترین جگہ ہے۔ وہیں سے مجھے گرفتار کیا جا سکتا ہے۔" میں نے جواب دیا۔

بل ٹیرو چند لمحات سوچتا رہا پھر گردن ہلا کر بولا۔" اچھا خدا حافظ! اب میں چلتا ہوں۔" وہ چلا گیا۔ اور میں کھیر کھانے لگا۔ میں نے پھانسی کی جو سزا قبول کی تھی۔ وہ بلاشبہ بڑا سنسنی خیز قدم تھا۔ بل ٹیرو کے ذہن کو اگر نہ پڑھ چکا ہوتا تو شاید اس کے لیے تیار نہ ہوا ہوتا۔ بظاہر تو یہی محسوس ہوتا تھا کہ بل ٹیرو نے جو کچھ کہا ہے۔ سچ کہا ہے۔ لیکن اگر میرے خلاف کوئی گہری سازش کی جاتی۔ اور اس طرح مجھے پھندے میں پھنسایا جاتا۔ تو درحقیقت یہ ایک شاندار کارروائی ہوتی۔ میں اپنے قدموں سے چل کر پھانسی کے پھندے تک پہنچتا۔ اور پھانسی پر لٹک جاتا۔ اور میرے دشمن مجھ پر قہقہے لگاتے کہ کتنا احمق آدمی تھا۔ رات کو ٹھیک سے نیند بھی نہیں آئی تھی۔ بار بار ذہن میں یہی خیال آیا کہ کہیں بل ٹیرو کی سازش کا شکار نہ ہو رہا ہوں۔ لیکن صبح ہوتے ہوتے دل مطمئن ہو گیا تھا۔ بہرطور زندگی اور موت خدا کے ہاتھ ہے۔

صادق حسین صدیقی کا تاریخی ناول
عرب کا چاند
علی میاں پبلیکیشنز اُردو بازار لاہور

میں نے اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے یہ کارروائی قبول کی ہے۔ اگر خدا کو میری زندگی منظور نہیں ہے تو پھر یوں ہی سہی۔ صبح کو جاگا تو ناشتہ موجود تھا۔ پتہ نہیں رات کے کون سے حصے میں یہ بندوبست کیا گیا تھا۔ جب کہ میں تو ٹھیک سے سو بھی نہیں سکا تھا۔ تاہم ناشتہ کرنا ضروری سمجھا۔ اور ناشتے کے بعد اسی سرنگ کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ بیچارے ڈینی نے اپنی دانست میں میرے لیے انتہائی معقول بندوبست کیا تھا لیکن کتنی مایوسی ہوگی اُسے میری گرفتاری کی خبر سن کر۔ اور وہ بھی پرانی پن چکی سے۔ اُسے تو یہ بھی پتہ نہیں چل سکے گا کہ میں پرانی پن چکی کیوں گیا تھا۔ میں وہیں پہنچ گیا جہاں میں پچھلی دو راتوں سے چھپا ہوا تھا۔ ایک بار دل چاہا کہ بلدا سے ملاقات بھی کر لوں لیکن پھر اپنی اس حماقت پر خود ہی ہنسی آگئی۔ میں اس دنیا سے رخصت تو نہیں ہو رہا تھا۔ اگر پھانسی کے پھندے تک پہنچتے ہوئے یہ احساس ہو گیا کہ میں سازش کا شکار ہوا ہوں تب بھی جدوجہد کر دوں گا۔ اور کچھ نہ کچھ کر کے ہی دم لوں گا۔ لیکن بہرطور یہ انتہائی سنسنی خیز لمحات تھے۔ اگر اس طرح مجھے کامیابی حاصل ہو جائے۔ تو یہ ساری کارروائی بری نہیں تھی۔

پرانی پن چکی پہنچتے ہوئے مجھے زیادہ وقت نہیں گذرا تھا۔ غالباً دن کے سوا نو بجے تھے۔ اس وقت جب میں نے پن چکی کے اطراف میں بے شمار لوگوں کی آوازیں سنیں۔ اور اس کے بعد مجھے پولیس آفیسر کی آواز سنائی دی۔ "تمہیں دیکھ لیا گیا ہے۔ اور چاروں طرف سے تمہیں گھیرا جا چکا ہے۔ اگر باہر نکل کر فرار ہونے کی کوشش کی۔ تو پورے بدن میں سوراخ ہی سوراخ ہو جائیں گے۔ بہتر ہے خود کو میرے حوالے کر دو۔"

میں نے پولیس آفیسر کی آواز صاف پہچان لی تھی۔ دوسری اور تیسری بار بھی وارننگ دی گئی۔ اور اس کے بعد پرانی پن چکی کی اینٹیں کھڑکھڑ گرنے لگیں۔ اس کا مقصد تھا کہ وہ لوگ اندر آ رہے ہیں۔ میں خود کو اس کیلئے تیار کر چکا تھا لیکن آنے والے لمحات بے حد سنسنی خیز تھے اور میں سب کچھ جانتے ہوئے بھی شدید اعصابی تناؤ کا شکار ہو گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مجھے اندازہ نہیں ہو سکا تھا کہ وہ کون لوگ ہیں لیکن یہ ضرور جانتا تھا کہ وہ کس مقصد کے لیے یہاں آئے ہیں۔ ان میں صرف پولیس آفیسر کی آواز شناسا تھی۔ ایک بار پھر اس کی آواز سنائی دی: "دوگ کے اجنبی مجھے اس کے لیے مجبور مت کرو کہ میں تم پر گولیاں برساؤں خود ہاتھ بلند کر و اور باہر آجاؤ۔"

پولیس آفیسر کی آواز کانپ رہی تھی اس کی وجہ میرے متعلق مشہور کہانیاں تھیں جنہوں نے مجھے دوگ میں ایک پراسرار حیثیت دے دی تھی۔ بہر حال میرے لیے اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ میں باہر نکل آؤں۔ چنانچہ میں دونوں ہاتھ بلند کیے ہوئے باہر نکل آیا۔ لوگوں کا ایک ہجوم تھا جس نے مجھے دیکھتے ہی چیخنا شروع کر دیا تھا۔ وہ منہ سے طرح طرح کی آوازیں نکال رہے تھے۔

"خود کو پولیس کے حوالے کر دو۔ اگر تم نے کوئی غلط کارروائی کی تو" پولیس آفیسر نے کہا۔

خوش قسمتی سے ڈی گام ان لوگوں کے ساتھ نہیں تھا ورنہ ممکن تھا کہ وہ شدتِ جذبات میں مجھ پر ٹوٹ ہی پڑتا دیسے اس کی امید نہیں تھی کہ وہ اس ہجوم میں شریک ہوتا۔ بل ٹیرو نے یقیناً اس کا انتظام کر لیا ہوگا۔ ہجوم میں سے کچھ لوگوں نے مارو پکڑو کے نعرے لگائے تو پولیس آفیسر نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔ "اگر کسی نے قانون کو ہاتھ میں لینے کی کوشش کی تو میں گولی چلانے پر مجبور ہو جاؤں گا۔" اس نے پستول کو جنبش دی تو لوگ پیچھے ہٹ گئے۔ پولیس افسر نے ہتھکڑیاں میری طرف بڑھائیں اور میں نے بلا تعرض دونوں ہاتھ آگے کر دیے۔ عجیب مضحکہ خیز سچویشن تھی یوں لگتا تھا جیسے اسے خود بھی یقین نہ ہو کہ میں اس آسانی سے گرفتاری پیش کر دوں گا۔ بہر حال مجھے ہتھکڑیاں لگا دی گئیں اور پولیس افسر ہجوم کو منتشر ہونے کی ہدایت کرنے لگا۔ میں نے خود ہی آگے کی طرف قدم بڑھا دیے مجھے تعاون پر آمادہ پا کر پولیس افسر نے کسی قدر سکون کا سانس لیا۔ اور مجھے لے کر اس پولیس اسٹیشن کی جانب چل پڑا جو صرف ایک ڈمی پولیس اسٹیشن تھا۔ اور درحقیقت وہاں ہونے والی تمام کارروائی بل ٹیرو کے نام پر ہوتی تھی۔ حکومت برطانیہ کا قانون اس قصبے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا۔ بستی کے بے شمار لوگ بھی پولیس اسٹیشن تک میرے ساتھ آئے تھے لیکن جب مجھے اس کی عمارت میں اندر لے جایا گیا تو پولیس کے افراد نے انھیں منتشر ہونے کے لیے کہا۔ اور تھوڑی سی کوشش کے بعد انھیں منتشر کر دیا گیا۔

پولیس آفیسر نے بغور میرا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا۔

"تو تم اس لیے یہاں آئے تھے۔؟ حالانکہ میں نے تمہیں آگاہ کیا تھا کہ یہاں رکنا تمہارے لیے مناسب نہیں ہوگا۔ اور بہتر ہے کہ تم چلے جاؤ۔ لیکن جوانی کے جوش میں تم نے میری باتوں پر غور نہیں کیا۔ اور بالآخر مصیبت میں پھنس گئے۔"

"کون سی مصیبت کی بات کر رہے ہو، پولیس آفیسر۔؟"

"کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے اوپر ہیڈلے کے قتل کا الزام ہے۔ اور ہیڈلے ڈی گام کا بھتیجا تھا جسے تم نے مار مار کر زخمی کیا۔ یہاں تک کہ اس نے دم توڑ دیا۔"

"جب تم پورے وثوق سے یہ بات کہہ رہے ہو، پولیس آفیسر تو پھر اس بات پر افسوس کا اظہار کیوں۔؟ اگر میں نے قتل کیا ہے تو برطانوی قانون کے تحت مجھے سزا دی جائے۔ میرا مقدمہ کہاں چلے گا۔؟"

پولیس آفیسر نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ اور پھر بگڑے ہوئے لہجے میں بولا۔ "بے وقوف انسان یہ بات تو میں نے پہلے بھی تمہیں بتائی تھی کہ یہاں کسی پر کوئی مقدمہ نہیں چلتا۔ تمہارا فیصلہ بل ٹیرو کے ہاتھ میں ہے۔ وہ سماعت بھی نہیں کریگا اور تمہارے بارے میں فیصلہ دے دیگا۔ اور میں جانتا ہوں کہ وہ فیصلہ کیا ہوگا۔"

"کیا اِس قصبے کو تم برطانوی قوانین سے آزاد قرار دیتے ہو۔؟"

"فضول باتوں کا میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ برطانوی قوانین اِس قصبے تک پہنچ کر خود مفلوج ہو جاتے ہیں، تو میں کیا کروں۔"

"لیکن تمہیں تنخواہ تو حکومت برطانیہ ہی سے ملتی ہوگی"

"میں نے کہا نا اِن تمام باتوں کے لیے میں تمہیں جوابدہ نہیں ہوں۔ میں نے کبھی جواب دہی کی کوشش کی تھی لیکن اس کے نتیجے میں مجھے جو کچھ بھگتنا پڑا، وہ میں ہی جانتا ہوں۔ اور اِس بات کا مجھے اچھی طرح علم ہو چکا ہے کہ آئرلینڈ کا یہ باشندہ جس کا نام بل ٹیرو ہے۔ یہاں اپنی مکمل حکومت قائم کیے ہوئے ہے۔ چنانچہ تمہیں بھی یہ بات تسلیم کر لینی چاہیے تھی لیکن بہر طور موت اگر تمہیں یہاں گھسیٹ کر لائی تھی، تو اِس سلسلے میں کسی کا قصور نہیں ہے۔ اب میں تمہیں قید خانے بھجوا رہا ہوں۔ تمہاری قسمت کا فیصلہ تمہاری غیر موجودگی میں ہوگا اور اِس فیصلے سے تمہیں بہر طور آگاہ کر دیا جائے گا۔"

میں خاموش رہا لیکن میرے ہونٹوں پر ایک تلخ مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ بیرونی دنیا کو اگر یہ بات معلوم ہو جائے کہ حکومت برطانیہ کا ایک چھوٹا سا قصبہ ایسا بھی ہے جہاں برطانوی قانون کا مذاق اڑایا جاتا ہے تو شاید کوئی بھی اس بات پر یقین نہ کرے۔ لیکن حقیقت یہ تھی کہ مہذب دنیا کے اس مہذب ترین ملک کا یہ چھوٹا سا قصبہ اتنا تہذیب یافتہ نہیں تھا۔ بہر طور جس قید خانے میں مجھے لے جایا گیا، وہ کافی مضبوط تھا۔ انہوں نے پورے اطمینان کے ساتھ مجھے یہاں اس لیے بھیجا ہوگا کہ میں یہاں سے نکل نہ سکوں لیکن صورتحال کچھ اور تھی۔ اور اِس بات کا اندازہ یقیناً پولیس آفیسر کو بھی نہیں ہوگا۔ کیونکہ بل ٹیرو نے اپنے معاملات میں بہت زیادہ لوگوں کو شریک نہیں کیا ہوگا۔ اب دیکھنا یہ تھا کہ آئندہ میرے لیے کیا ہوتا ہے۔

قید خانے میں تقریباً چھ گھنٹے گزر گئے۔ چھٹے گھنٹے کے اختتام پر پولیس آفیسر اندر آیا۔ اور اس نے افسردہ لہجے میں کہا۔ "بیرونی دنیا کے اجنبی! تمہارے لیے موت کی سزا تجویز کی گئی ہے۔ اور کل صبح تمہیں پھانسی کی سزا دے دی جائے گی۔"

"بلاوجہ زحمت کی تم نے اِس بات کا یقین تو میں پہلے ہی کر چکا تھا۔ ظاہر ہے بل ٹیرو میرے لیے موت کے علاوہ اور کیا چیز منتخب کر سکتا تھا۔"

"میں تمہارے لیے افسردہ ہوں۔ اگر بیرونی دنیا میں اپنے عزیز و اقارب کو کوئی پیغام بھجوانا چاہو تو مجھے بتا دو۔"

"کیسی احمقانہ باتیں کر رہے ہو پولیس آفیسر! یہ پیغام دیتے ہوئے تمہیں اِس بات کا اعتراف کرنا ہوگا کہ برطانوی حکومت کی مرضی کے خلاف یہاں مجھے مقدمہ چلائے بغیر موت کی سزا دی گئی ہے۔ تم میرا پیغام بیرونی دنیا کو کس طرح دو گے؟ کیا تم سے یہ باز پرس نہیں کی جائے گی۔"

پولیس آفیسر کے چہرے پر شرمندگی کے آثار نظر آنے لگے۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔ "میں بہت جلد، بہت جلد یہ ملازمت چھوڑ دوں گا۔ اس کے علاوہ میں کچھ اور نہیں کر سکتا۔" وہ یہ کہہ کر باہر نکل گیا۔ بہر طور پروگرام لمحہ بہ لمحہ اپنی منزل کی جانب بڑھ رہا تھا۔

میرے ذہن پر بڑی سنسنی سی چھائی ہوئی تھی۔ رات بھی میں نے بے سکونی کی حالت میں گزاری۔ طبیعت بوجھل تھی۔ کیونکہ پچھلی رات بھی بے سکونی کا شکار رہا تھا۔ دوسری صبح غالباً سورج ابھی نکلا بھی نہیں تھا، جب چند افراد اندر آئے۔ اور انہوں نے مجھے میری موت کا مژدہ سنایا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں اپنے آخری انجام کے لیے تیار ہو جاؤں۔

دو گھوڑوں کی بند گاڑی میں پھانسی گھر کی جانب جاتے ہوئے، میں اِس دلچسپ صورتحال پر کافی غور کر رہا تھا کہ دفعتاً بند گاڑی کا سامنے والا حصہ کھلا۔ اور کوچوان نے ذرا سا منہ اندر کر کے کہا۔ "جو کچھ میں کہہ رہا ہوں، اسے غور سے سنو۔ تمہیں باقاعدہ پھانسی دی جائے گی، لیکن جو آدمی تمہاری گردن میں پھندا ڈالے گا، یہ اس کا کمال ہوگا کہ پھندا بظاہر تمہاری گردن میں ہو، لیکن تم محفوظ بھی رہو۔ البتہ تمہیں اداکاری ایسی ہی کرنی ہے، جیسی کسی شخص کو پھانسی دیتے وقت کی جا سکتی ہے۔ اِس بات کو ذہن میں رکھنا۔ ہر قسم کے شک و شبہ کو اپنے دماغ سے نکال دو۔ اور پوری طرح مطمئن رہو۔" اس کے بعد اس نے کھڑکی بند کر دی۔

یہ کون تھا؟ میں نہیں جان سکا تھا۔ اور نہ اسکی آواز میری شناسا تھی۔ گاڑی پھانسی گھر کے میدان میں آکر رک گئی۔ اور میرے لیے یہ لمحات مزید سنسنی خیز ہو گئے۔ گویا اب جدوجہد کا لمحہ صرف وہ ہوگا، جب جلاد میری گردن میں پھانسی کا پھندا ڈالے گا۔ اگر مجھے اطمینان نہ ہوا کہ رسیاں اِس انداز میں نہیں باندھی گئیں کہ میں بچ سکوں، تو پھر جدوجہد کا آغاز وہیں سے کر دوں گا۔ بہر طور ایک کرخت آواز نے مجھے گاڑی سے نیچے اترنے کے لیے کہا۔ پھر دو مضبوط ہاتھوں نے سہارا دے کر مجھے نیچے اتارا۔ اس کے بعد وہ مجھے اس منحوس جگہ لے گئے، جہاں پھانسی کا پھندا جھول رہا تھا۔ جو کچھ ہو رہا تھا، برق رفتاری سے ہو رہا تھا۔ مجھے یہاں تک لانے والے پیچھے ہٹ گئے۔ اور پھر ایک جلاد تیزی سے اپنے فرائض ادا کرنے لگا۔ اس نے میرے ہاتھوں سے ہتھکڑیاں نکال دیں۔ اور ایک رسّی سے میرے ہاتھ پشت پر باندھ دیے لیکن اپنے ہاتھوں پر رسّی کی گرفت محسوس کر کے مجھے سکون ہوا تھا۔ یہ گرفت ایسی تھی کہ ضرورت پڑنے پر میں اپنے ہاتھ آزاد کر سکتا تھا۔

اِس کے بعد جلاد نے رسّی کا کمال دکھانا شروع کر دیا۔ اس نے مجھے اپنے بدن کی چوڑائی میں چھپا کر رسّی کا پھندا بظاہر میری گردن میں ڈالا۔ لیکن میں نے اپنی بغل میں دونوں سمتوں سے رسیاں گزرتی محسوس کیں۔ اور بلاشبہ اب میرے بدن کے بوجھ کا انحصار صرف ان ہی رسیوں پر تھا۔ میں نے نظریں اوپر اٹھائیں تو اوپر کی رسیاں دوہری معلوم ہوئیں۔ یعنی ایک پھندہ جو بظاہر میری گردن میں تھا، ایک الگ ٹکڑے سے منسلک تھا۔ اور بغلوں کی رسیاں ایک الگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رسّی سے بندھی ہوئی تھیں۔ میں نے ایک پُرسکون سانس لی۔ اِس کا مطلب ہے کہ بل ٹیرو نے اپنا کام نہایت احتیاط کے ساتھ مکمل کرلیا ہے۔ میرے چہرے کو سیاہ تھیلے سے ڈھانپ دیا گیا۔ اور اس کے بعد تھوڑی سے کارروائی ہوئی اور پھر میرا بدن بغلوں کے وزن پر لٹکنے لگا۔ میں اب اس بات سے مطمئن ہوکر کہ میری گردن کو کوئی نقصان نہیں پہنچ رہا، بغلوں کے زور پر خوب زور زور سے اُچھلنے لگا۔ تاکہ دیکھنے والوں کو یہ احساس ہو کہ یہ دم توڑتے ہوئے ایک توانا انسان کی آخری جدوجہد ہے۔ چند ہی لمحات کے بعد کھیل ختم ہوگیا۔ جلاد ہی نے آگے بڑھ کر میری لاش کو نیچے اتارا۔ اور میں نے دم سادھ لیا۔ پھر مجھے شاید اسی یا کسی اور دوسری گاڑی میں پہنچا دیا گیا۔ تاکہ میری تدفین کردی جائے۔

یہ سارے کام اتنی برق رفتاری سے ہوئے تھے کہ سوچنے سمجھنے کا زیادہ موقع ہی نہیں مل سکا تھا۔ بندگاڑی چل پڑی۔ اور میرے بدن کو ہلکے ہلکے ہچکولے سے لگنے لگے۔ میں موت کے منہ سے باہر نکل آیا تھا۔ درحقیقت اگر بل ٹیرو ایسے موقع پر بدعہدی کرتا۔ یا میرے ساتھ کوئی سازش ہوئی ہوتی، تو بھلا اپنے بچاؤ کے لیے میں زیادہ سے زیادہ کیا کرسکتا تھا۔ لیکن موت کے منہ میں پہنچ کر واپس آنے کا یہ مزہ جیسا تھا، اسے میں الفاظ میں بیان نہیں کرسکتا۔ دفعتاً بند گاڑی کا وہی حصّہ پھر کھلا، جہاں سے کوچوان نے ایک بار مجھے کچھ ہدایات دی تھیں۔ لیکن اس بار جو چہرہ مجھے نظر آیا، اُسے دیکھ کر میں شدّتِ حیرت سے اُچھل پڑا۔ مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔ یہ ڈینی تھا۔ سو فیصدی ڈینی۔ اس نے مجھے مسکرا کر آنکھ ماری اور میں سنبھل کر بیٹھ گیا۔

"ڈینی! یہ تم ہو۔ کیا واقعی یہ تم ہو۔؟"

"ہاں! میں ہی ہوں۔ تمہیں حیرت ہوئی نا؟" ڈینی نے سوال کیا۔

"کوئی اور بھی ہے تمہارے ساتھ۔؟"

"نہیں! تمہاری تدفین کی تمام ذمّہ داریاں مجھے ہی سونپی گئی ہیں۔" ویسے بھی اِس قسم کے کام میں کرلیتا ہوں۔ حالانکہ یہ مسئلہ ذرا مختلف تھا لیکن اب اِسے کیا کیا جائے کہ مسٹر بل ٹیرو نے آنکھیں بند کرکے مجھ پر اعتبار کرلیا۔"

"میں باہر آسکتا ہوں۔؟" میں نے پوچھا۔

"ارے نہیں نہیں! خدا کے لیے اِس قسم کی کوئی حرکت مت کرنا۔ ورنہ ورنہ۔" ڈینی خاموش ہوگیا۔ اس نے رُخ بدل لیا تھا۔ غالباً گھوڑوں کو کنٹرول کرنے کی کوشش کررہا تھا۔ چند لمحات کے بعد اس نے پھر کہا۔ "بہتر یہ ہے کہ اب ہم قبرستان میں چل کر ہی بات چیت کریں بشرطیکہ وہاں اور کوئی موجود نہ ہو۔ اگر کوئی اور موجود ہوا تو ذرا الجھن پیش آئیگی۔"

میں متحیرانہ انداز میں ڈینی کو دیکھتا رہا تھا۔ وہ ایک ماہر کوچوان کی طرح بگھی ہانک رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم لوگ قبرستان میں داخل ہوگئے۔ چاروں طرف قبریں بکھری ہوئی تھیں۔ اور ان پر سوکھی لکڑیوں سے نشانات لگائے گئے تھے۔ دور دور تک کوئی نظر نہیں آرہا تھا۔ قبرستان کے اطراف میں تقریباً چار فٹ بلند کچی دیوار بنی ہوئی تھی۔ راستہ صرف ایک تھا، جس سے بگھی گذر کر اندر آئی تھی۔ ڈینی نے اسے ایک جگہ چھوڑ دیا اور پھر کھڑے ہوکر پورے قبرستان میں نگاہیں دوڑانے لگا۔ اور اس کے بعد پُرسکون لہجے میں بولا۔ "اب اگر تم چاہو تو باہر آسکتے ہو۔ خوش بختی سے قبرستان میں اور کوئی موجود نہیں ہے۔"

میں جلدی سے گھوڑا گاڑی سے باہر نکل آیا۔ "کیوں کیا یہاں گورکن موجود نہیں ہوتا۔؟" میں نے گہری گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

"نہیں! قبرستان کے لیے کوئی باقاعدہ گورکن نہیں ہے۔ بستی کے چند حرام خور یہ کام ضرورت پڑنے پر کرلیا کرتے ہیں۔ جیسے میں۔" ڈینی نے جواب دیا۔ اور پھر بولا۔ "بہرحال تمہیں اپنی قبر تیار کرنے کے سلسلے میں میری تھوڑی بہت مدد تو کرنی ہی ہوگی۔"

میں ڈینی کو دیکھنے لگا۔ پھر میں نے کہا۔ "لیکن میری تدفین کی ذمّہ داریاں تمہارے سپرد کیسے کردی گئیں؟ اور وہ بھی تنہا۔"

"اِس سلسلے میں بس مسٹر بل ٹیرو کی کرم فرمائی ہے۔ ورنہ ایسا نہ ہوتا۔"

"کیا تمہیں اِس کے لیے ہدایت کی گئی تھیں۔؟" میں نے پوچھا۔

"پوری بات بتادوں۔ تم نے یہ نہیں سوچا کہ تمہیں پھانسی ملنے کے باوجود زندہ دیکھ کر مجھے حیرت کیوں نہیں ہوئی۔"

"ارے ہاں! واقعی۔ یہ بات فوری طور پر میرے ذہن میں نہیں آئی تھی۔ لیکن لیکن ڈینی! مجھے بتاؤ۔ کچھ تو بتاؤ۔" میں نے سوال کیا۔

ڈینی مسکرانے لگا۔ پھر بولا۔ "تمہاری گرفتاری کی خبر ایسی نہیں تھی کہ میں اسے سن کر نظرانداز کرسکتا۔ میری ذہنی کیفیت خراب ہوگئی۔ اور یقین نہ آیا کہ لوگ جو کچھ کہہ رہے ہیں درست ہے۔ کیونکہ میں تو تمہیں ایک ایسی جگہ پہنچا آیا تھا، جہاں تم مکمل تحفظ میں تھے۔ میں اور کچھ نہ کرسکا تو سرنگ کی جانب دوڑ گیا۔ اور اس تہہ خانے میں داخل ہوگیا۔ تہہ خانے میں میری ملاقات تمہارے بجائے مسٹر بل ٹیرو سے ہوگئی، جنہیں کسی کے آنے کا اندازہ ہوگیا تھا۔ مسٹر بل ٹیرو نے پستول کی نال پر مجھ سے سب کچھ اگلوالیا۔ اور یہ میری فطری کمزوری سمجھو کہ میں ان سے کچھ نہ چھپا سکا۔ اعتراف کرتا ہوں اِس بات کا کہ میں بہت زیادہ خوفزدہ ہوگیا تھا۔ لیکن بل ٹیرو نے جو کچھ مجھے بتایا، وہ میرے لیے انتہائی حیرت انگیز تھا۔ اور پھر مجھے بھی اِس تجویز میں شامل کرلیا گیا۔ اور مسٹر بل ٹیرو نے یہ خدمات میرے سپرد کردیں کہ پھانسی گھر سے تمہاری لاش لے کر میں ہی قبرستان جاؤں گا۔ اور تمہاری تدفین کر دوں گا۔ اور اس کے بعد تمہیں ایک ایسی جگہ پہنچا دوں گا۔ جو مسٹر بل ٹیرو کی ملکیت ہے۔"

ڈینی کی کہانی بے حد حیرت انگیز تھی۔ پتہ نہیں بل ٹیرو نے اس پر اتنا اعتماد کس طرح کرلیا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا۔ "تو مسٹر بل ٹیرو نے تمہیں پوری کہانی سنادی۔؟"

"ہاں! اور مجھے اِس بات پر تعجب نہیں ہوا۔ شاید تم یقین نہ کرو کہ کچھ عرصے قبل کچھ ایسے واقعات پیش آئے تھے، جنہوں نے مجھے شبہ میں مبتلا کردیا تھا۔ اور مجھے یہی اندازہ ہوا تھا کہ سلیری بہت اونچی چیز ہے۔ تاہم مسٹر بل ٹیرو نے مجھے اپنا مکمل پروگرام نہیں بتایا۔ صرف ضرورت کی باتیں بتادی ہیں۔ بہتر یہ ہوگا کہ اب ہم جلدی سے ایک قبر تیار کرکے یہ خالی تابوت اس قبر میں اتار کر اسے بند کردیں۔ تاکہ کسی کو شبہ نہ ہوسکے۔ اور اس کے بعد میں تمہیں پہاڑوں میں ایک ایسی جگہ چھوڑ دونگا جو تمہارے لیے انتہائی موزوں ہوگی۔" ڈینی نے گھوڑا گاڑی کے پچھلے حصّے میں رکھا ہوا تابوت اتار کر نیچے رکھا اور اس کا ڈھکن کھول کر اس میں سے زمین کھودنے کے اوزار نکالنے لگا۔

"پیارے بھائی! میں بہت زیادہ طاقتور آدمی نہیں ہوں۔ ایک قبر تیار کرنا آسان کام نہیں ہوتا۔ براہ کرم میری مدد کرو۔"

میں نے مسکراتے ہوئے کدال اٹھالی۔ لیکن ابھی میں نے پہلی ہی کدال زمین پر چلائی تھی کہ دفعتاً کچھ دور گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز سنائی دی۔ اور ڈینی اُچک کر گھوڑا گاڑی پر چڑھ گیا۔ اس نے گھوڑا گاڑی کے اوپری حصّے پر کھڑے ہوکر دیکھا تو دفعتاً ہی اس کی آنکھیں خوف و دہشت سے پھیل گئیں۔ اور اس کے منہ سے خوفزدہ سی آواز نکلی۔ "اوہ! میرے خدا۔ میرے خدا۔"

"کیا بات ہے ڈینی۔؟"

"جلدی کرو، جلدی تابوت میں لیٹ جاؤ۔ تابوت میں لیٹ جاؤ۔ پتہ نہیں یہ کمینہ بدبخت اِسطرف کیسے آنکلا۔"

"کون ہے۔؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔

"سلیری، جو اپنے چھ ساتھیوں کے ساتھ اِسی طرف آرہا ہے۔"

میرے اوسان خطا ہوگئے تھے۔ لیکن بہرطور میں برق رفتاری سے تابوت میں لیٹ گیا۔ اور ڈینی نے ڈھکن بند کردیا۔

چند ہی لمحات کے بعد گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز بالکل قریب سنائی دی پھر ایک بھاری آواز گونجی۔ "اوہ! اودگ کے مسخرے! آج تو گورکن کا کام انجام دے رہا ہے۔ لیکن تنہا۔ یہ ذمّہ داری تنہا تیرے سپرد کیسے کی گئی۔؟ چلو تم سب مل کر اِس کی مدد کرو۔ نیک کام میں حصّہ لینا اچھی بات ہے۔ یہ بیچارہ تنہا یہ سب کچھ نہیں کرسکے گا۔" غالباً یہ الفاظ سلیری نے اپنے آدمیوں کو مخاطب کرکے ادا کیے تھے۔

مجھے ٹھنڈے پسینے چھوٹ رہے تھے یوں محسوس ہورہا تھا جیسے سلیری کو اس بارے میں کچھ معلوم ہوگیا ہو۔ اس کے انداز میں طنز نمایاں تھا۔ اس وقت صورتحال بہت خوفناک ہوگئی تھی۔ حالات بتاتے تھے کہ بل ٹیرو مجھ سے مخلص تھا اور اس نے بدعہدی نہیں کی تھی لیکن سلیری کو ضرور کسی ذریعے سے کچھ معلوم ہوگیا تھا اور اب۔

"آہ۔ یہ قبر تو ابھی ذرا بھی گہری نہیں ہوئی۔ چلو ڈینی تم پیچھے ہٹ جاؤ کمزور آدمی ہو۔ میرے ساتھی یہ کام جلدی کریں گے۔" سلیری کی آواز ابھری اور چند ہی لمحات کے بعد زمین پر کدالیں چلنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں، سچ بات یہ ہے کہ اس وقت میرے اوسان بری طرح خطا ہوگئے تھے دماغی صلاحیتیں جواب دے گئی تھیں۔ سلیری کے انداز سے پتہ چل رہا تھا کہ وہ مردود مجھے زندہ ہی قبر میں دفن کردے گا اور کوئی رعایت نہیں کرے گا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"بل ٹیرو اصول پسند انسان ہے۔ ساری خرابیوں کے باوجود وہ اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے میں کوتاہی نہیں کرتا مگر یہ تعجب کی بات ہے کہ اس نے اس تدفین کے لیے تنہا تمہارا انتخاب کیا۔ آخر کیوں۔؟" مخاطب ڈینی تھا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں لارڈ۔" ڈینی کی سہمی ہوئی آواز ابھری۔

"پھر ان حقیقتوں کی نقاب کشائی کون کرسکتا ہے اب یہ مردہ تو بولنے سے رہا۔"

میرے بدن میں چنگاریاں بھر گئیں۔ سلیری کے بارے میں جو کچھ سن چکا تھا وہ بہت کچھ تھا۔ برطانوی قانون اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا۔ وڈگ میں اس نے نہایت چالاکی سے بل ٹیرو کو آلۂ کار بنا کر خوف و ہراس پھیلا رکھا تھا اور اب اس کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہیں تھا کہ اب میں اسے اپنا ایسا دشمن تصوّر کرلوں جس سے بچنے کی تمام کوششیں ناکام ہوگئی ہوں۔ حقیقت یہی تھی۔ سلیری جیسے سنگدل انسان سے یہ بات بعید نہیں تھی کہ وہ مجھے زندہ ہی قبر میں دفن کرادے۔ جیسا کہ بل ٹیرو نے اس کے بارے میں بتایا تھا کہ وہ ایک ستم ظریف سنگدل ہے اور اس طرح کے کام بآسانی انجام دے سکتا ہے۔ چنانچہ میرا حق بنتا تھا کہ اب میں اس سے مقابلہ کروں اور اسے ختم کرنے کی کوشش کروں یعنی میں مفاہمت کی آخری حد سے گزر گیا تھا۔ ویسے بھی ان ابتدائی معاملات سے فراغت حاصل کرنے کے بعد مجھے سلیری سے دو دو ہاتھ تو کرنے ہی تھے کیونکہ مجھے معلوم ہوا تھا کہ لیبوس اس کے قبضے میں ہے۔ لیبوس کے حصول کے لیے صرف ابتدائی معاملات کنٹرول کرنا تھے۔ ورنہ بل ٹیرو کے بیان کے مطابق لیبوس سلیری ہی کا قیدی تھا اور اسے حاصل کرنے کے لیے صرف بل ٹیرو ہی کافی نہیں ہو سکتا تھا۔ مجھے بہرطور اس کے مقابلے پر آنا تھا چنانچہ میں تابوت کا ڈھکن آہستہ آہستہ اوپر اٹھانے لگا۔

غالباً اس وقت سلیری کی نگاہ مجھ پر نہیں تھی وہ یا تو قبر کھودنے والوں کو دیکھ رہا تھا یا پھر ڈینی کی جانب متوجہ تھا۔ تابوت کا ڈھکن پوری طرح ہٹانے کے بعد میں تابوت میں اٹھ کر بیٹھ گیا تبھی سلیری کے دو ساتھیوں کے حلق سے ایک عجیب سی آواز نکل گئی دونوں بیک وقت ہی چیخے تھے اور سلیری تابوت کی جانب متوجہ ہوگیا تھا۔ میں نے اطراف کے منظر کو دیکھا اس کے ساتھ چھ افراد تھے جن میں سے تین آدمی قبر کی کھدائی میں مصروف تھے ایک ڈینی کے پاس کھڑا ہوا تھا اور دو سلیری کے اپنے نزدیک موجود تھے۔ غالباً انہی لوگوں نے مجھے دیکھا تھا اور وہی چیخے تھے۔ ان کے چیخنے پر سلیری تابوت کی طرف متوجہ ہوگیا تھا لیکن مجھے دیکھ کر کسی حیرت کا اظہار کرنے کے بجائے اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

میں نے اس کے مکار چہرے کو دیکھا وہ چوڑے چہرے والا خطرناک آدمی تھا باریک باریک ہونٹ بھنچے ہوئے تھے اور آنکھیں بیحد خونخوار تھیں اس کی مسکراہٹ میں بھیڑیوں جیسی غراہٹ شامل تھی تب اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ "واہ بھائی دیکھو کیا شان ہے ہماری۔ مردے تک ہمارے استقبال کے لیے جی اٹھتے ہیں۔ وڈگ کے اجنبی بہتر یہ ہے کہ تابوت سے باہر آجاؤ۔ ذرا تم سے بھی ملاقات ہوجائے۔"

میں اطمینان سے تابوت سے نیچے اتر آیا۔ ڈینی کا بدن زرد تھا وہ کانپ رہا تھا۔ سلیری کے تمام افراد مسلح تھے اب وہ لوگ بھی رک گئے جو قبر کھود رہے تھے لیکن سلیری نے اپنی کمر سے چمڑے کا ایک سیاہ رنگ کا چابک نکال کر اسے لہراتے ہوئے کہا۔ "نہیں نہیں، تم لوگ اپنا کام جاری رکھو۔ مُردہ عارضی طور پر زندہ ہوا ہے۔ بہرطور اسے اس قبر کی گہرائیوں میں تو دفن ہونا ہی ہے۔ چلو اپنا کام جاری رکھو۔" اس نے ہنٹر فضا میں لہرایا اور اس کا سرا میرے بدن کو چھوتا ہوا گزر گیا۔

میں سرد نگاہوں سے سلیری کو دیکھ رہا تھا اس کے وہ ساتھی جو ادھر اُدھر بکھرے ہوئے تھے سمٹ کر اس کے قریب پہنچ گئے۔ ڈینی اپنی جگہ کھڑا ہوا تھا۔ سب کے سب مسلح تھے اور ان کے ہاتھوں میں پستول نظر آرہے تھے۔ سلیری نے ایک لمحے کے بعد انگلی سے مجھے قریب آنے کا اشارہ کیا وہ اب بھی گھوڑے کی پشت پر ہی سوار تھا جبکہ اس کے بقیہ ساتھی اپنے اپنے گھوڑے سے نیچے اُتر آئے تھے۔ میں نے اس کے اشارے کی جانب توجہ نہیں دی اور اسے دیکھتا رہا۔

"مجھے یقین تھا۔ مجھے یقین تھا۔" اس نے آہستہ سے کہا اور اب اس کا چہرہ انتہائی بھیانک نظر آنے لگا پھر وہ غراتے ہوئے لہجے میں بولا۔ "بل ٹیرو نے اپنی زندگی میں پہلی بار بغاوت کرنے کی کوشش کی ہے اور میں جانتا ہوں کہ ایسا کیوں ہوا۔ تمہارے بارے میں ضرورت سے زیادہ خبریں پھیل چکی ہیں اور بعض احمق گدھے یہ پیش گوئی کرنے لگے تھے، بلکہ کہنے لگے تھے کہ ممکن ہے تم وڈگ کے لیے نجات دہندہ بن جاؤ۔ عام بے وقوف بل ٹیرو ہی کا نام لیتے ہیں۔ سلیری ان کی نگاہ میں ایک امن پسند آدمی ہے اور صرف بل ٹیرو ہی اس کی دشمنی ہے۔ لیکن وڈگ میں داخل ہونے والے

ہیں یقیناً بل ٹیرو سے تمہاری ملاقات ہوچکی ہے اور اس کا اندازہ میں نے صرف چند باتوں سے لگایا۔ یہاں کا بے وقوف پولیس آفیسر تمہارے لیے پریشان تھا۔ اس نے مجھ سے ملاقات کرکے کہا کہ اگر وڈگ میں داخل ہونے والے کو زندہ ہی نکل جانے دیا جائے تو کیا حرج ہے مجھے اس کی مدد کرنی چاہیے۔ میں نے اس سے کہہ دیا کہ بل ٹیرو کے معاملات میں مداخلت میرے لیے ممکن نہیں ہے اور وڈگ کا اجنبی اگر میرے پاس آتا اور اس سلسلے میں مجھ سے کسی قسم کی مدد کی درخواست کرتا تو شاید میں سوچ بھی سکتا تھا لیکن میں اس مغرور انسان کے لیے کچھ کرنے کو تیار نہیں ہوں آفیسر کے انداز میں ایک ایسی کیفیت تھی جس سے مجھے شبہ ہوا کہ اس بات کے امکانات ہیں کہ وڈگ میں داخل ہونے والا کسی طرح رعایتیں حاصل کرلے چنانچہ میں نے بل ٹیرو پر نگاہ رکھی۔ اور اس کے بعد جو کچھ ہوا اس نے مجھے بل ٹیرو پر شبہ کرنے پر مجبور کردیا۔ مجھے بل ٹیرو سے اتنی ذہانت کی امید نہیں تھی لیکن بعض اوقات خارش زدہ چوہا بھی کچھ نہ کچھ کر ڈالتا ہے۔ گڈ ویری گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ اب بل ٹیرو کی تباہی کا دور شروع ہوگیا۔ جب اس کے دل میں سلیری کے خلاف نفرت کے جذبے اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ وہ کسی باہر والے کی مدد لینے کے لیے تیار ہے تو پھر اس کا خاتمہ ضروری ہے۔ سلیری کے لیے یہ مشکل نہیں ہے بلکہ واہ، کیا اچھا آئیڈیا ذہن میں آیا ہے۔ بل ٹیرو کی ہلاکت تو وڈگ کے لوگوں کو سلیری کا پرستار بنا دے گی۔ ہاں بے شک اس موقع پر بل ٹیرو کو زندہ رکھنا مناسب نہیں ہے۔ اور یہ بات وڈگ کے مسخرے ڈینی میں تیرے سامنے بھی کہہ رہا ہوں اور جانتا ہے اس کی وجہ کیا ہے؟"

"نہیں لارڈ، میرا دماغ بہت چھوٹا سا ہے۔" ڈینی نے انگلیوں سے اشارہ کرکے اپنے دماغ کا سائز بتایا۔

"کوئی بات نہیں، کوئی بات نہیں مقصد صرف اتنا ہی تھا کہ کیا اس تابوت میں تم دونوں سما سکتے ہو۔ بہتر یہی ہوگا کہ تم اس زندہ مردے کے ساتھ تابوت میں لیٹ جاؤ۔ میرے آدمی تمہیں احترام کے ساتھ قبر کی گہرائیوں میں دفن کردیں گے۔ تھوڑی ہی دیر کی بات ہوگی زمین کی گہرائیوں میں تمہیں موت کے حصول میں زیادہ دقت نہیں ہوگی، اب چھوٹا پستول کی گولیاں بدن میں سوراخ بھی کرتی ہیں، دھماکے بھی کرتی ہیں۔ تکلیف بھی زیادہ ہوتی ہے۔ ہاں تم لوگ اپنے کام میں مصروف رہو اور قبر کو اتنا گہرا کردو کہ اس کے بعد ان لوگوں کو موت کے حصول میں کوئی دقت نہ ہو۔"

"مسٹر سلیری، میں وڈگ میں اس لیے نہیں داخل ہوا کہ اتنی آسانی سے آپ لوگوں کے ہاتھوں موت کے آغوش میں چلا جاؤں۔ کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ آپ اپنی زندگی بچانے کے لیے مجھ سے وہ گفتگو کریں جو میں چاہتا ہوں۔ مجھے اگر میرا مقصد حاصل ہوجائے تو شاید میں آپ کے ساتھ کوئی رعایت کروں۔ کیا خیال ہے۔؟"

"سنو! بدزبانی سلیری نے کبھی نہیں برداشت کی۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں تمہارے پورے بدن کو گولیوں سے چھلنی کردوں تم اور تمہاری اوقات کیا، تم سلیری کے سامنے ہو جس کا حکومت برطانیہ پر گہرا اثر ہے۔ تم کسی بھی ملک کے باشندے ہو کوئی بھی حیثیت رکھتے ہو تمہیں حکومت کے حوالے کرنے کے بعد بھی موت کی سزا دلوا سکتا ہوں۔ لیکن میں سوچتا ہوں کہ جو فیصلے میں خود کرسکتا ہوں اس کے لیے دوسروں کو کیوں پریشان کیا جائے۔"

"گویا تم اس کے لیے تیار نہیں ہو کہ مجھ سے اس اہم مسئلے پر گفتگو کرو جس کے لیے میں وڈگ میں داخل ہوا ہوں۔"

"میں کسی بھی اہم مسئلے کو اپنے ذہن میں جگہ نہیں دیتا۔ تم جس مقصد کے لیے بھی وڈگ آئے ہو فی الحال تمہیں ضرور موت کے آغوش میں جانا ہے۔"

"یہ دیوانگی ہے سلیری، بہتر ہے دیوانے نہ بنو۔"

"میں دیوانہ ہی سہی لیکن میری دیوانگی کا جو مظاہرہ اس وقت ہونے والا ہے وہ تمہارے تصوّر سے بھی باہر ہوگا۔" میں گہری سانس لے کر خاموش ہوگیا۔ میں نے کلائی میں پڑی ہوئی وہ چوڑی پٹی ہٹالی جس کے نیچے کٹالی چھپی ہوئی تھی۔ مجھے یہی حکم دیا گیا تھا کہ کٹالی کا استعمال بالکل آخری حالات میں کیا جائے اور میرا خیال ہے یہ حالات آخری ہی تھے کسی کو احساس بھی نہ ہوسکا کہ میں نے کٹالی کیوں ہٹائی ہے لیکن میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا قبر کے قریب پہنچ گیا۔ تب میں نے قبر کی کھدائی کرنے والوں کے شانے تھپتھپائے اور ان سے کہا کہ وہ قبر سے باہر آجائیں۔ انھوں نے کدالیں روک کر سلیری کی طرف دیکھا اور سلیری کی آنکھوں میں پھر دلچسپی کی چمک پیدا ہوگئی۔

"کیوں؟ قبر کھودنے سے کیوں منع کر رہے ہو انھیں۔ کیا تمہیں یہ قبر پسند نہیں۔"

"نہیں، میرا خیال ہے اس کی گہرائی کافی ہوگئی ہے۔ میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پہلے اس احمق گدھے کو اس قبر میں دفن کرنا چاہتا ہوں، جس نے میرے لیے ایک ناقص منصوبہ بنایا۔" میں نے ڈینی کی طرف رُخ کر کے نفرت بھرے لہجے میں کہا اور ڈینی کی آنکھیں شدّتِ حیرت سے پھیل گئیں۔

"م میں نے۔ میں نے کیا کیا ہے ماسٹر؟ م۔ میرے اوپر تو بلاوجہ مصیبت نازل ہو گئی ہے۔ آہ یہی تو کہتے ہیں نا کہ احمقانہ قسم کی دوستی ہمیشہ نقصان دہ ہوتی ہے۔ میں دوگ کا ایک بزدل شخص بڑے سکون سے یہاں زندگی گزار رہا تھا نہ کوئی الجھن تھی نہ کوئی پریشانی کہ مسٹر بل ٹیرو نے، میرا مطلب ہے۔ میرا مطلب ہے۔"

سلیری کے حلق سے ایک زور دار قہقہہ نکل گیا۔

"ہاں ہاں چلو بات پوری کرو۔ کیا مسٹر بل ٹیرو نے کیا کیا؟"

"گگ۔ کچھ نہیں ماسٹر۔ بہتر ہے کہ اب میں مر ہی جاؤں ویسے بھی یہ خواہش آخری مرحلے میں داخل ہو گئی ہے۔"

"تو اس کے لیے میں نے یہ قبر منتخب کی ہے مسٹر ڈینی تمہیں اس قبر میں زندہ دفن ہونا ہوگا بغیر تابوت کے۔ تم لوگ باہر آ جاؤ" میں نے اس انداز میں ان دولوں سے کہا کہ وہ دولوں اپنی اپنی کدالیں چھوڑ کر باہر آ گئے۔ میں نے کدالیں ایک طرف ہٹائیں اور ڈینی کا گریبان پکڑ لیا۔ ڈینی کا بدن کانپ رہا تھا اس کی آنکھیں بند ہوئی جا رہی تھیں۔ شدتِ حیرت سے وہ کوئی فیصلہ کرنے سے قاصر تھا۔ میرا یہ رویّہ اس کے لیے انتہائی حیرت انگیز تھا۔ اسے گمان بھی نہیں تھا کہ جس کے لیے وہ اتنی محنت کر رہا ہے خود وہی اس کے دشمنوں میں شامل ہو جائے گا۔ میں نے ڈینی کو گھسیٹ کر قبر میں اتار دیا اور خود بھی قبر میں کود گیا۔ سلیری میری اس حرکت کے بارے میں ذرا بھی غور نہیں کر سکا تھا۔

قبر میں ڈینی کو بٹھا کر میں نے کہا۔ "بے وقوف شخص قبر سے گردن نکالنے کی کوشش مت کرنا ورنہ کوئی نہ کوئی گولی تجھے چاٹ جائے گی۔"

ڈینی نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھا اور منہ پھاڑے قبر میں بیٹھا رہ گیا۔ قبر اتنی گہری ہو چکی تھی کہ اب ڈینی اس میں بآسانی چھپ سکتا تھا۔ میں باہر نکل آیا۔

سلیری نے ایک قہقہہ لگایا۔ "چلو ٹھیک ہے۔ اگر تم اس کے ساتھ تابوت میں دفن نہیں ہونا چاہتے تو کوئی بات نہیں۔ ہم تمہارے لیے دوسری قبر تیار کر دیں گے۔"

میں نے کٹالی کا تار کھینچ کر گرا لیا اور حلقہ میرے ہاتھ سے ہٹ کر زمین کو چھونے لگا۔ تب کسی کی توجہ اس جانب ہو گئی۔ دوسرے لمحے سلیری کے آدمی نے اپنے قریب کھڑے ہوئے ساتھی کو اس جانب متوجہ کیا لیکن میرے پاس اب اس سے زیادہ وقت نہیں تھا۔ کٹالی کا حلقہ سمٹا اور میرے دوسرے ہاتھ میں آ گیا اور پھر میں نے اسے اپنے مخصوص انداز میں سلیری کے گھوڑے کی جانب پھینکا۔ کٹالی کی حشر سامانی کا مجھے بخوبی اندازہ تھا اور اس کا استعمال بھی میں نے اچھی طرح سیکھ لیا تھا۔ حلقہ بجلی کی طرح چمکا۔ گھوڑے کی جانب بڑھا اور واپس میرے ہاتھ میں آ گیا لیکن گھوڑے کی دہشت ناک ہنہناہٹیں فضا میں ابھریں اور اس کے ساتھ ہی سلیری دھڑام سے زمین پر آ رہا۔ گھوڑے کی چاروں ٹانگیں کٹ گئی تھیں اور اس کے بدن سے علیحدہ ہو گئی تھیں۔ کسی کی سمجھ میں کوئی بات نہیں آ سکی تھی۔ گھوڑے کا گرنا اور پھر اس کے بدن سے بہتا ہوا خون اور تڑپنے کا منظر اُن سب کے لیے انتہائی حیرت ناک تھا اور میں نے اس حیرت سے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ کٹالی کا حلقہ ایک بار پھر چمکا اور سلیری کے آدمیوں کے شانوں سے گردن کو جدا کرتا ہوا واپس میرے پاس آ گیا۔ بقیہ دو افراد کے حلق سے دہشت بھری چیخ نکل گئی تھیں سلیری جو گھوڑے سے نیچے گرا تھا کھڑا ہو کر اپنا پستول سنبھال ہی رہا تھا کہ دفعتاً کٹالی کا حلقہ اس کی جانب بڑھا۔ میں اگر چاہتا تو اُسے اس کے ہاتھ سے محروم کر سکتا تھا لیکن میں نے صرف پستول کو نشانہ بنایا اور پستول اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی سنسناہٹ کی آواز کے ساتھ کٹالی کا حلقہ دو ان لوگوں کی جانب بڑھا جو سلیری کے ایما پر مجھ پر گولیوں کی بوچھاڑ کرنے کے لیے تیار تھے۔ میں نے حلقے کو نہایت مہارت سے ان کے بازوؤں سے گزار دیا اور ان کے کٹے ہوئے ہاتھ زمین پر تڑپنے لگے۔

سلیری کی آنکھیں دہشت سے پھٹی ہوئی تھیں اس نے بھاگنے کی کوشش کی۔ میں نے غراتے ہوئے میں کہا۔ "نہیں سلیری اپنی جگہ کھڑے رہو۔ کیا تم اس گھوڑے کی مانند اپنی دونوں ٹانگوں سے محروم ہونا پسند کرو گے۔؟"

سلیری کے قدم اس طرح جم گئے جیسے زمین نے انھیں پکڑ لیا ہو۔ وہ جنبش بھی نہیں کر پا رہا تھا۔ سلیری کے تقریباً تمام آدمی کام آ چکے تھے۔ دو ایسے تھے جن کے صرف بازو کٹے تھے۔ باقی چار موت کا شکار ہو گئے تھے۔ میں کیا کرتا۔ اس کے علاوہ اور کوئی طریقۂ کار نہیں تھا۔ سمبوتوبا کی یہ ہدایت مجھے یاد تھی کہ جب کٹالی کے استعمال کا موقع آ جائے تو پھر رحم کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اب بہرطور میں اپنا کام کر چکا تھا۔ چنانچہ کٹالی کا حلقہ ایک بار پھر میری کلائی کے نیچے زمین کو چھونے لگا۔ سلیری دہشت بھری آنکھوں سے کٹالی کے حلقے کو دیکھ رہا تھا اور قبر میں ڈینی چھپا ہوا شاید ان تمام باتوں سے بے نیاز تھا۔ وہ پتا نہیں ہوش میں تھا بھی یا نہیں ورنہ کم از کم چیخوں کی آواز پر تو گردن اٹھا کر دیکھتا ہی لیکن یقیناً اسے حیرت ہوگی کہ ابھی تک گولی کی آواز فضا میں نہیں اُبھری جبکہ لوگ مسلسل چیخ رہے ہیں۔ کٹے ہوئے بازو والے زمین پر گر کر تڑپ رہے تھے۔ ان کی آنکھیں دہشت سے پھٹی ہوئی تھیں اور زمین پر تڑپنے کی آوازیں خاصی زور دار تھیں۔ پھر رفتہ رفتہ وہ بے ہوش ہو گئے۔ اب صرف سلیری تھا جو ہوش میں تھا۔

میں نے پتھر کی طرح اپنی جگہ جمے ہوئے اس شخص کو دیکھا اور کٹالی کے حلقے کو لپیٹ کر کلائی میں واپس اٹھا لیا۔ سلیری پاگلوں کے سے انداز میں مجھے دیکھ رہا تھا اس کی سمجھ میں کوئی بات نہیں آ رہی تھی۔ گھوڑا ابھی سرد ہو گیا تھا بقیہ گھوڑے البتہ تھوڑے سے فاصلے پر کھڑے ہوئے تھے۔ تب میں نے سلیری سے کہا۔ "اب تم اپنے قدموں سے چل کر اس قبر تک پہنچو سلیری یہی تمہارے لیے مناسب ہے۔ چلو جلدی کرو۔" میں نے کلائی پر ہاتھ رکھا تو سلیری ایکدم چیخ پڑا اس نے دونوں ہاتھ سامنے کیے اور پھر دوڑتا ہوا قبر تک چلا گیا۔ ڈینی نے سر اٹھا کر دیکھا۔ "نہیں ماسٹر، بھلا م۔ میرا۔ میرا کیا قصور۔"

"ڈینی باہر نکل آؤ۔" میں نے کہا اور وہ کسی مرغے کی طرح گردن اونچی کر کے اِدھر کو دیکھنے لگا۔ پہلے اس نے سلیری کو دیکھا اور پھر اطراف میں پڑے ہوئے لوگوں کو اور پھر دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا قبر میں منہ چھپا کر بیٹھ گیا۔

"ڈینی باہر آ جاؤ" میں نے پھر کہا اور وہ پریشانی کے عالم سے گردن اٹھا کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ پھر آہستہ سے قبر کا کنارا پکڑ کر باہر نکل آیا۔

"ہاں سلیری، چلو اب تم اس قبر میں اُتر جاؤ۔"

سلیری خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہا تھا۔

"ڈینی، اس کی کمر میں ایک لات رسید کر کے اسے قبر میں داخل کر دو۔"

"ارے توبہ توبہ، م میں۔ میں بھلا۔ میں بھلا۔"

"ہوں، ٹھیک ہے اگر یہ بات ہے ڈینی تو تم نے ان لوگوں کا حشر بھی دیکھ لیا ہوگا۔ تمہارا حشر اس سے مختلف نہیں ہوگا۔"

"یہ۔ یہ سب کچھ یہ سب کچھ اُف۔ اِن کے بازو اور یہ گھوڑے کی ٹانگیں کہاں گئیں۔"

"میں کہتا ہوں فضول بکواس مت کرو، چلو مسٹر سلیری قبر میں اتر جاؤ۔"!

"گگ۔ کوئی کوئی ایسی راہ نہیں نکل سکتی کہ تم۔ کہ تم۔" سلیری پھنسی پھنسی آواز میں بولا۔

"ہاں نکل سکتی ہے، یقیناً نکل سکتی ہے۔ بشرطیکہ تم اپنی اوقات کو پہچان کر مجھ سے سچ بولنے پر آمادہ ہو جاؤ۔"

"م۔ میں بالکل سچ بولوں گا۔ تم یقین کرو میں بالکل سچ بولوں گا۔ تم۔ تم اس کا مطلب ہے لوگوں کا کہنا درست تھا۔ تم بلاشبہ کوئی بُری رُوح ہو۔ یہ کیا چیز ہے جو تمہارے ہاتھ میں ہے۔؟ اور جس سے تم نے۔ جس سے تم نے۔"

"سلیری، سوالات کا حق صرف میں رکھتا ہوں اور اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو تم وقت ضائع کر رہے ہو لیکن اس بات کا اطمینان رکھو کہ اگر تمہارے پچاس ساتھی اور بھی یہاں آ گئے تو تمہیں ان پچاس کی قبریں خود ہی تیار کرنا ہوں گی۔ کیا سمجھے۔؟"

"نہیں نہیں۔ اب کوئی نہیں آئے گا۔ م۔ میں میرا مطلب ہے تم۔"

"ہاں ہاں، گویا تم کام کی بات کرنے پر آمادہ ہو۔ ٹھیک ہے یہ بتاؤ مسٹر سلیری کہ مارٹن ایسٹرو سے تمہارا کیا تعلق ہے؟"

سلیری کے بدن کو ایک زور دار جھٹکا لگا۔ اس کی آنکھیں ایک بار پھر اپنے حلقوں سے باہر نکل پڑی تھیں۔ اس نے متحیرانہ انداز میں مجھے دیکھا۔ منہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکل سکا۔

"مارٹن ایسٹرو سے تمہارا کیا تعلق ہے؟" میں نے ایک بار پھر سرد لہجے میں پوچھا۔

"مسٹر۔ مسٹر ایسٹرو۔ مسٹر ایسٹرو میرے سرپرست ہیں۔ اور اور۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہوں، کہاں ہے وہ؟" میں نے سوال کیا۔

"تم یقین کرو مجھے، مجھے کیا معلوم ہو سکتا ہے۔ بھلا ماتحتوں کو اپنے آقاؤں کے بارے میں اتنی معلومات کہاں ہوتی ہیں، لیکن تم۔ تم ایک بار مجھے یہ تو بتا دو کہ کیا تم مارٹن ایسٹرو کی تلاش میں ووگ میں آئے ہو۔؟"

"نہیں سلیری بالکل نہیں، تم یہ بتاؤ کہ اسوقت وہ کہاں مل سکتا ہے۔"

"یقین کرو میں نہیں جانتا۔ ابھی تھوڑے دن پہلے وہ وائن برگ میں تھا لیکن اس کے بعد کہاں گیا مجھے نہیں معلوم۔"

"ہوں، مارٹن ایسٹرو نے جس شخص کو تمہاری تحویل میں دیا تھا اس کی کیا کیفیت ہے؟" میں نے پھر سوال کیا اور سلیری آہستہ آہستہ زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔ اس کی ٹانگوں کی قوت غالباً جواب دے گئی تھی اور اب اس میں کھڑے رہنے کی سکت نہیں تھی۔

"بہت وقت ضائع کر رہے ہو سلیری۔ میرا خیال ہے مجھے تمہیں جلد زبان کھولنے کے لیے آمادہ کرنا پڑے گا۔" میں چند قدم آگے بڑھا اور سلیری کے سر پر پہنچ گیا۔ سلیری کی آنکھوں میں دہشت کے نقوش ابھر آئے تھے۔ "وہ۔ وہ میری قید میں ہے۔ میکدہ ہاؤس کے نیچے تہہ خانے میں محفوظ ہے۔"

"کیا نام ہے اس کا۔؟"

"لی۔ لی کی۔" سلیری کے منہ سے اتنا ہی نکل سکا۔

"لیبوس! کیوں؟" میں نے سوال کیا اور سلیری نے زور زور سے گردن ہلا دی۔

"کیا کیفیت ہے اس کی؟ تم اسے کس عالم میں رکھتے ہو۔"

"اُسے اُسے مارٹن ایسٹرو کی ہدایت کے مطابق ہمیشہ بے ہوش رکھا جاتا ہے۔ میں اُسے مسلسل بے ہوشی کے انجکشن دیتا رہتا ہوں بس غذا کے اوقات میں اُسے ہوش میں لایا جاتا ہے۔ ورنہ ورنہ۔"

"اس کے علاوہ تمہیں اس شخص کے بارے میں کیا معلوم ہے؟"

"مجھے کچھ نہیں معلوم۔ یہ مسٹر مارٹن ایسٹرو کا پروجیکٹ ہے۔ میں ان کے ذاتی معاملات سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ بس وہ مجھے ہدایات دیتے ہیں۔"

"ہوں، بل ٹیرو کے سلسلے میں مارٹن ایسٹرو کی کیا ہدایت ہیں۔؟"

"کک۔ کچھ نہیں، انکے مشورے پر میں نے بل ٹیرو کو اپنا آلۂ کار بنایا تھا تاکہ میں اپنے طور پر محفوظ رہوں لیکن تم۔ تم کم از کم مجھے یہ تو بتا دو کہ مسٹر مارٹن ایسٹرو سے تمہارا کیا تعلق ہے۔"

"فی الحال میرا تعلق صرف تم سے ہے سلیری۔ مجھے تہہ خانے میں داخلے کا راستہ بتاؤ۔" میں نے کہا اور سلیری چند لمحات کے لیے سوچ میں گم ہو گیا۔

دوسرے لمحے اس کا چہرہ دہشت سے سفید پڑ گیا۔

"نن۔ نہیں میں نہیں بتاؤں گا۔ میں بالکل نہیں بتاؤں گا" اس نے خوف سے لرزتے ہوئے کہا۔

"کیوں سلیری؟"

"اگر اگر تمہیں اس شخص کی تلاش ہے۔ اگر تم اس کے لیے یہاں آئے ہو تو پھر میری زندگی کا واحد ذریعہ یہی ہے کہ میں تمہیں خود اس تک پہنچاؤں۔ اگر میں نے تمہیں اس کا پتہ بتا دیا تو تم مجھے زندہ نہیں چھوڑو گے۔"

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور میں نے آہستہ سے کہا "سلیری، تمہیں زندہ چھوڑنا ویسے بھی ممکن نہیں ہے کیونکہ تمہارے بجائے بل ٹیرو نے میری مدد کی ہے اور بل ٹیرو بے چارہ وہ ہے جس نے ہمیشہ تمہاری وجہ سے دوسروں کی نفرتوں کے درمیان زندگی گزاری ہے۔ جہاں تک لیبوس کا معاملہ ہے۔ میں اُسے تلاش کر لونگا۔ بلکہ تمہاری غیر موجودگی میں اسے زیادہ آسانی سے تلاش کیا جا سکتا ہے۔ ہاں یہ درست ہے ڈیر سلیری کہ میں لیبوس ہی کی تلاش میں یہاں آیا تھا۔ اگر تم یہ کہو کہ تمہیں اس کے بارے میں کچھ نہیں معلوم تو ممکن ہے سچ کہتے ہو۔ مارٹن ایسٹرو باقی رہ گیا ہے۔ دراصل میں جاننا چاہتا تھا کہ مارٹن ایسٹرو لیبوس کا کیا کرنا چاہتا ہے اور اس کے مقاصد کیا ہیں؟ ہاں سلیری ایک پیشکش تمہیں کی جا سکتی ہے وہ یہ کہ اگر تم یہ بتا دو کہ مارٹن ایسٹرو لیبوس کے ساتھ یہ سلوک کیوں کر رہا ہے اور اس کا مقصد کیا ہے؟ تو تمہاری زندگی بخش دی جائے گی۔"

"نن۔ نہیں، میں تم سے جھوٹ بھی نہیں بول سکتا۔ یقین کرو، یقین کرو مجھے اس کے بارے میں کچھ نہیں معلوم" سلیری نے کہا۔

"تو پھر ٹھیک ہے ڈیر، میں اس وقت انتہائی مجبور ہوں کیونکہ تمہاری زندگی میرے لیے مصیبت کا باعث بن سکتی ہے۔ سوری ڈیر سوری۔" میں نے کٹالی ایک بار پھر ہاتھ کے حلقے سے نکال لی اور سلیری دہشت زدہ ہو کر کھڑا ہو گیا۔ "نن۔ نہیں پلیز نہیں۔" اس نے کہا لیکن کٹالی کا حلق برق رفتاری سے اس کی جانب بڑھا اور سلیری کا دھڑ دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا۔

ڈینی نے دہشت زدہ چیخ ماری۔ اور اس کے بعد اُلٹی چھلانگ لگائی لیکن سر کے بل نیچے آ رہا۔ ایک پتھر لگ جانے کی وجہ سے گر کر بے ہوش ہو گیا۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آ سکی تھی کہ اچانک ہی مسٹر سلیری ایک سے دو کیسے ہو گئے تھے۔ اب یہاں میرے سامنے پانچ لاشیں اور دو زخمی پڑے ہوئے تھے۔ میرے لیے بڑا مسئلہ ہو گیا تھا کہ ان کا کیا کروں۔ ظاہر ہے میں تنہا ان سب کو ٹھکانے نہیں لگا سکتا تھا۔ دور دور تک سناٹا اور ویرانی پھیلی ہوئی تھی۔ ان لاشوں کو یہاں اسی طرح چھوڑ جانا مناسب نہیں تھا۔ سلیری کے قتل کی اطلاع چاروں طرف پھیل جاتی۔ اس وقت صرف ڈینی تھا جو اس واقعہ کا شاہد تھا۔ ڈینی کو سنبھالا بھی جا سکتا تھا۔ چنانچہ اور کوئی تدبیر اس کے سوا نظر نہ آئی کہ یہاں مصروف رہوں اور ان لاشوں کو دفن کر دوں۔ چنانچہ میں نے کدال اٹھائی اور اس کے بعد اس قبر کو زیادہ سے زیادہ چوڑا اور گہرا کرنے لگا۔ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد ڈینی ہوش میں آیا تھا۔ وہ مجھے قبر پر کام کرتے دیکھتا رہا اور پھر لرزتا ہوا اپنی جگہ سے اُٹھ گیا۔ "ماسٹر۔ ماسٹر۔" اس نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔

"او ڈینی گدھے تو میرا دوست ہے تو میرا ساتھی ہے تجھے خوف زدہ ہونے کی کیا ضرورت ہے۔"

"لیکن لیکن۔ یہ۔ یہ یہ سب۔؟"

"ان سب کا یہی ہونا تھا۔" میں نے کہا اور ڈینی مسلسل کانپتا رہا۔

"میں کافی دیر سے اس قبر کی کھدائی میں مصروف ہوں بجائے اس کے کہ تو میری مدد کرتا، تو آرام سے گہری نیند سو گیا۔ چل اپنی کدال سنبھال اور اس قبر کو کشادہ کر۔"

ڈینی نے ایک بار پھر سہمے ہوئے انداز میں اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر کدال اٹھا کر میری ہدایت کے مطابق مصروف ہو گیا۔ تین گھنٹے مسلسل محنت کے بعد ہم نے اتنی چوڑی قبر تیار کر لی کہ پانچ لاشوں کو اس میں دفن کیا جا سکے۔ لیکن بدقسمتی سے وہ دونوں آدمی بھی جن کے بازو شانے کے کنارے کٹ گئے تھے جانبر نہیں ہو سکے تھے۔ اس طرح قبر میں ہمیں سات لاشیں دفن کرنا پڑیں۔ یہ کام خوشگوار نہیں تھا لیکن مجبوری تھی کیا کیا جاتا۔

ڈینی کی حالت بھی کافی خراب ہو رہی تھی۔ اسکے چہرے پر خوف و دہشت کے آثار منجمد تھے۔ غالباً اپنی زندگی میں اس نے اس قسم کا کوئی کام کبھی نہیں کیا تھا۔ میں نے اسے تسلی دی۔ اور کہا کہ یہ سب کچھ بے حد ضروری تھا۔ اور اتفاقیہ طور پر ہمیں سلیری کو ٹھکانے لگانے کا موقع مل گیا۔

میں نے اسے گھوڑا گاڑی کے قریب لیجاتے ہوئے کہا "ڈینی! اگر تم نے ہمت سے کام نہیں لیا تو تمہارے لیے جو مصیبتیں کھڑی ہوں گی ان کے ذمہ دار تم خود ہو گے۔ ان گھوڑوں کو یہاں سے منتشر کر دو۔ ظاہر ہے گھوڑے کی لاش کا ہم کچھ نہیں کر سکتے اگر کوئی اس طرف آیا۔ اور اس سلسلے میں تحقیقات ہوئی تو پھر صورتحال جو بھی ہو گی، دیکھا جائیگا۔ میرا خیال ہے ہمیں یہاں سے واپسی پر فوراً بل ٹیرو سے ملاقات کر لینی چاہیے۔ اور اسے صورتحال سے آگاہ کر دینا مناسب ہو گا۔ بل ٹیرو نے اب تک جو کچھ کیا ہے، اس سے اس کی نیت واضح ہو جاتی ہے۔ گویا وہ ہمارا دشمن نہیں ہے۔"

"ہاں یہ سب کچھ ٹھیک ہے لیکن لیکن تم جانتے ہو چیف کہ میں ذرا کمزور اعصاب کا آدمی ہوں لیکن تم نے یہ سب کچھ کیا کیا۔؟ اوہ! ان کی تعداد سات تھی۔ اور وہ چھ جو اس کے ساتھ تھے، اس کے دست راست مانے جاتے ہیں۔ اور سلیری کے تمام معاملات کے نگراں ہیں۔ بلکہ تھے۔ اور تم نے ان سب کو کاٹ کے رکھ دیا۔ ہاں ذرا یہ تو بتاؤ۔ یہ تمہاری کلائی میں کون سا ہتھیار پوشیدہ ہے۔؟"

"جو کچھ بھی ہے ڈینی! بہتر یہ ہو گا کہ اب یہاں سے نکلنے کی تیاریاں کر لو۔ ان گھوڑوں کو چابک مار مار کر منتشر کر دو اور یہ تابوت اٹھا کر گاڑی میں واپس رکھوا دو۔"

"حالات بے حد خراب ہو گئے ہیں چیف! اگر کہیں بھی لغزش ہو گئی تو میں نہیں کہہ سکتا کہ اس کے نتائج کیا ہونگے۔" ڈینی نے کہا۔

"اگر تم مجھے سمجھانے کی کوشش کر رہے ہو ڈینی! تو یہ صرف تمہاری حماقت ہے۔ یہ بتاؤ میری تدفین کے بعد یہ گھوڑا گاڑی تمہیں کہاں پہنچانی تھی۔؟"

"مسٹر۔ مسٹر بل ٹیرو کے پاس۔ مجھے ہدایت دی گئی تھی کہ یہاں تمہاری قبر بنانے کے بعد تمہیں مشرقی سمت کی پہاڑیوں کے غاروں میں منتقل کر دوں۔ وہاں تمہاری آسائش کا بندوبست بھی کر دیا گیا تھا۔ اور اس کے بعد یہ گھوڑا گاڑی لے کر بل ٹیرو کے پاس پہنچ جاؤں۔ مسٹر بل ٹیرو نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اِس سلسلے میں تمام انتظامات کر دیے تھے"۔

"تو ٹھیک ہے۔ بس تم اتنی سی تبدیلی کر دو کہ مجھے اُن پہاڑیوں میں منتقل کرنے کے بجائے مسٹر بل ٹیرو کے پاس ہی لے چلو۔ میرا خیال ہے کہ وہاں مجھے پوشیدہ رہنے کی کوئی جگہ ضرور مل سکتی ہے۔ بعد میں میں صورتحال کو سنبھال لوں گا"۔

ڈینی نے گردن ہلا دی۔ اور تھوڑی دیر کے بعد ہم واپس چل پڑے۔ میں گھوڑا گاڑی کی درمیانی نشستوں کے نیچے پوشیدہ ہو گیا تھا تاکہ مجھے دیکھا نہ جا سکے۔ میں نے ڈینی کو تلقین کی تھی کہ وہ اپنے اعصاب کو قابو میں رکھے۔ چنانچہ وہ اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوششوں میں مصروف تھا۔ اور جب گاڑی طویل فاصلہ طے کرنے کے بعد ووگ کے بازاروں میں داخل ہوئی تو ڈینی اپنے آپ کو سنبھال چکا تھا۔ بل ٹیرو کی رہائش گاہ پر پہنچ کر اس نے گھوڑا گاڑی ایک جگہ کھڑی کر دی۔ اور نیچے اتر کر مجھ سے بولا۔ "مجھے اب کیا کرنا چاہیے چیف۔؟"

"کیا تم مسٹر بل ٹیرو کو اطلاع نہیں دو گے کہ اپنا کام کر کے واپس آ گئے ہو۔؟"

"مجھ میں یہ جرأت نہیں ہے۔ کیونکہ اسکی ہدایت مسٹر بل ٹیرو نے نہیں کی تھی"۔ دفعتاً ڈینی چونک کر بولا۔ "اوہ! مسٹر بل ٹیرو ہماری ہی طرف آ رہے ہیں۔ اب میں کیا کروں۔؟"

"کچھ نہیں! آس پاس کوئی اور موجود ہے یا نہیں؟"

"نہیں کوئی بھی نہیں ہے"۔

"تو پھر یہ اچھی بات ہے۔ بل ٹیرو کو نزدیک آنے دو"۔ تھوڑی دیر کے بعد بل ٹیرو ڈینی کے قریب پہنچ چکا تھا۔

اس نے سرد لہجے میں پوچھا "کسی قسم کی کوئی دقت تو نہیں ہوئی ڈینی۔؟" ڈینی کے منہ سے کوئی آواز نہیں نکل سکی۔ اس نے نجانے کس طرح گاڑی کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"کیا مطلب۔؟" بل ٹیرو نے بھاری لہجے میں پوچھا۔

"اس کا جواب میں آپ کو دوں گا مسٹر بل ٹیرو! مجھے فوری طور پر آپ سے تنہا ملاقات کرنے کی ضرورت ہے"۔ میری آواز سن کر بل ٹیرو اچھل پڑا۔ وہ تیزی سے گاڑی کے قریب آیا۔ اور مجھے اس کے اندر دیکھ کر ڈینی کی طرف گھورنے لگا۔ "میں نے تو تجھ سے ..."

"نہیں بل ٹیرو! ڈینی اِس سلسلے میں قصور وار نہیں ہے۔ میں نے کہا نا مجھے فوری طور پر تم سے کچھ گفتگو کرنی ہے۔ اِس کا انتظام کر دو"۔

بل ٹیرو نے ایک لمحے کے لیے کچھ سوچا پھر واپس کے لیے مڑتا ہوا بولا "گھوڑا گاڑی اس طرف لے آؤ وہاں اس درخت کے نیچے کھڑی کر دو"۔ ڈینی نے فوراً ہی کوچوان کی سیٹ سنبھال لی۔ بل ٹیرو ذرا ہٹ کر چلنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد گھوڑا گاڑی درخت کے نیچے پہنچ گئی۔ درخت کے بالکل ہی نزدیک عمارت کے بغلی حصّے کا دروازہ نظر آ رہا تھا۔ بل ٹیرو چند لمحات کے بعد وہاں پہنچ گیا۔ اور پھر اس نے آہستہ سے کہا "اِس دروازے سے اندر داخل ہو جاؤ"۔

میں نے بل ٹیرو کی ہدایت پر عمل کیا۔ "اور تم رُکنا۔ کہیں جانے کی ضرورت نہیں"۔

"بب بہتر۔ بہتر چیف!" ڈینی نے مردہ سے لہجے میں کہا۔ اور بل ٹیرو بھی اسی دروازے سے اندر آ گیا۔ کئی راہداریاں گھومنے کے بعد وہ مجھے ایک اندرونی کمرے میں لے گیا۔ اور اس نے تعجب خیز لہجے میں کہا۔ "تمہارا یہاں آنا میری سمجھ میں نہیں آیا۔ میں نے ڈینی سے کہا تھا..."

"ایک منٹ۔ ایک منٹ بل ٹیرو! میں تمہارے لیے کچھ خوشخبریاں بھی لایا ہوں"۔

"اوہ لیکن۔ لیکن ..." بل ٹیرو نے متعجبانہ انداز میں کہا۔

"میں کہہ رہا ہوں نا کہ میرے پاس تمہارے لیے خوشخبری بھی ہے۔ مثلاً پہلی بات یہ کہ تم مطمئن ہو جاؤ۔ تمہارا دشمن سلیری اب اِس دنیا میں نہیں ہے"۔

میرے الفاظ کا خاطر خواہ ردعمل ہوا۔ پہلے تو بل ٹیرو کی سمجھ میں میری بات ہی نہ آ سکی۔ اور جب اس نے میرے الفاظ کا مفہوم سمجھا تو اس کا منہ حیرت سے کھلا رہ گیا۔ ایک لفظ بھی اس کے منہ سے نہیں نکل سکا۔

میں نے ہی اس کے شانے کو تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ "ہاں! سلیری کو میں نے قتل کر دیا ہے مع اس کے ساتھیوں کے جو سنا گیا ہے کہ اس کے زبردست ساتھیوں میں سے تھے"۔

"نن نہیں نہیں! کیا کہہ رہے ہو تم۔ کیا کہہ رہے ہو"۔

"پوری تفصیل سن لو۔ اس کے بعد جو سوال کرنا"۔ میں نے کہا اور مختصراً اس وقت سلیری کے وہاں پہنچنے کی داستان سنائی۔ جب میں اپنی قبر کی تیاریوں میں...

اور پھر میں نے اسے بتایا کہ کس طرح سلیری کو میں نے موت کی نیند سلا دیا۔

بل ٹیرو چند لمحات تعجب سے مجھے دیکھتا رہا تھا۔ جیسے میرے الفاظ پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ اس نے ناقابلِ یقین انداز میں کہا۔ "کیا کہہ رہے ہو تم! میری سمجھ میں تمہاری گفتگو کا ایک لفظ بھی نہیں آ رہا"۔

"اور میں اِس سے زیادہ الفاظ ضائع نہیں کرنا چاہتا، بل ٹیرو! صاف اور واضح الفاظ میں میں نے تمہیں بتا دیا کہ تمہارا دشمن سلیری اب اِس دنیا میں نہیں ہے"۔

"آہ! کیسے یقین کر لوں۔ کیسے یقین کر لوں"۔

"اگر یقین نہیں آتا تو اپنے اس مسخرے ڈینی کو یہاں طلب کرو۔ وہ تمہیں حقیقت حال سے آگاہ کر دے گا"۔

"نہیں نہیں! مجھے ایک منٹ کا موقع دو۔ ذرا سوچنے دو۔ ذرا سوچ لوں کہ جو کچھ میرے کانوں نے سنا ہے، وہی حقیقت ہے یا کچھ اور"۔

میں خاموشی سے بل ٹیرو کی صورت دیکھتا رہا۔ اس کی کیفیت واقعی عجیب ہو گئی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے گہری سانس لے کر کہا "کیا واقعی سلیری اب اس دنیا میں نہیں ہے۔؟"

"وہ ہے اِسی دنیا میں۔ ابھی تمہیں اُسکی تر و تازہ لاش مل جائے گی، جسے میں نے اس کے چھ ساتھیوں سمیت دفن کر دیا ہے، اُسی قبر میں جو میرے لیے تیار کی جا رہی تھی"۔

"آہ! اگر یہ حقیقت ہے۔ یہ حقیقت ہے، تو۔ تو نہیں! کیا واقعی یہ حقیقت ہے۔؟" بل ٹیرو آگے بڑھ کر میرے قریب پہنچ گیا۔ اور میرے انداز میں ناخوشگواری کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ "میں تم سے جھوٹ بولنا پسند نہیں کرتا مسٹر بل ٹیرو! اگر تم اِس وقت میری بات پر یقین نہ کرنا چاہو تو بہتر ہے کہ جاؤ اپنے طور پر تحقیقات کر لو۔ اور پھر جب تم تحقیقات مکمل کر لو، تو مجھ سے ملاقات کر لینا"۔

"ارے نہیں نہیں! میں خوشی کی یہ خبر برداشت نہیں کر پا رہا۔ کہیں مجھے شادی مرگ نہ ہو جائے۔ ہم میں سے کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا کہ وہ شیطان اِس طرح جہنم رسید ہو سکتا ہے"۔

"ایک بات بتاؤ بل ٹیرو! سلیری کی قوت سے خوفزدہ رہنے کے علاوہ اس کے بیک گراؤنڈ سے۔؟"

"میں سمجھا نہیں"۔

"میرا مطلب ہے کہ تمہارے دل میں خود بھی تو کبھی یہ خواہش جاگی ہو گی کہ سلیری سے نجات حاصل کر لو۔ تم بظاہر اتنے کمزور آدمی نظر نہیں آتے۔ کیا تم نے اِس طرح کی کوئی کوشش نہیں کی کبھی۔؟"

"اِس کوشش کا نتیجہ جانتا تھا"۔

"کیا مطلب۔؟"

"مطلب یہ کہ سلیری اور اس کے چھ ساتھی زبردست قوتیں رکھتے تھے۔ تم تو انھیں قتل کرنے کی بات کر رہے ہو۔ میں اگر اِس قتل کے بارے میں سوچتا بھی تھا، تو مجھ پر دہشت سوار ہو جاتی تھی۔ وہ کمبخت ایسی عجیب و غریب قوتوں کا مالک تھا کہ اسے اپنے دشمنوں کے ارادوں کی بہت پہلے سے خبر ہو جاتی تھی۔ چنانچہ اِس سے پہلے کہ اس کے دشمن اُس پر کوئی وار کر سکیں۔ وہ خود ہی ان کا خاتمہ کر دیتا تھا۔ یہاں ووگ میں ایسے بے شمار واقعات ہو چکے ہیں"۔

"اِس کا مطلب ہے کہ صرف تمہیں سلیری کی قوت سے خوف تھا"۔

"ہاں! سو فیصدی۔ اِس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں۔ سلیری کے باہر کے معاملات کیا تھے۔ ظاہر ہے مجھے اس سلسلے میں کچھ نہیں معلوم۔ میں تو صرف ووگ ہی تک محدود ہوں۔ البتہ یہ بات میں اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر کبھی میں نے سلیری کے خلاف حکومت کی امداد حاصل کرنے کی کوشش کی، تو مجھے اِس میں خاطر خواہ کامیابی نہیں نصیب ہو گی۔ اور منہ کی کھانا پڑے گی۔ کیونکہ بیرونی معاملات میں اس کی قوت بہت زیادہ تھی"۔

"بل ٹیرو! اب سلیری کی موت کے بعد ظاہر ہے تمہارے لیے کم از کم یہ خطرہ تو ختم ہو گیا کہ تمہارا دشمن تمہارے خلاف کوئی کارروائی کرے گا۔ سلیری اپنے چھ ساتھیوں سمیت دفن ہو چکا ہے۔ اور جب تک کوئی اس کی نشاندہی نہ کرے، یہ بات منظرِ عام پر کبھی نہیں آئے گی۔ اگر کبھی تم سے اس بارے میں پوچھا جائے، تو تم یہ ہی جواب دو گے کہ تم اس کی مصروفیات کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ وہ یقیناً کہیں چلا گیا ہو گا"۔

"ہاں! اگر سلیری زندہ نہیں ہے تو پھر مجھے کوئی خدشہ نہیں ہے۔ میں صرف اس سے خوفزدہ تھا۔ ورنہ تم جانتے ہو کہ ووگ میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے، جو میری آواز کے آگے اپنی آواز بلند کرنے کی ہمت کر سکے۔ میں یہاں کے معاملات بخوبی سنبھال لوں گا۔ اگر مجھے خطرہ تھا تو صرف سلیری کی ذات سے"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"گڈ ویری گڈ! گویا اب تم اس خطرے سے آزاد ہو۔"

"ہاں! لیکن مجھے معاف کرنا۔ اِس بات کا یقین کرنے میں مجھے بہت دقتیں پیش آئیں گی۔ اور جب یقین کر لونگا تو میں نہیں کہہ سکتا کہ میری ذہنی کیفیت کیا ہو جائے گی۔"

"میں تمہیں اسی سے روکنا چاہتا ہوں بل ٹیرو! یہاں ووگ میں جو ایک تصور قائم ہے کہ اگر تمہارا کوئی مدمقابل ہے تو صرف سلیری۔ اِس تصور کو قائم رہنے دو۔ باقی تم اپنی حیثیت سے پورا پورا فائدہ اٹھاؤ۔ اور جو کچھ اب تک نہیں کر رہے تھے، وہ کرنا شروع کر دو۔ یعنی ووگ کے باشندوں پر بل ٹیرو کا خوف قائم رہنے دو۔ لیکن ان کے خلاف کارروائیاں ختم کر دو۔ رفتہ رفتہ وہ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔ جن لوگوں کو سلیری نے تمہارے شانوں پر بندوق رکھ کر نقصان پہنچایا ہے، وہ تو تم سے کبھی خوش نہیں ہوں گے۔ لیکن تم اپنی قوت سے انھیں زیر ضرور رکھ سکو گے۔ یعنی میرا اب وہ کام ختم ہو گیا جو کم از کم تمہاری ذات سے تعلق رکھتا تھا۔ اور اب تم مجھے یہاں پوشیدہ کرنے کا بندوبست کرو۔ میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ سلیری کی رہائش گاہ کے زیر زمین تہہ خانوں میں جو شخص قید ہے اسے لے کر خاموشی سے یہاں سے نکل جاؤں۔"

"سو فیصدی سو فیصدی۔ اگر سلیری اب اس دنیا میں نہیں ہے تو پھر اس کی رہائش گاہ میں میرا راستہ روکنے والا کوئی نہیں ہے۔ اگر تم اجازت دو تو میں ڈینی کو یہاں بلا لوں۔ ذرا اس سے بھی کچھ بات چیت ہو جائے۔"

میں نے گردن ہلا دی تھی۔ اور بل ٹیرو تیزی سے باہر نکل گیا۔ ڈینی اور وہ ذرا دیر میں میرے پاس آ گئے لیکن اب بل ٹیرو کی کیفیت کافی بہتر نظر آ رہی تھی۔ اس نے پُرمسرت انداز میں میرا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ "آہ! مجھے یقین آتا جا رہا ہے۔ مجھے یقین آتا جا رہا ہے۔ سوری! مجھے معاف کرنا میرے دوست! بات ہی ایسی ہے۔ لیکن ڈینی نے تمہاری تمام باتوں کی تصدیق کر دی ہے۔ بس میں تم سے اس کے لیے معافی چاہتا ہوں کہ میں اِس بات پر آسانی سے یقین نہیں کر پایا تھا۔"

"ان فضول باتوں کو ترک کر کے اب بہتر یہ ہو گا بل ٹیرو کہ سب سے پہلے میرے لیے کسی رہائش گاہ کا بندوبست کرو۔"

"ارے یہ پوری عمارت خالی پڑی ہے تمہارے لیے۔ تم نے وہ کام کیا ہے کہ میں تمہیں اپنے بہترین دوستوں میں گردان سکتا ہوں۔ میں ابھی تمہارے لیے بندوبست کیے دیتا ہوں۔ باقی رہا سلیری کی رہائش گاہ میں کسی تہہ خا کی تلاش، تو میں اس کے لیے فوری طور پر کوئی منتظم کار کر سکتا ہوں۔"

"اگر سلیری کی رہائش گاہ میں تمہیں کسی تہہ خانے تلاش ہے تو اس کے لیے اس سانپ کا بندوبست کرو" ڈینی نے اپنے سینے پر انگلی رکھ کر کہا۔

"کیا مطلب۔؟" بل ٹیرو بولا۔

"چیف! ویسے تو میں نے کبھی اپنے بارے میں کسی کوئی بات نہیں کہی لیکن درحقیقت میری فطرت میں سان کی فطرت شامل ہے۔ میں بلوں کی تلاش بڑی آسانی سے کر لیتا ہوں۔ سلیری کی رہائش گاہ میں اگر کوئی تہہ خانہ تو وہ میری نگاہوں سے محفوظ نہیں رہ سکے گا۔ مگر ا تہہ خانے سے مجھے کیا نکالنا ہے۔؟"

"اوہ! ڈینی! کیا تم محفوظ رہ کر یہ کام کر سکتے ہو۔؟"

"سو فیصدی۔ میں نے کہا نا کہ اس سلسلے میں تو تم فا مت کرو۔ تمہیں علم ہے چیف! کہ اپنے دوست کو میں تمہاری رہائش گاہ میں لایا تھا۔"

"ہاں! ڈینی! یہ کام میں تیرے سپرد کرتا ہوں۔ تو تمام تر ذہانت سے کام لے کر سلیری کی رہائش گاہ م اس تہہ خانے کو تلاش کر۔"

"اوکے چیف اوکے! یہ ذمہ داری میرے س" ڈینی نے کہا اور پھر اجازت لے کر وہاں سے چلا گیا۔

بل ٹیرو مجھے لیے ہوئے اپنی عمارت کے ایک خ حصے میں پہنچا — جہاں اس نے میرے آرام کیلیے م بندوبست کر دیا۔ ذہنی طور پر اب وہ بہت مطمئن نظ تھا۔ خاص طور سے اِس لیے کہ اس کا بدترین دشمن اس کا نگراں نہیں تھا۔ نجانے کب تک وہ میرا دل رہا۔ بار بار وہ چونک کر یہی پوچھنے لگتا تھا کہ کیا واقع جیسا خوفناک انسان میرے ہاتھوں موت کا شکار

اس نے تعجب بھرے لہجے میں مجھ سے پوچھ

"لیکن مسٹر! کیا تم مجھے یہ بتانا پسند نہیں کرو گے کہ کیا ہو۔ اور جس شخص کی تلاش میں تم یہاں آئے تمہارے لیے کیا حیثیت رکھتا ہے۔؟ دیکھو نا سوال کرنے میں حق بجانب ہوں کیونکہ۔ کیونکہ وسائل رکھنے کے باوجود سلیری کا کچھ نہیں بگا لیکن جب سے تم ووگ میں داخل ہوئے، تم نے

تباہی پھیلا دی۔ اور نتیجے میں سانپ کو۔ سلیری کو۔ آہ! یہ الفاظ ادا کرتے ہوئے بھی مجھے کچھ عجیب سی کیفیت کا احساس ہوتا ہے۔"

"میرے بارے میں کسی قسم کی تشویش مت کرو بل ٹیرو! تمہیں مختصراً بتا چکا ہوں کہ میرا تعلق برطانیہ سے نہیں ہے۔ باہر کا آدمی ہوں۔ سلیری کی قید میں ایک شخص تھا، جسے تم میرا ساتھی کہہ سکتے ہو۔ اور اس شخص کو قید کرنے والا مارٹن ایسٹرو نامی ایک شخص ہے، جو لندن ہی میں رہتا ہے۔ لیکن بے پناہ وسائل رکھتا ہے۔ درحقیقت میرے علم میں تو صرف یہ بات تھی کہ میرا ساتھی مارٹن ایسٹرو کی قید میں ہے۔ لیکن بعد میں مجھے پتہ چلا کہ مارٹن ایسٹرو کا دست راست بل ٹیرو نامی شخص ہے جو ووگ میں رہتا ہے۔ اور اس کے مسائل بل ٹیرو ہی دیکھتا ہے۔ چنانچہ حقیقت تو یہ تھی کہ میں تمہاری تلاش میں یہاں آیا تھا لیکن یہاں آ کر صورتحال مختلف ہی ہوئی۔"

"آہ! اس کا مقصد ہے کہ اگر میں وہ شخص ہوتا، تو آج سلیری کی جگہ سلیری کی جگہ ...."

"سوری بل ٹیرو! حقیقت ہے یہی ہوتا۔"

"بہرطور یہ میری خوش بختی ہے۔ لیکن اب تمہارا کیا پروگرام ہے۔؟"

"ووگ کے معاملات تو تمہیں ہی سنبھالنا ہوں گے بل ٹیرو! اور مجھے یقین ہے کہ تمہیں اِس میں کوئی دقت نہیں ہوگی۔ تمہاری ساکھ تمہارے کام آئے گی۔ یہ بات تو شاید ہی کوئی جانتا ہو کہ درحقیقت بل ٹیرو ووگ میں کچھ نہیں تھا۔ اور سلیری نے ایک گھناؤنا جال پھیلایا ہوا تھا۔ باقی اگر میرا ساتھی مجھے مل جاتا ہے تو میں اسے لے کر یہاں سے نکل جانا پسند کروں گا۔ اور اِس کا انتظام تمہیں ہی کرنا ہوگا۔"

"تم بالکل فکر مت کرو۔ ظاہر ہے آج تک ووگ کے لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ ووگ سے واپس نہ جانے والے بل ٹیرو ہی کے حکم پر واپس نہیں جاتے۔ لیکن تم یہاں سے واپس جاؤ گے۔ پورے اطمینان کے ساتھ۔ یہ میری اپنی ذمہ داری ہے۔"

"بس تو ٹھیک ہے۔ اب ڈینی کو اپنا کام کرنے دو۔ اور اگر وہ اس سلسلے میں ناکام رہتا ہے تو پھر مجھے از سر نو کام کرنا پڑے گا۔ ممکن ہے میں کچھ اور بھی راستے اختیار کروں۔"

بل ٹیرو نے میری بڑی خدمت کی۔ ہر طرح کی سہولتیں مجھے فراہم کر دیں۔ میں اپنے طور پر گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ اب نجانے کیوں دل کو یہ یقین ہو گیا تھا کہ یسوس کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ بشرطیکہ مارٹن ایسٹرو کی طرف سے کوئی فوری کارروائی نہ ہو جائے۔ میں جانتا تھا کہ سلیری اِس سلسلے میں آخری چیز نہیں ہے۔ اور جیسا کہ سلیری نے مجھے بتایا کہ وہ صرف مارٹن ایسٹرو کا آلۂ کار ہے۔ اور اس کے معاملات سے کوئی واقفیت نہیں رکھتا۔ چنانچہ یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ مارٹن ایسٹرو سلیری کے سلسلے میں کیا کارروائی کر سکتا ہے۔ اگر اس نے سلیری سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی۔ اور اس میں ناکام رہا، تو اِس بات کے امکانات بھی تھے کہ وہ ووگ پہنچ جائے۔ جی تو چاہتا تھا کہ مارٹن ایسٹرو کا انتظار کروں، اور اس سے بھی حساب کتاب کر لوں۔ بہت سی باتیں میرے ذہن میں الجھی ہوئی تھیں۔ یہ بات آج تک نہیں جان سکا تھا کہ اگر مارٹن ایسٹرو ان لوگوں میں سے نہیں ہے جو صرف ویلینی کا خزانہ حاصل کرنا چاہتے تھے۔ تو پھر اِس کا مقصد کیا ہے۔ بظاہر یہی احساس ہوتا تھا کہ مارٹن ایسٹرو کے ذہن میں خزانے کا کوئی تصور نہیں ہے۔ وہ کیا چاہتا ہے۔ یہ بات اگر معلوم ہو جاتی تو مجھے اپنے کام میں آسانیاں فراہم ہو سکتی تھیں۔ لیکن بہرطور سارے ہی کام تو مرضی کے مطابق نہیں ہو جاتے۔

ڈینی رات کو تقریباً دس بجے واپس آیا۔ اسکی آنکھوں میں فتح مندی کے تاثرات دیکھ کر میرا دل خوشی سے اُچھل پڑا تھا۔ اتفاق سے بل ٹیرو بھی اس وقت میرے پاس ہی موجود تھا۔ اور کسی سوچ میں بیٹھا ہوا تھا۔ ڈینی کے لیے اس نے اپنے آدمیوں کو ہدایات کر دی تھیں۔ چنانچہ ڈینی کو بلا کسی روک ٹوک کے یہاں پہنچا دیا گیا تھا۔ میں ششدر سا کھڑا ہو گیا۔ ڈینی کے الفاظ پر میرے بہت بڑے کاموں کا دارومدار تھا۔

ڈینی نے کہا۔ "میں نے کہا تھا چیف! کہ میں سانپ ہوں۔ اور بلوں کی تلاش میں مجھ سے اچھا آدمی کوئی نہیں ثابت ہو سکتا۔ وہ ایک درمیانی عمر کا آدمی ہے، جس کے چہرے پر جھاڑ جھنکار اُگے ہوئے ہیں۔ اور وہ ایک مسہری پر گہری نیند سوتا رہتا ہے۔ میں نے کئی گھنٹے اس کی نگرانی کی ہے۔ اس دوران میں نے ان لوگوں کی کارروائیاں بھی دیکھی ہیں۔ تین افراد ہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جن کے نام میں مسٹر بل ٹیرو کو بتا سکتا ہوں۔ جو اس کی نگرانی پر معمور ہیں، ان میں ایک ڈاکٹر سوئیٹ ہے، جو ان کا انچارج ہے۔ باقی دو اس کے ماتحت۔ ڈاکٹر سوئیٹ نے اس دوران اس شخص کو ایک انجکشن دیا تھا۔ اور پھر اپنے آدمیوں کو ہدایت کی تھی کہ رات کی غذا اُسے ٹھیک تین بجے دی جائے۔"

"گویا گویا تم اس تہہ خانے تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔؟" میں نے پھولے ہوئے سانس کے ساتھ کہا۔

"میں تمہیں اس شخص کے بارے میں بتا رہا ہوں چیف، جو ان تہہ خانوں کا قیدی ہے۔"

"آہ ڈینی ویری گڈ ویری گڈ! مسٹر بل ٹیرو! اس شخص نے وہ کارنامہ انجام دیا ہے جس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔"

"ڈوگ کا سب سے خطرناک آدمی ہے یہ۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ لوگ جو اپنے آپ کو کچھ ظاہر نہیں کرتے۔ اور ہمیشہ دوسروں کے سامنے بزدلی کا اظہار کرتے ہیں۔ بہت خطرناک ہوتے ہیں۔ تم کیا سمجھتے ہو کیا میں نے بلاوجہ ہی اس شخص کو اپنے خاص ساتھیوں میں شامل کیا ہے۔ مجھے بھی ایسے لوگوں کی شناخت ہے۔"

"تو پھر مسٹر بل ٹیرو! اب اس شخص کے حصول کا بندوبست کرنا ہے ہمیں۔"

"یہ کام بالکل مشکل نہیں ہو گا۔ تم بے فکر رہو۔ رات ہونے کا انتظار کرو۔ ذرا گہری رات ہو جائے تو ہم لوگ سلیری کی رہائش گاہ کی طرف چلیں گے۔ اور ڈینی ہماری رہنمائی کرے گا۔"

میں بڑا تجسس محسوس کر رہا تھا۔ بہر طور جتنے بھی گھنٹے گزرے، میرے لیے بہت ہی عذاب ناک تھے۔ پھر بل ٹیرو تیار ہو گیا۔ اس نے مجھے پستول فراہم کیا۔ ڈینی کو بھی مسلح کر دیا گیا تھا۔ زیادہ لوگوں کو ہم نے ساتھ لینا مناسب نہیں سمجھا۔ ڈینی نے گھوڑا گاڑی سنبھالی اور ہم دونوں اس میں بیٹھ کر سلیری کی رہائش گاہ کی جانب چل پڑے۔ سلیری کی رہائش گاہ سے تقریباً آدھے فرلانگ کے فاصلے پر ایک درخت کے جھنڈ میں گھوڑا گاڑی رکوا دی گئی۔ اور اس کے بعد ہم ڈھلان اتر کر سلیری کی رہائش گاہ پہنچ گئے۔

ڈینی ہمیں رہائش گاہ کے پچھلے حصے میں لے گیا تھا۔

وہاں تقریباً چھ فٹ اونچے احاطے کی ایک دیوار پار کرنی تھی اس کے بعد ڈینی جھاڑیوں میں گھس گیا۔ یہ جھاڑیاں اس رہائش گاہ کے عقبی حصے میں تھیں۔ لیکن ان کی آڑ میں چھپ کر اصل رہائش گاہ تک پہنچا جا سکتا تھا۔ ڈینی تمام بندوبست کر کے آیا تھا۔ چنانچہ رہائش گاہ کے عقبی دروازے کی کنڈی اندر سے بند نہیں تھی۔ ہم دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئے۔ اور ڈینی ہماری رہنمائی کرتا ہوا تاریکی میں ایک سمت بڑھنے لگا۔ پھر وہ سلیری کی رہائش گاہ کے ایک مخصوص حصے میں پہنچ گیا۔ یہاں پہنچ کر اس نے ایک چھوٹے آتش دان پر رکھے ہوئے ایک کانسی کے مجسمے کو اپنی جگہ سے ہلانا جلانا شروع کیا۔ اور آتش دان کے عین نیچے ایک دیوار میں خلا پیدا ہو گیا۔ یہ اندر جانے کا راستہ تھا۔ بلاشبہ ڈینی کو اس سلسلے میں جادوگر کہا جا سکتا تھا۔ بلوں کی تلاش کرنا تو شاید مشکل کام نہ ہو لیکن تہہ خانے میں داخلے کا یہ دروازہ تلاش کرنا جادوگری ہی تھی۔ کیونکہ آسانی سے ایسی چیزوں کی طرف توجہ نہیں ہو سکتی۔ ہم لوگ تہہ خانے میں داخل ہو گئے۔ ٹارچ کا انتظام ڈینی ہی نے کیا تھا۔ ورنہ ہم اپنے ساتھ روشنی نہیں لائے تھے۔ تہہ خانے کی چودہ سیڑھیاں عبور کرنے کے بعد ہم تہہ خانے میں داخل ہو گئے اور ڈینی ہماری رہنمائی کرنے لگا۔

میں نے ڈینی سے پوچھا کہ کیا تہہ خانے میں روشنی کا کوئی بندوبست نہیں ہے تو اس نے آہستہ سے کہا "تم یہ بات بھول رہے ہو ماسٹر، کہ ابھی تھوڑی دیر کے بعد سوئیٹ کے وہ دونوں آدمی یہاں آتے ہوں گے جنہیں رات کو تین بجے اس شخص کو غذا دینے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے اور اس وقت اپنی گھڑی میں دیکھو کہ وقت کیا ہوا ہے۔" یہ بات بھی نہایت ذہانت کی تھی، جو ڈینی نے کی۔ درحقیقت یہ پراسرار شخص اب مجھے بھی متاثر کر رہا تھا۔ تین بجنے میں زیادہ دیر نہیں تھی۔ چنانچہ ہمیں ان لوگوں کا انتظار کرنے کے لیے ایسی ہی جگہیں تلاش کرنی پڑیں، جہاں پوشیدہ رہا جا سکے۔ اس کے بعد ہم تین بجنے کا انتظار کرنے لگے۔

تین بجکر شاید چھ یا سات منٹ ہوئے تھے کہ دفعتاً ہمیں تہہ خانے کی سیڑھیوں پر آوازیں سنائی دیں۔ اور یہ خوش بختی تھی کہ ان دونوں کے ساتھ ڈاکٹر سوئیٹ بھی تھا۔ یقیناً سلیری کے تہہ خانے کا راز زیادہ افراد کو نہیں معلوم ہو گا۔ تہہ خانے کی بناوٹ اور اس کی ساخت سے ہم اندازہ لگا چکے تھے کہ وہ پوری طرح محفوظ ہے۔ اور کسی اور کی مداخلت

کا وہاں امکان نہیں ہے۔ چنانچہ سوئیٹ اور اس کے ساتھیوں کا مسئلہ بھی اسی جگہ طے کر دینا تھا۔ کیونکہ وہی لیبوس کے سلسلے میں رازدار تھے۔ اور وہ ہی بتا سکتے تھے کہ لیبوس کو یہاں سے اغوا کر لیا گیا۔ ہم لوگ انتظار کرتے رہے۔

روشنی میں وہ لوگ اپنی کارروائی میں معروف ہو گئے۔ ڈاکٹر سوئیٹ نے لیبوس کو ایک انجکشن دیا اور پھر کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھنے لگا۔ ہم لوگ انہیں صاف دیکھ سکتے تھے۔ چند لمحات کے بعد میں نے لیبوس کے بدن میں جنبش محسوس کی۔ غالباً وہ ہوش میں آ رہا تھا۔ میں اس وقت شدید سنسنی کا شکار تھا۔ جس شخص کی تلاش میں میں نے سخت جدوجہد کی تھی وہ اس وقت میرے سامنے موجود تھا۔ ایک آدھ بار ذہن میں یہ خیال بھی آیا کہ یہ شخص لیبوس ہے بھی یا نہیں لیکن ابھی اس کی تصدیق نہیں کی جا سکتی تھی۔

تھوڑی دیر کے بعد لیبوس کو اٹھا کر میز پر بٹھا دیا گیا اور پھر چمچوں سے اسے غذا دی جانے لگی اس پر نیم بے ہوشی سی طاری تھی۔ غذا کھانے کے بعد ڈاکٹر سوئیٹ نے اسے دوبارہ نیند کا انجکشن دینا چاہا لیکن یہیں ہمیں مداخلت کرنی تھی۔ چنانچہ ہم برق رفتاری سے باہر نکلے اور ہمارے پستول اُن کی کنپٹی سے جا لگے۔ مجھے اور بل ٹیرو کو یکجا دیکھ کر وہ ششدر رہ گئے۔

بل ٹیرو نے خونخوار لہجے میں کہا۔ "چلو اس طرف ہٹ جاؤ۔ کوئی حرکت کی تو۔"

ڈینی بیچارہ ایسے معاملات سے ہمیشہ دور بھاگنے کی کوشش کرتا تھا۔ اس نے صاف اعلان کر دیا تھا کہ وہ کمزور دل کا آدمی ہے۔ اور لڑائی بھڑائی کے موقعوں پر اس کے اعصاب شل ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ایسے معاملات میں اسے بالکل ہی معذور سمجھا جائے۔ اور اس وقت بھی اس نے اپنی جگہ سے جنبش کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ بل ٹیرو کی ہدایت پر ڈاکٹر سوئیٹ اور اس کے آدمی اس طرف ہٹ گئے، جدھر بل ٹیرو نے اشارہ کیا تھا۔ لیبوس بدستور میز پر پاؤں لٹکائے بیٹھا تھا۔ ڈاکٹر سوئیٹ اور اس کے دونوں ساتھی تھر تھر کانپ رہے تھے۔ یقینی طور پر وہ بھی قصبے کے لوگوں میں شامل تھے جو بل ٹیرو سے دہشت زدہ رہتے تھے۔ اور اس وقت بل ٹیرو کی یہی ساکھ کام آ رہی تھی۔ اس نے معنی خیز نگاہوں سے مجھے دیکھا۔

میں چند قدم آگے بڑھ آیا۔ "ڈاکٹر سوئیٹ! میں تم سے جو سوال کروں گا اس کا جواب مجھے بالکل صحیح ملنا چاہیے۔ ورنہ نتیجے کے تم ذمہ دار خود ہو گے۔" ڈاکٹر سوئیٹ سہمی ہوئی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا۔ میں نے پوچھا۔ "یہ شخص کون ہے۔؟"

"مم! مسٹر! آپ یقین کیجیے کہ میں نہیں جانتا۔ بس اتنا معلوم ہے مجھے کہ یہ مسٹر سلیری کا قیدی ہے۔"

"ہوں! کتنے عرصے سے یہ مسٹر سلیری کا قیدی ہے۔؟" میں نے سوال کیا۔

"غالباً تین ماہ ہو گئے۔"

"جو انجکشن تم اسے لگانے والے تھے یہ کس نوعیت کا ہے۔؟"

"یہ صرف ذہن کو سلا دیتا ہے اور جب تک دوسرا انجکشن لگا کر اسے جگایا نہ جائے وہ سوتا رہتا ہے۔"

"اس شخص پر اس انجکشن کے مضر اثرات۔؟" میں نے سوال کیا۔

"نہیں! یہ صرف خواب آور انجکشن ہے۔ اس سے زیادہ اس کی حیثیت کچھ نہیں۔"

"کیا یہ انجکشن زیادہ تعداد میں لگانے سے اس شخص کی ذہنی قوتیں ہمیشہ کے لیے زائل ہو سکتی ہیں۔؟"

"قطعی نہیں! یہ صرف عارضی نوعیت کی چیز ہے۔"

میں بل ٹیرو کی طرف مڑا۔ اور میں نے پیچھے ہٹ کر کہا۔ "مجھے اب اس سے اور کچھ نہیں پوچھنا، اس کا کام ختم ہو گیا۔" میرے یہ الفاظ قطعی اس لیے نہیں تھے کہ بل ٹیرو وہ قدم اٹھائے — جو دوسرے لمحے اس نے اٹھا لیا، میں نے تو اس سے صرف اتنا ہی کہا تھا کہ مجھے اس شخص سے اور کچھ نہیں پوچھنا۔ لیکن بل ٹیرو پہلے سے تیار تھا۔ اس کے ہاتھ میں دبے ہوئے پستول سے یکے بعد دیگرے تین گولیاں نکلیں اور ان لوگوں کے سینوں میں پیوست ہو گئیں۔ لیکن اس نے اسی پر اکتفا نہ کی۔ دوسری تین گولیاں ان کی پیشانی کو سوراخ دار بناتی ہوئی کھوپڑی میں گھس گئیں — اور اس کے بعد ان میں چیخنے کی سکت بھی نہ تھی۔ البتہ الماری کے پیچھے سے ڈینی کی چیخ ضرور سنائی دی تھی۔ میں بل ٹیرو کی اس حرکت سے حیران رہ گیا تھا۔ لیکن پھر میں نے بھی اس سے اتفاق کر لیا۔ کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی چارۂ کار نہیں تھا۔ ظاہر ہے ڈاکٹر سوئیٹ اگر زندہ رہ جاتا تو وہی اس راز کی نقاب کشائی کا ذریعہ بنتا۔ اب یہ راز ہمیشہ کے لیے اس تہہ خانے میں سو گیا تھا۔ میں نے اپنی جگہ سے ہٹ کر ڈینی کو الماری کے پیچھے سے گھسیٹا اور وہ کانپتا ہوا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باہر نکل آیا۔

"خدا کی پناہ۔ میں نے اس سے پہلے اتنا خون کبھی نہیں دیکھا۔ میں کیا کہوں، مسٹر بل ٹیرو کے سامنے زبان کھولنے کی جرات نہیں رکھتا۔ اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔؟"

"کچھ نہیں ان لاشوں کو گھسیٹ کر ان الماریوں کے پیچھے ڈال دو، تمہارا کام ختم۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور ڈینی بے بس نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا۔ لیکن اس نے مزید کچھ بولنے کی ہمت نہیں کی تھی۔ لاشوں کو یہاں سے باہر لے جا کر ٹھکانے لگانا اول تو ضروری نہیں تھا۔ کیونکہ اس تہہ خانے کے بارے میں پتہ نہیں کسی اور کو بھی معلومات حاصل تھیں یا نہیں۔ اس کے علاوہ سلیری کی اس رہائش گاہ میں آزادانہ نقل و حرکت ممکن بھی نہیں تھی۔ لیسوس کو میں نے بازو پکڑ کر اٹھایا تو وہ خاموشی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ میں نے بغور اس کا چہرہ دیکھا تھا۔ اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا۔ بس خالی خالی نگاہوں سے وہ زمین کو تکے جا رہا تھا۔ اس نے ہم لوگوں کو بھی نگاہ اٹھا کر دیکھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ لیسوس کو ساتھ لے کر ہم باہر نکل آئے۔ اور پھر اسی راستے سے واپسی کا سفر طے کیا، جدھر سے یہاں تک پہنچے تھے۔

بل ٹیرو کی رہائش گاہ میں پہنچنے کے بعد ہم نے سکون کا سانس لیا تھا۔ بل ٹیرو بہت مطمئن نظر آ رہا تھا۔ اس نے اپنے کمرے میں پہنچ کر مجھ سے کہا۔" اس سے زیادہ خود اعتمادی میں نے کبھی محسوس نہیں کی۔ ووگ کے باشندوں نے تمہارے بارے میں طرح طرح کی پراسرار کہانیاں گھڑ لی تھیں۔ مایوس ذہن ہر اجنبی کو آس بھری نگاہوں سے دیکھتے تھے۔ اور سوچتے تھے کہ شاید یہ ان کا نجات دہندہ بن جائے۔ اس سے پہلے بھی ایسی کہانیاں منظر عام پر آتی رہی ہیں۔ لیکن کمبخت سلیری نے میرے شانوں پر بندوق رکھ کر ایسے کسی شخص کو یہاں سے زندہ واپس نہ جانے دیا، جو ووگ کی کہانیاں حکومت برطانیہ کے کسی اور شہر میں جا کر سنا سکتا۔ جو سرکاری نمائندے یہاں تک کبھی بھی پہنچے، انھیں حقیقتوں سے بے خبر رکھا جاتا تھا۔ یا اگر وہ حقیقتوں کے شناسا بھی ہوتے تھے تو پھر ان کا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا جو سلیری کے حاشیہ بردار ہوتے۔ چنانچہ ووگ کی کہانی ووگ ہی میں رہی۔ لیکن اب میں اس کہانی میں تبدیلیاں پیدا کر دوں گا۔ اور لوگ بل ٹیرو کو ایک بالکل نئی شکل میں دیکھیں گے۔ میں یہاں برطانوی قانون نافذ کروں گا۔ اور میرا سب سے پہلا کام یہی ہوگا کہ حکومت برطانیہ کے اہم عہدیداران سے مل کر ان سے کہوں گا کہ ووگ میں ایک مضبوط قانون لاگو کریں۔ تاکہ یہاں لاقانونیت کا دور دورہ ختم ہو جائے۔"

"یہ ایک اچھی بات ہوگی، مسٹر بل ٹیرو! اور میں اپنے مقصد کی تکمیل کے ساتھ ساتھ اس بات کی خوشی بھی محسوس کروں گا کہ ووگ کے پریشان حال لوگ کسی حد تک میری وجہ سے سکون کی زندگی بسر کریں گے۔"

"اب میرے لیے یہ ضروری ہے کہ میں ووگ سے تمہاری واپسی کا بندوبست کر دوں۔ حالانکہ میں محسوس کرتا ہوں کہ اب اس میں کوئی قباحت نہیں رہی ہے۔ لوگوں کو اگر پتہ بھی چلتا ہے تو چلتا رہے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اس کے باوجود میں چاہتا ہوں کہ تم خاموشی سے یہاں سے نکل جاؤ۔"

"میں بھی یہی مناسب سمجھتا ہوں، مسٹر بل ٹیرو!" میں نے جواب دیا۔

"بہر طور کچھ گھنٹے تمہیں میرے ساتھ ضرور گزارنا ہوں گے۔ میں ذرا صورتحال کا جائزہ لے لوں۔ میرا خیال ہے کہ کل شام کے کسی حصے میں تمہیں ووگ سے باہر جانے کی سہولتیں فراہم کر دوں گا۔ اور تم جس خاموشی سے آئے تھے، اسی خاموشی سے واپس چلے جانا۔ سلیری کا نام بھی سامنے نہیں آنا چاہیے۔ اور سلیری کا نام اسی وقت سامنے آ سکتا ہے جب لوگوں کو یہ معلوم ہو کہ تم زندہ ہو۔ تمام کام اسی خاموشی سے ہو جائیں گے جس کے ہم خواہاں ہیں۔"

میں نے بل ٹیرو سے مکمل اتفاق کیا تھا۔ بل ٹیرو ایک محتاط آدمی تھا۔ چنانچہ اس نے ڈینی کو بھی اجازت نہیں دی کہ وہ یہاں سے کہیں جائے۔ لیکن میں نے رات کے اس پہر بل ٹیرو سے کہیں جانے کی اجازت مانگی تھی۔ اور وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگا تھا۔ پھر اس نے شانے ہلاتے ہوئے کہا۔" تمہیں روکنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن اگر میں تم سے یہ سوال کروں کہ اس وقت تم کہاں جانے کے خواہشمند ہو، تو کیا تم مجھے اس کا جواب دینا پسند کرو گے۔؟"

"صرف اس حد تک ڈیئر بل ٹیرو کہ میں نے ایک اور ہستی سے وعدہ کیا ہے کہ اسے یہاں سے نکال لے جاؤں گا۔ اور یہ ہستی وہ ہے جس نے ووگ میں داخل ہونے کے بعد پہلی بار میری مخلصانہ مدد کی تھی۔"

"تب ٹھیک ہے۔ میں تم سے اس کے بارے میں نہیں پوچھوں گا۔ کیونکہ تم حالات کو اتنا ہی سمجھتے ہو جتنا میں۔ تاہم یہ مناسب ہوگا کہ وہ ہستی بھی یہیں منتقل ہو جائے۔ تاکہ میں زیادہ پرسکون رہوں۔"

"اگر یہ ممکن ہو سکا تو میں ایسا ہی کروں گا۔" میں نے جواب دیا اور اس کے بعد میں وہاں سے نکل آیا۔ میرے ذہن میں ہلدا اگارسن تھی۔ اور میں کچھ دلچسپ باتیں سوچ رہا تھا۔ مثلاً یہ کہ ڈینی ہلدا اگارسن سے محبت کرتا تھا۔ اور ہلدا اگارسن بھی اس بارے میں جانتی تھی۔ اگر یہ دونوں یکجا ہو جائیں تو کم از کم ووگ سے ایک یادگار لے جاؤں گا۔ چنانچہ رات کو ویران سناٹوں میں جب کہ بستی کے بھونکنے والے کتے بھی گہری نیند سوئے ہوئے تھے میں اس جگہ پہنچ گیا۔ جہاں سے ہلدا اگارسن کے کمرے تک جایا جا سکتا تھا۔ عقبی دروازہ اب میرے لیے جانا پہچانا تھا۔ اور اسی طرح ہلدا کی رہائش گاہ بھی۔ جب میں اس کے کمرے کے دروازے پر پہنچا تو اندر مدھم روشنی ہو رہی تھی۔ میں نے آہستہ سے دروازہ پر دستک دی۔ لیکن شاید ہلدا سکون کی گہری نیند سو رہی تھی۔

تین چار بار دستک دینے کے بعد اندر سے اس کی ندا سی آواز سنائی دی۔" کون ہے۔؟"

"براہ کرم دروازہ کھولو ہلدا!" میں نے کہا۔ لیکن وہ میری آواز نہیں پہچان سکی تھی۔ مزید کچھ توقف کے بعد اس نے بالآخر دروازہ کھول دیا اور نیند بھری آنکھوں سے مجھے دیکھنے لگی۔ شب خوابی کے لبادے میں ملبوس اس لڑکی یا عورت کی کیفیت اس وقت بہت عجیب نظر آ رہی تھی۔ مجھے دیکھ کر اس نے بار بار آنکھیں ملیں۔ اور پھر اس کے حواس پوری طرح جاگ گئے۔ اور آنکھوں نے مجھے پہچان لیا، تو وہ جلدی سے پیچھے ہٹ گئی۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار پھیلے ہوئے تھے۔ وہ ایسے مجھے دیکھ رہی تھی جیسے کسی مافوق الفطرت ہستی کو دیکھ لیا ہو۔ پھر اس کی سرسراتی ہوئی سی آواز ابھری۔" نہیں نہیں۔ ہرگز نہیں۔"

"ہلدا! کیا تم مجھے نہیں پہچان سکیں۔؟"

"نہیں! میں میں ان توہمات پر یقین نہیں رکھتی۔ نہیں پلیز نہیں۔" اس کے انداز میں اب کسی قدر خوف نمایاں ہو گیا تھا۔ مجھے اس کی توقع نہیں تھی۔ لیکن پھر مجھے یاد آیا کہ ہلدا کو بھی میری موت کی اطلاع ملی ہوگی۔ اور اس نے یہ سمجھ لیا ہوگا کہ میں مر چکا ہوں۔ اب مجھے زندہ دیکھ کر اس کی یہ کیفیت فطری تھی۔

میں نے آگے بڑھ کر مسکراتے ہوئے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔ اور آہستہ سے بولا۔" نہیں ہلدا! میں زندہ ہوں۔"

میرے اس انداز پر ہلدا پہلے تو جھجکی۔ لیکن اس کے بعد بے اختیارانہ انداز میں دوڑ کر مجھ سے لپٹ گئی۔ اس کی سسکیاں جاری ہو گئی تھیں۔

"نہیں نہیں! یہ، یہ عجیب بات ہے۔ میں کیسے مان لوں، کیسے تسلیم کر لوں، کاش تم جو کچھ کہہ رہے ہو وہ، وہ صحیح ہو۔ آہ! کاش یہ سچ ہو۔" میں نے مسکرا کر اس کا شانہ تھپکتے ہوئے کہا۔

"نہیں ہلدا! جو کچھ تم دیکھ رہی ہو، وہ سچ ہی ہے میں واقعی زندہ ہوں۔"

"لیکن مجھے تو علم ہوا تھا۔ میں تو گھنٹوں رو چکی ہوں تمہارے لیے۔ آہ! کیا یہ سچ ہے مسٹر غزالی! کیا یہ سچ ہے؟" وہ ایک بار پھر رو پڑی تھی۔ مجھے پہلے اس بات کا اندازہ نہیں ہوا تھا۔ بہر طور یہ اس کی محبت تھی کہ وہ میرے لیے اس قدر افسردہ تھی۔ بمشکل تمام میں اسے یقین دلانے میں کامیاب ہوا کہ میں کوئی روح نہیں بلکہ جیتا جاگتا انسان ہوں۔ تب اس پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ اور اس نے تعجب سے کہا۔" لیکن۔ لیکن یہ سب۔ میرا مطلب ہے یہ سب کچھ کیسے ہوا۔ ایسا پہلے تو کبھی نہیں ہوا تھا۔"

"میں نے تم سے کہا تھا نا ہلدا! کہ میں ووگ میں اس لیے نہیں داخل ہوا کہ بل ٹیرو کا شکار ہو جاؤں۔ بلکہ میں اس لیے یہاں تک پہنچا ہوں کہ بل ٹیرو کا طلسم توڑ دوں۔ سو دیکھ لو۔ میں نے وہ سب کچھ کر دکھایا اور اس کے ساتھ ساتھ ہی ہلدا میں نے تم سے ایک وعدہ بھی کیا تھا۔"

"ہاں کیا تھا۔ مجھے یاد ہے۔ مجھے یاد ہے۔ تو کیا۔ تو کیا۔۔۔۔۔"

"ہاں ہلدا! میں تمہیں ووگ سے نکالنے کے لیے آیا ہوں۔"

ہلدا پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہو گئی۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ دیر تک اسی طرح رہی۔ پھر بے یقینی کے انداز میں مجھے دیکھ کر آہستہ سے مسکرائی۔" ایک ایسی بات کہہ رہے ہو جو ناقابل یقین ہے۔"

"ناقابل یقین تو یہ بھی ہے ہلدا کہ میں پھانسی پانے کے باوجود تمہارے سامنے موجود ہوں۔"

میرے ان الفاظ پر وہ چونک پڑی۔؟ اور پھر اس کے چہرے پر سنجیدگی پھیل گئی۔" کیا تم مجھے یہاں سے نکال سکو گے؟ کیا یہ سچ ہے۔؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"سو فیصدی سچ" میں نے جواب دیا۔

"تو پھر مجھے لے چلو۔ ابھی لے چلو یہاں سے۔ پلیز مجھے لے چلو۔ میں اس تصور کے بعد تنہا نہیں رہ سکوں گی۔ یہ تصور میرے لیے بہت عجیب ہے کہ کبھی کوئی ایسا وقت آئے گا جب میں دوگ سے باہر نکل سکوں گی۔"

"اگر تم ابھی چل سکتی ہو ہلدا! تو ٹھیک ہے ابھی چلو میرے ساتھ۔"

وہ شاید مجھ پر اب اعتبار کر چکی تھی۔ چنانچہ دیوانوں کے سے انداز میں وہ واپس پلٹی۔ ایک اٹیچی کیس نکال کر مسہری پر ڈالا اور پھر اس میں بڑے الٹے سیدھے انداز میں اپنے لباس ٹھونسنے لگی۔ اس نے زیورات کا صندوقچہ بھی اٹیچی میں رکھ لیا تھا۔ میں نے اس کی کسی بات پر تعرض نہیں کیا۔ اور خاموشی سے اس کی کارروائی دیکھتا رہا۔ پھر اس نے اٹیچی ہاتھ میں اٹھا کر سہمی ہوئی سی نگاہوں سے مجھے دیکھا۔ اور آہستہ سے بولی۔ "چلو نا! واقعی ابھی چلوں۔؟"

"آؤ!" میں نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔ اور وہ کسی سحر زدہ انسان کی مانند میرے پیچھے پیچھے باہر نکل آئی۔ باہر جانے کے لیے ہم نے وہی عقبی راستہ استعمال کیا تھا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد میں اسی انداز میں واپس پلٹ پڑا جس طرح وہاں تک پہنچا تھا۔ ہلدا میرے ساتھ ساتھ قدم اٹھا رہی تھی۔ جب ہم اس جگہ پہنچے جہاں سے بل ٹیرو کا علاقہ شروع ہوتا تھا، جس سے ہم اندر داخل ہو سکتے تھے تو ہلدا سہم کر رک گئی۔ "آہ یہ جانتے ہو۔ جانتے ہو یہ کون سی جگہ ہے؟۔"

"میرے ساتھ ساتھ چلی آؤ ہلدا! تمہیں مجھ پر اعتبار کرنا چاہیے" میں نے کہا اور وہ خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم بل ٹیرو کی اس رہائش گاہ میں داخل ہو رہے تھے جو میرے لیے مخصوص کی گئی تھی۔ ڈینی بھی یہیں موجود تھا۔ بل ٹیرو البتہ جا چکا تھا ہلدا میرے ساتھ اندر داخل ہوئی تو ڈینی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ وہ اپنی مسہری پر پاؤں لٹکائے بیٹھا تھا۔ میرے ساتھ اس نے ہلدا کو دیکھا تو اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پیدا ہو گئے۔ ہلدا بھی ڈینی کو دیکھ کر چونکی تھی۔ پھر ڈینی مسہری سے نیچے اتر آیا۔ اور اس نے تعجب سے ہلدا کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیا تم، تم ہو ہلدا گارسن! کیا یہ تم ہی ہو۔؟"

"اور تم کیا کرتے ہو۔؟" ہلدا نے ڈینی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اور ڈینی مجھے دیکھنے لگا۔

"یہ ڈینی ہے ہلدا! جو ہمارے ساتھ کل یہاں سے واپس جائے گا۔"

"کل؟" ہلدا نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں! کل شام کے جھٹپٹے میں ہم دوگ چھوڑ دیں گے۔"

"آہ! کاش میری سمجھ میں کچھ آ سکتا۔ مجھے تو یوں محسوس ہو رہا ہے کہ رات میں کوئی دوا کھا کر سو گئی ہوں۔ اور اس وقت ایک عجیب و غریب خواب کی کیفیت میں ہوں۔ کاش کوئی مجھے یقین دلا دے کہ میں خواب نہیں دیکھ رہی۔"

"میں یقین دلا سکتا ہوں۔" ڈینی نے سینے پر ہاتھ رکھ کر جھکتے ہوئے کہا۔ اور ہلدا اسے دیکھنے لگی۔

"ڈینی ڈینی! کیا واقعی یہ ... یہ سب کچھ درست ہے؟ اگر نہیں تو میرے خواب میں کیسے آ گئے۔؟"

"آج پہلی بار میں تمہارے خوابوں میں پہنچا ہوں ہلدا! ورنہ اس سے پہلے تم ہی چہل قدمی کرتی ہوئی اس طرف آ جاتی تھیں۔" ڈینی نے اپنے مخصوص انداز میں کہا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں نے ہلدا سے بیٹھنے کے لیے کہا۔ اور پھر خود بھی اطمینان سے جوتے اتار کر بیٹھ گیا۔

بل ٹیرو کے بارے میں میں نے ڈینی سے کوئی سوال نہیں کیا تھا۔ ہلدا اب بھی پریشان نگاہوں سے کبھی مجھے اور کبھی ڈینی کو دیکھنے لگتی تھی۔ تب میں نے ہلدا سے کہا۔

"دراصل ہلدا! تمہیں دوگ سے رہائی دلانے کا سہرا ڈینی کے سر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھے پھانسی سے بچانے والا بھی یہی شخص تھا۔ اگر یہ نہ ہوتا تو شاید میں بل ٹیرو کی بھینٹ چڑھ چکا ہوتا۔ لیکن ڈینی نے ماسٹر آف سیکولیشن کر مجھے نہ صرف بل ٹیرو کے شکنجے سے نکالا۔ بلکہ دوگ سے نکلنے کے انتظامات بھی کر دیے۔ میں نے تم سے کہا تھا نا کہ محبت کے راستوں پر چل کر انسان اپنی حیثیت سے کہیں زیادہ طاقتور ہو سکتا ہے۔ اگر ڈینی کے دل میں تمہارا پیار نہ ہوتا، اگر وہ سچے دل سے تمہیں نہ چاہتا ہوتا تو میرا خیال ہے میری زندگی بھی نہ بچ سکتی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کس کا شکریہ ادا کروں۔ ڈینی کا یا تمہارا یا کسی اور شخصیت کا، جس نے ہمیں دوگ سے نکالنے کے انتظامات کیے ہیں۔ لیکن جہاں تک میرا ذہن کام کرتا ہے، مجھے اس سلسلے میں ڈینی ہی کا شکر گزار ہونا چاہیے یا پھر تمہارا کہ تمہاری محبت میں گرفتار اس شخص نے جان کی بازی لگا کر صرف اس بنیاد پر کہ میں نے تمہیں دوگ سے نکالنے کی ذمہ داری قبول کی تھی، میری زندگی بچائی اور ہمیں دوگ سے نکلنے کے مواقع فراہم کر دیے۔"

ہلدا کے چہرے سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ میرے ان الفاظ سے بہت متاثر ہوئی ہے۔ آہستہ آہستہ آگے بڑھتی ہوئی وہ ڈینی کے قریب پہنچ گئی۔ اور پھر اس نے متاثر لہجے میں کہا "کاش میں تمہیں پہلے جان سکتی ڈینی! واقعی واقعی زندگی میں اگر ایک شخص محبت کرنے والا مل جائے تو سب کچھ بے حقیقت ہو جاتا ہے۔ سوری ڈینی سوری! میں تمہیں نظر انداز کرتی رہی ہوں۔"

ڈینی کا منہ تعجب سے پھیل گیا تھا۔ آنکھیں گول ہو گئی تھیں۔ وہ احمقوں کی طرح منہ پھاڑے ہلدا کو دیکھ رہا تھا۔ اور پھر دفعتاً اس نے ایک دبی دبی سی چیخ ماری۔ اور میں دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ ان دونوں کے درمیان مداخلت کرنے کا مجھے کوئی حق نہیں تھا۔ ویسے بھی جو دلچسپ بات میں نے سوچی تھی، وہ تکمیل تک پہنچ گئی تھی۔ چنانچہ رات گزارنا کوئی مسئلہ نہیں تھا۔

دوسری صبح میں نے ان دونوں کو زحمت دی اور کمرے میں داخل ہو گیا۔ ڈینی پیٹ کے ہلکے نے غالباً ہلدا گارسن کو بہت کچھ بتا دیا تھا۔ کیونکہ وہ متجسس نظر آ رہی تھی۔ پھر اس نے مجھ سے اس بارے میں بہت سے سوالات بھی کیے اور میں ڈینی کو گھورنے لگا۔

"سوری چیف سوری! درحقیقت میرے پاس اس کے علاوہ اسے دینے کے لیے کچھ نہیں تھا۔"

میں برا سا منہ بنا کر خاموش ہو گیا۔ بہرطور یہاں سے نکل جانے کے بعد یہ لوگ جائیں جہنم میں مجھے اس سے کوئی غرض نہیں تھی۔ مجھے تو بس اس وقت تک محتاط رہنا تھا جب تک بل ٹیرو اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو جائے۔ وہ دن جس انداز میں گزرا وہ میں ہی جانتا تھا۔ لیبوس کی کیفیت پہلے کی مانند تھی۔ وہ بے ہوش تو نہیں ہوا تھا۔ لیکن اس کے انداز میں ہوش مندی کے آثار بھی نہیں تھے۔ بس وہی کھوئی ہوئی سی کیفیت۔ ایک بار بھی اس نے ہماری طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھا تھا۔ میں نے بھی جلد بازی سے کام نہیں لیا۔ ورنہ اگر میں چاہتا تو اس سے ذہنی رابطہ قائم کر سکتا تھا۔ یا پھر اس کے ذہن کو اپنے ذہن کی قوت سے جھٹکے دے کر بیدار کر سکتا تھا۔ لیکن یہ قبل از وقت تھا۔ کیونکہ اس کے بعد ممکن ہے لیبوس کو سنبھالنا مشکل ہوتا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ مجھ پر اعتبار نہ کرتا اور اپنے آپ کو ان ہی لوگوں کا قیدی سمجھتا۔ چنانچہ یہ سب کچھ دوگ سے نکلنے کے بعد کرنا مناسب تھا۔

شام کو تقریباً ساڑھے سات بجے فضاؤں میں گہری کہر اتر گئی۔ بل ٹیرو ہمارے پاس پہنچا۔ اور ہمیں اشارہ کر کے باہر نکل آیا۔ ایک کھلی چھت کی پرانی کیڈلک گاڑی بل ٹیرو کی رہائش گاہ کے عقبی حصے کے باہر کھڑی ہوئی تھی۔ اس نے ڈینی کو چابی دیتے ہوئے کہا "تم جانتے ہو کہ تمہیں کون سے راستے اختیار کرنے ہیں۔ میں نے ان راستوں کو بالکل صاف کر دیا ہے۔ چنانچہ تمہیں ڈرائیونگ میں کوئی دقت نہیں ہوگی۔ میں اپنے دوستوں کو دوگ سے خدا حافظ کہتا ہوں۔ کیونکہ میں یہاں سے آگے نہیں جاؤں گا۔ میں نے اپنے سپرد دوسری ذمہ داریاں لے رکھی ہیں۔ یعنی تم لوگوں کے تحفظ کی ذمہ داریاں اور تم سے دور ہو کر میں تمہارا تحفظ کر سکتا ہوں۔"

ڈینی نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چابی کو خوفزدہ نگاہوں سے دیکھا۔ اور مجھے گھورنے لگا۔ میں نے اسے اسٹیرنگ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ چنانچہ ڈینی نے اسٹیرنگ سنبھال لیا۔ بل ٹیرو نے مجھ سے پرجوش انداز میں مصافحہ کیا۔ ڈینی سے معانقہ کیا۔ اور پھر ڈینی کو ایک پرس دیتے ہوئے بولا "اس میں تمہارے لیے کچھ ہے ڈینی! میں اپنے دوست کو تو یہ پیش کش نہیں کر سکتا لیکن ممکن ہے یہ تھوڑی سی چیز تمہارے کام آ جائے۔"

ڈینی نے وہ تھوڑی سی چیز فوراً اپنے اندرونی لباس میں رکھ لی۔ اسے کرنسی کی اچھی خاصی پہچان تھی۔ بہرطور ہم دونوں بھی اس کے نزدیک ہی بیٹھ گئے، اور کیڈلک اسٹارٹ ہو کر چل پڑی۔ بل ٹیرو نے صحیح کہا تھا کہ ڈینی دوگ سے باہر نکلنے کے صحیح راستے جانتا ہے۔ ایسی خاموش سڑکیں اس نے اپنائیں جہاں لوگوں سے مڈبھیڑ نہ ہوئی اور ہم تھوڑی دیر کے بعد دوگ کی سرحد کو عبور کر رہے تھے۔ دوگ کی سرحد کو عبور کرتے ہوئے ہلدا گارسن نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ اسے یقین نہیں تھا کہ زندگی میں کبھی وہ اس سرحد کو عبور کر سکے گی۔ اور جب کیڈلک دوگ کو بہت پیچھے چھوڑ آئی، تو ہلدا نے آنکھیں کھولیں۔ اور پھر بے اختیار انداز میں چیخ مار کر مجھ سے لپٹ گئی۔

ڈینی نے ڈرائیونگ کرتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

"ہلدا! شاید تم میرے دھوکے میں مسٹر مسٹر ...."

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں نے مسکرا کر ہلدا کو خود سے علیحدہ کر دیا۔ اور آہستہ سے بولا "ڈینی کی موجودگی میں اب تمہارا یہ بے اختیارانہ انداز مناسب نہیں ہے ہلدا!"

"اوہ یہ ڈنر ہے۔ احمق بے وقوف گدھا" ہلدا نے کہا۔

ڈینی نے مسکرا کر مجھے آنکھ ماردی "اس شرط پر بھی اس کی محبت اور اس کی رفاقت قبول کرنے کے لیے تیار ہوں کہ میرے سلسلے میں یہ اپنے الفاظ پر کوئی کنٹرول نہ کرے۔"

ہلدا مسکرانے لگی تھی۔ اس کے چہرے پر بے پناہ خوشیوں اور مسرتوں کی جگمگاہٹ تھی۔ ووگ سے نکل آنے کا یقین ہونے کے بعد اس کی شخصیت ہی بدل رہی تھی۔ پھر ہم اس سڑک پر آگئے، جو ہمیں ہماری منزل تک لیجا سکتی تھی۔

لیبوس نے راستے بھر کوئی ایسی حرکت نہیں کی تھی جو ہم لوگوں کی توجہ کا باعث ہوتی۔ وہ اپنے مخصوص انداز میں پچھلی سیٹ پر گردن جھکائے بیٹھا رہا تھا۔ تاہم میں اس کی طرف سے چوکنا تھا۔ کیونکہ کسی بھی لمحے کوئی ایسی بات ہو سکتی تھی، جو میرے کیے کرائے پر پانی پھیر دے۔ طویل ترین فاصلہ مختلف سڑکوں میں طے ہوا۔ اور ہم لندن میں داخل ہو گئے۔ ڈینی اور ہلدا گارسن کو میں اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا تھا۔ ظاہر ہے یہاں آنے کے بعد میرے لیے پھر وہی حالات پیدا ہو گئے تھے۔ لیبوس کے سلسلے میں میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ مجھے کیا کرنا ہے چنانچہ ایک جگہ میں نے گاڑی رکوائی۔ اور ڈینی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا "بس ڈیئر ڈینی! ہمارا اور تمہارا ساتھ یہیں تک تھا۔ اس کے بعد میں تم سے اور مسز ڈینی۔ میرا مطلب ہے تمہاری ہونے والی بیوی سے اجازت چاہوں گا۔"

"کیوں چیف کیوں! کیا تم کچھ دیر ہمارے ساتھ نہیں رہ سکتے۔؟ میرا مطلب ہے کہ ہماری آخری رسومات میں تو شریک ہو جاؤ" ڈینی اپنے مخصوص انداز میں بولا

"سوری ڈینی! میرے لیے اب یہ ممکن نہیں ہے۔ مجھے اجازت دو۔"

ان لوگوں نے انتہائی شکر گزاری کے جذبات کے ساتھ مجھے اور لیبوس کو رخصت کیا۔ میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ لندن میں اترنے کے بعد لیبوس کو ڈاکٹر مورگر کے پاس لے جاؤں گا لیبوس کو بیہوشی کے انجکشنوں کے اثرات کے بعد صحیح الدماغ ہونا چاہیے۔

صرف ڈاکٹر جے مورگر ہی لیبوس کی ذہنی حالت کا صحیح تجزیہ کر سکتا تھا۔ اور اس کے علاوہ حقیقی بات یہ تھی کہ لندن میں میرا کوئی اور دوست بھی نہیں تھا۔ ڈوئن کا ربو پتہ نہیں کہاں تھی۔ ممکن ہے وہ واشن برگ ہی میں ہو۔ یا ممکن ہے کسی اور چکر میں پڑی ہوئی ہو۔ پہلے لیبوس کے لیے کوئی صحیح جگہ منتخب کرنا ضروری تھا۔ ایک ٹیکسی نے ہمیں ڈاکٹر جے مورگر کے مکان پر اتار دیا۔ اور میں لیبوس کو ساتھ لیے ہوئے اندر داخل ہو گیا۔ مارٹن الیسٹر کا دھڑکا بھی لگا ہوا تھا کہ کہیں لندن میں وہ میری تاک میں نہ ہو۔ حالانکہ اس کے امکانات تو نہیں تھے۔ مارٹن الیسٹر کے فرشتوں کو بھی ابھی تک یہ گمان نہیں تھا کہ میں ووگ پہنچ گیا ہوں اور کیا کارنامہ انجام دے چکا ہوں۔ لیکن اس بات کے امکانات تھے کہ وہ مجھے لندن کی سڑکوں اور گلیوں میں تلاش کر رہا ہو۔ اور کہیں اسی طور میں اس کی نگاہوں میں نہ آجاؤں۔ چنانچہ بے حد محتاط رہا تھا۔ اور ٹیکسی کے سفر کے دوران بھی یہ اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا کہ کہیں میرا تعاقب تو نہیں کیا جا رہا۔ ووگ کی رجسٹرڈ کیڈ لک کو بھی میں نے اسی لیے چھوڑ دیا تھا کہ وہ کسی کی نگاہوں میں نہ آئے۔

ڈاکٹر جے مورگر اس وقت اپنی کوٹھی پر موجود نہیں تھے تو میں نے ہیلن مورگر کے بارے میں پوچھا تو ایک ملازم نے جواب دیا کہ وہ اندر موجود ہے۔ ہیلن مورگر نے مجھے دیکھا تو حیرت سے اچھل پڑی۔ اس نے گرنے سے بچنے کے لیے ایک ستون کا سہارا لیا تھا۔ اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ میں نے مسکراتے ہوئے اسے مخاطب کیا تو وہ تعجب سے بولی "یہ تم ہی ہو۔؟ کیا واقعی یہ تم ہی ہو مسٹر غزالی۔؟"

"کمال کی بات ہے ہر تیسرا شخص مجھ سے یہی سوال کرتا ہے کہ کیا یہ میں ہی ہوں، اب مجھے بتاؤ کہ میں کیا کہوں"

"اوہ! کہاں چلے گئے تھے تم۔؟ بڑے ہی عجیب انسان ہو۔ اتنے عجیب کہ الفاظ میں بیان نہیں کر سکتی۔ دوسروں کا تو تمہیں کوئی احساس ہی نہیں ہے۔ صرف اپنے مقصد سے غرض رکھتے ہو۔ غزالی! میں تم سے ناراض ہوں۔ کیا کہوں؟ کن الفاظ میں کہوں، تم! تم درحقیقت صرف اپنی ذات میں مگن ایک انسان ہو۔ اور شاید دوسرے کسی شخص سے تمہیں دلچسپی نہیں ہے۔۔۔

"بیشک تمہیں بہت سی شکایتیں کرنے کا حق ہے

ہیلن! کیونکہ تم حقائق سے واقف نہیں ہو۔ اور مجھے اس بات پر شرمندگی بھی ہے کہ میں ہر مرتبہ تمہیں ایک نئی کہانی سناتا ہوں۔ لیکن کیا کروں۔ کہانیاں میرا مقدر بن گئی ہیں۔ اتنی کہانیاں میری ذات سے وابستہ ہیں ہیلن کہ تم سنے بیٹھوں تو کتابیں تیار ہو جائیں۔ لیکن یقین کرو کہ ان میں سے کوئی بھی کہانی جھوٹی نہیں ہے۔"

"آؤ آؤ۔ اندر آؤ۔ سوری! میں نے تمہارے ساتھی سے تعارف تو حاصل ہی نہیں کیا۔ یہ شخص۔ یہ شخص۔ اوہ! میرا مطلب ہے یہ صاحب میرے کہیں دیکھے ہوئے ہیں۔ آؤ اندر تو آؤ۔ تم غالباً کوئی لمبا سفر طے کر کے یہاں تک پہنچے ہو۔ تمہارے لباس پر پڑی ہوئی گرد اور دھول سے اٹا ہوا چہرہ اسی کا مظہر ہے۔"

"شکر ہے تم نے مجھ پر توجہ دی۔ اور اپنی شکایتوں کا دفتر بند کر لیا۔ پہلے میں غسل کرنا چاہتا ہوں تاکہ ایک طویل ترین سفر کی تھکان دور ہو۔ باقی رہا میرے ساتھی کا تعارف تو یہ ڈاکٹر جے مورگر کا کیس ہے۔"

پھر کوئی کیس لے آئے۔؟ میں تو سچ مچ عاجز آگئی ہوں۔ تم تو عجیب و غریب چیز ہو۔۔۔ ہیلن نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور اس کے بعد وہ ہمیں اندرونی کمرے میں لے گئی غسل خانے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے کہا "جاؤ غسل کر لو۔ تمہارا لباس وغیرہ نکال دوں۔"

میں نے شکریہ ادا کیا اور غسل خانے میں داخل ہو گیا لیبوس کو میں نے وہیں چھوڑ دیا تھا۔ غسل خانے میں ٹھنڈے پانی کی پھوار کے نیچے ذہن کچھ ہلکا ہوا۔ ہیلن مورگر نے میرا لباس غسل خانے کا دروازہ کھول کر اندر بڑھا دیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں باہر نکل آیا۔

ہیلن مورگر مجھ سے کہنے لگی "میں نے تمہارے ساتھی سے گفتگو کرنے کی کوشش کی تھی۔ بلاشبہ یہ تو مجھے کوئی ذہنی مریض ہی معلوم ہوتا ہے۔ ایک لفظ بھی نہیں نکل سکا اس کی زبان سے۔ لیکن مجھے اس کی صورت دیکھی ہوئی کیوں محسوس ہو رہی ہے۔؟"

"اس لیے کہ ڈاکٹر جے مورگر نے ایک بار ان کا تذکرہ کیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ مسٹر لیبوس ذہنی تجزیے کے لیے ان کے پاس لائے جا چکے ہیں۔"

"ہو سکتا ہے میں نے انہیں وہیں دیکھا ہو۔ بہر طور مسٹر! کیا آپ غسل بھی نہیں کریں گے۔؟"

میں نے سوالیہ نگاہوں سے لیبوس کی طرف دیکھا۔ اور پھر خود اٹھ کر اس کا بازو پکڑ کر اسے باتھ روم میں لے گیا۔ لیکن یہاں آنے کے بعد مجھے احساس ہوا کہ لیبوس شاید اپنے طور پر کچھ بھی کرنے کے قابل نہیں ہے۔ بہر طور مجھے اس پر ترس بھی آرہا تھا۔ میں نے خود ہی اس کا چہرہ وغیرہ دھو ڈالا اور بدن کے کھلے ہوئے حصے صاف کیے۔ اور پھر اسے لیے ہوئے باہر آگیا۔ لیبوس کے لیے میرے پاس کوئی لباس نہیں تھا۔ اس کے لیے بہت سے انتظامات خود ہی کرنے تھے۔

ہیلن مورگر نے مجھ سے کہا۔ "میں کافی کا بندوبست کر دوں یا پھر کھانا پسند کرو گے۔"

فی الحال کافی سے ہی کام چل جائے گا" وہ باہر نکل گئی۔ اور میں نے لیبوس کو ایک آرام دہ صوفے پر بٹھا دیا وہ نیم دراز ہو گیا تھا۔ اور اس نے صوفے پر پاؤں پھیلا لیے تھے۔ تھوڑی دیر میں ہیلن خود ہی کافی کی ٹرالی دھکیلتی ہوئی اندر لے آئی۔ اس پر خشک میوے اور کچھ پھل رکھے ہوئے تھے۔ اس نے ٹرالی ہمارے سامنے سرکا دی اور کافی بنانے لگی۔ میں نے کافی کی پیالی لیبوس کو پیش کی تو اس نے پہلی بار اپنے طور پر دونوں ہاتھ بڑھائے اور کافی کی پیالی میرے ہاتھ سے لے لی۔ پھر میں نے اسے پھل وغیرہ بھی کھلائے۔ اور اس نے کافی پی لی۔ مجھے بیحد خوشی ہوئی وہ اس لیے کہ اس دوران میں لیبوس کی یہ پہلی حرکت تھی جو اس نے خود ہی کی تھی۔

ہیلن مورگر کئی بار اس کا چہرہ دیکھ چکی تھی۔ پھر اس نے مجھ سے کہا "ہاں اب سناؤ۔ ٹرالوں سے کہاں غائب ہو گئے تھے۔؟ وہاں تو خوفناک تباہی پھیلی تھی۔ مجھے تو خدشہ تھا کہ کہیں تم اپنے دشمنوں کا شکار نہ ہو گئے ہو۔ ڈیڈی نے تمہاری تلاش کے لیے بہت کوشش کی۔ بلکہ مجھ پر ناراض بھی ہوئے کہ میں نے تمہیں وہاں کیوں منتقل کر دیا۔ یہاں اپنی رہائش گاہ پر بھی تمہیں لایا جا سکتا تھا۔ پتہ نہیں وہ تم سے کیوں اس قدر متاثر ہو گئے ہیں۔ بار بار تمہارے بارے میں پوچھتے ہیں۔ میں جب انہیں یہ بتاؤں گی تو وہ بہت حیران ہوں گے۔ میرا خیال ہے میں انہیں ٹیلیفون کر دوں۔"

"ابھی نہیں! ویسے ان کی واپسی کس وقت تک ہو گی۔؟"

"سہ پہر کو تقریباً ساڑھے تین بجے وہ واپس آئیں گے۔"

"ٹھیک ہے ہم ان کا انتظار کیے لیتے ہیں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"لیکن مجھے یہ تو بتاؤ کہ وہاں ٹرالردن میں کیا ہوا تھا۔؟ اور اس کے بعد تم اتنے طویل عرصے کے لیے آخر کیوں غائب ہو گئے تھے۔؟"

"کہانی اتنی ہی طویل ہے ہیلن! جتنے طویل عرصے کے لیے میں غائب ہوا تھا۔ لیکن بہتر یہ نہیں ہے کہ تم ابھی اس کہانی کے چکر میں نہ پڑو۔ بس یوں سمجھ لو کہ میرے دشمن وہاں آپہنچے تھے۔ اور انہوں نے اپنے طور پر بہت کوشش کی تھی۔ لیکن میں ان کے ہاتھ سے نکل گیا۔"

"ہوں! خیر تفصیل تم سے بعد میں بھی معلوم کر لی جائے گی۔ مجھے بتاؤ اب میں کیا کروں۔؟"

"میرے لیے کھانے کی تیاری۔"

"وہ تو ہو رہی ہے۔ میں باورچی سے کہہ کر آئی ہوں۔"

"تب مجھے لنچ کے وقت تک آرام کرنے کی اجازت دو۔ کیونکہ میں نے بہت طویل سفر طے کیا ہے۔"

"بے حد چالاک ہو۔ اس وقت بھی مجھے ٹال رہے ہو۔ لیکن دیکھوں گی کہ ایسا کب تک کر دگے۔"

"نہیں ڈیر! یہ بات نہیں ہے۔ بار بار تمہیں میرے سلسلے میں غلط فہمیاں ہوئی ہیں۔ لیکن میرا خیال ہے اس بار تم غلط فہمی کو اپنے دل میں جگہ نہ دو۔"

"اگر یہ تمہاری درخواست ہے تو ٹھیک ہے۔ میں مان لیتی ہوں۔ چلو آرام کرو۔ تم بھی کیا یاد کرو گے۔"

ہیلن چلی گئی۔ میں نے لیبوس کی طرف دیکھا۔ اور اس کے قریب آبیٹھا۔ چند لمحات میں اس کی صورت دیکھتا رہا۔ اور پھر میں نے اس کے ذہن سے اپنا ذہن ملانے کی کوشش شروع کر دی۔ ہمارے درمیان فاصلہ بالکل نہیں تھا۔ میں اپنے ذہن میں لیبوس کی ذہنی قوتوں کو تلاش کرنے لگا۔ اور اس کوشش میں مجھے ناکامی ہوئی۔ لیبوس کا ذہن منتشر تھا۔ خیالات کی غیر مربوط لہریں اس کے ذہن سے منتشر ہو رہی تھیں۔ ان میں کوئی لفظ نہیں تھا۔ بس بگڑے بگڑے سے تاثرات تھے۔ میں نے خوفزدہ انداز میں سوچا کہ کہیں لیبوس کی کیفیت بھی گومین کی مانند نہ ہو گئی ہو۔ بوڑھے گومین کی ذہنی کیفیت بھی بالکل ایسی ہی تھی۔ یا پھر کم از کم مجھے ایسی محسوس ہوئی تھی۔ اگر ایسا ہے تو یہ دوسرا بڑا المیہ ہو گا۔ کیونکہ ہمیں لیبوس کے مل جانے سے بہت سی توقعات وابستہ تھیں۔ کافی دیر تک میں اس سلسلے میں کوشش کرتا رہا۔ لیکن مجھے ناکامی ہوئی۔ میں نے اپنی اس آرام گاہ کا دروازہ بند کر لیا تھا تاکہ کوئی مجھے ذہنی طور پر الجھا نہ سکے۔

اس کے بعد میں نے ڈوشن کاربو سے ذہنی رابطہ قائم کیا۔ اور اس سلسلے میں کافی کوشش کے بعد مجھے کامیابی نصیب ہو گئی۔ ڈوشن کاربو کی آواز میرے ذہن میں ابھر آئی تھی۔

"اوہ عزالی! یہ تم ہو۔؟ میں تمہارے دماغ کی لہروں کو پڑھ سکتی ہوں۔ لیکن تم غالباً بہت فاصلے پر ہو۔ کہاں ہو اس وقت۔؟"

"لندن میں۔"

"کیا تم لندن واپس پہنچ گئے۔؟"

"ہاں ڈوشن کاربو! لیکن تم کہاں ہو۔؟"

"لندن سے تقریباً دو سو کلومیٹر کے فاصلے پر ہل پورٹ نامی ایک قصبے میں۔"

"وہاں کیا کر رہی ہو۔؟"

"بس یوں سمجھ لو کہ کچھ عجیب و غریب حالات مجھے یہاں تک لے آئے ہیں۔ تفصیل تم سے ملاقات کے بعد ہی بتا سکوں گی۔"

"کیا تم ہل پورٹ چھوڑ سکتی ہو۔"

"فوراً! مجھے اس میں اب کوئی دقت نہیں ہے۔ چونکہ یہاں جس مقصد کے تحت آئی تھی، اس کی تکمیل ہو چکی ہے۔"

"کامیابی کی کوئی صورت۔؟"

"نہ ہونے کے برابر۔" ڈوشن کاربو نے جواب دیا۔

"اگر تم کچھ وقت وہاں رکنا چاہتی ہو تو مجھے اعتراض نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ جگہ تمہارے لیے بالکل ہی بے مقصد ہو تو پھر لندن واپس آجاؤ۔ اور یہاں پہنچنے کے بعد مجھ سے رابطہ قائم کرو۔ لیکن خبردار! اس بات کو نظر انداز نہ کرنا کہ مارٹن الیسٹر و ہماری تاک میں ہے۔"

"نہیں! میں اس بات کو کبھی نظر انداز نہیں کروں گی۔ تم بالکل مطمئن رہو۔"

"تو پھر ٹھیک ہے۔ جب تم یہاں لندن پہنچ جاؤ گی تب میں تمہارے ذہنی رابطے کا انتظار کروں گا۔ اس کے بعد تمہیں اپنی کارروائی سے آگاہ کروں گا۔"

"ٹھیک ہے عزالی! اب میں فوراً ہی وہاں واپس پہنچ رہی ہوں۔" ڈوشن کاربو سے ذہنی رابطہ منقطع ہو گیا۔ میں نے دانستہ طور پر اسے یہ نہیں بتایا تھا کہ میں لیبوس کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں

اور بہت سے الجھاوے تھے جن سے مجھے خود ہی نمٹنا تھا۔ ویسے ڈوشن کاربو سے مجھے بڑی تقویت رہتی تھی۔ بہت ہی شاندار شخصیت تھی اس کی۔ اور بڑی اچھی کارکردگی کی مالک تھی۔ ہل پورٹ نامی جگہ یقیناً وہ بے مقصد نہ گئی ہو گی۔

میں لیبوس کی جانب دیکھنے لگا۔ اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ اور اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات نظر آرہے تھے۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ کچھ یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔ میں اسے دیکھتا رہا۔ لیکن بہت زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ ہیلن مورگر نے تھوڑا سا دروازہ کھول کر اندر جھانکا۔ اور میں چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ مجھے جاگتے دیکھ کر وہ میرے پاس آگئی۔

"سوری! یہ دیکھ رہی تھی کہ تم سو تو نہیں گئے۔"

"نہیں! کیا تمہیں آرام کرتے ہوئے دیر ہو گئی۔؟"

"اگر تم مجھ پر طنز کر رہے ہو تو کرتے رہو۔ مجھے کسی بھی طنز کی فکر نہیں ہے۔ میں تمہارے لیے متجسس ہوں۔"

"ارے نہیں نہیں ہیلن ڈیئر! سوال ہی نہیں پیدا ہوتا طنز کا۔ آؤ بیٹھو۔"

"میں تم سے یہ معلوم کرنے آئی تھی کہ کیا تم اس دوران لندن میں نہیں تھے۔؟"

"نہیں۔"

"پھر کہاں چلے گئے تھے۔؟"

"ووگ نامی قصبے کے بارے میں کچھ سنا ہے۔؟"

"ووگ۔ ہاں غالباً۔ لیکن صرف نام کی حد تک۔ مجھے اس کے بارے میں کوئی واقفیت نہیں ہے۔"

"بس تو یوں سمجھ لو کہ میں ووگ گیا تھا۔"

"لیکن کیوں۔؟"

"اسی شخص کو لینے کے لیے جو میرے سامنے موجود ہے۔"

"اوہ! یہ ووگ سے آئے ہیں۔؟"

"ہاں۔"

"لیکن ان کی ذہنی کیفیت کیسے خراب ہو گئی۔؟"

"یہ میں نہیں جانتا۔ یہ تو سب کچھ ڈاکٹر جے مورگر ہی بتا سکتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ میں نے جان بوجھ کر ڈیڈی کو ٹیلیفون نہیں کیا۔ حالانکہ میرا دل چاہ رہا تھا کہ میں انہیں تمہاری آمد کے بارے میں بتا دوں۔ اس دوران وہ بار بار مجھ سے تمہارے بارے میں پوچھ چکے ہیں۔"

"کوئی حرج نہیں! ڈاکٹر جے مورگر کو ان کے وقت پر واپس آنے دو۔ ان سے ملاقات کر لی جائے گی۔" لنچ کی میز پر ہم نے لیبوس کو بھی شریک کیا تھا۔ اور لیبوس خاموشی سے کرسی پر بیٹھ کر پلیٹوں کو گھورتا رہا تھا۔ پھر جب ہیلن مورگر نے خود ہی کچھ چیزیں نکال کر اس کے سامنے رکھیں تو اس نے عجیب سے انداز میں ہم دونوں کا چہرہ دیکھا۔ ہم نے کھانا شروع کر دیا تو لیبوس خود ہی پلیٹ کی جانب متوجہ ہو گیا۔ اس کے کھانے کے انداز میں نفاست اور سلیقہ تھا۔ مجھے مسرت تھی اور اندازہ ہو رہا تھا کہ لیبوس بالکل ہی ذہنی طور پر دیوالیہ نہیں ہوا ہے بلکہ شاید ان لوگوں کی سختیوں نے اس کے سوچنے سمجھنے کی قوتیں عارضی طور پر چھین لی ہیں۔ اور تھوڑے دن کے بعد وہ بحال ہو جائے گا۔ کھانا ختم ہوا۔ اور اس کے بعد ہم بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ لیبوس کو تنہا چھوڑ دیا گیا تھا۔

ٹھیک ساڑھے تین بجے ڈاکٹر جے مورگر کی کار کا ہارن سنائی دیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد وہ اندر داخل ہو گیا۔ ہیلن کے ساتھ مجھے دیکھ کر وہ حیرت سے اچھل پڑا تھا۔ "او مائی گارڈ! تم آ گئے۔ تم آ گئے۔ مسٹر عزالی!"

میں نے آگے بڑھ کر ڈاکٹر جے مورگر سے ہاتھ ملایا۔ اور مسکراتا ہوا بولا۔ "ہاں ڈاکٹر جے مورگر! بعض اوقات تھوڑی سی شناسائی ایسی مصیبتوں کا باعث بن جاتی ہے جو آسانی سے انسان کا پیچھا نہیں چھوڑتیں۔ لیکن کیا کیا جائے۔ مجبوریاں بعض لوگوں کو ایسی ایسی حیثیتیں دے دیتی ہیں کہ انہیں پھر خود اپنے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے شرمندگی ہوتی ہے۔"

"اور میں محسوس کر رہا ہوں کہ تم لفظوں کی فضول خرچی کر رہے ہو۔ ان الفاظ کی کیا ضرورت تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ تم الجھنوں کا شکار ہو۔ مجھے اس دوران تمہارے بارے میں بہت سی باتیں معلوم ہو گئی ہیں۔"

"اگر ایسا ہے تو پھر میرے پاس کہنے کے لیے کچھ بھی باقی نہیں رہا ہے!"

"لیکن تم کب یہاں پہنچے۔؟"

"کافی دیر ہو گئی۔ میں لنچ کر چکا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

"ہیلن! تم انہیں بٹھاؤ۔ میں لباس تبدیل کر کے ابھی آتا ہوں۔" ڈاکٹر بولا اور مجھ سے چند لمحات کی معذرت کر کے وہاں سے چلا گیا۔ ہیلن مجھے لیے ہوئے ڈرائینگ روم میں آگئی۔

ڈاکٹر جے مورگر نے واپسی میں زیادہ دیر نہیں لگائی۔ پھر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ ایک صوفے پر اطمینان سے بیٹھتا ہوا بولا "ہاں اب مجھے بتاؤ تم اتنے دن کہاں غائب رہے۔؟"

"بس ڈاکٹر جے مورگر! میں کیا کہوں۔ آپ کے لیے معتبت تلاش کرنے گیا تھا۔ اور تلاش کر کے لے آیا ہوں۔"

"مطلب۔؟"

"اگر آپ یہاں سے اٹھنا پسند کریں تو ایک شخص سے آپ کی ملاقات کراؤں۔"

"ہاں ہاں کیوں نہیں، چلو۔" ڈاکٹر جے مورگر اٹھ کھڑا ہوا۔ ہیلن بھی ہمارے ساتھ تھی۔ میں جے مورگر کو لیے ہوئے اس کمرے میں آ گیا، جہاں لیبوس موجود تھا۔ لیبوس اس وقت بھی مسہری پر بیٹھا ہوا کسی گہری سوچ میں غرق تھا۔ ڈاکٹر جے مورگر اسے دیکھ کر چونک پڑا۔ ایک بار اور پھر دوسری بار وہ حیرت سے اچھل پڑا۔ "ارے ارے یہ تو وہی شخص ہے۔ وہی شخص۔ میرا مطلب ہے لیبوس۔"

ڈاکٹر جے مورگر کے منہ سے یہ الفاظ سن کر مجھے حیرت ہوئی تھی۔ لیکن مورگر نے میری جانب توجہ نہیں دی۔ وہ لیبوس کے پاس پہنچ گیا۔ "ہیلو!" اس نے لیبوس کو مخاطب کیا۔ لیکن لیبوس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ڈاکٹر جے مورگر خاموشی سے اس کی صورت دیکھتا رہا۔ اور پھر اس نے تشویش زدہ انداز میں گردن ہلائی "ہوں! اس کی کیفیت بتاتی ہے کہ یہ۔ یہ کسی ذہنی تکلیف کا شکار ہے۔ کیوں مسٹر غزالی! تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا لیبوس کو تم صحیح الدماغ کہہ سکتے ہو؟"

"مجھے حیرت ہے ڈاکٹر کہ آپ نے ایک لمحے میں نہ صرف انہیں پہچان لیا۔ بلکہ ان کا نام بھی آپ کو یاد آ گیا۔"

"تھوڑی دیر کے بعد تمہاری حیرت خود بخود رفع ہو جائے گی۔ میں تمہیں ایک ایسی ہی حیرت انگیز خبر سنانے والا ہوں۔"

"کیا ڈاکٹر جے مورگر...؟"

"نہیں! ابھی کچھ نہیں! ابھی مجھے وقت درکار ہے..." جے مورگر نے جواب دیا۔ اور میں خاموشی سے ڈاکٹر کو دیکھتا رہا۔ پھر وہ بولا "اگر تم پسند کرو تو ہم وقت ضائع کیے بغیر اس کا ذہنی جائزہ لے لیتے ہیں۔ کم از کم یہ اندازہ ہو جائے گا کہ یہ کس ذہنی عارضے کا شکار ہے۔"

"ڈاکٹر! اگر آپ پسند کریں تو میری تو خود ہی دلی خواہش ہے۔" میں نے کہا۔ ڈاکٹر جے مورگر کے بارے میں مجھے معلوم تھا کہ اس نے اپنی رہائش گاہ میں بھی ایک چھوٹی سی تجربہ گاہ بنا رکھی ہے۔ چنانچہ میں اس کے ساتھ تجربہ گاہ میں داخل ہو گیا۔ ہیلن نے کہا "میں یوں محسوس کر رہی ہوں کہ اس دوران میری ضرورت نہیں رہی ہے۔ کیونکہ مجھے کوئی مخاطب ہی نہیں کرتا۔"

"نہیں! تم ہمارے ساتھ رہو!" ڈاکٹر جے مورگر مسکرا کر بولا۔ اور ہیلن نے شانے ہلا دیے۔ تجربہ گاہ میں لیبوس کو مختلف مشینوں سے گزارا گیا۔ ڈاکٹر پوری سنجیدگی سے اس کا ذہنی جائزہ لے رہا تھا۔ اور پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ اپنے کام سے فارغ ہو گیا۔ اس نے لیبوس کو اطمینان سے ایک صوفے پر بٹھا دیا تھا۔ اور پھر وہ میری طرف دیکھ کر گہری سانس لے کر بولا "یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اسے شدید اذیتوں میں رکھا گیا ہے اور میرا خیال ہے اس کے ذہن کو معطل کرنے کے لیے بیگارین استعمال کی گئی ہے۔"

"بیگارین۔ یہ کیا چیز ہے ڈاکٹر۔؟" میں نے سوال کیا۔

"ایک دوا ہے، جو انسان کے ذہن کو سلانے کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ لیکن اگر اس کے ضرورت سے زیادہ انجکشن لگا دیے جائیں تو پھر دماغ پر ایک رطوبت سی چڑھ جاتی ہے جو سوچنے سمجھنے کی قوتوں کو عارضی طور پر مفلوج کر دیتی ہے۔ اس انجکشن کے اثرات سے انسان سوتا رہتا ہے۔ اور اس کی ذہنی قوتیں کافی حد تک کمزور پڑ جاتی ہیں۔ مجھے یہ اسی کا شکار معلوم ہوتا ہے۔"

"سو فیصدی ڈاکٹر مورگر سو فیصدی۔" میں نے متاثر لہجے میں کہا۔ ڈاکٹر جے مورگر کی صلاحیتوں پر مجھے پورا پورا اعتماد ہو چکا تھا۔ پھر میں نے سوال کیا "ڈاکٹر! اگر اس مریض کے۔ میرا مطلب ہے کہ اس انجکشن کو استعمال کرانے کے بعد اگر کسی کو ذہنی طور پر طویل عرصے تک سلائے رکھا جائے تو کیا اسے عارضی طور پر جگایا بھی جا سکتا ہے؟"

"ہاں صرف اس کی نیند توڑی جا سکتی ہے۔ لیکن وہ شخص سوچنے سمجھنے کی قوتوں سے محروم ہوتا ہے۔"

"کیا یہ ممکن ہے کہ اس رطوبت کو آسانی سے ختم کیا جا سکے؟"

"آسانی سے تو تم نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ بہر طور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ یہ انجکشن اسے کتنے عرصے استعمال کرائے گئے ہیں تو ان کا توڑ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن وہ بھی آہستہ آہستہ۔ انسا[illegible] نامی ایک انجکشن ایسی نیند کو توڑ دیتا ہے۔ اور اگر انسا[illegible] کا مسلسل استعمال جاری رہے اور اس میں ایک اور دوا[illegible] کر دی جائے تو پھر یہ ذہنی رطوبت خود بخود خشک ہو جاتی ہے اور انسان کی ذہنی قوتیں واپس آ جاتی ہیں۔"

"ڈاکٹر! کیا سلانے والا انجکشن کسی شدید خطرے کا باعث بن سکتا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ کیا اس کا مریض ذہنی طور پر

قطعی معطل بھی ہو سکتا ہے۔؟"

"نہیں! اس کے امکانات نہیں ہوتے۔" ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"تو ڈاکٹر میں آپ کو وہ عرصہ بتا سکتا ہوں جس عرصے میں اسے وہ انجکشن مسلسل لگائے جاتے رہے ہیں۔"

"گڈ ویری گڈ۔ کتنا عرصہ ہوا ہے۔؟"

"تقریباً تین ماہ۔"

"تب پھر کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے۔ تین ماہ کا عرصہ کچھ بھی نہیں۔ میرا خیال ہے چھ یا سات دن کے اندر اندر اس شخص کی تمام ذہنی قوتیں واپس آ جائیں گی۔ اور یہ ایک نارمل آدمی ہو گا۔"

"تو پھر ڈاکٹر! یہ نیا کیس آپ کے سپرد۔"

"بالکل بھئی بالکل! ظاہر ہے میں اسے چھوڑنا کب پسند کروں گا۔"

"اب تو میں اس کا حقدار ہوں ڈاکٹر کہ آپ مجھے اپنے اس سنسنی خیز انکشاف سے آگاہ کریں، جس کا ذکر کر کے آپ نے مجھے ذہنی الجھن میں ڈال دیا ہے۔"

"ہاں! ہر چند کہ یہ ایک ایسی بات ہے، جس کے لیے مجھے شدت سے تاکید کر دی گئی ہے کہ میں اپنی زبان سے نہ نکالوں۔ لیکن اس تاکید کے لیے تمہاری شرط نہیں لگائی گئی۔"

"مطلب۔؟"

"جس شخص نے مجھ سے یہ کہا ہے کہ میں اس کے راز کو راز رکھوں، اس نے یہ بھی کہا ہے کہ اسے گازالی کی تلاش ہے۔"

"کیا۔؟" میں شدت حیرت سے اچھل پڑا۔

"ہاں! وہ تمہارا نام اسی انداز میں لیتا ہے۔ اور تم سمجھ گئے کہ وہ کون ہو سکتا ہے۔"

"ڈاکٹر! ڈاکٹر پلیز!" میں شدت جذبات سے سرخ ہو گیا تھا۔ گازالی مجھے ایک ہی شخص کہہ سکتا تھا لندن میں۔ اور اس کا نام میں اچھی طرح جانتا تھا۔ وہ سمبو تورا تھا۔ ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے گردن ہلائی۔ "ہاں بھئی! میں سمبو تورا ہی کی بات کر رہا ہوں۔ یا پھر دوسرے الفاظ میں وائلڈ مین۔" ڈاکٹر نے کہا۔

"اوہ ڈاکٹر! کیا۔ کیا سمبو تورا سے آپ کی ملاقات ہوئی تھی۔ کیا وہ یہاں لندن میں موجود ہے؟ کیا آپ کو اس کے بارے میں معلوم ہے ڈاکٹر۔؟"

"اگر تم اس وقت مجھ سے اس بارے میں سوال کرو تو میں تم سے یہ کہوں گا کہ میں قطعی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے۔ اگر تم اس سے میری ملاقات کی بات کرتے ہو تو اس کا میں اعتراف کرتا ہوں کہ ہاں وہ مجھ سے اس دوران کئی بار مل چکا ہے۔ اور اس نے اپنے مریض کو میرے کلینک میں داخل کرا دیا ہے۔"

"اپنے مریض۔؟ یعنی گومین۔"

"ہاں! فی الحال میں تمہاری غیر موجودگی میں اسے سمبو تورا ہی کا مریض کہہ سکتا ہوں۔ کیونکہ اس کے لیے مجھے سمبو تورا نے کافی بڑی رقم کی پیش کش کی ہے۔ بلکہ ادائیگی بھی کر دی ہے۔"

"گویا وائلڈ مین۔ میرا مطلب ہے سمبو تورا آپ سے مل چکا ہے۔ اور اس نے گومین کو آپ کے کلینک میں داخل کرا دیا ہے۔ گومین وہی ہے ڈاکٹر جس کا میں نے آپ سے ذہنی معائنہ کرایا تھا۔؟"

"ہاں ہاں! اتنی تفصیل میں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ ایسی باتیں آسانی سے بھول نہیں جاتیں۔"

"اوہ ڈاکٹر! واقعی آپ کا انکشاف بے حد سنسنی خیز ہے۔ اور آپ تصور نہیں کر سکتے کہ اس انکشاف سے مجھے کتنی مسرت ہوئی ہے۔ میرے تو تصور میں بھی نہیں تھا کہ سمبو تورا اس طرح آپ کے پاس پہنچ جائے گا۔"

"ہاں، ایک رات تقریباً ساڑھے تین بجے اس نے مجھے ٹیلیفون کیا اور کہا کہ وہ میرے کلینک کے قریب موجود ہے کیونکہ میری رہائش گاہ اس کے ذہن سے نکل گئی ہے۔ اسے میری شدید ضرورت ہے۔"

"اس نے اپنا تعارف کرایا تو میں دلچسپی لیے بغیر نہیں رہ سکا۔ رات کو کلینک پہنچ کر میں اسے اپنی رہائش گاہ پر ہی لے آیا، تب اس نے مجھے تفصیل بتاتے ہوئے کہا کہ وہ دشمنوں میں گھرا ہوا ہے اور نہ جانے کہاں کہاں چھپتا پھرا ہے۔ اسے میری مدد کی ضرورت ہے۔ گومین اس کے ساتھ تھا۔ دوسری صبح میں نے گومین کو کلینک میں داخل کر لیا اور اس کا حلیہ تبدیل کر دیا تاکہ وہ لوگ جو سمبو تورا کی تاک میں لگے ہوئے ہیں کم از کم گومین تک نہ پہنچ سکیں۔"

"سمبو تورا نے کہا کہ وہ میرے اوپر بار نہیں بنے گا بلکہ کوشش کرے گا کہ میرے کلینک سے اور مجھ سے دور رہے۔ تاکہ اس کے دشمنوں کی توجہ کلینک کی جانب نہ ہو سکے۔ اس نے مجھ سے درخواست کی کہ گومین کا میں علاج کر دوں۔ اور میں نے اس کی درخواست پر اس کا علاج شروع کر دیا۔"

"بے شک ڈاکٹر جے مورگر آپ نے لندن میں ہمارے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لئے جو کچھ کیا ہے اس کا ہم شکریہ نہیں ادا کر سکتے۔"

"جو کام نہ کر سکو اس کا تذکرہ ہی بے مقصد ہوتا ہے۔"

"لیکن ڈاکٹر اب لیبوس بھی آپ کی توجہ کا مرکز ہے۔"

"میرا کام یہی ہے مسٹر غزالی، بھلا اس میں الجھنے کی کیا ضرورت ہے۔۔"

"باقی معاملات کے لئے میں آپ سے کچھ نہیں کہوں گا۔ ڈاکٹر لیبوس کو میرا خیال ہے گومین کے مقابلے میں آسانی حاصل ہے۔ اور اب اس کے علاج میں بہت زیادہ دقت نہیں ہو گی۔۔

"گومین واقعی الجھا ہوا کیس ہے کسی خاص ذریعے سے اس کے ذہنی خلیوں کو الٹ پلٹ کر دیا گیا ہے۔ اور مجھے تعجب ہے کہ ایسا کس طرح کیا گیا۔ دماغ کے کسی حصے میں کوئی شدید چوٹ لگتی ہے تو وہ حصہ متاثر ہو جاتا ہے۔ باقی دماغ اپنی جگہ رہتا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ متاثر شدہ حصے کی وجہ سے پورا دماغ معطل ہو جاتا ہے۔ لیکن گومین کے دماغ کے ہر خلیے کو چھیڑا گیا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اسے کسی چیئر پر بٹھانے کے بعد اس کے سر کو ایسی کسی مشین سے ٹیک کیا گیا ہے جو بہت تیزی سے متحرک ہوتی ہو۔ اور اس قوت سے ٹیک کیا گیا ہے کہ وہ بالکل ہی منتشر ہو کر رہ گیا۔ اس کے ان خلیوں کے حصے ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے ہیں اگر ہم اسے دوبارہ ٹیک کر کے ان کی جگہ واپس لانے کی کوشش کریں تو اس میں شدید خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔ وہ ذہنی طور پہ بالکل مر بھی سکتا ہے۔ اور ہماری ضرورت بھی پوری نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ آہستہ آہستہ ایک عمل کے تحت میں اس کے خلیوں کو واپس ان کی جگہ لانے کی کارروائی کر رہا ہوں اور اس میں کافی وقت صرف ہو جائے گا۔ لیکن مجھے امید ہے کہ میں ان خلیوں کو ان کی جگہ جمانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ اس کے لئے مجھے کافی شدید محنت کرنی پڑے گی۔ میں اس کے دماغ کے ہر حصے کی متعدد تصاویر بناؤں گا کیونکہ مجھے ذرا ذرا سی چیز پر نگاہ رکھنی ہے۔ ان تصویروں کی مدد سے مجھے انتشار دماغ کا پتا چل جائے گا۔ اور پھر میں خلیے کو اس کی اصل جگہ بٹھانے کی کوشش کروں گا۔ دراصل مسٹر غزالی یہ سب بہت مختلف قسم کی باتیں ہیں۔ لیکن میں آپ کو بتانے کے لئے مجبور ہوں۔ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ میرے سامنے جو انسانی دماغ ہیں...... اُن کی ساخت ان انسانی دماغوں کی ساخت سے مختلف ہے۔ اور اس اصل ساخت کو سمجھنے کا موقع مجھے ذرا مشکل ہی سے ملے گا۔ لیکن آپ نے ایک بہت بڑی مشکل حل کر دی ہے۔ میں دراصل لیبوس کی دماغی تصاویر بھی حاصل کروں گا تاکہ گومین کے دماغ کو پڑھنے کا موقع مل سکے۔ میں نے آپ سے پہلے بھی کہا تھا کہ مجھے ان دونوں کی دماغی ساخت یکساں لگتی ہے۔۔۔

"گڈ ویری گڈ ڈاکٹر۔ میں ڈاکٹر تو نہیں ہوں لیکن آپ نے جن آسان الفاظ میں یہ تفصیلات مجھے بتائی ہیں ان سے میں سمجھ سکتا ہوں کہ آپ کو کیا کیا مشکلات درپیش ہو سکتی ہیں۔ بہرحال یہ عظیم ذمہ داری آپ کو پوری کرنی ہے ڈاکٹر اور یہ بھی حقیقت ہے کہ میرا اور سمبو تورا کا آپ کے نزدیک نظر آنا خطرناک ہو سکتا ہے میں چاہتا ہوں کہ کسی کو ذرہ برابر شبہ نہ ہو کہ میرا آپ سے کوئی رابطہ ہے۔۔"

"ہاں، یہ دوسرا مرحلہ تمہارا ہے اور اگر تم مجھے اطمینان سے کام کرنے کا موقع دو گے تو مجھے بہتر طور آسانیاں ہوں گی۔"

میں نے پُرخیال انداز میں گردن ہلا دی۔ ہیلن مورگر کو اس کے خلوص کا جواب دینے کے لئے وقت درکار تھا۔ میں نے دل میں فیصلہ کیا کہ اس سے بہتر طور گفتگو کر لوں گا۔ اور اسے مطمئن کرنے کی کوشش کروں گا۔ ڈاکٹر جے مورگر سے تمام تفصیلات طے ہو گئیں اور اس کے بعد مجھے آزادی مل گئی۔ کچھ وقت ہیلن مورگر کے ساتھ گزارا۔ ڈاکٹر لیبوس پر معروف ہو گیا تھا۔ ہم نے اسے ڈسٹرب نہ کیا۔ ہیلن مورگر کو مختصر احالات بتا کر میں نے اس کے لئے تیار کر لیا کہ ابھی وہ مجھے اپنے ساتھ رہنے کے لئے نہ کہے۔ ورنہ ڈاکٹر مورگر کو مشکلات پیش آ سکتی ہیں۔ لڑکی نے مجھ سے تعاون کا وعدہ کیا تھا البتہ وہ ڈوئن کاربو سے رقابت محسوس کرتی تھی چنانچہ میں نے خاص طور سے اس سے ڈوئن کاربو کا تذکرہ نہیں کیا تھا۔

رات کو جب مجھے تنہائی نصیب ہوئی تو میں نے سمبو تورا سے ذہنی رابطہ قائم کرنے کی کوشش شروع کر دی اور سمبو تورا کی آواز اپنے ذہن میں محسوس کر کے میں اچھل پڑا۔ دوسری طرف سمبو تورا کی کیفیت بھی مجھ سے مختلف نہیں تھی "گازالی اوہ ڈیئر گازالی۔ یہ تم ہی ہو۔؟"

"ہاں سمبو تورا۔ کہاں ہو اس وقت۔؟"

"میں لندن ہی میں ہوں۔ گازالی، تم کہاں ہو۔!"

"میں بھی لندن ہی ہوں اور ڈاکٹر جے مورگر کے گھر میں مقیم ہوں۔"

"اوہ، لیکن میں تو تم سے ذہنی رابطہ قائم کرنے میں ناکام رہا تھا۔"

"اور میں بھی مسلسل ناکام تھا۔" میں نے جواب دیا۔ "کیا اس وقت بھی تم ڈاکٹر جے مورگر کے گھر سے ہی بول رہے ہو۔"

"ہاں۔"

"کیا میں تمہارے پاس آ سکتا ہوں۔؟"

"انتہائی احتیاط کے ساتھ سمبو تورا۔ ویسے تمہارے تعاقب میں کوئی ہے تو نہیں؟ میرا مقصد ہے کہ کوئی تمہاری نگرانی تو نہیں کر رہا۔؟"

"نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے خود کو پوشیدہ کر لیا ہے۔"

"تو پھر بہتر ہے کہ تم براہ راست میرے پاس چلے آؤ، ڈاکٹر جے مورگر کے مکان کے بغلی حصے کا احاطہ بہت زیادہ بلند نہیں ہے میں وہیں تمہارا انتظار کروں گا۔"

"ٹھیک ہے۔ مجھے آنے میں دس پندرہ منٹ لگیں گے۔" سمبو تورا نے کہا اور ہمارے درمیان ذہنی رابطہ منقطع ہو گیا۔

چند لمحات انتظار کرتا رہا۔ اس کے بعد کمرے کی بتی بجھائی۔ باہر نکل کر ماحول دیکھا، چاروں طرف خاموشی اور سناٹے کا راج تھا۔ ہیلن اپنی خواب گاہ میں سو رہی تھی اور ڈاکٹر جے مورگر اپنی خواب گاہ میں، چنانچہ میں بڑی احتیاط سے چلتا ہوا احاطے کے نزدیک پہنچ گیا اور سمبو تورا۔۔۔۔ کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد سمبو تورا احاطے کی دیوار کو کود کر اندر آ گیا۔ مجھے دیکھ کر وہ ایک لمحے کے لئے ساکت رہ گیا اور پھر اس نے گہری سانس لے کر کہا۔ "ہماری زندگی عجیب مسائل کا شکار ہے بعض اوقات تو مجھے افسوس ہوتا ہے گازالی کہ تمہیں بھی ہم نے کس الجھن میں پھنسا لیا حالانکہ میں بارہا تم سے اس کا تذکرہ بھی کر چکا ہوں اور تم نے مجھے ہر بار منع کر دیا ہے کہ میں تم سے یہ باتیں نہ کروں لیکن جب بھی احساس ہوتا ہے مجھے بڑی شرمندگی ہوتی ہے۔"

"اور کوئی رسمی گفتگو سمبو تورا۔؟" میں نے سوال کیا۔

"نہیں پلیز نہیں، کیا ہم کہیں بیٹھ کر باتیں نہیں کر سکتے۔؟"

"کیوں نہیں! آؤ۔" میں نے کہا اور سمبو تورا کو لئے ہوئے اپنے کمرے میں آ گیا۔ کمرے میں پہنچنے کے بعد میں نے مدھم روشنی جلائی اور سمبو تورا کو ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ گہری نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔

"ویسے تو سلسلہ گفتگو وہیں سے شروع ہونا چاہیے سمبو تورا جہاں سے ہمارے تمہارے درمیان دوری ہوئی تھی لیکن طویل گفتگو کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ تم یہ بتاؤ کہ تم کن حالات میں وہاں سے فرار ہوئے تھے۔۔"

"مارٹن الیسٹرو کے بارے میں تو تمہیں معلوم ہو ہی چکا ہے۔ وہ شخص بے حد شاطر اور خطرناک ہے۔ پورے لندن میں اس کے خطرناک غنڈے پھیلے ہوئے ہیں اور وہ زیر زمین دنیا کا شہنشاہ کہلاتا ہے۔ کمبخت نے اپنے جال جگہ جگہ پھیلا رکھے ہیں۔ ہوسٹل میں اس کے آدمیوں نے مجھ تک پہنچنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن بروقت مجھے اندازہ ہو گیا اور میں گومین کو لے کر وہاں سے نکل گیا۔ تمہارے لیے میں اطلاع چھوڑ گیا تھا۔ بہر طور اس کے بعد یوں سمجھ لو کہ لندن کے نواحات میں مجھے بالکل ہی پوشیدہ رہنا پڑا۔ بڑی تفصیلی کہانی ہے۔ وہ لوگ میرے تعاقب میں تھے ان کے پاس کچھ ایسے ذرائع ضرور ہیں جن سے وہ ہماری سمتوں کا اندازہ لگا لیتے ہیں۔ میں اس سلسلے میں ڈاکٹر ویلبی کے فارمولے کے بارے میں سوچتا رہا۔ ڈاکٹر ویلبی نے کسی نہ کسی طرح ہمارے ذہنوں تک پہنچ حاصل کر لی تھی وہ نہ صرف ہمارے ذہنوں کو سلا سکتا تھا بلکہ ہمارے ذہنوں کے رابطے، اس کے علم میں آ جاتے تھے۔ ایسا ہی کوئی سلسلہ مارٹن الیسٹرو کے پاس بھی ہے اور وہ ہماری کھوج میں رہتا ہے۔ میں نے اس دوران بڑی کوششیں کی ہیں اور اپنے آپ کو چھپایا ہے۔ میں کسی بھی لمحے اپنے ذہن کو استعمال کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کیونکہ میں نے اندازہ لگایا تھا کہ ہمارے ذہنی رابطوں پر وہ ہم تک پہنچنے کی صلاحیتیں رکھتے ہیں۔"

"شاید یہی وجہ تھی سمبو تورا کو میری بار بار کی کوشش مجھے تم تک نہ پہنچا سکیں۔"

"ہاں یقیناً۔ میں بھی دل میں یہ سوچتا تھا کہ کہیں ان کوششوں سے تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔ چنانچہ میں نے کبھی جوابی رابطہ نہیں کیا حالانکہ بارہا میرے ذہن تک ایسی لہریں پہنچی تھیں جو اس بات کا انکشاف کرتی تھیں کہ کوئی مجھ سے گفتگو کرنا چاہتا ہے۔ لیکن میں محتاط رہا۔ طویل عرصے تک میں نے لندن اور اس کے نواح میں پناہ لی اور جب مجھے احساس ہوا کہ میں وقتی طور پر مارٹن الیسٹرو کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہو گیا ہوں تو میں نے سب سے پہلا کام یہی کیا کہ گومین کو لے کر ڈاکٹر جے مورگر کے پاس پہنچ گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ڈاکٹر جے مورگر بھی ویسے ایک شریف انسان ہے۔ لیکن میں جانتا تھا مسٹر گازالی کہ تمہاری اس دنیا میں لوگوں کو ہمدردی اور محبتوں کے راستے کی جانب مائل کرنا سب سے مشکل کام ہے۔ ڈاکٹر جے مورگر کی شرافت کا مجھے یقین تھا لیکن اس کے باوجود۔ اس کے باوجود۔؟"

"ہاں، اس کے باوجود، کیا سمبو تورا۔؟"

"میں نے اسے ذہنی کنٹرول میں کیا اور اس کے ذہن کو حکم دیا کہ جو کچھ میں کہوں اسے مان لے چنانچہ ڈاکٹر جے مورگر میرے ٹرانس میں ہے۔ یہ ٹرانس میں نے اسے بہت ہی احتیاط سے دیا تاکہ وہ اپنی ذہنی قوتوں کو بھی زائل نہ کر پائے اور صرف ہلکے سے اثرات میرے اس پر طاری رہیں، اس کی شرافت اس کے خلوص اور تھوڑے سے دباؤ نے میرا کام کر دیا۔ اور گومین اس کے کلینک میں داخل ہے۔ یقیناً تمہیں اس کے بارے میں معلومات حاصل ہو چکی ہوں گی۔"

"ہاں سمبو تورا! تمہاری کہانی سے زیادہ عجیب میری کہانی ہے لیکن میں بھی تمہیں مختصراً بتاؤں گا۔ تمہیں ہوٹل میں نہ پاکر کے بعد مجھے جن مشکلات سے گزرنا ہوگا اس کا اندازہ تم بخوبی کر سکتے ہو۔ انتہائی پریشان ہو گیا تھا۔ لندن میں تنہا تھا۔ بے چارے ڈاکٹر جے مورگر اور اس کی بیٹی ہیلن مورگر نے میرے ساتھ بہت ہی اچھا سلوک کیا اور پھر اس جگہ جہاں مجھے مشکلات درپیش تھیں انھوں نے میری مدد کی اس دوران میری ملاقات ڈوئن کاربو سے ہو گئی۔"

"کس سے۔؟" سمبو تورا چونک پڑا۔"

"ڈوئن کاربو۔ اس نے اپنا نام یہی بتایا تھا۔"

"اوہ، وہ سامون ہے۔ وہ سامون ہے۔"

"ہاں" میں نے مختصراً سمبو تورا کو ڈوئن کاربو کی یہاں موجودگی کی تفصیل بتائی اور اس سے ملاقات کی کہانی بھی اسے سنائی۔ سمبو تورا بے حد دلچسپی سے یہ تمام تفصیلات سن رہا تھا۔

میں نے کہا۔ "ڈوئن کاربو مجھ سے حقیقت جاننے کے بعد میری ساتھی بن گئی اور میں اس کے فلیٹ پر پہنچ گیا اس کے بعد ہم نے تمہاری جس قدر تلاش ممکن تھی کی۔ لیکن تمہیں نہ پاکر اپنے آپ ہی کام کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ ہمیں علم ہو چکا تھا کہ مارٹن الیسٹرو نے لیبوس کو کہیں پوشیدہ کر رکھا ہے کیونکہ لیبوس سے ہمارا ذہنی رابطہ نہیں قائم ہو سکا تھا۔ ہم اس کی کھوج میں لگ گئے۔ ڈوئن کاربو نے بھی اپنے طور پر کارروائیاں شروع کر دیں لیکن بہر طور ہماری کارروائیاں ابتدا میں ناکام رہیں۔

پھر ہمیں مختلف ذرائع سے گزرنے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ لیبوس ووگ نامی ایک قصبے میں ہے اور ایک شخص بل شیرو کا قیدی ہے۔ بل شیرو مارٹن الیسٹرو کا دست راست تھا۔ میں ووگ چلا گیا۔ ووگ جانے کے بعد مجھے بہت سی دلچسپ کہانیوں سے گزرنا پڑا۔ لیکن بہر طور میں لیبوس کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔"

"گڈ ویری گڈ" سمبو تورا نے کہا "گویا لیبوس بھی اب تمہارے پاس ہے۔"

"ہاں میرے پاس ہی نہیں بلکہ اسی عمارت میں ہے۔ لیکن لیبوس کو وہاں ذہنی طور پر معطل کر کے رکھا گیا تھا میں نے سمبو تورا ۔۔۔ کو بھی اس سلسلے میں تفصیلات بتائیں اور وہ تشویش کا شکار ہو گیا۔

"ڈاکٹر کا کیا کہنا ہے؟ کیا لیبوس کو کوئی ذہنی صدمہ تو نہیں پہنچا۔؟"

"میرا خیال ہے نہیں۔ بہت جلد لیبوس اپنی اصل حیثیت میں واپس آ جائے گا۔"

"گازالی، میں ایک بار پھر یہی کہوں گا کہ تمہارا انتخاب ہماری خوش بختی کی علامت ہے۔"

"گومین کو ڈاکٹر کے کلینک میں داخل کرنے کے بعد کیا تم نے اس کے تحفظ کا بندوبست بھی کیا ہے سمبو تورا۔؟"

"میں بھلا کیا کر سکتا تھا۔ سوائے اس کے کہ میں نے ڈاکٹر کو مستقل ہدایات دے رکھی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی میں ڈاکٹر کے کلینک میں خود بھی موجود رہتا ہوں۔ لیکن ایک معمولی سے وارڈ بوائے کی حیثیت سے جس کا علم خود ڈاکٹر کو بھی نہیں ہے میں نے وارڈ بوائے کو اپنے ٹرانس میں لا کر اس بات پر مجبور کر دیا ہے کہ وہ اپنی ڈیوٹی مجھے سونپ دے۔"

"اوہ، کمال ہے سمبو تورا، تم میری تعریفیں کرتے ہو میں کہتا ہوں کہ جہاں کہیں ذہنی قوتوں کے استعمال کا موقع آیا تم نے وہاں حیرت انگیز ثبوت دیے ہیں۔"

"میں تو ضرورت مند ہوں گازالی۔ میں تو ضرورت مند ہوں" سمبو تورا نے تھکے تھکے سے انداز میں کہا۔

"بہر طور تم نے اپنا کوئی مستقل ٹھکانا بنایا ہے۔؟"

"نہیں ابھی تک نہیں۔ میں بھٹکتا رہتا ہوں فی الحال اس چھوٹے سے فلیٹ میں رہتا ہوں جو وارڈ بوائے کا ہے۔"

"بہر طور تم نے بڑا اچھا فیصلہ کیا ہے سمبو تورا، اس طرح تم گومین پر نگاہ رکھ سکتے ہو گے۔"

"ہاں اس کی حفاظت تو کرنی ہی پڑتی ہے۔ لیکن ڈوئن

کاربو کہاں ہے۔؟"

"کچھ عرصے قبل وہ وائن برگ میں تھی اور اب ہل پورٹ نامی ایک جگہ پر ہے۔ ممکن ہے آج ہی رات یا کل دن کے کسی حصے میں وہ یہاں پہنچ جائے۔"

"آہ، میں خود بھی تو ہل پورٹ رہ چکا ہوں۔ لیکن میں نے ڈوئن کاربو سے ذہنی رابطہ قائم کرنے کی کوشش نہیں کی ورنہ شاید میری اس سے وہیں ملاقات ہو جاتی۔"

"وہ کب واپس آئے گی۔؟ ویسے کیا اس نے تمہاری کچھ مدد کی ہے۔؟"

"ہاں وہ مسلسل اس مسئلے میں میری دست راست رہی ہے اور ہم مارٹن الیسٹرو سے مقابلہ کرتے رہے ہیں۔ مارٹن الیسٹرو بے حد خطرناک آدمی ہے۔ اس کے یہاں بہت زیادہ تعلقات ہیں جن کی بنیاد پر اس کی پہنچ ہر جگہ ہو سکتی ہے۔"

"ہاں یقیناً، ویسے کیا تمہیں اس بات کا علم ہے کہ اس کا ایک ہاتھ اسٹیل کا بنا ہوا ہے اور اس ہاتھ سے وہ"

"ہاں۔ میری اس سے ایک جنگ ہو چکی ہے سمبو تورا۔"

"اور یقیناً اس جنگ میں تم نے اسے شکست دی ہو گی" سمبو تورا نے پُر اعتماد لہجے میں کہا۔ میں مسکرا کر رہ گیا تھا۔ جس انداز میں میں نے اسے شکست دی تھی وہ مجھے آج بھی اچھی طرح یاد تھا۔ میں نے سمبو تورا سے کہا۔ "اب اگر تم چاہو تو اس وقت تک میرے ساتھ قیام کرو جب تک کہ ہمارا رابطہ ڈوئن کاربو سے نہیں ہو جاتا۔ ڈوئن کاربو بھی مل جائے۔ اس کے بعد ہم تینوں آئندہ کے پروگرام پر غور کریں گے۔"

"ٹھیک ہے ڈاکٹر جے مورگر کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔؟" سمبو تورا نے سوال کیا۔

"تم اس کے سارے اعتراضات ختم کر سکتے ہو۔" میں نے سمبو تورا سے کہا اور وہ بھی مسکرانے لگا۔

ساری ہی رات ہم لوگ اپنے بارے میں گفتگو کرتے رہے تھے۔ میں نے سمبو تورا کو کچھ اور تفصیلات بتائی تھیں لیکن اس سے زیادہ میں نے اس سے کچھ نہیں پوچھا تھا۔

صبح کو ڈاکٹر جے مورگر سمبو تورا کو میرے پاس دیکھ کر حیران رہ گیا لیکن اس نے کچھ نہیں کہا تھا۔ ہیلن مورگر بھی تھی جس نے مسکراتے ہوئے سمبو تورا کا استقبال کیا تھا اور تعجب بھرے انداز میں بولی تھی۔ "مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے کوئی خلائی مخلوق کسی اور سیارے سے اتر کر زمین پر آ گئی ہے اور اس کے کچھ افراد میرے سامنے ہیں۔ آپ لوگ واقعی میرے لیے ناقابل فہم ہیں تاہم میری ڈیڈی سے بھی اس سلسلے میں بات چیت ہوئی ہے۔ ڈیڈی چاہتے ہیں کہ میں آپ لوگوں کے ساتھ مکمل تعاون کروں۔ اور آپ کو صیغۂ راز میں رکھوں۔ آپ لوگ بالکل مطمئن رہیں جب تک آپ لوگ یہاں ہیں ہمارے مہمان ہیں۔ اور اب میں کوشش کروں گا کہ آپ کو کوئی تکلیف نہ ہو ویسے مسٹر سمبو تورا آپ ہمارے ساتھ کیوں نہیں رہتے اگر آپ چاہیں تو یہ عمارت بہت بڑی ہے آپ کے لئے بھی بندوبست ہو سکتا ہے۔"

"بہت بہت شکریہ بے بی، میں پہلے ہی تم لوگوں کے احسانات تلے دبا ہوا ہوں۔ مزید بوجھ تم پر نہیں ڈالنا چاہتا۔"

ہیلن مورگر خاموش ہو گئی تھی۔ ڈاکٹر جے مورگر سے مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔ میں نے ڈاکٹر جے مورگر سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں گومین کو دیکھنا چاہتا ہوں تو اس نے کہا کہ دن کو ساڑھے گیارہ بجے میں ایک مریض کی حیثیت سے اس کے کلینک آ سکتا ہوں۔ وہاں وہ گومین کو مجھے دکھانے کا بندوبست کر دے گا۔ لیکن سمبو تورا کا وہاں آنا ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ دو آدمیوں کا یکجا ہو جانا خطرناک ہو سکتا ہے۔ ہم نے ڈاکٹر جے مورگر سے اتفاق کیا تھا۔

وقت مقررہ پر میں ڈاکٹر جے مورگر کے کلینک پر پہنچ گیا۔ اس کے پاس میرا باقاعدہ اپائنٹ منٹ تھا۔ ڈاکٹر جے مورگر نے مجھ سے ملاقات کی اور مجھے ساتھ لیے ہوئے وارڈ میں داخل ہو گیا۔ اس کے وارڈ میں کئی مریض تھے اور انہی کے درمیان گومین بھی موجود تھا۔ میں اس کی صورت دیکھ کر ششدر رہ گیا تھا۔ گومین کا چہرہ داڑھی مونچھوں سے پاک تھا اس کے بال مقامی طرز پر ترشے ہوئے تھے اور وہ سو فیصدی ایک مقامی شخص معلوم ہو رہا تھا۔ لیکن اس کے

منشی پریم چند
بیوہ -/20
شُعلہ حُسن -/20
بازارِ حُسن -/50
علی میاں پبلیکیشنز - اُردو بازار لاہور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چہرے پر ایک عجیب سا وقار نظر آ رہا تھا۔ آنکھیں بند تھیں اور اس کے سر پر ایک مشین لگی ہوئی تھی جس کے اوپر سبز رنگ کے ہندسے تبدیل ہو رہے تھے۔ ڈاکٹر نے مجھے گومین کی صورت دکھاتے ہوئے کہا۔

"اس کے علاوہ تو تم کچھ اور نہیں چاہتے تھے مسٹر غزالی"

"نہیں ڈاکٹر، آپ جو کچھ کر رہے ہیں میں اسے محسوس کر رہا ہوں"۔ میں نے جواب دیا۔

"بس تو تمہیں اطمینان رکھنا چاہیے کہ میں اپنا کام بخیر و خوبی انجام دوں گا۔ اسے میں نے ایک مریض کی حیثیت سے یہاں داخل کیا ہے اور اس کا باقاعدہ ایک فائل تیار کیا گیا ہے اس فائل میں اس کے لندن کے شہری ہونے کے کاغذات بھی موجود ہیں اور اس کی رہائش گاہ کا پتا بھی۔ یعنی اگر کوئی شخص اپنے ذرائع سے کام لے کر اس کی شناخت کرانے کی کوشش کرے تو اس سلسلے میں مکمل طور پر مایوسی ہوگی۔ اس کے علاوہ مجھ سے اگر کچھ اور چاہتے ہو تو بتاؤ۔۔"

"نہیں ڈاکٹر، آپ کا بے حد شکریہ۔۔"

"تو پھر واپس چلیں۔۔"

"ہاں آیئے"۔ میں نے کہا اور ڈاکٹر جے مورگر مجھے اپنے آفس میں لے آیا۔ پھر اس نے کہا۔ "تم لوگوں کا اپنے گھر میں رہنا مجھے بالکل گوارا نہیں ہے۔ بلکہ بہتر یہ ہے کہ تم بھی مجھ سے قریب رہو۔ اگر تمہاری اپنی کچھ مصروفیات ہوں تب تو میں تمہیں یہاں رہنے کے لئے مجبور نہیں کروں گا۔ لیکن باقی اور کوئی الجھن نہیں ہے۔ میری ملاقات گھر پر بہت کم لوگوں سے ہوتی ہے۔ تمہیں میں اپنے مہمان کی حیثیت دے سکتا ہوں۔۔"

"آپ کا بے حد شکریہ ڈاکٹر۔ جیسا کہ میں آپ سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ میں آپ کو آپ کے کام میں ڈسٹرب کرنا نہیں چاہتا۔ چنانچہ تھوڑا سا وقت درکار ہے مجھے۔ ایک شخصیت کا انتظار ہے۔ وہ آجائے تو اس کے بعد ہم یہاں سے منتقل ہو جائیں گے"۔

"ٹھیک ہے مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہوگا"۔ ڈاکٹر نے کہا اور میں ڈاکٹر جے مورگر کے پاس سے واپس چلا آیا۔ سمبو تورا کو میں نے اس کی ڈیوٹی پر متعین دیکھا تھا لیکن اسے دیکھ کر میں حیران رہ گیا تھا۔ چہرہ بدلنے کا کمال بھی اسے حاصل تھا۔ وہ سو فیصدی ایک مقامی شخص معلوم ہو رہا تھا۔ اور اگر مجھے اس کے بارے میں تفصیلات نہ معلوم ہوتیں تو میں بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ سمبو تورا ہے۔

واپس پہنچا تو ہیلن مورگر میرا انتظار کر رہی تھی میرے کمرے میں بیٹھی ہوئی وہ رسالے کی ورق گردانی کر رہی تھی مجھے دیکھ کر مسکراتی ہوئی کھڑی ہو گئی۔ "ہیلو، مل آئے ڈیڈی سے۔۔"

"ہاں، کیا تمہیں اس بارے میں معلوم تھا۔؟" میں نے سوال کیا۔

"پتہ نہیں تم میرے ذرائع معلومات کو اتنا ناقص کیوں سمجھتے ہو میں بچی تو نہیں ہوں کہ حالات پر غور نہ کر سکوں۔۔"

ہیلن نے فخریہ انداز میں کہا۔

"ہاں ہیلن، بہرطور تم لوگوں کی وجہ سے ہمیں جو آسانیاں ملی ہیں اس کا شکریہ ادا نہیں کیا جا سکتا۔۔"

"چھوڑو ان باتوں کو، تم پریشانیوں کا شکار ہو۔ تمہاری مدد کر کے مجھے دلی مسرت ہوئی ہے۔ پتا نہیں کیوں ذہنی طور پر ہی بہت زیادہ تم سے قریب ہو گئی ہوں۔ بس تم اپنے ان ہنگاموں سے فراغت حاصل کر لو۔ پھر میں تمہارے ساتھ کچھ وقت گزاروں گی۔ ممکن ہے ہم لوگ لندن سے کہیں باہر چلیں بلکہ میں تو تمہیں پیرس وغیرہ بھی دکھاؤں گی۔ اگر تم میرے ساتھ کچھ وقت گزارنا پسند کرو گے۔۔"

"کیوں نہیں ہیلن۔ اچھے دوست بڑی مشکل سے ملتے ہیں" میں نے ہیلن کو دلاسا دیتے ہوئے کہا اور پھر بولا۔ "ہیلن لندن میں مجھے ایک ایسی رہائش گاہ درکار ہے جو عام لوگوں سے ہٹ کر ہو۔ تم نے مجھے جو ڈرائر دیا تھا۔ بلاشبہ اس نے مجھے عارضی طور پر محفوظ کر دیا تھا لیکن وہاں ہمارے دشمن پہنچ گئے۔ میں کسی ایسی جگہ کا خواہش مند ہوں جہاں ہم قیام کر سکیں"۔

ہیلن پرخیال انداز میں گردن ہلانے لگی۔ پھر بولی "مجھے تمہاری پسند کی رہائش گاہ تلاش کرنے میں کچھ وقت لگ جائے گا"۔

"اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ میں نے جواب دیا۔ ہیلن یقیناً میری یہ مشکل حل کر سکتی تھی۔ اس گفتگو کے بعد میں مطمئن ہو گیا۔ سمبو تورا کلینک سے واپس آگیا تھا۔ ہم دونوں مصروف تھے کہ دفعتاً مجھے اپنے ذہن میں شیشے سے چبھتے ہوئے محسوس ہوئے کوئی مجھ سے ذہنی رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس وقت سمبو تورا میرے سامنے تھا، گومین ایسا کرنے کے اس قابل نہ تھے اس تصور سے میں یکدم گھبراہٹ کا شکار ہو گیا۔ یہ کون ہو سکتا ہے۔؟"

ذہنی توجہ یکجا کر کے میں نے اس پیغام کو وصول کیا اور دوسرے لمحے میں خوش ہو گیا۔ مجھے مخاطب کرنے والی ڈوڈن کاربو تھی۔ اس نے خیال کی زبان میں کہا "میں واپس آگئی ہوں گازالی اور یہاں ہوٹل ڈائمنڈ رنگ میں کمرہ نمبر تیس میں مقیم ہوں۔ ڈائمنڈ رنگ بندرگاہ کے علاقے میں ہے۔ تم جس قدر جلد ممکن ہو میرے پاس آ جاؤ۔۔"

"میں نے تمہارا پیغام وصول کر لیا ڈوڈن میں آ رہا ہوں"

"کتنی دیر لگ جائے گی؟"

"ایک سے ڈیڑھ گھنٹہ تک لگ سکتا ہے یا اگر تم کہو تو کیا تمہیں کوئی خطرہ ہے۔؟"

"نہیں۔ بس میں تم سے جلد ملنا چاہتی ہوں تاہم اتنی دیر برداشت کی جا سکتی ہے باقی باتیں تمہارے یہاں آنے کے بعد ہوں گی"۔

"ٹھیک ہے" میں نے کہا اور ڈوڈن نے رابطہ منقطع کر دیا اس کی خیریت سے واپسی پر مجھے خوشی ہوئی تھی۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوگا کہ سمبو تورا، لیبوس اور گومین میرے پاس موجود ہوں گے سمبو تورا کو شاید میری ذہنی مصروفیت کا احساس ہو گیا تھا لیکن رابطہ ختم کرنے کے بعد بھی میں اسے کچھ نہیں بتا سکا کیونکہ ہیلن آ گئی تھی۔

لنچ کے بعد میں نے ہیلن سے اجازت لے لی اور سمبو تورا کو ساتھ لے کر باہر نکل آیا ہیلن نے اپنی کار پیش کی تھی لیکن احتیاط کے پیش نظر یہ مناسب نہیں تھا اب تو ڈاکٹر جے مورگر کو دوسروں کی نگاہ سے بچانا بھی ہمارا فرض تھا۔

ڈائمنڈ رنگ کے لیے ایک ٹیکسی لے کر ہم چل پڑے۔ سمبو تورا نے حیرت انگیز طور پر خاموشی اختیار کر رکھی تھی اور مجھ سے اس بھاگ دوڑ کے بارے میں کچھ نہیں پوچھا تھا۔ ٹیکسی نے ہمیں بندرگاہ کے علاقے میں ہوٹل ڈائمنڈ رنگ کے سامنے اتار دیا

یہاں زیادہ تر سیاہ فام افریقی باشندے نظر آ رہے تھے۔ ہوٹل کا عملہ بھی انہیں لوگوں پر مشتمل تھا۔

کمرہ نمبر تیس کے سامنے پہنچ کر میں نے دروازے پر دستک دی تو ڈوڈن کاربو نے دروازہ کھول دیا میرے ساتھ سمبو تورا کو دیکھ کر وہ ٹھٹھک گئی۔

"ہیلو ڈوڈن"!

"ہیلو" اس نے کسی قدر الجھے ہوئے انداز میں کہا۔

"یہ دانی مین ہے"۔ میں نے کہا اور ڈوڈن اچھل پڑی۔

"ہائی تورا سا۔ ہائی آدرا سا۔ اس نے اپنا بازو پھیلا لیا اور پھر سمبو تورا نے بھی اس کے انداز میں اپنا بازو پھیلا دیا۔ دونوں نے بازو ملائے اور پھر گردنیں ایک دوسرے کے سامنے خم کر دیں۔ ڈوڈن نے پلٹ کر جلدی سے دروازہ بند کر دیا۔ وہ سمبو تورا سے مل کر بیحد خوش نظر آ رہی تھی۔ دونوں اپنی زبان میں گفتگو کرتے رہے۔ میں اطمینان سے ایک صوفے پر دراز ہو گیا تھا۔ پھر ڈوڈن چونکی "سوری گازالی۔ ویری سوری۔ ہم لوگ۔۔۔۔"

"اوہ نہیں ڈوڈن۔ میں جانتا ہوں تم لوگ کتنے عرصے کے بعد ملے ہو"۔

"تم نے مجھے بھی نہیں بتایا تھا گازالی کہ ڈوڈن واپس آگئی ہے۔ ڈوڈن میری بہت قریبی ساتھی ہے اس سے مل کر مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے"۔

"میں جانتا ہوں"۔ میں نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"ڈوڈن تم گازالی کے بارے میں بہت کچھ جانتی ہو گی۔ لیکن یہ شخص اس دنیا میں ہمارے لیے۔۔"

"نہیں سمبو تورا۔ تم لوگ اپنی باتیں کرو۔ یہ تمام باتیں مضحکہ خیز لگتی ہیں۔ کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ اب تم ان تمام باتوں کو ترک کر دو۔ اس طرح تم مجھے بار بار یہ احساس دلاتے ہو کہ میں تم میں اجنبی ہوں اور تمہارے مقاصد کی تکمیل کے لیے صرف ایک کرائے کا آدمی"!

"اوہ! نہیں گازالی براہ کرم ایسا مت کہو یہ الفاظ مت استعمال کرو" سمبو تورا تڑپ کر بولا۔

"تم اس کے لیے خود ہی مجھے مجبور کرتے ہو۔ سمبو تورا۔ بہتر ہے کہ اب کام کی باتیں ہوں۔ ڈوڈن کاربو تمہیں دانی مین سے مل کر یقیناً خوشی ہوئی ہوگی۔ میں نے تمہیں جو کچھ بتایا تھا اس میں اب کچھ اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔ لیبوس اب ہمارے پاس ہے"!

میرے اس انکشاف پر ڈوڈن کاربو متحیر رہ گئی تھی غالباً سمبو تورا نے جلد بازی سے کام نہیں لیا تھا اور ڈوڈن کاربو کو یہ بات نہیں بتائی تھی کہ میں لیبوس کو ڈھونڈھ چکا ہوں۔

"اس کا مقصد ہے گازالی کہ تمہیں ووگ میں کامیابی نصیب ہوئی" چند لمحات کے بعد ڈوڈن کاربو نے کہا۔

"ہاں میں لیبوس کو وہاں سے لے آیا لیکن ملرٹن الیسٹر ابھی آزاد ہے اور یہ شخص جس قدر خطرناک ہے اس کا اندازہ شاید ہم صحیح طور پر نہیں لگا پائے۔ ہمیں اس سے بے پناہ خطرات ہیں"۔ میں نے ووگ میں پیش آنے والے واقعات کی مختصر تفصیل ڈوڈن کاربو کو بتائی۔ ڈوڈن کاربو عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی۔ پھر اس نے کہا "لیکن ابھی ہمیں لندن میں رہ کر لیبوس کی صحت یابی کا انتظار تو کرنا ہی پڑے گا۔ گومین کے سلسلے میں مجھے تشویش ہے گازالی۔ کیا ڈاکٹر جے مورگر اس کی ذہنی قوتیں بحال کرنے میں کامیاب ہو سکے گا؟"

"سو فیصدی امکانات تو نہیں ہیں ڈوڈن لیکن ممکن ہے وہ اس میں کامیاب ہو جائے۔ ویسے ہم اگر گومین کو اس کے پاس چھوڑ دیں اور وہ اپنے کام میں مصروف رہے تو اس دوران ہمارا کیا پروگرام ہو سکتا ہے۔؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"وائی میں اب ہمارے پاس موجود ہے۔ میرا خیال ہے تمہاری معاون کی حیثیت سے میں نے جو کچھ کیا وہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا لیکن وائی میں ہماری بے شمار مشکلات کا حل ہے۔"

"میں بھلا کیا کر سکتا ہوں، اگر ایسا ہوتا تو بھی گازالی کے ساتھ مل کر کچھ کر چکا ہوتا۔ یہاں ہم لیبوس کی تلاش میں لگے تھے۔ لیبوس ہمیں مل گیا ہے لیکن اس کی ذہنی قوت بھی بحال نہیں ہے۔ جب تک وہ صحیح طور پر صحت یاب نہ ہو جائے اور ہمیں اس سے مزید معلومات حاصل نہ ہوں ہم کیا کر سکتے ہیں۔ میرا خیال ہے ہمیں ابھی لیبوس کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنا چاہیے۔" سمبو تورا نے کہا۔

"ہوں لیکن مارٹن الیسٹرو سے محفوظ رہنے کے لیے ہمیں ستائی قیام گاہیں درکار ہوں گی۔ ہوٹل ہمارے لیے محفوظ جگہ نہیں ہو سکتے۔" ڈوڈن کاربو نے کہا۔

"میں نے ہیلن مورگر سے اس بارے میں بات کی ہے ڈوڈن ممکن ہے اس کا بھی کوئی بندوبست ہو جائے۔"

"اگر ایسا ہو جائے تو بہت اچھا ہوگا۔ ویسے اپنے طور پر بھی ہمیں کچھ کرنا چاہیے کیونکہ مارٹن الیسٹرو وگ میں ہونے والے حالات سے لاعلم نہیں ہوگا۔ اور یہ بات یقیناً اس کے علم میں آ گئی ہوگی کہ لیبوس کو ہم لوگوں نے حاصل کر لیا ہے۔ تم اس کے بارے میں اندازہ لگا چکے ہو گازالی کہ وہ دیوانہ ہے اور صاحب اختیار بھی۔ ہم میں سے کسی کو اس کی دیوانگی کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔"

"فی الحال کیا تم اپنے آپ کو ڈائمنڈ رنگ میں محفوظ پاتی ہو ڈوڈن کاربو؟"

"نہیں ہرگز نہیں۔ میں وائن برگ سے ہل پورٹ پہنچ گئی تھی کیونکہ مجھے اطلاع ملی تھی کہ مارٹن الیسٹرو ہل پورٹ میں موجود ہے میں نے اسے وہاں دیکھا لیکن وہ محافظوں کے ایک گروہ میں گھرا ہوا تھا میں کسی بھی طرح اس تک پہنچنے میں کامیاب نہیں ہو سکی۔ جس عمارت میں وہ ٹھہرا ہوا تھا وہ بھی سرکاری عمارت تھی اور اس کے بعد وہ کب وہاں سے نکل گیا مجھے علم نہیں ہو سکا۔ میں کچھ اور لوگوں کے چکر میں پڑ گئی تھی جن پر مجھے یہ شبہ ہوا تھا کہ وہ مارٹن الیسٹرو کے خاص آدمی ہیں۔ میری کوشش صرف لیبوس کی تلاش تھی لیکن یہ کام تم نے انجام دے ڈالا گازالی اور میں کچھ بھی نہیں کر سکی۔ مارٹن الیسٹرو شیطان صفت ہے۔ اور اس کے ہاتھ دور دور تک پھیلے ہوئے ہیں چنانچہ اس وقت وہ ہمارے لیے بہت بڑا خطرہ ہے۔"

"اس کے باوجود تمہیں کچھ وقت ڈائمنڈ رنگ ہی میں گزارنا پڑے گا۔ میں تم سے رابطہ قائم رکھوں گا۔ فی الحال احتیاط بے حد ضروری ہے ہمیں اس وقت تک ڈاکٹر جے مورگر کے ساتھ ہی قیام کرنا پڑے گا جب تک ہمارے لیے کسی الگ رہائش گاہ کا بندوبست نہیں ہو جاتا چنانچہ تمہیں اپنے طور پر محتاط رہنا پڑے گا۔"

"فی الحال فکر کی کوئی بات نہیں ہے مسٹر گازالی اگر تمہارے ذہن میں کوئی اور منصوبہ ہو تو مجھے بتا دو اور اگر ابھی کچھ نہیں تو اطمینان رکھو میں اپنے آپ کو اس کمرے میں قید رکھوں گی۔"

"ڈوڈن کاربو سے رخصت ہوتے ہوئے میں نے اس سے کہا کہ فی الحال میں اس سے رابطہ نہیں قائم کروں گا جب تک کہ لیبوس کے سلسلے میں کوئی مناسب اطلاع نہ مل جائے۔ اسے صرف اپنی حفاظت کرنی ہے۔ ڈوڈن کاربو نے گردن ہلا دی۔ راستے میں سمبو تورا نے مجھ سے پوچھا کہ اگر ڈوڈن کاربو کو بھی ڈاکٹر جے مورگر کے گھر میں منتقل کر لیا جائے تو کیا یہ بہتر نہیں ہوگا۔

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی میں نے اس سے کہا "نہیں سمبو تورا اگر یہ مناسب ہوتا تو میں اسی وقت ڈوڈن کاربو کے ساتھ ہی ہوٹل سے باہر آتا۔"

"اوہ! کوئی خاص بات ہے؟"

"ہاں! اسے ڈاکٹر کے ہاں منتقل نہ کرنے کا سبب ہیلن جے مورگر ہے" میں نے مختصراً سمبو تورا کو ہیلن کی ذہنی کیفیت کے بارے میں بتایا۔

"ہاں عورت دنیا کے کسی بھی حصے میں ہو کسی بھی ملک سے تعلق رکھتی ہو ان کیفیتوں کا شکار ہوتی ہے!"

ڈاکٹر جے مورگر کی رہائش گاہ پر پہنچنے کے بعد سمبو تورا تو اپنی ڈیوٹی پر چلا گیا اور میں آئندہ کے سلسلے میں غور کرنے لگا۔ ماضی کے بارے میں سوچنا اب چھوڑ ہی دیا تھا۔ کوئی فائدہ نہیں تھا ان خیالات کو ذہن میں جگہ دینے سے۔ ہیلن ہر وقت میری ٹوہ میں رہتی تھی۔ دبے دبے لفظوں میں وہ مجھ سے اظہار عشق کر چکی تھی اور سچی بات یہ تھی کہ اب تو مجھے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے جو لڑکی بھی ملے گی کچھ دن کے بعد یہی الفاظ دہرائے گی۔

ہیلن نے مجھے خوشخبری سنائی کہ اس کی ایک دوست کا ایک فلیٹ خالی ہے ٹیلیفون پر بات چیت ہوئی ہے اور اس نے کہہ دیا ہے کہ اگر میرے شناسا کو اس فلیٹ کی ضرورت ہے تو وہ بخوشی اپنا فلیٹ اسکے حوالے کر دے گی۔ میرے لیے یہ واقعی خوشخبری تھی۔ میں نے ہیلن سے فرمائش کی کہ اگر ممکن ہو سکے تو اسی وقت وہ فلیٹ دیکھ لیا جائے۔ ہیلن نے جواب دیا کہ آج رات کو اس کی ملاقات اپنی دوست شیلی سے ہوگی تو وہ فلیٹ کی چابیاں اس سے لے لیگی، اس سے پہلے شیلی سے ملاقات ممکن نہیں ہے۔

دوسرے دن صبح ہیلن نے مجھے بتایا کہ رات کو اس نے شیلی سے تمام معاملات طے کر لیے ہیں چھ کمروں کا یہ فلیٹ شیلی کے بہنوئی کا ہے اور وہ ہمبرگ میں رہتا ہے۔ اس سے پہلے یہ فلیٹ کرائے پر تھا لیکن صرف دس روز قبل پرانے کرائے دار اسے خالی کر کے چلے

گئے ہیں۔ میں ہیلن کے ساتھ وہ فلیٹ دیکھنے چل پڑا۔ فلیٹ مجھے بے حد پسند آیا تھا اگر ایسا نہ بھی ہوتا تو بہر طور میرے لیے قابل قبول ہوتا۔ میں نے ہیلن سے کہا کہ ہر قیمت پر یہ فلیٹ مجھے مل جانا چاہیے تو ہیلن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ فلیٹ تو تمہیں مل چکا ہے اور اب اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

فلیٹ حاصل کرنے کے بعد میرا پہلا کام یہی تھا کہ ڈوڈن کاربو اور سمبو تورا کو اس میں منتقل کر دوں لیکن وہاں سے ہیلن ہی کے ساتھ ڈاکٹر جے مورگر کی رہائش گاہ پر واپسی ہوئی تھی اس لیے فوری طور پر میں ان لوگوں سے رابطہ قائم نہیں کر سکا۔ ہیلن نے اداس لہجے میں کہا "مجھے تو تمہارے ساتھ وقت ہی نہیں ملتا گازالی میں چاہتی ہوں کہ ہم کچھ وقت تنہا گزاریں یہاں تو تم سے ملاقات بھی ہو جاتی تھی لیکن اب بار بار تمہارے فلیٹ پر آنا کچھ اچھا نہیں لگے گا۔"

"ڈیئر ہیلن! ڈاکٹر جے مورگر جیسے نفیس انسان اس دنیا میں بہت کم ہوتے ہیں۔ ان کی شاندار رہائش گاہ لندن میں میرے قیام کے لیے موزوں ترین تھی اور اس کی پیشکش ڈاکٹر جے مورگر مجھے کر چکے ہیں لیکن بات انہی حالات کی آ جاتی ہے میں جن میں گھرا ہوا ہوں۔ ڈاکٹر جے مورگر سے میری بات ہو چکی ہے۔ ہم لوگ نہیں چاہتے کہ ہمارے دشمن ڈاکٹر جے مورگر کی جانب متوجہ ہوں، چنانچہ اس لیے الگ جگہ حاصل کی گئی ہے اگر تمہارا آنا جانا اس فلیٹ میں رہا تو ہمارے دشمنوں کو یہ اندازہ لگانے میں کوئی دقت نہیں ہوگی کہ ہم لوگ اس فلیٹ میں رہتے ہیں۔ میرا خیال ہے پلیز ڈاکٹر جے مورگر سے اس سلسلے میں مزید بات چیت کر لی جائے گی۔"

"تو تم یہی کہنا چاہتے ہو گازالی کہ ہم تم سے الگ رہیں!"

"صرف اس وقت تک ڈیئر جب تک کہ میں ان مسائل سے نمٹ نہیں لیتا!"

"نہ جانے تمہارے ان مسائل کا خاتمہ کب ہوگا۔"

ڈاکٹر جے مورگر کے آ جانے سے سلسلہ گفتگو رک گیا میں نے ڈاکٹر جے مورگر کو فلیٹ کے بارے میں بتایا تو اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا "یہ بے حد موزوں رہا۔ اس طرح ہم زیادہ محفوظ رہ کر کام کر سکیں گے۔ میرا خیال ہے تم اپنے دوست کو بھی اپنے ساتھ ہی رکھو میں اچھی طرح جائزہ لے چکا ہوں کہ میرے کلینک کی طرف کسی کی توجہ نہیں ہے۔ اسے مشکوک نہ بناؤ تو بہتر ہے!"

"ٹھیک ہے ڈاکٹر مورگر میں ابھی مس ہیلن کو یہی بتا رہا تھا کہ اس دوران ہمارے درمیان جتنا بھی فاصلہ رہے ہمارے حق میں بہتر ہے۔"

"ہاں ہیلن تم اپنے دوست کا تحفظ چاہتی ہو تو اس سے دور رہو بلکہ ٹیلیفون پر بھی اس سے کوئی رابطہ نہیں رہنا چاہیے۔"

ہیلن نے ہونٹ سکوڑ کر گردن ہلا دی۔ ڈاکٹر جے مورگر کی ہدایت کے مطابق میں ڈوڈن کاربو اور سمبو تورا کے ساتھ اس آراستہ فلیٹ میں منتقل ہو گیا جو ایک پرسکون علاقے میں تھا اور ہمارے پوشیدہ رہنے کے لیے بہترین۔

ڈوڈن کاربو فلیٹ میں منتقل ہونے کے بعد گہری سانس لے کر بولی "ہوٹل کی زندگی ہر لمحہ میرے لیے پریشان کن تھی فلیٹ منتقل ہونے کے بعد یہاں ہم کچھ وقت آسانی سے گزار سکیں گے۔"

باہر کی دنیا سے ہم نے اپنا تعلق تقریباً منقطع کر لیا تھا۔ دن میں ایک بار ڈاکٹر جے مورگر سے گول مول الفاظ میں گفتگو ہو جاتی تھی لیکن اس بات کا خیال رکھا جاتا تھا کہ یہ الفاظ کسی کے لیے شبہے کا باعث نہ ہوں۔ ہمیں صرف لیبوس کی صحت مندی کا انتظار تھا اور یہ انتظار دس دن تک جاری رہا۔

گیارھویں دن اس وقت جب شام جھکنے لگی تھی ڈاکٹر جے مورگر لیبوس کے ساتھ ہمارے فلیٹ میں اچانک پہنچ گیا۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی اور لیبوس متعجبانہ انداز میں ہمیں دیکھ رہا تھا۔ سمبو تورا نے اب اپنا میک اپ ختم کر دیا تھا۔ ڈوڈن کاربو بھی اصلی صورت میں تھی لیبوس نے فوراً ہی ان دونوں کو پہچان لیا اور انہوں نے اپنے رواج کے مطابق پورے ہاتھ پھیلا کر ایک دوسرے سے محبت کا اظہار کیا۔ ڈاکٹر جے مورگر کو میں اپنے ساتھ اندر لے گیا تھا جے مورگر نے میرا فلیٹ دیکھتے ہوئے کہا "لندن میں اس قسم کے فلیٹوں کا حصول آسان نہیں ہوتا لیکن ہیلن بڑی بااثر ہے کہ اس نے تمہارے لیے یہ فلیٹ مہیا کر دیا؟"

"لیبوس کی کیا کیفیت ہے ڈاکٹر؟ آپ نے ہمیں پہلے تو اس بارے میں نہیں بتایا تھا۔"

"میں تمہیں سرپرائز دینا چاہتا تھا۔ لیبوس اب ذہنی طور پر بالکل صحت مند ہے اس لیے میں نے اسے تمہارے پاس پہنچا دیا!"

"کیا آپ گومین کے بارے میں بھی ہمیں کوئی سرپرائز دینا چاہتے ہیں ڈاکٹر؟" میں نے پوچھا۔

ڈاکٹر نے گردن ہلاتے ہوئے کہا "نہیں ڈیئر میں تمہیں کسی غلط فہمی میں نہیں رکھنا چاہتا۔ حقیقت یہ ہے کہ گومین میری زندگی کا سب سے مشکل کیس ہے۔ تاہم میں مایوس نہیں ہوا ہوں۔ تم مجھے اس کے علاج کے لیے طویل وقت دو گے۔ اور بہتر یہی ہے کہ اب تم اسے بھول جاؤ۔ اس علاج میں جو وقت لگے گا اس کا کوئی تعین نہیں کیا جا سکتا۔ فی الحال تم اس کے بارے میں کوئی ایسی بات مت سوچو لیکن لیبوس اب بالکل درست ذہنی حالت میں ہے۔"

میں جان بوجھ کر ڈاکٹر جے مورگر کو دوسرے کمرے میں لے آیا تھا تاکہ لیبوس، سمبو تورا اور ڈوڈن کاربو آپس میں وہ گفتگو کر لیں جو یقینی طور پر وہ کرنا چاہتے ہوں گے میرا خیال تھا کہ وہ آپس کی گفتگو میں خاصی دیر لگائیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گے لیکن میری توقع کے برخلاف اُن لوگوں نے ہمارے پاس آنے میں دیر نہیں لگائی غالباً مختصر الفاظ میں لیبوس کو میرے بارے میں بتا دیا گیا تھا چنانچہ اندر آنے کے بعد اُس نے بہت ہی شکر گزار انداز میں مجھ سے گفتگو کی ڈاکٹر جے مودگر سے وہ شاید پہلے بھی میرے بارے میں کچھ معلومات حاصل کر چکا تھا۔ بہرحال میں نے اُس سے دوستانہ انداز میں کہا کہ وہ میرا زیادہ شکریہ نہ ادا کرے۔

ڈاکٹر جے مودگر نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھتے ہوئے کہا "اب مجھے اجازت دی جائے، میرا پہلا کام ختم ہو گیا ہے۔ کچھ مریضوں کو میں نے وقت دیا ہے اور رات کو اُن سے میری ملاقات ہوگی۔"

جے مودگر کے جانے کے بعد بیرونی دروازہ اندر سے بند کر دیا گیا۔ ڈوٹن کارلو اور سمبو تورا بہت پُرجوش تھے اور لیبوس سے معلومات حاصل کرنے کے لیے بے چین لیکن انہوں نے میری غیر موجودگی میں اُس سے زیادہ سوالات نہیں کیے تھے جس کا اظہار سمبو تورا نے کیا۔

"ڈاکٹر جے مودگر نے ہمیں لیبوس کے بارے میں کوئی خاص ہدایت نہیں دی ہے مسٹر گازالی۔ میں نے لیبوس سے تمہارا تعارف کرایا ہے اور اُسے تمہاری حقیقت بتائی ہے میں نے اُسے بتا دیا ہے کہ اُسے مارٹن البسٹرو کے چنگل سے نکال لانے والے تم ہی ہو۔ بس اس سے زیادہ ہماری لیبوس سے اور کوئی گفتگو نہیں ہوئی۔"

"اگر ڈاکٹر جے مودگر نے ہمیں لیبوس کے بارے میں کوئی خاص ہدایت نہیں دی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اب ہم اُس سے ہر طرح کی گفتگو کر سکتے ہیں۔" میں نے کہا۔

"ہاں مسٹر گازالی میں نے وائی مین کو بتا دیا ہے کہ اب میں بالکل صحت مند ہوں۔ اور مجھے کسی بھی قسم کی گفتگو کرتے ہوئے کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ آپ مجھ سے جو معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں براہ کرم کیجیے۔"

"میرا تم سے تعارف ہو چکا ہے لیبوس اس لیے اپنے بارے میں مزید کچھ نہیں بتاؤں گا۔ شاید تمہیں یہ بات معلوم نہ ہو کہ مارٹن البسٹرو نے گومین وغیرہ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے بعد میرے وطن میں میرے کچھ دوستوں سے رابطہ قائم کیا اور لیبوس کی حیثیت سے انہیں پیغام دے کر چلا آیا۔ ہم دراصل تم سے ملنے کے لیے یہاں پہنچے تھے۔ بعد میں ہمیں ان حالات کا علم ہوا جو تمہیں پیش آئے۔ پہلا سوال تو یہ تم سے یہ کرنا چاہتا ہوں ڈیئر لیبوس کہ تم یہاں کس حیثیت سے مقیم تھے؟"

"اپنی دنیا سے بچھڑنے کے بعد ہم سب منتشر ہو گئے تھے۔ گومین تھوساس، گاڈی باہا اور روی مین کا مجھے کوئی پتا نہیں تھا ان سے ذہنی رابطے بھی قائم نہیں ہو پائے تھے۔ سب سے پہلے تو میں نے اس اجنبی دنیا میں اپنے آپ کو ایڈجسٹ کرنے کی کوششوں میں مصروف رہا میں نے سوچ لیا تھا کہ اس میں کچھ وقت ضرور لگے گا لیکن چونکہ ہمارے دشمن ہم سے زیادہ طاقتور ہیں اور اُن سے مقابلہ کرنے کے لیے ہمیں ایک طویل منصوبہ بندی کرنی ہوگی اس لیے میں نے اپنے آپ کو محدود رکھا۔ میں یہاں ایک معمولی انسان کی حیثیت سے زندگی گزارتا رہا اور پھر مارٹن البسٹرو نے مجھے ایک کلب سے حاصل کیا۔ اُس نے مجھ سے پہلے دوستانہ انداز میں ملاقات کی تھی لیکن بعد میں مجھ پر یہ ظاہر ہو گیا کہ درحقیقت وہ کیا ہے۔ اُس نے مجھے قیدی بنا لیا۔ اُس کے وسائل بے پناہ ہیں اور بے شمار افراد اُس کے لیے کام کرتے ہیں۔ میں اُس کے ہاتھوں بے بس ہو گیا اُس نے مجھ سے گفتگو کی اور مجھے اُس کی گفتگو سے یہ معلوم ہو گیا کہ وہ کیوں ہمارے درپے ہے اور ہمیں حاصل کرنا چاہتا ہے۔

"میرے دوست وائی مین اور ڈیئر ڈوٹن کارلو درحقیقت ہمارے دشمن ہماری بو سونگھتے ہوئے اس دنیا میں آ پہنچے ہیں ممکن ہے یہ بات تمہارے علم میں پہلے سے ہو اگر نہیں ہے تو میں یہ انکشاف کرتا ہوں کہ سامونک مشن کی تباہی کے لیے ایک باقاعدہ کارروائی ہو رہی ہے اور دشمن نہایت مضبوط ہو کر ہمارے خلاف مصروفِ عمل ہیں انہوں نے بلاشبہ ہم سے زیادہ ذہانت کا مظاہرہ کیا ہے ہم تو اپنے آپ کو آج تک یکجا بھی نہ کر سکے۔ لیکن ہمارے سامون دشمنوں نے یہاں ایسے لوگوں کی خدمات حاصل کر لی ہیں جو ہمیں نقصان پہنچا سکتے ہیں ہمارے دشمن جانتے ہیں کہ اگر ہم نے کبھی اپنی دنیا کا رخ کیا تو وہاں تباہی پھیل جائے گی اور اُس کے بعد وہ ہمارے مقابلے پر نہ آ سکیں گے۔ چنانچہ وہ ہمیں اس نئی دنیا ہی میں ختم کرنے کے خواہش مند ہیں انہوں نے یہاں جرائم پیشہ افراد کی خدمات حاصل کر لی ہیں اور انہیں ایسے سبز باغ دکھائے ہیں کہ وہ اُن کے جال میں پھنس گئے ہیں۔

"مارٹن البسٹرو تنہا نہیں ہے بلکہ وہ ایک عظیم الشان تنظیم کا رکن ہے اور یہ تنظیم اس نئی دنیا کے ایک ایک چپے پر اپنا اقتدار چاہتی ہے اور اس کے لیے معروفِ عمل ہے وہ کسی ایسے گمنام گوشے کی تلاش میں ہے جہاں ترقی یافتہ ممالک کی نگاہیں نہ پہنچنے پائیں اور اُن کی سائنسی ایجادات اس تنظیم کے ہیڈ کوارٹر کا سراغ نہ لگا سکیں۔ چنانچہ انہوں نے سامونوں کو حاصل کیا اور ہمارے دشمن اُن تک پہنچ گئے ہمارے دشمنوں نے انہیں سامون دنیا کے بارے میں بتایا اور وہ لوگ اس بات پر متفق ہو گئے کہ سامونوں کے اشتراک سے وہ اس پراسرار دنیا میں اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کر کے ساری دنیا پر اقتدار حاصل کرنے کے لیے کارروائیاں کر سکیں گے سامونوں نے انہیں پیش کش کر دی ہے کہ وہ یہ پراسرار دنیا اُن کے حوالے کر دیں گے لیکن اس کے عوض انہیں باقی سامونوں کو پکڑنا ہوگا! جو سارا پروگرام درہم برہم کر سکتے ہیں۔

"مارٹن البسٹرو کو ہمارے بارے میں مکمل تفصیلات بتا دی گئی ہیں اور نہ صرف وہ بلکہ دنیا کے بیشتر ممالک میں اس تنظیم کے

ایم۔اے راحت کا ایک اور شاندار ناول

مکمل سیٹ -/150
ڈاک خرچ -/25

"جھرنے"

چار حصوں میں مکمل

○ والدین اولاد کے لیے کبھی غلط فیصلے نہیں کرتے۔ ○ نوجوانی کی نادانی کبھی کبھی عمر بھر کی سزا بن جاتی ہے۔
○ معاشرے کے المناک پہلوؤں کی عکاس تحریر۔

ماہنامہ آنچل میں کئی سال تہلکہ مچانے کے بعد کراچی ٹیلی ویژن کے 1994ء کی مقبول سریل "اعتراف" کے نام سے پیش کی جانے والی داستان اب کتابی شکل میں

اسٹاکسٹ:۔ علی بک سٹال

ناشر: علی میاں پبلی کیشنز۔ 20۔ عزیز مارکیٹ اُردو بازار لاہور | نسبت روڈ چوک میو ہسپتال لاہور۔

افراد اُن سامونوں کو پکڑ پکڑ کر جمع کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں جو یہاں آ کر منتشر ہو گئے ہیں۔ اس کے لیے انہوں نے نہ جانے کیا کارروائی کی ہے اس کا مجھے کوئی اندازہ نہیں ہو سکا لیکن بہرحال وہ اپنی کوششوں میں برابر مصروف ہیں اور ہمارے دشمن اُن کے ساتھ مکمل تعاون کر رہے ہیں۔ مارٹن البسٹرو نے یہ تمام تفصیل مجھے بتائی اور پھر مجھ پر شدید تشدد کیا گیا۔ وہ مجھ سے یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ گومین، تھوساس، گاڈی باہا اور روی مین کہاں ملیں گے۔

"میری بدقسمتی تھی مسٹر گازالی کہ چند ہی روز قبل میری ذہنی گفتگو تھوساس سے ہوئی تھی اور تھوساس نے مجھے کچھ ایسے اشارے دیے تھے جن کی بنا پر میں اُس سے ملاقات کر سکتا تھا۔ میں اُس سے ملنے کے لیے منصوبہ بندیاں کر ہی رہا تھا کہ مارٹن البسٹرو کے شکنجے میں آ گیا اور اُس بدبخت نے میرے ذہن سے کم از کم تھوساس کا پتا معلوم کر لیا۔ آہ مجھے یاد آتا ہے کہ شدید اذیت اور ذہنی اضطراب کے عالم میں؛ میں نے اُسے تھوساس کے بارے میں بتا دیا تھا ہاں میں نے اُسے تھوساس کے بارے میں بتا دیا تھا ممکن ہے بدنصیب تھوساس صرف میری وجہ سے اُس کے قبضے میں پہنچ چکا ہو۔"

لیبوس گفتگو کر رہا تھا اور میرے بدن میں خون کی روانی رک گئی تھی۔ جو کچھ میں نے سنا تھا وہ میرے لیے پراسرار کہانی ہی ہو سکتی تھی اس سے زیادہ میں اور کیا سوچتا۔ درحقیقت قصے اور کہانیوں ہی کی باتیں تھیں۔ زراعت کے ایک طالب علم نے اپنے آپ کو ایسے واقعات میں کبھی کہاں ملوث پایا ہوگا مگر یہ سب کچھ۔ یہ سب کچھ میرے سامنے تھا۔ اب تک کے واقعات ایک کہانی ہی تو تھے اور یہ کہانی میں لاتعداد بار اپنے ذہن میں دہرا چکا تھا۔ بھائیوں کی بے مروتی اور بھابیوں کی حماقت سے ایک سیدھے سادے شخص کو نہ جانے کہاں سے کہاں پہنچا دیا تھا اپنی ذات پر گزرے ہوئے واقعات پر غور کرتا تو یہ ایک دلچسپ کہانی ہی سامنے آ جاتی تھی اور آج اس کہانی نے ایک نیا موڑ اختیار کیا تھا۔

دلیپ یا گوشائی نے مجھے ایک مشن سونپا تھا اور میں اُس سے وعدہ کر کے اپنا مستقبل قربان کر چکا تھا لیکن اب بات ایک ایسی تنظیم کی آ جاتی تھی جو دنیا پر اپنا اقتدار حاصل کرنے کی خواہاں ہے اور اس کے لیے کسی گمنام گوشے میں بیٹھ کر تباہ کن تیاریاں کرنا چاہتی ہے یہ میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ میں معمولی سا شخص اُس تنظیم کے مقاصد کی راہ میں کس طرح حائل ہو سکتا تھا۔ میرے کون سے رابطے تھے اس کا مجھے اندازہ تھا کسی بڑے شخص سے تو آج تک ملاقات بھی نہیں ہوئی تھی۔ اپنی یہ کہانی لے کر منظرِ عام پر آتا تو کسی پاگل خانے میں بھیج دیا جاتا لیکن ان حقیقتوں کو کیسے نظر انداز کر سکتا تھا جو مجھ پر سامنے آتی جا رہی تھیں۔

لیبوس مسلسل اپنی کہانی سنائے جا رہا تھا لیکن میرا ذہن ہوا میں اڑ رہا تھا۔ ہونا تو یہی چاہیے کہ میں اپنی آئندہ جدوجہد ترک کر کے واپس اپنے وطن چلا جاؤں۔ حسن صاحب کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں اور اپنی آئندہ زندگی کے لیے نئے سرے سے جدوجہد شروع کر دوں لیکن اب جس دلدل میں پھنس چکا تھا کیا اُس سے نکلنا آسان ہوگا؟ کیا گوشائی مجھے چھوڑ دے گی۔ لیبوس، سمبو تورا، ڈوٹن کارلو اور نہ جانے کون کون یہ تمام لوگ میرے اردگرد بکھر گئے تھے اور اب نہ چاہنے کے باوجود مجھے ان کے لیے کام کرنا ہی تھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیکن جو کام میں نے اپنے لیے قبول کیا تھا کیا میں اس کے "الف" تک پہنچ سکوں گی؟ اس کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ البتہ اپنی انا اپنے وقار کو زندہ رکھنے کے لیے صرف اتنا کیا جاسکتا تھا کہ اپنی زندگی قربان کردوں اور وعدہ شکنی کا مرتکب نہ قرار پاؤں۔

لیبوس کہہ رہا تھا۔ "تھوساس نے مجھ سے ذہنی رابطہ کرنے کے بعد بے پناہ مسرت کا اظہار کیا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا تھا کہ اس وقت بیس سامون اس کے پاس جمع ہو چکے ہیں اور اس نے انھیں مکمل تحفظ دیا ہے۔ ان بیس سامونوں کو یکجا کرنے کے لیے اسے بہت کچھ کرنا پڑا ہے لیکن ابھی تک وہ کسی سربراہ سے ملاقات کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا۔ پہلی بار اسے میرے بارے میں علم ہوا۔ کاش میں اس سے ملاقات کر لیتا لیکن اب یہ ممکن نہیں ہے کیونکہ مارٹن الیسٹرو نے اس کے بارے میں مجھ سے معلومات حاصل کرنے کے بعد اسے یقیناً اپنے جال میں پھانس لیا ہوگا۔"

میں نے خود کو سنبھال کر لیبوس سے پوچھا "لیکن لیبوس مارٹن الیسٹرو یا تنظیم کے دوسرے افراد کو یہ بات کیسے معلوم ہوتی ہے کہ کون سامون ہے۔؟"

"عام حالات میں یہ ممکن نہیں ہے مسٹر گازالی لیکن میں نے آپ کو بتایا ہے کہ ہمارے ہم وطن، ہمارے دشمن ان لوگوں سے آملے ہیں اور آپ کے ذہین لوگ ہمارے دشمنوں کے لیے ہمارے ذہنی رابطے تلاش کرتے ہیں اور درمیان میں دخل اندازی کر کے یہ معلوم کر لیتے ہیں کہ ہم کہاں موجود ہیں۔ یقیناً تنظیم کے افراد انھیں لوگوں کی مدد سے ہم تک پہنچتے ہیں۔"

"اوہ ہاں، یہ بات میرے ذہن میں نہیں آئی تھی۔" میں نے گہری سانس لے کر کہا پھر میں نے پوچھا "کیا تم نے دوبارہ تھوساس سے ذہنی رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی ہے لیبوس۔"

"ابھی تک نہیں۔"

"اس بات کے امکانات کو نظر انداز تو نہیں کیا جا سکتا لیبوس، کہ ممکن ہے تھوساس الیسٹرو کے قبضے میں نہ آیا ہو۔" لیبوس نے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

"کیوں ڈوئن تمہارا کیا خیال ہے؟"

"ہاں امکانات تو ہیں۔"

"تھوساس کے ساتھ کم از کم بیس سامون ہیں جن کے بارے میں اس نے خود بتایا تھا۔ سامون اتنے احمق بھی نہیں ہیں کہ آسانی سے قابو میں آجائیں۔"

"ممکن ہے ایسا نہ ہوا ہو۔ لیکن وقت کافی گذر چکا ہے اور۔ اور کمینت اسٹیل ہینڈ کو بہت پہلے اس بارے میں معلوم ہو چکا ہے۔"

"تو کیا اس سے رابطہ نہیں قائم کیا جا سکتا۔؟"

"ان حالات میں یہ بے حد خطرناک ہوگا گازالی۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ۔" دفعتاً سمبوتورا خاموش ہوگیا۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی خاص بات اس کے ذہن میں آئی ہو۔ ہم سب سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھ رہے تھے۔ چند لمحات خاموش رہنے کے بعد سمبوتورا نے کہا۔ "لیکن اس دوران تو ہم لوگ بھی ایک دوسرے سے رابطہ قائم کرتے رہے ہیں۔ اگر ان لوگوں کے پاس اتنے عمدہ ذرائع ہوتے تو وہ ہم تک بھی پہنچ سکتے تھے۔"

"سو فیصدی۔" میں نے سمبوتورا کی تائید کی۔

ڈوئن کاربو اور لیبوس خاموشی سے غور کر رہے تھے تب لیبوس نے کہا۔ "اگر آپ لوگوں کی رائے ہو تو میں تھوساس سے ذہنی رابطہ قائم کرنے کی کوشش کروں۔؟"

"تھوساس نے تم سے ملاقات کی خواہش بھی کی ہوگی لیبوس۔؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں!"

"اپنا پتا بھی بتایا ہوگا اس نے۔"

"ہاں، وہ فرانس کے ایک دیہات میں رہتا ہے۔ بشرطیکہ اب بھی وہاں موجود ہو۔"

"پتا۔؟"

"میڈ ولیسٹا بروجر لوائنٹ۔"

"یہی پتا تم نے الیسٹرو کو بتایا تھا۔؟"

"ہاں۔!"

"تب پھر گازالی، ہمیں خطرہ مول لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم فرانس کے اس دیہات تک جا سکتے ہیں اور وہاں تھوساس کو تلاش کر سکتے ہیں۔" ڈوئن کاربو نے کہا۔ اس کا انداز فیصلہ کن تھا۔ میں نے بھی اختلاف نہیں کیا تھا۔ درحقیقت لندن سے فرانس کا سفر مشکل بھی نہیں تھا اور ہم بآسانی اس کا انتظام کر سکتے تھے۔

لیبوس کے ساتھ بہت دیر تک نشست رہی اور ہم اسی موضوع پر بات کرتے رہے۔ میرے ذہن سے اب تمام تجسس ختم ہوگیا تھا۔ حالات کافی حد تک سامنے آچکے تھے اور اب ان سے کچھ پوچھنے کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی۔

میں نے خود بھی بہت سے اندازے قائم کر لیے تھے اور اب ان لوگوں سے کچھ پوچھنا چھوڑ دیا تھا۔

لیبوس کا اب ڈاکٹر جے مورگر کے پاس کوئی کام نہیں تھا اس لیے اسے بھی یہیں رکھنے کا فیصلہ کیا گیا، اور جب کافی رات گذر گئی تو میں نے ان لوگوں سے اجازت طلب کر لی۔ اپنے کمرے میں آکر میں نے پہلے غسل کیا اور پھر بستر پر دراز ہوگیا۔ ان لوگوں کی باتیں ذہن میں گردش کرنے لگیں۔ ایک بار پھر عجیب سے احساسات کا شکار ہوگیا تھا۔ جو کچھ لیبوس نے بتایا تھا وہ بے حد سنسنی خیز تھا۔ ایک ناقابل یقین داستان محسوس ہوتی تھیں یہ باتیں۔ ایک ایسی بین الاقوامی تنظیم سامونوں کے پیچھے تھی جو دنیا پر حکومت کرنے کے خواب دیکھ رہی تھی اس نے چند سامونوں سے رابطہ قائم کیا تھا اور ان کی مدد کا وعدہ کر لیا تھا تاکہ انھیں اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے جگہ مل سکے۔ اور ان کے مقابلے پر کون تھا۔ چند کمزور سامون۔ اور ان کا مرکز نگاہ میں۔ ایک معمولی سا دیہاتی جس کے وسائل کچھ بھی نہ تھے۔ خود پر ہنسی آتی تھی اپنی اصلیت جاننے کے باوجود نہ جانے کیوں ان معاملات سے کنارہ کش ہونے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ ممکن ہے سامونوں نے میرے ذہن کو جکڑ لیا ہو اور میں لاشعوری طور پر ان کے لیے کام کرنے پر مجبور ہوں۔ ذہن پر زور دینے کا مطلب تھا کہ الجھنوں کا شکار ہوجاؤں اور اب اس کی تاب نہیں تھی۔ چنانچہ سونے کی ٹھان لی، سو جانا اب میرے لیے مشکل نہیں تھا چنانچہ سو گیا۔

دوسری صبح دیر سے جاگا تھا۔ ڈوئن کاربو نے عورت ہونے کا ثبوت دیا تھا اور ناشتا تیار کر لیا تھا وہ سب میرا انتظار کر رہے تھے۔ سمبوتورا نے ہنستے ہوئے کہا۔ "ایک دلچسپ واقعہ پیش آچکا ہے۔؟"

"خیریت۔؟"

"ہاں خیریت ہے۔ صبح پونے سات بجے ہیلن مورگر نے دروازے کی بیل بجائی تھی۔"

"اوہ میرے خدا۔ میں نے تو اسے منع کیا تھا۔"

"لیکن وہ آگئی۔ تم سے ملنا چاہتی تھی۔ ڈوئن دروازہ کھولنے جا رہی تھی۔ میں نے احتیاطاً اسے منع کر دیا لیکن یہ بات میرے ذہن میں بھی نہیں تھی کہ وہ ہیلن ہوگی۔"

"پھر۔؟"

"احتیاط کے پیش نگاہ اس وقت آئی تھی تاکہ کوئی اسے دیکھ نہ سکے۔ میں نے اسے اندر نہیں آنے دیا ورنہ وہ ڈوئن کو ضرور دیکھ لیتی اور شاید ہمیں اس فلیٹ سے ہاتھ دھونے پڑتے"

"کیا کہہ کر ٹالا تم نے اسے۔؟"

"یہی کہ تم فلیٹ پر موجود نہیں ہو۔ تمہارے دشمنوں کو شبہ ہوگیا ہے اس لیے تم کہیں اور روپوش ہو گئے ہو۔ میں نے اس سے یہ بھی کہہ دیا کہ اگر وہ تمہاری دوست ہے تو دوبارہ ادھر کا رخ نہ کرے ورنہ تم خطرے میں پڑ جاؤ گے۔"

"گڈ۔؟" میں نے گہری سانس لے کر کہا۔

ناشتا تیار تھا۔ ہم سب ناشتے کے لیے جمع ہو گئے اور گفتگو ہونے لگی سب سنجیدہ تھے۔ لیبوس نے کہا۔ "ہم نے کافی غور کیا ہے اور یہی فیصلہ مناسب ہے کہ ہم تھوساس سے ذہنی رابطہ قائم کرنے کے بجائے خود میڈولیستا چلیں اور وہاں جا کر جائزہ لیں کہ کیا تھوساس وہاں موجود ہے یا پھر وہ الیسٹرو کے قبضے میں آچکا ہے ویسے اس دوران آپ نے بھی غور کیا ہوگا مسٹر گازالی کیا یہ مناسب ہوگا۔؟"

"مجھے آپ لوگوں سے اختلاف نہیں ہے۔" میں نے کہا اور ہمارے درمیان ضروری امور طے ہو گئے۔ یہ آخری فیصلہ کر لیا گیا تھا کہ اب تھوساس کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں۔ میرا ڈاکٹر جے مورگر سے ملنا ضروری تھا۔ چنانچہ ان لوگوں سے اجازت لے کر میں ڈاکٹر جے مورگر کی جانب چل پڑا۔ میں جانتا تھا کہ اس وقت اس سے اس کے کلینک ہی میں ملاقات ہو سکتی ہے۔ البتہ کلینک پہنچ کر مجھے ڈاکٹر جے مورگر سے ملاقات کا انتظار کرنا پڑا۔

مجھے دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔ "خیریت۔؟"

"ایک اطلاع دینے حاضر ہوا ہوں ڈاکٹر مورگر۔ میں اور میرے تمام ساتھی فرانس جا رہے ہیں۔ اور ممکن ہے وہاں ہمیں کافی وقت صرف کرنا پڑ جائے۔ بس یوں سمجھ لیجیے کہ آپ کو اطلاع دینا ضروری تھا۔ ویسے بھی یہ مناسب ہے کہ آپ اپنے طور اپنا کام جاری رکھیں۔ اور ہم اپنا کام کرتے رہیں۔"

ڈاکٹر جے مورگر نے شانے ہلائے۔ اور مسکراتا ہوا بولا۔ "بلاشبہ۔ ویسے بھی میں تمہارے کام میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ کیونکہ تم جسے کام کہتے ہو، اس کے بارے میں مجھے کچھ بھی نہیں معلوم۔ تاہم میری مصروفیات مجھے اس کی اجازت بھی نہ دیتیں۔ بہتر یہی ہے کہ مجھے صرف گومین کے سلسلے میں مصروف رہنے دو۔"

مزید چند رسمی الفاظ کے بعد میں ڈاکٹر مورگر سے رخصت ہوگیا۔ ہیلن مورگر کو بھی اطلاع دینا ضروری تھا۔ اخلاقیات کا معاملہ تھا۔ یہ لوگ ہمارے بہترین معاون

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رہے تھے۔ اس لیے ان اخلاقیات کی پابندی بہت ضروری تھی، لیکن ہیلن مورگر کو میں نے صرف ٹیلی فون پر اطلاع دے دی تھی۔ اس نے پریشان لہجے میں مجھ سے پوچھا تھا کہ کیا میں فلیٹ پر واپس نہیں گیا۔ اور میں نے انکار کر دیا

اب فرانس تک جانے کا مسئلہ تھا۔ یہ مسئلہ بہت زیادہ پریشان کن نہیں تھا اسی لیے تھوڑی سی تگ و دو کے بعد دوسرے دن ہم لوگ مختلف حیثیتوں اور مختلف کاغذات کے تحت فرانس کی جانب سفر کرنے کے لیے تیار تھے۔ سفر کے لیے سمندری راستے کا انتخاب کیا گیا تھا۔ ڈوور کی بندرگاہ سے اسٹیمر ڈنکرک کی جانب سفر کرتے رہتے تھے۔ اور یہی سب سے بہتر اور محفوظ راستہ تھا۔ اس میں کسی بات کا خدشہ نہیں تھا۔ بہت غور و خوض کے بعد میں نے یہ فیصلہ کیا تھا۔

جب شام کی دھندلاہٹیں رات کی کجلاہٹوں میں تبدیل ہوئیں تو ہمارا اسٹیمر تاریکی میں اور دبار انگلستان کی سرد اور بپھری ہوئی موجوں کو چیرتا ہوا فرانس کی بندرگاہ ڈنکرک کی جانب چل پڑا۔ انگلستان کے ساحل پر ڈوور کی مشہور زمانہ سفید چٹانیں رات کی تاریکی میں مثالی لگ رہی تھیں۔ چٹانوں کے پہلو میں شہر کا قدیم قلعہ برقی روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔ قلعے کی سنگلاخ دیواروں سے پھوٹتی ہوئی ہلکی روشنی ایک پُراسرار سی خوبصورتی پیدا کر رہی تھی۔

میں بقیہ افراد سے الگ تھلگ ایک آوارہ گرد سیاح کی حیثیت سے اسٹیمر کے عرشے کے ایک حصے میں بیٹھا ہوا ان مناظر کو دیکھ رہا تھا۔ آہستہ آہستہ سفید چٹانیں مکمل تاریکی میں ڈوب گئیں۔ عرشہ ویران پڑا تھا، فضا میں خنکی محسوس ہو رہی تھی۔ اور سمندر کی نم آلود تند ہواؤں سے بچاؤ کے لیے اسٹیمر کی نچلی منزل میں قہوہ خانہ آباد تھا۔ میں اس ویران ماحول سے اکتا کر خود بھی قہوہ خانے میں پہنچ گیا۔ جہاں کافی رش تھا۔ اس جگہ لہروں کے شور کے بجائے انسانی آوازوں کا شور تھا۔ بے شمار مسافر میزوں پر بیٹھے اونگھ رہے تھے۔ میں نے ایک گوشے میں ڈوئن کاربو کو بھی دیکھا، جس کے چہرے میں اب ہلکی سی تبدیلی پیدا ہو گئی تھی۔ لیکن ہم لوگوں نے طے کر لیا تھا کہ ایک دوسرے کی جانب متوجہ ہونے کی کوشش نہیں کریں گے۔ چنانچہ اس نے بھی میری جانب توجہ نہیں دی۔ میں نے اپنے لیے کافی طلب کر لی جسے کھڑے ہو کر ہی پینا تھا۔

میرے نزدیک ہی ایک بنچ پر کوئی مسافر اپنا اونی کوٹ اوڑھے بڑے اطمینان سے ٹانگیں پھیلائے سو رہا تھا۔ اگر وہ اپنی ٹانگیں سمیٹ لے تو مجھے بیٹھنے کی جگہ مل سکتی ہے۔ میں نے سوچا لیکن اگر میں نے اس سے یہ درخواست کی تو اس کی نیند خراب ہو گی۔ ویسے یہ جگہ سونے کے لیے نہیں تھی۔ کافی دیر تک میں کھڑا رہا۔ سوچ رہا تھا کہ اس طرح کھڑے کھڑے رات تو نہیں گذر سکے گی۔ جب میں نے اس کے پاؤں ہٹا کر تھوڑی سی جگہ میں بیٹھنا چاہا تو اس نے جلدی سے اپنا کوٹ چہرے سے ہٹا دیا اور میں حیران رہ گیا۔ مدہم روشنی میں مجھے ایک نوجوان لڑکی کا چہرہ نظر آیا تھا جس کے بال لڑکوں کی طرز پر چھوٹے چھوٹے کٹے ہوئے تھے۔ شکل و صورت اچھی خاصی تھی۔ اور اس میں معصومیت شامل تھی۔ اس نے ایک قہر بھری نگاہ مجھ پر ڈالی۔ اور پھر دوبارہ کوٹ چہرے پر برابر کر لیا۔ اصولاً مجھے اس بنچ پر سے ہٹ جانا چاہیے تھا لیکن پھر وہی مسئلہ درپیش آ جاتا۔ اب جبکہ میں نے اس کی نیند خراب کر ہی دی تھی تو اس بنچ سے اٹھنا بے معنی تھا۔ تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ میں کافی کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لے رہا تھا جو اب ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ غالباً نیند ٹوٹ جانے کی وجہ سے وہ لڑکی بھی بے چین ہو گئی تھی۔ ایک بار پھر اس نے چہرے پر سے کوٹ ہٹایا۔ میری طرف دیکھا اور پھر دونوں ٹانگیں سمیٹ کر کرسی سے ہٹا لیں۔

"بے حد شکریہ۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کے چہرے کی تلخی میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔

"آپ فرانس جا رہی ہیں۔؟"

"جی نہیں۔ چین جا رہی ہوں۔" وہ جھلائے ہوئے لہجے میں بولی اور اس کے جواب پر مجھے ہنسی آ گئی۔ "لیکن اسٹیمر تو صرف فرانس تک جا رہا ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس نے غصے سے اپنا کوٹ پھر چہرے پر ڈال لیا۔ اس سے زیادہ اس شریف لڑکی کو پریشان کرنا غیر اخلاقی تھی۔ اور پھر چند گھنٹے ہی تو گذارنے تھے۔ اسٹیمر کے ہلکے ہلکے ہچکولے نیند کو شدت سے قریب کر دیتے لیکن میرے لیے یہ رات سونے کی رات نہیں تھی۔

ڈوئن کاربو تھوڑی دیر کے بعد اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔ لیکن میں نے بقیہ وقت وہیں بیٹھے بیٹھے گذارا۔ پھر جب صبح کے آثار نمودار ہوئے تو میں عرشے پر آیا۔ ارد گرد پھیلا ہوا سمندر جو رات کو ایک دیو کی طرح چنگھاڑ رہا تھا، اب ایک وسیع سرمئی صحرا کی طرح خاموش

اور پُرسکون تھا۔ دُور افق پر ایک لکیر سی ابھر رہی تھی۔ یہ فرانس تھا۔ آہستہ آہستہ فاصلے کم ہوتے گئے۔ اور اس کے بعد اسٹیمر فرانس کی بندرگاہ سے جا لگا۔ لوگ اسٹیمر سے نیچے اترتے رہے۔ ہم سب کچھ بھول کر اپنی منزل کے لیے سرگرداں ہو گئے تھے۔ بندرگاہ سے نکل کر ہمیں اپنے لیے سب سے پہلے کوئی ٹھکانہ منتخب کرنا تھا۔ پروگرام کے مطابق کسی ایسے ہوٹل کی تلاش شروع ہو گئی، جو ہماری حیثیت کے مطابق ہو۔ یعنی سستا اور گندہ۔ اپنے آپ کو دوسروں کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھنے کے لیے ضروری تھا کہ نمایاں نہ ہوا جائے۔ ایسا ایک ہوٹل ہمیں بندرگاہ ہی کے علاقے میں مل گیا۔ اور اس کی چوتھی منزل پر برابر کے تین کمرے بھی۔ جس میں سے ایک میں نے اپنے لیے منتخب کیا۔ دوسرا ڈوئن کاربو نے اپنے لیے اور تیسرے کمرے میں لیبوس، سمبوتورا کے ساتھ مقیم ہو گیا۔ ناشتا بھی الگ الگ ہی کیا گیا تھا۔ اور اس کے بعد سونے کی ٹھانی گئی۔ بہت زیادہ جلد بازی بھی مناسب نہیں تھی۔

جاگے تو دوپہر کے پونے دو بج چکے تھے۔ آنتیں فریاد کر رہی تھیں۔ کیونکہ ناشتا بھی ہلکا کیا تھا۔ میں نے ڈوئن کاربو کے دروازے پر دستک دی تو اس نے جلدی سے دروازہ کھول دیا اور مجھے دیکھ کر مسکرا دی۔ "کھانا کھا لیا؟"

"ابھی تو جاگا ہوں۔"

"سو تو میں بھی رہی تھی۔ لیکن پیٹ نے جلدی جگا دیا۔ تمہارے لیے کھانا یہیں منگوا لوں۔؟"

"ہاں۔ حالات پُرسکون معلوم ہوتے ہیں۔ اُن دونوں کی کیا پوزیشن ہے۔؟"

"کھانا کھا چکے ہیں۔" ڈوئن کاربو نے کہا۔ اور اپنے کمرے سے باہر نکل گئی۔ صرف میں ہی دیر تک سویا تھا۔ ممکن ہے رات کو ان لوگوں نے تھوڑی بہت نیند پوری کر لی ہو۔ جبکہ میں ساری رات ہی جاگتا رہا تھا۔ لیکن بہرطور اب طبیعت پر گرانی نہیں تھی۔ ڈوئن کاربو کا منگوایا ہوا کھانا کھانے کے بعد میں نے اس سے کہا کہ لیبوس اور سمبوتورا کو بھی یہیں بلا لے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہماری محفل جم گئی کیونکہ اب ہمیں آئندہ کا پروگرام ترتیب دینا تھا۔

"میڈ ولیستا تک کے سفر کا طریقہ کار معلوم کرنا ہو گا۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم سب وہاں جائیں گے۔"

"تو پھر کیا یہاں بھی تم تنہا ہی کام کرنا چاہتے ہو گازالی!" سمبوتورا نے سوال کیا۔

"تنہا کام کرنے کا مجھے شوق نہیں ہے لیکن میں جانتا ہوں کہ ہم مارٹن ایسٹرو کی طرف سے بہت محتاط رہیں۔ ہمیں یکجا تو ہونا ہی نہیں چاہیے۔"

"تو پھر ہم منتشر ہو کر میڈ ولیستا چلیں گے لیکن ہمیں یکجا ہی رہنا ہو گا میرا مطلب ہے کسی بھی خطرے کے وقت۔"

"اگر میں اس سے تھوڑا سا اختلاف کروں تو کیا تمہیں ناگوار ہو گا سمبوتورا۔"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ ہم تو تمہاری رہنمائی میں اپنے راستوں پر چل رہے ہیں۔ کسی ناگواری کا کیا تصور کیا جا سکتا ہے۔"

"تو پھر مجھے اس کی اجازت دو کہ میں میڈ ولیستا جا کر ابتدائی حالات معلوم کر لوں۔ اور تم یہیں میرا انتظار کرو۔ خصوصاً اگر میڈ ولیستا میں موجود ہے۔ اور ابھی تک مارٹن ایسٹرو اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکا ہے تو میں اس سے ملاقات نہیں کروں گا۔ صرف اس کے بارے میں معلومات حاصل کر کے تم لوگوں کو اطلاع دوں گا۔ اور پھر تمہارے ساتھ وہاں تک چلوں گا۔"

لیبوس نے پُرخیال انداز میں گردن ہلائی۔ ڈوئن کاربو کی آنکھوں میں بھی مضطربانہ کیفیت پیدا ہوئی تھی۔ پھر اس نے کہا۔ "لیکن اگر مارٹن ایسٹرو کے ہاتھ وہاں تک پہنچ گئے ہیں تو کیا تمہیں خطرہ نہیں پیش آ سکتا گازالی؟"

"اگر ایسی بات ہوئی تو میں تمام احتیاطی تدابیر نظر انداز کر کے تم لوگوں سے ذہنی رابطہ قائم کروں گا۔ اور تمہیں اپنی پوزیشن بتا دوں گا۔ اس وقت تم جس طرح بھی مناسب سمجھو میری مدد کرنا۔"

"اگر گازالی! اس بات کے لیے بضد ہیں تو یہی بہتر ہو گی۔ ٹھیک ہے مسٹر گازالی! آپ اپنا کام جاری رکھیں۔" سمبوتورا نے کہا۔ ہوٹل سے باہر نکلنے کے بعد میں نے مختلف ذرائع سے میڈ ولیستا کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ یہ چھوٹا سا دیہات فرانس سے تقریباً ستر کلومیٹر کے فاصلے پر تھا۔ اور وہاں تک پہنچنے کے لیے مختلف ذرائع آمد و رفت موجود تھے۔

جب میں نے تمام معلومات حاصل کیں تو مجھ پر کچھ عجیب سی باتوں کا انکشاف ہوا۔ مجھے اندازہ ہوا کہ لوگ میڈ ولیستا سے نفرت کرتے ہیں۔ اور بلا ضرورت اس علاقے میں جانا پسند نہیں کرتے لیکن کسی ایک نے بھی

یہ بات نہیں بتائی تھی کہ ایسا کیوں ہے۔ مجھے تعجب ہوا۔ کم از کم اس سے قبل میں نے ایسے علاقے نہیں دیکھے تھے، جو دنیا کی جدید ترین مملکتوں میں شامل ہوں لیکن وہاں کی زندگی عجیب و غریب ہو۔ دوگ کی صورتحال ہی کیا کم تھی کہ اب یہ میڈولیستا بھی سامنے آ گیا تھا۔ بہرطور وہاں آنے جانے پر پابندی نہیں تھی۔ تمام معلومات مکمل کرنے کے بعد میں نے ایک سیاح ہی کی حیثیت سے میڈولیستا کی جانب سفر کرنا مناسب سمجھا۔ اور اپنے اس ارادے سے اپنے بقیہ ساتھیوں کو آگاہ کر دیا۔ وہ پہلے ہی اپنی منظوری دے چکے تھے۔

دوسرے دن میں میڈولیستا روانہ ہو گیا مین روڈ سے تقریباً دو کلومیٹر کے فاصلے پر میڈولیستا آباد تھا۔ راستے میں کئی زرعی فارم اور کیٹل ہاؤس نظر آئے لیکن دیہات تک کا سفر مجھے پیدل ہی طے کرنا پڑا تھا۔ اس آبادی کی کیفیت دوگ جیسی نہیں تھی۔ دیہات کے مشرقی سرے پر آوارہ گردوں کے لیے ایک کیمپنگ بنائی گئی تھی، جہاں چھوٹے چھوٹے خیمے اور لکڑی کے کیبن بنے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ میں نے اس جگہ کو اپنے لیے پسند کیا۔ کیمپنگ میں ایک ہوٹل بھی نظر آیا جو یہاں کا واحد ہوٹل تھا لیکن اس ہوٹل میں صرف کھانے پینے کی اشیاء دستیاب ہو سکتی تھیں قیام کا یہاں کوئی انتظام نہیں تھا۔ قیام کے لیے کیمپنگ ہی میں خیمے دستیاب ہو جاتے تھے۔ اس سے اچھی جگہ میرے لیے کوئی اور نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ آبادی میں داخل ہونا فوری طور پر خطرناک بھی ہو سکتا تھا۔ میں نے معلومات حاصل کیں اور ایک خیمہ اپنے لیے مخصوص کر لیا۔

پتا چلا کہ یہاں حشیش اور دوسری نشہ آور ادویات بکسانی دستیاب ہو جاتی ہیں۔ باہر سے آئے ہوئے آوارہ گرد یہاں منشیات کی خرید و فروخت بھی کرتے ہیں۔ اور بعض اوقات انھیں خاصا منافع مل جاتا ہے۔ خیمے میں آئے ہوئے زیادہ دیر نہیں گذری تھی کہ ایک شریف آدمی نے خیمے کا پردہ اٹھا کر اندر جھانکا اور مجھ سے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ دُبلا پتلا سا آدمی تھا۔ چہرے سے ہی بے وقوف لگتا تھا۔ وہ احمقوں کی طرح منہ کھول کر کھڑا ہو گیا۔ میں کڑی نگاہوں سے اُسے دیکھ رہا تھا۔

"ہاں کہو کیا بات ہے۔؟" میں نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"اوہ لارڈ اگر آپ کچھ لائے ہیں تو اس کی نکاسی کے لیے مورگن سے مناسب آدمی آپ کو اور کوئی نہیں ملے گا۔ یا پھر آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہے تو یہ بھی مورگن ہی کو بتائیے۔"

اگر مجھے یہاں کے بارے میں مکمل معلومات حاص[ل] نہ ہو جاتیں تو اس کے ان الفاظ پر مجھے حیرت ہوتی لیکن میں سمجھ گیا تھا کہ یہ نشہ آور ادویات کے سلسلے کا درمیا[نی] آدمی ہے یعنی بروکر۔ میں نے اپنا رویّہ تبدیل کر لیا اور [اس] سے بولا۔ "نہیں نہ میں کچھ لایا ہوں اور نہ کچھ درکار ہے۔ تمہا[را] بے حد شکریہ۔"

"اوہ۔" اس نے مایوسی سے ہونٹ سکیڑے، چن[د] لمحات تک گردن جھکائے سوچتا رہا۔ پھر اسی انداز میں وا[پس] چلا گیا۔ میں خیمے کے دروازے سے باہر نکل آیا تھا۔ د[ور] تک میں نے اس شخص کو جاتے ہوئے دیکھا۔ اور جب نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تو واپس خیمے میں آ گیا۔ جس [کام کا] بیڑا اٹھا کر آیا تھا، اس کی تکمیل میں دیر نہیں کرنا چاہتا تھ[ا] چنانچہ باہر نکل آیا۔ منشیات کے عادی زندگی کی بدترین سا[نسیں] بسر کر رہے تھے۔ زرد چہرے ویران آنکھیں جو نشے [میں] ڈوبنے کے بعد زندگی پاتی ہیں۔ عورتیں، مرد، خوبصور[ت] نوجوان لڑکیاں۔ سب ہی تھے۔ میں اس ہوٹل کی جانب بڑھ گیا جو تھوڑے ہی فاصلے پر نظر آ رہا تھ[ا] پیٹ کی ضروریات اسی جگہ سے پوری کی جا سکتی تھیں کے دروازے پر قدم رکھا ہی تھا کہ ایک خوبصورت بوٹے سے قد کی لڑکی اندر سے نکلتی ہوئی نظر آئی۔ مجھے کر ٹھٹک گئی تھی۔ میری یادداشت ابھی اتنی کمزور نہیں میں اُسے نہ پہچان سکتا۔ یہ اسٹیمر کی میری ہمسفر وہی لڑکی جس نے اپنے چین جانے کا اعلان کیا تھا۔ شاید اُ[س] بھی میرا چہرہ بغور دیکھ لیا تھا۔ اور اس کی ٹھٹکنے کی وجہ یہی [تھی]

"تم۔" اس نے کہا اور پھر خود بخود ہی مسکرا دی۔

"آپ چین نہیں گئیں مس!" میں نے بھی مسکرا[تے ہوئے] سوال کیا۔

"ہوں۔ تو تم بھی مجھے پہچان گئے۔"

"ہاں۔ حالانکہ آپ کی آنکھوں میں نیند تھی جبکہ م[یں بری] طرح جاگ رہا تھا۔ آپ کو میرا چہرہ یاد کیسے رہ گیا۔"

"جن لوگوں پر مجھے غصہ آتا ہے ان کے چہرے کبھی نہیں بھولتی۔"

"تب تو آپ بیحد خطرناک ہیں۔" میں نے [...] ہوئے کہا۔

کچھ لوگ باہر سے اندر داخل ہوتے ہوئے نظ[ر آئے] تو اس نے بے تکلفی سے میرا بازو پکڑا۔ اور ایک ط[رف ہٹ] کر انھیں جانے کا راستہ دے دیا، پھر بولی۔ "تو تم یہا[ں]

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

[تھے] مگر کیوں۔؟"

"یہاں بے شمار افراد نظر آ رہے ہیں۔ کیا ان سب نے [...] بتا دیا ہے کہ وہ یہاں کیوں آئے ہیں۔"

"بدلہ لے رہے ہو مجھ سے۔ لیکن اس وقت میں نیند [میں] تھی۔ آؤ، غالباً پیٹ کی آگ بجھانے آئے ہو۔"

"ہاں۔" میں نے کہا اور وہ مجھے اسی بے تکلفی سے لیے [ہو]ئے ہال میں داخل ہو گئی۔ ہال پوری طرح بھرا ہوا تھا۔ اور [یہ]اں تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی۔ کھانے کا وقت تھا۔ [اس] لیے چاروں طرف ویٹر پھرتی سے آ جا رہے تھے۔ اور [کھ]انے پینے کی اشیاء میزوں پر پہنچا رہے تھے۔ میں نے [...] مایوسانہ نگاہ چاروں طرف ڈالی۔ جو لوگ ابھی ابھی [اند]ر داخل ہوئے تھے، وہ بھی ایک سمت کھڑے ہوئے [اپ]نے لیے کوئی جگہ تلاش کر رہے تھے لیکن جگہ کا نام و نشان [نہ]یں تھا۔ لڑکی البتہ ہال میں نہ رکی۔ بلکہ وہ ہال کی بغلی سمت [...] ایک چھوٹی سی راہداری کی جانب بڑھ گئی، جس کے اختتام [پر] سیڑھیاں اوپر کی منزل کی طرف جاتی تھیں۔ میں نے اس [سے] کوئی سوال نہیں کیا۔ میرا خیال تھا کہ اوپر کی منزل میں بھی [کھا]نے والوں کے لیے میزیں پڑی ہوں گی۔ لیکن وہ اس کھلے [ہو]ئے دروازے سے اندر داخل ہو گئی، جس کی دوسری [ج]انب ایک خوبصورت سا کمرہ تھا، جہاں اعلیٰ قسم کا فرنیچر [سج]ا ہوا تھا۔

"کیا مطلب۔ یہ ہوٹل میرا مطلب ہے یہ کمرہ؟"

"میرا بیڈ روم ہے۔"

"یہاں رہتی ہو۔؟" میں نے سوال کیا۔

"ہاں یہ ہوٹل میرا ہی ہے۔"

"اوہ یہ معاملہ ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور [ایک] جگہ بیٹھ گیا۔

"کھانا کھاؤ گے نا۔؟"

"کھاؤں گا تو سہی لیکن تمہارا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری [ہے] ویسے کسی ہوٹل کی مالک کو اتنا پُر اخلاق پہلے ہی دیکھا [ہے] جو اپنے معزز گاہکوں کے لیے ..."

"دیکھو میں فضول باتیں پسند نہیں کرتی۔ میں تمہیں گاہک [...] نہیں بلکہ شناسا سمجھ کر لائی ہوں۔ دراصل جب میں نے [...] روشنی میں اپنے رات کے رویے پر غور کیا تو مجھے افسوس [ہو]ا۔ مجھے تمہیں جگہ دینی چاہیے تھی۔ اس کے بجائے میں تلخ [الف]اظ کہہ کر دوبارہ سو گئی۔ میں نے کئی بار تمہارے بارے [میں] سوچا تھا۔"

"تب پھر اس احساس کے لیے مزید شکریہ۔"

"میرا نام سوئیٹر ہے۔" اس نے کہا۔

"مجھے تم غزالی کے نام سے پکار سکتی ہو۔ ایشیائی باشندہ ہوں۔ نام سے ہی اندازہ ہو گیا ہو گا۔"

"ہاں۔ چہرے سے بھی یہی اندازہ ہوتا ہے۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر کے بعد میرے لیے کھانا آ گیا۔

"شاید تم کہیں جا رہی تھیں۔؟"

"نہیں کہیں نہیں۔ کوئی خاص بات نہیں تھی۔ کھانے سے فارغ ہو کر باہر نکلی تھی۔ بس یونہی چہل قدمی کا ارادہ تھا کہ تم نظر آ گئے۔"

"گڈ۔ ویسے مس سوئیٹر! کیا آپ تنہا اس ہوٹل کو چلاتی ہیں؟"

"نہیں۔ میں کسی ہوٹل ووٹل کو نہیں چلاتی بلکہ ہوٹل کی دیکھ بھال میرے ڈیڈی کرتے ہیں۔"

"لیکن تم تو لندن سے؟" میں نے سوالیہ انداز میں کہا، اور خاموش ہو گیا۔

"ہاں جاتی رہتی ہوں۔ میرے خاندان کے لوگ وہیں ہیں۔ دراصل میری ماں انگریز تھی اور باپ فرانسیسی۔"

"تھی۔؟"

"ہاں۔ مر چکی ہے۔" اس کے لہجے میں کوئی تاسف نہیں تھا۔ میں اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔

"لندن میں۔..."

"ہاں۔ وہاں میری خالہ رہتی ہے، جو مجھے شاید ماں سے زیادہ چاہتی ہے۔ لیکن ڈیڈی بھی میرے بغیر اداس ہو جاتے ہیں۔ یہاں اس چھوٹی سی جگہ میرا دل بالکل نہیں لگتا۔ گھبرا جاتی ہوں تو لندن چلی جاتی ہوں۔ یا پھر پیرس۔ لیکن پیرس کا ایک ایک چپہ میں دیکھ چکی ہوں۔ اس لیے اب مجھے پیرس میں بھی کوئی دلچسپی نہیں محسوس ہوتی۔ ویسے تم یہاں کس لیے آئے ہو۔؟"

"سیاحت صرف سیاحت۔"

"میرا کچھ اور خیال ہے۔" وہ مسکرا کر بولی۔

"کیا۔؟"

"یہاں خاص طور سے میڈولیستا کی جانب جو لوگ سفر کرتے ہیں وہ منشیات کے بیوپاری ہوتے ہیں اور حقیقت یہی ہے کہ پورے فرانس میں یہاں سے سستی منشیات کہیں نہیں ملتیں۔"

میں مسکرا کر خاموش ہو گیا تھا۔ کافی دیر تک وہ مجھ سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باتیں کرتی رہی۔ اور پھر جب میں اٹھا تو کہنے لگی "اگر تم کبھی چاہو تو مجھ سے مل سکتے ہو۔ مجھے تمہاری شخصیت پسند آئی ہے۔"

"بہت بہت شکریہ" میں نے جواب دیا۔ اور وہ مجھے ہوٹل کے دروازے تک چھوڑنے آئی۔ بہرحال ایک رابطہ ہوگیا تھا اس سے اور میں اسے غنیمت سمجھتا تھا۔ رات کے کھانے کے لیے جب ہوٹل میں داخل ہوا تو وہ مجھے ایک میز پر نظر آئی۔ لیکن اسی میز پر ایک اور شخص بھی اس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ جو طاقتور تن و توش کا مالک اور چہرے سے کسی قدر خطرناک نظر آرہا تھا۔ اس نے بھی مجھے دیکھ لیا۔ اور ہاتھ ہلا کر اسی طرف آنے کا اشارہ کیا۔ میں آہستہ آہستہ آگے بڑھ گیا۔

"ہیلو غازالی! بیٹھو۔ یقیناً رات کا کھانا کھانے آئے ہو گے۔"

"ہاں۔ لیکن اس وقت تمہیں زحمت نہیں دوں گا۔ ورنہ تمہارا باپ قلاش ہو جائے گا۔"

"بیٹھو بیٹھو۔ میرا باپ اب اس قدر بھی مفلس نہیں۔ ان سے ملو یہ مسٹر پائپر ہیں۔ ایڈی پائپر۔ بہت بڑے آدمی ہیں اس علاقے کے۔ تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔"

"ہیلو" میں نے ایڈی پائپر کی آنکھوں میں جھانکا لیکن اس کی آنکھوں میں سرد مہری کے علاوہ اور کچھ نظر نہیں آیا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بھی نہیں آئی تھی۔ ہاتھ ملانا تو دور کی بات تھی۔ بہرطور میں بیٹھ گیا۔

ایڈی پائپر نے اپنی کرسی کھسکا کر پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ "اب مجھے اجازت دو سوئیٹر! تم جانتی ہو کہ میں اجنبی لوگوں کے درمیان بیٹھنا پسند نہیں کرتا۔"

"اوہ مسٹر پائپر، مسٹر پائپر۔ دراصل میں۔ یہ......" سولیٹر نجانے کیوں گھبرا سی گئی۔ لیکن پائپر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ پھر وہ کچھ کہے بغیر واپس چلا گیا۔ میں نے مسکراتی نگاہوں سے سوئیٹر کو دیکھا۔ ایک لمحے تک تو وہ کچھ مضطرب سی رہی۔ لیکن پھر اس نے شانے ہلائے اور گردن جھٹک کر میری طرف متوجہ ہوگئی۔

"غالباً مسٹر پائپر تم سے خصوصی انسیت رکھتے ہیں۔"

"ہونہہ۔ میں کس کی پروا کرتی ہوں۔ وہ کچھ بھی ہوں مجھے کیا۔"

"تم سے کس طرح کے تعلقات ہیں مسٹر پائپر کے؟"

"اب تم مجھے اس سلسلے میں بور کرو گے۔"

"نہیں سولیٹر پلیز! میں دوسری میز پر چلا جاتا ہوں۔ بس ایسے ہی تم نے ادھر بلا لیا تھا۔ ورنہ ضروری تو نہیں ہے کہ اتنی معمولی سی [illegible] کا اتنا بڑا معاوضہ وصول کیا جائے۔ سوری ڈیئر سوری!"

میں نے اٹھنے کی کوشش کی تو اس نے میرے ہاتھوں پر ہاتھ رکھ دیا "ارے ارے اتنی سی بات پر اتنا ناراض ہونا کچھ اچھی بات نہیں بیٹھو میں نے تم سے تو کچھ نہیں کہا۔ دراصل اس شخص کی بداخلاقی نے میرا موڈ خراب کر دیا ہے بیٹھو پلیز بیٹھو۔ میں بور ہو رہی ہوں، ہمیشہ ہی بور ہوتی رہتی ہوں۔ آخر کروں بھی تو کیا۔" اس نے ویٹر کو اشارہ کیا۔ اور میں نے آہستہ سے کہا: "سوئیٹر! میں کھانے کا بل ادا کروں گا۔ ورنہ کھانا نہیں کھاؤں گا۔"

"عجیب ضدی آدمی ہو۔ کیا میڈولیسا میں تم میرے مہمان نہیں بن سکتے!"

"مناسب نہیں ہوگا سوئیٹر پلیز!"

"تمہارا غصہ ابھی تک ٹھنڈا نہیں ہوا۔ بات دراصل یہ ہے مسٹر پائپر ڈیڈی کے شناساؤں میں سے ہیں۔ اور پھر چونکہ فادر میڈلینو کے نائب ہیں! اس لیے ادھر میں ہی کیا سب ان کی عزت کرتے ہیں۔ ویسے آدمی بے حد خطرناک ہیں۔ لوگ ان سے سہمے ہوئے رہتے ہیں۔ انداز گفتگو بہت اچھا ہوتا ہے۔ ابھی سمجھ میں آج تک یہ بات نہیں آئی کہ لوگ ان سے کیوں خوفزدہ رہتے ہیں۔"

میں نے سوئیٹر کی بات سنی۔ لیکن خاموش ہی رہا۔ وہ صورت دیکھتے دیکھتے ہنس پڑی تھی "بالکل روٹھے ہوئے بچے لگ رہے ہو۔" ویٹر کے آنے پر اس نے کھانے کی فہرست بتا دی۔ اور میں چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"میں بھی تمہارے ساتھ ہی کھانا کھاؤں گی۔" اس نے

"تم میرے اوپر احسانات کے بوجھ لاد رہی ہو سوئیٹر!"

"بس اب غصہ تھوک بھی دو نا۔ بتا تو دیا مسٹر پائپر کے بارے میں مجھ سے اکثر ملتے رہتے ہیں اور کافی مہربان ہیں۔ آج تک کوئی ایسی ویسی بات نہیں کہی انہوں نے مجھ سے۔ چنانچہ میں بھی ان کا احترام کر لیتی ہوں۔ لیکن صرف احترام!"

"فادر میڈلینو کون ہیں۔"

"پرانے گرجا کے متولی۔ پادری بھی ہیں۔ لیکن بہت پرانے آدمی نہیں ہیں۔ چند سال قبل یہاں آئے تھے۔ اور پھر بعد اس گرجا میں رہ گئے۔ پرانے پادری کا انتقال ہو گیا۔ لوگ ان کا بے حد احترام کرتے ہیں۔ وہ صرف پادری ہی نہیں بلکہ روحانی قوتوں کے مالک ہیں اور لوگوں کے کام آتے رہتے

ایڈی پائپر کا اپنا الگ کاروبار ہے۔ لیکن وہ فادر میڈلینو کے نائب کی حیثیت سے بھی مشہور ہیں۔ اور فادر میڈلینو ان سے خاص محبت رکھتے ہیں۔"

"پرانے گرجا کے پادری فادر میڈلینو کا قیام کہاں ہے؟"

"بھی بروجر لوائنٹ پر ہی تو ایک گرجا ہے۔ باقی وہاں آبادی نہیں ہے۔" سوئیٹر نے بتایا اور دفعتاً ہی میرے ذہن میں دھماکا سا ہوا۔ بروجر لوائنٹ۔ تھوساس۔ فادر میڈلینو۔ اگر میرا اندازہ غلط نہیں تھا تو یہ فادر میڈلینو تھوساس ہی ہو سکتا تھا۔ میرے ذہن میں چھناکے ہوتے رہے۔ اور اس کے بعد میں پرسکون ہوگیا۔ بروجر لوائنٹ کے پرانے گرجا کو دیکھنا پڑے گا۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا۔ بہت زیادہ کرید اچھی بات نہیں تھی۔ چنانچہ اس کے بعد میں نے سوئیٹر سے اس کے بارے میں کوئی سوال نہیں کیا۔ وہ کھانے کے بعد کافی دیر تک مجھ سے باتیں کرتی رہی۔ اور پھر مجھے میرے کمرے تک چھوڑنے آئی۔

رخصت ہوتے ہوئے اس نے مسکرا کر کہا: "کل ملاقات ہوگی۔ اور سنو فضول باتوں سے گریز کرکے جب تک یہاں ہو تم اپنے آپ کو میرا مہمان تصور کرو۔ مجھے خوشی ہوگی۔ پلیز" اس کے لہجے میں خلوص تھا اور میں مسکرا دیا۔

اس کے جانے کے بعد میں یہ سوچنے لگا کہ بروجر لوائنٹ تک پہنچنے کے لیے مجھے کیا کرنا چاہیے۔ ویسے وہ شخص مسلسل میرے ذہن میں چبھ رہا تھا، جس کا نام مجھے ایڈی پائپر بتایا گیا تھا۔ پتا نہیں کیوں مجھے اس کی آنکھوں میں کینہ توزی کی جھلک محسوس ہوئی تھی۔ شاید اس نے مجھے پسند نہیں کیا تھا مگر اس کی وجہ ممکن ہے یہ سوئیٹر کا قرب ہو جس کی وجہ سے اس نے مجھے ناپسند کیا تھا۔ یا پھر کوئی اور بات ہے۔ ویسے فادر میڈلینو ممکن ہے مسٹر تھوساس ہی ثابت ہوں۔ ان کے بارے میں مختصراً جو کچھ سوئیٹر نے بتایا تھا وہ اس بات کی نشاندہی کرتا تھا۔ میں نے دل میں فیصلہ کیا کہ سوئیٹر کی اس نوازش کو قبول کر لیا جائے۔

دوسرے دن جب تقریباً ساڑھے دس بجے وہ میرے خیمے میں پہنچی تو میں نے پہلے سے بالکل مختلف انداز میں اس کا خیر مقدم کیا اور بے بسی کے انداز میں بولا: "افسوس تمہارے استقبال کے لیے میں اپنے صحیح جذبات کا اظہار نہیں کر سکتا۔ یہ جگہ تو بیٹھنے کے لیے بھی نامناسب ہے۔"

"ناشتا کر لیا؟" اس نے سوال کیا۔

"ہاں۔ یہاں ناشتے کے لیے بہت سی چیزیں مل جاتی ہیں۔"

"منشیات کے عادی ہو۔"

"لعنت بھیجتا ہوں ان پر۔"

"تو پھر ان کے درمیان کیوں آباد ہو گئے؟"

"میں نے کہا نا۔ دراصل مجھے دیہاتی زندگی سے عشق ہے مختلف ممالک کی سیاحت کر چکا ہوں۔ لیکن میں جدید ترین شہروں کے بجائے دیہاتوں کی زندگی دیکھنے کا زیادہ خواہشمند رہتا ہوں کسی نے میڈولیسا کا نام لے دیا تھا تو اس طرف نکل آیا۔ اور بھی بہت سے دیہاتی علاقے دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"ویسے میڈولیسا میں کچھ نہیں ہے۔ تمہیں یہ جگہ دیکھ کر مایوسی ہی ہوئی ہوگی۔"

"ہاں مجھے یہ بات نہیں معلوم تھی کہ یہ منشیات کا تجارتی مرکز ہے۔ ویسے یہاں کے اطراف کیسے ہیں؟"

"میں نے کہا نا کچھ بھی نہیں ہے۔ مگر ڈیڈی کا ذریعہ آمدنی یہی ہوٹل ہے۔ اور طویل عرصے سے وہ یہاں کام کر رہے ہیں۔ اس لیے ہم یہاں سے کہیں جا بھی نہیں سکتے اور نہ ہمارے پاس اتنا سرمایہ ہے کہ ہم کہیں کسی مناسب جگہ ہوٹل کھول لیں۔ ڈیڈی مجھے اتنا چاہتے ہیں کہ مستقلاً لندن میں بھی نہیں رہ سکتی۔ ورنہ میری خالہ مسلسل اصرار کرتی رہتی ہے کہ میں زیادہ سے زیادہ وقت اس کے ساتھ گزار دوں۔ آؤ یہاں سے باہر چلتے ہیں۔ یہاں کی فضا مجھے ہمیشہ بوجھل محسوس ہوتی ہے اور منشیات کے دھوئیں سے میرا دماغ چکرایا رہتا ہے۔"

میں تیار ہو کر اس کے ساتھ باہر نکل آیا سولیٹر مجھے میڈولیسا کے بارے میں معلومات فراہم کرتی رہی۔ میں نے اس سے بروجر لوائنٹ کا ذکر کیا تو اس نے ایک سمت اشارہ کرتے ہوئے کہا "بس یہاں سے سیدھے چلے جائیں۔ تقریباً ڈھائی کلو میٹر کے فاصلے پر بروجر لوائنٹ ہے۔ دراصل یہ ایک قدرتی جھیل ہے جس کے کنارے سرسبز ہیں۔ وہیں پرانے گرجا کی عمارت ہے جو کہ اب فادر میڈلینو کی رہائش گاہ ہے کیونکہ نیا گرجا دوسری جانب بن چکا ہے اس عمارت کو سرکاری طور پر بوسیدہ قرار دے دیا گیا تھا لیکن فادر میڈلینو نے اسے ہی اپنی رہائش گاہ کے طور پر منتخب کیا ہے اور ان کی شخصیت ایسی ہے کہ کوئی انہیں ان کے کسی کام سے باز نہیں رکھ سکتا۔"

موضوع نکل آیا تھا! چنانچہ میں نے فادر میڈلینو کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنا شروع کر دیں اور تھوڑی ہی دیر کے بعد مجھے اندازہ ہوگیا کہ وہ تھوساس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے کیونکہ سولیٹر نے فادر میڈلینو کی روشن ضمیری کے قصے بھی سنائے تھے اور بتایا تھا کہ لوگ کس طرح ان سے مرعوب رہتے ہیں، لیکن ان کی ذات سے کبھی کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

سولیٹر کے ان الفاظ سے مجھے کافی تسلی ہوئی تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ تھوساس اپنی جگہ محفوظ ہے۔ اور ابھی مارٹن ایسٹروکے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہاتھ اس تک نہیں پہنچ سکے۔ میں نے فوری طور پر یہ ارادہ ملتوی کر دیا کہ سولیٹیرڈ کو ساتھ لے کر بروجیر پوائنٹ تک جاؤں۔ اب مجھے راستوں کا اندازہ بھی ہو چکا تھا۔ چنانچہ تھوڑی دور تک چہل قدمی کرنے کے بعد ہم لوگ واپس چلے آئے۔ یہاں سے میں ہوٹل ہی پہنچا تھا۔ اور دوپہر کا کھانا سولیٹیرڈ کے ساتھ ہی کھایا تھا۔ ابھی تک میری ملاقات سولیٹیرڈ کے باپ سے نہیں ہوئی تھی۔ نہ میں نے اس کی فرمائش کی تھی۔ سولیٹیرڈ نے رات کو ملنے کا وعدہ لے کر مجھے رخصت کر دیا۔

اب میرے لیے انتظار کرنا ممکن نہیں تھا۔ میں بروجیر پوائنٹ پہنچ کر مسٹر میڈلینسو یعنی تھوساس سے ملاقات کر لینا چاہتا تھا حالانکہ یہ بات پروگرام میں شامل نہیں تھی۔ لیکن اب جو صورتحال میرے سامنے آئی تھی اسے سامنے رکھتے ہوئے میرے لیے ضروری تھا کہ میں تھوساس سے رابطہ قائم کر لوں تاکہ جلد از جلد وہ بھی اپنے تحفظ کا بندوبست کر لے۔ میں بہت جذباتی ہو گیا تھا۔ مجھے امید نہیں تھی کہ تھوساس سے ملاقات کرنے میں اتنی جلدی کامیابی نصیب ہو جائے گی چنانچہ میں وہاں سے رخصت ہو کر سیدھا بروجیر پوائنٹ کی جانب چل پڑا۔ جوں جوں آگے بڑھتا جا رہا تھا راستے سنسان ہو رہے تھے۔ اس طرف غالباً بستی کا کوئی فرد نہیں آتا تھا کچھ عجیب سی کیفیت کا احساس ہو رہا تھا۔ جگہ جگہ درختوں کے جھنڈ اگے ہوئے تھے۔ ان کے درمیان سبز گھاس نظر آ رہی تھی۔ ایک لمحے کے لیے میرے ذہن میں ایک اور خیال آیا۔ اور یہ خیال مجھ پر اس طرح حاوی ہو گیا کہ میں اپنے آپ کو اس سے باز نہ رکھ سکا چنانچہ میں درختوں کے ایک جھنڈ کے قریب بیٹھ گیا۔ میں نے اپنے حواس مجتمع کیے اور پھر اپنے ذہن میں تھوساس کا تصور کرنے لگا میں اس سے ذہنی رابطہ قائم کرنا چاہتا تھا۔ چند لمحات کی کوشش کے بعد ہی مجھے کامیابی نصیب ہو گئی۔ اور ایک اجنبی آواز میرے کانوں میں ابھری۔

”ہاں میں تم سے مخاطب ہوں۔ کون ہو تم؟“

”میرا نام غزالی ہے۔ اور میں تمہارے نزدیک موجود ہوں تم سے ملنا چاہتا تھا۔ کسی کا کوئی پیغام مجھے تم تک پہنچانا تھا۔“

”تم سامون ہو؟“ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”اس بات کا جواب میں تم سے مل کے ہی تمہیں دے سکتا ہوں۔“

”تو پھر فوراً میرے پاس آ جاؤ۔“ تھوساس کی آواز میرے کانوں میں ابھری۔

”میں تم سے بہت دور نہیں ہوں۔ اور تمہارے پاس ہی آ رہا تھا۔“

”میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔“ تھوساس نے کہا۔ اور اس کے بعد ہمارا ذہنی رابطہ منقطع ہو گیا۔ میری مسرتوں کی حد نہیں تھی۔ اپنی اس کامیابی پہ نازاں میں تیز رفتاری سے بروجیر پوائنٹ کی جانب چل پڑا۔ اور پھر دور سے بنے پرانے گرجا کی عمارت دیکھی عمارت تک جانے کے راستے پر اونچی اونچی جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں میں ان جھاڑیوں کی آڑ لیتا ہوا آہستہ آہستہ عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ پتھروں کی اس عمارت میں بیرونی جانب کافی ٹوٹ پھوٹ ہوئی تھی۔ لیکن جوں جوں میں آگے بڑھ رہا تھا مجھے احساس ہو رہا تھا کہ عمارت مضبوط ہے۔ اس میں داخلے کا صرف ایک ہی دروازہ تھا۔ اور اطراف میں پھیلے ہوئے جھاڑ جھنکاڑ سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ یہاں انسانوں کی آمد و رفت بہت کم ہے۔ کوئی پگڈنڈی تک نظر نہیں آ رہی تھی۔ جگہ جگہ کانٹے دار جھاڑیاں بکھری ہوئی تھیں، جن سے بچ کر چلنا پڑ رہا تھا۔ اب عمارت کوئی سو گز کے فاصلے پر تھی اور جھاڑیاں میرے گھٹنوں سے زیادہ اونچی نہیں تھیں میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا دروازے تک پہنچ گیا۔ یہ لمبا اور آبنوسی رنگ کی کسی مضبوط لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ اور اس پر بیل کی نقش کاری کی گئی تھی جو بہت دلکش تھی۔ اور اس میں سے لکڑی کا رنگ کہیں کہیں سے ہی جھلکتا تھا۔ دروازے کو آہستہ سے دھکیل کر میں اندر داخل ہو گیا۔ میرے سامنے ایک بلند و بالا اونچی چھت والا ہال تھا۔ جس میں شاید کبھی عبادت گاہ بنی ہو گی۔ لیکن اب فرش پر صرف لکڑی کی بینچوں کے نشانات نظر آ رہے تھے۔ ہال کے عقب میں بغیر کواڑوں کا ایک چھوٹا سا دروازہ نظر آ رہا تھا۔

میں اس دروازے کے دوسری طرف پہنچا تو ایک انتہائی خوبصورت منظر نظر آیا۔ سرو کے درخت جھوم رہے تھے پھولوں کے انتہائی نفاست سے تراشے ہوئے تختے جگہ جگہ نظر آ رہے تھے۔ مخملیں گھاس بالکل ہموار تھی۔ روشیں بنی ہوئی تھیں۔ باہر سے دیکھتے ہوئے اندر کے منظر پر یقین نہیں آتا تھا۔ عمارت کے تو الیسا راستہ جس پر سے گزرنا مشکل ہو اور عمارت کے اندر کا یہ منظر دو بالکل مختلف چیزیں محسوس ہوتی تھیں۔ لیکن چاروں طرف موت کا سناٹا طاری تھا۔ یہاں تک کہ اتنے وسیع و عریض باغ میں کسی پرندے تک کی چہکار نہیں سنائی دے رہی تھی۔ میری نگاہیں بڑی تیزی سے ہر سمت کا جائزہ لے رہی تھیں۔ کچھ آگے بڑھ کر درختوں کے ایک جھنڈ میں محراب نما دروازہ نظر آیا، اور جب میں اس دروازے کی دوسری طرف پہنچا تو اس حسین عمارت کا منظر میری نگاہوں کے سامنے تھا جو باغ میں داخل ہونے کے بعد درختوں کے جھنڈ میں ہونے کی وجہ سے نظر نہیں آتی تھی۔ میں اس پر سحر زدہ

واقعی سحر زدہ ہو گیا تھا۔

میرے قدم ایک لمحے کے لیے رک گئے۔ اور اسی وقت مجھے اپنے عقب سے ایک آواز سنائی دی ”رک کیوں گئے آگے بڑھو۔ مسٹر تھوساس اندر موجود ہیں۔“

اس خاموش اور پراسرار ماحول میں یہ اچانک سنائی دینے والی آواز سماعت کے لیے کسی دھماکے سے کم نہیں تھی۔ میں چونک کر پلٹا اور ایک لمحے کے لیے بدن میں خون کی روانی سی رک سی گئی۔ یہ ایڈی پائپر تھا۔ اس شخص کو میں نے پہلی ہی نگاہ میں ناپسند کیا تھا۔ مجھے حیرت تھی کہ تھوساس نے اسے اپنا ہمدم کیوں قرار دیا تھا۔

وہ آہستہ قدموں سے چلتا ہوا میرے پاس آ گیا۔ ”آؤ دوست آگے بڑھو فادر میڈلینسو اندر تمہارے منتظر ہیں۔“

”بہ الفاظ دیگر مسٹر تھوساس۔“ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ میں نے گہری سانس لے کر قدم آگے بڑھا دیے۔ اب یہ ضروری تو نہیں تھا کہ جو شخص میرے لیے ناپسندیدہ ہو وہ تھوساس کے کام کا نہ ہو۔ اس کے انداز سے پتا چلتا تھا کہ وہ میری یہاں آمد کا منتظر تھا۔ ظاہر ہے یہ بات اسے تھوساس ہی سے معلوم ہوئی ہو گی۔ میں نے ذہن سے تمام خیالات جھٹک دیے اور پائپر کے ساتھ عمارت میں داخل ہو گیا۔ عمارت اندر سے بھی شاندار تھی۔ پائپر مجھے لیے ہوئے ایک آراستہ کمرے میں داخل ہو گیا۔ ”بیٹھو۔ کیا تمہیں یاد ہے کہ ہم پہلے بھی مل چکے ہیں؟“ اس نے خلاف عادت مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں، اور اس وقت تم نے بھونڈے انداز میں مجھ سے بیزاری کا اظہار کیا تھا۔“

”اس وقت مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ تم سامون ہو۔“ اس نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا تم بھی سامون ہو؟“ میں نے دفعتاً چونک کر پوچھا۔

”ان باتوں کا جواب مسٹر تھوساس ہی دے سکتے ہیں۔“ اس نے کہا۔

”نہیں یہ سامون نہیں ہے مسٹر غزالی۔ بلکہ ایک مقامی آدمی ہے۔“ کمرے کے دروازے سے آواز ابھری اور میں نے چونک کر گردن گھمائی۔ اس بار واقعی مجھے اپنے بدن کی جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔ جو کچھ میری آنکھوں نے دیکھا تھا اس پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ ایک لمبے سے سیاہ ریشمی لبادے میں ملبوس مارٹن ایسٹرو میرے سامنے موجود تھا۔ اس کے ہونٹوں پر پھیلی ہوئی طنزیہ مسکراہٹ بتاتی تھی کہ اسے میری آمد پر کوئی تعجب نہیں ہوا ہے لیکن میری آنکھیں اب بھی یقین کرنے کو تیار نہیں تھیں۔

”تم ابھی تک کھڑے ہوئے ہو مسٹر غزالی بیٹھو یقیناً ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔“ مارٹن ایسٹرو نے کہا۔

میں اپنے آپ کو سنبھالنے کی لاکھ کوشش کر رہا تھا لیکن اعصاب ساتھ نہیں دے پا رہے تھے۔ بہر حال صوفے پر بیٹھ گیا۔ مارٹن ایسٹرو خود بھی کمرے کے آخری سرے کے ایک صوفے پر جا بیٹھا تھا۔ پھر وہ بولا ”تمہاری دوستی تک بہتر نہیں ہوئی میں ایک بار پھر تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ابھی تمہیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ جو کچھ تم کر چکے ہو اس میں لطف آیا ہے کیوں کہ جس طرح لوگ بہترین دوستوں کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں اسی طرح میں بہترین دشمنوں کا شائق ہوں اور تمہیں میں نے بہترین دشمن قرار دیا ہے۔ اعلیٰ پائے کے دشمنوں کی میں دل سے قدر کرتا ہوں۔“

مارٹن ایسٹرو مجھ پر حاوی ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔ اسے دیکھ کر صرف تعجب ہوا تھا خوف کا کوئی شائبہ میرے ذہن میں نہیں تھا۔ چنانچہ حیرت کا یہ غلبہ بالآخر ختم ہو گیا۔

”تم جانتے ہو مارٹن ایسٹرو میں خوف زدہ نہیں ہوں۔“ میں نے پرسکون لہجے میں کہا۔

”ہاں، شاید۔“ اس نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا پھر پائپر کی طرف دیکھ کر بولا ”تم جانتے ہو اب یہاں تمہاری ضرورت نہیں ہے۔“

پائپر بوکھلا کر الٹے قدموں واپس دروازے سے باہر نکل گیا۔ ایسٹرو عجیب سے انداز میں ہنسنے لگا پھر بولا ”کہ یہ سوال تو بیکار ہے کہ تم یہاں تھوساس کی تلاش میں آئے ہو گے۔“

”بولتے رہو اچھے لگ رہے ہو۔“ میں نے طنزیہ انداز میں کہا۔

”نہیں میرے عزیز دشمن۔ میں نے تمہیں بلاوجہ یہاں آنے کی زحمت نہیں دی ہے۔ ہم دونوں یہاں پر وقار انداز میں گفتگو کریں گے۔ تم مجھے میرے سوالات کے جواب دو گے اور میں تمہیں۔ ہم دونوں کے ذہنوں میں جو الجھنیں ہیں وہ دور ہو جائیں گی ایک بات کا وعدہ کرتا ہوں جو کچھ اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جتنا جانتا ہوں اتنا ہی بتاؤں گا۔ تم پر فوقیت حاصل کرنے کی کوشش نہیں کروں گا۔ تم بھی کسی سلسلے میں بے جا ضد نہ کرنا۔ ممکن ہے میں تمہارے لیے کارآمد ثابت ہوں۔ ہاں اس بات کے امکانات ہیں۔ تم مجھ پر یقین کر لو۔"

میں خاموشی سے اس کی صورت دیکھتا رہا۔

"کچھ بور ہو گئے؟" اس نے سوال کیا۔

"نہیں شکریہ۔ تمہاری گفتگو مجھے بہت پسند آ رہی ہے۔" میں نے پہلی بار مسکرا کر کہا۔

اس نے گہری نگاہوں سے مجھے دیکھا پھر بولا "مسٹر غزالی تم سے میری پہلی مڈبھیڑ ہوئی اور تم نے مجھے چونکا دیا۔ بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں، جو میری توجہ حاصل کر پاتے ہیں۔ تم مجھے چرکا دے کر صاف نکل گئے تھے نہ صرف نکل گئے تھے بلکہ جس مقصد کے تحت تم مجھ تک پہنچے تھے تم نے اسے حاصل کر لیا۔ اس کے بعد میں نے اپنی فطرت سے مجبور ہو کر تمہارے بارے میں چھان بین کی اور تمہارا شجرہ نسب معلوم کر لیا۔ یہ سب کچھ معلوم کر کے مجھے تمہاری ذات سے مزید دلچسپی پیدا ہو گئی۔ اگر میں یہ کہوں تو غلط نہیں ہوگا کہ تمہاری شخصیت میرے لیے انتہائی کشش کا سبب ہے۔ ہندوستان کے ایک چھوٹے سے دیہات کا زمیندار جو اپنے اہل خاندان سے ناراض ہو کر گھر سے نکلا۔ ان اعلیٰ صفات کا نمونہ کیسے بن گیا؟ بات ناقابل یقین سی ہے۔ میں تمہاری کہانی تفصیل سے تمہیں نہیں سناؤں گا، بلکہ یوں سمجھ لو کہ جتنا کچھ تمہارے بارے میں معلوم کرنا ضروری تھا میں نے معلوم کر لیا اور میں یہ جانتا ہوں کہ مسٹر حسن نے لیبوس کا پیغام ملنے کے بعد تمہیں یہاں بھیجا تھا۔ یقیناً مسٹر حسن کو اس بات کا اندازہ ہوگا کہ تم یہاں پیش آنے والے واقعات سے نمٹنے کی صلاحیت رکھتے ہو۔ تم نے بلاشبہ ان صلاحیتوں کا بہترین مظاہرہ کیا اور لاکھوں رکاوٹوں کے باوجود لیبوس کو لے اڑے۔ اس مختصر تفصیل میں اگر آپ کوئی بات تمہارے لیے مبہم ہو تو مجھ سے پوچھ سکتے ہو؟"

"جواب دو گے مارٹن السٹرڈ؟"

"ضرور، وعدہ رہا۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"تم ساموئلوں میں دلچسپی کیوں لے رہے ہو؟"

"میرے اندازے کے مطابق تمہیں یہ بات معلوم ہو چکی ہے۔ اگر نہ معلوم ہوتی تو تم میڈولیسا کبھی نہ آتے۔"

"کیا مطلب؟"

"معمولی سی بات ہے ڈیئر غزالی۔ میں گومن کی تلاش میں ہندوستان پہنچا اور مجھے معلوم ہو گیا کہ گومن حسن کے پاس ہے۔ پہلے میں نے اپنے ذرائع سے اسے تلاش کیا۔ چاہتا تو حسن پر تشدد کر کے اس کے بارے میں معلوم کر سکتا تھا لیکن میں کوئی کام بے مطلب نہیں کرتا۔ اسی لیے ایک ایسا کام کر آیا جس کے نتائج سو فیصدی برآمد ہوتے۔ تم لوگ یہاں آ گئے اور پورے اعتماد کے ساتھ آتے۔ اگر تمہیں ان واقعات پر شبہ ہوتا تو تم اس انداز میں کبھی نہ آتے۔ یہ صرف تمہاری ذہانت تھی غزالی کہ تم احمقوں کی طرح منہ اٹھائے میرے پاس نہیں پہنچے بلکہ محتاط رہے۔ اس وقت میں تمہیں سمجھ نہیں سکا تھا جس کے نتیجے میں مجھے تمہارے ہاتھوں کافی نقصانات اُٹھانے پڑے۔ ان ناانصافیوں پر مجھے طیش آیا تھا اور میں نے جھلاہٹ میں کچھ اقدامات بھی کر ڈالے تھے لیکن ان کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا اور تم لوگ غریب لیبوس کو لے اڑے۔ غزالی میری جان اگر لیبوس کو ہوش نہ آتا تو پھر تمہیں یہ بات کیسے معلوم ہوتی کہ تھوساس میڈولیسا میں ہے اور اگر لیبوس کو ہوش آ گیا ہے تو تم اس بات سے قطعی واقف ہو گئے کہ میں ساموئلوں میں دلچسپی کیوں لیتا ہوں۔ لیبوس کو تم نے حاصل کر لیا اور مجھے چونکا دیا۔ اس کے بعد میں نے تم پر کام کیا اور مجھے تم سے دلچسپی پیدا ہو گئی۔

"تاہم تم نے مجھ سے سوال کیا ہے تو وعدے کے مطابق جواب دینا میرا فرض ہے۔ لیکن جو کچھ میں تمہیں بتاؤں گا اُسے غور سے سُننا، اور اس پر پوری توجہ دینا جو راز تمہیں وقت سے پہلے لیبوس سے معلوم ہو چکا ہے وہ تمہارے پاس کچھ لوگوں کی امانت ہے اور وہ کبھی نہیں چاہیں گے کہ ان کی یہ امانت غلط ہاتھوں میں جائے۔ مسٹر غزالی میں موجودہ حالات کی طرف تمہاری توجہ مبذول نہیں کراؤں گا، کیوں کہ اس وقت دنیا کے کسی بھی ملک میں رہنے والا ہر ذی ہوش جانتا ہے کہ برائیوں کے بڑھتے ہوئے بیج نئی نسل کی رگوں میں زہر پھیلا چکے ہیں، اور اب خون میں تیرنے والے ذرات میں کچھ نئے جراثیم کا اضافہ ہو چکا ہے، اور یہ جراثیم ہیں تباہی اور دہشت گردی کے جراثیم۔ جو اس وقت سے ہر زندہ انسان کی رگوں میں دوڑ رہے ہیں۔ اور اس کے ثمر دنیا کے ہر ملک میں موجود ہیں۔

"یہ ایک طویل بحث ہے، انسان نے اپنی تباہی کے جتنے شاندار انتظامات کیے ہیں، اگر یہی انتظامات انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے کرتے تو شاید اس وقت

دنیا میں پھول ہی پھول کھلے ہوتے، بہر طور اس تباہی کا نظارہ ہر لمحہ اور ہر آن کیا جا رہا ہے۔ ایک تنظیم جسے تم محب انسانیت کہہ سکتے ہو ان کوششوں میں مصروف ہے کہ اس تباہی کی شدت میں کچھ کمی کی جا سکے۔ دنیا کے ہر حصے میں رفاہی تنظیمیں تشکیل پائیں، مذاہب نے لوگوں کو درس انسانیت دیا، لیکن اُن کی آوازیں آج بے اثر ہیں۔ انسان برائیوں کی جس انتہا تک پہنچ گیا ہے، وہاں سے اس کی واپسی ناممکن ہے۔ ہر طرف طاقت کی حکمرانی ہے۔ اور ان تمام ہولناک کارروائیوں کو روکنے کے لیے اتنے ہی ہولناک اقدامات کرنا ضروری ہیں، چنانچہ چند سرپھروں نے ایک تنظیم بنائی، اور اس کے مقاصد کی تکمیل کے لیے دُنیا کے مختلف گوشوں میں اپنے نمائندے تیار کیے اور تنظیم مضبوط سے مضبوط تر ہوتی گئی۔

"اس تنظیم کے مقاصد صرف یہ ہیں کہ اپنے آپ کو آئینی طور پر پوری طرح منظم کر لیا جائے اور جب دنیا کی بڑی قوتیں طاقت کے اظہار کے جنون میں مبتلا ہوں تو انہیں طاقت ہی کے ذریعے روکا جائے، چنانچہ اس کے لیے ضروری ہے کہ تنظیم اُن سے زیادہ قوت حاصل کر لے۔ ہم سائنسی بنیادوں پر دنیا کے تمام بڑے ممالک سے زیادہ طاقت ور ہو چکے ہیں لیکن ابھی یہ تنظیم کسی ایک مرکز پر جمع نہیں ہو سکی۔ زمین کے تمام علاقے کسی نہ کسی ملک کے زیر انتظام ہیں۔ ہم کسی ایسی اجنبی جگہ کو اپنا مسکن بنانا چاہتے ہیں جو زمین والوں کی پہنچ سے دور ہو۔ اور اس کے لیے ہمیں اتفاقیہ طور پر ساموئیکا کے بارے میں علم ہو گیا، ساموئیکا میں ان دنوں سازشیں ہو رہی ہیں، اور آپس میں چپقلشیں بھی چلتی رہتی ہیں چنانچہ ہم نے ان کی چپقلش سے فائدہ اُٹھانے کا فیصلہ کیا۔ وہاں دو گروہوں میں جو ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار ہیں، ایک گروہ کو دوسرے پر کچھ فوقیت حاصل ہو گئی اور انہوں نے قتل و غارت گری کا بازار گرم کر دیا۔ دوسرا گروہ اپنے اہم ترین لوگوں کو لے کر ساموئیکا سے فرار ہوا لیکن ہماری دنیا میں پہنچ کر تباہی کا شکار ہو گیا۔ وہ سب منتشر ہو گئے اور دنیا کے مختلف خطوں میں جا نکلے، بڑے ہی زیرک اور اعلیٰ دماغ کے لوگ ہیں وہ عجیب و غریب صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ ان ہی دنوں بالکل ہی اتفاقیہ طور پر تنظیم کے کچھ افراد کو ساموئیکا کے بارے میں تفصیلات معلوم ہو گئیں اور ہم نے ساموئیکا سے رابطہ قائم کیا تو وہاں حکمران گروہ نے ہمیں پیشکش کر دی کہ ان کے مفرور قیدیوں کو اگر ہم اکٹھا کر کے ان کے حوالے کر دیں تو ہمیں ساموئیکا میں اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کرنے کی اجازت مل جائے گی اور وہ لوگ مکمل طور پر ہم سے تعاون کریں گے۔

"تنظیم کے سربراہوں نے اُس علاقے کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو انہیں اندازہ ہوا کہ اس سے شاندار جگہ تنظیم کے ہیڈ کوارٹر کے لیے اور کوئی نہیں ہو سکتی چنانچہ ساموئلوں کے ایک گروہ نمبر ایک سے یہ معاہدہ کر لیا گیا کہ مفرور ساموئلوں کو اکٹھا کر کے اُن کے حوالے کر دیا جائے گا۔ اور یہ ساری کارروائی صرف اسی مقصد کی تکمیل کے لیے کی جا رہی ہے، نہ صرف یہاں، بلکہ جہاں جہاں تنظیم کے نمائندے پھیلے ہوئے ہیں وہاں ساموئلوں کو تلاش کر کے جمع کیا جا رہا ہے اور اپنی کارروائی کی تکمیل کی جا رہی ہے، چنانچہ مسٹر غزالی اب تمہیں معلوم ہو گیا کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔"

میں خاموشی سے مارٹن السٹرو کی باتیں سن رہا تھا اور میرے ذہن میں بہت سے سوالات گردش کر رہے تھے مارٹن السٹرو نے یہ سب کچھ مجھے بلاوجہ ہی نہیں بتا دیا تھا، گویا یہ راز میرے سپرد کر کے اس نے میری زندگی کو بھی خطرے میں ڈال دیا تھا۔ اب وہ تنظیم کب چاہے گی کہ میں اُن کی گرفت سے باہر نکل سکوں۔ ایک لمحے کے لیے اس شدید خطرے کا احساس میرے ذہن میں آیا لیکن اس وقت مجھے خود کو قابو میں رکھنا تھا۔ مارٹن اب خاموش ہو کر مجھ کو دیکھنے لگا۔ پھر اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "کوئی اور سوال ڈیئر غزالی؟"

"تھوساس کہاں ہے؟" میں نے پوچھا۔

"اطمینان رکھو اس سے مناسب وقت پر تمہاری ملاقات کرا دی جائے گی۔" السٹرو نے جواب دیا۔

"گویا وہ تمہارے قبضے میں ہے؟"

"ہاں، لیبوس نے تمہیں یہ بات ضرور بتائی ہو گی کہ وہ مجھے تھوساس کا پتا بتا چکا ہے۔"

"میں نے تھوساس سے رابطہ قائم کیا تھا، کیا اُس نے تمہاری ہدایت کے تحت مجھ سے گفتگو کی تھی؟"

"نہیں تم سے گفتگو کرنے والا تھوساس نہیں تھا۔"

"کیا مطلب؟" میں نے چونک کر پوچھا۔

"چند ساموئل اس طرح کی میرے قبضے میں آ چکے ہیں۔ حکمران گروپ کے چند لوگ میرے ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں۔ چھ ساموئلوں نے تمہاری طرح تھوساس سے رابطہ قائم کیا تھا اور تھوساس نے انہیں طلب کر لیا چنانچہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ پورے اعتماد کے ساتھ یہاں پہنچ گئے۔" مارٹن ایسٹرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

میں خاموش ہو گیا۔ مارٹن ایسٹرو نے مجھ سے جو گفتگو کی تھی، اس کا ہر لفظ سچ تھا وہ کمبخت میرے بارے میں بہت کچھ جان گیا تھا۔ اور میں جانتا تھا کہ یہ سب کچھ بتانے والا کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس نے ان انکشافات کے تحفظ کا بھی معقول بندوبست کیا ہو گا چنانچہ کوئی بھی احمقانہ حرکت مصیبت کا سبب بن سکتی تھی۔ میرا ذہن تیزی سے کام کر رہا تھا اور میں نے اس کے سوالات کے لیے خود کو تیار کر لیا تھا

"اور کوئی سوال دوست؟"

"صرف ایک" میں نے کہا۔

"ضرور پوچھو، ضرور پوچھو"

"کیا ان گرفتاروں میں گومین بھی ہے؟"

"میں نہیں سمجھا" مارٹن ایسٹرو نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا گومین تمہارے قبضے میں آ چکا ہے؟" میں نے اپنا سوال دہرا لیا۔

"ہر عزیز نہیں، لیکن"

"تمہیں یقین ہے کہ گومین تمہارے پاس نہیں ہے؟"

"فریب کر رہے ہو غزالی۔ کان کھول کر سن لو۔ میں کوئی فریب نہیں برداشت کر سکتا" اس کی آواز میں جھلاہٹ تھی۔

میں نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور پرسکون انداز میں گردن ہلانے لگا۔ مارٹن ایسٹرو فصیلی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ بولا۔ "تمہارے اس آخری سوال سے اس بات کا اظہار ہوتا ہے غزالی کہ تم اس انداز میں مجھ سے گفتگو نہیں کرنا چاہتے، جس طرح میں نے کی ہے"۔

"اور مجھے یہاں تمہاری شخصیت کے ہلکے پن کا احساس ہو رہا ہے مارٹن ایسٹرو، تم نے میرے سوالات کے جواب میں جو تفصیل مجھے بتائی، میں نے اس پر پورا پورا اعتماد کیا ہے۔ لیکن اگر تم مجھ سے بھی کچھ معلوم کرنا چاہتے ہو تو تمہیں اسی اعتماد کا ثبوت دینا ہو گا۔ ہاں یہ حقیقت ہے کہ گومین ہماری گرفت سے نکل گیا ہے۔ شاید تمہیں یہ بات معلوم نہ ہو کہ گومین کی دماغی کیفیت لیبوس سے کہیں زیادہ خراب تھی۔ وہ کئی بار پاگلوں کے سے انداز میں فرار ہو چکا ہے۔ اور اُسے دوبارہ حاصل کرنے کے لیے ہمیں شدید جدوجہد کرنا پڑی ہے۔ یہاں وہ سمبوتورا کے ساتھ تھا شاید اس وقت جب تمہارے آدمیوں نے ہوٹل پر حملہ کیا تھا سمبوتورا گومین کو لے کر نکل بھاگا تھا۔ لیکن وہ حالات پر قابو نہ رکھ سکا" اور جس جگہ اس نے قیام کیا، گومین وہاں سے فرار ہو گیا۔ اور اس کے بعد سے سمبوتورا اور ڈوٹن کارلو اس کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ اور شاید اس کے لیے بے حد پریشان"۔

مارٹن ایسٹرو گہری نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ اُس نے بے چینی سے پہلو بدلتے ہوئے کہا "گویا تم جو کچھ کہہ رہے ہو وہ حقیقت ہے۔ تمہیں یہ علم نہیں ہے کہ گومین کہاں ہے"۔

"نہیں اگر وہ تمہارے پاس نہیں ہے تو بلاشبہ اسے بدقسمتی کہا جا سکتا ہے"۔ میں نے آہستہ سے جواب دیا۔ میں کوشش کر رہا تھا کہ مارٹن ایسٹرو کو اپنے جذبات کا یقین دلا دوں۔

مارٹن ایسٹرو کافی الجھا ہوا نظر آ رہا تھا۔ دیر تک وہ مضطربانہ انداز میں ہاتھ ملتا رہا۔ اور پھر اس نے چونک کر کہا "یہ ڈوٹن کارلو کون ہے"

"ایک ساموں لڑکی"۔

"کہاں ہیں، یہ لوگ میرا مطلب ہے وہ جسے تم سمبوتورا کہتے ہو اور لیبوس اور ڈوٹن کارلو۔ اور بھی کوئی ساموں تمہارے ساتھ ہے یا صرف یہ ہی چند افراد ہیں"۔

"نہیں۔ بس یہی لوگ میرے ساتھ ہیں"

"کیا تم بتانا پسند کرو گے کہ یہ سب کہاں ہیں"؟

"نہیں"! میں نے پُرسکون لہجے میں کہا، اور مارٹن ایسٹرو چونک کر مجھے دیکھنے لگا "مطلب"؟

"مطلب یہ کہ میں تمہیں ان کے بارے میں کچھ نہیں بتاؤں گا"

"غزالی! میں تمہارے سلسلے میں ذرا مختلف انداز میں سوچ رہا ہوں۔ بہتر یہ ہے کہ تم مجھ سے تعاون کرو۔ پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ یہ تمہارے حق میں بہتر رہے گا"۔

"ہوں۔ میں اس کا فیصلہ اسی وقت کر سکوں گا ڈیئر مارٹن ایسٹرو جب مجھے اپنے حق کی بہتری کے بارے میں کوئی اندازہ ہو جائے گا"۔ میں نے پُرسکون لہجے میں کہا۔

"مارٹن ایسٹرو پُرخیال انداز میں مجھے دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔ "چلو چھوڑو۔ اس بارے میں بعد میں گفتگو کریں گے۔ پہلے تم اپنے بارے میں تفصیل بتاؤ"۔

"کمال ہے۔ میرے بارے میں جو تفصیل تم خود مجھے بتا چکے ہو اسی پر میں حیران ہوں۔ کیا اس کے بعد بھی کسی تفصیل کی گنجائش رہ جاتی ہے"؟

"ہاں رہ جاتی ہے۔ جیسا کہ میں نے تمہارے بارے معلومات حاصل کی ہیں۔ اور تمہیں ان کی تفصیل بتا چکا ہوں" بلکہ مکمل نہیں ہوئی۔ مجھے بتاؤ تمہیں ساموںوں سے دلچسپی کس

پیدا ہوئی۔ اور اس کا ذریعہ یا سبب کیا تھا"؟

"حسن صاحب جن سے تم نے لیبوس بن کر ملاقات کی تھی میرے ...م فرما ہیں۔ اور انہوں نے مجھے ایسے وقت میں سہارا دیا تھا ...ب میں مایوسی کے سمندر میں غوطے کھا رہا تھا۔ اس کے بعد اُن ...ی ہر خواہش میرا ایمان بن گئی۔ گومین ان ہی کے پاس تھا اور ذہنی ...دم توازن کا شکار تھا۔ ایک شخص اُس کا علاج کر رہا تھا لیکن پھر وہ نکل بھاگا۔ اور میں اس کی تلاش میں سرگرداں ہو گیا۔ جب میں اُسے تلاش ...ر کے واپس لایا تو مسٹر حسن نے مجھے تمہارے بارے میں بتایا۔ اور اس کے بعد تھوڑی سی تفصیل بتاتے ہوئے کہا کہ سمبوتورا نامی ایک شخص لیبوس کی تلاش میں ہے چنانچہ میں اُس کے ساتھ چلا جاؤں اور یہاں لیبوس کی تلاش میں اس کی مدد کروں۔ میں یہاں چلا آیا۔ پھر سمبوتورا کسی حادثے کے تحت غائب ہو گیا۔ اسی دوران میری ملاقات ڈوٹن کارلو سے ہوئی، جو خود بھی ساموں تھی۔ ہم نے لیبوس کی تلاش کے سلسلے میں تمہارے گھر کی تلاشی لی۔ اور اس کے بعد تمہارے تشدد کا شکار ہو گئے۔ ڈوٹن کارلو اُسی لڑکی کا نام ہے بہرطور کسی طرح تمہاری سیکریٹری ڈینی پر قابو پا کر ہم نے یہ معلوم کر لیا کہ لیبوس دوگ میں ہے۔ اور اس کے بعد میں دوگ پہنچ گیا جہاں مجھے لیبوس کو حاصل کرنے میں کامیابی ہوئی"۔

"لیبوس کو کیسے حاصل کیا تھا تم نے؟ وہاں تمہارا مددگار کون تھا"۔ مارٹن ایسٹرو نے پوچھا۔

"یہ بتانا میرے لیے مناسب نہیں ہو گا"۔

"نہیں۔ اس کا جواب ضروری ہے غزالی"۔

"ایک بے وقوف سا آدمی میرا معاون بنا جس کے بارے میں دوگ کے لوگ سوچ بھی نہیں سکتے تھے"۔

"تو گویا تم ڈینی کا نام نہیں لینا چاہتے"۔ مارٹن ایسٹرو نے سرد لہجے میں کہا اور میں نے اُسے کوئی جواب نہیں دیا۔ مارٹن ایسٹرو خاموشی سے مجھے دیکھتا رہا پھر اُس نے کہا "آخری سوال۔ تم ساموںوں کی سی صلاحیتیں کیسے حاصل کر سکے۔ میرا مقصد ہے کہ ذہنی رابطے کی مشق تمہیں کس طرح ہوئی، یہ بات تو یقینی ہے کہ تم ساموں نہیں ہو۔ لیکن تمہارے اندر ساموںوں ہی کی سی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ اس کی وجہ"؟

"دنیا کے انوکھے علم حاصل کرنا میرا مشغلہ ہے اور میں نے سمبوتورا ہی سے تھوڑی بہت ذہنی رابطے کی مشق کی ہے"۔

"تھوڑی بہت نہیں، میرا خیال ہے بہت زیادہ۔ بہرحال ڈیئر غزالی! تم حیرت انگیز ہو۔ تم نے جس طرح مجھ سے جنگ کی اور میرے چنگل سے نکل گئے، میں اُسے کبھی نہیں بھول سکوں گا مگر میں ذرا مختلف قسم کا آدمی ہوں۔ عموماً میرے ٹائپ کے لوگ انتقامی شدتوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ لیکن میں ہر اُس شخص کی قدر کرتا ہوں، جو اعلیٰ صلاحیتوں کا مالک ہوتا ہے۔ دیگر تفصیلات بعد میں بتائی جائیں گی۔ فی الحال میں اُن تینوں ساموںوں کو حاصل کرنے کا انتظام کر لوں"۔

"میرے خیال میں مارٹن ایسٹرو، تم اپنی اِن کوششوں میں کامیاب نہیں ہو سکو گے"۔

"اس کا فیصلہ بہت جلد ہو جائے گا۔ اب تم مجھے فوراً یہ بتا دو کہ میڈولیسا میں وہ لوگ کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں"؟

"سوری! اس کے لیے میں تم سے معذرت خواہ ہوں"۔

"چلو خیر کوئی بات نہیں ہے۔ اگر مارٹن ایسٹرو تین ساموںوں کو تلاش نہ کر سکا تو پھر اُسے تنظیم میں رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ اب تم آرام کرو ڈیئر غزالی! میں نے تمہاری آرام گاہ کے لیے معقول بندوبست کر دیا ہے"۔

"مطلب یہ کہ تم مجھے قیدی بنانا چاہتے ہو"۔

"فی الحال قیدی۔ اُس وقت تک جب تک میرے اور تمہارے درمیان بقیہ معاملات طے نہ ہو جائیں"۔ مارٹن ایسٹرو نے کہا۔ اور اُس کے بعد اپنی کرسی پر بیٹھے بیٹھے اُس نے ایک بٹن دبا دیا، جو اُس کے نزدیک ہی دیوار میں لگا ہوا تھا۔ اندر داخل ہونے والا ایڈی یا ٹبر تھا۔

"مسٹر غزالی کو ان کی آرام گاہ میں پہنچا دو"۔

یہ آرام گاہ زیر زمین تہ خانہ تھی۔ جس میں داخل ہونے کے بعد میں نے اندازہ لگا لیا کہ اس تہ خانے سے فرار ممکن نہیں ہے۔ میڈولیسا کا یہ پرانا کلیسا نجانے کون کون سے رازوں کا امین تھا۔ اور نجانے مارٹن ایسٹرو نے یہاں داخل ہونے کے بعد کیا کیا کارروائیاں کر ڈالی تھیں۔ فادر میڈلینو کی حیثیت سے تھوساس نے بھی یہاں چند سال گزارے تھے۔ پتا نہیں اس سے قبل فادر میڈلینو کی کیا پوزیشن تھی۔ تھوساس نے انہیں ہلاک کر دیا یا قید رکھا۔ بہرطور اُن کی جگہ حاصل کرنے کے لیے تھوساس کو بھی تھوڑی بہت جدوجہد کرنا پڑی ہو گی۔

تہ خانے میں آرام دہ مسہری بچھی ہوئی تھی۔ اور میرے لیے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ میں اِس مسہری پر لیٹ کر اپنے دماغ کو آزاد چھوڑ دوں۔ تہ خانے کا جائزہ لینے کے بعد میں اندازہ تو بخوبی ہو چکا تھا کہ مارٹن ایسٹرو یہاں سے پوری طرح مطمئن ہے۔ اور میرا نکلنا ممکن نہیں ہو گا۔ ماضی کی یادیں ذہن میں ایک اودھم مچانے لگیں۔ واقعات یاد آنے لگے۔ اپنے بارے میں اب مجھے یقین ہو گیا تھا کہ غیر محسوس طور پر ساموںوں نے مجھے اپنے قبضے میں کر رکھا ہے۔ اور میں ذہنی طور پر یہ سوچ ہی نہیں سکتا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ کسی بھی مرحلے پر اُن سے انحراف کروں۔ سخت اور مشکل ترین حالات میں بھی میرے ذہن میں یہ خیال جڑ نہیں پکڑتا تھا کہ میں ان تمام جھگڑوں سے آزاد ہو کر اپنی دنیا میں واپس پہنچ جاؤں۔ اپنی اُس دنیا میں جہاں حُسن ہے رنگینیاں ہیں زندگی ہے اور زندگی کی ساتھی تنویر ہے۔

اِن خیالات سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے میں نے اپنی ذہنی قوتوں کا سہارا لیا۔ اور اُس کے بعد سمبوتورا، ڈوٹن کارلو اور لیبوس کے بارے میں سوچنے لگا۔ بلاشبہ مارٹن ایسٹرو ان لوگوں کو آسانی سے قابو میں کر لے گا۔ اگر سمبوتورا نے جنگ وجدل کی تو اُس کے نتائج بہتر نہیں ہوں گے۔ جی چاہا کہ ذہنی طور پر اُسے ان حالات سے آگاہ کر دوں۔ لیکن اس کے بعد! اس کے بعد کیا ہو گا۔ وہ اسکیم جو میں نے خود ہی بنائی تھی، نیلام ہو جائے گی۔ یہاں اگر کسی بھی صورت میں مارٹن ایسٹرو نے مجھے کوئی حیثیت دی تو میں اُسے فوراً قبول کر لوں گا۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں ہے مارٹن ایسٹرو کے ساتھ رہ کر کم از کم تھوساس کا پتا تو چل سکتا ہے اور تھوساس کے حصول کے بعد آئندہ کے بارے میں سوچا جائے گا کہ کیا کیا جائے۔ لیبوس وغیرہ اگر مارٹن ایسٹرو کے قبضے میں آ جائیں تو بہتر ہی ہو گا۔ ہم لوگ ایک ہی جگہ جمع ہو کر کوئی کارروائی آسانی سے کر سکتے ہیں

تہ خانے میں نجانے کتنا وقت گذرا۔ اور نجانے میرا ذہن کون کون سے جہانوں کی سیر کرتا رہا۔ وقت کا کوئی صحیح اندازہ نہیں ہو رہا تھا۔ لیکن پھر میری توقع کے مطابق میرے ساتھی سمبوتورا ڈوٹن کارلو اور لیبوس تہ خانے میں پہنچا دیے گئے۔ انہیں لانے والا ایڈی پائپر ہی تھا، جو زخمی نظر آ رہا تھا۔ اُس کی پیشانی پر بینڈیج بندھی ہوئی تھی۔ اور اُس کی آنکھوں میں خوفناک تاثرات تھے سمبوتورا ڈوٹن کارلو اور لیبوس بظاہر ٹھیک ٹھاک تھے لیکن کچھ اُلجھے ہوئے سے نظر آ رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر وہ بری طرح چونک پڑے ایڈی پائپر واپس چلا گیا تھا۔ سب سے پہلے میں نے سمبوتورا اور دوسرے لوگوں کو ہونٹوں پر انگلی رکھ کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ میں جانتا تھا کہ تہ خانے میں مارٹن ایسٹرو نے وہ تمام انتظامات کر رکھے ہوں گے، جن کے ذریعے ہماری گفتگو سنی جا سکے۔ پہلے بھی میں اُس کی ایک ایسی ہی کوشش دیکھ چکا تھا سمبوتورا شاید کچھ نہیں سمجھ سکا تھا۔ لیکن ڈوٹن کارلو اُس کی نسبت ذہین تھی اُس نے سمبوتورا کے کانوں سے منہ لگا کر آہستہ سرگوشی کی

"خاموش رہنا بہتر ہے"

میں نے اُن تینوں کو گھورتے ہوئے پوچھا: "تو تم اپنا تحفظ بھی نہیں کر سکے۔"

ڈوٹن کارلو نے چونک کر مجھے دیکھا اور آہستہ سے بولی "جب اپنے ہی دشمنی پر آمادہ ہو جائیں تو انسان کیسے تحفظ کر سکتا ہے"

"میں نہیں سمجھا" میں نے ڈوٹن کارلو کی ذہانت سے متاثر ہو کر کہا۔

"ہم لوگوں کی نشاندہی کا ذریعہ کون بنا مسٹر غزالی؟"

"میں مجبور تھا۔ اِس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تھا"

"لیکن تم تنہا ہی کلیسا کی جانب کیوں دوڑ پڑے تھے؟ ہم لوگ تمہارا ساتھ نہیں دے سکتے تھے؟"

"اگر تم لوگ ساتھ بھی دیتے تو کیا ہوتا۔ مارٹن ایسٹرو کمزور انسان نہیں ہے۔ اور لیبوس اچھی طرح جانتا ہے کہ اس کا تعلق ایک بہت بڑی آرگنائزیشن سے ہے"

"تاہم ہمیں تم سے کوئی شکایت نہیں ہے مسٹر غزالی! کیونکہ تم ہمارے درمیان اجنبی ہو لیکن کیا ہمیں اتنا بھی نہیں بتاؤ گے کہ اب ہماری تقدیر کا فیصلہ کیا ہے؟"

"حماقت کی باتیں کر رہی ہو تم۔ تقدیروں کے فیصلے کرنا میرا کام نہیں ہے۔ میں خود بھی ایک قیدی کی حیثیت رکھتا ہوں"

"لیکن میں تم پر اعتبار نہیں کر سکتی۔ سوری مسٹر غزالی صرف تمہاری وجہ سے ہمیں اِن لوگوں کے قبضے میں آنا پڑا ہے اور نجانے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے"

"میں اِس سلسلے میں مزید کیا کر سکتا ہوں۔ حسن صاحب نے جو ذمہ داریاں میرے سپرد کی تھیں۔ میں نے اپنے طور پر پورا کیا۔ لیکن تمام حالات میرے علم میں تو نہیں تھے۔ اور میں لائن کا آدمی بھی نہیں ہوں۔ تم لوگوں سے معذرت چاہتا ہوں میں تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکا۔ لیکن اِس سے زیادہ کچھ کرنا میرے بس میں نہیں تھا"

سمبوتورا اور لیبوس حیرت سے میری گفتگو سن رہے تھے انہوں نے بولنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ ڈوٹن کارلو نے نفرت بھرے انداز میں ہونٹ سکوڑے۔ اور پھر ایک گوشے میں جا بیٹھی۔ لیکن وہ مجھ سے اصل گفتگو کرنے کے لیے بے چین تھی۔ میں نے اشاروں ہی اشاروں میں اُسے سمجھا دیا کہ اِس وقت مزید کوئی گفتگو نہیں کی جا سکتی۔

بہت وقت گذر گیا پتا نہیں رات ہو گئی تھی یا صبح ہونے والی تھی۔ ہمیں نیند آنے لگی۔ ڈوٹن کارلو، سمبوتورا اور لیبوس ایک گوشے میں لیٹ گئے اور میں مسہری پر دراز ہو گیا۔ پھر نیند آ گئی۔ اور اُس وقت نجانے کیا ٹائم ہوا تھا، جب کسی نے شانہ جھنجوڑ کر مجھے ہلایا اور میں نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔

ایڈی پائپر ہی کھڑا ہوا تھا۔ اُس نے مجھے ایک دم ہونٹوں پر انگلی رکھ کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ اور پھر ہاتھ کے اشارے سے اپنے ساتھ آنے کے لیے کہا۔ سمبوتورا وغیرہ گہری نیند سو رہے تھے۔ میں پریشان سے انداز میں ایڈی پائپر کے پیچھے چل پڑا۔ اور وہ مجھے تہ خانے سے باہر نکال لایا۔

باہر نکلتے ہی اُس نے کہا "مسٹر غزالی! براہ کرم کسی قسم کی کوئی حرکت کرنے کی کوشش مت کرنا۔ اِس وقت حالات مختلف ہیں۔ مسٹر مارٹن ایسٹرو ناشتے کی میز پر تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ ہمارے تمہارے درمیان کوئی بہت ہی عمدہ گفتگو ہونے والی ہے۔ براہ کرم جلد بازی سے کام مت لینا"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا اور ایڈی پائپر نے مجھے ایک کمرے میں پہنچا دیا۔ جہاں مارٹن ایسٹرو ایک بڑی سی میز کے گرد بیٹھا ہوا تھا۔ اُس نے انگلی سے غسل خانے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "پانی یہاں نلوں میں تو نہیں آتا لیکن اس کے لیے معقول انتظام کر دیا گیا ہے۔ منہ ہاتھ دھو لو اور اُس کے بعد میرے ساتھ ناشتا کرو۔ پلیز، جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس پر عمل کر دو" میں خاموشی سے اُس غسل خانے کی جانب بڑھ گیا، جو انتہائی بوسیدہ اور ٹوٹی پھوٹی حالت میں تھا۔ اندر ایک بڑے برتن میں پانی بھرا ہوا تھا۔ بہر طور صاف ٹھنڈے پانی سے منہ ہاتھ دھونے کے بعد میں باہر آیا۔ مارٹن ایسٹرو نے میرے لیے کافی کی پیالی بنا لی تھی۔ وہ اُسے میرے سامنے سرکاتا ہوا بولا "سب سے پہلے کافی پیو۔ تاکہ نیند کی کسل دور ہو جائے ظاہر ہے بے سکون رہے ہو گے" ایک لمحے کے لیے میں نے کافی کے بارے میں سوچا، تو مارٹن ایسٹرو ہنس پڑا "نہیں، یہ کافی بالکل ٹھیک ہے۔ تمہیں اِس سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا"

اس شاطر شخص کے بارے میں مجھے اچھی طرح اندازہ ہو چکا تھا۔ بہرحال اب جو کچھ بھی ہو گا دیکھا جائے گا۔ میں نے کافی کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لینا شروع کر دیے۔ مارٹن ایسٹرو بھی اپنے سامنے رکھی ہوئی کافی پینے لگا تھا۔ اُس کے بعد ناشتے کے دوسرے لوازمات وہ میرے سامنے رکھتا رہا اور میں نے پیٹ بھر کر ناشتا کرنے میں کوئی تکلف نہ کیا۔ مارٹن ایسٹرو بھی خاموشی سے میرے ساتھ مصروف تھا۔ ناشتے کے دوران اُس نے اور کوئی گفتگو نہیں کی تھی۔ پھر ہم نے کافی کی دوسری پیالی بنائی۔ اور اپنے اپنے سامنے رکھ لی۔ مارٹن ایسٹرو نے جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکال کر ایک سگریٹ سلگا لیا تھا "ہاں ڈیئر غزالی! اب میں تم سے کام کی کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ کیا تم یہ پسند کرو گے؟"

"مثلاً" میں نے سوال کیا۔

"میں نے تنظیم کے ممبروں کے ذریعے تمہارے بارے میں کچھ معلومات حاصل کی تھیں۔ اور میرا خیال ہے اُن کی فراہم کردہ تفصیلات غلط نہیں ہیں۔ لیکن کچھ سوالات میرے ذہن میں اٹکے ہوئے ہیں"

"کیا مسٹر ایسٹرو؟" میں نے سوال کیا۔

"تم ایک اچھے دولتمند گھرانے کے فرد ہو۔ کچھ لوگوں کی بے اعتنائی کے سبب تم نے اپنا گھر چھوڑ دیا۔ اور پھر اُس شخص کے ہاں ملازم ہو گئے جس کا نام تم نے شاید حسن بتایا تھا۔ یہ ملازمت کیا حیثیت رکھتی تھی۔ اور مستقبل کے لیے تمہارے ذہن میں کیا پروگرام تھے۔ کیا ان کی کوئی تفصیل بتا سکتے ہو؟"

"کوئی خاص تفصیل نہیں۔ مجھے سہارا درکار تھا۔ اُس وقت ٹوٹا ہوا تھا۔ مسٹر حسن کا بیٹا محسن میرا دوست تھا۔ اُس نے دوستی کے سارے رشتے نبھائے۔ اور عارضی طور پر مجھے اپنے ہی مکان میں جگہ دیدی"

"پھر تم ان معاملات کی جانب کیسے راغب ہوئے؟"

"بوڑھے گوہین کی وجہ سے۔ گوہین اُس وقت مسٹر حسن ہی کے پاس تھا"

"کیا میں یہ معلوم کر سکتا ہوں مسٹر غزالی کہ صرف ایک شخص کی دوستی نبھانے کے لیے یا کسی کے ذاتی معاملات میں اُس کی مدد کرنے کے لیے تم نے اتنے خطرات مول لیے؟"

"تم نے بہت چالاکی سے وہ سوال کر ڈالا ہے ڈیئر مارٹن ایسٹرو جسے میں اپنے ذہن ہی میں رکھنا چاہتا تھا۔ بہرحال تم سے پردہ چھپانا بھی بے معنی ہی ہو گا۔ کیونکہ جس قدر معلومات تم نے حاصل کی ہیں وہ میرے لیے حیران کن ہیں۔ شاید تمہیں اِس بات کا علم بھی ہو کہ بوڑھے گوہین کے نام کے ساتھ ایک اور چیز بھی وابستہ تھی۔ اٹلی کے کسی گمنام علاقے کا ایک گمشدہ خزانہ، جس کے بارے میں سنا گیا تھا کہ ویلینی نامی کوئی عورت اُسے لے اڑی ہے اور گوہین کے بارے میں مسٹر حسن نے مجھے یہ بتایا تھا کہ وہ ویلینی کا ساتھی ہے۔ مسٹر حسن نے مجھ سے یہ بھی کہا تھا کہ اگر ہم اِس سلسلے میں کچھ مناسب معلومات حاصل کر سکے تو ممکن ہے مونٹ سوراٹ کا وہ خزانہ تھوڑا بہت ہمارے حصے میں بھی آ جائے"

مارٹن ایسٹرو ہنس پڑا۔

"کیوں اِس میں ہنسنے کی کیا بات ہے" میں نے پوچھا۔

"ہاں یہ تمام کہانیاں میں نے بھی سنی تھیں۔ اور اگر عام حالات ہوتے تو شاید میں بھی اِن ہی راستوں پر چل پڑتا۔ ویلینی ایک پراسرار نام کی حیثیت رکھتی ہے۔ بوڑھے گوہین سے اِس کا کیا تعلق ہے؟ اِس کے بارے میں صرف ایک ہی بات کہی جا سکتی ہے کہ اگر ویلینی کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کوئی وجود ہے تو پھر وہ ساموں ہوسکتی ہے۔ جیسا کہ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ ساموںیکا سے فرار ہونے والے دنیا کے مختلف حصوں میں بکھر گئے ہیں۔ ان میں عورتیں بھی ہیں اور مرد بھی۔ بڑی عجیب وغریب خصوصیات کے حامل ہیں یہ لوگ۔ ہماری دنیا کے انسانوں سے بالکل مختلف۔ لیکن ہمیں ان تمام چیزوں سے دلچسپی نہیں ہے۔ تنظیم کے مقاصد ایک اعلیٰ حیثیت رکھتے ہیں۔ اور تمام خزانے انسانی جذبوں کے سامنے ہیچ ہوتے ہیں۔ کیا تم اس بات سے اختلاف کرتے ہو مسٹر غزالی!؟"

"نہیں مارٹن ایسٹرو، میں اس سلسلے میں آپ سے متفق ہوں"، میں نے متاثر لہجے میں کہا۔

"دولت بے شک انسانی زندگی کے لیے انتہائی ضروری شے ہے، اور میں اس کے حصول کی کوششوں سے اختلاف نہیں رکھتا لیکن موہوم امیدوں پر اتنے اہم کام کرنا بھی عقلمندی نہیں ہے، ساموں اپنی الگ سیاست رکھتے ہیں، وہاں بھی اقتدار کا کھیل جاری ہے۔ کچھ شکست خوردہ ہیں اور کچھ فتح مند۔ جو فتح مند ہیں، وہ اپنی فتح برقرار رکھنے کے خواہاں ہیں، میں تو سمجھتا ہوں کہ ویلینی کے نام سے جو خزانہ منسوب کیا گیا ہے وہ صرف ایک روایتی حیثیت رکھتا ہے۔ اور اس کا کوئی وجود نہیں ہے، ممکن ہے یہ بھی ساموںوں کا کوئی کھیل ہو اور تمہاری تمام تر کوششوں کے باوجود اس کا کوئی نتیجہ نہ نکل سکے، یہ منتشر لوگ بس یکجا ہونا چاہتے ہیں، تاکہ اپنی دنیا کا سفر کر سکیں، اور اس کے لیے وہ مختلف ذرائع سے کوششیں کر رہے ہیں، ڈیر غزالی تنظیم اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے اربوں... روپے خرچ کر رہی ہے اور کام کے لوگوں کو ان کی پسند کے مطابق معاوضے ادا کیے جاتے ہیں۔

"تم اگر ویلینی کے خزانے کا کچھ حصہ حاصل کر بھی لو تو اس کی مالیت زیادہ سے زیادہ کیا ہوسکتی ہے۔ اگر تمہیں اس جھگڑے سے نکال کر ایک روایتی چیز پر انحصار نہ کرنے کی پیش کش کر کے ایک معقول معاوضہ دینے کا وعدہ کیا جائے تو کیا تم تنظیم کے لیے کچھ دنوں کام کر سکتے ہو؟" مارٹن ایسٹرو نے میری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

میں نے چونکنے کی اداکاری کی اور پھر پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا "میں، میں بھلا اتنی بڑی تنظیم کے لیے کیا کام کر سکتا ہوں؟" میں نے سوال کیا۔

"نہیں مسٹر غزالی، بعض اوقات کوئی بہت چھوٹی سی چیز بڑی اہمیت کی حامل بن جاتی ہے، تم میں ساموںوں کی سی صفات ہیں، اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ کچھ ساموں تم پر بھروسا کرتے ہیں، تم اس سلسلے میں تنظیم کے لیے انتہائی کارآمد ثابت ہوسکتے ہو چونکہ تم ساموںوں کے مفادات سے دلچسپی نہیں رکھتے بلکہ ان کے پس پردہ تمہارا اپنا مفاد ہے۔ میں تم سے کھل کر یہ بات کہہ دینا چاہتا ہوں کہ جو مفاد تم نے ساموںوں سے وابستہ کر رکھا ہے، میں تنظیم کی معرفت تمہارے لیے اس کا حصول آسان بنا سکتا ہوں۔"

میں پُرخیال نگاہوں سے مارٹن ایسٹرو کو دیکھتا رہا۔

اُس نے کہا "ہاں مسٹر غزالی، ہمارے مشن کا اہم حصہ اُن منفرد ساموںوں کو یکجا کر کے اُن ساموںوں کے حوالے کرنا ہے جو اس وقت ساموںیکا پر حکمراں ہیں، اور اس کے عوض ہمیں ساموںیکا میں اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کرنے کی اجازت مل جائے گی، چنانچہ اگر تمہارے ذریعے دنیا کے مختلف گوشوں میں بکھرے ہوئے ساموں یکجا ہوسکیں تو معاوضے کے لیے میں تمہیں ایک کروڑ ڈالر کی پیش کش کرتا ہوں۔ یہ وہ رقم ہے جو میں تمہیں اپنے اختیارات کے تحت پیش کر رہا ہوں اور یہ پوری رقم ایڈوانس کے طور پر تمہارے وطن میں تمہارے اکاؤنٹ میں جمع کرائی جا سکتی ہے۔ یا پھر اس کے بارے میں جو کچھ بھی تم پسند کرو۔ تنظیم اگر اپنے عظیم تر مفادات میں تمہاری خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس رقم میں کچھ اضافہ کرنا چاہے گی، تو میں اس کی پُرزور سفارش کر دوں گا۔ تمہاری تسلی کے لیے تمہارے اکاؤنٹ میں جمع شدہ رقم کے کاغذات تمہیں پیش کر دیے جائیں گے۔ اور اس کے بعد تم ہمارے لیے کام کا آغاز کر دو گے۔"

اس وقت صرف خوبصورت اداکاری ہی میرے آئندہ اقدامات کا راستہ متعین کر سکتی تھی۔ میں اس طرح ساکت ہو گیا تھا جیسے میری حرکتِ قلب ہی بند ہو گئی ہو۔ میری پھٹی پھٹی آنکھوں میں شدید حیرت کے آثار تھے اور یہ کیفیت ایک لالچی شخص کے چہرے پر ہی اُبھر سکتی تھی۔ بمشکل تمام میں نے اپنے آپ پر قابو پایا اور کھوئے کھوئے لہجے میں بولا "اگر یہ سب کچھ تم سچ کہہ رہے ہو مارٹن ایسٹرو، تو میرا خیال ہے کوئی احمق سے احمق شخص بھی اس حسین پیش کش کو نہیں ٹھکرائے گا۔ میں تم سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں بلکہ تم خود میرے بارے میں جانتے ہو کہ میری جائیداد کے سلسلے میں میرے بھائیوں نے بددیانتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہ تمام جائیداد اپنے قبضے میں کر لی اور مجھے اس سے محروم کر دیا۔ اگر وہ بڑے بھائیوں کی حیثیت سے تمام جائیداد کو اپنے قبضے میں لے کر مجھ سے صرف اس محبت کا سلوک کرتے جو بھائیوں کو بھائیوں سے ہوتی ہے تو شاید دینے کا تصور بھی میرے ذہن میں نہ اُبھرتا لیکن انہوں نے مجھے راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کیا اور میں نے خود ہی ان کے راستے کو چھوڑ دیا اس چیلنج کے ساتھ کہ ایک دن میں خود ایک دولتمند آدمی کی حیثیت سے اُن کے سامنے آؤں گا۔

"ان حالات میں تم سمجھ سکتے ہو مارٹن ایسٹرو کہ میرا ذہن کیا ہوسکتا ہے اور اگر اس مشن کی تکمیل میں تم اس طرح میرے ساتھی بن سکتے ہو تو پھر وہ کون سی وجہ ہوسکتی ہے جو مجھے تمہارا ساتھ دینے سے روکے؟"

"ہاں، یقیناً کوئی نہیں بشرطیکہ تم خلوص سے میرے ساتھ کام کرنے پر آمادہ ہو۔"

"یہاں میں صرف دلیل سے کام لوں گا، مسٹر مارٹن ایسٹرو۔ میں تم سے بالکل مخلص نہیں ہوں لیکن اپنے آپ سے کون مخلص نہیں ہوتا، بلاشبہ ویلینی کا خزانہ ایک بڑی حیثیت رکھتا ہے لیکن اس کا حصول اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک کہ تمام ساموں یکجا نہ ہو جائیں۔ اور اس بات کے بھی امکانات ہیں کہ خزانے کی یہ کہانی صرف ان لوگوں کے ذہن کی اختراع ہو اور اس کی کوئی حقیقت نہ ہو۔ ایسے حالات میں جب کہ کسی خزانے کا وجود ہی نہیں ہوگا تو میں ان لوگوں کا کیا بگاڑ سکتا ہوں، سوائے کفِ افسوس ملنے کے اس کے برعکس میں ایک ایسے مقصد کے تحت کام کرنا پسند کروں گا جو میری نگاہوں کے سامنے ہو۔"

"ایک عقلمند آدمی کو بلاشبہ ایسا ہی کرنا چاہیے۔" مارٹن ایسٹرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ان شرائط پر میں آپ کے لیے خلوص دل سے کام کرنے کے لیے تیار ہوں مسٹر مارٹن ایسٹرو۔" میں نے پُراعتماد لہجے میں جواب دیا۔

مارٹن ایسٹرو مسکرانے لگا۔ پھر بولا۔

"اس عظیم آرگنائزیشن میں شمولیت پر میری طرف سے مبارکباد قبول کرو۔ ابھی میں تمہیں تمہارے کام کے بارے میں تفصیلات نہیں بتا سکتا لیکن تم خود صورت حال کو کسی حد تک سمجھ چکے ہوگے، ہمارا تعلق اسی زمین سے ہے جب کہ ساموں خواہ دونوں گروہوں میں سے کسی گروہ کے ہوں ہم سے مختلف ہیں۔ تمہیں دوسرے گروہ کے ذہنی رابطوں کو بھی دیکھنا ہے۔"

"میں سمجھتا ہوں مسٹر ایسٹرو۔ آپ ان لوگوں سے بھی واقف رہنا چاہتے ہیں جن کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں۔" میں نے کہا۔

"سو فیصدی، اس سے پہلے ہمارے پاس ان کے ذہنوں میں جھانکنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا اس سے تمہیں اندازہ ہو گیا ہوگا کہ تم ہمارے لیے کس اہمیت کے حامل ہو۔ میں ہیلی کاپٹر کے ذریعے تمہیں ایک نئی رہائش گاہ میں منتقل کر رہا ہوں اب تمہیں وہیں آرام کرنا ہوگا۔" پھر مارٹن ایسٹرو نے یہ نشست ختم کر دی۔

میری نئی رہائش گاہ میڈولیستا میں ایک حسین جگہ واقع تھی۔

اس جگہ میری ملاقات گاسُنا سے کرائی گئی۔ گاسُنا ایک نوجوان اور پُرکشش عورت تھی جس کے چہرے پر نرم مسکراہٹ کھیلتی رہتی تھی۔

"ہر چند ہماری یہ ملاقات کاروباری نوعیت کی ہے مسٹر غزالی لیکن ضروری تو نہیں ہے کہ ہم کاروباری رہیں۔ آپ مجھے دوست تصور کر سکتے ہیں اور دوستوں سے ہر ضرورت بیان کی جا سکتی ہے۔"

"میں آپ سے ہر ضرورت بیان کر دوں گا مس گاسُنا۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اس نئی رہائش گاہ میں میری پہلی رات عجیب وغریب احساسات کی حامل تھی۔ میں جانتا تھا کہ اس سے قبل میں کبھی ایسے خطرناک حالات سے دوچار نہیں ہوا ہوں۔ مارٹن ایسٹرو کے ساتھ دوسرے گروہ کے ساموں موجود تھے۔ اور وہ ہر طرح کے ذہنی تبادلوں سے واقف ہوسکتے تھے۔ اس لیے ذہن کے دروازے بند رکھنے ہوں گے تاکہ کوئی ان دروازوں سے اندر نہ داخل ہو سکے۔ میں جانتا تھا کہ اس کے لیے مجھے کیا کرنا ہے۔ سمبرتورا نے جو کچھ سکھایا تھا اور جو مشقیں میں نے کی تھیں اب ان کے استعمال کا وقت آیا تھا۔ چنانچہ آدھی رات کے بعد میں نے مراقبہ شروع کر دیا اور صبح تک اپنے ذہن کے ان خانوں کو بند کرنے میں مصروف رہا جن میں کوئی اجنبی ذہن داخل ہو سکتا تھا۔ اب کوئی ساموں میری مرضی کے خلاف میرے ذہن تک رسائی نہیں حاصل کر سکتا تھا ہاں، جسے میں خود ذہنی رابطے کی اجازت دوں، اسے مشکل نہ ہوتی۔ اس کارروائی کے بعد میں نے اپنے تحفظ کا پہلا مرحلہ مکمل کر لیا تھا۔ اب اگر کوئی ساموں خلاف بھی ہوتا اور میرے ذہن میں پیدا شدہ خیالات کو پڑھنے کی کوشش کرتا تو اسے کامیابی نہیں حاصل ہو سکتی تھی، جب تک کہ میں اسے اپنے ذہن میں آنے کی اجازت نہ دیتا۔

گاسُنا ایک اچھی میزبان تھی۔ اس نے مجھے ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لمحے کے لیے بھی تکدر کا شکار نہ ہونے دیا۔ ہم دونوں نے میڈویسٹا کی سیر بھی کی۔ اس طرح چار دن گذر گئے۔ پانچویں رات مجھے اپنے ذہن میں الارم بجتا محسوس ہوا اور میں نے خود سے مخاطب ہونے والے کو اجازت دے دی۔ آواز سمبو تورا کی تھی۔

"تم کہاں ہو۔ کیا تم کسی مصیبت میں گرفتار ہو۔ ہم تمہارے لیے سخت بے چین ہیں شدید انتظار کے بعد بحالتِ مجبوری تم سے رابطہ قائم کرنا پڑا۔"

"ہاں سمبو تورا۔ میں کچھ ایسے حالات کا شکار ہو گیا ہوں جن سے فرار میرے لیے ممکن نہیں ہے۔ اس سے قبل جس طرح بھی مجھ سے بن پڑا میں نے تمہارا ساتھ دیا لیکن موجودہ حالات میرے لیے ناگزیر ہیں اور شاید اب میں اپنا فرض پورا نہ کر سکوں۔"

"کیا مطلب؟" سمبو تورا نے حیرت سے کہا

"افسوس گومتن کی تلاش میں اب تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا ویسے بھی اس کی ذمہ داری صرف تم پہ عائد ہوتی تھی وہ تمہارے ساتھ تھا اور تمہیں اس کی حفاظت کرنی تھی اگر تم اسے کھو بیٹھے تو اس میں میرا قصور تو نہیں ہے باقی دوسرے جن سامونوں کی تلاش کا معاملہ تھا تو میں بھلا اس میں تمہاری کیا مدد کر سکتا تھا میری ذہنی پہنچ اس سے زیادہ نہیں تھی سمبو تورا میں تم سے معذرت چاہتا ہوں۔"

سمبو تورا کی آواز بند ہو گئی تھی۔ میں نے اسے اپنے طور پر ایک خفیہ پیغام دیا تھا کہ حالات کچھ بھی ہوں وہ گومتن کو راز رکھے۔ اگر سمبو تورا اس پیغام کو نہ سمجھ سکے تو یہ اس کی بدنصیبی ہو گی پھر میں نے خود ہی اسے مخاطب کیا "تم خاموش کیوں ہو گئے سمبو تورا۔؟"

"سوچ رہا تھا کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو کیا سچ ہے۔ ہم نے تم پہ بہت اعتماد کیا تھا اور ہمیں توقع نہیں تھی کہ کسی مرحلے پر تم اس طرح ہمارا ساتھ چھوڑ دو گے۔"

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس کا مقصد تھا کہ سمبو تورا نے صورتحال کی نزاکت سمجھ لی ہے۔ میں نے فوراً کہا مجھے بتاؤ سمبو تورا میں کیا کروں۔ میں تم لوگوں کے بارے میں کچھ بھی تو نہیں جانتا۔ تم نے مجھے صرف آلۂ کار بنا رکھا ہے اور کسی بات کو جانے بغیر میں اندھوں کی مانند آگے بڑھتا رہتا ہوں حسن صاحب شاید خود بھی تم لوگوں کی اصلیت سے واقف نہیں تھے تم نے ہم سب کو دھوکے میں رکھا ہے ہمدردی سمبو تورا جو کچھ کرنا ہے تمہیں خود کرنا ہے ممکن ہے میں ہندوستان واپس چلا جاؤں میں صرف حسن صاحب کو جواب دہ ہوں۔"

"لیکن کم از کم گومتن کی تلاش میں تو تمہیں ہماری مدد کرنی چاہیئے۔ سمبو تورا نے کہا۔

"کس طرح۔ کیا اس قید کے عالم میں تلاش کروں تمہارے خیال میں آزاد پھر رہا ہوں۔ اگر یہ سوچ رہے ہو تو یہ سوچ حماقت ہے اس وقت بھی میرا سارا بدن رسیوں سے جکڑا ہوا ہے اور میں بے بس ہوں۔ اس سے زیادہ خطرات میں مول نہیں لے سکتا سمبو تورا۔ تھوساس کے سلسلے میں اگر تم مطمئن نہیں تھے تو تم نے مجھے کیوں آگے بڑھایا۔ نہیں ڈیر سمبو تورا۔ اب جو کچھ کر سکتے ہو تم خود ہی کرو میں تم سے شرمندہ ہوں۔"

"تم شاید مارٹن ایسٹرو سے خوفزدہ ہو گئے ہو۔"

"ہاں۔ میں کہتا ہوں کہ میں جرم کی دنیا کا انسان ہرگز نہیں ہوں مجھے زندگی بچانا ہی مشکل لگ رہا ہے۔ میں اس سے درخواست کروں گا کہ وہ مجھے معاف کر دے دیکھنا یہ ہے کہ کیا ہوتا ہے میری اس مصیبت کے ذمہ دار تم لوگ ہو۔ صرف تم لوگ۔" میں نے تلخی سے کہا۔

"لیکن غزالی۔"

"سوری سمبو تورا۔ مجھے جو کچھ تم سے کہنا تھا میں نے کہہ دیا اس کے بعد براہ کرم مجھ سے گفتگو کرنے کی کوشش مت کرو" میں نے رابطہ ختم کر دیا۔

مجھے یقین تھا کہ کم از کم گومتن کے مسئلے کو سامنے رکھتے ہوئے سمبو تورا ڈوٹن کارلو اور لیبوس یہ فیصلہ کرنے میں فرد کامیاب ہو جائیں گے کہ یہ گفتگو مصلحتاً تھی۔ اگر ایسا نہ ہوا تو اسے بدقسمتی ہی کہا جا سکتا تھا۔ جہاں تک میرا مسئلہ تھا تو میں تو دلینی کا عظیم الشان خزانہ سر کر چکا تھا جو میری دسترس سے دور نہیں تھا سامونوں کے اس مظلوم گروہ کے مشن کو مکمل کرنا میں نے اپنا مشن لیا تھا اور اس کے لیے جان کی بازی لگا دی تھی۔ فیصلے بار بار بدلتے ورنہ وہ فیصلے نہیں ہوتے اور میں نے فیصلہ کر لیا تھا۔

دوسرے ہی دن مارٹن ایسٹرو نے مجھ سے ملاقات کی اور بہت پرتپاک انداز میں مجھ سے ملا "میں نے تمہارے معاوضے کی پیشگی ادائیگی کے سلسلے میں کارروائی مکمل کر لی ہے غزالی۔ بہت جلد تمہیں وہ کاغذات مل جائیں گے جن کی رو سے تم ایک کروڑ ڈالر کے مالک ہو گے۔"

"اس کے لیے پیشگی شکریہ بھی قبول فرمائیے مسٹر ایسٹرو۔ کیسی گذر رہی ہے۔ گاٹنا ایک پرکشش اور بھرپور عورت ہے اور اسے ہدایت کر دی گئی ہے کہ۔"

"وہ ایک اچھی میزبان ہے لیکن افسوس میں مشرقی ہوں" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اچھا تمہاری مرضی۔ دراصل میں یہاں سے جا رہا ہوں

میں کچھ وقت لگ جائے گا۔ میڈویسٹا بہت چھوٹی سی جگہ ہے تم اگر چاہو تو میں لندن میں تمہارے قیام کا بندوبست کر دوں؟"

"اگر آپ ضرورت محسوس کرتے ہیں تو جو مناسب سمجھیں ورنہ یہ جگہ زیادہ پرسکون ہے اور شہری ہنگاموں میں تو میں ساری زندگی اپنی گذارتا رہا ہوں شہر سے دور رہ کر یہاں قیام مجھے پسند ہے۔"

"خوشی سے یہاں رہو کم از کم اس وقت تک جب تک تمہارے سپرد کوئی ذمہ داری نہ کر دی جائے۔ ہاں ان قیدیوں سے تو تمہیں کوئی کام نہیں ہے، میرا مطلب ہے اُن سے ملاقات تو نہیں کرنا چاہتے اگر تم اُن سے ملنا چاہو تو میں ایڈی پائپر کو ہدایت کر دوں کہ اُن سے تمہاری ملاقات کرا دے میرا مطلب سمجھ رہے ہو گے، اگر تم چاہو تو انہیں اپنی کسی مجبوری کی اطلاع دے سکتے ہو، اُن سے کہہ سکتے ہو کہ ان حالات میں تم معطل ہو گئے ہو اور اب ان کے لیے کچھ نہیں کر سکتے۔"

نہیں مسٹر مارٹن ایسٹرو۔ جب میں اُن کے راستے سے ہٹ ہی گیا ہوں تو پھر اُن کا سامنا بھی نہیں کرنا چاہتا، وہ اپنے دل جو کچھ بھی سوچیں، سوچتے رہیں میں نے حکمت عملی سے کام لے کر کہا اور مارٹن ایسٹرو گردن ہلانے لگا، پھر اس نے مجھ سے رسمی گفتگو کی اور اس کے بعد چلا گیا۔

میں خاموشی سے آنے والے حالات کے بارے میں سوچنے لگا، بہت سے خیالات ذہن میں تھے، لیکن پاؤں رُک گئے تھے، کوئی ایسا منصوبہ ابھی تک ذہن میں نہیں آیا تھا جو مکمل ہو اور جس کے ذریعے میں قدم آگے بڑھا سکوں فی الحال تو ہم سب ہی مصیبت میں پھنس گئے تھے۔ مارٹن ایسٹرو اور اس کی تنظیم سامونوں کو قابو کرنے میں کوشاں تھی اور بظاہر یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے یہ لوگ اس میں کامیاب ہو جائیں گے۔ لیبوس، تھوساس۔ اور گومتن نمایاں حیثیت کے حامل تھے، ویلنی نے سربراہوں کے جو نام بتائے تھے، اُن میں تین افراد تو یہی تھے باقی دو رہ گئے تھے یعنی گاٹی با اور روی مین۔ پتہ نہیں ان سے کبھی کا رابطہ قائم ہوا تھا یا یہ ابھی تک صیغۂ راز میں تھے، یہ اندازہ بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ خود مارٹن ایسٹرو کو بھی ان کے بارے میں معلوم ہے یا نہیں، بہر طور یہ تین افراد میرے سامنے آچکے تھے اگر انہی کا تحفظ ہو سکے، تو بڑی بات تھی۔ اس سے آگے میں ویلنی سے معذرت بھی کر سکتا تھا، تمام زندگی اس ہنگامے میں تو ضائع نہیں کی جا سکتی تھی۔ تھوساس کے ساتھ بیس سامون اور قید تھے۔ اگر ان سب ہی کو رہائی مل جائے تو میں اسے اپنا بہت بڑا کارنامہ سمجھ سکتا تھا۔ بظاہر تو اس کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی لیکن میں نے ایک موہوم سی اُمید پر مارٹن ایسٹرو کو اپنی

شاعری

خرابات	عبدالحمید عدم	-/۶۵
چارۂ درد	〃	-/۴۵
چاک پیراہن	〃	-/۴۵
دہان زخم	〃	-/۴۵
آؤ کہ کوئی خواب بنیں	ساحر لدھیانوی	-/۱۵
کلیاتِ اصغر	اصغر گونڈوی	-/۴۰
رنگینیاں	شکیل بدیوانی	-/۵۰
خوبصورت غزلیں	کمال احمد رضوی	-/۵۰
انتخاب کلام داغ	نواب مرزا داغ	-/۵۰

علمی میاں بکسیلرز اُردو بازار لاہور

خدمات پیش کر دی تھیں۔ ممکن ہے اس پر اعتماد قائم کرنے کے بعد میں سامونوں کی کچھ زیادہ ہی مدد کر سکوں، ابھی میں نہیں سمجھتا تھا کہ مارٹن ایسٹرو کی ذہنی کیفیت کیا ہے، اُسے مجھ پر اعتماد ہوا ہے یا نہیں۔ بہرحال اس سلسلے میں ابھی کوئی فیصلہ کن بات نہیں کہی جا سکتی تھی۔ میں انہی خیالات میں ڈوبا ہوا تھا کہ گاٹنا مسکراتی ہوئی اندر آ گئی۔

یہ صاف ستھری طبیعت کی مالک عورت تھی بلاشبہ اس کے اندر بے پناہ کشش تھی اور اسے دیکھ کر ذہن کو یہ احساس ہوتا تھا کہ وہ حسین عورت ہے لیکن میں نے اس کے کردار میں کسی قسم کی خرابی نہیں پائی تھی جب کہ مارٹن ایسٹرو نے مجھ سے نہایت بھونڈے انداز میں گاٹنا کا تذکرہ کیا تھا۔

"ہیلو غزالی۔ کسی سوچ میں گم ہو۔"

"نہیں ڈیئر گاٹنا۔ کوئی خاص بات نہیں، تنہائی میں انسان خیالوں کا ہی سفر کرتا ہے یہ اُس کی فطرت ہے۔"

"مارٹن ایسٹرو نے مجھے ہدایت کی ہے کہ تمہیں ایک لمحے کے لیے بھی بوریت کا شکار نہ ہونے دیا جائے۔ میرا خیال ہے میں نے پہلے بھی کوشش کی ہے۔ اگر تم پسند کرو تو آؤ سیر و شکار کا پروگرام بناتے ہیں۔ مسٹر ایسٹرو تو شاید کئی دن کے لیے میڈویسٹا سے باہر چلے گئے ہیں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"جیسا تم مناسب سمجھو۔" میں نے جواب دیا۔

"میں ابھی انتظام کیے لیتی ہوں، میڈولیسا کے بعض نواحی علاقے شکار سے بھرے پڑے ہیں۔" گاٹنا نے کہا اور وہاں سے باہر نکل گئی۔ واپسی میں اس نے تقریباً ایک گھنٹہ لگایا تھا، اس نے خود لباس تبدیل کر لیا تھا اور میرے لیے بھی مخصوص قسم کا لباس لائی تھی۔

گاٹنا خود ہی گاڑی چلا رہی تھی اور میں اس کے نزدیک بیٹھا ہوا تھا، میڈولیسا کے نواحات کو پہلے بھی دیکھ چکا تھا۔ لینڈ روور اسی راستے سے گذری جو بروجر پوائنٹ کہلاتا تھا اور جہاں سے پرانے کلیسا کی وہ عمارت دیکھی جا سکتی تھی جو انتہائی پُراسرار نوعیت کی حامل تھی اور جس کے بارے میں میرا اندازہ تھا کہ سمبوتورا اور اس کے ساتھی ہی نہیں بلکہ شاید تھوساس اور وہ بیس سامون بھی اسی عمارت میں قید ہیں لیکن میں ابھی اس کا پوری طرح جائزہ نہیں لے سکا تھا اور یہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ تنہا اس عمارت میں کچھ کر سکوں گا۔

کلیسا کی پرانی عمارت نگاہوں سے اوجھل ہو گئی اور ہم اونچے نیچے ناہموار راستوں سے گذرتے ہوئے بالآخر جنگل میں داخل ہو گئے۔ جنگل کا ابتدائی حصہ زیادہ گھنا نہیں تھا۔ لیکن جوں جوں ہم آگے بڑھتے جا رہے تھے، درخت قریب قریب ہوتے جا رہے تھے، اور ان کے درمیان سے لینڈ روور کو نکالنا مہارت کا کام تھا لیکن گاٹنا باآسانی یہ کام کر رہی تھی۔

اس نے کہا۔ "ہمیں اس انداز میں تقریباً تیس منٹ کا سفر اور کرنا ہوگا اور اس کے بعد ہم جنگل کے دوسرے سرے پر جا نکلیں گے جہاں پہاڑی علاقہ ہے۔ سنسان اور غیر آباد، اس طرف گھاس کے میدان بچھے ہوئے ہیں۔ ایک ندی ان میدانوں کو سیراب کرتی ہوئی نکلتی ہے اور اس ندی کے کنارے ہرنوں اور چیتوں کی ڈاریں پانی پینے آتی ہیں۔ یہ ایک ایسی حسین جگہ ہے غزالی جو تمہیں بے حد پسند آئے گی۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ گھنے جنگلوں کے درمیان ہُو کا عالم طاری تھا نہ جانے کیوں پرندوں کی آوازیں تک نہیں سنائی دے رہی تھیں، راستے بھر ہمیں جانور بھی نظر نہیں آئے۔ ہاں جب گاٹنا کے کہنے کے مطابق تیس منٹ کا سفر طے ہو گیا، اور ہم دوسری جانب جا نکلے تو میں نے منظر ایکدم بدلتا محسوس کیا۔ سبز گھاس سے ڈھکے ہوئے میدانوں میں ہرنوں کی ڈاریں کلیلیں کرتی پھر رہی تھیں۔ جنگلی بھینسے اور دوسرے جانوروں کے غول بھی نظر آ رہے تھے، تھوڑے ہی فاصلے پر ایک نسبتاً نیچی پہاڑی سے جھرنا نیچے گر رہا تھا۔

"بہت خوبصورت جگہ ہے۔" میں نے تعریفی نگاہوں سے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میڈولیسا کا دل ہے یہ۔" گاٹنا سرد لہجے میں بولی۔ پھر اس نے گاڑی خیمے سے تھوڑے فاصلے پر روک دی اور انجن بند کر کے نیچے اتر آئی۔ میں نے بھی اس کا ساتھ دیا تھا۔

"میں اکثر یہاں آ جاتی ہوں ایک عجیب سا سکون ہے ان وادیوں میں۔" "تمہارا کیا خیال ہے۔"

"واقعی بہت خوبصورت جگہ ہے۔" میں نے اعتراف کیا۔

"یہیں خیمہ لگاتے ہیں، یہاں سے جھرنا قریب ہے۔" اس نے کہا۔ اور پھر لینڈ روور کے پچھلے حصے سے پلاسٹک کا ایک خیمہ نکال لیا۔ زمین میں میخیں لگا کر خیمہ نصب کر لیا گیا تھا۔ کافی کشادہ جگہ تھی۔ گاٹنا نے جدید ساخت کے دو بستر نکالے ان میں ہوا بھر کر انھیں خیمے میں لگا لیا گیا اور ہم دونوں اس کام سے فارغ ہو گئے۔

"آؤ اب کسی مظلوم کی جان لے کر اپنی شکم سیری کا بندوبست کریں۔" اس نے ہنستے ہوئے کہا اور بندوق اٹھا لی۔ ندی کے کنارے معصوم جانور نظر آ رہے تھے گاٹنا نے چند خرگوش شکار کیے اور پھر خود ہی ان کی کھال وغیرہ اتار کر انھیں آگ پر بھونا۔ وہ ان کاموں میں ماہر تھی میں بھی اس کا ہاتھ بٹاتا رہا۔ خرگوشوں کے بھنے گوشت سے پیٹ کی آگ بجھالی گئی۔ پھر رات ہو گئی۔ گاٹنا تمام انتظامات کر کے آئی تھی۔ اس نے خیمے میں لیمپ روشن کر دیا اور پھر اپنے بستر پر دراز ہو گئی۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ پھر اس نے کہا۔ "تم بہت سنجیدہ ہو غزالی۔"

"شاید!"

"ایسے حسین مناظر تو انسان کی فطرت میں خود بخود جولانی پیدا کر دیتے ہیں لیکن میں نے تمہارے اندر کوئی تبدیلی نہیں پائی کیا اس کا کوئی پس منظر ہے؟"

"کوئی نہیں بس ہر انسان کی ایک فطرت ہوتی ہے۔"

"تھوڑی دیر کے بعد چاند نکل آئے گا اور بلندی سے گرنے والا یہ آبشار سونے کا بن جائے گا۔ چاندنی رات میں آبشار سے بننے والے تالاب میں نہانا مجھے بہت پسند ہے نہ جانے کیوں مجھے لگتا ہے جیسے جب میں غسل کر کے نکلوں گی تو میرا پورا بدن سنہرا ہو جائے گا میں سونا بن جاؤں گا۔"

"کبھی غسل کیا ہے اس تالاب میں؟"

"ہاں کئی بار۔ میں تمہیں اپنی پسندیدہ جگہ لائی ہوں۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم سونے میں نہیں تبدیل ہوئیں۔"

"یہ صرف میرا احساس ہوتا ہے ایک احمقانہ خواہش ہوتی ہے جو ظاہر ہے پوری نہیں ہو سکتی۔"

"عجیب بات نہیں ہے گاٹنا۔ ایک ایسی خواہش جس کے بارے میں تمہیں خود علم ہے کہ وہ کبھی پوری نہیں ہوگی۔"

"میں جانتی ہوں لیکن عملی زندگی اتنی تلخ اور تھکا دینے والی ہوتی ہے کہ اس کے بعد خوابوں میں کھو جانے کو جی چاہتا ہے یہ خواب ان ناآسودہ خواہشوں کی تکمیل کر دیتے ہیں اور وقتی سکون مل جاتا ہے۔ اور یہ سکون برا نہیں لگتا غزالی۔"

"بس میں ان خوابوں پر یقین نہیں رکھتا شاید یہی تبدیلی تمہیں میری سنجیدگی محسوس ہوتی ہو۔"

"لیکن وہ حقیقت جو خواب نہ ہوں۔" گاٹنا نے عجیب سے انداز میں کہا۔

"میں سمجھا نہیں؟"

"جیسے میں۔" وہ بولی اور مجھے اس کی سحر خیز آنکھیں اپنے ذہن میں اترتی ہوئی محسوس ہوئیں یہ آنکھیں وسیع ہوتی گئیں ان میں ایک دنیا آباد نظر آئی ایسے دلکش نظارے ابھرے کہ انسان بے بس ہو جائے وہ مجھے چاندنی کے دوش پر وجود کی آبادیوں کا سفر کراتی رہی اور پھر دفعتاً تاریکی چھا گئی اس تاریکی کے ساتھ ہی لاتعداد شیشے ٹوٹنے کی آوازیں سنائی دی تھیں۔

گاٹنا نے ایک اذیتناک کراہ کے ساتھ آنکھیں بند کر لیں اور میں جیسے چاندنی کے رتھ سے نیچے گر پڑا۔ ایک لمحے کے لیے تو حواس سوئے رہے پھر جاگ گیا۔ گاٹنا دونوں ہاتھوں سے سر پکڑے بیٹھی تھی۔ میں نے اس صورت حال پر غور کیا اور حقیقت میرے علم میں آ گئی لیکن یہ انوکھی حقیقت تھی اگر میرا اندازہ غلط نہیں تھا تو گاٹنا سامون تھی۔ اس نے مجھے آنکھوں کے سحر میں گرفتار کرنے کی کوشش کی تھی۔ میں چونکہ اس حقیقت سے واقف نہیں تھا اس لیے تیار نہیں تھا اور وہ ابتدائی کوششوں میں کامیاب ہو گئی تھی لیکن پھر وہ میرے ذہن کی اس دیوار سے ٹکرا گئی جو میں نے خود تعمیر کی تھی اور بری طرح زخمی ہو گئی۔ یہ انکشاف میرے لیے حیرت انگیز تھا لیکن میں خود اس کا اظہار نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

دیر تک وہ اپنے چکراتے ہوئے دماغ پر قابو پانے کی کوشش کرتی رہی اور پھر دو تین بار گردن جھٹک کر آنکھیں کھول دیں۔ پھر پھیکے انداز میں مسکرا کر بولی۔ "باہر چلیں؟"

"چلو۔" میں نے جواب دیا اور ہم دونوں باہر نکل آئے۔ خوشگوار ہوا چل رہی تھی اور اس میں نہ جانے کیسی کیسی خوشبوئیں بسی ہوئی تھیں۔ آبشار کی سفیدی تاریکیوں میں شگاف ڈال رہی تھی۔ وہ آبشار کے کنارے ایک پتھر پر بیٹھ گئی۔ میں نے بھی ایک دوسری جگہ منتخب کر لی تھی۔

"غزالی۔" چند لمحات کے بعد اس نے کہا۔

"ہوں۔"

"کیا تم۔ کیا تم واقعی سامون نہیں ہو؟" چونکا دینے والا سوال تھا۔ میں نے خود کو سنبھالا۔

"تمہیں میرے بارے میں کیا بتایا گیا ہے؟" میں نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"بتانے والوں کی بات چھوڑو۔ میں تم سے پوچھ رہی ہوں۔"

"کیا تمہیں یہ پوچھنا چاہیے؟"

"ہاں۔ میں کسی کی محکوم نہیں ہوں۔" اس کی آواز میں غراہٹ سی پیدا ہو گئی۔

"مارٹن الیسٹرڈ کی بھی نہیں؟"

"کسی کی بھی نہیں سمجھے تم۔ کسی کی بھی نہیں۔ نہ جانے کیوں وہ بپھر گئی تھی۔

"مجھے تعجب ہے۔ حالانکہ اس نے کہا تھا کہ تم میرے لیے ایک خادمہ کی حیثیت رکھتی ہو۔ اور اس نے تمہیں میرے لیے مخصوص کیا ہے۔" میں نے کہا اس نے میری اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور خاموشی سے مجھے دیکھتی رہی۔ پھر بولی۔ "کیا تم سامون ہو۔؟"

"نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

"تب۔ تب۔" اس نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"تم سامونوں کے بارے میں کیا جانتی ہو؟" میں نے سوال کیا۔

"سب کچھ۔ وہ سب کچھ۔ جو عام لوگ نہیں جانتے۔"

"اوہ۔ وہ کیسے۔؟" میں نے دلچسپی سے پوچھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اس لیے کہ میں سامون ہوں"۔ اس نے پُراسرار انداز میں کہا۔ اور میرے خیال کی تصدیق ہوگئی۔ لیکن میں نے اس انکشاف پر دم بخود رہ جانے کی اداکاری کی تھی۔ دیر تک میں کچھ نہ بولا۔ کائنا بھی خاموشی سے زمین پر نگاہ جمائے ہوئے تھی۔ کافی دیر تک خاموشی رہی۔ چاند آہستہ آہستہ اُبھرتا جا رہا تھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے چاروں طرف روشنی پھیل گئی۔ منظر واقعی حسین ہوگیا تھا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور آبشار کے نزدیک پہنچ گئی۔ میری طرف اس کی پشت تھی وہ آبشار سے بہنے والی وسیع جھیل کو دیکھتی رہی پھر اس نے شاید نہانے کا فیصلہ کرلیا۔ وہ میری موجودگی کو بھول گئی تھی میری پلکیں جھپک گئیں اس نے اپنا لباس ایک طرف پھینک دیا اور پانی میں گھل گئی۔ دیر تک اس کا سر پانی پر نہیں اُبھرا تھا۔ میں خاموشی سے بیٹھا جھیل کی طرف دیکھتا رہا۔ ذہن میں طرح طرح کے خیالات جنم لے رہے تھے اس انکشاف نے مجھے چونکا دیا تھا کہ وہ سامون ہے۔ اگر وہ سامون تھی تو کونسا سے گروپ سے اس کا تعلق تھا۔ وہ مارٹن الیسٹرو کے ساتھ تھی اس لیے یقیناً دوسرے گروپ کی ہی ہوسکتی تھی۔

دفعتاً وہ پانی میں ابھری اور پھر کنارے پر ہاتھ جما کر باہر نکل آئی۔ چاندنی پوری طرح چٹکی ہوئی تھی اور نہ جانے کیوں مجھے محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے وہ سنہری ہوگئی ہو اس پر سونے کا پانی چڑھ گیا ہو۔ وہ اپنے وجود کی حشر سامانیوں سے بےنیاز بلا جھجک کنارے پر کھڑی رہی اور پھر آہستہ آہستہ میری طرف بڑھنے لگی۔ اور دفعتاً ہی مجھے اپنے بدن میں لرزشیں محسوس ہوئیں۔ ایک بیتی ہوئی رات یاد آگئی۔ جب ایسے ہی چاندنی نکھری ہوئی تھی اور۔ اور۔ ایک ایسا ہی وجود میرے سامنے تھا۔ میری کنپٹیاں جھنجنے لگیں۔ وہ میرے بالکل قریب آکھڑی ہوئی تھی۔

"غزالی"۔ اس کی آواز ابھری اور میں نے مدہوشی کے انداز میں اسے دیکھا۔ "اٹھو۔ میرے ساتھ پانی میں چلو۔ آؤ غزالی آؤ تو سہی"۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور میں جیسے اس سحر سے آزاد ہوگیا۔ میں نے آہستہ سے اس سے ہاتھ چھڑا لیا۔

"تم جذباتی ہو رہی ہو کائنا۔ خود کو سنبھالو۔ میں ان راستوں کا راہی نہیں ہوں"۔ میں نے جواب دیا۔ وہ مجھے گھورتی رہی اور پھر مڑ کر واپس پانی میں چلی گئی۔

کیفیت تو میری بھی بہتر نہیں تھی۔ لیکن اپنے کردار کو زندہ رکھنا چاہتا تھا کسی سے کیے ہوئے وعدے کو نبھانا چاہتا تھا اور اس کا بہتر طریقہ یہ تھا کہ یہاں سے اٹھ جاؤں۔

تقریباً ایک گھنٹے کے بعد وہ واپس خیمے میں آگئی۔ اب وہ پورے لباس میں تھی۔ خیمے کے ایک گوشے میں بیٹھ کر وہ مجھے دیکھتی رہی۔ پھر مسکرائی اور بولی۔ "تعجب ہے تم سامون نہیں ہو۔ غزالی جو کچھ تم سمجھ رہے تھے وہ نہیں ہے۔ درحقیقت وہ سب کچھ نہیں ہے میں صرف مارٹن الیسٹرو کی ہدایات پر عمل کر رہی تھی لیکن اب میں تمہارے سحر میں گرفتار ہوگئی ہوں میرے ذہن میں تمہارا ایک مقام پیدا ہوگیا ہے۔ اور۔ اور شاید شاید اب میں وہ نہ رہوں جو تھی۔ میں اپنے عہد سے غداری پر آمادہ ہوگئی ہوں ہاں غزالی اب میں وہ کروں گی جو تمہارا مشن ہے سمجھے غزالی۔ اب میں تمہاری پرستار ہوں۔ صرف تمہاری۔ میں تمہیں سمجھ گئی ہوں، جانتی ہوں تم کچھ نہ پوچھو گے۔ لیکن میں خود ہی تمہیں بتانا چاہتی ہوں۔

"میں سامون ہوں اور میرا تعلق حکمراں گروپ سے ہے۔ میں مارٹن الیسٹرو کے لیے کام کر رہی تھی اور مفرور سامونوں کو تلاش کرنا میرا مشن تھا۔ لیکن غزالی تمہارے لیے اب تمہارے لیے۔ صرف تمہارے لیے میں نے اپنا مشن ترک کر دیا ہے۔ اب میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اٹھو ہم واپس چلیں گے۔ اسی وقت واپس چلیں گے۔ یہ موقع اچھا ہے الیسٹرو موجود نہیں ہے۔ میں تمہاری مدد کروں گی میں جانتی ہوں سامون کہاں قید ہیں۔ مجھے علم ہے کہ تھوساس کہاں ہے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ ورٹی مین لیبوس اور ڈوئن کہاں قید ہیں۔ میں ان سب کو تمہارے حوالے کرنا چاہتی ہوں۔ انھوں نے تم سے شکست قبول کی ہے اور میں تمہیں خراج ادا کرنا چاہتی ہوں۔ اٹھو غزالی وقت ضائع کرنے کے لیے نہیں ہوتا ممکن ہے میرے جذبات سرد پڑ جائیں۔ اس سے قبل میں تمہارا مشن پورا کرنا چاہتی ہوں"۔

وہ خود ہی خیمے کی میخیں اکھاڑنے لگی۔ سارے کام اس نے خود کیے۔ میرا ذہن گم سا ہوگیا تھا۔ ایک عجیب سی کیفیت مجھ پر طاری تھی۔ پھر کائنا نے اسٹیئرنگ پر بیٹھ کر لینڈ روور اسٹارٹ کی اور ایک جھٹکے سے اُسے آگے بڑھا دیا۔

اس جھٹکے سے دفعتاً میرے حواس بیدار ہوگئے اور پہلی بار میں نے کائنا کے ان الفاظ پر غور کیا۔ اچھی طرح غور کیا۔ یہ سب کچھ۔ یہ سب کچھ اس طرح نہیں ہونا چاہیے جس طرح ہو رہا ہے۔ ہاں یہ سب کچھ ۔۔۔

کائنا کے چہرے پر جذبات کے سائے لرز رہے تھے۔ ...سے انداز تک ایک عجیب سی کیفیت تھی۔ میں خاموشی سے ...کے برابر بیٹھا سامنے نگاہیں جمائے خلا میں کسی غیر مرئی نقطے ...ور تار رہا۔ میرا ذہن ساتھ نہیں دے رہا تھا۔ ایک عجیب سی ...بیدار ہوگئی تھی۔ لیکن اس بات سے بھی ہوشیار تھا کہ ...اپنی ذہنی قوتوں کا سہارا لے کر میرے خیالات سے واقف ...نے پائے۔ میں جانتا تھا کہ وہ سامون ہے۔ اور اُن ...مرار ذہنی قوتوں کو زیادہ موثر طریقے سے استعمال کرسکتی ...۔ جو اُن کی شخصیت کا حصہ ہیں۔ جب کہ میں نے یہ مشق ...سے سیکھی تھی۔ چنانچہ کوئی ایسی بات ذہن میں لاتے ہوئے ...ڈرتا بھی تھا۔ جس سے کائنا واقف ہو جائے۔ حقیقت یہ ...کہ کائنا کی یہ کایا پلٹ میرے ذہن میں بیٹھ نہیں پا رہی تھی۔ ...نے مارٹن الیسٹرو کی ہدایت پر میری نگرانی کی ذمہ داریاں ...عالی تھیں۔ مارٹن الیسٹرو نے خود مجھ سے یہ کہا تھا کہ کائنا میری ...ضرورت کا خیال رکھنے کی ذمہ دار ہے۔ چنانچہ یہاں تک تو ...مان سکتا تھا کہ وہ مارٹن الیسٹرو کی ہدایت پر سامون ہونے کے باوجود اپنا آپ مجھے پیش کر دے۔ لیکن موجودہ حالات ...میرے لیے انتہائی تعجب خیز تھے۔ میں اپنی سادہ فطرت کی ...سے اپنی تمام خواہشوں کے باوجود اُن راستوں پر نہیں چل ...سکا تھا۔ جن کا تعلق بہرحال زندگی سے ہے۔ لیکن جن پر ...ملاقات کے کچھ پردے ہوتے ہیں میں یہ پردے اپنے ...دیدے نہیں اتار سکا تھا۔ جب کہ کائنا اُن لمحات میں ایک ...مکمل عورت بن گئی تھی۔ اُس کی چاہت کا جواب نہ دینے کے باوجود اُس کے اندر پیدا ہونے والی تبدیلی نہ میری دُنیا کے کسی انسان کی پیداوار ہوسکتی تھی۔ اور نہ مجھے سامونوں میں اس کی کوئی ...وجہ نظر آتی تھی۔ اُسے تو مجھ سے نفرت کرنی چاہیے تھی۔ اُسے تو ...مجھ سے اپنی نسوانیت کی توہین کا انتقام لینا چاہیے تھا۔ اس کے بجائے وہ میرے مشن کی تکمیل پر آمادہ ہوگئی۔ کیوں آخر کیوں یہ تبدیلی اِن واقعات سے کیا تعلق رکھتی ہے۔ بس یہی سوچ میرے ذہن کو اُلجھا رہی تھی۔ کائنا کی پیشکش دلکش بھی تھی اور میرے مشن سے تعلق بھی رکھتی تھی۔ لیکن اُس کا یہ جذبہ۔ یہ جذبہ آخر کیا چیز تھی؟

پھر دفعتاً ہی میں نے سوچا کہ کائنا کی یہ تحریک ممکن ہے انتقام کے تصور نے پیدا کی ہو۔ ہاں اِس بارے میں گہرے انداز میں سوچا جاسکتا تھا۔ اگر میں اُس کے حُسن کی پذیرائی کرتا۔ تو وہ خاموشی سے اپنے کام کی تکمیل کرتی رہتی۔ لیکن اچانک ہی یہ کایا پلٹ اُس انتقامی تصور کے نتیجے میں بھی ہوسکتی تھی جو اُس کے ذہن میں پیدا ہوا۔ اُس نے مجھے سامونوں کا لالچ دے کر ممکن ہے مارٹن الیسٹرو کا دشمن بنانے کی کوشش کی ہو۔ تاکہ مارٹن الیسٹرو میری غداری سے برگشتہ ہوکر مجھے اپنے درمیان سے نکال دے۔ یہ ہوسکتا تھا۔ سو فیصدی ہوسکتا تھا۔ کائنا نے ایک بہت ہی خوفناک چال چلی تھی۔ لیکن میں اس چال کا شکار آسانی سے نہیں ہوسکتا تھا۔ میں نے اِسی تصور کو اپنے ذہن میں جگہ دی۔ اور فیصلے کرنے لگا کہ کائنا کی اِس پیشکش کے جواب میں مجھے کیا کرنا چاہیے۔ بہت ہی محتاط طریقے سے قدم آگے بڑھانے تھے۔ ظاہر ہے میں تنہا تھا۔ اور اپنے حالات پر قادر نہیں تھا۔ جب کہ کائنا مارٹن الیسٹرو کی دست راست تھی۔ بہت خوفناک صورت حال پیش آگئی تھی۔ اگر یہاں ذرا سی بھی لغزش ہوئی تو میں موت کی اتھاہ گہرائیوں میں جا پڑوں گا۔ چنانچہ واپسی کا سفر طے کرتے ہوئے میں نے دل میں فیصلہ کرلیا کہ میرے آئندہ اقدامات کیا ہوں گے۔

کائنا کی مسلسل خاموشی میرے شبے کو تقویت دے رہی تھی۔ بالآخر ہم اپنی رہائش گاہ پہنچ گئے۔ گاڑی سے اُترتے ہوئے کائنا دفعتاً مسکرا پڑی۔ پھر بولی "کیا بات ہے بہت خاموش ہو غزالی!"

"ہاں کائنا! عجیب سے احساسات کا شکار ہوگیا ہوں"۔ میں نے پھیکے سے انداز میں مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میں جانتی ہوں وہ احساسات کیا ہوں گے"۔

ہم دونوں اندر داخل ہوگئے۔ کائنا مجھ سے تھوڑی دیر کے لیے اجازت لے کر چلی گئی تھی۔ واپس آئی تو لباس تبدیل کرلیا تھا۔ مجھے دیکھتی ہوئی بولی "ارے تم نے لباس نہیں تبدیل کیا"۔

لا ضرورت نہیں پیش آئی تھی کائنا!

"آؤ بیٹھو تم تو بہت مضمحل ہوگئے"۔ اُس نے میرا ہاتھ پکڑ کر ایک سمت بڑھتے ہوئے کہا۔ ہم لوگ رہائش گاہ کے ایک کھلے حصے میں پڑی ہوئی کرسیوں پر جا بیٹھے۔ جو بیرونی نشست کے لیے استعمال کی جاتی تھیں۔ کائنا کہنے لگی: "مجھے بتاؤ غزالی! کیا تمہارے مضمحل ہونے کی وجہ یہ احساس نہیں ہے کہ تم سامونوں کو دوبارہ حاصل کرلو گے۔ اور اپنے اس مقصد کی تکمیل میں کامیاب ہو جاؤ گے جس کے لیے تم نے یہ سفر اختیار کیا تھا"۔

"میں عجیب سی اُلجھنوں کا شکار ہوں کائنا!"

"کیسی اُلجھن؟ میں اپنا دل کھول کر تمہارے سامنے نہیں رکھ سکتی غزالی! لیکن حقیقت ہے کہ تم نے اپنی پاکیزہ فطرت سے میرے دل و دماغ پر قبضہ جما لیا ہے۔ میں نے تمہاری اس دُنیا میں آکر۔ ہاں اب میں تم سے یہ کیسے چھپا سکتی ہوں۔ جھوٹ بولنا چاہوں تب بھی زبان نہیں کھلے گی۔ کیونکہ میں تم سے کہہ چکی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوں کہ میں سامون ہوں۔ تو میں کہہ رہی تھی کہ تمہاری اس دنیا میں آکر میں نے بہت سے تجربات کیے ہیں۔ تمہاری یہ دنیا بلاشبہ۔ سامولوں کی دنیا سے رسم و رواج میں بہت مختلف ہے یہاں کی تہذیب سامولوں کے لیے ابتدا میں بے حد اجنبی ہوتی ہے۔ اور یہی وجہ تھی کہ وہ سامون جو سامونیکا سے فرار ہو کر یہاں تک پہنچے تھے۔ منتشر ہو گئے۔ اگر وہ یکجا رہ کر تمہاری اس دنیا کو جاننے کی کوشش کرتے۔ اور اس کے بعد اپنے اقدامات کا فیصلہ کرتے۔ تو شاید ان کی تلاش آسان نہ ہوتی۔ کیونکہ تمہاری اس وسیع دنیا میں منتشر ہو کر چھپ جانا کوئی مشکل کام نہیں ہے جب کہ ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی خاص جسمانی فرق بھی نہیں ہے۔ بہرحال میں تم سے کہہ رہی تھی کہ تمہارے اس کردار نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے۔ بلاشبہ تم سامون نہیں ہو۔ لیکن تمہاری فطرت کسی سامون نوجوان ہی کی سی ہے۔ غزالی میں تمہاری مدد کرنا چاہتی ہوں۔ اگر تم دل سے مارٹن الیسٹرو کا ساتھ دینا چاہو تو خاموشی اختیار کر لو۔ مجھے بھلا کیا پڑی ہے کہ میں اپنا مشن ترک کر کے ایک نئے مشن کا آغاز کروں۔ مجھے بہرطور بے شمار افراد سے غداری کرنا ہوگی، اور اس غداری کے نتیجے میں الجھنوں کا شکار بھی ہونا پڑے گا۔ لیکن اگر تمہارے دل میں اپنے اُن سامون ساتھیوں کی رہائی کی خواہش ہو اور بحالت مجبوری مارٹن الیسٹرو کی دوستی اختیار کر لی ہو تو پھر میں تمہارا ساتھ دینے کے لیے تیار ہوں۔ اس وقت یوں سمجھ لو غزالی! کہ میں صرف تمہارے لیے ہوں۔ اور جو کچھ بھی کرنا چاہتی ہوں تمہاری خواہش کے مطابق کرنا چاہتی ہوں۔ میرے اس خلوص پر یقین کر لینا۔ اس میں کوئی چال یا کوئی فریب نہیں ہے باقی سب کچھ تم پر منحصر ہے۔"

"لیکن گانتا! کیا اُن لوگوں کی رہائی آسان ہوگی۔؟"

"میں اسے آسان بنا دوں گی۔ کیونکہ ابھی کوئی نہیں جانتا کہ میرے ذہن میں کوئی تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔"

"کس طرح؟"

"معمولی سی بات ہے غزالی! میں اگر چاہوں تو اُس جگہ تک رسائی حاصل کر سکتی ہوں۔ جہاں تمام سامون یکجا کر دیئے گئے ہیں۔ اُن میں تمہارے ساتھی وائی مین۔ گو مین۔ ڈوڈن کاربو تھوساس اور وہ تمام دوسرے سامون ہیں جن کا تعلق مفروروں سے ہے۔ اگر تم انہیں آزاد کرانے کے خواہشمند ہو تو پھر مجھے بتاؤ۔ میں انہیں اصل حیثیت سے رہا کراؤں گی۔ اس میں تھوڑی سی چال بازی سے کام لینا ہوگا۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ میں کامیابی حاصل کر لوں گی۔ فیصلہ تم پر منحصر ہے غزالی!"

"لیکن رہا شدہ سامون جائیں گے کہاں۔؟"

"ہاں اُس کے لیے ہمیں ایک لائحہ عمل تیار کرنا پڑے گا کیونکہ مارٹن الیسٹرو کے ہاتھ لمبے ہیں۔"

"کوئی ترکیب ہے تمہارے ذہن میں۔؟" میں نے سوال کیا۔

"تم اگر چاہو گے تو یہ ترکیب بھی سوچی جا سکتی ہے۔"

"تو پھر سوچو گانتا!" میں نے آہستہ سے کہا، اور وہ مجھے دیکھ کر مسکرانے لگی۔

"دل کی بات زبان پر آ گئی نا۔" میں نے اُسے صرف ایک نگاہ دیکھنے پر ہی اکتفا کی تھی۔ ہم دونوں کافی دیر تک اِس موضوع پر باتیں کرتے رہے۔ گانتا مجھ سے میری نجی زندگی کے بارے میں سوالات کر رہی تھی۔ اور میں اُسے صحیح جوابات دے رہا تھا۔ تاکہ وہ یہ نہ سوچ سکے کہ میں کسی طور اُس کے لیے دل میں کوئی اور جذبہ رکھتا ہوں۔ میں نے دیر تک گانتا سے گفتگو کی۔ اُس کے بعد ہم آرام کرنے کے لیے جدا ہو گئے۔

اپنی آرام گاہ میں پہنچ کر میں نے ذہن کے وہ دریچے بند کر لیے جن سے خیالات کی شعاعیں باہر جا سکتی تھیں، اور دوسرے اُن سے آشنا ہو سکتے تھے۔ اپنی تربیت کے اصولوں کے مطابق میں نے اپنے ذہن کو اب اپنا قیدی بنا لیا تھا۔ اور اس میں کوئی اجنبی خیال میری خواہش کے بغیر داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ جو کچھ سوچنا تھا ذہن کی اس بند کال کوٹھری ہی میں رہ کر سوچنا تھا۔ اور یہ کام خاصا وقت طلب تھا۔ دماغ دُکھ جاتا تھا۔ ابھی تک تو میں نے گانتا کو سامون ہونے کے باوجود اپنے ذہن کی گہرائیوں میں داخل نہیں ہونے دیا تھا۔ اور یہ سب سمبولو را کی تربیت کا نتیجہ تھا۔ میں سوچتا رہا۔ یہ بات اچھی طرح جانتا تھا کہ گانتا بلاشبہ جس جذبے کا اظہار کر رہی ہے اُس میں مخلص نہیں ہے بلکہ ممکن ہے یہ بھی مارٹن الیسٹرو کی کوئی ایسی ہی چال ہو۔ جیسی چال اُس نے میرے ساتھ پہلے بھی چلی تھی محتاط رہنا بے حد ضروری ہے۔ ذہن کی کھڑکیوں سے کوئی اجنبی تصور اندر داخل نہیں ہونا چاہیے۔ رات کو تقریباً دو ڈھائی بجے تک میں اسی کی مشق کرتا رہا۔ اور پھر اپنی قوت ارادی کو آواز دے کر گہری نیند سو گیا۔

دوسری صبح ناشتے کی میز پر گانتا بہت نکھری نکھری نظر آ رہی تھی۔ وہ بلاشبہ ایک دلکش عورت تھی۔ خدرت بھی سامون تھی۔ اور ڈوڈن کاربو بھی۔ لیکن گانتا ان دونوں کی نسبت زیادہ حسین تھی۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ میں اُس کی عمر پوچھنے کی جسارت نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ اِس کے جواب میں اگر وہ

مجھے تین چار سو سال کی عمر بتا دیتی۔ تو میں خواہ مخواہ احساس کمتری کا شکار ہو جاتا۔

ناشتے کے دوران گانتا نے کہا۔ "میں نے سب کچھ سوچ لیا ہے غزالی!"

"ویری گڈ۔ کیا سوچا ہے تم نے؟"

"مارٹن الیسٹرو کبھی کبھی یہاں سے باہر چلا جاتا ہے۔ مجھے عام حالات میں یہ پتا نہیں چلتا کہ وہ کہاں گیا ہے۔ لیکن اگر اُس پر نگاہ رکھی جائے۔ تو یہ کام آسان ہو سکتا ہے۔ اِس کے علاوہ وہ سامون جو میرے ساتھی ہیں۔ اور مارٹن الیسٹرو کے ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں۔ وہ بھی عموماً مارٹن الیسٹرو کے ساتھ ہی ہوتے ہیں۔ اور اب اُن کا کوئی ایسا کام نہیں ہے جو ان سامونوں سے منسلک ہو۔ تھوساس سے معلومات حاصل کی جا چکی ہیں وائی مین اور ڈوڈن کاربو بھی اِس سلسلے میں کارآمد نہیں ثابت ہوئے۔ کہ کسی اور کا پتا بتا سکیں۔ چنانچہ ان سے کام ختم ہو گیا ہے۔ اور اب وہ مارٹن الیسٹرو کے ساتھ ہوں گے۔ یا اگر یہاں موجود بھی ہوں۔ تو انہیں مفلوج کیا جا سکتا ہے۔ میں تمہیں اُس جگہ لے چلوں گی جہاں تمہارے ساتھی اور باقی سامون قید ہیں۔ تم انہیں رہائی دلا دو۔ میں اِس دوران ایک اور بندوبست کر لوں گی، وہ یہ کہ انہیں یہاں سے کافی فاصلے پر ایک اور چھوٹی بستی میں مقیم کر دیا جائے۔ اور وہاں سے پھر ایسے لوگوں کے ذریعے انہیں باہر نکال دیا جائے۔ جو انسانوں کو اسمگل کرتے ہیں۔ اِس علاقے سے کہیں دور نکلنے کے بعد ہم اپنے تحفظ کا بندوبست کر لیں گے۔ میں اُس جگہ تمہارا انتظار کروں گی۔ جس کے بارے میں تمہیں تمام تفصیلات بتا دوں گی۔ باقی کام تمہارا ہوگا۔"

"تمہاری تجویز قابل عمل ہے گانتا! لیکن اگر کہیں کوئی گڑبڑ ہو گئی تو میرے ساتھ تم بھی مصیبت کا شکار بن جاؤ گی۔"

"میں تم سے اِس مصیبت کا معاوضہ وصول کروں گی غزالی! ایسے تو میں یہ سب کچھ نہیں کر رہی۔"

"جو بھی معاوضہ ہو گا میں تمہیں ادا کر دوں گا۔ چاہے اُس کی کتنی ہی بڑی قیمت کیوں نہ ہو۔" میں نے گانتا سے کہا۔ اور وہ مجھے دیکھ کر محبوبانہ انداز میں مسکرانے لگی۔

"تم نے غزالی! تم نے مجھے قبول نہیں کیا۔ شاید تم اس بات پر یقین نہ کرو کہ یہ میری زندگی کی پہلی کوشش تھی مارٹن الیسٹرو نے مجھے ناشتہ کرنے کی کارروائیاں ضرور کی تھیں لیکن میں نے یہ سب کچھ قبول نہیں کیا۔ اور اپنے آپ کو اپنی ذہنی قوتوں کے سہارے محفوظ رکھتی رہی۔ بھلا میرے لیے یہ کام کیا مشکل تھا کہ تمہاری دنیا کے کسی شخص کے ذہن کو اپنا تابع کر لوں۔ اور پھر مجال ہے اُس کی کہ وہ مارٹن الیسٹرو سے یہ کہہ سکے کہ میں نے اُس کے احکامات کی تعمیل نہیں کی۔ میرا مطلب سمجھ رہے ہو گے لیکن تم نے۔ تم نے۔ غزالی تم نے وہ مختلف کام کیا۔ جو اِس سے پہلے کسی نے نہیں کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ میں تم سے بے حد متاثر ہو گئی ہوں۔"

میں خاموش ہی رہا تھا۔ اُس کے بعد ہمارے درمیان یہ طے ہو گیا کہ گانتا جس وقت بھی مارٹن الیسٹرو کو یہاں سے باہر پائے گی اپنے اِس پروگرام پر عمل کروائے گی۔ اِس سلسلے میں اُس نے مجھے تمام تفصیلات بتا دی تھیں۔ چنانچہ میں اُس کے کہنے کے مطابق تیار تھا۔

دو دن گزر گئے۔ تیسری صبح گانتا نے مسکراتے ہوئے مجھ سے کہا۔ "آج کا دن تمہارے لیے مبارک ہے غزالی! کیونکہ آج تم وہ کام کرنے جا رہے ہو جو تمہارے دل میں سب سے بڑی حیثیت کا حامل ہے۔"

"کیا مارٹن الیسٹرو؟"

"ہاں۔ وہ لندن گیا ہوا ہے۔ فرانس میں بھی نہیں ہے وہ، ہمارے پاس کافی وقت ہے، لیکن میں چاہتی ہوں کہ اُس کے آنے سے بہت پہلے ہم یہاں سے نکل جائیں۔"

"لیکن گانتا! دوسرے تمام لوگ؟"

"وہ سب کچھ تم میرے اُوپر چھوڑ دو۔ تیار ہو جاؤ میں ابھی تمہیں ساتھ لے کر چلتی ہوں۔"

میں نے سر ہلا دیا۔ لباس تبدیل کرنے کے بعد گانتا مجھے اُسی لینڈ روور میں لے کر چل پڑی۔ ایک طویل فاصلہ طے کرنے کے بعد ہم ایک ایسے اجاڑ اور ویران علاقے میں پہنچ گئے۔ جہاں اونچے نیچے ٹیلے بکھرے ہوئے تھے۔ لیکن ان ٹیلوں کی دوسری طرف ایک چھوٹی سی بستی آباد تھی۔ گانتا مجھے لیے ہوئے اس بستی میں داخل ہو گئی۔ یہاں اُس نے سباتا نامی کسی شخص کو پوچھا اور پرتگالی نسل سے تعلق رکھنے والا سباتا جو ایک قوی ہیکل دیو کی مانند تھا ہمارے سامنے پہنچ گیا۔

گانتا نے اُس سے میرا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ "یہ سباتا ہے شیبوں کا شیر۔ چودہ سال کی سزا کاٹنے کے بعد رہا ہوا۔ تو پھر یہاں یہ بستی بسا کر بیٹھ گیا۔ لیکن یہ جانتا ہے کہ دولت کس طرح پیدا کی جا سکتی ہے۔ اور مسٹر غزالی! میں نے سباتا سے ایک بھاری معاوضے کے بدلے یہ بات طے کر لی ہے کہ وہ تقریباً تیس سامولوں کو یہاں سے دور ایک ایسی سرحد پر پہنچا دے گا۔ جسے عبور کرنے کے بعد تم ایک دوسرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ملک میں داخل ہو جاؤ گے۔ یہ کام سباتا نے منظور کر لیا ہے سباتا یہ ہیں مسٹر غزالی جن کا میں نے تم سے تذکرہ کیا تھا۔"

سباتا نے اپنا چوڑا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دیا۔ اور گرم جوشی سے مصافحہ کیا۔ پھر بولا۔ "میں ہر حکم کی تعمیل کے لیے تیار ہوں۔ آپ جس وقت چاہیں یہاں پہنچ جائیں۔"

"ٹھیک ہے مسٹر سباتا! میں اُن لوگوں کو لے کر آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا۔" میں نے جواب دیا۔ سباتا سے کچھ ضروری اُمور طے ہوئے اور اُس کے بعد گاشنا مجھے لے کر واپس چل پڑی۔

میں نے اُس سے پوچھا۔ "کیا تم سباتا سے اس سلسلے میں بات کر چکی ہو گاشنا!؟"

"آج سے ایک دِن قبل میں نے اُس سے تمام معاملات طے کر لیے ہیں۔"

"لیکن معاوضہ؟"

"اُس کی فکر تم کیوں کرتے ہو۔ وہ میں اُسے ادا کر چکی ہوں۔"

"اوہ گاشنا! تم تو میرے لیے واقعی بڑی اُلجھنیں مول لے رہی ہو۔"

"انسان ایسی ہی احمق چیز ہے غزالی! بعض اوقات اُن چیزوں پر جن پر غصہ آنا چاہیے پیار آجاتا ہے۔ چھوڑو ان باتوں کو اب ہم پرانے کلیسا کی جانب چل رہے ہیں۔"

"سامون وہیں کلیسا ہی میں قید ہیں"

"ہاں کلیسا کے نیچے ایک تہہ خانہ ہے اُس میں سامونوں کو رکھا گیا ہے۔" گاشنا نے کہا۔

"لیکن اُن کی نگرانی کا بندوبست بھی تو ہو گا۔؟"

"ہاں۔ البتہ وہ سرنگ جس سے لے کر میں تمہیں اندر جاؤں گی۔ عام لوگوں کے علم میں نہیں ہے۔ اُسے صرف سامون جانتے ہیں یعنی ہم لوگ۔ اور کوئی بھی سامون اِس وقت ایسا نہیں ہے جو مارٹن ایسٹرو یا اُس کے ساتھی سامونوں کی اجازت کے بغیر یہاں قدم بھی رکھ سکے۔ اِس لیے وہ لوگ اِس طرف سے مطمئن ہیں۔"

پرانے کلیسا کی ہولناک عمارت کے پچھلی گوشے میں کچھ چٹانیں اِس انداز میں بکھری پڑی تھیں جیسے اپنی جگہ سے ٹوٹ کر جدا ہو گئی ہوں۔ لیکن قریب سے دیکھنے پر اندازہ ہوا کہ اُن کی ایک خاص ترتیب ہے۔ اور غار کا دہانہ اُن ہی چٹانوں میں تھا۔ جس کے ذریعے سرنگ سے داخل ہو کر کلیسا کے نیچے تک پہنچا جا سکتا تھا۔ سرنگ تنگ تھی۔ اور اُس میں زیادہ سے زیادہ تین آدمی مل کر گزر سکتے تھے۔ تاریک تھی اور اُس میں سیلن کی بو پھیلی ہوئی تھی۔ لیکن بہت زیادہ طویل نہیں تھی۔ جس کی وجہ سے ہم یہ گھٹن برداشت کر گئے۔

میں نے راستے میں گاشنا سے پوچھا۔ "پرانے کلیسا کی اِس عمارت کو تم نے بڑے شاندار طریقے سے استعمال کیا ہے۔ کیا یہ سرنگ پہلے ہی سے یہاں موجود تھی۔؟"

"ہاں۔ بس اِس کا راستہ بند تھا۔ جو ہم نے کھول لیا اور اِس انداز میں کہ دوسروں کو اِس کا پتا نہ چل سکے۔" گاشنا نے جواب دیا

اور پھر ہم یہ سرنگ طے کرنے کے بعد ایک بڑے سے تہہ خانے میں پہنچ گئے۔ اور یہاں پہنچ کر میری آنکھیں شدت حیرت سے پھیل گئیں۔ یہاں بہت سے سامون بند تھے ان ہی میں ڈوشن کارلو۔ سمبو تورا۔ لیبوس اور تھوساس بھی تھے۔ اُن سب کو باقاعدہ قید خانے میں رکھا گیا تھا۔ جنگلے لگے ہوئے تھے جن میں موٹے موٹے تالے پڑے ہوئے تھے۔ تہہ خانے کا دوسرا راستہ ایک دوسری سرنگ کے ذریعے آتا تھا اور اِسی سرنگ کے اختتام پر اِس تہہ خانے کے نگہبان موجود رہتے تھے۔ اِس طرف کوئی نہیں تھا۔ ڈوشن کالور۔ تھوساس اور سمبو تورا وغیرہ نے عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھا لیکن میں نے اُن سے لاتعلقی کا اظہار کیا تھا۔ گاشنا اُلٹے قدموں واپس چل پڑی۔

اُس نے واپسی کا راستہ طے کرتے ہوئے کہا۔ "تم ان لوگوں سے مل لیے، اور تم نے صورت حال کا اندازہ لگا لیا۔ اب اس کے بعد بقیہ کام رات کو مناسب ہو گا۔ میں تمہیں ساری تفصیل سمجھائے دیتی ہوں۔" گاشنا باہر نکل آئی۔ اور پھر ہم نے پہاڑیوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ طے کیا۔ ایک جگہ رک کر گاشنا کہنے لگی۔ "یہ راستہ اُس سڑک سے یہاں آتا ہے۔ جو کلیسا کے لیے ذیلی سڑک کے طور پر بنائی گئی ہے۔ لیکن تمہیں یہ راستہ نہیں استعمال کرنا۔ وہ دیکھو اُس سمت جو ٹیلا نظر آرہا ہے۔ تمہیں اُس کے عقب میں ایک بڑی ویگن مل جائے گی۔ ٹیلے کے نزدیک وہ درخت اُس ویگن کی پہچان ہو گا بس جس طرح بھی بن پڑے ان لوگوں کو لیکر ویگن تک پہنچ جانا۔

"لیکن گاشنا! طریقہ کار کیا ہو گا اس کا؟" میں نے سوال کیا۔ اور گاشنا نے اپنے لباس سے دو چابیاں نکال کر میری طرف بڑھا دیں۔ اور مسکرا کر بولی۔ "قید خانے میں جتنے بھی تالے لگے ہوئے ہیں۔ وہ اِن دو چابیوں کے رہین منت ہیں۔ ان سے تم وہ تمام تالے کھول سکتے ہو۔ رات کا وقت اِس لیے موزوں ہے کہ پہرہ دینے والے لوگ سارے کاموں سے فارغ ہونے کے بعد آرام سے سو جاتے ہیں۔ کیونکہ انہیں سامونوں کی طرف سے کوئی خاص خطرہ نہیں ہے۔ دِن کی روشنی میں البتہ ان میں سے کبھی کبھی کوئی اِس طرف کا چکر لگا لیتا ہے۔ اس لیے دِن میں یہ سب کچھ کرنا مناسب نہیں ہو گا۔"

"ٹھیک ہے گاشنا! تمہارا بے حد شکریہ۔" میں نے دونوں چابیاں احتیاط سے رکھ کر جیب میں رکھ لیں۔ اور پھر میں نے گاشنا سے پوچھا۔ "تمہاری اپنی کیا مصروفیات رہیں گی کیا تم اُس ویگن کے ساتھ ہو گی۔؟"

"نہیں۔ میں اُسی جگہ تمہارا انتظار کروں گی جہاں سباتا رہتا ہے۔ اُس کے بعد میں بھی تمہارے ساتھ ہی چلوں گی ہمیں بڑی ہوشیاری سے سامونوں کو مارٹن ایسٹرو کے چنگل سے نکال کر لے جانا ہے۔ یہ فیصلہ بعد میں کریں گے کہ ہمیں اپنے تحفظ کے لیے کیا بندوبست کرنا ہو گا۔ آؤ اب میں تمہیں رہائش گاہ میں چھوڑ دوں۔ باقی یہاں تک آنے کے لیے راستوں کا تعین کر لو۔ تاکہ تمہیں دقت نہ ہو۔"

"نہیں گاشنا! اِس میں مجھے کوئی دقت نہیں ہو گی۔"

گاشنا نے مجھے رہائش گاہ پر پہنچنے کے بعد مزید کچھ ضروری اُمور سمجھائے۔ اور پھر وہ مجھے خوش بختی کی دعائیں دیتی ہوئی وہاں سے رخصت ہو گئی۔ جاتے ہوئے اُس نے کہہ دیا تھا کہ اگر کوئی اِس دوران مجھ سے گاشنا کے بارے میں پوچھے تو میں اُسے بتا دوں کہ وہ ضروری کام سے گئی ہوئی ہے۔

گاشنا کے جانے کے بعد میں نے ایک بار پھر تنہا ہو کر اس مسئلے پر غور کیا۔ لیکن میری چھٹی حس مجھے بتا رہی تھی کہ گاشنا نے جو کچھ بھی کیا ہے اُس میں مخلص نہیں ہے۔ اور اگر اتفاق سے وہ مخلص بھی ہے تب بھی یہ بات میں اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ مستقبل میں میری کوئی مدد نہیں کر سکتی۔ سوائے اس کے کہ میں نے مارٹن ایسٹرو کے سلسلے میں جو پروگرام بنایا ہے اُس میں فیل ہو جاؤں۔ یہاں ذرا سی خود غرضی سے کام لینے کے لیے مجبور تھا۔ یعنی اگر گاشنا مجھ سے مخلص بھی ہے تب بھی میں اُس کے ساتھ تعاون نہیں کر سکتا تھا بلکہ اُس کی اصلیت مارٹن ایسٹرو کے سامنے رکھ کر ہی میں سُرخرو ہو سکتا تھا۔ اور اِس طرح مجھے مستقبل میں سامونوں کے تحفظ کے بہتر مواقع نصیب ہو سکتے تھے۔ گاشنا کے جانے کے بعد میں کسی قدر بے چین ہو گیا۔ اب مجھے کسی ایسی شخصیت کی تلاش تھی۔ جس کے ذریعے میں اپنے اِس پروگرام کے دوسرے مرحلے پر عمل کر سکوں۔

میں نے ایک ملازم سے ایڈی پائپر کے بارے میں پوچھا تو ملازم نے بتایا کہ ایڈی پائپر اِس وقت ہوٹل ویگنز میں مل سکتا ہے۔ میں ہوٹل ویگنز کی جانب چل پڑا۔ ویگنز کے بارے میں مجھے کچھ معلومات حاصل نہیں تھیں۔ لیکن بالآخر میں ایک چھوٹی سی خوبصورت عمارت میں داخل ہو گیا۔ ویگنز صرف دو منزلہ تھا اور وہاں رہائش کا بندوبست نہیں تھا۔ دوسری منزل کے ایک بڑے سے کیبن میں مجھے ایڈی پائپر نظر آگیا۔ شیشے کا کیبن بنا ہوا تھا۔ میں نے دور ہی سے ایڈی پائپر کو دیکھ لیا۔ اور شاید اس نے بھی مجھے کیونکہ چند ہی لمحات کے بعد وہ دروازہ کھول کر باہر نکل آیا تھا۔ "ہیلو مسٹر غزالی! خیریت آپ اور یہاں۔ گاشنا کہاں ہے؟" اُس نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"مسٹر ایڈی پائپر! میں جس قدر جلد ممکن ہو مسٹر مارٹن ایسٹرو سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"خیریت خیریت۔"

"کیا مسٹر مارٹن ایسٹرو یہاں موجود ہیں؟"

"ہاں ہیں۔ لیکن ایسی کیا ضرورت پیش آگئی۔"

"مسٹر پائپر! آپ فوری طور پر مارٹن ایسٹرو سے میری ملاقات کا بندوبست کر دیں۔ میں بہت ضروری اطلاعات انہیں دینا چاہتا ہوں۔"

"جیسی آپ کی مرضی۔ آیئے آپ کو میرے ساتھ ہی چلنا ہو گا۔"

میں نے آمادگی کا اظہار کر دیا تھا۔ یہاں ان لوگوں نے اسے کیا کیا جال پھیلائے ہوئے تھے اِس کے بارے میں مجھے کچھ نہیں معلوم تھا۔ بہرحال ایڈی پائپر کی سُرخ خوبصورت کار میں بیٹھ کر میں چل پڑا۔ ایڈی پائپر خود ہی ڈرائیونگ کر رہا تھا اُس کے چہرے پر گہری سوچ کے آثار نمایاں تھے۔ راستے بھر اُس نے مجھ سے کوئی گفتگو نہیں کی۔ اور تھوڑی دیر کے بعد کار ایک خوبصورت عمارت میں داخل ہو گئی جب کہ میرا خیال تھا کہ مارٹن ایسٹرو سے ملاقات کے لیے مجھے پرانے کلیسا ہی کی جانب جانا ہو گا۔ لیکن یہ عمارت میرے لیے اجنبی تھی۔ عمارت میں داخل ہونے کے بعد ایڈی پائپر نے مجھے ایک خوبصورت ڈرائنگ روم میں بٹھایا۔ اور خود چلا گیا۔ میں نے سوچا کہ گاشنا نے تو مجھے مارٹن ایسٹرو کے کہیں جانے کی اطلاع دی تھی۔ جب کہ ایڈی پائپر نے اِس کا کوئی تذکرہ نہیں کیا تھا۔ بلکہ مجھے اُس سے ملانے لے آیا تھا۔ گویا گاشنا کی یہ اطلاع

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

غلط تھی اور اُس نے میری توقع کے مطابق یقیناً میرے خلاف کوئی سازش کی تھی زیادہ نہیں سوچنے پایا تھا کہ مارٹن الیسٹرو ایڈی پاٹیر کے ساتھ اندر داخل ہو گیا۔ ایڈی پاٹیر نے ہم دونوں کو خدا حافظ کہا۔ اور باہر نکل گیا۔ مارٹن الیسٹرو نے مسکراتے ہوئے مجھ سے ہاتھ ملایا۔

"ہیلو غزالی! میری تلاش میں بھٹک رہے تھے۔ خیریت تو ہے؟"

میں خاموشی سے مارٹن الیسٹرو کی صورت دیکھتا رہا اور پھر آہستہ سے بولا: "نہیں سر مارٹن الیسٹرو! خیریت نہیں ہے میں شدید الجھنوں کا شکار ہوں، ایک ایسی اطلاع آپ کو دینا چاہتا ہوں جو یقیناً آپ کو پسند نہیں آئے گی۔ لیکن اتفاق سے میرے پاس ایسے ثبوت موجود ہیں جو ناقابل تردید ہیں"۔

"کیا مطلب۔؟ میں سمجھا نہیں"۔ مارٹن الیسٹرو نے کہا۔

"مسٹر مارٹن الیسٹرو! میں آپ کے ایک کارکن کی آپ سے شکایت کرنا چاہتا ہوں"۔

"کون ہے وہ اور کیا شکایت ہے؟" مارٹن الیسٹرو نے چونک کر پوچھا۔

"گاشنا کو آپ نے میرا نگراں مقرر کیا تھا۔ میری نگاہ میں وہ ایک عام حیثیت کی مالک تھی۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ آپ کو اس کی حقیقت معلوم ہے۔ کیا آپ کے علم میں یہ بات ہے کہ وہ ساموں ہے"۔

"وہ تمہیں کیسے اندازہ ہوا؟" مارٹن الیسٹرو نے پوچھا۔

"مسٹر مارٹن الیسٹرو! پہلے براہ کرم آپ مجھے یہ بتایئے کہ یہ بات تو آپ جانتے ہیں نا کہ وہ ساموں ہے"۔

"ہاں کیوں نہیں"۔

"اور کیا آپ نے اُسے اس کام کے لیے مقرر نہیں کیا کہ وہ نہ صرف میری خدمت گزاری کرے۔ بلکہ میری نگرانی بھی کرے"۔

"چلو ٹھیک ہے میں اس بات کا اعتراف کیے لیتا ہوں لیکن یہ کوئی مجرمانہ کارروائی نہیں تھی۔ تمہارے سلسلے میں میں ذرا مختلف انداز میں سوچنے لگا تھا۔ کوئی عام شخص ہوتا تو میں اُس کو اتنی اہمیت نہ دیتا لیکن تم سے مجھے دوسرے کام لینے ہیں۔ اس لیے میں نے یہ مناسب سمجھا کہ گاشنا تمہاری حقیقتوں کو پالے"۔

"تو مسٹر مارٹن الیسٹرو! اُس نے میری حقیقتوں کو پالیا ہے" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور مارٹن الیسٹرو گھورتی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ پھر بولا۔ "میں نہیں سمجھا"۔

"گاشنا نے میری حقیقتوں کو پالیا ہے مسٹر مارٹن الیسٹرو! وہ مجھ سے محبت کرنے لگی ہے۔ اُس نے اپنے آپ کو مجھے سونپنے کی کوشش کی۔ اُس کا کہنا ہے کہ بے شمار افراد اُس کی زندگی میں آئے اور اُس نے اپنی ساموئیکی قوتوں سے کام لے کر انہیں ذہنی طور پر ناکارہ کر لیا۔ اور یہی اُس کا طریقہ کار ہے۔ اور اس سے مارٹن الیسٹرو کو بھی کوئی شکایت نہیں ہوتی۔ وہ اپنے آپ کو نسوانی طور پر محفوظ رکھتی ہے۔ اور اپنے سامنے والے لوگوں کو احمق بنا دیتی ہے۔ لیکن اُس نے مجھ سے اظہار الفت کر کے مجھے اپنی زندگی کی گہرائیوں میں شامل کرنے کی کوشش کی تھی۔ میں نے اُس سے پرہیز کیا۔ تو مجھ پر غصے ہونے کے بجائے بقول اُس کے اُسے مجھ سے عشق ہو گیا۔ وہ میرے کردار کی قائل ہو گئی۔ اور میرے کردار کی قائل ہونے کے بعد اس بات پر تل گئی کہ میرے مشن کی تکمیل کر دے۔ وہ یہ بات جانتی ہے کہ میں مفرور سامونوں کا ساتھی ہوں۔ اور اُن سے ہمدردی رکھتا ہوں۔ حالانکہ وہ مخالف پارٹی کی رکن ہے۔ لیکن اب میری وجہ سے صرف میری وجہ سے وہ مفرور سامونوں کی ساتھی بن گئی ہے"۔

"کیا کہہ رہے ہو غزالی؟" مارٹن الیسٹرو نے کہا۔

"جو کچھ عرض کر رہا ہوں مسٹر مارٹن الیسٹرو! یقیناً آپ کے لیے قابل حیرت ہو گا۔ اور آپ اس سلسلے میں بہت سی باتیں سوچ سکتے ہیں۔ لیکن میں نے آپ کو شاید پہلے ہی بتا دیا تھا کہ سامونوں سے میرا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ میں اپنی دُنیا کا انسان ہوں اور اپنی دنیا کے انسانوں کے ساتھ ہی خوش رہ سکتا ہوں۔ ساموں اگر اپنی دُنیا میں واپس چلے جائیں۔ تو بھلا مجھے اس سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ میرا مقصد تو کچھ اور ہی تھا۔ اور وہ مقصد اگر آپ پورا کر دیں گے، تو اس کے علاوہ مجھے اور کیا چاہیے"۔

"کر دیں گے کیا غزالی! یوں سمجھو تقریباً پورا ہو چکا ہے"۔ مارٹن الیسٹرو نے کہا۔

"وہ بعد کی باتیں ہیں مسٹر مارٹن الیسٹرو! دولت کا خواہشمند ضرور ہوں۔ لیکن کتے کی طرح دولت کے انبار دیکھ کر دُم نہیں ہلا سکتا۔ گاشنا آپ کے خلاف ایک سازش پر آمادہ ہو گئی ہے۔ آپ کسی ایسی لڑکی پر کس طرح بھروسا کر سکتے ہیں مسٹر مارٹن الیسٹرو! جو اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر آپ کے دشمن کو آپ کے خلاف لاکھڑا کرے"۔

"ہوا کیا۔؟"

"اُس نے مجھے سامونوں کی رہائی کی پیشکش کی ہے۔ اور اس کے لیے تمام انتظامات بھی کیے ہیں"۔

"مثلاً۔؟" مارٹن الیسٹرو کا چہرہ عجیب سا ہو گیا تھا۔ میں نے

اُسے گاشنا کی سازش کی پوری تفصیل بتا دی۔ ایک ایک لفظ میں نے مارٹن الیسٹرو کے سامنے دہرا دیا۔ اور جیب سے وہ چابیاں نکال کر سامنے رکھ دیں۔ جنہیں مارٹن الیسٹرو اٹھا کر دیکھنے لگا تھا۔ ابھی تک وہ اسی کیفیت کا اظہار کر رہا تھا جیسے اُسے یہ سب کچھ معلوم نہ ہو۔ چابیاں دیکھتے رہنے کے بعد اس نے مجھ سے پرانے کلیسا کے اُس قید خانے کے بارے میں پوچھا۔ اور میں نے تمام تفصیل اُسے بتا دی۔ مارٹن الیسٹرو کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ وہ میری دی ہوئی چابیوں سے کھیل رہا تھا۔ چند لمحات وہ اسی انداز میں سوچتا رہا اور پھر اُس نے نگاہیں اٹھا کر مجھے دیکھا۔ پھر آہستہ سے بولا۔

"گاشنا غدار نکلے گی مجھے اس کا اندازہ نہیں تھا مسٹر غزالی!"

"لیکن میں اپنے عظیم تر مفاد کے لیے دنیا کی کسی بھی شخصیت کو حیثیت نہیں دے سکتا مسٹر مارٹن الیسٹرو۔ حقیقت آپ سے میں نے نہ پہلے چھپائی اور نہ اب چھپا رہا ہوں۔ میں صرف اپنے مقصد کی تکمیل چاہتا ہوں۔ اور اُس کے علاوہ مجھے کچھ اور نہیں چاہیئے۔ میں نے اپنے گھر سے نکلتے وقت اُن سب سے کہا تھا کہ انہوں نے دولت کو انتہائی اور آخری چیز سمجھ رکھا ہے جب کہ میں محبتوں کو زیادہ حیثیت دیتا ہوں۔ میرے بھائی اور بھابھیاں اگر مجھے اپنے سینے سے لگا لیتے تو میرے حصے کی تمام دولت اُن ہی کی تھی۔ مجھے کیا چاہیئے تھا۔ لیکن اب جب کہ میں انہیں یہ چیلنج کر کے وہاں سے نکل آیا ہوں تو مجھے دولت درکار ہے۔ مارٹن الیسٹرو! اس کے علاوہ مجھے کچھ اور نہیں چاہیئے۔ باقی ساری باتیں حماقتوں کا درجہ رکھتی ہیں۔"

"تم ٹھیک کہتے ہو غزالی! حقیقت یہ ہی ہے۔ دنیا کا ہر کام ہر مسئلہ صرف دولت کے لیے ہو رہا ہے۔ انسانی رشتے محبتیں اخلاق اور اخلاقی قدریں لغت میں بے مقصد الفاظ بن کر رہ گئی ہیں۔ کبھی ان الفاظ کے مفہوم بھی تھے۔ لیکن آج یہ صرف زیب زبان کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ دولت کا حصول اس وقت دُنیا کا اہم مقصد ہے اور اگر ہم اس مقصد کو نظر انداز کرتے ہیں۔ تو اس دُنیا سے بہت پیچھے کے لوگ کہلائیں گے۔ بہر طور میں کوئی طویل گفتگو نہیں کروں گا۔ تم نے یہ انکشاف کر کے میرا دل جیت لیا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے مسٹر غزالی! کہ تم نے اپنے آپکو اس بات کا اہل ثابت کر دیا ہے کہ تم تنظیم کے لیے کام کرو۔ میں نے تم سے جس رقم کا وعدہ کیا ہے وہ تمہارے ملک میں تمہارے بینکوں میں جمع ہو چکی ہے اور اس کے کاغذات بہت جلد تمہارے حوالے کر دیئے جائیں گے۔ ہم تم سے اُس کے عوض جو کچھ کام لینا چاہتے ہیں وہ لیں گے۔ اور اس کام کی تکمیل کے بعد تمہیں آزادی دیدیں گے کہ تم جس طرح چاہو۔ اپنی زندگی گزارو۔ لیکن اگر تم نے یہ پسند کیا کہ تنظیم کے مفادات کے لیے کام کرتے رہو، تب بھی ہم تمہیں تنظیم میں خوش آمدید کہیں گے۔ میں تمہیں ایک شخصیت سے ملاتا ہوں۔ یقیناً اُس سے مل کر تمہیں خوشی ہوگی"۔ مارٹن الیسٹرو نے دیوار پر لگی ہوئی کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ اور پھر ایک ملازم کے آنے پر اُس سے کہا۔

"سیکا کو بُلا لاؤ۔ سیکا۔ ملازم باہر نکل گیا۔ میں انتظار کرنے لگا۔ سیکا کون ہے اور مارٹن الیسٹرو اس وقت اُسے کیوں بُلا رہا ہے۔ دروازہ سے سیکا اندر داخل ہوئی اور میری کھوپڑی ہوا میں معلق ہو گئی۔ لیکن صرف ایک لمحے کے لیے۔ دوسرے لمحے حالات میری سمجھ میں آ گئے تھے۔ گویا میرا اندازہ غلط نہیں تھا۔

دروازے سے اندر داخل ہونے والی گاشنا ہی تھی۔ سیاہ رنگ کے ایک حسین اسکرٹ میں ملبوس۔ بالوں پر سفید ربن باندھے وہ بے حد ہی حسین نظر آ رہی تھی۔ اُس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ اندر داخل ہو کر اُس نے مسرور نگاہوں سے مجھے دیکھا۔ اور پھر مارٹن الیسٹرو کی جانب دیکھنے لگی۔

"ہیلو سیکا! ان سے ملو یہ مسٹر غزالی ہیں"

"ہیلو مسٹر غزالی!" گاشنا نے آگے بڑھ کر مجھ سے ہاتھ ملانے کی کوشش کی۔ لیکن میں نے ہاتھ نہیں اُٹھایا تھا۔ گاشنا ہنس پڑی اور پھر ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔

"مسٹر غزالی شاید مجھ سے ناراض ہیں ڈیئر مارٹن الیسٹرو!"

"یقیناً ہوں گے۔ اور انہیں ہونا بھی چاہیئے۔ کیونکہ تم نے انہیں دھوکا دیا"۔ مارٹن الیسٹرو بھی خفیف سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

"لیکن آپ کی ہدایت پر مسٹر مارٹن الیسٹرو!" گاشنا نے جواب دیا۔

"ہاں مسٹر غزالی! درحقیقت آپ کے غصے کا شکار گاشنا کو نہیں مجھے ہونا چاہیئے۔ دراصل یہ بھی آپ کا امتحان تھا۔ سیکا کو یہ ہدایت میری طرف سے جاری ہوئی تھی۔ سامونوں کے فرار کا لالچ دے کر اس بات پر تیار کرے کہ آپ سامونوں کو لے کر یہاں سے نکل جائیں اور اس طرح آپ کا ذہنی تجزیہ کیا جائے۔ یہ جاننے کی کوشش کی جائے کہ آپ خلوص دل سے میرا ساتھ دینے پر آمادہ ہیں یا آپ کے ذہن میں کوئی سازش پرورش پا رہی ہے۔ آپ نے ثابت کر دیا مسٹر غزالی! کہ جو کچھ آپ نے اپنی زبان سے کہا ہے۔ وہی درست ہے اور ایک بات کا آپ کو یقین دلایا جا سکتا ہے کہ اب اس کے بعد آپ کے لیے کوئی اور امکان نہیں ہے ہم آپ کو اپنے وفادار اور مخلص ساتھیوں میں شمار کر چکے ہیں۔ آپ کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس سلسلے میں تنظیم کا نشان دیا جائے گا۔ سیکا! تمہارا کیا خیال ہے اس بارے میں۔۔؟"

"حقیقت یہ ہے مسٹر مارٹن الیسٹرو! کہ مجھے آخری وقت اس بات کا اندازہ نہیں ہو سکا تھا کہ مسٹر غزالی بڑی احتیاط کے ساتھ مجھے بھی احمق بنا رہے ہیں۔ انہوں نے سامونوں کے فرار سے اس طرح دلچسپی کا اظہار کیا تھا کہ بالآخر مجھے یقین ہو گیا تھا کہ یہ دل سے سامونوں ہی کے ساتھی ہیں لیکن اب مجھے اندازہ ہوا کہ یہ مجھے احمق بنا رہے تھے۔ پتا نہیں ہم دونوں میں سے کسے شرمندہ ہونا چاہیئے میرا خیال ہے کسی کو نہیں۔ کیونکہ میری یہ ذمہ داری لگائی گئی تھی کہ میں مسٹر غزالی کو اس طرح آپ کے لیے چیک کروں۔ اور مسٹر غزالی نے یہ سب کچھ اپنی صحیح فطرت کی وجہ سے کیا۔ کیا خیال ہے آپ کا مسٹر مارٹن الیسٹرو!"

"ہاں۔ غزالی! تم اس سلسلے میں سمجھ گئے ہو گے۔ چنانچہ اب اس موضوع کو ترک کیا جاتا ہے۔ میں تمہارا شکر گزار ہوں کہ تم نے میرے مقصد کو سمجھ کر مجھ سے تعاون کیا۔ حالانکہ دلچسپ بات ہے کہ تم نے انتہائی جانفشانی سے لیبوس کو میرے چند ساتھیوں کے چنگل سے آزاد کرایا تھا۔ لیکن آج کا وقت بدل چکا ہے۔ میں دل میں بڑی ٹھنڈک محسوس کر رہا تھا۔ ذرا سی لغزش ذرا سی غلطی ہو جاتی۔ تو اس کے نتائج کیا ہوتے اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا۔ قدرت نے صحیح راستوں کی طرف میری راہنمائی کی تھی۔ دل ہی دل میں میں نے سوچا کہ مارٹن الیسٹرو تمہاری تنظیم کی قبر بھی شاید میرے ہی ہاتھوں بنے گی۔ اور مغرور سامونوں کے دشمنوں کا خاتمہ بھی یقیناً میرے ہی ہاتھوں ہو گا۔ میں تمہیں تمہاری تمام چالوں ہی کے ذریعے ماروں گا۔ اطمینان رکھو۔ بعد کی گفتگو میں صرف دوستی کے جذبوں کا اظہار تھا۔ اور اس کے بعد مجھے اسی عمارت میں رہنے کی پیشکش کی گئی۔ مارٹن الیسٹرو نے کہا۔

"یہ عمارت تمہارے شایان شان ہے، غزالی! خاص طور سے اس لیے کہ تم نے اب اپنی حیثیت کو بالکل مختلف ثابت کر دیا ہے۔ اب ہم تمہارے لیے کسی سہارے کی ضرورت نہیں محسوس کرتے۔ رات کو ایک تقریب میں تنظیم کا نشان تمہیں دے دیا جائے گا۔" میں نے کوئی تعرض نہیں کیا تھا گاشلیا سیکا مارٹن الیسٹرو کے ساتھ چلی گئی۔ جانے سے پہلے مجھے اس عمارت کے بارے میں تفصیلات بتا دی گئی تھیں میرا مختصر سا سامان بھی تھوڑی ہی دیر کے بعد یہاں پہنچ گیا۔ نئی عمارت بے حد خوبصورت تھی۔ استعمال کے لیے مجھے ایک کار دی گئی تھی۔ اور یہ اجازت دے دی گئی تھی۔ کہ اب میں جہاں چاہوں آ جا سکتا ہوں۔ بہر طور مجھے کہاں جانا تھا۔ رات کو البتہ مارٹن الیسٹرو کے بلاوے پر مجھے پرانے کلیسا جانا پڑا۔ پرانے کلیسا کے اس مخصوص حصے میں جہاں مارٹن الیسٹرو فادر میڈلینو کی حیثیت سے رہتا تھا۔ چند لوگ جمع تھے۔ ان میں سولیٹر بھی تھی۔ اڈری پائیر بھی تھا۔ اور چند اجنبی چہرے بھی تھے۔ ایک چھوٹی سی تقریب ادا کی گئی۔ اور میرے داہنے بازو پر کندھے کے قریب ایک نشان بنا دیا گیا جو ایک گول دائرے کا تھا، اور اس کا ایک چوتھائی حصہ کٹا ہوا تھا۔ یہ تنظیم کا نشان تھا، جو ہمیشہ کے لیے میرے بازو پر کندہ کر دیا گیا تھا۔ مارٹن الیسٹرو نے اس رسم کی ادائیگی کے بعد مجھ سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا کہ اب میں اس تنظیم کا ایک رکن ہوں۔ اور اس نشان کے سہارے دنیا بھر میں کسی بھی جگہ اپنے آپ کو تنظیم کے ارکان سے روشناس کرا سکتا ہوں۔ وہ ارکان مجھے ہر طرح کی سہولتیں فراہم کریں گے۔ اس کے بعد بقیہ لوگوں نے بھی مجھ سے ہاتھ ملا کر مجھے مبارکباد دی۔ سولیٹر کہنے لگی۔ "یہ گمان بھی نہیں تھا کہ اسٹیمر میں اچانک ملنے والا شخص ایک دن ہمارے لیے اتنا اہم ثابت ہو گا۔"

"اور تمہیں دیکھ کر مجھے اپنی کم عقلی کا رونا آ رہا ہے، سولیٹر! میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ میڈولیسا میں میری میزبان اتنی گہری ہو گی۔ فادر میڈلیلو کے بارے میں میں نے تم سے ہی تو معلومات حاصل کی تھیں۔ اور تم نے مسٹر اڈری پائیر کے بارے میں۔۔۔ سولیٹر ہنسنے لگی۔ اس نے ہنس کر میری بات درمیان ہی سے اڑا لی تھی۔ بہر طور میں نے بھی تفصیل میں جانا مناسب نہیں سمجھا۔

یہ چھوٹی سی تقریب رات کے کھانے کے بعد ختم ہو گئی اور مجھے واپس میری رہائش گاہ میں بھیج دیا گیا۔ گویا کچھ وقت کے لیے مجھے پھر آزادی تھی۔ اس رہائش گاہ میں چند ملازموں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ مجھے سوچنے سمجھنے کے لیے کافی وقت مل گیا۔ اب تک جو کچھ ہوا تھا وہ میری توقع کے برعکس نہیں تھا۔ میں جب بھی کبھی اپنا جائزہ لیتا مجھے کچھ عجیب سا احساس گھیر لیتا تھا اب تو میں اس طرح کی زندگی کا عادی ہوتا جا رہا تھا۔ اور غالباً مجھے اس کا سلیقہ بھی آ گیا تھا۔ ورنہ گاشنا! بدلے ہوئے نام کے ساتھ سیکا نے مجھے چوپٹ کر دیا تھا۔ میں کے بارے میں بہت دیر تک سوچتا رہا۔ سولیٹر بھی ذہن میں آئی اس کے بعد میں نے آئندہ کا پروگرام ترتیب دے لیا۔ سمبو تو ڈوئن کار لو۔ لیبوس۔ گو مین یا تھوساس سے اب میں کسی طرح

کا ذہنی رابطہ نہیں رکھنا چاہتا تھا۔ میں جانتا تھا کہ میری ذرا سی لغزش سارا کھیل بگاڑ سکتی ہے۔ ان لوگوں کے لیے اسی انداز میں کام کیا جا سکتا تھا کہ میں ان کے مخالفوں میں شامل ہو جاؤں۔ یہ ہی ایک بہتر طریقہ کار تھا۔ تاہم ابھی میں مارٹن الیسٹرو پر بھروسہ نہیں کر سکتا تھا۔ یہ سارے کھیل کھیل لیے گئے تھے۔ میرے بازو کو تنظیم کا نشان دے دیا گیا تھا۔ لعنت بھیجتا تھا ایسی تنظیموں پر۔ مجھے بھلا ان سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔ میرے ذہن میں تو بس ان لوگوں کا خیال تھا جو تارکین وطن تھے۔ اور صرف اپنے وطن واپسی چاہتے تھے۔ اب تو میں نے اس سلسلے میں سوچنا ہی چھوڑ دیا تھا۔ ویسے حالات تقریباً میرے ذہن میں واضح ہو گئے تھے اور میں سامونوں کی صورت حال کو اچھی طرح سمجھ چکا تھا۔ ندرت سمبو تو را یا گوشائی نے مجھ سے جو کچھ بھی چھپایا تھا، اب وہ مجھ سے پوشیدہ نہیں رہا تھا۔ میں نجانے کب تک یہ تمام باتیں سوچتا رہا۔ پھر گہری نیند سو گیا۔ دوسرے دن کے لیے میں نے ایک پروگرام ترتیب دے لیا تھا۔ جب مجھے ہر طرح کی آزادی دی گئی تھی تو میں اس سے فائدہ کیوں نہ اٹھاتا چنانچہ تیار ہو کر باہر نکل گیا۔ اور پھر میڈولیسا کے مختلف گوشوں میں چکراتا رہا۔ دوپہر کا کھانا اپنی پسند کے مطابق سوئیٹر کے ریستوران میں کھایا۔ سولیٹر اس وقت وہاں موجود نہیں تھی۔ کیا کیا کہانیاں سنائی تھیں اس نے مجھے۔ لیکن درحقیقت کیا نکلی تھی۔ یہ بات کم از کم اس بات کا احساس دلا دیتی تھی کہ دنیا میں اپنے علاوہ کسی اور پر بھروسہ نہ کرو۔ کون کیا نکلے گا۔ اس کا اندازہ لگانا بے حد مشکل کام ہوتا ہے معصوم چہروں کے پیچھے نہ جانے کیسی کیسی شخصیتیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔ ان شخصیتوں کو پڑھنے کے بجائے صرف ایک بات پر یقین رکھو کہ دنیا کا ہر شخص تمہیں دھوکہ دے سکتا ہے۔ شاید انسانی فطرت کا صحیح تجزیہ یہ ہی تھا۔ یا کم از کم مجھے اس کا تجربہ ہوا تھا۔ اور یہ صرف میری سوچ تھی۔ اس کے بعد شام تک مارا مارا پھرتا رہا اور پھر اپنی رہائش گاہ میں واپس آ گیا۔ میرے لیے کوئی پیغام نہیں تھا۔ دوسرا تیسرا اور چوتھا دن بھی اسی طرح گزر گیا۔ اس دوران مجھ سے کسی نے ملاقات کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ یہاں تک کہ گاشنا بھی نہیں آئی تھی۔ لیکن اب میں خود بھی اس سے نہیں ملنا چاہتا تھا۔ نجانے کیوں ایک الجھن سی پیدا ہو گئی اس کے سلسلے میں میرے ذہن میں۔ لاکھ اس نے کچھ بھی کیا تھا، لیکن اس کی شخصیت میرے لیے اب ناپسندیدہ ہو گئی تھی اور میں بلاضرورت اس کا ساتھ نہیں چاہتا تھا۔

پھر اس شام جب میں آوارہ گردی کر کے اپنی رہائش گاہ پروا میں پہنچا، تو میرے ڈرائنگ روم میں مارٹن الیسٹرو موجود تھا وہ ایک موٹی سی کتاب ہاتھوں میں تھامے آرام کرسی پر دراز تھا میں اس کے پاس پہنچ گیا اور مارٹن الیسٹرو نے مسکراتے ہوئے کتاب رکھ دی۔

"ہیلو غزالی! میرا خیال ہے اچھی طرح آرام کر چکے ہو تم۔"

"میں تو آرام کرنا بھی نہیں چاہتا تھا مسٹر مارٹن الیسٹرو! بس صرف اس بات کا منتظر تھا کہ آپ کی طرف سے کوئی ذمہ داری مجھے سونپی جائے۔"

"ہاں یقیناً۔ میں بھی اسی سلسلے میں کارروائیاں کر رہا تھا۔ لاتعداد ذہنی الجھاوے ہیں جنہیں سلجھانا ہے۔ سب سے زیادہ پریشانی مجھے گومین کے سلسلے میں ہے۔ بہت سے کردار تو ہماری نگاہوں ہی سے اوجھل ہیں غزالی! لیکن وہ جو ہمارے سامنے آ چکے ہیں ان کا گم ہو جانا ہمارے لیے انتہائی پریشان کن ہے۔ میرے بیشمار آدمی فرانس اور لندن کے چپے چپے میں گومین کو تلاش کر چکے ہیں لیکن اس کا کوئی پتا نہیں چلتا۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ اس کا ذہنی توازن بھی درست نہیں ہے۔ چنانچہ کوئی بھی سامون ذہنی طور پر بھی اسے تلاش نہیں کر سکتا۔ ان لوگوں میں ایک خاص حس پائی جاتی ہے۔ یعنی کسی مخصوص انسان کو سونگھ کر تلاش کر لینے کی حس۔ لیکن نجانے گومین کہاں گم ہو گیا۔ ان لوگوں کی یہ کوشش بھی بارآور نہیں ہو سکی چنانچہ گومین کے سلسلے میں مجھے سخت پریشانی کا سامنا ہے، غزالی! میں تمہیں تنظیم کے بارے میں تفصیلات بتا چکا ہوں تنظیم بہت بڑی قوت رکھتی ہے، اور اس کے بے شمار کارکن دنیا کے مختلف گوشوں میں کام کر رہے ہیں لیکن تنظیم کے کچھ بہترین اصول بھی ہیں۔ ہم لوگ جس سلسلے میں جس شخص پر اعتماد کر لیتے ہیں۔ پھر اس پر مکمل ہی اعتماد کیا جاتا ہے اور اگر کبھی یہ اعتماد مجروح ہو جائے تو اس کے لیے بھی ہمارے پاس ذرائع ہوتے ہیں۔ یقین کرو میں تمہیں کوئی دھمکی نہیں دے رہا۔ صرف تنظیم کے مقاصد بتا رہا ہوں۔ اور ظاہر ہے کسی بھی تنظیم کے لیے اپنا ایک لائحہ عمل ضروری ہے۔ غزالی! اگر تم نے ہمارے اعتماد کو دھوکہ دیا۔ تو صرف تمہارا ہی کچھ نہیں بگڑے گا۔ تمہارے اہل خاندان کو ان تمام لوگوں کو جو کسی بھی طور تم سے متعلق رہ چکے ہیں سسکا سسکا کر مار دیا جائے گا۔ تنظیم ایسا ہی کرتی ہے اور ایسے کئی واقعات رونما ہو چکے ہیں میرے دوست یقیناً میری ان باتوں کا تم نے برا مانا ہو گا۔ لیکن میں تم سے ذاتی طور پر بھی درخواست کرتا ہوں کہ ایک اچھے انسان ہونے کی حیثیت سے تم اپنے یا اپنے اہل خاندان کے لیے کوئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خطرہ مول مت لینا۔ تم نے پورے اعتماد کے ساتھ ہمارے ساتھ کام کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اور تمہاری ذمہ داریاں صرف اتنی ہی ہوں گی کہ تم ہمیں سامونیکا تک پہنچا دو۔ تمام سامونوں کو یکجا کر لو، اور اس کے بعد تمہارا کام ختم ہو جاتا ہے۔ نہ صرف طے شدہ معاوضہ بلکہ اپنے کام کی تکمیل کے بعد تمہیں اتنا کچھ دیا جائے گا کہ تم زندگی بھر آرام سے بسر کر سکو گے۔"

"ٹھیک ہے مسٹر مارٹن الیٹرو! میں جانتا ہوں کہ یہ دھمکیاں نہیں ہیں۔ چنانچہ آپ اس خیال کو ذہن سے نکال دیں کہ میں نے ان میں سے کسی بات کا بُرا مانا ہوگا۔ لیکن ایک درخواست میں ضرور کرتا ہوں، وہ یہ کہ جب تک میری غداری ثابت نہ ہو جائے میرے لیے دل میں میل نہ لایا جائے۔"

مارٹن الیٹرو ذاتی طور پر اس کا وعدہ کرتا ہے۔" مارٹن الیٹرو نے کہا۔

"تو پھر مسٹر مارٹن الیٹرو! سب سے پہلے مجھے پورے اعتماد کے ساتھ یہ بتایا جائے کہ میری صرف میری ذمہ داریاں کیا ہیں۔" "ہاں بالکل ٹھیک۔ دراصل مختصر تفصیل بتانی پڑے گی تمہیں۔ ایک پُراسرار اور نامعلوم خطے میں سامونیکا کے نام سے ایک دُنیا آباد ہے اور یہ خطہ عام لوگوں کی نگاہوں سے محفوظ ہے۔ یوں سمجھ لو کہ اس وقت دنیا کی دو بڑی طاقتوں کے مصنوعی سیارے اور ذرائع معلومات بھی اُس خطے کی نشاندہی نہیں کر سکتے جو سامونیکا کہلاتا ہے۔ وہ کہاں ہے اور کس جگہ واقع ہے اس کے بارے میں تھوڑی بہت معلومات ہمیں حاصل ہو گئی ہیں، لیکن دُنیا کے دوسرے ممالک نہیں جانتے۔ اور یہ ہی معلومات ہمارے حق میں فائدہ مند ہیں۔ اگر یہ معلومات دوسروں کو فراہم ہو جائیں تو پھر کوئی بھی اُس جگہ پر قبضہ کرنے کی کوشش کر سکتا ہے۔ اور بلاشبہ دُنیا کے پاس ابھی ہم سے زیادہ وسائل موجود ہیں۔ چنانچہ ہم یہ خطرہ کسی قیمت پر مول نہیں لے سکتے کہ اُس خطے کی معلومات کسی بھی شخص کو فراہم کریں۔ یہاں تک کہ تمہیں بھی اس بارے میں کچھ نہیں بتایا جا سکتا۔ بہر طور سامونیکا میں ایک باقاعدہ حکومت ہے۔ باقاعدہ اُس کی آبادی ہے۔ اُن کے زندگی گزارنے کے طریقہ کار کیا ہیں، اس کے بارے میں ہمیں کوئی خاص تفصیل نہیں معلوم، لیکن وہاں حکومتوں کا بغاوت کا سازشوں کا قتل و غارت گری کا تصور موجود ہے۔ اور سامونوں کی یہ دُنیا ہماری دُنیا سے کسی طور پیچھے نہیں ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہاں سائنسی ایجادات کس حد تک پہنچ چکی ہیں کیونکہ سامون اس کے بارے میں کوئی خبر نہیں دیتے۔ بظاہر یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وہ بہت زیادہ سائنسی قوتوں کے مالک نہیں ہیں۔ سامونیکا کی حکمران پارٹی کے خلاف بغاوت ہوئی اور حکمران پارٹی کو معزول کر کے گرفتار کر لیا گیا۔ اس پارٹی کے اہم اہم رکن باغیوں کا نشانہ بن گئے۔ لیکن ایک گروہ جو بہترین ذہنی صلاحیتوں اور شاندار قوتوں کا مالک تھا کسی نہ کسی طرح سامونیکا سے فرار ہو گیا اور سمندری راستے سے نئے جہانوں کی تلاش میں چل پڑا۔ جہاں اپنے قدم جمانے کے بعد وہ اس بغاوت کے خلاف کارروائی کر سکے۔ اس گروہ کے افراد سامونی حکومت میں کیا حیثیت رکھتے تھے۔ اس کے بارے میں ہمیں، میرا مطلب ہے تنظیم کو کچھ نہیں معلوم ہو سکا۔ لیکن ان میں پانچ آدمی نمایاں حیثیت کے حامل ہیں اور یہ ہی پانچوں سامونیکا کی باغی حکومت کے لیے انتہائی خطرناک ہیں۔ سامون بڑی احتیاط سے اپنی دُنیا کے بارے میں بات کرتے ہیں۔ بہر طور باغیوں کا یہ گروہ فرار ہو کر ہماری دنیا تک پہنچ گیا۔ اس گروہ کے پانچ سربراہ یعنی پانچ بڑے تھوساس۔ گا ینبا۔ لیبوس۔ وی مین اور گو مین ہیں۔ گو مین اس سلسلے میں کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن نجانے کس کارروائی کے تحت گو مین کا ذہنی توازن اُلٹ گیا اور وہ ذہنی طور پر معزول ہو گیا۔ یہاں پہنچنے کے بعد اُن پر کوئی آفت پڑی اور وہ سب منتشر ہو گئے۔ ایک بھی شخص ایک بھی جگہ نہ رہا۔ جب ہماری دنیا میں آکر انہوں نے اپنے آپ کو بہتر حالت میں محسوس کیا تو سب ایک دوسرے کی تلاش میں سرگرداں ہو گئے۔ اور یکجا ہونے کی کوشش کرنے لگے تاکہ باغی حکومت کے خلاف جوابی کارروائی کر سکیں۔ لیکن ابھی تک وہ منتشر ہیں اور ایک دوسرے کو پانے میں ناکام رہے ہیں۔ اس گروہ میں بہترین ذہنی صلاحیتوں کے مالک افراد شامل ہیں۔ انہوں نے ہماری اس دُنیا میں آکر بھی اپنے آپ کو پوشیدہ رکھنے کے لیے بہترین انتظامات کر لیے۔

میرے ہاتھ سب سے پہلے لیبوس لگا تھا۔ لیبوس سے مجھے بہت سی تفصیلات معلوم ہوئیں۔ تنظیم نے یہ شعبہ میرے سپرد کیا ہے۔ اور میں اس سلسلے میں پوری قوت سے کام کر رہا ہوں۔ چنانچہ ویلینی یا موجودہ نئے نام کے تحت گوشائی بھی ان لوگوں میں ایک نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ ویلینی سے متعلق وہ کتاب میرے ہاتھ بھی لگی جو ویلینی کی طرف بہت سے لوگوں کی رہنمائی کا باعث بنی۔ خزانے کے چکر چلا کر ویلینی یا گوشائی نے نجانے کیا کھیل کھیلا تھا۔ بہر طور میں جانتا ہوں کہ اُن کی ساری کوشش یکجا ہو جانے کے لیے ہیں۔ [illegible] وہ اپنے طور پر اسی کوشش میں مصروف ہیں، جب [illegible] بارے

[illegible]ں معلومات حاصل ہوئیں تو میں نے تمہارے ملک کی جانب [illegible]رخ کیا اور تمہارے سرپرست حسن صاحب سے ملا۔ تفصیلات معلوم کیں اور لیبوس کے نام سے ایک پیغام چھوڑ آیا تاکہ گومین وہاں پہنچ جائے۔ تم گومین کو لے کر وہاں پہنچے لیکن کچھ میری جلد بازی اور کچھ تمہاری جلد بازی نے سارا کھیل بگاڑ دیا۔ ورنہ گومین ہمارے ہاتھ آجاتا۔ گومین کے مسئلے میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہمیں اُس کی ذہنی تربیت کرنی ہے۔ اس کا دماغی توازن درست کرنا ہے۔ یہ کام بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ لیبوس سے مجھے تھوساس کا پتہ ملا۔ تھوساس اور لیبوس نے آپس میں رابطہ قائم کیا تھا۔ بہر طور بات ذرا آگے بڑھ گئی ہے۔ میں تھوڑا سا پیچھے آرہا ہوں۔

سامونوں کے بارے میں معلومات حاصل ہونے کے کچھ ہی دن کے بعد تنظیم کو کچھ ایسے لوگ دریافت ہوئے جو تنظیم کا تعاون چاہتے تھے۔ اب یہ سارے معاملات تنظیم ہی جانتی ہے کہ اُس نے ان لوگوں کو کیسے پایا۔ بہر طور یہ باغی جماعت کے ارکان تھے، جو سامونیکا سے ایک طویل سفر طے کر کے ہماری دُنیا تک پہنچے تھے۔ انہوں نے تنظیم کے ذمہ دار حضرات سے ملاقات کر کے اپنا مقصد بیان کیا اور تنظیم نے ان سے سودے بازی کر لی۔ سامونیکا کے ارکان نے وعدہ کیا کہ تنظیم کے آپریشن ہیڈ کوارٹر کے لیے وہ ایک بہت بڑا علاقہ تنظیم کے حوالے کر دیں گے۔ اور مسٹر غزالی! تنظیم کو ایسی ہی کسی جگہ کی ضرورت تھی۔ جہاں دُنیا کی نگاہوں سے مصنوعی سیاروں کی پہنچ سے دور رہ کر سائنسی معاملات پر کام کیا جا سکے ہم اس کے لیے ابھی تک کوئی بہت ہی موزوں جگہ تلاش نہیں کر سکے۔ ہمارے چند ہیڈ کوارٹر جو ہم نے مختلف گوشوں میں بنائے تھے تباہ کر دیے گئے۔ مصنوعی سیاروں کے ذریعے اُن کا پتا چلا لیا گیا تھا۔ چنانچہ کسی ایسی جگہ کی تلاش ہمارے لیے ناگزیر تھی۔ جہاں ان کی پہنچ نہ ہو سکے۔ اور سامونیکا اس لحاظ سے ہمارے لیے بہت بہتر ہے۔ چنانچہ تنظیم سامونیکا کی باغی حکومت کے ساتھ تعاون کرنے پر تیار ہو گئی۔ باغی حکومت صرف یہ چاہتی ہے کہ تمام سامونوں کو یکجا کر کے اُس کے حوالے کر دیا جائے، تاکہ وہ ان کو پھانسی دے کر یا سزائے موت دے کر اپنی حکومت مستحکم کر لیں۔ جب کہ انہیں ہر لمحہ ان کی جانب سے خطرہ لگا رہتا ہے کہ یہ لوگ کوئی مؤثر کارروائی کر کے ہی دم لیں گے۔ اس طرح مائی ڈیئر غزالی! تمہیں کم از کم یہ معلوم [illegible] کہ تنظیم کی سامونوں سے دلچسپی کی وجہ کیا ہے

اب میں دوسرے مرحلے کی طرف آتا ہوں۔ چونکہ سامونیکا میں ہیڈ کوارٹر کے قیام کی ذمہ داریاں مکمل طور پر میرے سپرد کر دی گئی ہیں اس لئے تمام سامونوں کو تلاش کر رہے ہیں لیکن انہیں تلاش کرنا ہمارے لیے اتنا آسان نہیں ہے یہ سادہ لوح ہوتے ہیں۔ لیکن صرف ناواقفیت کی حد تک۔ اگر ہماری دنیا سے وہ پوری طرح واقف ہو جائیں۔ تو بلاشبہ یہ ہم سے زیادہ ذہین اور اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ تو ڈیئر غزالی! چونکہ یہ شعبہ مکمل طور پر میری تحویل میں ہے۔ اس لیے مجھے یہ اختیارات بھی ہیں کہ میں اس کے لیے جس سے بھی چاہوں کام لے سکوں۔ اور جس سے کام لوں۔ اُسے تنظیم کی جانب سے تمام اختیارات سونپ دوں۔ تم اس سلسلے میں ایک بہت اہم حیثیت رکھتے ہو۔ اور تم نے اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کیا ہے کہ کاروباری طور پر ہی سہی لیکن تم تنظیم سے مخلص ہو۔ ہمیں سامونوں کے پورے گروہ کو حاصل کرنا ہے۔ اگر چند ایسے افراد بچ جائیں جو بے مقصد ہوں اور کوئی اہمیت نہ رکھتے ہوں۔ تو کوئی حرج بھی نہیں ہے۔ بنیادی طور پر اس وقت ہمیں گومین گا ینبا۔ اور وی مین کی تلاش ہے اور ہمارے پاس ان کا کوئی نشان نہیں ہے گومین کا حصول اس لیے بے حد ضروری ہے کہ ہم یہاں اُس کی ذہنی حالت بحال کرنے کی کوشش کریں گے۔ یہ ذمہ داری بھی ہم نے قبول کی ہے۔ اب میں تمہارے سامنے ایک تجویز پیش کرتا ہوں۔ اور مجھے یقین ہے کہ تمہیں یہ تجویز پسند آئے گی۔ لیکن اس کے لیے تمہیں پوری طرح مخلصانہ طور پر کام کرنا ہوگا۔"

"بار بار یہ الفاظ کہہ کر مسٹر مارٹن الیٹرو! آپ مجھے یہ احساس دلاتے ہیں کہ ابھی آپ کے دل میں میرے لیے اعتماد کی کمی ہے۔"

"نہیں غزالی نہیں! بس جو ذمہ داری میں لے رہا ہوں یہ قبول کر رہا ہوں۔ اُس سے خوفزدہ ہوں۔"

"اس سلسلے میں میں آپ سے خاص طور سے ایک بات عرض کر دینا چاہتا ہوں مسٹر مارٹن الیٹرو! آپ میرے بارے میں خود بھی معلومات حاصل کر چکے ہیں۔ اور یہ جانتے ہیں کہ میں صرف ایک طالب علم تھا اور اپنی تعلیم مکمل بھی نہیں کر نے پایا تھا کہ حادثات کا شکار ہو گیا۔ میں جرم کی دُنیا سے ناواقف ہوں۔ حسن صاحب نے کچھ ذمہ داریاں میرے سپرد کی تھیں۔ جنہیں میں نے بس اپنی صلاحیتوں ہی سے کسی حد تک پورا کیا۔ چنانچہ اگر میں ......"

"ایک منٹ"، مارٹن الیٹرو ہاتھ اٹھا کر بولا "تم نے دوگ میں جو کچھ کیا ہے اُس سے میں اندازہ لگا چکا ہوں کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تمہاری صلاحیتیں کس حد تک ہیں۔ اور اس بنیاد پر میں تم پر مکمل بھروسہ کرتا ہوں کیونکہ ووگ میں بل لیٹرو کو شکست دینا آسان کام نہیں تھا۔ بہرطور اگر تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ اس سلسلے میں تم کہیں ناکام رہو تو تنظیم تم پر گرفت نہ کرے، میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں تنظیم کے ارکان خود بھی تو تمہارے دست راست رہیں گے۔ تاہم اگر کہیں کوئی ایسی بات ہوجائے۔ تو تمہیں قطعی طور پر اس کا ذمہ دار قرار نہیں دیا جائے گا۔"

"شکریہ مسٹر مارٹن الیسٹرو، یہی بات میرے لیے باعث تشویش تھی۔ میں نے جواب دیا۔

"تو پھر ٹھیک ہے اس انداز میں اپنے کام کا آغاز کرو۔ میری تجویز سن لو۔ اس میں کوئی بھی ترمیم مجھے ہر قیمت پر قبول ہوگی۔ میں چاہتا ہوں کہ ساموِنوں کا یہ گروہ جو میرے قبضے میں ہے تم اسے آزاد کرالو۔ اس کے لیے باقاعدہ ڈرامہ اسٹیج کرو۔ کچھ لوگوں کو ہلاک کرو۔ اور انہیں آزاد کراکر گاٹنا ہی کے پروگرام کے مطابق انہیں یہاں سے لے جاؤ۔ میں تمہیں ایسی جگہ مہیا کردوں گا جہاں تم انہیں پوشیدہ رکھ سکتے ہو۔ یہ تمام ذمہ داریاں تم اپنے شانوں پر لوگے۔ ان لوگوں کو پوری طرح اپنے اعتماد میں لے لو۔ اور ان پر یہ ظاہر کرو کہ بالآخر تم ان کی رہائی کا باعث بن ہی گئے۔ یہ تم پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اور شاید یہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ تم ان کے خلاف عمل کرنے پر آمادہ ہوجاؤ گے۔ جذباتیت سے کام کسی جگہ مت لینا عزالی! جب یہ لوگ تمہاری تحویل میں پہنچ جائیں تو تم گومین گاٹنا اور وی مین کو ان کی مدد سے تلاش کرو۔ عام ساموِنوں کی نسبت یہ گروہ زیادہ حساس ہے۔ تم سمجھ رہے ہوگے کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں۔ ان کی مدد سے تم گاٹنا اور وی مین کو تلاش کرلو۔ گومین کو تلاش کرلو، اور جب یہ تینوں مل جائیں۔ تو پھر انہیں ہماری تحویل میں دیدو۔ بقیہ ساموِنوں کی تلاش ابھی جاری ہے۔ ایک دو جگہ سے کچھ ساموِن حاصل بھی ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس بات کے امکانات ہیں کہ ہم بہت جلد ان سب کو اپنے قبضے میں کرلیں گے۔ معاملہ صرف ان سربراہان کا ہے جن میں سے صرف ابھی دو ہمارے ہاتھ آسکے ہیں۔ میں پُرخیال نگاہوں سے مارٹن الیسٹرو کو دیکھ رہا تھا۔ یہ تجویز بہت شاندار تھی، اور اس میں میرا بھی فائدہ تھا۔ پھر میں نے آہستہ سے کہا۔

"مسٹر مارٹن الیسٹرو! آپ کے بیان کے مطابق کچھ ساموِن دنیا کے مختلف گوشوں سے گرفتار ہوئے ہیں۔ کیا ان کے ذریعے یہ بات نہیں معلوم ہوسکی کہ وہ وہاں تنہا تھے یا کسی کی تحویل میں تھے۔"

"نہیں بتاتے یہ کمبخت نہیں بتاتے۔ اذیتیں برداشت کرنے میں ان کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ غالباً یہ ان کی جسمانی ساخت ہے جو اذیتیں برداشت کرنے میں بہت طاقتور ہے۔ یہ زبان نہیں کھولتے۔ ہم بہت کوشش کرچکے ہیں۔ تاہم جس جگہ کچھ اور ساموِن دریافت ہوئے ہیں، وہاں باغی ساموِنوں کے چند افراد پہنچ چکے ہیں۔ اور اپنے اپنے طور پر گاٹنا کو تلاش کررہے ہیں۔"

"گڈ۔ یہ ہی میرا مقصد تھا۔ جہاں تک آپ کی تجویز کا معاملہ ہے۔ مسٹر الیسٹرو! تو میں آپ کو داد دیتا ہوں کہ نہایت ہی شاندار تجویز ہے اور اس کی مدد سے میں یقیناً ان کے بقیہ تین بڑوں کو تلاش کرسکتا ہوں۔ لیکن آپ کو مجھ پر مکمل اعتماد کرنا ہوگا۔ میں ان لوگوں کو یہ ہی بتاؤں گا کہ میں مارٹن الیسٹرو کو دھوکہ دے کر ان تک پہنچا ہوں اور اُس کے ان کی مدد سے اپنا کام کروں گا۔" "گویا تم میری تجویز سے متفق ہو۔"

"سو فیصدی۔ میں نے جواب دیا۔

"تو بس، تمہیں اجازت ہے۔ سباتا ہمارا اپنا آدمی ہے وہ دریائی راستے سے تمہیں ایک مخصوص مقام تک پہنچا دے گا۔ بیس ساموِن وہ ہیں جو میں نے گرفتار کیے تھے۔ اور باقی یہ چار ہیں۔ یعنی لیبوس، تھوساس۔ ڈوٹن کارلو اور ساموِن۔ تم ان چوبیس افراد کو یہاں سے نکال کر لے جاؤ۔ سباتا تمہیں پوائنٹ نمبر تین پر پہنچا دے گا۔ پوائنٹ نمبر تین کی تفصیل وہ ہی تمہیں خود بتائے گا۔ اس کے بعد تم جانتے ہو تمہیں کیا کرنا ہے۔ میں تفصیلی رپورٹ تمہیں گھنٹوں کے اندر تمہاری رہائش گاہ پر پہنچادوں گا۔ اور اس کے بعد سباتا تک پہنچانے کے بعد آزاد ہوجائے گی۔ کیونکہ اس کی ذمہ داریاں کچھ اور ہیں۔"

"بہت بہتر مسٹر مارٹن الیسٹرو!" مارٹن الیسٹرو نے ہاتھ ملایا اور کھڑا ہوگیا۔ اس کے بعد ہم دونوں جدا ہوگئے تھے۔ مارٹن الیسٹرو کے جانے کے بعد میں گردن خم کیے بیٹھ گیا تھا۔ یہ سب کچھ قبول کرنے کے بعد ذہن پر ایک بوجھ سا آپڑا تھا۔ میں اس تجویز پر غور کررہا تھا۔ مارٹن الیسٹرو بڑا خطرہ مول لینے جارہا تھا۔ لیکن کیا یہ صرف اعتماد کی بنا پر ہے۔ یعنی اُس نے مجھ پر واقعی اعتماد کرلیا ہے۔ ویسے بات کے امکانات تھے۔ کیونکہ مجھے تنظیم نے ... نشان دہ تھا۔ جیسے میں کہیں بھی کسی جگہ استعمال کرسکتا تھا۔ تب ... معاملات کو انتہائی گہرائی سے ڈیل

اور اس کے بعد یہ نئی دنیا کسی بھی طور ایک دوسرے سے کم نہیں تھیں۔ کردار آتے تھے۔ ختم ہوجاتے تھے۔ اور میں ابھی تک اپنے مشن کی تکمیل میں مصروف تھا۔

چار گھنٹے کے بعد گاٹنا ہی میرے پاس پہنچی اور اُس نے مارٹن الیسٹرو کی ہدایت میرے سامنے رکھ دیں۔ وہ مجھ سے اس سلسلے میں تقریباً ایک گھنٹے تک گفتگو کرتی رہی۔ کمبخت کے چہرے پر شرمندگی کا سایہ بھی نہیں تھا۔ ورنہ اُسے مجھ سے شرمندہ ہونا چاہیئے تھا کہ اُس نے کس انداز میں اپنا کام نکالا تھا۔ لیکن مجرم کی دُنیا میں شرمندگی نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ بھلا یہ کمبخت کیا شرمندہ ہوسکتی تھی۔ ساموِنوں کے باغی گروہ سے اس کا تعلق تھا۔

اب تقریباً تمام معاملات میرے ذہن میں واضح ہوگئے تھے۔ کوئی ایسی بات نہیں تھی جو اب پوشیدہ رہ گئی ہو۔ سارا نیا کا مشن میرے علم میں آگیا تھا۔ لیکن آج بھی وہ سب میرے لیے انتہائی پُراسرار تھے۔ اور میں جب بھی اُن کے بارے میں سوچتا۔ میرے ذہن کو ایک عجیب سا احساس ہونے لگتا۔ بہت سے کردار جو زندہ تھے۔ آج بھی میرے ذہن میں انوکھی حیثیت رکھتے تھے۔ جیسے ندرت۔ یہ دوسری بات ہے کہ طویل زندگی کے الجھانے میرے ذہن میں اُس کے لیے عجیب سے احساسات پیدا کردیئے تھے، ورنہ عام حالات میں وہ نوجوان لڑکی تھی۔ کس قدر طاقتور کس قدر ذہین۔ گوشائی جو اپنی زندگی کا ایک طویل عرصہ اس مشن کے لیے وقف کرچکی تھی۔ وہ بھی انتہائی طاقتور شخصیت تھی۔ سمبوتورا لیکن یہ جان کر حیرت ہوتی تھی کہ لیبوس تھوساس اور دوسرے تین افراد ان میں سربراہوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ابھی تک لیبوس یا تھوساس نے ایسا کوئی کارنامہ نہیں انجام دیا تھا جس سے میں یہ سمجھتا کہ اُن کی ذہنی قوتیں عام لوگوں سے زیادہ بلند ہیں۔ بہرطور بے شمار خیالات تھے پھر جب آرام کرنے کے لیے لیٹا۔ تو ذہن میں تنویر داخل ہوگئی۔ کمال کی بات تھی۔ حسن صاحب کی کوٹھی میں رہ کر بھی میرا واسطہ بے شمار لوگوں سے پڑچکا تھا۔ لیکن وہاں کوئی بھی ایسی شخصیت نہیں تھی۔ جو میرے ذہن تک رسائی حاصل کرچکی ہو۔ ہُماجو لیا۔ اوشا اور ایسے کئی کردار تھے۔ جنہوں نے میری قربت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ کچھ راستے پر آگئے کچھ راستہ بھٹک گئے۔ بہرطور میں اپنی جگہ جوں کا توں تھا۔ لیکن تنویر۔ تنویر نے ایک بھی لفظ ایسا نہیں کہا تھا جو اقدار کی سطح سے گرا ہوا ہو۔ شاید یہ ہی وجہ تھی کہ وہ آج بھی میرے دل میں زندہ تھی۔ البتہ جب کبھی اُس کا تصور آتا تو ایک ہوک سی دل میں اُٹھنے لگتی تھی۔ کیا میں ان خوفناک معاملات سے بچ سکوں گا۔ کیا میری زندگی کا اختتام اس مشن کی تکمیل میں نہیں ہوجائے گا۔

کیا پھر کبھی تنویر کا چہرہ دوبارہ دیکھنے کی خوش بختی حاصل ہو سکتی ہے۔ نجانے وہ کس کس طرح مجھے یاد کرتی ہوگی بجانے نجانے۔ ازم کی اس دنیا میں بزم آرائیاں ذرا اچھی نہیں لگتی تھیں۔ ایک طرف تو ذہن اُن خوفناک خیالات کا شکار تھا اور دوسری طرف یہ تصور۔ بہرطور رات گزارلی۔ دوسرے دن مجھے ساموِنوں کو آزاد کرانے کا ڈرامہ کرنا تھا۔ اور اس کے لیے تنہا ہی میری ذمہ داریاں مخصوص کی گئی تھیں۔ کیونکہ اس سفر میں مجھے کسی کو ساتھ نہیں رکھنا تھا۔ گاٹنا بتا گئی تھی کہ سباتا ہر لمحے میرا خیر مقدم کرنے کے لیے تیار ہے۔ وہ ویگن اسی جگہ موجود تھی۔ جہاں گاٹنا نے پروگرام کے مطابق اُسے پوشیدہ کیا تھا۔ گویا تمام معاملات وہی تھے جو گاٹنا نے ترتیب دیئے تھے لیکن اُن کی نوعیت کسی طرح بدل گئی تھی۔ پہلے یہ ایک مجرمانہ اور باغیانہ کاروائی تھی جس کے نتیجے میں مجھے مارٹن الیسٹرو اور تنظیم کے تمام ارکان کی دشمنی مل جاتی۔ چپے چپے پر مجھے تلاش کیا جاتا۔ ساموِنوں کو موت کے گھاٹ بھی اُتارا جاسکتا تھا۔ لیکن آج وہ ہی پروگرام مارٹن الیسٹرو کی سرکردگی میں تکمیل کے مراحل طے کررہا تھا۔

یہ دوسری بات تھی کہ میرے ذہن میں اس وقت بھی وہ ہی جذبے موجود تھے جو اگر گاٹنا کی تجویز پر عمل کرتا تو میرے دل میں ہوتے۔ لیکن اب مجھے تنظیم کی حمایت بھی حاصل تھی۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ شام کا لانا مشکل ہوگیا۔ بہرطور شام ہوگئی۔ اور میں اپنی تیاریوں کے بعد پرانے کلیسا کی جانب چل پڑا۔ جہاں مجھے قتل وغارت گری کا ایک ڈرامہ رچانا تھا۔ چند محافظوں پر گولیاں چلانی تھیں۔ لیکن ان محافظوں کو ہدایت کردی گئی تھی کہ وہ بھی صرف مرنے کی اداکاری کریں۔ درحقیقت مر نہ جائیں۔

اُسی راستے سے میں سرنگ میں داخل ہوا جس سے گاٹنا مجھے لے کر گئی تھی۔ میرے ہاتھوں میں ایک سب مشین گن دبی ہوئی تھی۔ میں جب اُس عظیم الشان تہہ خانے میں پہنچا۔ جہاں جنگلوں کے اندر ساموِن قید تھے تو ایک بار پھر ساموِنوں میں کھلبلی مچ گئی۔ تھوساس لیبوس ڈوٹن کارلو اور سمبوتورا وغیرہ سہمی ہوئی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگے تھے۔ پتا نہیں اُن کے ذہنوں میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میرے لیے کیا خیالات گردش کر رہے ہوں لیکن بہرطور اس وقت بھی وہ مجھے دیکھ کر سلاخوں کے پاس آ کھڑے ہوئے تھے۔ میں نے اُن میں سے کسی سے کچھ نہیں کہا۔ اور غار کے اُس دوسرے دہانے کی جانب بڑھ گیا۔ جو سرنگ کی شکل میں کلیسا کے اندرونی حصّے میں جا کر نکلتا تھا، اور جہاں میری معلومات کے مطابق مسلح گارڈز اِن قیدیوں کی نگرانی کرتے تھے۔ گارڈز وہاں موجود تھے انہیں غالباً پہلے سے ہدایت کر دی گئی تھی کہ انہیں کیا ڈرامہ رچانا ہے۔ چنانچہ میں نے گولیاں چلانی شروع کر دیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ گولیاں دیواروں پر پڑ رہی تھیں۔ اور گارڈز شور مچا رہے تھے۔ چیخیں مار رہے تھے۔ اُن کی آوازیں فضا میں منتشر ہو رہی تھیں۔ ان میں موت کی چیخیں بھی شامل تھیں۔ تقریباً تین منٹ تک میں نے یہ ڈرامہ کیا۔ اور اُس کے بعد واپس تہہ خانے کے دہانے پر مستعد رہا۔ یہاں رہ کر تو کم از کم پوری پوری اداکاری کرنی تھی۔ اور اُسی انداز میں کام کرنا تھا، جس میں مارٹن الیسٹرڈ نے مجھ سے کہا تھا چنانچہ کسی بھی یگانگت یا دلچسپی کا مظاہرہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ جب وہ سب لوگ آزاد ہو گئے تو میں انھیں لے کر غار کے دہانے سے نکل آیا۔ اور سرنگ میں چلتا ہوا بالآخر کلیسا کے اُس حصے میں جا پہنچا جہاں پہاڑی ٹیلے بکھرے ہوئے تھے۔ اور جہاں ایک ٹیلے کے پیچھے سیاہ رنگ کی وہ بڑی ویگن پوشیدہ تھی۔ اس دوران سمبوتورا یا ڈوڈن کاربو نے مجھ سے گفتگو کرنے کی کوشش کی ہی کی تھی بلکہ وہ اس طرح مستعد نظر آتے تھے جیسے انہیں ان حالات میں ہونا چاہیے تھا۔ مجھ سے یہ سوال بھی نہیں کیا گیا کہ ویگن کا سفر کہاں تک کا ہے۔ میں نے ویگن کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ ڈوڈن کاربو لپک کر میرے پاس آ بیٹھی۔ باقی تمام افراد پیچھے چلے گئے۔ میں نے مسکراتی نگاہوں سے ڈوڈن کو دیکھا اور وہ بھی مسکرا دی۔ اُس کے چہرے پر پھیلے ہوئے اعتماد سے یہ احساس ہوتا تھا کہ وہ لوگ میری طرف سے کسی ایسے ہی اقدام کے منتظر تھے۔ اور یقیناً انھیں میری اس کارروائی پر کوئی شبہ بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ سفر جاری رہا۔ ہم دونوں ہی خاموش تھے۔ باقی لوگ بھی پچھلی نشستوں پر خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ ویگن کے پچھلے حصے اور ڈرائیونگ سیٹ کے دوران پارٹیشن تھا۔ جس کی وجہ سے مجھے دوسری سمت کی صورتِ حال معلوم نہیں ہو سکی تھی۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد ڈوڈن نے کہا۔

"ہم لوگ کہاں جا رہے ہیں؟"

"امن کی جگہ۔"

"وہ تو میں جانتی ہوں۔ لیکن... لیکن غزالی! تم نے ایک ناقابلِ یقین کارنامہ انجام دیا ہے۔ کیسے آخر کیسے۔۔؟"

"تفصیل اس وقت معلوم کرو گی ڈوڈن!"

"دل میں تو پتا نہیں کیا کیا خیالات جنم لے رہے ہیں۔ لیکن اگر تم نہ چاہو گے تو میں تم سے کچھ نہیں معلوم کروں گی ابھی۔"

"بہتر ہے خاموش رہو۔ مجھے یادداشت کے سہارے ایک سفر کرنا ہے۔" میں نے کہا۔ اور ڈوڈن نے تعاون کرنے والے انداز میں گردن ہلا دی۔ میں سباتا کی جانب جا رہا تھا۔ ایک ہی بار اس طرف آیا تھا۔ چنانچہ راستوں کو خاص طور سے ذہن میں رکھنا پڑ رہا تھا۔ لیکن میں بالآخر اپنی منزل پر پہنچ گیا سباتا کو اس سلسلے میں پہلے ہی ہدایت کر دی گئی تھی۔ چنانچہ دور سے ویگن کو دیکھنے کے بعد وہ شاید میرے استقبال کے لیے تیار ہو گیا تھا۔ جب میں وہاں پہنچا اور میں نے ویگن روکی۔ تو وہ تیز رفتاری سے چلتا ہوا میرے قریب پہنچ گیا تھا۔

"پونگا۔" اس نے عجیب سے انداز میں کہا۔

"کیا؟"

"میرا مطلب ہے آپ آ گئے مسٹر گازال!"

"ہاں۔ میرے ساتھ وہ تمام لوگ بھی موجود ہیں۔"

"اوہ پونگا۔" اُس نے پھر اسی انداز میں کہا اور اپنے آدمیوں کو ہاتھ سے اشارہ کر کے قریب بلا لیا۔ تین آدمی پاس پہنچ گئے۔ اُس نے انھیں ہدایت دیں، جو غالباً فرانسیسی زبان میں تھیں اور اس کے بعد عقبی حصے سے تمام لوگ نیچے اتر آئے۔ سباتا نے ہم سب کو ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔ اور پھر ہمیں لیے ہوئے ایک ایسے مکان کے دروازے کے پاس پہنچ گیا جو بیرک نما تھا اور جس کی چھت پر کھپریلیں پڑی ہوئی تھیں۔ اُس نے دروازہ کھولا، اور ہم سب اندر داخل ہو گئے۔ سباتا بھی ہمارے ساتھ ہی اندر داخل ہو گیا تھا۔

"آپ کو چوبیس گھنٹے یہاں انتظار کرنا ہو گا ماسٹر۔ اُس کے بعد آپ کی روانگی کے لیے بندوبست ہو جائے گا کیونکہ ابھی کچھ دقتیں پیش آئیں گی۔"

"کوئی بات نہیں ہے سباتا! باقی ذمہ داریاں تم پر ہیں۔"

"پونگا۔" وہ آہستہ سے بولا اور واپسی کے لیے مڑ گیا۔ ڈوڈن کاربو بے اختیار ہنس پڑی تھی۔

"یہ پونگا کیا چیز ہوتی ہے؟"

"وہ جو ابھی تک میری سمجھ میں بھی نہیں آئی۔" میں نے بھی ہنستے ہوئے کہا۔ سمبوتورا خاموشی سے کھپریلوں کے اس مکان کو دیکھ رہا تھا جس میں فرش پر بہترین قسم کا قالین بچھا ہوا تھا۔ بس یہی ہمارا بستر تھا۔ اِس کے علاوہ یہاں اور کوئی سہولت نہیں تھی۔ میں نے سمبوتورا کو دیکھا جو ایک گوشے میں لیبوس اور تھوساس کے ساتھ جا کر بیٹھ گیا تھا۔ باقی سارے لوگ بھی ایک جگہ جمع ہو گئے۔ وہ گہری نگاہوں سے میرا جائزہ لے رہے تھے۔ ڈوڈن کاربو البتہ میرے ساتھ ہی لگی ہوئی تھی۔ اُس نے کہا۔

"پونگا۔" اور ہنس پڑی۔ میں بھی ہنسنے لگا تھا۔ ڈوڈن کاربو کی آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔ غالباً وہ اپنی اس غیر متوقع رہائی سے بہت خوش تھی۔

"اب تو پتا دو ورنہ میں بھی پونگا ہو جاؤں گی۔" اُس نے اپنی کھوپڑی کو گھماتے ہوئے کہا۔

"بس ڈوڈن! بتانے کی کیا بات ہے۔ میں تم لوگوں کی رہائی کے لیے کوشاں تھا اور میں نے اس میں کامیابی حاصل کر لی۔"

"وہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن یہ کامیابی برقرار بھی رہ سکے گی یا نہیں۔ مارٹن الیسٹرڈ ان علاقوں میں بے تاج بادشاہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیا ہم لوگ اُسے دھوکہ دے کر نکلنے میں کامیاب ہو جائیں گے؟"

"اب تو کامیاب رہے ہیں نا۔ آگے بھی اللہ مالک ہے۔"

"ہوں۔ لیکن یہ سب کچھ کرنا تمہارے لیے کتنا مشکل رہا ہو گا۔ یہ آدمی کون ہے جو سر سے پاؤں تک پونگا ہے۔"

"ایک جرائم پیشہ جو اس قسم کے کاموں کا ماہر ہے معاوضہ دے کر اُسے اس کے لیے تیار کیا گیا ہے۔"

"مجھے یقین تھا کہ تم کوئی ایسا ہی گل کھلاؤ گے۔ ویسے اس وقت جب تم اُس لڑکی کے ساتھ غار میں پہنچے تھے تب ہم لوگوں نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ تم کارروائیوں میں مصروف ہو۔ کیا وہ لڑکی تمہاری مددگار تھی؟"

"ہاں۔" میں نے آہستہ سے جواب دیا۔ اور ڈوڈن کاربو ہنس پڑی۔

"کیوں اس پر ہنسنے کی کیا بات ہے۔؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں نہیں۔ لڑکی میرے ذہن میں آ رہی تھی۔ خوبصورت مردوں کے لیے لڑکیاں بڑی کارآمد ثابت ہوتی ہیں۔ جیسے ڈاکٹر جے مورگن کی بیٹی ہیلن۔"

"تو تم بھی اُس سے رقابت محسوس کر رہی ہو۔"

"ہاں یقیناً! کیوں نہیں۔ میں نے تو اس دوسری لڑکی کو بھی دیکھ کر اپنے دل میں شدید رقابت محسوس کی تھی۔" ڈوڈن کاربو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ تو تم لوگوں کا دستور ہے۔ میں اس سلسلے میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ خود ہیلن بھی تم سے بُری طرح چراغ پا تھی۔"

"ہاں ہاں یقیناً۔ ہم لڑکیاں اپنے پسندیدہ مرد کو دوسری لڑکی کے ساتھ دیکھ ہی نہیں سکتیں۔"

"حماقت کی بات مت کرو ڈوڈن! تم بہت صاف ستھری لڑکی ہو۔"

"وہ تو ہوں اور رہوں گی۔ لیکن جسے تم حماقت کہتے ہو نا میں اُسے حماقت تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر آہستہ آہستہ میں سمبوتورا کی جانب بڑھ گیا۔ تھوساس اور لیبوس مجھے دیکھنے لگے تھے۔ وہ دونوں ہی خاموش تھے۔ سمبوتورا انہیں غالباً میرے بارے میں سب کچھ بتا چکا تھا۔ چنانچہ تھوساس کہنے لگا۔

"نوجوان! میں ذاتی طور پر بھی تمہارا شکرگزار ہوں۔ درحقیقت مجھے بڑی مشکلوں سے گزرنا پڑا ہے۔"

"لیکن آپ اپنے بارے میں بتانا پسند کریں گے مسٹر تھوساس؟"

"کیا؟" تھوساس نے سوال کیا۔

"یہی کہ آپ فادر میڈلینو کیسے بن گئے۔ اور آپ کی جگہ مارٹن الیسٹرڈ نے کیسے لے لی۔"

"طویل کہانی نہیں ہے۔ فادر میڈلینو بہت اچھے انسان تھے۔ میں نے اُن کے پاس پناہ لی تھی۔ وہ شدید بیمار رہتے ہیں دمے کے مریض تھے۔ میں نے انھیں اپنے بارے میں تو نہیں بتایا تھا لیکن اتنا ضرور بتایا تھا کہ میں ایک معزز آدمی ہوں اور بہت سے دشمنوں سے چھپا چھپا پھر رہا ہوں۔

فادر نے میری ہر طرح مدد کی۔ لیکن وہ زندہ نہ رہ سکے، اور ایک رات خاموشی سے اُن کا انتقال ہو گیا بہت سے عقیدت مند تھے اُن کے۔ جو میڈلیسا میں جگہ جگہ بکھرے ہوئے تھے۔ میں پریشانی میں پڑ گیا۔ چونکہ میرے مددگار صرف فادر میڈلینو ہی تھے۔ بقیہ لوگ تو مجھے جانتے بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں تھے۔ چنانچہ مجبوراً میں نے فیصلہ کیا کہ فادر میڈلینو کی لاش کو خاموشی سے دفن کر دیا جائے ۔ اور میں اُن کی جگہ لے لوں۔ اِس دوران میں اُن کا طریقۂ کار، اُن کا رہن سہن اُن کے بول چال کا انداز سب کچھ جان چکا تھا۔ چنانچہ میرے لیے یہ مشکل نہ ہوا کہ میں فادر میڈلینو کا روپ اختیار کر لوں۔ لیکن پھر کمبخت مارٹن ایسٹرو میرے پاس پہنچ گیا۔ اُس نے ہمارے مخالف ساموئنوں کے ذریعے میرے ذہن تک رسائی حاصل کی تھی۔ چند ساموئنوں نے مجھ سے ذہنی رابطہ قائم کر کے بتایا کہ وہ گمشدہ بیڑے کے مسافر ہیں۔ اور میرے پاس پہنچنا چاہتے ہیں۔ اس سے پہلے بھی میرے پاس پانچ ساموئن پہنچ چکے تھے۔ چنانچہ میں نے انھیں بھی اپنے پاس طلب کر لیا۔ اور بلآخر مجھے گرفتار کر لیا گیا۔ مارٹن ایسٹرو نے بھی وہی طریقۂ کار اختیار کیا تھا۔ یعنی اُس نے فادر میڈلینو کی شکل اختیار کر لی۔ یہ اس کا دوسرا روپ تھا۔ اپنے اصل روپ میں وہ کبھی کبھی یہاں آتا بھی تھا۔ میرا مطلب ہے پُرانے کلیسا میں۔ مجھے اُس تہ خانے میں قید کر دیا گیا۔ اور اُس کے بعد اُس نے پتا نہیں کہاں کہاں سے پکڑ پکڑ کر ان بقیہ افراد کو بھی یہیں پہنچا دیا۔ پھر اُسے شاید لیبوس کے بارے میں تفصیلات معلوم ہوئیں۔ کیونکہ میں لیبوس سے ذہنی رابطہ قائم کر چکا تھا۔ میرے ہی ذریعے وہ لیبوس تک پہنچا۔ اور اُس نے لیبوس کو بھی قابو میں کر لیا۔ یہ ہے فادر میڈلینو کی کہانی۔"

"ہوں۔ بہر طور مسٹر تھوساس! مجھے افسوس ہے کہ آپ لوگوں کو اتنی مشکلات سے گزرنا پڑا۔ مسٹر لیبوس بھی اُس کے قبضے میں آ چکے تھے۔ صورتحال بتانے کی ضرورت تو نہیں، یہ ایک خطرناک تنظیم کا معاملہ ہے، جو ساموئنکا میں اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کرنا چاہتی ہے۔ اور اسی کے اشتراک سے آپ کے دشمن آپ لوگوں کو پکڑنے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

"ہاں مجھے اندازہ ہے۔ تمہارے بارے میں بھی مجھے تفصیلات معلوم ہو چکی ہیں۔" تھوساس نے کہا۔ لیکن میں نے فوراً ہی ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اُسے خاموش کر دیا۔ ڈوٹن کارلو بھی ہمارے پیچھے آ گئی تھی۔ سمبوتورا نے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کیے اور اپنی انگلیوں کو اوپر نیچے کرنے لگا۔ یہ اشاروں کی کوئی مخصوص زبان تھی، جس کے بارے میں مجھے اب تک کوئی پتا نہیں تھا۔ سمبوتورا انگلیوں کو کھولتا اور بند کرتا رہا۔ تھوساس اور لیبوس گردن ہلاتے رہے۔ پھر تھوساس نے کہا۔

"بہر حال، مسٹر غزالی! آپ کا بے حد شکریہ۔ لیکن آپ ہمیں یہاں کس مقصد کے تحت لائے ہیں۔!"

"سب سے پہلے تو میں آپ کو مارٹن ایسٹرو کی قید سے آزاد کرانا چاہتا تھا۔ اور اِس سلسلے میں مجھے سخت جدوجہد کرنا پڑی ہے۔ بہر طور میرا اور آپ کا مشن مختلف نہیں ہے۔ گاٹما وی مین اور گومین کی تلاش ہمارے لیے انتہائی ضروری ہے میں جس طرح اب تک اِس سلسلے میں مدد کرتا آیا ہوں اسی طرح اپنی یہ کوشش جاری رکھوں گا۔ پہلے آپ لوگوں کو کسی محفوظ مقام تک پہنچا دوں۔"

"ہم تمہاری اِن عنایتوں کا شکریہ کبھی نہیں ادا کر سکتے۔ صِلہ ادا کرنا تو دور کی بات ہے۔" تھوساس نے کہا۔ اور پھر خاموشی چھا گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد میں بیرک نما دروازے سے باہر نکل آیا تھا۔ کچھ فاصلے پر دو آدمی غالباً ہماری ہی خدمت پر معمور کر دیے گئے تھے۔ وہ دونوں اٹھ کر میرے پاس آ گئے

"کسی چیز کی ضرورت جناب!"

"ہاں۔ سباتا سے کہو ہمیں کھانے پینے کی اشیاء درکار ہیں"

"اُن کی تیاری ہو رہی ہے۔ تھوڑی دیر میں وہ آپ کے پاس پہنچ جائیں گی۔"

"سباتا کہاں ہے!"

"چیف اپنے مشن پر گیا ہوا ہے۔ غالباً اُسے کوئی کام تھا۔ اِس وقت وہ یہاں موجود نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے اور سنو، غسل وغیرہ کے لیے پانی اور دوسری ضروریات۔"

"جی ہاں۔ اُس کے لیے آپ کو پچھلی بیرک میں جانا پڑے گا۔ آئیے میں آپ کو وہ جگہ بتا دوں۔"

کیا ہمیں یہاں قیدیوں کی شکل میں رہنا ہے یا ہم آزاد ہیں؟

"نہیں جناب! آپ لوگوں میں سے کوئی قیدی نہیں ہے اِس چھوٹی سی بستی میں جس کا دل جہاں چاہے جا سکتا ہے بس ہم پر یہ ذمہ داری عائد کر دی گئی ہے کہ آپ پر نگاہ رکھیں اور آپ کا تحفظ کریں۔"

"بہت شکریہ۔" میں نے جواب دیا۔ اور واپس بیرک میں آ گیا۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ بہت سے لوگ ہاتھوں میں بڑے بڑے خوان سے اٹھائے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔ اِن پر کھانے پینے کی بے شمار اشیاء رکھی تھیں پھل خشک میوے اور چائے کے برتن وغیرہ لا کر انہوں نے ہمارے سامنے رکھ دیے۔ اتنا زیادہ سامان تھا کہ ہم سب شکم سیر ہو کر کھاتے تب بھی بچ رہتا۔ بہر طور میرے اشارے پر تمام ساموئن اُس ٹ پڑے تھے۔ لیبوس، تھوساس، سمبوتورا اور ڈوٹن کارلو نے بھی اپنے اپنے حصے لیے اور اپنے گوشے میں جا بیٹھے میں بھی اُن کے نزدیک آ گیا تھا۔ ہم لوگ خاموشی سے کھاتے رہے۔ اور پھر اِس سے فارغ ہو گئے۔ اُس کے بعد میں نے سب سے پہلے یہ بندوبست کیا کہ کسی ایسی چیز کا جائزہ لوں جو ہماری آواز مارٹن ایسٹرو تک پہنچانے کا باعث ہوا ہے طور پر ہیں نے اِس کی تلاش شروع کر دی۔ اِس کے مختلف ذرائع ہو سکتے تھے۔ بظاہر تو مارٹن ایسٹرو نے مجھ پر اعتماد کا اظہار کیا تھا۔ لیکن تنظیم کے اُس خطرناک آدمی کو میں اچھی طرح سمجھ چکا تھا۔ مختلف طریقے ہو سکتے تھے اِس کے۔ وہ جانتا تھا کہ میں بھی بے وقوف آدمی نہیں ہوں۔ اِن چیزوں کا خیال رکھوں گا۔ ڈوٹن کارلو چونکہ خود میرے ساتھ ایک ایسے مرحلے سے دوچار ہو چکی تھی۔ جس میں ہم نے دیکھا تھا کہ ہماری ہلکی سی سرگوشی بھی مارٹن ایسٹرو تک پہنچ جاتی تھی۔ چنانچہ وہ میرا مقصد سمجھ گئی۔ اور اُس نے تمام ساموئنوں کی تلاشی لینا شروع کر دی۔

یہ ایک ذہانت آمیز اقدام تھا۔ بلاشبہ میرے ذہن میں بھی یہ ہی بات آئی تھی کہ ممکن ہے مارٹن ایسٹرو نے ان ساموئنوں کے پاس کوئی ایسی شے پوشیدہ کر دی ہو۔ ایک ایک ساموئن کی تلاشی لے ڈالی گئی۔ اُس کے بعد بیرک کا نمبر آیا۔ بہر طور ہم یہ بات جانتے تھے کہ سباتا مارٹن ایسٹرو ہی کا آدمی ہے چنانچہ سباتا کی مدد سے بھی ایسی کوئی کوشش ہو سکتی تھی۔ میں نے اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد ایک گہری سانس لی۔ ہمیں ایسی کوئی چیز نہیں ملی تھی جس پر یہ شبہ ہو سکتا۔ لیکن اِس کے باوجود میں احتیاط رکھنا چاہتا تھا۔ اگر کسی بھی طور پر یہ بات مارٹن ایسٹرو پر ظاہر ہو گئی کہ میں ذہنی طور پر اُس کے ساتھ نہیں ہوں تو پھر کوئی ایسی راہ نہیں رہے گی جس کے ذریعے میں اُس کے چنگل سے نکل سکوں۔ میں ڈوٹن کارلو کو ساتھ لے کر ٹہلتا ہوا باہر نکل آیا۔ اور باہر نکلنے کے بعد ہم نے ایک ایسی جگہ منتخب کر لی جہاں ہم اطمینان سے بیٹھ کر باتیں کر سکتے تھے۔ یہ ایک چٹان تھی جو بالکل سپاٹ تھی۔ لیکن اِس کا بھی ہم نے اچھی طرح جائزہ لے لیا تھا۔ جب ڈوٹن کارلو کو یقین ہو گیا کہ یہاں کچھ نہیں ہے تو وہ آہستہ سے بولی۔

"کیا یہاں ہم۔۔۔!"

"ہاں۔ میرا خیال ہے اِس سے زیادہ احتیاط ممکن نہیں ہے۔"

"بالکل۔ بظاہر کوئی ایسی چیز نہ میرے پاس موجود ہے نہ تمہارے پاس غزالی! جس پر ہمیں شبہ ہو سکے۔"

"ہاں ڈوٹن کارلو!"

"اب بتاؤ کیا مسئلہ ہے!"

"ڈوٹن کارلو! سمبوتورا، لیبوس اور تھوساس کو ایک بات سمجھانی ہے، وہ یہ کہ میں ذہنی طور پر مکمل تم لوگوں کے ساتھ ہوں۔ لیکن درحقیقت مجھے ایک ڈبل چال چلنی پڑ رہی ہے۔"

"کیسی ڈبل چال۔؟"

"پوری تفصیل سُن لو۔ اب سے تھوڑی دیر پہلے میں نے تمہیں ہاتھ کے اشاروں میں کوئی بات کرتے ہوئے دیکھا ہے۔"

"ہاں۔ اشاروں کی یہ زبان تھوساس نے ہمیں بتائی ہے یہ عام طور سے رائج نہیں ہے۔"

"گڈ مجھے یہ زبان پسند آئی ہے۔ کیا تم نے بھی اِس میں مہارت حاصل کر لی ہے؟"

"ہاں۔ قید کے دوران ہم لوگ یہ ہی تو کرتے رہے ہیں۔"

"مجھے بھی یہ زبان سمجھا دینا!"

"یقیناً۔ یہ بات تو پہلے ہی طے کر لی گئی تھی۔"

"اچھا اب تم تفصیل سُنو۔ مارٹن ایسٹرو نے مجھے تنظیم میں شامل کر لیا ہے۔ اور میں اب اُس خوفناک تنظیم کا ایک اہم رکن ہوں، جو ساموئنکا میں اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کرنا چاہتی ہے۔ میں نے تنظیم کے اغراض و مقاصد قبول کر لیے ہیں اور اُس کے لیے کام کا آغاز کر دیا ہے۔ اِس تنظیم میں شامل ہونے کے لیے مجھے بہت ہی کٹھن مراحل سے گزرنا پڑا ہے ڈوٹن کارلو! لیکن اُن کی تفصیلات بیکار ہیں۔ تنظیم ہی کے اشارے پر یہ اغوا عمل میں آیا ہے۔ مقصد اِس کا صرف یہ ہے کہ میں تم لوگوں کو مسلسل اپنے اعتماد میں رکھوں۔ اور تنظیم کے لیے کام کرتا رہوں میں نے حالات کے پیشِ نگاہ تنظیم کی یہ کیفیت قبول کر لی ہے۔ اور اب کام جس طرح ہو گا۔ اُس میں تنظیم کا مفاد سرفہرست رہے گا۔ میں تمہاری، لیبوس، سمبوتورا اور تھوساس کی مدد سے بقیہ افراد اور گومین کو تلاش کروں گا۔ اور تنظیم کو اِن تمام کارروائیوں سے آگاہ رکھوں گا۔ لیکن ہمارا مقصد وہی ہو گا۔ یعنی یہ کہ اگر ہم اِن لوگوں کو پانے میں کامیاب ہو جائیں گے تو اُس کے بعد یہاں سے راہ فرار اختیار کر لیں گے۔ تنظیم کا ساتھی میں اُس وقت تک ہوں جب تک کہ گاٹما اور وی مین نہیں مل جاتے باقی جو کچھ ہو رہا ہے۔ اُس سے تم بخوبی واقف

چنانچہ کسی مرحلے پر اگر تم لوگوں کو یہ احساس ہو کہ میں تمہارے ساتھ کوئی چالاکی کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تو اسے صرف میری مجبوری سمجھ لینا۔ اور اس پر پریشان نہ ہونا بلکہ کبھی کبھی ان خدشات کا اظہار بھی کرتے رہنا کہ کہیں میری ذہنی کیفیت کچھ بدل تو نہیں گئی ہے تم لوگ آپس میں یہ گفتگو کر سکتے ہو۔ کیونکہ خاص طور سے تمہیں اور تمہاری گفتگو کو ذہن میں رکھا جائے گا۔ اور یہ سب کچھ میرے ذریعے ہوگا۔ کیا سمجھیں؟" ڈوئن کاربو پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہی تھی جب میں خاموش ہوگیا تو وہ کہنے لگی۔

"غزالی! تم کیا ہو۔ تم کیا ہو غزالی ڈیئر؟"

"آدمی ہی ہوں۔ بس اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ میں نے دل میں ایک فیصلہ کر لیا ہے کہ تم لوگوں کے مشن کی تکمیل میں تمہاری پوری پوری مدد کروں گا جہاں تک میری صلاحیتیں اور قوتیں ہیں۔ اور اگر ان کوششوں میں کام آجاؤں گا تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ اور نہ ہی کوئی افسوس۔"

"کاش ہم تمہیں تمہاری اس محبت کا صلہ دے سکتے۔"

"اس کے علاوہ ڈوئن کاربو! پوری قوت سے اب گابیا اور وی مین کی تلاش میں مصروف ہو جانا چاہیے۔ اس سلسلے میں جتنے پروگرام بناؤ کھلم کھلا بنا سکتے ہو۔ لیکن بعد کے مراحل میں خود طے کر لوں گا۔ اس کی تم بالکل فکر مت کرنا۔"

"میں اچھی طرح جانتی ہوں غزالی! ویسے اگر تم یہ باتیں ہمیں نہ بھی بتاتے، تو ظاہر ہے ہم کیا کر سکتے تھے، اور نہ ہی ہمیں تم پر کوئی شبہ ہوتا۔ لیکن یہ سب کچھ بتانے کے بعد تم نے ہمارے ذہنوں کو اور مضبوط کر دیا ہے۔"

"ابھی جو کچھ خاص گفتگو ہوگی۔ اشاروں کی زبان میں ہوگی مجھے بھی اشاروں کی یہ زبان سکھا دو۔"

"آج ہی سے۔" ڈوئن کاربو نے کہا اور پھر بولی۔

"اس کے علاوہ اور کچھ۔"

"نہیں، اشاروں کی زبان میں ان لوگوں کو تمام تفصیلات بتا دینا۔ ہمیں یہاں سے بھی سفر کرنا ہوگا، اور جو جگہ ہمیں دی جائے گی۔ وہ تنظیم کی نگاہوں میں ہوگی۔ مقصد یہ ہے کہ اب تمہیں اس دوہری چال کے لئے تیار رہنا چاہیے۔"

"میں سب کو ہوشیار کر دوں گی۔ میرا خیال ہے بقیہ افراد کو تو اس سلسلے میں کچھ بتانے کی ضرورت نہیں رہ جاتی۔ میں خاص خاص لوگوں کو تفصیلات بتلائے دیتی ہوں۔" . .

"او کے!" میں نے کہا۔ اور تھوڑی دیر بعد ڈوئن کاربو اٹھ کر ٹہلتی ہوئی برک میں چلی گئی۔ میں ساتا کی اس انوکھی بستی کا نظارہ کرنے لگا تھا۔ ڈوئن کاربو نے میری ہدایت کے مطابق وہاں پہنچ کر تمام تفصیلات بتا دیں۔ اس کے اثرات ان کے چہروں سے جھلکتے تھے۔ وہ سب مطمئن انداز میں مسکرا رہے تھے۔ جیسے انہوں نے میری تجاویز کو پوری فرح دل سے قبول کر لیا ہو۔ ہم نے یہ احتیاط بھی رکھی تھی کہ ذہنی رابطے کے ذریعے کوئی گفتگو نہ کی جائے۔ کیونکہ ساتا کے ان آدمیوں میں وہ سامون بھی پوشیدہ ہو سکتے تھے۔ جو باتمی پارٹی سے تعلق رکھتے تھے رات گزر گئی اور اس کے بعد دوسری صبح ساتا ہمارے پاس پہنچ گیا۔ اس نے آتے ہی اپنے مخصوص انداز میں پونگا کہا۔ اور پھر بولا

"ماسٹر! انتظام ہوگیا ہے چلیں۔؟"

"بالکل ساتا! اس میں دیر کرنے کی کیا بات ہے۔" میں نے کہا۔ ساتا نے یہاں سے ایک طویل سفر اختیار کیا اور ہمیں تین مختلف گاڑیوں میں لے کر چل پڑا۔ یہ سفر تقریباً چھ گھنٹے کا تھا۔ راستے کچے اور ناہموار تھے۔ جس کی وجہ سے سفر کی رفتار سست رہی۔ پتا نہیں کتنا فاصلہ طے کرنا پڑا تھا لیکن ہمارے جسموں کی چولیں ڈھیلی ہوگئی تھیں۔ بالآخر ایک سنسان سے علاقے میں ہم گاڑیوں سے اتر گئے۔ اور پھر گہری کھائیوں کا سفر کرنا پڑا۔ جو پیدل ہی کیا گیا تھا۔ اور اس میں گاڑیوں کا گزر ممکن نہیں تھا۔ لیکن اس کا اختتام ایک تیز رفتار اور چوڑے دریا کے کنارے ہوا تھا جس کے ساحل سے ایک بڑی طوفانی کشتی لگی ہوئی تھی کشتی کا انجن ڈیزل سے چلتا تھا۔ لیکن وہ کافی کشادہ تھی۔ ہم تمام لوگ اس کشتی میں اتر گئے۔ ساتا بھی ہمارے ساتھ ہی تھا۔ کشتی کے ملاحوں نے اسے چلانا شروع کر دیا۔ موٹر کشتی اس دریا میں تقریباً آٹھ گھنٹے سفر کرتی رہی اور اس وقت رات کے تقریباً دو بجے تھے جب ہم ایک آبادی میں داخل ہوگئے۔ روشنیوں سے احساس ہوا تھا کہ یہاں آبادی ہے ورنہ اطراف میں جنگل ہی جنگل بکھرے ہوئے تھے۔ نجانے کون سی جگہ تھی۔ بہر طور ساتا سے اس سلسلے میں کوئی سوال نہیں کیا گیا۔ کنارے پر اترنے کے بعد ہم لوگ پیدل ایک جانب چل پڑے اور دریا کے ساحل سے تقریباً ایک میل کے فاصلے پر آبادی میں داخل ہونے کے بعد ہمیں ایک مکان میں پہنچا دیا گیا۔ ساتا نے گردن خم کرتے ہوئے کہا۔

"اب یہ جگہ آپ کی رہائش گاہ ہے۔ میری ذمہ داریاں یہیں تک تھیں۔ میں اجازت چاہتا ہوں۔"

"ابھی واپس جاؤ گے ساتا!؟"

"ہاں جناب! یہ ضروری ہے۔" ساتا چلا گیا۔ ہم سب اس اجنبی جگہ حیرت سے ایک دوسرے کا منہ دیکھ رہے تھے

ہمیں اس جگہ کے بارے میں بھی تفصیلات معلوم نہیں تھیں۔ بہر طور ہم عمارت کا جائزہ لینے لگے۔ عمارت میں آٹھ کمرے تھے۔ کافی وسیع وعریض اور کشادہ جگہ تھی ہم نے آٹھ کمروں میں قبضہ جما لیا اور اپنی اپنی آسائشوں کا بندوبست کرنے لگے کھانے پینے کی تمام اشیاء یہاں موجود تھیں۔ سمبوتورا کہنے لگا۔

"گانالی! تم نے تو کمال ہی کر دکھایا ہے۔ یہ انتظامات کرنے کے لئے تمہیں کتنی مشکلات سے گزرنا پڑا ہوگا۔"

"ہاں سمبوتورا! اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ بہر طور میں نے تم لوگوں سے وعدہ کیا ہے کہ میں تمہارے مشن کی تکمیل کے لئے ہر وہ کام کروں گا جو میرے بس میں ہوگا۔ دیکھو تو میں تمہیں کتنی خطرناک تنظیم کے جنگل سے نکال کر یہاں تک لے آیا ہوں۔ اب باقی جو کچھ کرنا ہے وہ تم ہی لوگوں کو کرنا ہے۔ کاش میں تمہارے دونوں ساتھیوں کو تلاش کرنے میں تمہاری بھرپور مدد کر سکتا۔ لیکن ظاہر ہے میں سامون نہیں ہوں اور وہ قوتیں نہیں رکھتا، جو سامونوں کو حاصل ہیں۔ میرا خیال ہے مسٹر لیبوس اور تھوساس سامونوں میں نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ کیا یہ اس سلسلے میں کوئی مدد نہیں کر سکتے سمبوتورا، کہ گابیا اور وی مین کو تلاش کر لیں۔ یہ کام اتنا طویل ہو چکا ہے کہ اب مجھے اس سے اکتاہٹ ہونے لگی ہے۔"

"پلیز گانالی پلیز! تم نے جس طرح آج تک ہماری مدد کی ہے بس اسی طرح ہمیں ان دونوں ساتھیوں کو بھی تلاش کرنے میں مدد دو۔ گومین کے سلسلے میں مجھے سب سے زیادہ دکھ ہے کیونکہ وہ ہمارے ہاتھ آکر نکل چکا ہے۔"

"آخر گومین چلا کہاں گیا سمبوتورا!؟" میں نے سوال کیا۔

"میں نہیں جانتا۔ ہوٹل میں میرا قیام تھا۔ جس وقت ہم پر ریڈ ہوا اس وقت ہم وہاں سے نکل بھاگے لیکن میں گومین کو قابو میں نہ رکھ سکا۔"

"وہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن وہ ذہنی طور پر غیر متوازن شخص آخر کہاں چلا گیا۔ اپنے ذہن سے تو وہ کچھ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہیں وہ کسی حادثے کا شکار نہ ہوگیا ہو۔"

"کیا کہا جا سکتا ہے ویسے یہ بات واقعی قابل غور ہے اگر اسے کوئی حادثہ پیش آیا۔ تو کیا اس کی تفصیل فرانسیسی پولیس کے پاس نہیں ہوگی۔"

"ممکن ہے ایسا ہو۔" میں نے پرخیال انداز میں سمبوتورا کو دیکھتے ہوئے کہا۔ سمبوتورا اسی زبان میں بات کر رہا تھا جس میں میں چاہتا تھا۔ بہر طور اس گفتگو کے نتائج مجھے دیکھنے تھے۔ میں اور سمبوتورا کافی دیر تک باتیں کرتے رہے تھے لیکن کوئی ایسی مشکوک بات نہ کی گئی جو مارٹن ایسٹرو کے لیے کسی شبے کا باعث بن سکے۔ ویسے میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اس عمارت کا بھی جائزہ لے ہی لیا جائے۔ لیکن یہ کام ہمیں دوسری صبح کرنا پڑا۔ رات کے دو بجے یہاں پہنچے تھے اس لیے آدھی رات سے زیادہ تو ویسے ہی گزر چکی تھی۔ بقیہ رات بھی جاگتے ہوئے ہی گزری۔

صبح کو چند ٹولیاں الگ الگ کر دی گئیں۔ کچھ لوگوں کو کھانے پینے کی تیاریاں کرنے کے انتظامات سونپ دیئے گئے تھے اور بقیہ ہم لوگ عمارت کی چھان بین میں مصروف ہوگئے تھے۔ یہ کام دوسرے مرحلے کے لیے اٹھا رکھا گیا تھا کہ ہم اس آبادی کے بارے میں تفصیلات معلوم کریں یہ بھی ضروری تھا۔ کم از کم میں یہ جاننا چاہتا تھا کہ یہاں ذرائع آمدورفت کیا ہیں یہ علاقہ کون سے ملک کی ملکیت ہے آیا ہم فرانس ہی میں ہیں یا دریا کے راستے ہمیں فرانس سے باہر نکال دیا تھا۔ گانا نے ایسے کچھ الفاظ کہے تو تھے۔ لیکن ان کی تفصیلات ہمیں نہیں بتائی گئی تھیں اس عمارت کا بھی اچھی طرح جائزہ لے لیا گیا۔ لیکن کوئی ایسی شے دستیاب نہیں ہوئی۔ جس سے یہ شبہ ہوتا کہ ہماری گفتگو کہیں اور سنی جا رہی ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا۔

دن کو تقریباً گیارہ بارہ بجے تک ہم لوگ مصروف رہے۔ اور اس کے بعد میں سمبوتورا کو ہدایات دے کر اس عمارت سے باہر نکل آیا۔ باہر اچھی خاصی رونق ہو چکی تھی گاڑیاں چل رہی تھیں۔ لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ یقیناً یہ کوئی فرانسیسی آبادی نہیں تھی۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد مجھے اس کا اندازہ ہوگیا۔ میں نے اس کے بارے میں اور معلومات حاصل کیں۔ اس علاقے کا نام معلوم کیا یہ ایک چھوٹی سی ساحلی آبادی تھی۔ لیکن خوب صورت بلند و بالا عمارتیں اور صنعتی فیکٹریاں یہاں چاروں طرف بکھری ہوئی تھیں۔ گویا یہ علاقہ صنعتی تھا۔ میں کافی دیر تک سڑکوں پر مٹر گشت کرتا رہا۔ سوچ رہا تھا کہ اس کے بعد مارٹن ایسٹرو کا نیا پروگرام کیسے معلوم ہو سکے گا۔ دوپہر ہوئی تو ایک ریسٹوران میں بیٹھا۔ وہاں دوپہر کا کھانا کھایا۔ ان لوگوں کو اطمینان دلا کر آیا تھا۔ ویسے بھی سمبوتورا کم از کم میری اس عادت سے واقف تھا۔ کھانے سے فارغ ہو کر کافی منگوالی اور کافی کا پہلا ہی گھونٹ لیا تھا کہ ایک نوعمر لڑکا میرے پاس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پہنچ گیا۔ اس نے ایک کارڈ میرے سامنے رکھتے ہوئے کچھ کہا۔ الفاظ تو میں نہیں سن سکا تھا۔ لیکن کارڈ دیکھ کر میری رگیں تن گئیں۔ کارڈ پر ایک دائرہ بنا ہوا تھا جس کا ایک گوشہ خالی تھا۔ اور یہ تنظیم ہی کا نشان تھا۔ میں نے سوالیہ نگاہوں سے لڑکے کی طرف دیکھا۔ تو اس نے باہر کی سمت اشارہ کر دیا۔ گرم گرم کافی حلق میں انڈیلنے کے بعد میں نے بل کی رقم پلیٹ میں ڈالی اور باہر نکل آیا۔ سرخ رنگ کی ایک لیموزین میں ایڈی پائیر کی صورت نظر آئی تھی۔ لڑکا ایک طرف بھاگ گیا۔ غالباً اسے ٹپ مل چکا تھا۔ لیموزین کے قریب پہنچا۔ تو ایڈی پائیر نے مسکراتے ہوئے برابر کا دروازہ کھول دیا اور میں خاموشی سے اس کے ساتھ جا بیٹھا۔ انجن اسٹارٹ تھا ایڈی نے اسے بند نہیں کیا تھا اس نے ایک زبردست جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی میں خاموشی سے ونڈ اسکرین کی دوسری جانب دیکھ رہا تھا ایڈی پائیر نے چونکہ خود کوئی گفتگو نہیں کی تھی۔ اس لیے میں بھی خاموش رہا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد لیموزین ایک اور ہوٹل کے سامنے رک گئی۔ ایڈی پائیر نے انجن بند کر کے دروازہ لاک کیا اور میرے ساتھ ہوٹل کی چوتھی منزل پر پہنچ گیا۔ ایک کمرے کے دروازے پر دستک دی تو اندر سے مارٹن ایسٹرو کی آواز ابھری۔

"آجاؤ" میں ایڈی پائیر کے ساتھ خاموشی سے اندر داخل ہو گیا تھا۔ ایک خوب صورت گاؤن میں ملبوس مارٹن ایسٹرو ایک کرسی پر بیٹھا سگار پی رہا تھا۔ کرسی بل رہی تھی۔ ایڈی پائیر مجھے دروازے سے اندر چھوڑنے کے فوراً ہی بعد باہر نکل گیا۔ مارٹن ایسٹرو پر تکلف انداز میں اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ پھر اس نے مجھ سے ہاتھ ملایا اور اپنے سامنے بیٹھنے کی پیشکش کی۔

"ہیلو میرے دوست غزالی! یہاں تک پہنچتے ہوئے یقیناً تمہیں کوئی دقت نہیں ہوئی ہو گی۔ دراصل ان لوگوں کو مطمئن رکھنا بھی ضروری ہے۔ ورنہ میں بہتر ذرائع سے تمہارے یہاں آنے کا بندوبست کر سکتا تھا۔"

"میں جانتا ہوں مسٹر ایسٹرو۔ ان تکلفاتی الفاظ کی کیا ضرورت ہے۔"

"کیا تمہیں مجھے یہاں دیکھ کر حیرت نہیں ہوئی۔" مارٹن ایسٹرو نے پوچھا۔

"ہرگز نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ مارٹن ایسٹرو معمولی شخصیت تو نہیں ہے۔"

"اوہ۔ نہیں میرے دوست! بہر طور میں تمہاری کارکردگی سے پوری طرح مطمئن ہوں۔ مجھے معاف کرنا اب تک میں نے تم پر باقاعدہ نگاہ رکھی ہے۔ لیکن اس کا یہ مقصد قطعی نہیں تھا کہ تم کسی بھی طرح ناقابلِ اعتبار ہو۔ بس میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ تم اس کام کو کس طرح سرانجام دیتے ہو۔"

"لیکن ایک بات میرے ذہن میں بھی کھٹک رہی ہے۔ مسٹر مارٹن ایسٹرو!" میں نے کہا۔

"کیا۔؟"

"اگر سارا پروگرام میرے علم میں آجاتا تو کیا یہ میرے لیے زیادہ بہتر نہیں رہتا۔ میں پورے اعتماد سے کام کر سکتا تھا، جب کہ اب میں ایسے موقع پر یہ سوچنے لگتا ہوں کہ اگر مجھے آپ کی رہنمائی نہ حاصل ہوئی تو میں آگے کیا کروں گا۔"

"اوہ۔ نہیں غزالی! تمہیں یہ نہیں سوچنا چاہیے۔ پہلی بات تو میں تمہیں یہ بتا دوں کہ تنظیم کے نمائندے مسلسل تمہاری مدد کے لیے تمہارے اطراف میں موجود رہتے ہیں یہاں بھی کہیں تمہیں ان کی ضرورت درپیش ہوئی وہ تم سے رابطہ قائم کرا دیں گے۔ اور پھر جہاں تک رہنمائی کا سوال ہے تو ایک نظریہ تمہارے سامنے ہے۔ اور تمہیں اسی نظریے پر کام کرتے رہنا ہے۔ ہمیں ان تینوں ساموئن کی تلاش ہے وہ ہمارے ہاتھ آجائیں تو تمہارا کام ختم ہو جاتا ہے۔ تمہارے سارے راستے اسی سمت جاتے ہیں اور اس کے لیے تم انہیں کس طرح استعمال کرتے ہو جو اس وقت تمہارے ساتھی ہیں۔ یہ تمہاری اپنی ذمہ داری ہے۔ میں تو صرف یہ چاہتا تھا کہ ان ساموئن کو اعتماد دلانے کے لیے کہ تم ان کے لیے جو کچھ کر رہے ہو پورے خلوص کے ساتھ کر رہے ہو۔ تمہیں کسی ایسی جگہ تک پہنچا دیا جائے۔ جہاں سے تم صبر و سکون کے ساتھ اپنا کام انجام دے سکو۔"

"اور وہ جگہ کون سی ہو گی۔ کیا فرانس۔؟"

"نہیں ہرگز نہیں۔ کچھ کام ہمیشہ نقصان دہ ہوتا ہے۔ اور پھر فرانس میں تمہارے رہنے کی ضرورت یوں بھی نہیں ہے کہ فرانس لندن اور اس کے اطراف کو میں اچھی طرح دیکھ چکا ہوں۔ یہ تینوں بقیہ افراد کم از کم ان علاقوں میں موجود نہیں ہیں۔ انہیں کسی اجنبی جگہ ہی تلاش کرنا پڑے گا اور اس سلسلے میں تم اپنے ساموئن دوستوں کی مدد لے

سکتے ہو مطلب یہ ہے جو کام میں نہیں کر سکتا وہی میں نے تمہارے سپرد کیا ہے تو پھر اس سلسلے میں تمہیں مشورہ بھی کیا دے سکتا ہوں۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ وہ لوگ تم پر اعتماد کرتے ہیں، اور میں نے اندازہ لگا لیا ہے کہ تم نے اپنے اعتماد کو بحال رکھا ہے۔ بہر طور آئندہ کا کچھ پروگرام میرے ذریعے تم تک پہنچے گا۔ اور اس کے بعد جو کچھ کرنا ہے۔ تمہیں خود ہی کرنا ہے۔"

"ہاں میں وہی پروگرام جاننا چاہتا ہوں۔"

"سب سے پہلے تو یہ ایک ٹرانسمیٹر قبول کرو۔ اسے اپنے پاس رکھو۔ سو میل کے دائرہ عمل میں یہ کام کرتا رہے گا۔ اور تنظیم کے افراد اس سے زیادہ فاصلے پر نہیں ہوں گے چنانچہ کوئی بھی اہم اطلاع اس ٹرانسمیٹر کے ذریعے کسی کو بھی دے سکتے ہو۔ وہ بہر طور مجھ تک پہنچ جائے گی اور ان ہی کے ذریعے تمہیں اس کا جواب مل جائے گا۔ لیکن اس کے استعمال کی ذمہ داریاں تمہیں قبول کرنا ہوں گی۔ یہ کسی دوسرے کے ہاتھ نہ لگنے پائے۔" مارٹن ایسٹرو نے ایک گھڑی نکال کر میری طرف بڑھا دی۔ خوبصورت طرز کی سوئس میڈ تھی۔ اس کے درمیان میں لگے ہوئے ڈائل پر باریک باریک نشانات بنے ہوئے تھے۔ یہ ہی ٹرانسمیٹر کا رسیور اور اسپیکر تھا۔ مجھے اس کے استعمال کا طریقہ بتایا گیا اور میں نے اپنی گھڑی اتار کر ان کے حوالے کر دی۔ بہر طور یہ ایک خطرناک چیز تھی لیکن اس خطرناک چیز کو بھی بعد میں دیکھا جائے گا۔ میں ان لوگوں کو کسی بھی طور مشکوک نہیں کرنا چاہتا تھا۔ مارٹن ایسٹرو کہنے لگا۔

"اس سرحدی آبادی سے سمندر بالکل قریب ہے تھوڑا سا سفر طے کرنے کے بعد تم سمندر کے کنارے پہنچ سکتے ہو میں انتظامات کر دوں گا۔ ایک بار پھر ایک موٹر لانچ تمہیں ایک بحری جہاز سرونڈسر تک پہنچا دے گی۔ سرونڈسر میں تمہارا سفر ایک دور دراز علاقے تک جاری رہے گا۔ ہر چند میں نہیں چاہتا تھا کہ طویل بحری سفر میں تمہارا وقت ضائع ہو۔ لیکن بہر طور تمہیں ہالینڈ پہنچنا ہے۔ جہاز کا سفر ایک مخصوص جگہ تک ہو گا اور پھر وہاں سے تم اپنے ذرائع سے ہالینڈ میں داخل ہو گے۔ چنانچہ تمہاری نئی منزل ہالینڈ منتخب کی گئی ہے ہالینڈ پہنچنے کے بعد سارا پروگرام تمہارا اپنا ترتیب کردہ ہو گا۔ لیکن اس طرح ساموئن کو کم از کم یہ اطمینان ہو جائے گا کہ وہ میری زنجیر سے باہر نکل گئے ہیں۔ اور پھر تم لوگ زیادہ دلجمعی سے کام کر سکتے ہو۔ تمہیں باقی آسانیاں بھی ملتی رہیں گی میرا خیال ہے ان تمام باتوں کے بعد تمہیں کسی سلسلے میں کوئی تشویش نہیں رہی ہو گی۔" میں تھوڑی دیر تک سوچتا رہا۔ اور پھر میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے یہ واچ ٹرانسمیٹر میرا خیال ہے ہر مشکل کا حل ہے۔ جب کہ آپ کا کہنا ہے مسٹر مارٹن ایسٹرو کہ تنظیم کے ارکان سو میل کے دائرے کے اندر اندر ہی میرے آس پاس ہی موجود ہوں گے۔"

"ہاں میں نے جو کچھ کہا ہے وہ ایک ٹھوس حقیقت ہے تم اگر چاہو تو کسی بھی مسئلے پر مجھ سے مشورہ طلب کر سکتے ہو۔ اس کے بعد تو کوئی مسئلہ رہ ہی نہیں جاتا۔"

"میں اب زیادہ مطمئن ہوں۔"

"سنو ڈیئر! اس سلسلے میں تمہیں اخراجات کی ضرورت بھی ہو گی۔"

"نہیں! اس لیے کہ لندن میں میرا کافی سرمایہ موجود ہے جو مسٹر حسن نے مجھے پیش کیا تھا۔ اس کے ذریعے میں کام چلا سکتا ہوں۔"

"اس کے باوجود . . . ."

"میرا خیال ہے اس سلسلے میں آپ بہت زیادہ پریشانی کا اظہار نہ کریں مسٹر مارٹن ایسٹرو"!

"خیر ٹھیک ہے لیکن تمہیں سفر کے لیے کاغذات اور پاسپورٹ وغیرہ تو درکار ہوں گے۔"

"ہاں! یہ مشکل مرحلہ ہے کیونکہ پچیس آدمیوں کو یہ سفر کرنا ہے۔"

"ایک بات میں تمہیں بتا دوں۔ ہالینڈ پہنچنے کے بعد تم اپنے طور پر ان ساموئن کے لیے کسی معقول رہائش گاہ کا بندوبست کر دو گے۔ اور پھر ان سے علیحدگی اختیار کر لو گے۔ کیونکہ ان سب کو پیچھے لگائے پھرنا تمہارے لیے ممکن نہیں ہو گا۔ دو چار کا انتخاب کرو۔ یہ دوسری بات ہے لیکن پچیس آدمیوں کا مختلف جگہوں پر سفر خاصا مشکل رہے گا۔"

"لیکن کیا ان ساموئن کو تنہا چھوڑا جا سکتا ہے؟"

"ہاں۔ کیونکہ جب تم انہیں چھوڑ کر وہاں سے ہٹ جاؤ گے۔ تو ہم دوبارہ انہیں اپنی تحویل میں لے لیں گے اور پھر وہ ہمارے ساتھ ہوں گے۔ یہ صرف اس وقت تک کے لیے تھا جب تک کہ تم اپنے ان خاص دوستوں کو مطمئن نہیں کر دیتے۔ ورنہ شاید میں ان بیس افراد کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ساتھ لے جانے کی اجازت نہ دیتا۔ میں نے پُرخیال انداز میں گردن ہلائی۔ کمبخت مارٹن الیسٹرو معمولی آدمی نہیں تھا۔ اس کی کھوپڑی میں زبردست بھیجا تھا۔ ساری باتیں طے کرنے کے بعد مارٹن الیسٹرو نے مجھے واپسی کی اجازت دے دی۔ لیکن اس بار لیموزین مجھے چھوڑنے نہیں آئی تھی۔ میں پیدل ہی سفر کرتا رہا اور پھر ایک ٹیکسی روک کر اپنی رہائش گاہ پر چل پڑا۔ سمبوتورا اور اس کے تمام ساتھی آرام سے یہاں وقت گزار رہے تھے۔ لیبوس اور تھوساس کے ذہن میں کیا تھا یہ بات مجھے معلوم نہیں ہو سکی۔ ڈوٹن کاربو کہنے لگی۔

"اتنا وقت گزارنے کے بعد آئے ہو غزالی! یقیناً کوئی کام کی بات ہوئی ہوگی۔"

"ہاں ڈوٹن کاربو! میں کوشش کر رہا ہوں کہ یہاں سے نکل چلوں۔ کسی ایسی جگہ جہاں کم از کم ہمیں مارٹن الیسٹرو کا خطرہ نہ ہو۔" میں نے ڈوٹن کاربو کو آنکھ سے اشارہ کیا تھا۔

"کیا کوئی اندازہ ہو سکا غزالی! ہمارے فرار کے بعد ابھی تک مارٹن الیسٹرو کو ہماری سمت کا اندازہ تو نہیں ہو سکا۔"

"بظاہر یوں محسوس ہوتا ہے کہ نہیں۔ تاہم ہماری انتہائی کوشش یہ ہی ہونی چاہیئے کہ ہم جس قدر جلد ممکن ہو سکے فرانس سے باہر نکل جائیں اور اس طرح اپنے آپ کو محفوظ کر لیں۔"

"کیا یہ کام اتنا آسان ہوگا؟" ڈوٹن نے پوچھا۔

"کوشش کر رہا ہوں۔ ظاہر ہے جو کام تم لوگ نہیں کر سکتے۔ وہ مجھے ہی انجام دینا ہوگا۔ میں انتہائی کوشش کر رہا ہوں کہ ہمیں یہاں سے نکلنے کا موقع مل جائے۔ ہماری تعداد اتنی ہے کہ کسی بھی جگہ ہم مشکوک ہو سکتے ہیں۔ ایک دو یا تین چار افراد تو چلیے کہیں بھی چھپ کر باہر نکل جائیں لیکن۔"

"ہاں یہ مسئلہ ہے واقعی تشویش ناک ہے۔ اس کے علاوہ تمہاری اس دنیا میں کاغذات اور پاسپورٹ وغیرہ کا بھی تو مسئلہ ہوتا ہے۔ جب کہ ہمارے پاس یہ سب کچھ نہیں ہے۔"

"اسی لئے تو الجھا ہوا ہوں۔ بہرطور یہ مسئلہ بھی کسی نہ کسی طرح حل ہو ہی جائے گا۔ کچھ وقت لگے گا اس میں میں تم سب کو یہاں سے نکال لے جانے کا منتظر ہوں۔" ڈوٹن کاربو خاموش ہو گئی۔ اس گفتگو سے وہ اندازہ لگا چکی تھی کہ میں اسے اصل بات نہیں بتا سکتا۔ بہرطور بظاہر تو کوئی چیز ایسی نہیں تھی جس سے یہ اندازہ ہو سکے مارٹن الیسٹرو میرے آس پاس موجود ہے اور ہماری حرکات و سکنات بھی دیکھی جا رہی ہیں۔ یہ ٹرانسمیٹر کسی اور نوعیت کا حامل بھی ہو سکتا تھا۔ چنانچہ اس کی موجودگی میں میں ڈوٹن کاربو سے کوئی گفتگو نہیں کر سکتا تھا۔ کافی دیر تک ہم لوگ اس نوعیت کی باتیں کرتے رہے۔ پھر میں نے ٹرانسمیٹر اتار کر ایک طرف رکھ دیا۔ اور ڈوٹن کاربو کو ساتھ لے کر وہاں سے باہر نکل آیا۔ باہر نکل کر سب سے پہلی ہدایت میں نے اسے یہ ہی کی تھی کہ فوراً تھوساس کو انگلیوں کے اشاروں کی زبان میں یہ بتا دے کہ وہ اس ٹرانسمیٹر پہ نگاہ رکھے۔ اور کسی طرح کا کوئی اشارہ اس پر موصول ہو تو فوراً مجھے اطلاع دے۔"

"ٹرانسمیٹر؟"

"ہاں وہ گھڑی ٹرانسمیٹر ہے جو آج ہی مجھے مارٹن الیسٹرو نے دی ہے۔"

"اوہ بائی تورا ساس۔ اس کا مقصد ہے کہ مارٹن الیسٹرو یہاں بھی موجود ہے۔"

"ہاں میں نے اب تک جو احتیاط کی ہے ڈوٹن کاربو وہ ہمارے لیئے بہت فائدہ مند ثابت ہوئی ہے مارٹن الیسٹرو مجھ پر نگاہ رکھتا ہے۔ اسے ہماری ایک ایک جنبش کے بارے میں معلومات ہیں۔" ڈوٹن کاربو نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ اندر چلی گئی ہے تھوڑی دیر کے بعد وہ مطمئن انداز میں گردن ہلاتی ہوئی باہر آگئی۔

"میں نے انہیں ہدایت دے دی ہے۔"

"اب ڈوٹن کاربو! تم مجھے انگلیوں کے اشاروں کی زبان سکھا دو۔ میں اس زبان سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ اس کے بڑے فائدے ہیں اگر ہم یہ اشارے کسی کے سامنے بھی کرتے ہیں تو کم از کم وہ ہماری اصل بات نہیں سمجھ سکے گا۔"

"یقیناً۔ تمہارے لیے تو یہ سب کچھ بے حد ضروری ہے۔ لیکن اس کی ذمہ داری تھوساس پر ڈال جائے گی۔" ڈوٹن کاربو نے کہا اور پھر بولی۔

"لیکن مارٹن الیسٹرو سے تمہاری ملاقات پر کیا گفتگو ہوئی..؟" میں نے ڈوٹن کاربو کو پوری تفصیل سمجھا دی تھی۔ پھر میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس سے قبل ڈوٹن کاربو! سمبوتورا مجھ سے رابطہ رکھتا تھا۔ لیکن اب تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ان سب نے تمہیں اپنا نمائندہ بنا دیا ہو۔"

"ہاں یہ حقیقت ہے۔ انہوں نے مجھ سے یہ ہی کہا کہ میں تم سے رابطہ رکھوں۔ دراصل غزالی! میں نے تمہاری دنیا میں آ کر تم لوگوں کو جاننے کی پوری پوری کوشش کی ہے اور میرا خیال ہے میں اس سلسلے میں دوسرے ساموتوں سے زیادہ کامیاب ہوئی ہوں میں اپنے آپ کو ان کے درمیان ضم کر سکتی ہوں۔ اس کا احساس لیبوس، تھوساس وغیرہ کو ہے انہوں نے مجھے اس کی اجازت دی ہے۔ اگر تمہیں کوئی اعتراض ہے تو دوسری بات ہے۔"

"بچوں کی سی باتیں مت کرو۔ مجھے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔" اسی رات تھوساس مجھے ساتھ لے کر باہر نکل آیا۔ ٹرانسمیٹر پر ابھی تک کوئی اشارہ موصول نہیں ہوا تھا۔ تھوساس مجھے انگلیوں کے اشاروں کی زبان.. سمجھانے لگا۔ انگلیوں کے موڑوں سے ایسی شکلیں بنائی جانے لگیں جو مختلف الفاظ کی شکل رکھتی تھیں۔ خاصی مشکل زبان تھی۔ لیکن اس سلسلے میں تھوساس نے مجھ سے ذہنی رابطہ بھی رکھا تھا۔ تاکہ میں اس زبان کو سمجھ سکوں۔ اور یہ مخصوص طریقہ میرے لیئے زیادہ کارآمد ہوا۔ وہ الفاظ میرے شعور میں بیٹھ گئے۔ جو اشاروں سے وجود میں آتے تھے۔ تھوساس نے تقریباً مجھے گفتگو کے تمام گر سکھا دیئے۔ اور پھر اس نے ان کا امتحان بھی لیا جس پر میں پورا اترا تھا۔ تاہم تھوساس کہنے لگا۔

"اس گفتگو کو پوری طرح ذہن نشین کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ رات کو بستر پر لیٹتے وقت اپنے ذہن میں کوئی تحریر کرو اور پھر اس تحریر کو اشاروں کی زبان میں پڑھو کر دیکھو یہاں بھی غلطی ہو گی تمہاری انگلی رک جائے گی" میں نے تھوساس کی اس ہدایت پر عمل کیا تھا۔ اور رات کی تنہائی میں اگر کوئی مجھے دیکھ لیتا تو یقیناً سب سے پہلا کام یہ ہی کرتا کہ مجھے کسی پاگل خانے میں پہنچا دیتا۔ گھڑی کی سوئیاں تین پر پہنچ چکی تھیں۔ اس کے بعد مجھے کوئی ہوش نہ رہا میں سو گیا تھا اور دوسری صبح اس وقت جاگا تھا جب لوگ ناشتے سے فارغ ہو گئے تھے۔ جب میں ان کے پاس پہنچا تو سب ہی مسکرا دیئے۔ میں نے اس مسکراہٹ کو حیرت کی نگاہ سے دیکھا تو تھوساس نے اپنی انگلیاں اٹھا کر اشارے کیے اور مجھے بتایا کہ میں یقیناً رات کو دیر تک ان اشاروں میں کھویا رہا ہوں گا۔ اسی وجہ سے مجھے دیر ہوئی جواب میں میں نے اس بات کا اقرار کیا تھا۔ لیکن اشاروں ہی کی زبان میں نہ صرف تھوساس نے بلکہ لیبوس سمبوتورا اور ڈوٹن کاربو نے بھی حیرت زدہ انداز میں مجھے دیکھا تھا۔ پھر ڈوٹن کاربو نے اپنی انگلیاں اٹھائیں اور انہیں اوپر نیچے کر کے مجھے بتانے لگی کہ میں نے اس سلسلے میں کمال حاصل کیا ہے اتنے مختصر وقت میں اتنا شاندار اظہار عام لوگوں کے لیے ممکن نہیں تھا۔ سمبوتورا انگلیاں اٹھا کر بولا کہ غزالی عام آدمی تو نہیں ہے۔ بہرطور یہ مضحکہ خیز حرکتیں دوپہر تک جاری رہیں۔ تب اس دوران کیونکہ ایسی کوئی خاص بات نہیں ہوئی تھی، اس لیے ہم لوگ مطمئن تھے۔ پھر میں نے تھوساس وغیرہ کو انگلیوں کے اشارے سے مارٹن الیسٹرو کا پروگرام بتایا۔ اور تھوساس گردن ہلانے لگا۔ اس کے بعد اُس نے جواب دیا کہ یہ پروگرام بہت بہتر ہے۔ ہم زبانی گفتگو جو کچھ بھی کریں گے وہ اس انداز کی ہو گی کہ مارٹن الیسٹرو اگر ہماری باتیں سُن بھی رہا ہو تو اُسے شبہ نہ ہو سکے۔ لیکن خصوصی سوال و جواب ہم صرف اشاروں کی زبان میں کریں گے۔ میں نے اس بات پر اطمینان کا اظہار کیا تھا۔ پھر میں نے کہا۔

"ہمیں مارٹن الیسٹرو کی تسلی کے لیے اپنا سارا پروگرام الفاظ کی شکل میں بنانا ہوگا۔ اصل میں اس میں کوئی قباحت نہیں تھی۔ کیونکہ بات صرف اتنی سی تھی کہ مارٹن الیسٹرو اپنی دانست میں مجھے تنظیم میں شامل کر چکا تھا اور میری ہر بات کو تنظیم کے مفاد کی روشنی میں دیکھتا تھا جب کہ دل سے میں ساموتوں کا ساتھی تھا لیکن ساموتوں کے ساتھ مل کر مجھے وہ ہی اقدامات کرنے تھے جو مارٹن الیسٹرو چاہتا تھا۔ یہ بڑی آسانی ہو گئی تھی مجھے۔ اگر دونوں کے راستے مختلف ہوتے تو پھر یہ سب کچھ کرنا میرے لیے ممکن نہیں ہو سکتا تھا۔ تھوساس اور لیبوس وغیرہ میرا مقصد سمجھ چکے تھے اور انہیں اس پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔ وہ دن بھی گزر گیا اور دوسرے روز ٹرانسمیٹر پر مارٹن الیسٹرو کی طرف سے کوئی اشارہ موصول نہیں ہوا لیکن رات کو جب میں اپنے بستر پر سونے کے لیے لیٹا، تو مجھے اپنے کان کے قریب ہی ہلکی سی آواز سنائی دی یہ میرے لیے اشارہ تھا۔ میں نے پھرتی سے دروازہ بند کیا اور پھر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر کا ڈائل سُرخ ہو گیا تھا اور اس سے ہلکی ہلکی روشنی خارج ہو رہی تھی۔

"ہیلو غزالی! مارٹن الیسٹرو۔"

"میں جانتا ہوں مسٹر الیسٹرو۔" میں نے کہا۔

"حالات کیسے چل رہے ہیں؟"

"بالکل ٹھیک۔ میں نے اُن لوگوں کو اطمینان دلا دیا ہے کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں اُن کی یہاں سے روانگی کے لیے معقول بندوبست کر رہا ہوں؟

"تو پھر پُر معقول بندوبست ہو چکا ہے۔ کل دن میں گیارہ بجے اُسی ہوٹل میں مل جاؤ۔ جہاں میری تم سے ملاقات ہوئی تھی۔ میں تمام چیزیں تمہارے حوالے کر دوں گا۔ شام کو سات بجے تمہیں لانچ کے ذریعے لے جایا جائے گا۔ بحری جہاز تبدیل ہو گیا ہے۔ اب اُس کا نام سوان ہے۔ سوان کا کیپٹن تمہیں خوش آمدید کہے گا۔ بقیہ لوگوں پر تم یہ ہی ظاہر کرو گے کہ یہ تمام انتظامات تم نے کئے ہیں۔ اُس کے بعد تمہارا یہ سفر پروگرام کے مطابق ہو گا۔"

"بے حد شکر گزار ہوں مسٹر مارٹن الیسٹرو!"

"کہو اُن لوگوں کے ساتھ کوئی ایسا پروگرام ترتیب پایا جو سامونوں کی تلاش میں مدد دے سکے۔"

"ابھی کہاں مسٹر الیسٹرو! ابھی تو اصل مسئلہ یہاں سے نکل جانے کا ہے۔"

"میں جانتا ہوں۔ ٹھیک ہے تم پورے اعتماد کے ساتھ یہ سارا سفر کرنا۔ تفصیلات تمہیں کل گیارہ بجے ہی بتا دی جائیں گی۔"

مارٹن الیسٹرو نے کہا۔ اور اس کے بعد سلسلہ منقطع ہو گیا کسی کو مزید کچھ بتانے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ سب مجھ پر اعتبار کرتے تھے چنانچہ ٹھیک گیارہ بجے میں نے اُسی ہوٹل میں مارٹن الیسٹرو اور رابڈی پائیر سے ملاقات کی۔ تمام سامونوں کے پاسپورٹ اور اُن کے کاغذات میرے حوالے کر دیئے گئے اور مارٹن الیسٹرو مجھے تمام تفصیلات بتانے لگا۔ میں نے یہ تمام تفصیلات ذہن نشین کر لی تھیں۔ مارٹن الیسٹرو نے مجھے کامیابی کی دعائیں دیں اور اس کے بعد میں وہاں سے واپس چلا آیا۔

میں خود بھی اس بات سے متفق تھا کہ پچیس آدمیوں کے اس گروہ کو لیے لیے نہ پھروں۔ ان کا کوئی مناسب بندوبست ہونا چاہیئے تھا کیونکہ یہ لوگ ہمارے کام میں رکاوٹ بن سکتے تھے ہر چند کہ مجھے یہ بھی پسند نہیں تھا کہ وہ دوبارہ مارٹن الیسٹرو یا اُس کی تنظیم کی تحویل میں چلے جائیں لیکن فی الحال مجبوری تھی اگر گوشان تک رسائی ہو سکتی تو میں انہیں اطمینان سے اُس کے حوالے کر دیتا۔ لیکن وہ نبت میں بیٹھی ہوئی تھی تاہم اس بات کا اطمینان تھا کہ تنظیم کا اعتماد حاصل ہونے کے بعد ان لوگوں کو بھی آسانی سے رہا کرا لیا جائے گا کیونکہ بہرطور دونوں مقاصد ایک ہی راہ پر چل رہے تھے میں نے اُن سب لوگوں کو تفصیلات بتائیں اور اُن کے کاغذات اُن کے سپرد کر دیئے گئے جہاز کے سفر تک تو کوئی بات نہیں تھی۔ لیکن منزل پر پہنچنے کے بعد بھلا منتشر ہونا ضروری تھا۔ تاکہ نئی دُنیا میں ہم شک کی نگاہ سے نہ دیکھے جاسکیں۔

ڈوڈن کار بو سمبو تورا اور لیبوس وغیرہ مجھ سے اس نئی منزل کے بارے میں معلومات حاصل کرنے لگے لیبوس نے مجھ سے سوال کیا کہ کیا یہ ضروری ہے کہ ہم ہالینڈ ہی جائیں۔ ہماری منزل کوئی بھی جگہ ہو سکتی ہے۔ اتنا طویل فاصلہ اختیار کرنے کی کیا ضرورت ہے جواب میں میں نے اس سے کہا کہ اگر وہ اس تنظیم سے بچنا چاہتے ہیں اور اپنے لیے کسی ٹھکانے کے خواہاں ہیں۔ تو اس وقت جو بھی جگہ مل جائے غنیمت ہے فی الحال تو ہم اپنے تحفظ کے لیے سرگرداں ہیں۔ کوئی بھی پُرسکون گوشہ اپنانے کے بعد ہم اپنی کارروائیوں کا آغاز کر سکتے ہیں اور اس وقت سوان نامی جہاز ہمیں وہیں کے لیے مل رہا ہے۔ لیبوس خاموش ہو گیا تھا ایک لمحے کے لیے میں نے بھی سوچا تھا کہ اگر فرانس کے آس پاس ہی کسی آبادی میں ہمارا قیام ممکن ہوتا تو زیادہ بہتر تھا اتنا طویل فاصلہ طے کر لیا جائے گا۔ وہاں سے از سرِ نو کام کیا جائے گا۔ اس میں مشکلات بھی پیش آسکتی ہیں اور سب سے بڑی بات یہ تھی کہ گومین سے کافی فاصلہ ہو گا اور ہم اُس کی خبر گیری نہ کر سکیں گے۔ یوں بھی گومین سے ملے ہوئے کافی دن ہو گئے تھے اور اُس کے بارے میں ہمیں کوئی اطلاع نہیں تھی۔ لیکن بہرحال جو کام بھی کرنا تھا پوری ذمہ داری کے ساتھ کرنا تھا۔ بہرطور اُن لوگوں نے میری مخالفت نہیں کی تھی میں نے سوچ لیا تھا کہ اب ہالینڈ پہنچنے کے بعد ہی باقی کسی نئے پروگرام کا فیصلہ کیا جائے گا تنظیم وہاں ہماری معاونت بھی تو کرے گی اور اُس کی مدد سے میں سامونوں کو بھی سنبھال سکوں گا۔ میں نے اپنے آپ کو ذہنی طور پر مطمئن کر لیا تھا اور پھر مارٹن الیسٹرو کے پروگرام کے مطابق میں نے تمام کارروائیاں کیں۔ بڑی ہنگامی سی کیفیت رہی تھی۔

سوان تک پہنچتے ہوئے ہمیں کافی اُلجھنوں سے گزرنا پڑا کیونکہ بہرطور ہم غیر قانونی طور پر اس جہاز میں سوار ہوئے تھے یہ دوسری بات ہے کہ ہالینڈ میں داخل ہونے کے بعد ان کاغذات کی مدد سے ہماری حیثیت قانونی ہو جائے۔ مارٹن الیسٹرو کے بیان کے مطابق سوان کے کیپٹن نے ہمارا پرتپاک استقبال کیا تھا۔ اُس نے سامونوں کو اجتماعی طور پر ایک بڑی سی جگہ منتقل کر دیا۔ اور میری خواہش کے مطابق لیبوس سمبو تورا اور ڈوڈن کاربو اور تھوساس کو میرے ساتھ ہی ایک بڑے کیبن میں جگہ دی گئی ہماری آسائشوں کا بھی پورا پورا خیال رکھا گیا تھا۔ جہاز کا سفر طویل ترین تھا اس بات کو میں اچھی طرح جانتا تھا۔ ویسے یہ مسافر بردار جہاز تھا بھی نہیں بلکہ کارگو شپ تھا لیکن اس میں تمام آسائشیں موجود تھیں، اور کسی خاص موقع پر ہمیں انڈر گراؤنڈ کرنے کے انتظامات بھی تھے سمندر پر رواں دواں جہاز میں ہمارا وقت گزرنے لگا

کوئی ایسی اُلجھن نہیں تھی جو ذہن کو پراگندہ کرے۔ اشاروں کی زبان پر اب میں نے کافی مہارت حاصل کر لی تھی اور ہم لوگ کبھی کبھی اس طرح بھی گفتگو کر لیا کرتے تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی میں لیبوس اور تھوساس وغیرہ سے بقیہ لوگوں کی تلاش کے سلسلے میں گفتگو کرتا رہتا تھا نجانے کیا کیا تجاویز بنائی جاتی تھیں وہ بیچارے تو واقعی اپنے ساتھیوں کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ اور یہ بھی حقیقت تھی کہ جتنا اُن کا ذہن اُلجھا ہوا تھا۔ میں اس قدر نہیں اُلجھا تھا کیونکہ یہ اُن کا ذاتی مسئلہ تھا۔ میں نے اشاروں کی زبان میں اُن سے کہا تھا کہ اپنی گفتگو میں تنظیم کے مقاصد کو بھی شامل کیا جاتا رہے اور اُس کے بارے میں تشویش کا اظہار کیا جاتا رہے تاکہ وہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ ہم لوگ تنظیم کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے محتاط رہتے ہیں۔ تھوساس وغیرہ ذہنی طور پر کیا تھے اس کا مجھے اندازہ نہیں تھا کیونکہ یہ دُوسرا راہ پہلی بار مجھے ملے تھے۔ گوشان اور سمبو تورا بھی جتنے ذہین تھے اس کا مجھے اندازہ ہو چکا تھا پھر ان ذہین لوگوں کے سربراہ کیا حیثیت رکھتے ہوں گے۔ یہ بات تو خود بخود سوچی جاسکتی تھی لیکن کبھی انہوں نے اپنی ذہانت کا کوئی مظاہرہ نہیں کیا تھا۔ سربراہوں کی حیثیت سے اُن کی پراسرار خصوصیات کیا تھیں یہ بھی مجھے نہیں معلوم تھا۔ بہرطور میں نے ان سے انحراف نہیں کیا، اور اب ہماری گفتگو میں تنظیم کی باتیں شامل ہو گئی تھیں۔ ہم اُس سے نفرت کا اظہار کرتے تھے۔ میں اپنے طور پر سوچ میں سرگرداں رہتا تھا۔

تاحدِ نگاہ سمندر پھیلا ہوا تھا اور جہاز کے سفر میں ہمیں کوئی دقت نہیں پیش آ رہی تھی پھر کئی دن کے بعد ہمیں آبادیوں کے آثار نظر آئے۔ یہاں اس کارگو شپ کو کچھ سامان اُتارنا اور کچھ چڑھانا تھا پتا نہیں اس کی حیثیت کیا تھی۔ بظاہر تو یوں محسوس ہوتا تھا جیسے یہ تنظیم کی ذاتی ملکیت ہو لیکن تنظیم نے سرحدوں میں اس کے تحفظ کا کچھ نہ کچھ بندوبست کیا ہو گا اور اسے کوئی نہ کوئی حیثیت تو دی ہو گی ہمیں انڈر گراؤنڈ کر دیا گیا۔ اور ہم سب ایک جگہ جمع ہو گئے۔

کپتان خوش اخلاق آدمی تھا۔ کم گو تھا لیکن باتیں بڑی نرمی سے کرتا تھا۔ اُس نے ہمیں بتایا تھا کہ جہاز کو یہاں تقریباً پچاس گھنٹے قیام کرنا ہو گا۔ جگہ کون سی تھی اس کے بارے میں نہ اُس نے ہمیں بتایا اور نہ ہم نے اُس سے پوچھا۔ ہمیں جس منزل کی جانب سفر کرنا تھا بس اُسی سے دلچسپی رکھنی چاہیئے تھی۔ ان دنوں تھوساس اور لیبوس پر خاموشی کا دورہ پڑا تھا۔ اور وہ شاذونادر ہی گفتگو کیا کرتے تھے۔ سمبو تورا اُن کی موجودگی میں صرف مودب رہتا تھا۔ اس سے پہلے اُس کی شخصیت میں جو ایک خاص بات تھی اب ختم ہو گئی تھی۔ وہ تقریباً تارک الدنیا ہی ہو گیا تھا۔ مجھ سے بھی اُس کی بہت کم گفتگو ہوتی تھی۔ پھر پچاس گھنٹے کا یہ قیام مکمل ہو گیا اور کپتان نے ہمیں اس قید خانے سے نجات دلائی۔ اور ہم اپنی پہلی جگہوں پر پہنچ گئے۔ اسی رات سمبو تورا نے سرگوشی کے انداز میں کہا کہ غالباً لیبوس اور تھوساس اپنے آئندہ اقدامات کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ اور تم سے مشورہ کرنے کے خواہش مند ہیں سمبو تورا کی یہ اطلاع درست نکلی تھی۔

دوسری صبح ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد تھوساس اور لیبوس نے اشاروں کی زبان میں مجھ سے درخواست کی کہ وہ کچھ گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ وائٹ ٹرانسمیٹر کا استعمال بس اسی حد تک تھا کہ میں اُسے اپنی کلائی پر گھڑی کی حیثیت سے رکھوں، مجھے ابھی تک اس بات کا شبہ تھا کہ مارٹن الیسٹرو نے مجھے کھلا نہ چھوڑ دیا ہو گا کسی نہ کسی طور پر وہ ہماری گفتگو سے واقف رہتا ہو گا

چنانچہ ایسی کوئی بات جو خفیہ ہو اشاروں کی زبان میں کی جا سکتی تھی یا پھر کسی ایسی جگہ۔ جہاں اس قسم کے امکانات نہ ہیں میں نے اشاروں ہی کی زبان میں پوچھا کہ کیا وہ گفتگو جو اب ہو گی کسی طور تنظیم کے خلاف ہے۔ جواب میں لیبوس نے مجھ سے کہا کہ ایسی کوئی بات نہیں، ہم لوگ صرف سامونوں کو تلاش کرنے کے لیے منصوبہ بنا رہے ہیں۔ جس میں تمہاری منظوری ضروری ہے تب میں نے انہیں جواب دیا کہ یہ گفتگو تو آزادی سے بھی کی جاسکتی ہے، کیونکہ اس میں تنظیم کا مفاد مجروح نہیں ہوتا۔ ہاں ہمارا مقصد سامونوں کی تلاش ہے اور جب ہمارے بقیہ ساتھی ہمیں مل جائیں گے تو اُس کے بعد ہم تنظیم سے رابطے توڑ لیں گے وہاں تک اگر ہمیں تنظیم کی مدد حاصل رہے تو ہمارے حق میں بہتر رہے گی۔

لیبوس نے اشاروں کی مدد سے تھوساس سے کہا: غزالی ٹھیک کہتا ہے ہمارے منصوبے اگر ان کے علم میں آتے رہیں گے تو انہیں یہ احساس ہو گا کہ ہم ان کی طرف سے مشکوک نہیں ہیں یا کم از کم غزالی کی حد تک ان کے مفاد کے لیے کام ہو رہا ہے، کیونکہ وہ بھی تو بقیہ تین سامونوں کا حصول چاہتے ہیں، چنانچہ ہر طرح کی گفتگو آزادرہ کر کی جائے۔

جب ہم تنظیم کے خلاف کھڑے ہوں گے، تو وہ وقت ہو گا جب ہمارے ساتھی ہمیں مل چکے ہوں گے، اور اس کے بعد نئے منصوبے کے تحت ہم حکمران پارٹی کے ان ساملوں سے بھی نمٹ سکیں گے جن کے خاتمے کے بغیر ہمارا اپنی دنیا تک جانا ممکن نہیں۔ تھوساس کی سمجھ میں بات آگئی تھی چنانچہ اس نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلا دی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گویا وہ اس بات سے متفق تھا اور اس کے بعد ہم نے اس طرح کی اداکاری کی جیسے تنظیم کے ارکان ہمارے سامنے ہوں یہی ایک طریقہ تھا جس سے ہم تنظیم سے محتاط رہ سکتے تھے۔ انہیں مکمل طور پر دھوکے میں رکھے جانا چاہیئے تھا تھوساس نے کہا۔

"مسٹر غزالی میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ دراصل اس سفر میں ہمیں کافی فرصت نصیب ہوئی ہے۔ اور دوران سفر میں ہم یہی سوچتے رہے ہیں کہ اپنے ساموں ساتھیوں کے حصول کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ یہ کسی بھی طور ممکن نہیں ہے کہ ایک ہی جگہ بیٹھ کر انہیں تلاش کیا جاسکے ہمیں تو یہ بھی علم نہیں ہے کہ وہ ہیں کہاں۔

چنانچہ انہیں تلاش کرنے کے لیے ہمیں ایک اہم طریقہ کار اختیار کرنا ہوگا۔ ڈوئن کاربو کی تم سے ملاقات ہمارے لیے مشعل راہ بنی ہے۔ ڈوئن کاربو نائٹ کلبوں اور ہوٹلوں میں دلوں کے حال پڑھنے کا شو کرتی رہتی تھی ہماور اس طرح اس کی رسائی تم تک ہوگئی۔ کیونکہ وہ ایک انوکھی شخصیت کی حیثیت سے روشناس ہوئی تھی اگر وہ کسی گمنام گوشے میں پڑی ہوتی تو کسی بھی طرح غزالی وہ تم تک نہیں پہنچ سکتی تھی، اس بات نے ہمیں یہ احساس دلایا ہے کہ اگر ہم اپنی تشہیر کریں تو شاید ساموں ہماری جانب متوجہ ہو جائیں، میں نے دلچسپی سے تھوساس کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ایسا کیا طریقہ کار ہو سکتا ہے مسٹر تھوساس؟"

"ایک اور صرف ایک۔ وہ یہ کہ ہم ایک چھوٹا سا گروپ بنائیں جو تمہاری دنیا کے لیے دلچسپی کا باعث ہو۔ بازی گروں کا ایک گروہ جس کے کارنامے عجیب و غریب ہوں، ہم لوگ اس میں حصہ لیں اور اس قسم کی حرکات کریں کہ ہمارے ساتھی ساموں ان کی جانب متوجہ ہو جائیں۔ ہم خالص وہ کھیل پیش کریں گے، جو ساموں کے ہوتے ہیں۔ اور جہاں جہاں بھی ساموں موجود ہیں، وہاں وہ اس کھیل سے ضرور دلچسپی لیں گے۔

بالکل ٹھیک کہا مسٹر تھوساس آپ نے اگر ایسا کوئی کھیل آپ کھیل سکتے ہیں تو میں آپ کو اس پروگرام کی منظوری دیتا ہوں۔

"مسٹر غزالی اس کے ہر پہلو پر نگاہ ڈال لیے، یہ طریقہ کار ہمارے لیے کافی نفع بخش ثابت ہوگا، ہم جو کھیل پیش کریں گے وہ آپ کی دنیا کے لیے حیرت انگیز ہوں گے اور ہر جگہ کے اخبارات ہماری تشہیر کریں گے۔ بہر طور ساموں آپ کی دنیا سے اتنے غیر متعلق بھی نہ ہوں گے کہ ان کی نگاہیں ان اخبارات تک نہ پہنچ سکیں۔ ہم عارضی طور پر اس نئی جگہ قیام کریں گے۔ کچھ عرصہ وہاں اپنی تشہیر کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک مؤثر طریقہ ہے۔

اس میں ایک خطرہ بھی ہوگا ہمیں بلیبوس نے کہا۔

"وہ کیا۔؟"

"ہم تنظیم کی نگاہوں میں آجائیں گے اور تنظیم کے ارکان پھر ہمیں اغوا کرنے کی کوشش کریں گے۔

"یہ خطرہ تو بہر طور موجود رہتا ہی ہے۔ ہم کسی بھی جگہ ہوں گے ہمارے لیے یہ کوششیں کی جاسکتی ہیں۔ لیکن ہم اپنا تحفظ بھی کریں گے، جس طرح بھی ممکن ہو سکا، ہم مقامی حکومتوں کا تعاون بھی حاصل کریں گے۔

مجھے بتاؤ لیبوس اس کے علاوہ اور کیا بہتر ہو سکتا ہے ساموں کی تلاش کا تھوڑی دیر تک خاموشی طاری رہی پھر بیبوس نے کہا۔

"ہاں اب عمل کی دنیا میں آئے بغیر چارہ کار نہیں ہے، آخر کسی نہ کسی طرح تو ہمیں اپنا مقصد حاصل کرنا ہی ہے، کیوں مسٹر غزالی آپ کا اس سلسلے میں کیا مشورہ ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہم اپنی ان کوششوں سے کامیابی حاصل کرسکتے ہیں اپنے تحفظ کا بھی کچھ نہ کچھ بندوبست کر ہی لیا جائے گا۔

"گویا آپ اس بات سے متفق ہیں۔؟

"ہاں میں سمجھتا ہوں کہ یہ پروگرام بہتر ہے، لیکن اس میں تمام ساموں کو شامل کرنا ممکن نہیں ہوگا۔

"اگر ہم ایک باقاعدہ آرگنائزیشن بنا لیتے ہیں تو پھر اس میں ہمارے ساتھیوں کی کھپت بھی تو ہو سکتی ہے، ہمیں سب ہی کی ضرورت پیش آئے گی۔

"سوچ لیں مسٹر تھوساس، اگر یہ صورت حال آپ کے حق میں بہتر ہو تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے ان سب کو سنبھالنا ہم سب ہی کا کام ہے۔

"ہاں اور ان میں اضافہ بھی ہوتا چلا جائے گا بہر طور ہم اپنے آدمیوں کی شناخت تو کرسکیں گے حکمران پارٹی کے ساموں بھی ہماری جانب متوجہ ہوں گے یوں سمجھ لیں مسٹر غزالی کہ ہمیں اعلان جنگ کرنا ہوگا حکمران پارٹی اور اس خوفناک تنظیم کے خلاف ذرا سا محتاط رہیں گے، اپنی کوششوں میں ناکام رہے تو موت کو اپنا لیں گے کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ کار نظر نہیں آتا۔ میں نے ان لوگوں کو تسلیاں دیں اور کہا کہ وہ اطمینان رکھیں، میں ان کے تحفظ کا بھرپور بندوبست کروں گا اور انہیں اپنی دنیا کے اصولوں کے مطابق وقت گزارنے کی آسانیاں فراہم کروں گا۔

بات ختم ہوگئی۔ میں تنہائی میں تھوساس کے اس پروگرام پر غور کرنے لگا۔ یہ ایک اور موڑ تھا اور میں اس کے ہر پہلو پر غور کر رہا تھا، لیکن نہ جانے کیوں میری چھٹی حس بتاتی تھی کہ وہ لوگ ہمارے پروگراموں سے ناواقف نہیں رہتے اور ہم سے باخبر رہتے ہیں۔

اسی وقت میں جہاز کے عرشے پر کھڑا سمندر کی لہروں کو دیکھ رہا تھا کہ میں نے ایک جوڑے کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ بھدے سے خدوخال کی ایک عورت تھی اور خمیدہ کمر کا مالک ایک ادھیڑ عمر شخص۔ میں نے پہلے بھی ان دونوں کو جہاز پر دیکھا تھا۔ ہر چند کہ یہ کارگو شپ تھا لیکن کچھ دوسرے مسافر بھی اس سے سفر کر رہے تھے۔

جوڑا میرے قریب رک گیا۔ پھر مرد کی آواز ابھری۔ ہیلو

"ہیلو۔ میں نے گردن خم کر کے کہا۔

"کیسے مزاج ہیں آپ کے۔

"شکریہ۔ ٹھیک ہوں۔ میں نے جواب دیا۔

"سمندر پرسکون ہے اور یہاں کا ماحول بھی۔ مرد بولا۔

"ہاں میرے لائق کوئی خدمت۔؟

"جو خدمت تم انجام دے رہے ہو وہ کم نہیں ہے۔ مرد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھا نہیں۔؟

"مسٹر غزالی کچھ نہیں سمجھے لیڈی۔ کیا یہ اتنے ہی ناسمجھ ہیں مرد نے عورت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور میں چونک پڑا میں نے اپنا تعارف تو نہیں کرایا تھا۔

"ساموں نہ ہو کر ساموں جیسی خصوصیات رکھنے والا اتنا ناسمجھ تو نہیں ہو سکتا۔ بھدی عورت نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور میرے اعصاب تن گئے۔ کون ہیں یہ دونوں۔؟

بہت سے خیالات ذہن میں آئے، بہت سے نام دماغ میں ابھرے لیکن فیصلہ کرنا مشکل ہوگیا۔ تب مرد نے کہا "یہ زیادتی ہے سیکا، مسٹر غزالی نے کبھی خود کو جرم کی دنیا کا انسان نہیں کہا اور جن لوگوں کا تعلق اس زندگی سے نہیں انھیں اس کا تجربہ بھی نہیں ہو سکتا۔"

"سیکا۔؟" میں نے تعجب سے کہا۔

"ہاں ڈیر غزالی۔ میں ایڈی پائپر ہوں اور یہ سیکا ہے"۔ مرد نے مسکراتے ہوئے تعارف کرایا۔

"اوہ میرے خدا۔ اتنا شاندار میک اپ" میں نے حیرت کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"اب تو ہمیں اس پر فخر ہو رہا ہے اس کا مطلب ہے کہ ہم بہترین اداکار بھی ہیں تمہیں ہم پر شبہ تک نہیں ہو سکا" سیکا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مجھے گمان بھی نہیں تھا کہ تم دونوں بھی اسی جہاز سے میرے ساتھ سفر کر رہے ہو گے اب تو میں یہ سوچنے پر مجبور ہوں کہ خود مارٹن ایسٹر و بھی جہاز پر موجود ہو گا۔ کہیں جہاز کا کپتان وہ خود تو نہیں۔"؟

"اوہ نہیں ڈیر غزالی وہ بے حد مصروف انسان ہے"۔ پائپر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"گویا میرا امتحانی دور ابھی ختم نہیں ہوا" میں نے آہستہ سے کہا۔

"امتحانی دور۔"؟

"ظاہر ہے تم لوگوں کو میری نگرانی کے لیے ہی زحمت دی گئی ہوگی۔"

"کمال ہے غزالی تم اس انداز میں سوچ رہے ہو۔ نہیں مائی ڈیر اس غلط فہمی کو اب ہمیشہ کے لیے ذہن سے نکال دو اور اگر آئندہ تم نے کبھی ایسی کوئی بات کہی تو ہمیں سخت دکھ ہوگا۔ دراصل غزالی تم صرف اتفاقیہ طور پر ہمارے اس گروہ میں آپھنسے ہو۔ تنظیم کے لاتعداد دشمن ہیں اور جگہ جگہ ان سے خطرات درپیش ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ تمہارا جرم کی دنیا سے کوئی تعلق نہیں ہے اس لیے تم مجرمانہ چالوں کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتے۔ مسٹر ایسٹر و نے ہمیں صرف تمہاری بروقت مدد کے لیے تمہارے پیچھے بھیجا ہے۔ یوں بھی بہت سے معاملات میں تمہیں مشکل پیش آسکتی ہے، ہم تمہیں مشکلات میں نہیں پھنسانا چاہتے۔ تم اس طرح کیوں نہیں سوچتے غزالی کہ اگر درپردہ ہمیں تمہاری نگرانی کرنا ہوتی تو تم میں سے کوئی ہمیں نہیں پہچان سکتا تھا۔" ایڈی پائپر نے کہا۔

آپ کی پسند
شوقِ آوارگی -/50
مہرو -/50
داستان میرے جنون کی -/30
میری بیوی میری قاتل -/30
بیناناز
علی میاں پبلیکیشنز اردو بازار لاہور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہاں اس کا اعتراف تو کرتا ہوں۔"

"اس موضوع پر تو بات بھی مت کرو جانِ من۔ خیر چھوڑو سفر کیسا گذر رہا ہے؟"

"عجیب۔" میں نے کہا۔

"کیوں۔؟" سیکا بولی۔

"بس ایسے ہی خیالات ذہن میں آتے رہتے ہیں۔ سوچتا ہوں کہ تم لوگوں کے معیار پر پورا بھی اتر سکوں گا یا نہیں؟"

"اوہ، نہیں ڈیر علی، تمہیں ضرور کامیابی حاصل ہوگی۔ یہ میری پیش گوئی ہے۔"

"میرا بس چلے تو فوراً ان لوگوں کو تمہارے حوالے کر کے اپنے وطن کی راہ لوں، میری وفاداریوں نے تو مجھے عذاب میں گرفتار کر دیا ہے۔ بعض اوقات وطن بہت یاد آتا ہے۔"

"ہاں وطن کی یاد سے تو انکار نہیں کیا جا سکتا۔ سامولوں کا کیا حال ہے؟"

"وہ بے چارے خود گم کردہ وطن ہیں تاہم انھیں مجھ پر بہت اعتماد ہے اور ان کا خیال ہے کہ ان کے لیے میں جو کچھ کروں گا بہتر کروں گا۔"

"تم کسی جنیاتی الجھن کا شکار تو نہیں ہو گئے غزالی۔؟"

"نہیں دوست ایسی بات نہیں ہے جنیاتیت نے تو اس حال کو پہنچا دیا اگر اپنے بھائیوں سے اپنا حق لینے پر کمر بستہ ہو جاتا تو وہ آسانی سے میرے حصے کی جائیداد غصب نہیں کر سکتے تھے مگر وہاں حماقت ہو گئی، حسن صاحب نے بھی اپنے مقصد کے حصول کے لیے مجھے آگے بڑھا دیا یہاں ہر شخص صرف اپنے بارے میں سوچتا ہے چنانچہ اب میں بھی صرف اپنے بارے میں سوچ رہا ہوں باقی لوگوں سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

"یہ حقیقت ہے علی کوئی کسی کو کچھ نہیں دیتا۔ اپنا مستقبل خود تعمیر کرنا ہوتا ہے جو لوگ اپنا مستقبل دوسروں کے ہاتھوں میں دے دیتے ہیں وہ کسمپرسی کی موت مر جاتے ہیں۔ بہرحال تم اپنے کام میں مصروف رہو اور کوئی ایسا خیال دل میں نہ لاؤ۔ اس بارے میں کوئی موثر حل تمہارے ذہن میں ہے۔"

"ہاں سامولوں نے ایک پروگرام ترتیب دیا ہے۔؟"

"کیا۔؟"

"اپنے ساتھیوں کی تلاش کے لیے وہ دنیا کے ہر گوشے میں اپنی پبلسٹی کرنا چاہتے ہیں۔"

"وہ کیسے؟" ایڈی پائپر نے دلچسپی سے پوچھا۔

"سیکا جانتی ہیں کہ سامون عجیب و غریب خصوصیات کے حامل ہوتے ہیں ڈوئن کار بودلوں کے حال بتا کر لوگوں کے دل تسخیر کر لیتی ہے اور بھی بہت سے شعبدے آتے ہیں ان لوگوں کو اس طرح وہ اپنے مالی وسائل بھی پورے کریں گے اور اپنا مقصد بھی پا لیں گے، پوشیدہ سامون ان سے ملاقات کر سکتے ہیں۔"

"بہت عمدہ آئیڈیا ہے لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آئی۔" ایڈی پائپر بولا۔

"کیا۔؟"

"اپنی پبلسٹی سے انھیں یہ خطرہ نہیں ہے کہ مخالف سامون اور تنظیم ان تک پہنچ سکتی ہے؟"

"اس کے لیے انھوں نے کٹالیاں باندھ لی ہیں۔؟" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا کر لیا ہے؟" ایڈی پائپر کچھ نہیں سمجھ سکا تھا۔

"اس کا جواب مس سیکا دیں گی کیونکہ یہ سامون ہیں۔"

"کٹالی ایک مقدس عہد ہوتی ہے۔ مٹنے اور مٹانے کے جذبے کا اظہار، ایک ہتھیار جو بے حد خطرناک ہوتا ہے لیکن صرف سامولوں کی دنیا کے لیے، اسے صرف اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب اور کوئی راستہ نہ ہو لیکن اس فیصلے کے بعد سامون بے حد خطرناک ہو جاتے ہیں۔"

"ویری گڈ۔ لیکن سامولوں کو اس کی ضرورت ہی نہیں پیش آئے گی کیوں مسٹر غزالی اور میرا خیال ہے تم نے بھی اس خیال کے تحت اس پر تشویش نہ کی ہوگی۔ ظاہر ہے اس وقت تو تنظیم بھی یہی چاہتی ہے کہ سامون اپنا مقصد حاصل کر لیں اور حکمراں سامون بھی پھر کون ان کے آڑے آئے گا۔"

"سو فیصدی یہی خیال میرے ذہن میں تھا۔"

"بہرحال مسٹر غزالی اطمینان رکھو۔ ہالینڈ میں تمہیں اپنی یہ آرگنائزیشن فارم کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی تنظیم اس سلسلے میں تمہاری پوری مدد کرے گی۔"

"میں نے ٹرانسمیٹر پر مسٹر الیسٹرو سے بھی بات کر لی ہے۔" میں نے گویا انکشاف کیا حالانکہ میں جانتا تھا کہ یہ دونوں اس بات سے بخوبی واقف ہوں گے۔

"اوکے ڈیر اپنا کام جاری رکھو ہم لوگ زیادہ ملاقاتیں نہیں کریں گے تاکہ کسی کو شبہ نہ ہو سکے لیکن اگر کوئی ضرورت پڑے تو تم مجھ سے یا سیکا سے ملاقات کر سکتے ہو۔"

وہ دونوں مجھے خدا حافظ کہہ کر آگے بڑھ گئے، اور میں عجیب سی نگاہوں سے انھیں دیکھتا رہا پھر شانے ہلا کر آگے بڑھ گیا میں نے فیصلہ کیا تھا کہ سمبر تورا وغیرہ کو ان دونوں کی موجودگی کے بارے میں کچھ نہیں بتاؤں گا اگر انھوں نے مشتبہ نگاہوں سے انھیں دیکھنا شروع کر دیا تو کھیل بگڑ سکتا ہے۔

بعد میں کوئی ایسی ضرورت نہیں پیش آئی جس کے تحت ان دونوں سے ملاقات کرنی پڑتی جہاز کے سفر میں میں نے انھیں کئی بار دیکھا لیکن ہم لوگ ایک دوسرے کے قریب نہیں آئے پھر یہ سفر ختم ہو گیا اور پروگرام کے مطابق ہم لوگ بہ آسانی ہالینڈ میں داخل ہو گئے۔

چھوٹی چھوٹی نہروں اور دلیہ زاد پن چکیوں نے ہالینڈ کی روایتی تصویر پیش کر دی؛ پچیس ہزار مربع میل کے کل رقبے میں سے ہالینڈ کا کل سوا چار ہزار مربع میل رقبہ زیرِ آب ہے پورا ملک سطحِ سمندر سے دس فٹ نیچے ہے پورے ہالینڈ کا تقریباً آدھا رقبہ سمندر کو خشک کر کے حاصل کیا گیا ہے۔ اہلِ ہالینڈ فخریہ کہتے ہیں کہ انھوں نے اپنا ملک خود بنایا ہے۔

کیونکہ ہمارا ذریعہ سفر براہ راست نہیں تھا اس لیے نواحی علاقوں سے گذرتے ہوئے ہم ایمسٹرڈم پہنچے تھے۔ یہاں کالودر اسٹراٹ پر ہمیں ایک خوبصورت ہوٹل میں قیام کے لیے جگہ مل گئی جو دیٹادون کے نام سے مشہور تھا۔ دیٹادون قدیم و جدید کا سنگم تھا اور ایمسٹرڈم کی روایتی مہنگائی کے باوجود مہنگا نہیں تھا ہمیں مختلف منزلوں پر کمرے حاصل ہوئے تھے لیکن ہم آسانی سے ایک دوسرے سے ملاقات کر سکتے تھے۔ یہاں آکر کئی دن تک صلاح اور مشورے ہوتے رہے۔ ڈوئن کار بو کو تشویش تھی کہ جس انداز میں ہم یہاں داخل ہوئے ہیں اس کے تحت ہمیں یہاں اپنا شو کرنے کی اجازت بھی مل سکے گی یا نہیں۔ اس پر میں نے پیشکش کی کہ یہ ذمہ داری مجھے سونپ دی جائے اور اب کام کا آغاز ہو جانا چاہیے تاکہ مزید وقت ضائع نہ ہو۔

اس دوران ویٹادون سے باہر نہیں نکلا تھا۔ ان لوگوں کو پرسکون رہنے کی ہدایت کر کے پہلی بار ہالینڈ کی سڑکوں پر نکلا۔ تھوڑے ہی فاصلے پر دریائے ایمسٹل تھا جس پر باندھے گئے بند کی وجہ سے یہ شہر ایمسٹرڈم کے نام سے موسوم ہوا تھا۔ نٹ ٹاور سے گذرا تو خرید و فروخت کا ایک بڑا مرکز نگاہوں کے سامنے آگیا کافی پر رونق جگہ تھی۔ میں پیدل ہی سفر کرتا رہا اس وقت باہر آنے کا کوئی خاص مقصد نہیں تھا۔ ابھی حالات کا جائزہ لے رہا تھا اور انتظار کر رہا تھا کہ خود ہی مجھ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی جائے بصورت دیگر میں ٹرانسمیٹر استعمال کر سکتا تھا۔ لیکن اس کی ضرورت نہیں پیش آئی اس وقت روکن نہر کے کنارے سے گذر رہا تھا کہ خوبصورت باس میں ملبوس ایڈی پائپر نے میرے شانے پر ہاتھ رکھا۔ اسے جس روپ میں دیکھا تھا اس کے بعد اچانک اصلی شکل میں پہچاننے میں کچھ دقت پیش آئی۔

"اس طرف" اس نے رسمی گفتگو کے بغیر کہا اور میں خاموشی سے اس کے ساتھ چل پڑا۔ ایک زیرِ زمین ریستوران کی پرسکون میز پر بیٹھ کر اس نے کہا "کیا لو گے غزالی۔؟"

"صرف کافی۔"

"ہاں وہی تمہارے لیے کافی ہے۔" پائپر نے مسکراتے ہوئے ایک ویٹر کو کافی کا آرڈر دے دیا۔

"مجھے تمہاری تلاش تھی۔" میں نے کہا۔

"میں جانتا ہوں۔"

"اب یہاں میرا راستہ رک گیا ہے۔"

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہم لوگ مسلسل تمہارے لیے راستہ بنا رہے ہیں اس کا تو تم سے وعدہ کر لیا گیا تھا۔"

"مجھ سے کوئی رابطہ بھی نہیں قائم کیا گیا۔"

"اس کی ضرورت ہی نہیں پیش آئی۔" پائپر نے کافی بناتے ہوئے کہا۔

"اب کیا پوزیشن ہے؟"

"نہایت عمدہ۔ تم لوگ اپنے اسی فیصلے پر متفق ہو یا کوئی تبدیلی ہوئی ہے۔"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ ظاہر ہے میرے وسائل تو کچھ بھی نہیں ہیں۔"

تنظیم تمہارے فیصلے سے متفق ہے۔ کل کے اخبارات میں تمہارے پہلے شو کا اشتہار ہوگا "سامونش کارنیول" کی طرف سے ایک حیرت انگیز شو جو دوسرے دن رائک میوزیم میں پیش کیا جائے گا اور جس میں ہالینڈ کے اعلیٰ پائے کے صنعتکار اور سرکاری عہدیداران مدعو ہوں گے۔ رائک میوزیم کا نمائندہ کل گیارہ بجے تم سے دیٹادون میں ملاقات کرے گا۔ اطمینان رکھنا وہ ہمارا آدمی ہوگا اور تم اس سے اپنی مرضی کے مطابق گفتگو کر سکتے ہو۔"

"ویری گڈ۔ گویا تم لوگ تیاریاں کر چکے ہو۔؟" میں نے حیرت سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دراصل تمہارا یہ پروگرام اتنا غیر متنازعہ تھا کہ سب ہی نے اس سے اتفاق کیا اور کوئی اعتراض نہیں ہو سکا۔ بس اس کے بعد یہاں تیاریاں شروع کر دی گئیں اور تنظیم کے لیے یہ مشکل کام نہیں تھا۔ تم بالکل مطمئن رہو غزالی تمہارا کام صرف اتنا ہے کہ تم ان سامولوں کے ساتھ مل کر ان تینوں اہم سامولوں کو تلاش کرو۔"

"رائک میوزیم کیا ہے؟" میں نے پوچھا۔

درجنوں وسیع ہالوں پر مشتمل ایک جگہ جہاں اکثر سرکاری تقریبات اور ثقافتی پروگرام ہوتے ہیں۔"

"اس کے بعد مجھے کیا کرنا ہوگا؟"

"تمہیں اس سلسلے میں ہدایات ملتی رہیں گی اور ان کے تحت تمہیں ہر آسانی فراہم کی جائے گی۔"

"شکریہ مسٹر پائپر۔ واقعی آپ لوگ مجھ سے بہت تعاون کر رہے ہیں ورنہ میں مشکلات میں گرفتار ہو جاتا۔" میں نے معصومیت سے کہا۔

"نہیں ڈیر۔ تم بھی تو اپنے ذاتی مفاد کے لیے نہیں بلکہ یہ سب کچھ تنظیم کے لیے کر رہے ہو۔"

ہم لوگ کافی دیر تک وہاں بیٹھے پھر ساتھ ساتھ اٹھ گئے۔ ریستوران سے باہر نکلتے ہوئے پائپر نے کہا۔ "سامون تم پر کسی طرح شک تو نہیں کرتے؟"

"نہیں ان لوگوں کو مجھ پر اندھا اعتماد ہے۔"

"اچھا خدا حافظ، اس سے زیادہ ہمارا یکجا رہنا مناسب نہیں ہے۔" ایڈی پائپر ایک سمت چل پڑا۔ میں خاموشی سے ایک اور سمت میں چل پڑا۔ اس کے بعد کافی دیر تک میں سڑکوں پر آوارہ گردی کرتا رہا پھر ویٹاوون چل پڑا۔

ڈوئن کارلو سمبوتو نا اور دوسرے دونوں سامون ایک کمرے میں یکجا تھے۔ ان سے ملنا کوئی قابل تشویش بات نہیں تھی اس لیے میں بھی ان کے پاس پہنچ گیا۔ ڈوئن کارلو مجھے دیکھ کر بے اختیار ہنس پڑی۔ باقی لوگ بھی مسکرانے لگے۔ میں نے بھی ان کی مسکراہٹ میں شامل ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ لوگ بہت کم ہنستے اور مسکراتے ہیں اور جب ایسا ہوتا ہے تو مجھے بڑی خوشگوار کیفیت کا احساس ہوتا ہے۔ اس وقت آپ کا موڈ بہت اچھا ہے۔"

"ڈوئن کارلو تمہارے بارے میں کچھ کہہ رہی تھی غزالی۔" بن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا؟"

"کہہ رہی تھی کہ غزالی اس وقت چار بیویوں کے شوہر کی حیثیت اختیار کر گئے ہیں جو ان کی واپسی کا اسی طرح انتظار کرتی ہیں جیسے وفا شعار بیویاں شوہر کے راستے پر آنکھیں بچھاتی ہیں۔" لیبوس نے کہا۔

"اوہ۔ ان بیویوں سے میرا ابھی تو تعارف کرایا جائے۔"

"چاروں تمہارے سامنے ہیں۔ یعنی لیبوس، وائی مین تھوساس اور کارلو خود۔ ہم لوگ بے چینی سے تمہاری واپسی کا انتظار کر رہے تھے۔" لیبوس نے کہا۔

"باقی سامونوں کے بارے میں کیا خیال ہے؟" میں نے بدستور مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"وہ ہمارے مشترکہ ناسمجھ بچے ہیں۔" ڈوئن کارلو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ لوگ میری بدگوئی کر رہے ہیں، بیس بچوں کے باپ کو تو گھر واپس ہی نہیں آنا چاہیے۔" میں نے کہا اور دیر تک ہم لوگ ہنستے رہے۔ پھر ڈوئن کارلو نے کہا۔

"کیا کر آئے غزالی؟"

"بہت کچھ، یوں سمجھو ہمارے کام کا آغاز تیز رفتاری سے ہو چکا ہے۔"

"ویری گڈ۔ کچھ تفصیل بتانا پسند کرو گے؟" ڈوئن کارلو نے کہا اور پھر ہاتھوں کی انگلیاں بلند کر کے اشاروں کی زبان میں بولی کہ یہ گفتگو مخدوش تو نہیں ہے؟ میں نے اشاروں میں کہا کہ گفتگو جاری رکھو۔ پھر ایک گہری سانس لے کر بولا۔

"کیوں نہیں ڈوئن۔ ظاہر ہے یہ ہمارا مشترکہ مشن ہے اور تم سب کو اس کے ہر پہلو سے آگاہ رکھنا ضروری ہے۔"

"تب ہم بے چین ہیں۔" تھوساس بولا۔

"ہمیں اپنا پہلا شو پرسوں شام کو ایک مقامی میوزیم میں پیش کرنا ہوگا جو مقامی حکام اور دوسرے بڑے لوگوں کے لیے ہوگا۔ کل کے اخبارات کے لیے اس شو کے اشتہارات بک کر دیے گئے ہیں۔ میوزیم کا نمائندہ مزید تفصیلات کے لیے مجھ سے ملاقات کرنے آئے گا۔ اس کے بعد ہمارے یہ شو ایمسٹرڈم کے مختلف ہوٹلوں اور نائٹ کلبوں میں ہوں گے۔"

"اوہ۔ یہ سارا کام تم نے کر ڈالا غزالی؟" ڈوئن کارلو نے شدید حیرت کا مظاہرہ کیا۔

"غزالی سامون تو نہیں ہے۔ وہ اس دنیا کا انسان ہے، اسی لیے وہ یہ سب کچھ کر سکتا ہے جو ہم نہیں کر سکتے۔" تھوساس نے کہا۔

"میں نے گازالی کے بارے میں غلط تو نہیں کہا تھا۔" وائی مین نے فخریہ انداز میں کہا۔

"ہماری اس آرگنائزیشن کا نام سامونس کارنیوال اور اسی نام سے اشتہار آئے گا۔"

"بائی تورا ساغزالی اس طرح ضرور ہمارے ساتھی طرف متوجہ ہوں گے۔" لیبوس بولا۔

"لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنے دشمنوں کے استعمال کے لیے بھی تیار رہنا ہوگا۔" ڈوئن کارلو بولی۔

"بیشک یہ ضروری ہے۔" میں نے تائید کی۔

بعد شو کے بارے گفتگو ہونے لگی۔ ہم ایک ایسا موثر پروگرام پیش کرنا چاہتے تھے جس کے بعد ہم کسی تعارف کے محتاج نہ رہیں۔ کافی دیر تک ہم ایسی ہی باتیں کرتے رہے اس دوران میں ہم نے اپنا پروگرام بھی ترتیب دے دیا تھا اور تنظیم کے ان ارکان کو بھی مطمئن کر دیا تھا جن کے بارے میں ہمارا اندازہ تھا کہ ہمارے ہر لمحے سے باخبر رہتے ہیں۔

دوسرے دن ٹھیک گیارہ بجے ہوٹل کے ریسپشن سے کال موصول ہوئی جس میں کسی مسٹر فلیکن کے آنے کی اطلاع دی گئی تھی۔ میری اجازت پر تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک دراز قامت اسمارٹ آدمی نے میرے کمرے میں داخل ہو کر مجھ سے مصافحہ کیا۔

"میرا نام فلیکن رابرٹ ہے اور میں رائک میوزیم کے بیج ہال کا انچارج ہوں۔"

"آپ سے مل کر خوشی ہوئی مسٹر فلیکن۔"

"شکریہ اب میں آپ سے آپ کی ضروریات کے بارے میں سوالات کرنا چاہتا ہوں۔"

"ہمیں صرف ایک اسٹیج کی ضرورت ہوگی۔ ہمارا بقیہ پروگرام بہت سادہ ہے۔"

"اسٹیج کا سائز؟"

"کم از کم بیس بائی بیس ہونا چاہیے۔"

"مزید کسی شے کی ضرورت؟"

"قطعی نہیں۔ شکریہ بس اسٹیج مضبوط ہونا چاہیے۔"

"آپ کی خواہش کے مطابق ہوگا، اطمینان رکھیں۔" نمائندے سے کافی دیر گفتگو رہی اور پھر میں نے اسے دروازے پر خدا حافظ کہا۔ اور اس کے جانے کے بعد اس گفتگو کی تفصیل پر غور کرنے لگا۔ آج کے اخبارات سامنے تھے۔ سامونس کارنیوال کا تعارف بڑے موثر انداز میں کرایا گیا تھا۔

اجنبی سیارے سے آنے والے
تمام انسانوں کی طرح ہیں لیکن ان سے بالکل مختلف صفات رکھتے ہیں۔ حیرت انگیز سامونوں کے حیرت انگیز کمالات جو آئندہ پبلک مقامات پر پیش کیے جائیں گے۔

اسی طرح کے اشتہارات تھے، بڑے موثر انداز میں پبلسٹی کی گئی تھی جو ہمارے مقاصد کے عین مطابق تھی۔ اس ان پوشیدہ سامونوں کو ہمارے بارے میں خبر ہو سکتی تھی۔ خطرہ نہیں تھا۔ کیونکہ پروگرام خود تنظیم کا تھا اور تنظیم اس کی پشت پناہ تھی۔ ہمارا کام اس وقت شروع ہوتا جب گائی ہا اور وی مین مل جاتے تیسرے آدمی کا کوئی مسئلہ نہیں تھا کیونکہ وہ ہماری تحویل میں تھا۔ ڈاکٹر جے مورگر مکمل طور سے قابل اعتماد آدمی تھا

اور مجھے یقین تھا کہ اگر وہ گومین کی ذہنی قوتیں واپس نہ بھی لا سکا تو کم از کم اس کی حفاظت ضرور کرے گا۔

شام کو ایک بار مسٹر فلیکن نے پھر مجھ سے ملاقات کی اور اس بار ہم سب اس کے ساتھ رائک میوزیم گئے۔ رائک میوزیم میں ہماری خواہش کے مطابق اسٹیج کی تیاریاں شروع ہو چکی تھیں۔ تنظیم یہاں واقعی صاحب اختیار تھی کیونکہ اس آسانی سے سارے کام کرا لینا بہر طور آسان نہیں تھا۔ اسٹیج کا معائنہ کرنے کے بعد واپسی میں ہم نے ہالینڈ کے بعض دلچسپ مقامات کی سیر بھی کی اور رات گئے واپس ہوٹل لوٹے۔

رات کو اپنے بستر پر لیٹا تو بہت سی یادیں ذہن کے دریچوں سے جھانکنے لگیں۔ نہ جانے کیا کیا یاد آیا اور ان کا اختتام تنویر کے تصور پر ہوا جس کے بعد اور کوئی تصور دخل در معقولات معلوم ہوتا تھا۔ اگر تنویر کو ایک خط لکھ دیا جائے تو کیا حرج ہے؟ لیکن فائدہ۔ اس کا جواب کہاں موصول کیا جا سکتا ہے۔ اضطراب بڑھ جائے گا اور فائدہ کچھ نہ ہوگا۔ کیا تنویر نے مجھے یاد رکھا ہوگا۔ کیا اس کے ذہن میں میرا تصور بھی کسک بن جاتا ہوگا۔ کیا وہ میرا انتظار کر سکے گی؟ کیا حسن صاحب کے دل میں یہ بات گنجائش پا سکے گی کہ تنویر کو میری زندگی میں شامل کر لیا جائے۔ کیا وہ مجھے یہ مقام دے سکیں گے۔ یا پھر میری حیثیت ایک ملازم کی سی رہے گی جو میں تھا اور ان ساری باتوں کے علاوہ کیا میری زندگی کا یہ مشن کبھی پورا ہو سکے گا؟ بظاہر تو ایسے امکان نہیں تھے۔ سامون ابھی جگہ جگہ بکھرے ہوئے تھے۔ انہیں جمع ہونا تھا اور پھر انہیں اپنی دنیا میں جانے کی تیاریاں کرنی تھیں۔ یہ سارے کام اول تو بخیر و خوبی ہونا ہی مشکل تھے۔ تنظیم حائل تھی۔ دشمن سامون کوششوں میں مصروف تھے۔ اگر وہ کامیاب ہو گئے تو میرا حشر بھی گومین وغیرہ کے ساتھ ہوگا۔ دل میں ایک لمحے کے لیے شیطان نے بھی سر ابھارا۔ ان مشکلات کا ایک حل بھی تو ہے۔ تنظیم سے تعاون کیا جائے۔ گومین کا پتا دے دیا جائے۔ گائی ہا اور وی مین ہاتھ لگ جائیں تو انہیں بھی تنظیم کے حوالے کر دیا جائے اور دولت سمیٹ کر وطن واپس چلا جائے لیکن یہ لمحاتی خیال تھا۔ میں نے خود پر نفرین کی۔ نگاہوں میں مجھ پر اعتماد کرنے والے لوگ آ گئے جن کے دل میرے لیے آئینہ تھے۔ جو بالکل میری ہی طرح محسوس کرتے تھے، میری ہی طرح سوچتے تھے۔

نہ جانے کب نیند نے مشکل حل کر دی۔ دوسری صبح پرسکون تھی۔ دوپہر کے کھانے کے بعد ہم سب رائک میوزیم پہنچ گئے۔ بہت سے لوگ کام میں مصروف تھے۔ فلیکن کے ساتھ آج اور بھی کئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

افراد معاون کے طور پر کام کر رہے تھے۔ مہمانوں کے استقبال کے لیے انتظامات کیے جا رہے تھے۔ ڈسچ پولیس چاروں طرف متعین تھی، غرض سارے انتظامات سرکاری پیمانے پر ہو رہے تھے اور مجھ پر حیرت انگیز انکشافات ہو رہے تھے۔ دنیا میں جرائم پیشہ تنظیمیں اتنی قوت رکھتی ہیں کہ حکومتوں کو بھی اپنے مقاصد کے لیے اس طرح استعمال کر لیتی ہیں۔

تمام سامونوں نے اپنی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔ کمپیئرنگ کرنے والے دو آدمی ہم سے ہمارے پروگراموں کی تفصیلات معلوم کرنے لگے اور انہوں نے ہماری مدد سے اپنا پروگرام تیار کیا، یہاں تک کہ شام ہو گئی اور پھر مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی معزز مہمانوں کے آتے آتے رات ہو گئی۔

پریس گیلری بھی بنائی گئی تھی۔ بازیگروں کے کسی شو کے لیے سرکاری طور پر اتنا اہتمام حیرت انگیز تھا لیکن تنظیم کے ارکان اپنی طاقت استعمال کر رہے تھے اور سب کچھ حیرت ناک طور پر ہو گیا تھا۔

بالآخر پروگرام کا آغاز ہو گیا۔ کمپیئر نے کہا۔ ”سامونش کا ز یال کی طرف سے اور رانگ میوزیم کی انتظامیہ کی طرف سے معزز مہمانوں کی آمد کا شکریہ۔ سامونیکا زمین کے کسی گمنام خطے میں ہے یا خلا کی وسعتوں میں اس کا فیصلہ مشکل ہے لیکن سامونیکی باشندے ناقابل فہم ہیں اور ان کے کمالات ناقابل یقین۔ ان میں جمناسٹ بھی ہیں اور فائٹر بھی۔ دلوں کے بھید کھولنے والے بھی ہیں اور عقلوں کو عاجز کر دینے والے بھی۔ وقت آ گیا ہے کہ آپ ان کے کمالات سے محظوظ ہوں۔ انتظامیہ کی جانب سے ایک اسپینی طائفے کا مختصر پروگرام ابتدائیہ کے طور پر۔“

ایک دم اسٹیج پر تیز برقی قمقمے جل اٹھے اور سب سے پہلے ایک خوبصورت مشرقی خدوخال کی لڑکی اسٹیج پر آئی۔ وہ گھٹنوں تک شوخ بھڑکیلا لباس پہنے ہوئے تھی۔ انتہائی لمبے سیاہ بالوں میں پھول گوندھ رکھے تھے۔ سازوں کی لے پر اس نے ایک اسپینش نغمہ شروع کر دیا جس کے بول کچھ بھی ہوں آواز بے حد دلکش تھی۔

اس کے بعد تین لڑکیوں نے ایک نہایت شریفانہ رقص کیا اور آخر میں ایک اور محترمہ نے ڈسچ زبان میں ایک نغمہ گایا جو سب سے زیادہ پسند کیا گیا۔ اس نغمے کے اختتام کے بعد کمنیٹر نے اعلان کیا۔

”خواتین و حضرات۔ خلائی مخلوق کا زمین پر حملہ!“

اس کے ساتھ ہی اسٹیج پر طوفان آ گیا۔ دس بارہ سامون نوجوان اچانک ہی قلابازیاں کھاتے ہوئے اسٹیج پر نمودار ہوئے ان میں سے ایک نے کمنیٹر پر چھلانگ لگائی۔ صرف ایک لمحے کے لیے وہ اس کے کندھے پر رکا۔ پھر اپنے پاؤں اپنے ہاتھ سے پکڑے ہوئے مائیک پر ٹکا اور دوسرے لمحے قلابازی کھا کر زمین پر آ گیا لیکن وہاں سے اس نے ہال میں چھلانگ لگا دی۔ مجھے خود اس انوکھے اسٹنٹ کا پتا نہیں تھا۔ اب تک مجہول اور اونگھتے نظر آنے والے سامونوں کو ایک دم نہ جانے کیا ہو گیا تھا کہ وہ برق و بار بن گئے تھے۔ کمنیٹر حقیقتاً بوکھلا گیا تھا کیونکہ اس دوران بہت سے سامون اس پر سے گزر گئے تھے لیکن ان کا وزن شاید کاغذ سے بھی کم تھا کیونکہ کمنیٹر کے بدن کو جنبش بھی نہیں ہوئی تھی۔ یہاں تک کہ مائک جو وہ ہاتھ میں لیے ہوئے تھا بلا تک نہ تھا۔ جبکہ لوگوں نے انہیں مائیک پر کھڑے ہوتے دیکھا تھا۔ شاید لوگوں کو کمنیٹر پر توجہ دینے کی فرصت بھی نہیں تھی کیونکہ سامون پورے ہال میں پھیل گئے تھے اور یہ اس جگہ پہنچ رہے تھے جہاں تصور بھی نہیں جا سکتا تھا۔ چار پانچ سامون جلتی ہوئی روشنیوں سے جا چمٹے تھے۔ وہ ہوا کی طرح ہر جگہ سے گزر رہے تھے اور ان کے بدن کی سرسراہٹیں بس سنی یا محسوس کی جا سکتی تھیں۔ پلک جھپکتے وہ اپنی جگہ سے غائب ہو کر دوسری جگہ پہنچ جاتے تھے۔ ہال میں طوفان سا آ گیا تھا خواتین کی سریلی چیخیں ابھر رہی تھیں۔ آن کی آن میں یہ سارے چھلاوے مہمانوں کے بیٹھنے کی جگہ کے آخری سرے تک بکھر گئے اور پھر وہاں سے سمٹ کر اسٹیج پر آ جمع ہوئے۔ اب وہ ایک قطار میں کھڑے ہو گئے تھے۔

ہال میں تالیوں کا طوفان امنڈ پڑا تھا۔ انسانی جسم کی یہ برق رفتاری ناقابل یقین تھی۔ کمنیٹر ابھی اپنی جگہ ہی کھڑا ہوا تھا۔ پھر اس نے سنبھل کر کہا۔

”خواتین و حضرات۔ کیا ہم سب محیر یت ہیں۔ کیا یہ خلائی مخلوق نہیں تھا، لیکن یہ بے وزن خلائی مخلوق ۔ ۔ ۔“ اس کا جملہ ادھورا رہ گیا۔ اچانک سامونوں میں پھر تحریک پیدا ہو گئی۔ اب وہ اچھل کر ایک دوسرے پر چڑھ رہے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ چلبلا ایک دوسرے پر سوار ہو جاتے اور پھر ان کی جگہ تبدیل ہو جاتی کمنیٹر مائیک پھینک کر بھاگ کھڑا ہوا لیکن اسے روک لیا گیا اور پھر اس کی بوکھلائی ہوئی آوازیں ابھرنے لگیں۔ سامون اس پر بھی سوار ہو کر رہے تھے لیکن اتنی حیرت ناک پھرتی سے کہ پتا بھی نہ چلتا کہ کون کہاں ہے۔ اور وہ اچھل اچھل کر اس طرح خود کو بچا رہا تھا جیسے مکھیوں نے حملہ کر دیا ہو۔ ایک بار پھر سامونوں کی قطاریں لگی ہوئی شور، تالیوں، قہقہوں اور حیرت بھری آوازوں سے کان پڑی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی۔ کمنیٹر اندر بھاگ گیا تھا۔

سامونوں نے گردنیں خم کیں اور پھر اندر چلے گئے۔ تعریف و تحسین کی آوازیں چاروں طرف سے بلند ہو رہی تھیں اور میں سوچ رہا تھا کہ میں سامونوں کی خصوصیات کے بارے میں دس فیصد بھی نہیں جانتا۔ مجھ سے کہا گیا تھا کہ وہ لوگ جمناسٹک کا مظاہرہ کریں گے۔ لیکن یہ ناقابل یقین مظاہرہ میرے تصور میں بھی نہیں تھا۔ اور پھر وہ عام سامون تھے جن کا یہ کام نہیں تھا۔ میں پتھرائی ہوئی آنکھوں سے انہیں دیکھتا رہا۔

کمنیٹر ایک سنجیدہ آدمی تھا اور اسے کامیڈی کرنے کے لیے نہیں کہا گیا تھا لیکن سچویشن نے اسے خود بخود کامیڈین بنا دیا تھا۔ تمام کمپیئرنگ اس کے سپرد تھی اور بہرحال اسے اپنا فرض انجام دینا ہی تھا لیکن اس بار تین چار افراد اسے زبردستی پکڑ کر سٹیج پر لائے تھے۔ اسے اسٹیج پر کھڑا کر کے مائک اس کے ہاتھ میں دے دیا گیا۔ وہ گہری گہری سانسیں لے رہا تھا اور لوگ قہقہے لگا رہے تھے۔ بمشکل تمام اس نے کہا۔

”خواتین و حضرات، سامون جمناسٹوں کے کمالات آپ نے دیکھے، میں نے بھی دیکھے اب مزید کیا کہوں۔ اس کے بعد آپ کے سامنے آ رہے ہیں مسٹر سمبو تورا یا دوسرے الفاظ میں دائی مین۔ کراٹے کے ایکسپرٹ اور دیگر مارشل آرٹس کے ماہر ہیں آپ کے سامنے سمبو تورا۔ تبت میں ایک بار سمبو تورا کو اس رنگ میں دیکھا تھا۔ وہ اس وقت بھی اتنا ہی چاق و چوبند نظر آ رہا تھا۔ دو سامون اس کے مدمقابل تھے۔ سمبو تورا مارشل آرٹس کا مظاہرہ کرنے لگا رفتہ رفتہ سامونوں کی تعداد بڑھتی جا رہی تھی۔ وہ دو دو کر کے آ رہے تھے اور سمبو تورا پر حملہ آور ہو رہے تھے یہاں تک کہ ان کی تعداد بیس ہو گئی۔ وہ مختلف طریقوں سے سمبو تورا پر حملہ کر رہے تھے اور سمبو تورا ان حملوں کو ناکام بنا رہا تھا۔ مارشل آرٹس کے ایسے ایسے داؤ پیچ سمبو تورا نے پیش کیے کہ تماشائی دنگ رہ گئے۔ اس مظاہرے کے بعد سمبو تورا نے کمنیٹر سے کچھ کہا اور وہ بولا۔

”خواتین و حضرات مسٹر سمبو تورا کا کہنا ہے کہ یہ سامون ان کے ساتھی تھے ممکن ہے انہوں نے اس کے ساتھ رعایت کی ہو۔ دنیا بھر کے مارشل آرٹس کے تمام ماہرین کے لیے ان کا چیلنج ہے کہ ان کا کوئی مدمقابل ان پر فتح نہیں پا سکتا۔ وہ اخبار نویسوں سے درخواست کرتے ہیں کہ ان کا یہ چیلنج اخبارات میں شائع کر دیا جائے۔ ہالینڈ کے ایمسٹرڈم میں ابھی وہ طویل عرصے تک قیام کریں گے اور کسی ہوٹل یا نائٹ کلب سے رابطہ قائم کر کے اس میں اپنے شو پیش کریں گے۔ انہیں چیلنج کرنے والے وہاں ان سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔“

”اور اگر میں اسی جگہ سمبو تورا سے مقابلہ کرنا چاہوں تو؟“ ایک دیو قامت شخص نے کھڑے ہو کر کہا۔ اور گردنیں اس کی طرف گھوم گئیں۔ وہ ساڑھے چھ فٹ سے بھی کچھ نکلتے قد کا مالک تھا۔ اس کے سینے کی چوڑائی اور بدن کی بناوٹ ہیبت طاری کرتی تھی۔ وہ ایک قیمتی سوٹ میں ملبوس تھا لیکن یہ شاندار سوٹ اس کی شخصیت سے ہم آہنگ نہیں تھا۔

”اگر پروگرام کے منتظمین اس کی اجازت دیں تو ضرور۔“ سمبو تورا نے گردن خم کر کے کہا۔

”ضرور یہ دلچسپ مقابلہ ہونا چاہیے۔“ لوگوں نے کہا۔

اور دیو قامت آدمی کودتا ہوا اسٹیج پر جا چڑھا۔ اس نے اوپر پہنچتے ہی جوتے کی ٹھوکر سمبو تورا کے پیٹ پر ماری لیکن لٹو کی طرح گھوم کر رہ گیا۔ پھر اس نے خود کو سنبھال کر الٹی قلابازی کھائی اور دونوں پاؤں پھیلا کر سمبو تورا کی گردن پر مارے لیکن سمبو تورا نے حیرت انگیز پھرتی سے اس کے دونوں پاؤں پکڑ کر اسے کھڑا کر دیا۔

مینا ناز کے ناول

قیمت

انتقام ۸۰/- روپے

جیسے پیا چاہے 〃

درد آشنا 〃

دِل اِک کھلونا 〃

تربت 〃

شب بخیر 〃

پُکار 〃

علی میاں پبلیکیشنز عزیز مارکیٹ اُردو بازار لاہور فون: ۷۲۴۷۴۱۴

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پھر اس نے گردن جھکائی اور دیو قامت آدمی نے پوری قوت سے اپنا گھٹنا اس کے جھکے ہوئے سر پر مارا لیکن دیکھنے والوں نے دیکھا کہ سمبو تورا کے سر پر بھرپور وار ہوا لیکن اس نے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہیں کی اور گھٹنا مارنے والا خود نیچے گر پڑا۔ اس نے کھڑے ہونے کی کوشش کی لیکن شاید گھٹنے کی ہڈی چٹخ گئی تھی۔ وہ دو تین بار نیچے گرا اور پھر اس نے اٹھنے کی ہمت نہیں کی۔ اس کے چہرے پر سخت کرب کے آثار تھے۔

"تم دوست اب مقابلہ کرو۔" سمبو تورا نے نرم لہجے میں کہا اور وہ متوحش نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔ "میرے دوست نے اگر ارادہ ملتوی کر دیا ہے تو کوئی بات نہیں وہ جب دل چاہے یہ کوشش کر سکتا ہے۔" سمبو تورا نے پھر کہا۔ لوگوں کو اندازہ ہو گیا تھا کہ چیلنج قبول کرنے والا اب اٹھنے کے قابل بھی نہیں ہے۔ سمبو تورا نے خود جھک کر اسے اٹھایا اور دوسرے لوگوں کے حوالے کر دیا اور پھر بدستور نرم لہجے میں بولا۔ "مارشل آرٹس کا تعلق ذہنیت سے ہے۔ اس کے جاننے والے جانتے ہیں کہ اس میں دھوکے بازی کی گنجائش نہیں ہے۔ للکارو، وار کرو، دفاع کرو ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔" پھر وہ گردن خم کر کے واپس چلا گیا۔ اس کے بعد رقص و سرود کی محفل جمی اور رد طبع گلوکاراؤں نے مقامی نغمے پیش کیے۔ آخری آئٹم ڈوڈن کارلو کا تھا۔ اناؤنسر نے کہا۔

"حاضرین۔ اپنے ذہن اپنے دلوں کے دروازے بند کر لیں۔ کچھ چور نگاہیں آنکھوں کے راستے سفر کر رہی ہیں۔ وہ آپ کا ماضی آپ کا حال آپ کا مستقبل پڑھ رہی ہیں۔ وہ سب کچھ جانتی ہیں۔ وہ ہر وہ بات جانتی ہیں جو آپ کے دل میں ہے۔ ہوشیار۔ دلوں کے دروازے بند کر لیں، ہوشیار، ہوشیار۔ ہاں اگر امتحان چاہتے ہیں تو اس سے پوچھیں اس سے سوال کریں آپ کے سوال کا جواب اس کی زبان پر۔ ڈوڈن کارلو"

ڈوڈن کارلو نے اسٹیج پر آ کر گردن خم کی اور سیدھی کھڑی ہو گئی۔ اس نے سامنے بیٹھے ہوئے شخص کا چہرہ دیکھا اور مسکراتی ہوئی اس کے پاس پہنچ گئی۔ "نہیں میں ناقابل حصول ہوں۔ جو تم سوچ رہے ہو وہ ناممکن ہے۔" وہ آگے بڑھی اور ایک جوڑے کے سامنے رک گئی "چلو۔ تم دونوں ایک دوسرے کے کیا ہو۔ اوہ کچھ نہیں، لیکن تم بتاؤ؟" اس نے لڑکی سے کہا اور لڑکی بوکھلا کر نوجوان کی طرف دیکھنے لگی۔ کارلو نے کہا۔ "سوری کچھ بن جاؤ تو مجھے بلانا نہ بھولنا۔" وہ پلٹی اور ایک ادھیڑ عمر شخص کی طرف دیکھنے لگی۔ "کیا پوچھنا چاہتے ہیں آپ مجھ سے؟"

"کچھ۔ کچھ بھی نہیں۔" ادھیڑ عمر شخص نے کہا۔ اور ڈوڈن ہنس پڑی۔

"کاروبار دونوں طرح ہوتا ہے۔ لیکن پائیداری ایمانداری میں ہوتی ہے۔ بات کر لو، ممکن ہے کام بن جائے۔" یہ ستارہ لوگوں کو چھوڑ کر وہ آگے بڑھ گئی۔ یہ آئٹم سب سے زیادہ پسند کیا گیا تھا اور سب سے زیادہ وقت اسی میں صرف ہوا۔ لوگ دلوں کا حال پوچھنے کے لیے پاگل ہو گئے تھے۔ خواتین خاص طور سے اس میں دلچسپی لے رہی تھیں۔ اس کے بعد یہ کامیاب شو ختم ہو گیا لیکن بے شمار لوگ بہت دیر تک سامونوں کو گھیرے رہے۔ اخبار نویسوں نے طرح طرح کے سوالات پوچھے۔ سامون کون ہیں کون سے سیارے کی مخلوق ہیں۔ اگر ان کا تعلق اسی دنیا سے ہے تو کون سے خطے کے ہیں؟ اس سوال کا جواب میں نے دیا۔

"ہمارا تعلق اسی دنیا سے ہے لیکن ہمارے فن کی وجہ سے لوگ ہمیں خلائی مخلوق سمجھتے ہیں۔"

دوسرے دن کے اخبارات نے خاطر خواہ کام کیا تھا۔ "انوکھے فنکار" کے نام سے ہمارا تعارف کرایا گیا تھا۔ سامونوں کے کام کی خوب پبلسٹی کی گئی تھی اور ہمارا مقصد پورا ہو گیا تھا۔ مشترکہ میٹنگ میں تنظیم کو مطمئن کرنے کے لیے ہم نے خاصی گفتگو کی تھی جس میں اس بات کا اظہار کیا گیا تھا کہ اب تنظیم اور مارٹن اسپرٹو کو ہمیں تلاش کرنے میں کوئی دقت نہیں ہو گی اور ہمیں ان سے ملاقات کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ میں نے تھوساس وغیرہ کو کافی تسلیاں دی تھیں اور کہا تھا کہ ہوشیار ضرور رہا جائے لیکن اب جو قدم اٹھایا ہے اسے ہمت سے جاری رکھنا ہے۔

زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ مقامی ہوٹلوں اور نائٹ کلبوں کے نمائندوں نے ہمارا گھیراؤ کر لیا۔ وہ ہم سے کنٹریکٹ کرنا چاہتے تھے۔ میں نے ان سے ملاقات کی اور ان کی پیشکشیں قبول کیں لیکن کسی کو جواب نہیں دیا اور کہا کہ فیصلہ کر کے ایک دو دن میں انہیں آگاہ کر دیا جائے گا۔ ان تمام کاموں سے فراغت حاصل کرنے کے بعد میں نے ٹرانسمیٹر پر ایڈی پائپر سے رابطہ قائم کیا اور اس میں وقت نہ ہوا۔

"ہیلو غزالی، شو کی کامیابی کی مبارکباد قبول کرو۔"

"شکریہ ایڈی۔" "تم لوگوں نے حیرت انگیز کمال دکھایا ہے۔ مقامی حکومت سے اتنے تعاون کی توقع نہیں تھی۔"

"اس کا تو تم سے وعدہ کیا گیا تھا غزالی۔ تمہارے ساتھیوں کا کیا حال ہے؟"

"خوفزدہ ہیں۔ انہیں تنظیم اور اپنے دشمن سامونوں سے خطرہ ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"یقیناً ہو گا۔ لیکن تم انہیں مطمئن کرنے کی کوشش کرو۔"

"ہاں، میں یہ کوشش کر رہا ہوں لیکن ایک بات میرے ذ

ں بھی ہے۔"

ہو کیا؟"

"ان کے دشمن سامونوں نے ان کی تلاش کے لیے تنظیم سے بطہ قائم کیا تھا۔ وہ ان لوگوں کے حصول کے لیے اتنے سنجیدہ ہیں انہوں نے تنظیم کو سامونیکا میں ہیڈکوارٹر دینے کا وعدہ بھی کر یا۔ اب جب انہیں ان کے بارے میں براہ راست معلوم ہو گیا ہے تو کیا وہ اپنے طور پر بھی ان کے حصول کی کوشش نہیں کریں گے؟" ڈی پائپر بری طرح چونک پڑا پھر اس نے بے اختیار کہا۔

"اوہ میرے خدا۔ واقعی اس سلسلے میں تو نہیں سوچا گیا تھا۔ تمہارا یہ خیال بے حد وزن دار ہے غزالی۔ میرے خیال میں یہ بات خود سٹر ایسٹرڈ کے ذہن میں بھی نہیں آئی۔ مجھے فوراً مسٹر ایسٹرڈ سے رابطہ قائم کرنا ہو گا۔ میں جو کچھ بھی ہو سکتا ہے کروں گا لیکن تمہیں خود بھی ہوشیار رہنا ہو گا۔ مسٹر ایسٹرڈ سے گفتگو کرنے کے بعد میں تم سے رابطہ قائم کروں گا اور پھر بتاؤں گا کہ اس سلسلے میں تمہیں کیا کرنا ہے۔"

"او کے مسٹر پائپر۔" میں نے کہا اور اس کے بعد ہمارے درمیان رابطہ منقطع ہو گیا۔ حقیقتاً یہ خیال میرے ذہن میں تھا اور میں نے سوچا تھا کہ ہمیں تنظیم کا تعاون تو حاصل ہے لیکن حکمران سامون پارٹی کے سلسلے میں کوئی مؤثر تحفظ نہیں ہے۔ یہ کام بھی فی الحال تنظیم سے ہی لیا جائے تو بہتر ہے۔

ہم سے ملاقات کے لیے آنے والوں کا تانتا بندھا رہا۔ خاص طور سے ڈوڈن کارلو کے طلبگار بہت تھے۔ دو چار سے تو ڈوڈن کارلو نے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا پھر گھبرا گئی اور اس کے بعد اس نے معذرت کر لی اور کہا کہ وہ انتظار کریں۔ اپنے شوہر کا تعین کر کے وہ ان لوگوں کے سوالات کے جواب دے گی۔ اس کے بعد ہوٹل کی انتظامیہ سے درخواست کی گئی کہ ان کے ملاقاتیوں سے معذرت کر لی جائے۔

رات کو ساڑھے دس بجے ایڈی پائپر نے ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کیا اور میں از راہ احتیاط دوسرے لوگوں سے علیحدہ ہو گیا۔ تاکہ پائپر وغیرہ کو شبہ نہ ہو سکے۔

"مسٹر غزالی؟"

"میں انتظار کر رہا تھا مسٹر پائپر۔"

"سوری، مارٹن اسپرٹو بمشکل دستیاب ہو سکے۔ تنظیم کے بیشتر معاملات ہیں جن کی نگرانی انہیں کرنی ہوتی ہے۔"

"بیشک۔" میں نے کہا۔

"اس بارے میں ان سے مفصل گفتگو ہوئی ہے۔"

"میں ان کا خیال جاننا چاہتا ہوں۔"

"مسٹر ایسٹرڈ کا کہنا ہے کہ مخالف سامون کوئی حرکت نہیں کریں گے۔ ہماری دنیا میں ان کے وسائل محدود ہیں اور ان کے پاس خود کام کرنے کے ذرائع نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ انہیں تنظیم کی طاقت سے روشناس کرا دیا گیا ہے اور وہ جلد بازی کر کے تنظیم سے دشمنی مول لینا کبھی پسند نہیں کریں گے۔ پھر ان کے بہت سے ساتھی ہمارے پاس محفوظ ہیں اور ہمارے شانہ بشانہ کام کر رہے ہیں۔ اگر انہوں نے کوئی حرکت کی تو وہ تنظیم کے عتاب کا شکار ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ جو لوگ منظر عام پر ہیں ان کے بارے میں انہیں بھی علم ہے۔ اصل مسئلہ تو وہ لوگ ہیں جو ابھی غائب ہیں۔ اگر وہ تم تک پہنچیں گے تو تم سے بھی تو ان گمشدہ لوگوں کے بارے میں نہیں جان سکیں گے۔ چنانچہ مسٹر غزالی ان کے خطرے کو ذہن سے نکال دو بلکہ اگر کبھی ایسا شبہ بھی ہو تو ہمیں اطلاع دو۔"

"ٹھیک ہے۔ میں مطمئن ہوں۔ اب ایک اور سوال مسٹر پائپر۔"

"ہاں کہو۔"

"بہت سے لوگ بہترین معاوضوں کے تحت ہم سے کنٹریکٹ کرنا چاہتے ہیں اس سلسلے میں کیا کیا جائے؟"

"ہوٹل نیو سائنو کا نمائندہ آپ کے پاس پہنچا؟"

"ہاں شاید۔"

"اس سے دو ماہ کا کنٹریکٹ کر لیں۔ ہفتے میں صرف دو شو۔ شرائط آپ اپنی پسند کے مطابق طے کر لیں۔ اگر وہ آپ کو رہائش بھی فراہم کرتے ہیں تو ضرور قبول کر لیں لیکن معاہدہ دو ماہ سے زیادہ کا نہیں ہونا چاہیے۔"

"او کے مسٹر پائپر۔" میں نے مطمئن ہو کر کہا اور پھر سلسلہ منقطع کر دیا۔ اس کے بعد بستر تھا اور خیالات کا ہجوم، جن سے پیچھا چھڑانا میرے لیے بہت مشکل ثابت ہوا۔

دوسرے دن فرصت تھی۔ کوئی ایسا اہم مسئلہ نہیں تھا جس کے لیے تگ و دو کرنی پڑتی۔ تنظیم نے ہماری ہر طرح کی ذمہ داریاں سنبھال رکھی تھیں۔ اسے ذہانت سے زیادہ خوش بختی کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ میں بھلا اتنے وسائل کہاں رکھتا تھا کہ دیارِ غیر میں اتنے لوگوں کو سنبھال سکوں۔ بس ایک ڈبل چال تھی جس سے کام بن گیا تھا۔ میرے پاس نیو سائنو کا نمبر بھی تھا۔ چنانچہ میں نے فون کر کے اس کے نمائندے کو طلب کیا۔

"ہم لوگوں نے طے کیا ہے کہ ہم اپنے شو آپ کے لیے کریں گے۔" میں نے کہا۔ اور نمائندہ یہ سن کر بہت خوش ہوا۔

"نیو سائنو اس کے لیے آپ کی تمام شرائط قبول کرتا ہے۔"

چنانچہ اس سے تمام معاملات طے ہو گئے۔ نیو سائنو میں قیام اور ہفتے میں صرف دو شو۔ چنانچہ ہم لوگ اسی دن نیو سائنو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

منتقل ہو گئے۔ یہ ہوٹل ہمارے اس ہوٹل سے کہیں زیادہ شاندار تھا۔ ہمیں ہر طرح کی سہولتیں فراہم کی گئی تھیں۔ تیسرے دن ہم نے نیوسائنو کے اسٹیج پر پہلا شو کیا جس کی پبلسٹی دو دن تک کی گئی تھی۔ شو دیکھنے کے لیے آنے والوں کی تعداد نیوسائنو کے منتظمین کی توقع سے کہیں زیادہ تھی۔ انہیں انتظامات کرنا مشکل ہو گیا۔ زیادہ تعداد عورتوں کی تھی اور سب سے زیادہ مقبول اور طویل پروگرام ڈوئن کارلو کا تھا۔ لیکن اسی رات تقریباً ساڑھے چار بجے ایک حادثہ ہو گیا۔ سائنو کے کمروں میں کئی کئی ساموئوں کو جگہ دی گئی تھی لیکن ڈوئن کارلو کو علیحدہ کمرہ دیا گیا تھا۔ اس کے برابر سمبو تورا کا کمرہ تھا۔ سمبو تورا کا کہنا تھا کہ اس نے ڈوئن کارلو کی ایک چیخ سنی تھی لیکن ایک لمحہ ضائع کیے بغیر وہ باہر نکلا تو راہداری سنسان پڑی تھی اور ڈوئن کارلو کے کمرے کا دروازہ کھلا پڑا تھا اس نے اندر جھانکا تو وہ بستر پر موجود نہیں تھی۔ ہوٹل کے صدر دروازے کا چوکیدار کلوروفام کے زیر اثر بے ہوش پایا گیا تھا۔

انتظامیہ سخت پریشانی کا شکار ہو گئی۔ جب تک میں ان لوگوں کے نرغے میں رہا اس وقت تک تو کچھ نہ کر سکا لیکن جونہی کچھ فراغت حاصل ہوئی تو میں نے فوراً ٹرانسمیٹر پر ایڈی پائیپر سے رابطہ قائم کیا۔

"مسٹر پائیپر ہمارے خلاف کام شروع ہو گیا۔"

"ہمیں علم ہے کہ ڈوئن کارلو کو اغوا کر لیا گیا ہے۔" ایڈی پائیپر نے کہا۔

"اوہ تمہیں علم ہے!" میں چونک کر بولا۔

"میں نے کہا تھا ناکہ تمام تر اطمینان کے باوجود تمہاری حفاظت کے لیے تنظیم بھی کام کر رہی ہے۔"

"اوہ تو پھر تم جانتے ہو گے کہ اسے . . .؟"

"نہیں ابھی نہیں معلوم۔ لیکن بہت جلد معلوم کر لیا جائے گا۔ ہمارے آدمی ان کے پیچھے ہیں۔"

"مگر وہ کون ہو سکتے ہیں؟"

"ہم جادوگر نہیں ہیں کہ جادو کے زور سے پتا لگا لیں۔ کام کیا جا رہا ہے۔ وہ جو کوئی بھی ہیں تنظیم کے ہاتھوں سے نہ بچ سکیں گے۔ اطمینان رکھو اسے برآمد کر لیا جائے گا۔"

"کہیں میرے اندیشے کے مطابق وہ ساموئن نہ ہوں۔"

"اطمینان رکھو غزالی وہ ساموئن نہیں ہو سکتے۔ بہت جلد ڈوئن کارلو کو برآمد کر کے ان لوگوں کے بارے میں تفصیلات معلوم کر لی جائیں گی۔"

"نیوسائنو کی انتظامیہ کو کیسے مطمئن کیا جائے۔ ڈوئن کا پروگرام سب سے زیادہ مقبول تھا۔"

"یہ خصوصیت کسی اور میں نہیں ہے؟"

"معلوم کرنا پڑے گا۔" میں نے کہا۔

"یہ شعبہ تم سنبھال لو غزالی، جس طرح بھی بن پڑے انتظامیہ سے بات کر لو۔ ہمیں اس طرف کام کرنے دو۔"

"او کے مسٹر پائیپر۔ لیکن اگر یہ سلسلہ کوئی اور شکل اختیار کر گیا تو پھر حالات کو کنٹرول کرنا میرے لیے ممکن نہیں ہو گا۔"

"تم ہمارے نمائندے ہو غزالی تمہیں ہمارے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔ ان لوگوں کی کل تم جانتے ہو اور یہ تمہیں معلوم ہے کہ انہیں کس طرح کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔" پائیپر نے کہا۔

"تب پھر انہیں تنظیم کے شبہے میں بھی رکھا جا سکتا ہے؟"

"جس طرح بھی مناسب سمجھو کرو لیکن اس بات کا اطمینان رکھو کہ ڈوئن کو جس نے بھی اغوا کیا ہے وہ زیادہ دیر اسے قابو میں نہ رکھ سکے گا۔"

"او کے پائیپر۔ ویسے اگر انتظامیہ پولیس سے رابطہ قائم کرے تو کیا کرنا ہو گا؟"

"اگر ایسا ہو تو ہونے دینا۔ مقامی پولیس ہمارے کنٹرول میں ہے۔ وہاں سب کچھ سنبھال لیا جائے گا۔" پائیپر نے کہا اور میں نے رسمی الفاظ کے بعد سلسلہ منقطع کر دیا۔

میرے اندیشے کے مطابق انتظامیہ نے اس سلسلے میں پولیس سے رابطہ قائم کر لیا تھا۔ چند پولیس افسروں نے ساموئوں کے بیانات لیے اور ساری رپورٹیں تیار کر کے لے گئے لیکن کسی کو اس سلسلے میں پریشان نہیں کیا گیا۔ پولیس نے خیال ظاہر کیا تھا کہ یہ کام کسی ایسے سر پھرے کا ہے جو ڈوئن کارلو کے حسن سے متاثر ہو گیا تھا۔

یہ ہنگامے دوپہر تک جاری رہے اس کے بعد کچھ سکون ہوا۔ ابھی تک ہم لوگوں نے ایک دوسرے سے تبادلہ خیال نہیں کیا تھا۔ پھر جب ہم یکجا ہوئے تو اشاروں کی زبان میں طے کیا گیا کہ اس اغوا کا شبہ تنظیم پر کیا جائے اور اس بارے میں گفتگو کی جائے۔ سب ہی ڈوئن کی گمشدگی سے پریشان تھے لیکن ان کا مجھ سے تعاون جاری تھا۔ بہرحال سلسلۂ گفتگو کا آغاز ہوا تھوساس نے کہا۔

"بالآخر وہی ہوا غزالی جس کا شبہ تھا۔"

"کیا مطلب مسٹر تھوساس؟"

"تنظیم نے کام شروع کر دیا۔ ہمیں یقین تھا کہ ایسا ہو گا۔ وہ لوگ آسانی سے تو ہمیں نہیں چھوڑیں گے۔"

"مجھے اس خیال سے اختلاف ہے تھوساس۔"

"کیوں؟"

"غالباً تم نے تنظیم کی قوت کا اندازہ نہیں لگایا۔ ان کے لیے یہ مشکل نہیں تھا کہ ہم سب کو بیک وقت اغوا کر لیتے۔ صرف ڈوئن

کو کیوں اغوا کیا گیا؟"

"ہاں یہ بات قابل غور ہے۔"

"کوئی اور ہی سلسلہ ہے مسٹر تھوساس۔ بہرحال پریشانی کی بات ہے۔ میں اس سلسلے میں کام کر رہا ہوں۔ بہت جلد اس کے بارے میں معلوم ہو جائے گا۔"

اس کے بعد اشاروں کی زبان میں گفتگو شروع ہو گئی۔ میں نے ... واقعی پریشانی کی بات نہیں ہے۔ میں ڈوئن سے ذہنی رابطہ ... کے اس کے بارے میں معلوم کرتا ہوں۔"

اور پھر میں نے اپنے کمرے میں آ کر ایسا ہی کیا۔ یہ کوئی خطرناک ... نہیں تھی اور مجھے اس میں کوئی دقت پیش نہیں آئی۔

"اوہ غزالی۔ میں خود تم سے رابطہ قائم کرنے والی تھی مجھے ابھی ... منٹ پہلے ہوش آیا ہے۔" میرے ذہن میں ڈوئن کی آواز ...

"ہوش آیا ہے؟"

"ہاں کسی سریع الاثر دوا کے ذریعے مجھے بے ہوش کیا گیا تھا۔ ... تھک کر گہری نیند سو گئی تھی۔ پھر قدموں کی چاپ پر چونکی۔ وہ ... سائے تھے۔ میں شاید چیخی بھی تھی لیکن اس کے بعد ایک تیز ... میرے دماغ میں سرایت کر گئی اور پھر مجھے ہوش نہیں رہا۔ ابھی ... تھوڑی دیر پہلے ہوش میں آئی ہوں۔ یہ ایک وسیع اور بہت ... کمرہ ہے۔ اس کا دروازہ بند ہے۔ جن لوگوں نے مجھے ... کیا ہے میں ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔"

"ڈوئن! فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ سب کچھ ... رے لیے غیر متوقع نہیں۔ تم سمجھدار ہو۔ حالات کا بخوبی تجزیہ کر ... جو صورت حال سے واقف ہو کر مجھے تفصیل بتانا۔"

"میں بالکل پریشان نہیں ہوں غزالی۔ مگر تم لوگوں کو بھی کچھ ... علم نہیں ہو سکا۔"

"ابھی نہیں لیکن ہو جائے گا۔"

"میں ٹھیک ہوں۔ تم سے رابطہ قائم کروں گی اور کوئی ہدایت ... ہو تو بتاؤ۔" ڈوئن نے کہا۔

"بس میں تمہارے رابطے کا انتظار کروں گا۔" میں نے کہا اور ... یہ گفتگو ختم ہو گئی۔

نیوسائنو کی انتظامیہ بہت معاون ثابت ہوئی۔ ان لوگوں ... نے اظہار ہمدردی کے علاوہ اپنا ہر طرح کا تعاون بھی پیش کیا۔ ... پروگرام کے سلسلے میں کوئی بات نہیں کی۔ اسی رات ڈوئن کارلو نے پھر مجھ سے ذہنی رابطہ قائم کیا۔

"ہاں ڈوئن کیا رپورٹ ہے؟" میں نے اس سے پوچھا۔

"ایک نیا ہی معاملہ ہے غزالی۔"

"کیا؟"

"جس شخص نے مجھے اغوا کرایا ہے وہ لوئس کارلو کے نام سے مشہور ہے۔ بہت دولت مند معلوم ہوتا ہے۔ اسمارٹ اور نڈر آدمی ہے اور تنظیم یا ساموئوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔"

"خوب۔ کیا وہ تم سے مل چکا ہے؟"

"ہاں۔"

"کہاں؟"

"اسی عمارت میں جہاں میں قید ہوں۔ اس عمارت کے بارے میں میں کچھ نہیں جان سکی کہ کہاں واقع ہے لیکن بہت خوبصورت عمارت ہے۔ لوئس کارلو کی عمر پینتالیس اور پچاس کے درمیان ہے۔ وہ بہت شاندار شخصیت کا مالک ہے۔"

"تمہیں اغوا کرانے کی وجہ؟"

"ساموئوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا۔ وہ جاننا چاہتا تھا کہ ہم لوگ کون ہیں۔"

"مقصد؟"

"وہ تمام ساموئوں سے کوئی کام لینا چاہتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اسے ایک ایسا ہی گروپ درکار تھا۔ اپنے کچھ دشمنوں کے خلاف وہ کوئی کارروائی کرنا چاہتا ہے جس کے لیے ساموئن اس کے کام آ سکتے ہیں۔ اس نے پیش کش کی ہے کہ اگر تمام ساموئن اس سے تعاون کریں تو وہ پچیس ملین ڈالر میں ہم سے سودا کر سکتا ہے۔ یہ رقم وہ ہمیں کام سے پہلے نقد ادا کر سکتا ہے۔"

"کام کی نوعیت بتائی ہے اس نے؟"

"نہیں۔ مجھ سے تمام لوگوں کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ یہ بھی پوچھ رہا تھا کہ ہمارا لیڈر کون ہے۔"

"تم نے کیا جواب دیا؟"

"تمہارا نام لے دیا۔"

"اس کے بعد کیا ہوا؟"

"اب یقیناً تم سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔" ڈوئن کارلو نے کہا۔

"کوئی پریشانی کارلو؟"

"بالکل نہیں۔ وہ خوش مزاج آدمی ہے۔ لیکن اس کے اندر ایک سرکشی پوشیدہ ہے اگر اس سے انحراف کیا جائے تو اس کا نتیجہ خطرناک ہو سکتا ہے۔"

"او کے ڈوئن اس مرحلے سے بھی نمٹا جائے گا۔ اس نے تمہاری آزادی کے بارے میں کچھ نہیں کہا؟"

"نہیں۔ وہ اب تم سے ملاقات کرے گا۔"

"ٹھیک ہے تم اطمینان رکھو۔ میرا خیال ہے ہم آسانی سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ان معاملات سے بھی نمٹ لیں گے۔"

اس کے بعد ڈوڈن سے مزید کوئی گفتگو کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی۔ لیکن فوری طور پر ایڈی پائپر کو اس بارے میں اطلاع دینا ضروری تھا۔ چنانچہ میں نے پائپر سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کیا اور پائپر کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو غزالی۔"

"تمہاری طرف سے مکمل خاموشی ہے مسٹر پائپر۔ خیریت؟"

"ایسی بات نہیں ہے ڈیئر غزالی۔ میں چیف کا انتظار کر رہا ہوں اور اس وقت ایئرپورٹ پر ہوں۔ اب سے دس منٹ کے بعد چیف ایک طیارے سے آنے والا ہے۔ میں نے سوچا تھا کہ اس کے آنے کے بعد تم سے گفتگو کروں گا۔"

"ان لوگوں کے بارے میں کچھ معلوم ہو سکا؟"

"ابھی تک کچھ نہیں۔"

"مجھے معلوم ہو گیا ہے۔"

"اوہ گڈ۔ کیا معلوم ہوا؟" پائپر نے پوچھا اور میں نے اسے ڈوڈن کاربو سے ہونے والی گفتگو سنا دی۔

پائپر خاموشی سے سنتا رہا۔ پھر اس نے کہا۔ "طیارہ سامنے اتر چکا ہے۔ تم انتظار کرنا غزالی میں تمہیں چیف سے گفتگو کے بعد صورت حال بتاؤں گا۔"

"اوکے پائپر۔ میں انتظار کروں گا۔" میں نے کہا۔ اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا۔

رات کو تقریباً ایک بجے ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا۔ اس کے انتظار میں جاگ رہا تھا۔ دوسری طرف سے آنے والی آواز مارٹن الیسٹرو کی تھی۔

"مسٹر غزالی؟"

"ہیلو مسٹر الیسٹرو۔"

"ہیلو۔ تمہارے بارے میں تمام تفصیلات معلوم ہو چکی ہیں غزالی اس لیے رسمی خیریت پوچھنا الفاظ ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ صرف ایک سوال کروں گا۔"

"جی مسٹر الیسٹرو؟"

"پہلے سرکاری شو کے بعد سے اب تک کسی اجنبی سامعین نے تو تم سے رابطہ قائم نہیں کیا؟"

"قطعی نہیں۔ اس سلسلے میں کوئی کامیابی نہیں ہو سکی۔" میں نے کسی قدر مایوس لہجے میں کہا۔

"اوہ نہیں مائی ڈیئر۔ یہ دیر طلب کام ہے۔ سب کچھ یہاں اسی جگہ نہیں ہو جانا تھا۔ ابھی تو اس کے لیے ہمیں نہ جانے کہاں کہاں مارے مارے پھرنا ہے۔ تمہیں مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ مستقبل آسانی سے تعمیر نہیں ہوتا۔ اس سلسلے میں فکر مت کرو۔ ہاں لوئس کارلو کی بات کرو۔"

"کیا آپ کو اس سلسلے میں تفصیلات بتا دی گئیں مسٹر الیسٹرو؟"

"تم نے یہ نہیں پوچھا کہ میں نے یہاں آنے کے اتنے دن بعد تمہیں کیوں مخاطب کیا۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"اس دوران میں لوئس کارلو کے بارے میں معلومات حاصل کر رہا تھا۔" مارٹن الیسٹرو نے خوشگوار لہجے میں کہا۔

"کچھ معلوم ہو سکا؟"

"یہاں تک کہ اس کی ماں اس کی پیدائش کے وقت ہی مر گئی تھی کیونکہ اس کا وزن ساڑھے پندرہ پونڈ تھا۔ اس سے زیادہ کسی کے بارے میں اور کیا جان سکتا ہے۔ وہ ایک جرمن باپ اور یونانی ماں کا بیٹا ہے۔ دولت اسے ماں اور باپ دونوں سے ملی ہے اور پھر اس میں بے پناہ اضافہ اس نے خود کیا ہے۔ اس وقت وہ دنیا کے گنے چنے بڑے دولت مندوں میں سے ایک ہے لیکن وہ مزید دولت حاصل کرنے کے ذرائع تلاش کرتا رہتا ہے اور یقیناً یہ بھی کوئی ایسا ہی معاملہ ہو گا۔"

"مسٹر الیسٹرو کمال ہے آپ نے اتنے مختصر وقت میں کچھ معلوم کر لیا۔"

"ڈوڈن کاربو اس وقت اس کی والی بال پوائنٹ والی پارٹی میں ہے لیکن غزالی میں اسے ہالینڈ میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ بہتر ہے کہ تم اسے ہالینڈ سے نکال لے جاؤ۔"

"میں؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔

"ہاں ایک اندازہ ہے میرا۔ ممکن ہے غلط ہے۔ تاہم غلط ہوا تو بعد میں کچھ اور سوچ لیں گے۔ اس کا کوئی نمائندہ ڈوڈن کے حوالے سے تم سے ملے تو اس سے دلچسپی سے پیش آؤ اور اگر خود لوئس کارلو تم سے ملاقات کرے تو ضرور ملو اور اس کی پیش کردہ شرائط قبول کر لو۔ کسی تردد کی ضرورت نہیں سب کچھ ہماری مرضی کے مطابق ہو گا۔ یہاں کہیں گڑبڑ ہوئی تو میں سنبھال لوں گا۔ تمہارے معاملے میں اب میں براہ راست کام کر رہا ہوں۔"

"اوکے مسٹر الیسٹرو۔ میرے خیال میں آپ نے میری بڑی مشکل حل کر دی۔"

"ہمارے درمیان دوستی اور تعاون کا رشتہ ہے ڈیئر۔ اور کوئی خاص بات؟"

"کوئی خاص بات تو نہیں ہے۔"

"اوکے اب آرام کرو۔"

دوسری صبح سب سے پہلے مجھ سے ملاقات کرنے والا ایک

...آفلیر تھا۔ اس نے ڈوڈن کاربو کے حصول کے لیے کی جانے والی کوششوں کے بارے میں مجھے بتایا اور تسلیاں دے کر چلا گیا۔ ...دوسرے ملاقاتی دو آدمی تھے جو خوبصورت اور قیمتی لباسوں میں ملبوس تھے۔

"آپ لوگوں نے ایمسٹرڈم میں ہلچل مچا دی ہے لیکن ہم نے سنا ہے کہ آپ کی ایک ساتھی لڑکی گم ہو گئی ہے۔ کیا آپ کو اس کے بارے میں کچھ معلوم ہو سکا؟"

"افسوس کہ ابھی تک نہیں۔"

"ہم اس سلسلے میں آپ کی مدد کر سکتے ہیں۔"

"کس طرح؟"

"آپ کو ہمارے ساتھ چلنا ہو گا۔"

"کہاں؟" میں نے پوچھا۔

"اس سوال کا فوری جواب ممکن نہیں ہے۔"

"آپ کا تعلق پولیس سے ہے؟"

"نہیں لیکن ہم آپ کی مشکل ضرور حل کر سکتے ہیں اور اس کے لیے آپ کو ہم پر اعتماد کرنا ہو گا۔"

میں سوچ میں ڈوب گیا۔ پھر میں نے گہری سانس لے کر کہا۔ "اگر کوئی دھوکا ہوا تو؟"

"آپ کو مجبور نہیں کیا جا رہا۔ آپ انکار کر سکتے ہیں۔"

"نہیں میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔ کیا میں کچھ لوگوں کو بھی ساتھ لے سکتا ہوں؟"

"نہیں۔ ہمیں صرف لیڈر کی ضرورت ہے۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

میں غور کرنے لگا۔ اس کے بعد میں نے ان کے ساتھ چلنے پر آمادگی کا اظہار کر دیا۔ سارا کھیل ہی رسک پر منحصر تھا اس لیے میں نے کسی کو اطلاع دینا ضروری نہیں سمجھا۔

سفید رنگ کی خوبصورت کار نے مجھے خوبصورت عمارت کے پورچ میں اتار دیا۔ یہاں آ کر وہ دونوں کچھ اور خوش اخلاق ہو گئے تھے۔ بالآخر مجھے ایک ہال نما کمرے میں پہنچا دیا گیا جہاں نفیس قیمتی قالین بچھا ہوا تھا۔ بہت نازک فرنیچر تھا اور ایک کرسی پر وہ خوش رو شخص بیٹھا ہوا تھا جسے پہچاننے میں مجھے کوئی دقت نہیں ہوئی۔ وہ لوئس کارلو ہی ہو سکتا تھا۔

"ہیلو۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہیلو۔" میں نے بھی پُراخلاق انداز میں کہا۔

"بیٹھو ڈیئر۔ کیسے مزاج ہیں تمہارے؟"

"شکریہ، مہربانی۔" میں اس کے اشارے پر بیٹھ گیا۔

"کس نام سے مخاطب کروں تمہیں؟"

"غزالی۔" میں نے جواب دیا۔

"پہلے تو میں تم لوگوں کے سلسلے میں حیرت کا اظہار کرتا ہوں۔ اور یہ کہ تمہارے نام بھی عام لوگوں سے مختلف ہوتے ہیں۔ دوسرے احمقوں کی طرح میں یہ بات ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں کہ تمہارا تعلق کسی پُراسرار دنیا سے ہے اگرچہ تم لوگوں کے کارنامے درحقیقت تمہیں دوسرے لوگوں سے الگ ثابت کرتے ہیں لیکن میں انہیں صرف تمہارا فن سمجھتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ یہ دور چونکا دینے کا ہے اگر تم نے کسی کو حیرت زدہ کر دیا تو سمجھو کہ اپنے مقصد میں مکمل طور سے کامیاب ہو اور میں اعتراف کرتا ہوں کہ تم لوگ چونکا دینے کی اہلیت رکھتے ہو۔"

"شکریہ جناب۔ لیکن میں ابھی تک آپ کے نام سے لاعلم ہوں۔" میں نے بدستور خلیق لہجے میں کہا۔

"اوہ یقیناً میرے ساتھیوں نے تمہیں میرا نام نہیں بتایا ہو گا تم مجھے لوئس کارلو کہہ سکتے ہو۔ ویسے لوئس کارلو کوئی اجنبی نام نہیں ہے۔ ایمسٹرڈیم میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے بیشتر ممالک میں اسے جانا جاتا ہے اور شاید تم نے بھی یہ کبھی یہ نام سنا ہو۔"

"ہاں یہ نام سنا ہوا ہے۔ مسٹر لوئس کارلو، لیکن اس وقت میرے ذہن میں کچھ عجیب سے احساسات ہیں۔ میں آپ کی اس شاندار شخصیت سے متاثر بھی ہوں لیکن جو کچھ مجھ سے کہا گیا ہے اور جو حالات میرے ساتھ پیش آئے ہیں ان کے باعث میں الجھن بھی محسوس کر رہا ہوں۔"

"غالباً تمہیں یہ بات دی گئی ہے کہ تمہاری ساتھی لڑکی میرے پاس ہے۔"

"ہاں اور یہ بات میرے لیے انتہائی تعجب خیز ہے۔"

"نہیں میرے دوست۔ تمہیں تعجب نہیں کرنا چاہیے۔ بعض معاملات ایسے ہوتے ہیں کہ انسان کو ان کے سلسلے میں خواہ مخواہ جارحیت کرنی پڑتی ہے۔ میں نے تمہارا شو دیکھا تھا۔ تم نے جو کمالات دکھائے تھے انہوں نے مجھے بے حد متاثر کیا تھا۔ بس اسے جنون سمجھ لو مجھے حیرت انگیز لوگوں سے عشق ہے اور میں کسی بھی طور ان کی تذلیل ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔"

"یہ تو بہت اچھی بات ہے جناب، لیکن اس کا میرے ساتھی کے اغوا سے کیا تعلق ہے؟"

"وہی بتا رہا ہوں دوست۔ تمہیں دیکھ کر میرے ذہن میں ایک انوکھا خیال ابھرا اور میں نے اس کی تکمیل کر ڈالی۔ میری عادت یہ ہے کہ جو چاہتا ہوں کر ڈالتا ہوں اور اس کے نتائج پر بعد میں غور کرتا ہوں۔ ویسے آج تک کی زندگی میں مجھے اپنے کیے پر کبھی پشیمانی نہیں ہوئی۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تب تو آپ انتہائی کامیاب آدمی ہیں مسٹر لوئس کارلو۔ ایسے لوگ بہت کم نظر آتے ہیں۔ آپ کی خود اعتمادی آپ کے چہرے سے ٹپکتی ہے۔ بلاشبہ آپ ایک متاثر کن شخصیت کے مالک ہیں لیکن میں پھر اسی سوال پر آؤں گا میری ساتھی کا اغوا کیا معنی رکھتا ہے؟"

"وہی بتانے والا ہوں مسٹر گازالی۔ میں آپ لوگوں سے ایک کام لینا چاہتا ہوں۔ میں نے یہ بات معلوم کرلی ہے کہ نیوسائنو میں دو مہینے کے لیے کیے گئے معاہدے کی رقم آپ نے کیا طے کی ہے۔ میں اس رقم کو آپ لوگوں کی شخصیت کے ساتھ ایک گندہ مذاق سمجھتا ہوں۔ آپ جیسے باصلاحیت لوگوں کو اس طرح سستے داموں نہیں بکنا چاہیے۔ لیکن یہ بھی ایک مجبوری ہے کہ ہر شخص وہ قیمت نہیں دے سکتا، جو لوئس کارلو دے سکتا ہے۔"

"قیمت؟"

"ہاں اس وقت کی جو آپ میرے لیے صرف کریں گے۔ اس کارنامے کی جو آپ میرے لیے انجام دیں گے۔ اتنی بڑی قیمت کہ آپ کم از کم ایک سال کے لیے فکرِ معاش سے بے نیاز ہو جائیں گے۔"

"اوہ۔ آپ کا مقصد ہے مسٹر کارلو کہ آپ ہم لوگوں سے کوئی کام لینا چاہتے ہیں؟"

"سو فیصدی، ایک انتہائی دلچسپ کام جسے کرتے ہوئے نہ تو آپ کو کسی مجرمانہ کیفیت کا احساس ہوگا اور نہ آپ بوریت محسوس کریں گے۔ آپ کے انتہائی حیرت انگیز اور پھرتیلے ساتھی، آپ کا وہ کرائے فائٹر اور وہ لڑکی جو اس وقت میرے قبضے میں ہے اور جو ذہنوں کو کتاب کی طرح کھول دیتی ہے۔ آپ سب لوگ مل کر میرا وہ کام کر سکتے ہیں جس کے لیے میں کافی عرصے سے پریشان ہوں۔ معاوضہ طے کر لیجیے مسٹر گازالی تاکہ اس کے بعد آپ کو کام کی نوعیت بتا دی جائے۔"

"کیا وہ کام کسی طرح غیر قانونی ہوگا؟" میں نے سوال کیا۔

"سو فیصدی غیر قانونی، اس قدر غیر قانونی کہ اگر قانون کی نگاہ آپ پر پڑ جائے تو وہ کبھی آپ کو معاف نہیں کر سکتا۔"

"مگر ہم غیر قانونی کام نہیں کر سکتے مسٹر لوئس کارلو۔"

"اس سلسلے میں آپ کو کسی کی زندگی سے نہیں کھیلنا ہوگا۔ کسی کو زخمی نہیں کرنا ہوگا۔ اس کے علاوہ وہ سب کچھ جو مجرمانہ زندگی میں تصور کیا جا سکتا ہے۔ پھر بھی اگر آپ اپنے آپ کو امن پسند اور پارسا ظاہر کریں تو آپ کو سختی سے وہ کام کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔ لوئس کارلو جانتا ہے کہ کوئی کام کس سے کس طرح لیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ بہتر یہی ہے مسٹر گازالی کہ آپ ہم سے دوستانہ معاہدہ کریں۔ آپ کو ہر قیمت پر وہ کام انجام [illegible] دوسری صورت میں آپ کہیں بھی شو نہیں کر سکیں گے اور [illegible] زندگی کرب و اذیت ہی میں گذرے گی۔ کیا سمجھے آپ؟ [illegible] صرف دھمکی نہ سمجھیں۔ میں جس کام کا تہیہ کر لیتا ہوں اس کے [illegible] کے اپنے آپ کو ہر قدم اٹھانے میں حق بجانب سمجھتا ہوں۔"

اس شخص کا لہجہ واضح تھا اور لہجے کی پختگی یہ بات [illegible] کہ جو کچھ وہ کہہ رہا ہے اس پر عمل کرنے کی اہلیت بھی رکھتا [illegible] میں سوچ میں ڈوب گیا اور پھر میں نے کہا۔

"اور اگر اس کام کی تکمیل کے بعد قانون کے ہاتھ ہم [illegible] گردنوں تک پہنچ جائیں تو؟"

"اس کا وعدہ کیا جا سکتا ہے کہ قانون آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ ہاں جن لوگوں کے خلاف آپ یہ کام کر [illegible] ان کی طرف سے آپ کو خطرہ رہے گا اور اس سے نمٹنا ہی [illegible] کارکردگی کا اعلیٰ نمونہ تصور کیا جائے گا۔ بس یہ معاملہ ہے [illegible] کارلو یہاں آ سکتی ہے لیکن اس وقت جب آپ ہم سے اس کی تکمیل کا معاہدہ کر لیں۔"

"میں بحالت مجبوری نہیں بلکہ ایک بہتر معاوضے والا [illegible] سمجھ کر آپ کی یہ پیشکش قبول کر سکتا ہوں مسٹر لوئس کارلو" میں نے بہت اطمینان سے کہا۔

"ہاں ہاں میں بھی یہ نہیں چاہتا کہ آپ کوئی کام میرے لیے بحالت مجبوری کریں۔ اس میں کوئی لطف نہیں۔ لطف اس میں ہے کہ آپ اپنی پوری توجہ اور محنت سے یہ کام انجام دیں۔ نیوسائنو کو آپ کے معاہدے کی پوری رقم ہرجانے کے ساتھ ادا کر دی جائے گی۔ اور ظاہر ہے کہ جب آپ میں سے ایک [illegible] کے کئی افراد اغوا ہو جائیں گے تو پھر نیوسائنو میں یہ شو ہو ہی نہیں سکتا، لیکن بہتر یہی ہوگا کہ نیوسائنو آپ کو آزاد کر دے۔ اگر آپ میرے کام کی تکمیل کا وعدہ کریں تو نیوسائنو سے میں نمٹ سکتا ہوں۔"

"اگر یہ رقم اتنی ہے جتنی آپ نے کہی ہے تو ٹھیک ہے۔ ہم وہ کام کرنے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن ہم کسی کی جان نہیں لیں گے۔ اس کے علاوہ جو بھی معاملہ ہوگا اس کے لیے ہم تیار [illegible]"

"یہ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ اس کام میں آپ کو کسی کی جان نہیں لینی پڑے گی۔ آپ لوگ اس بے پناہ صلاحیت کے مالک ہیں کہ کوئی ایسا کام جس میں آپ کی مزاحمت کی جائے آپ اپنی ذہنی قوتوں سے بھی لے سکتے ہیں۔"

"ہاں اس کی ذمہ داری قبول کی جا سکتی ہیں۔"

"تو پھر کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے مسٹر گازالی۔ یوں سمجھیں کہ

آپ کے اس اقرار نے ہمارے اور آپ کے درمیان دوستی کا رشتہ پیدا کر دیا ہے۔ جہاں تک معاوضے کا تعلق ہے تو یہ بھی آپ کو پیشگی ادا کیا جا سکتا ہے تاکہ آپ زیادہ سکون سے کام کر سکیں۔ کام کی تفصیل آپ کو سوئیڈن چل کر بتائی جائے گی۔"

"سوئیڈن؟" میں نے سوالیہ نگاہوں سے لوئس کارلو کو دیکھا۔

"ہاں سوئیڈن۔ آپ کو دو دن کے اندر اندر سوئیڈن روانہ ہونا ہوگا۔ میرے ساتھی آپ کی راہنمائی کریں گے۔ آپ کے پورے گروہ کے لیے انتظامات کر لیے جائیں گے۔ سوئیڈن میں آپ کو ایک بہترین رہائش گاہ دی جائے گی اور اس کے بعد کسی بھی وقت آپ سے وہ کام لیا جا سکتا ہے۔ جس کے لیے آپ کو تیار کیا جا رہا ہے۔"

"ٹھیک ہے، جب یہاں سے معاہدہ ختم ہو ہی رہا ہے تو پھر سوئیڈن جانا پڑے یا کہیں اور، ہمیں اس سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔"

"بالکل بالکل، اب میں آپ سے دوستانہ طور پر مصافحہ کر سکتا ہوں مسٹر گازالی، ویسے یوں سمجھ لیجیے کہ یہ کام میری زندگی کا ایک اہم مسئلہ ہے اور آپ کو اس سلسلے میں اتنا ہی سنجیدہ ہونا پڑے گا جتنا کہ خود میں ہوں۔"

میں نے مخلصانہ انداز میں گردن ہلا دی اور پھر ہم کافی دیر تک دوستانہ ماحول میں گفتگو کرتے رہے۔ غالباً لوئس کارلو نے اپنے کسی ساتھی کو ہدایات دے دی تھیں کیونکہ تھوڑی دیر کے بعد ڈوئن کارلو بھی وہیں پہنچ گئی۔ لوئس کارلو کے ساتھ مجھے بیٹھے دیکھ کر ڈوئن کے چہرے پر حیرت کے نقوش ابھر آئے تھے جو سو فیصدی مصنوعی تھے۔ لیکن وہ ایک اچھی اداکارہ تھی۔ لوئس کارلو اس وقت ڈوئن کا چہرہ ہی دیکھ رہا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر اس وقت ایک فخریہ مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ اس نے کہا۔

"ہاں میڈم کارلو، اب آپ لوگ میرے لیے ایک محترم حیثیت اختیار کر چکے ہیں کیونکہ میرے معاملات کا آپ سے براہ راست تعلق ہو گیا ہے۔"

"اگر مسٹر گازالی کسی مسئلے میں آپ کے ساتھ تعاون کرنا چاہتے ہیں مسٹر کارلو تو پھر بھلا ہم میں سے کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔"

"سو فیصدی سو فیصدی، مسٹر گازالی نے ہماری پیشکش قبول کر لی ہے اور یہ نہایت سمجھداری کی بات ہے۔ ہونا بھی یہی چاہیے۔ زندگی گذارنے کے لیے انسان کو ہمیشہ وہ راستے اپنانے چاہئیں جو پُرسکون ہوں اور پھر حقیقت یہی ہے مس کارلو کہ آپ لوگوں کو تقریباً ایک سال تک شو کر کے اتنی رقم نہیں مل سکتی تھی جتنی میں آپ کو اس چھوٹے سے کام کے سلسلے میں پیش کر دوں گا۔"

"یہ تمام باتیں ہم سے تعلق نہیں رکھتیں مسٹر کارلو۔ اگر چیف نے آپ کے ساتھ کوئی معاہدہ کر لیا ہے تو ہم میں سے ایک ایک شخص اس معاہدے کی پابندی کرنے پر مجبور ہے۔"

اس کے بعد لوئس کارلو نے ہماری بحد خاطر مدارات کی۔ پھر اس نے نہایت فراخدلانہ انداز میں ہمیں ہوٹل نیوسائنو بھجوانے کا بندوبست کر دیا۔ اس نے کہا تھا۔ کہ بہت جلد نیوسائنو سے رابطہ قائم کر کے وہ ہمیں اس معاہدے سے آزاد کرا دے گا جو ہم نے نیوسائنو سے کیا ہے۔ اس وقت تک اگر ہم نیوسائنو میں ہی قیام کریں تو کوئی حرج نہیں ہے بہرحال اب ہم اس کے ساتھی ہیں۔

وہی شاندار کار مجھے اور ڈوئن کارلو کو ہوٹل نیوسائنو چھوڑ گئی۔ سیمو تورا یا سامون سربراہوں میں سے کسی کو بھی اس بارے میں ابھی تک کوئی بات معلوم نہیں تھی سوائے ڈوئن کارلو کے۔ لیکن ہم لوگوں نے طے کیا تھا کہ ہم ایک دوسرے کو اس نئے پروگرام سے آگاہ کر دیں گے۔ ظاہر ہے کہ ان میں سے کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

سیمو تورا، تھوساس اور لیبوس کے ساتھ بیٹھ کر میں نے اپنی اس نئی مہم کی تفصیلات انہیں بتائیں اور وہ حیران رہ گئے۔

"لیکن ابھی تو نیوسائنو میں ہمارا۔۔۔!" تھوساس نے کہا۔

"ہاں مسٹر تھوساس، ہم نیوسائنو کے معاہدے سے آزاد بھی ہو جائیں گے اور پھر ایک بات آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ ابھی تک کسی سامون نے ہم سے رابطہ قائم نہیں کیا ہے، یہ تو ہمارے پروگرام میں شامل تھا کہ ہم ہالینڈ کے بعد کسی اور ملک کا سفر اختیار کریں گے۔ یوں سمجھ لیں کہ یہ دوہرا فائدہ ہے۔ ہم ان لوگوں کے مقصد کی تکمیل کے لیے وہاں جائیں گے اور اس کے بعد اپنی پبلسٹی اسی انداز میں کریں گے جس طرح ہم نے ہالینڈ میں کی تھی۔"

"وہ بالکل ٹھیک ہے مسٹر گازالی۔ اگر آپ اپنے اقدامات سے مطمئن ہیں تو بھلا ہم میں سے کسی کو اعتراض کا کیا حق پہنچتا ہے۔" سیمو تورا نے مطمئن انداز میں کہا۔ تھوساس اور لیبوس نے بھی اس کے بعد کسی قسم کی کوئی گفتگو نہیں کی اور یہ معاملہ طے ہو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گیا۔ بعد میں میں نے ٹرانسمیٹر پر مارٹن الیسٹرو سے رابطہ قائم کر کے یہ تفصیلات بتا دیں۔ جواب میں مارٹن الیسٹرو نے کہا۔

" مسٹر کازالی، تم اگر چاہو تو اب مجھ سے رابطہ بھی قائم نہ کرو۔ یوں سمجھ لو کہ تم لوگ پوری طرح ہماری نگاہوں میں ہو۔ اُن لوگوں کے ساتھ سوئیڈن کا سفر اختیار کرو اور اس بات سے بے فکر ہو جاؤ کہ آگے تمھیں کیا کرنا ہے تنظیم کے ارکان خود ہی صورت حال کو سنبھال لیں گے۔"

" ٹھیک ہے چیف میں سب کچھ آپ کی ہدایت کے مطابق ہی کر رہا ہوں لیکن میں نہیں چاہتا کہ میں مزید کسی الجھن میں گرفتار ہو جاؤں۔ میری اولین خواہش ہے کہ آپ کے حکم کی تعمیل کر کے اپنے وطن کی راہ لوں۔ لوئس کارلو کے جھگڑے میں پڑ کر میرا اور وقت ضائع ہو سکتا ہے اس لیے..." مارٹن الیسٹرو کے قہقہے نے میری بات کاٹ دی۔

" نہیں مسٹر غزالی۔ سنو تنظیم مالی ضروریات پوری کرنے کے لیے ایسے دولت مندوں کا شکار بھی کر لیتی ہے جو اپنی بے پناہ دولت سے اکتا جاتے ہیں اور اسے گنوانے پر تلے ہوتے ہیں۔ وہ اپنی ذہانت کے غلط انداز سے نکلتے ہیں اور بالآخر پھنس جاتے ہیں۔ کارلو بھی ایسے لوگوں میں سے ایک ہے۔ ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ تمھارے ذریعے وہ کیا کھیل کھیلنا چاہتا ہے۔ مسٹر غزالی ہم اگر چاہیں تو اس مرحلے پر اسے تلاش کر سکتے ہیں لیکن صرف اس لیے کہ تمھارا وقت ضائع ہو گا، ہم نے اسے اور اس کی دولت کو نظر انداز کر دیا ہے۔ تم اطمینان رکھو وہ صرف تمھیں سوئیڈن تک پہنچانے کا ذریعہ بنے گا اور اس سے زیادہ کچھ نہیں۔"

" ٹھیک ہے۔ اب میں مطمئن ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

" سوئیڈن تک کا سفر کافی دلچسپ رہا۔ ساموتوں کے بارے میں، میں نے اندازہ لگایا تھا کہ ان میں مرد مکمل طور پر سنجیدہ ہوتے ہیں جبکہ عورتیں زندگی سے بھرپور اور اظہار کے جذبے سے سرشار ہوتی ہیں۔ تین ساموتی عورتوں کو میں دیکھ چکا تھا جن میں پہلی ندرت تھی دوسری ڈوئن کارلو اور تیسری سیکا۔ تینوں ہی ساموتی مردوں سے بالکل مختلف تھیں۔ ندرت یا ہائی سا ابتدا میں اس لیے سنجیدہ تھی کہ وہ پریشان کن حالات سے گذر رہی تھی۔ بعد میں جب اسے ان حالات سے کسی قدر فراغت نصیب ہوئی تو اس نے

زندگی کی دوسری دلچسپیوں کا اظہار بھی کیا تھا۔ اس کے اظہارِ عشق کا انداز دلگداز تھا لیکن میں دل میں کسی اور کو بسا چکا تھا اور پھر جب سے ہائی سا کی عمر معلوم ہوئی اس وقت سے تو میری کیفیت اور بھی بے مزہ ہو گئی تھی وہ کم سے کم میری پرنانی کی ہم سن تھی۔ اور پرنانی کی ہم سن سے عشق کرنا شاید ہی کسی کے بس کی بات ہو۔

ڈوئن کارلو بھی شوخ اور چنچل تھی، ہنسنا ہنسا جانتی تھی اور اس کی معیت میں وقت اچھا گزرتا تھا لیکن میں نے تہیہ کر لیا تھا کہ اس سے اس کی عمر کبھی نہیں پوچھوں گا ورنہ خواہ مخواہ اس سے بھی ہیبت زدہ ہو جاؤں گا۔ لوئس کارلو نے سوئیڈن تک کے سفر کا بندوبست دلچسپ انداز میں کیا تھا۔ ہمیں اس سفر میں کوئی دقت نہیں ہوئی۔ ہماری منزل اسٹاک ہوم تھی۔

خوشنما ہائشی بلڈنگوں کی آبادی کے ایک مخصوص حصے میں ہماری رہائش کا بندوبست کیا گیا تھا۔ بلند و بالا عمارتیں پھولوں کے حسین قطعات سے گھری ہوئی تھیں چاروں طرف ایک لامتناہی سکون تھا۔ ماحول خاموش خاموش جیسے کچھ ہونے والا ہو۔ ہمیں ابھی تک یہ نہیں معلوم ہو سکا تھا کہ لوئس کارلو ہم سے کیا کام لینا چاہتا ہے۔ تاہم جلدی بھی نہیں تھی۔ مارٹن الیسٹرو اپنے طور پر مطمئن تھے اور لوئس کارلو کے خیال میں ہم پورے خلوص سے اس کے ساتھی بن گئے تھے۔ ساموتوں کے چہرے کا سکون بتا تھا کہ انھیں بھی اس بارے میں کوئی پریشانی نہیں ہے۔ بعض اوقات مجھے ان کا یہ سکون دیکھ کر ہنسی آجاتی تھی۔ اس وقت بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ ڈوئن سامنے ہی موجود تھی چونک کر مجھے دیکھنے لگی۔

" خیریت غزالی۔"

" کوئی خاص بات نہیں ہے۔"

" اوہ۔ اپنی ہنسی میں ہمیں شریک نہیں کرنا چاہتے!"

" خود پر ہنس رہا ہوں ڈوئن۔"

" کیوں؟"

" یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اب پوری زندگی ایسے ہی سیاحت کرتے گذر جائے گی۔ تم لوگوں کا سکون دیکھتا ہوں تو رشک آتا ہے۔"

" کیا ہم پرسکون ہیں غزالی؟" ڈوئن نے سوال کیا۔

" کم از کم میری نسبت تمھاری عمریں طویل ہیں۔ دس بیس سال گذر بھی گئے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا جب کہ

یہاں اصل زندگی ہی دس بیس سال کی ہوتی ہے۔ بچپن یوں گذر جاتا ہے کہ احساس ہی نہیں ہوتا۔ جوانی چند سال کے لیے آتی ہے اور اس کے بعد..."

ڈوئن سنجیدہ ہو گئی، ہمبوتورا اور دوسرے لوگوں کے چہرے بھی لٹک گئے تھے۔

میں پھر ہنس پڑا "ارے تم لوگ تو سنجیدہ ہو گئے۔ میرا مطلب یہ بھی نہیں تھا بس ایسے ہی کہہ دیا تھا" میں نے خوش دلی سے کہا۔

" نہیں گازالی یہ ایک ٹھوس حقیقت ہے جسے میں نے بارہا محسوس کیا ہے" ہمبوتورا نے کہا۔

" اوہ نہیں ہمبوتورا۔ میں نے اپنی زندگی تمھارے لیے وقف کر دی ہے۔ تمھارے مقصد کی تکمیل ہو جائے تو میں سمجھوں گا زندگی اچھی گذری" میں نے کہا کوئی کچھ نہیں بولا۔

جس عمارت میں ہمارا قیام تھا وہ سات منزلہ تھی۔ ایک منزل پہ چھ فلیٹ تھے اور ہمیں چوتھی منزل پوری دی گئی تھی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ عمارت کارلو کی ملکیت ہے۔ قیام کے چھ گھنٹے کے بعد کارلو نے دو آدمیوں کو ہمارے پاس بھیجا۔ اُن میں ایک مرد اور ایک عورت تھی۔ دونوں نے اپنا تعارف کرایا۔ مرد بولا۔

" مسٹر کارلو کی ہدایت ہے کہ آپ لوگوں کو کوئی تکلیف نہ ہو اور یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ آپ کو آپ کی پسند کی تفریح فراہم کی جائے۔ یہاں آپ کو ابھی تک کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی؟"

" ابھی تو نہیں مسٹر گب۔"

" آئندہ بھی نہیں ہو گی۔ غالباً آپ کو ابھی دو دن یہاں سکون سے گذارنے ہوں گے۔ اس کے بعد مسٹر کارلو آپ سے ملاقات کریں گے۔ آپ یہ دو دن جس طرح بھی گذارنا چاہیں، براہ کرم ہمیں بتا دیں تاکہ ہم آپ کے لیے پروگرام ترتیب دے سکیں۔"

" سب ٹھیک ہے مسٹر گب۔ آپ مطمئن رہیں ہم بہت آرام سے ہیں۔"

" کیا اسٹاک ہوم آپ کے لیے جانی پہچانی جگہ ہے؟" اس بار عورت نے سوال کیا، جس کی عمر تیس اور پینتیس کے درمیان ہو گی۔

" نہیں میڈم مارگریتا۔ ہم یہاں پہلی بار آئے ہیں۔"

" تب۔ اس دوران آپ کے لیے اسٹاک ہوم کی سیاحت باعث دلچسپی رہے گی۔ میں آپ لوگوں کے لیے گاڑیوں کا بندوبست کیے دیتی ہوں، آپ جہاں چاہیں، آجا سکتے ہیں، ہمیں آپ کی یہ خدمت کر کے خوشی ہو گی۔"

" میرا خیال ہے ہمیں اس کی ضرورت نہیں کیوں مسٹر تھوماس، مسٹر لیبوس کیا آپ؟"

" نہیں ہمیں پُرسکون گوشے پسند ہیں" دونوں

رومانی ناول

آنٹی قیمت ۸۰/- روپے رضیہ بٹ

دیوانگی قیمت ۸۰/- روپے دیبا خانم

آرزوئے دل قیمت ۸۰/- روپے دیبا خانم

پنجرہ قیمت ۵۰/- روپے گلشن نندہ

بہار و پھول برساؤ قیمت ۵۰/- اُمِّ لیلیٰ

علی میاں بکسیلرز

اُردو بازار لاہور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے بیک وقت جواب دیا اور اسی وقت ڈوئن کارلو بول اٹھی۔

"لیکن ڈیر غزالی، فرصت کے ان دو دنوں میں اگر ہم اسٹاک ہوم اور اس کے نواحی علاقوں کی سیر کر لیں تو کیا حرج ہے۔؟"

میں نے مسکراتی نگاہوں سے ڈوئن کارلو کی طرف دیکھا تو اس نے اپنے ہاتھوں کی انگلیاں اُٹھا دیں اور انہیں جنبش دینے لگی۔ انداز ایسا تھا کہ کسی کو شبہ بھی نہ ہو سکے لیکن اشاروں کی زبان میں اس نے کہا کہ سب نہ سہی اگر ہم دونوں ہی اسٹاک ہوم کی حقیقتوں سے واقف ہو جائیں تو یہ ہمارے حق میں بہتر رہے گا۔

میں نے گب سے کہا "میری ساتھی اسٹاک ہوم کی سیر کرنا چاہتی ہے۔ اگر آپ آسانی سے بندوبست کر سکیں تو...."

گب نے جلدی سے کہا "آسانی کا کیا سوال ہے، ہمیں تو بہت خوشی ہو گی۔ آپ لوگوں کو کل صبح گاڑی مل جائے گی، مزید لوگوں کے لیے بھی عمارت کی پارکنگ میں گاڑیاں موجود ہوں گی۔ جو جہاں جانا چاہے جا سکتا ہے۔ مسٹر کارلو کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہمارے ڈرائیور آپ کو تمام علاقوں میں گھمانے کے بعد یہاں واپس پہنچا دیں گے۔"

"تو بس پھر ایک ہی گاڑی کافی ہے۔ یہ لوگ سیر و سیاحت کے عادی نہیں ہیں۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور مارگریتا بھی مسکرا دی۔

ان دونوں کے جانے کے بعد ڈوئن کارلو نے کہا۔ "میں اسٹاک ہوم دیکھنا چاہتی ہوں۔" کسی نے اس بات پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔

دن گذر گیا اور رات ہو گئی۔ فلیٹ کی کھڑکیوں سے اسٹاک ہوم کے روشن مناظر نظر آنے لگے۔ زندگی سے بھرپور شہر تھا۔ انتہائی حسین اور خوشنما رات کو ہم دیر تک گفتگو کرتے رہے اور پھر جب میں اپنے کمرے میں سونے کے لیے گیا تو میں نے احتیاطاً مارٹن ایسٹرو سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی۔ لیکن دوسری طرف سے آنے والی آواز سیکا کی تھی۔ میں اب سیکا کی آواز بھی پہچاننے لگا تھا۔ اس نے کہا۔

"ہیلو۔ مسٹر غزالی۔ چیف تو یہاں اسٹاک ہوم میں موجود نہیں ہے۔ لیکن ایڈی پابند ہے۔ مجھے بھی یہاں بھیج دیا گیا ہے۔"

"ایڈی اس وقت کہاں ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"کچھ انتظامات کر رہا ہے آپ لوگوں کے سلسلے میں۔ کوئی خاص بات ہو تو مجھے بتا دیجئے۔"

"جب تم لوگ ہمارے معمولات سے اس حد تک واقف ہو تو پھر بتانا کیا معنی رکھتا ہے۔ کیا تمہیں علم ہے سیکا کہ ہم لوگوں کا قیام کہاں ہے۔"

"ہاں۔ کیوں نہیں۔ ویرن ہال اپارٹمنٹ۔ چوتھی منزل۔" سیکا نے جواب دیا۔

"بس۔ کوئی خاص اطلاع نہیں دینی۔ لونس کارلو اپنے کام کے سلسلے میں ہم سے دو دن کے بعد ملاقات کرے گا۔"

"بالکل ٹھیک ہے۔ ہم ان معاملات سے خاصی واقفیت رکھتے ہیں۔ اگر کوئی اہم بات ہوئی مسٹر غزالی تو آپ کو اس سلسلے میں اطلاع دی جائے گی۔"

میں نے کوئی رسمی گفتگو نہیں کی اور رابطہ منقطع کر دیا گیا۔

دوسرے دن وعدے کے مطابق گب نے سرخ رنگ کی ایک خوبصورت کار ہمارے لیے بھیج دی۔ ڈوئن کارلو پہلے سے تیار ہو گئی تھی۔ وہ ایک شوخ اور بھڑکیلا لباس پہنے ہوئے تھی۔

ہم نیچے آ گئے۔ باادب ڈرائیور نے عقبی دروازہ کھول دیا۔

میں نے اس سے انگریزی زبان میں اسٹاک ہوم کے تفریحی مقامات کے بارے میں سوالات کیے تو اس نے بہت ہی شستہ انگریزی میں جواب دیا کہ یوں تو اسٹاک ہوم میں دیکھنے کے لیے بہت سی چیزیں ہیں لیکن اس کے نواحی علاقے بہت ہی خوبصورت ہیں۔ اگر آپ ان کی سیر کرنا چاہیں تو...."

میں نے ڈرائیور کو اجازت دے دی۔ ڈرائیور کی نفیس انگریزی مجھے پسند آئی تھی۔ کار آگے بڑھ گئی۔ ڈرائیور خاموش بیٹھا تھا۔

پہلے ہم اسٹاک ہوم کی جدید نواحی بستیوں سے گذرے اور پھر چھوٹے چھوٹے خوبصورت قصبوں کے درمیان سے گذرنے کے بعد بالآخر ایک بڑی شاہراہ سے مڑ کر ہم ہرے بھرے کھیتوں کے درمیان ایک چھوٹی سی پگڈنڈی پر چل پڑے یہاں اندھیرا سا چھایا ہوا تھا۔ صنوبر کے جنگلوں سے گذرنے کے بعد دور اُفق پر ایک جھیل نظر آئی جس کے کنارے

ایک خوبصورت پارک بنا ہوا تھا۔ جھیل کے نزدیک پہنچے تو سینکڑوں لوگوں کو سوئیڈن کے مخصوص روایتی لباسوں میں ملبوس خوش گپیوں میں مصروف پایا۔ قریب کے جنگل سے کاٹے ہوئے سفیدے کے تنے، زمین میں گاڑ کر جنگلی بیلوں اور خوشنما پھولوں سے سجا دیے گئے تھے سبزے کے ان ستونوں کے پاس میزوں پر کھانے پینے کی اشیاء سرو کی جا رہی تھیں اور مقامی موسیقاروں کا ایک طائفہ سوئیڈن کے روایتی رقص کی دھن میں رقص و موسیقی کے مظاہرے کر رہا تھا۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ کر سجے ہوئے تنوں کے گرد ایک دائرہ سا بنا کر ناچ رہے تھے۔

ڈرائیور نے مجھے بتایا کہ یہ دن مڈسمر ڈیز کہلاتے ہیں۔ اور ان دنوں میں اس علاقے میں یہی کیفیت رہتی ہے سوئیڈن کے لوگ جوق در جوق یہاں آتے ہیں اور جشنِ مسرت میں شریک ہو جاتے ہیں۔

ڈوئن کارلو کو یہ جشنِ مسرت بہت پسند آیا تھا، چنانچہ وہ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے، موسیقاروں اور رقص کرنے والوں کے درمیان سے گذرتی ہوئی ایک میز پر آ بیٹھی مجھے بھی کافی دلچسپی محسوس ہو رہی تھی۔ ہم لوگوں نے اپنے لیے کھانے پینے کی کچھ اشیاء طلب کیں۔ ڈرائیور کار ہی میں بیٹھا رہ گیا تھا۔ کچی مچھلی کے سینڈوچ اور کافی بلاشبہ بہت لذیذ تھی۔ میں ڈوئن کارلو کے ساتھ رقص و موسیقی کی اس دنیا میں کھو کر تھوڑی دیر کے لیے ماحول کو بھول گیا۔ میری نگاہیں رقص کرنے والے کھلکھلاتے پُرمسرت جوڑوں پر مرکوز تھیں۔ بوٹے سے قد کی ایک لمبے بالوں والی لڑکی سفید لباس میں ملبوس ایک دائرے کی صورت میں گھوم رہی تھی، جس کے درمیان اس کا بدن کسی کنول کی مانند کھلا ہوا محسوس ہوتا تھا۔ نجانے کیوں میری نگاہیں ان دائروں کے ساتھ سفر کرتی ہوئی اس کے چہرے پر جم گئیں۔ ایک مدھم سی سکوتی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر چسپاں تھی۔ اور اس مسکراہٹ سے اوپر دو حسین جھیل جیسی آنکھیں مجھے تک رہی تھیں، جیسے منتظر ہوں کہ میں اُن کے قریب پہنچ جاؤں۔ پھر ان آنکھوں میں ایک شکایتی کیفیت پیدا ہو گئی۔ ہونٹوں کی مسکراہٹ مدھم پڑ گئی۔ جھکی ہوئی پلکوں سے آنسوؤں کے دو قطرے بہہ کر رخساروں پر ڈھلک آئے اور دفعتاً میرے ہاتھ میں کافی چھلک گئی۔ ڈوئن کارلو نے چونک کر مجھے دیکھا اور جلدی سے اپنا رومال نکال کر میرے ہاتھ پر رکھ دیا۔

"کیا ہوا غزالی؟" اس نے سوال کیا۔

"کچھ نہیں بس ذرا کافی چھلک گئی تھی۔"

ڈوئن کارلو نے ایک لمحے کے لیے عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پھر کرسی کی پشت سے ٹیک لگا لی۔

"تم ان دنوں کچھ بددل سے نظر آتے ہو۔ غزالی، آخر کیا بات ہے!"

"تمہاری حماقت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں۔"

ڈوئن کارلو اس انداز میں خاموش ہو گئی جیسے مجھے میرے حال پر چھوڑ دینا چاہتی ہو لیکن میرے الفاظ پر اس نے یقین نہ کیا ہو۔ میں بھی اس سے زیادہ اُسے کچھ بتانا پسند نہیں کرتا تھا۔ بھلا میں کیوں کہتا اس سے کہ یہ آنکھیں۔ یہ حسین آنکھیں جن میں لرزتے آنسو مجھے میرے جرم کا احساس دلا رہے ہیں، تنویر کی ہیں، وہ جو اپنی دنیا میں بیٹھی یہی سوچتی ہو گی کہ کس پاگل سے دل لگا بیٹھی۔ کیا ملے گا اُسے۔ چند لمحوں کے لیے میرا ذہن بوجھل ہو گیا۔

ڈوئن کارلو کافی دیر تک خاموشی سے رقص کرنے والوں کو دیکھتی رہی پھر بولی۔

"یوں لگتا ہے جیسے تم یہاں آکر ماضی کی کسی یاد میں کھو گئے ہو۔ اگر یہاں جی نہ لگ رہا ہو تو چلیں یہاں سے؟"

"اوہ۔ نہیں ڈوئن۔ ہاں مجھے کچھ یاد آگیا تھا۔" میں نے اپنا موڈ بدلتے ہوئے کہا اور اس کے بعد ہم وہاں سے اٹھ گئے۔

ڈرائیور ہمیں لے کر چل پڑا۔

ہم سینٹرل پل پر آ گئے۔ پل کے پہلو سے اسٹاک ہوم کے ٹاؤن ہال کو سیڑھیاں اُترتی تھیں۔ یہ شہر وینس کی طرح چند بڑے جزیروں کا مجموعہ ہے جنہیں اطالوی طرز کے پل ایک دوسرے سے ملاتے ہیں۔ یہاں سیر کرنے کے بعد ہم شہزادہ یوجین کا محل دیکھنے گئے جو گھنے درختوں اور سرسبز پہاڑیوں کے درمیان واقع ہے۔ یہاں سے سمندر کی ایک شاخ نہر کی صورت میں اسٹاک ہوم کے شہر میں داخل ہوتی ہے۔ پھولوں کے تختوں اور بلند درختوں کے درمیان سے گذرتے ہوئے ہم سمندر کے کنارے آ گئے جہاں بے شمار لوگ بینچوں پر بیٹھے دھوپ اور سمندری ہوا سے لُطف اندوز ہو رہے تھے۔

رات کا کھانا ایک خوبصورت سے ریستوراں میں کھایا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور پورے دن کی آوارہ گردی کے بعد ڈرائیور نے ہمیں ہماری منزل پر لاکر چھوڑ دیا اور دوسرے دن صبح آنے کا وعدہ کر کے چلا گیا۔

دوسرے دن صبح سیر و سیاحت کا موڈ نہیں بنا تھا۔ ڈوئن کاربو نے بھی اس سلسلے میں اصرار نہیں کیا۔ چنانچہ یہ سارا دن پھیکے پھیکے سے انداز میں عمارت ہی میں گذارا پڑا سمبو تورا وغیرہ کے ساتھ نشستیں رہیں ان میں مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔ لیکن نہایت محتاط کیونکہ اس خیال کو کسی بھی طور پس پشت نہیں ڈالا جاسکتا تھا کہ ہماری گفتگو مارٹن ایسٹرو کے علم میں رہتی ہے۔ کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کی شکل کے ٹرانسمیٹر کے علاوہ بھی کوئی اور ذریعہ تھا جس سے وہ ہمارے اقدامات سے باخبر رہتا تھا۔ بہرحال ہم نے اشاروں کی زبان ایجاد کر کے اس کا توڑ دریافت کر لیا تھا۔

ساموتوں کی کیفیت بھی عجیب تھی۔ بعض اوقات میں خود کو ایک اسکول ماسٹر سمجھتا تھا جسے پوری کلاس کا خیال ہوتا ہے یا پھر ایک ایسا باپ جس کے بےشمار بچے ہوں اور وہ ان کے مستقبل کے لیے فکرمند رہتا ہو۔ ان لوگوں پر کبھی کبھی جھنجھلاہٹ بھی ہوتی تھی مجھے مصیبت میں پھنسا دیا تھا اور خود پرسکون تھے لیکن اس اعتماد کی بھی کوئی مثال نہیں تھی جو انھیں مجھ پر تھا۔ اپنا مسئلہ میرے سپرد کر کے وہ خاموش بیٹھ گئے تھے۔ جیسے انھیں ان کی مشکلوں کا حل مل گیا ہو۔ اگر میں ان سے کسی گڑھے میں کود کر خودکشی کرنے کے لیے کہتا تو ان میں سے کون تھا جو اس سے انکار کرتا۔ یہی کیفیت مار دیتی تھی اور یہ سوچنے کے بعد سوچنے کے لیے مزید کچھ نہیں رہتا تھا۔

وقت گذرتا رہا۔ پھر گب نے ملاقات کر کے بتایا۔ ”آج رات کارلو تم سے ملاقات کرنا چاہتا ہے تاکہ تمھیں وہ سب کچھ بتادے جو وہ چاہتا ہے۔ کیا تم خود کو ذہنی طور پر تیار پاتے ہو؟“

”میں تو بے چینی سے اس ملاقات کا انتظار کر رہا ہوں۔“ میں نے جواب دیا۔

”ڈنر تمھیں کارلو کے ساتھ کرنا ہے۔“

”کیا صرف میں اس سے ملاقات کروں گا؟“

”ہاں صرف تم۔ کیونکہ تم لیڈر ہو۔“

”بہتر ہے میں کس وقت انتظار کروں؟“

”ٹھیک آٹھ بجے۔“ گب نے کہا اور میں نے گردن ہلا دی۔

گب کے جانے کے بعد میں نے دوسرے لوگوں کو اس ملاقات کے بارے میں بتایا۔ کسی نے کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ انھیں مجھ پر اعتماد تھا اور وہ میرے کسی فیصلے پر تبصرہ نہیں کرتے تھے۔ اس کے بعد میں نے احتیاطاً ایڈی پائپر کو گب کی اطلاع کے بارے میں بتایا اور ایڈی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تمھاری اطلاع کا شکریہ۔ ہم اس پروگرام سے واقف ہیں۔“

”تنظیم جادوگروں کا گروہ ہے اس کا مجھے اندازہ ہو چکا ہے۔“ میں نے گہری سانس لے کر کہا۔

”تم بھی اب اس گروہ کے جادوگر ہو عنزال۔ اطمینان رکھو ہم کارلو کا گہرا جائزہ لے رہے ہیں۔ تمھیں بہت جلد اس کے چنگل سے آزاد کرا لیا جائے گا۔“ ٹرانسمیٹر بند کرنے کے بعد میں لوئس کارلو کے بارے میں سوچنے لگا۔

وقت مقررہ پر گب میرے پاس آگیا۔ میں تیار تھا چنانچہ وہ ایک خوبصورت کار میں مجھے لے کر چل پڑا اور تھوڑی دیر کے بعد میں ایک عمارت میں پہنچ گیا جہاں لوئس کارلو نے مسکراتے ہوئے میرا استقبال کیا۔

”مجھے یقین ہے کہ تمھیں یہاں کوئی تکلیف نہیں ہوئی ہوگی۔“ اس نے مجھ سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

”بے حد شکریہ مسٹر کارلو! میں نے یہاں بہت اچھا وقت گذارا ہے!“

”آؤ کھانے کا وقت ہو چکا ہے ہم کھانے کے بعد گفتگو کریں گے۔“ اس نے کہا۔

ڈنر ٹیبل بہت وسیع تھی اور اس پر انواع و اقسام کے کھانے سجے ہوئے تھے۔ پوری میز پر صرف ہم دو شخص تھے۔ کھانا خاموشی سے کھایا گیا اس کے بعد ہم ایک نشست گاہ میں آگئے۔ لوئس کارلو نے ایک لمبا سگار دانتوں میں دبایا اور اسے سلگا کر گہرے گہرے کش لینے لگا پھر بولا۔

”وقت آگیا ہے کہ میں تمھیں اپنے مقصد سے آگاہ کر دوں۔ میرے پاس افراد کی کمی نہیں ہے۔ میں چاہوں تو انسانوں کی ایک پوری فوج اس جگہ بھیج سکتا ہوں جہاں میرا دشمن چھپا بیٹھا ہے۔ لیکن عام لوگ اس کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکتے اور بلاوجہ انسانی زندگیوں کا خاتمہ مجھے پسند نہیں۔ میں نے تم لوگوں کے حیرت انگیز کارنامے دیکھے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تم عام انسانوں سے یکسر مختلف معلوم ہوتے ہو۔ اس لیے میں نے تمھارا انتخاب کیا ہے۔ تم میرا کام کر دو، میں تمھیں مالامال کر دوں گا۔“

میں نے کوئی جواب نہیں دیا اور اس کی صورت دیکھتا رہا۔

اس نے سگار کے بہت سے کش لیے پھر بولا۔ ”میرے اجداد وائکنگز تھے اور انھیں کا وحشی خون میری رگوں میں گردش کر رہا ہے۔ دولت میری نگاہوں میں ایک بے حقیقت شے ہے۔ میں اس کے انبار پر لات مار سکتا ہوں لیکن کسی ایسے شخص کا وجود نہیں برداشت کر سکتا جس نے کسی طور سے مجھ پر فوقیت حاصل کر لی ہو اور وہ مردود...“ لوئس کارلو نے بقیہ سگار میز کے کنارے سے رگڑ دیا، جس سے اندازہ ہوا کہ وہ سخت طیش میں آگیا ہے۔

”لیپ لینڈ کے بارے میں کیا جانتے ہو۔“

”کچھ نہیں۔“ میں نے فوراً جواب دیا۔

”سوئیڈن کا روایتی علاقہ ہے۔ اسکیمو لینڈ سے ملحق برف کی سرزمین کا ایک بڑا علاقہ، کسی زمانے میں میکلاؤس کارلو کا مسکن تھا اور یہ شخص میرا دادا تھا، وائکنگز لٹیروں کا سردار جس نے لیپ لینڈ میں لوٹے ہوئے خزانوں کے انبار لگا رکھے تھے۔ میرا باپ اس کے نقش قدم پر نہ چل سکا اور اس نے یونیورسٹی کے ایک پروفیسر کی حیثیت سے زندگی گذار دی۔ لیکن میں نے اپنے دادا سے تربیت حاصل کی تھی۔ میں دولت کا حصول اور اس کا استعمال جانتا تھا۔

”ہرچند کہ میں لٹیرا نہیں بن سکا لیکن بدلتے ہوئے وقت کے ساتھ ساتھ اپنے دادا کے زیرِ تربیت میں نے دولت بڑھانے کے گر سیکھ لیے۔ لیپ لینڈ کا تقریباً تمام خزانہ میرے قبضے میں آچکا ہے لیکن وہ علاقہ میرے لیے بہت اہمیت رکھتا تھا خاص طور سے اس لیے کہ میرے دادا نے وہاں اپنے کاروبار کے لیے بہترین انتظامات کر رکھے تھے۔ لیکن اسکیمو لینڈ کے معصوم باشندوں کو نجانے کس طرح ورغلا کر ایک چور اس علاقے میں گھس آیا۔ اور اس نے وہاں مکمل قبضہ جما لیا۔ راستے مسدود کر دیے گئے۔ اور جب میں نے اس سلسلے میں کارروائی کرنا چاہی تو کچھ ایسے انداز میں مدافعت کی گئی کہ میں کامیاب نہیں ہو سکا۔

”وہ ایک شاطر آدمی ہے۔ اور اپنی شاطرانہ چالوں کے ذریعے اس نے وہاں ایسے انتظامات کیے ہیں کہ اس کے خلاف کی جانے والی ہر کارروائی ناکام رہی۔ اسکیمو لینڈ کے باشندے اسے ایک دیوتا کا درجہ دیتے ہیں۔ انہیں کی مدد سے اس نے برف کی اس سرزمین پر ایسے ایسے چکر چلا رکھے ہیں جو سمجھ میں نہیں آتے۔ میں اپنی کئی کوششوں میں ناکام ہو چکا ہوں اور ناکامی کے اسباب کا میں نے اچھی طرح جائزہ لیا ہے۔ اس نے برف کی اس سرزمین پر جو انوکھی چیزیں بنا رکھی ہیں وہ میرے ساتھیوں کو بےحواس کر دیتی ہیں۔

”تم لوگوں کو دیکھنے کے بعد میرے ذہن میں یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ صرف تم ہو جو وہاں کامیاب ہو سکتے ہو، چھلاوے برق رفتار اور پُراسرار قوتوں کے مالک۔ چنانچہ میرے دوست یہاں معاملہ دولت کے حصول کا نہیں۔ میں تو صرف اپنی شکست کا انتقام لینا چاہتا ہوں۔ تم لیپ لینڈ میں داخل ہو جاؤ۔ کس طرح؟ اس کا فیصلہ کرنا تمھارا اپنا کام ہے۔ میں تو اس چور کو گرفتار دیکھنا چاہتا ہوں۔ زندہ یا مردہ۔“

میں خاموشی سے لوئس کارلو کی باتیں سن رہا تھا پھر میں نے آہستہ سے کہا۔

”ڈیئر مسٹر کارلو۔ ہم لوگ بازی گر ہیں کسی کو قتل کرنا ہمارے لیے ممکن نہیں ہوگا۔“

”میں تو یہ کہتا ہوں کہ وہ زندہ ہاتھ آجائے تو بہتر ہے اور یہ کام تمھیں کرنا ہی ہوگا کیونکہ میرے اور تمھارے درمیان معاہدہ ہو چکا ہے۔ اگر تم نے اس معاہدے کی خلاف ورزی کی تو پھر تم اپنا پروفیشن جاری نہ رکھ سکو گے۔“

لوئس کارلو کے چہرے پر اس کے آباؤ اجداد کا عکس دکھائی دے رہا تھا، وائی کنگز قبیلے جو وحشت اور بربریت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔

تھوڑی دیر تک سوچتے رہنے کے بعد میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور میں نے آہستہ سے کہا۔

”ٹھیک ہے مسٹر کارلو۔ میں دراصل آپ کو یہ بتانا چاہتا تھا کہ ہم لوگ بازی گر ہیں اور دوسری طرح کے کاموں کے ماہر نہیں ہیں۔ اگر ہم اپنی ان کوششوں میں ناکام رہے تو اس کے بعد آپ ہمارے ساتھ کیا سلوک کریں گے۔“

”تم اپنی مخلصانہ کوششیں جاری رکھو۔ ناکام رہے تو ظاہر ہے کہ میں تمھیں مزید مجبور نہیں کروں گا، لیکن میں جانتا ہوں کہ یہ کام تم ہی جیسے لوگوں کا ہے۔ جرائم پیشہ یا قتل و غارت گری کرنیوالے لوگ یہ کام نہیں کر سکتے۔ لیپ لینڈ کے اطراف میں آباد اسکیمو باشندے بازی گری اور دوسری تفریحات کے رسیا ہیں۔ تم ان کے دل موہ سکتے ہو اور اس طرح تمھیں دوسروں کی نسبت آسانی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔"

لوئس کارلو مجھ سے کافی دیر تک گفتگو کرتا رہا۔ لیپ لینڈ میں جس شخص نے لوئس کارلو کے علاقے پر قبضہ جما رکھا تھا وہ یوگورین کے نام سے مشہور تھا۔ لوئس کارلو نے اس کی پُراسرار قوتوں کا بطور خاص تذکرہ کیا۔ اس نے کہا۔

"اسکیمو لینڈ کے سادہ لوح باشندے اس کے سحر میں گرفتار ہو گئے ہیں۔ اس نے انھیں ہپناٹائز کر دیا ہے۔"

لوئس کارلو نے اتنا ہی کہا تھا کہ باہر زوردار دھماکے سنائی دیے اور اس کے ساتھ ہی کچھ چیخیں بلند ہوئیں۔ کارلو چونک کر خاموش ہو گیا۔ پھر اسٹین گن چلنے کی آواز آئی اور کچھ اور چیخیں گونج اٹھیں۔ کارلو اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے ایک طرف جھپٹ کر پستول نکالا اور دروازے کی طرف لپکا لیکن جونہی اس نے دروازہ کھولا ایک زوردار ہاتھ اس کے منہ پہ پڑا اور وہ فرش کے بیچوں بیچ آ گرا۔

اندر داخل ہونے والا مارٹن الیسٹرو تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر گرے ہوئے کارلو کی کلائی پر پاؤں رکھ دیا اور کارلو کے حلق سے کراہ نکل گئی۔ مارٹن الیسٹرو نے اس کے ہاتھ میں دبے ہوئے پستول پر ٹھوکر مار کر اسے دور پھینک دیا۔

"وائکنگز کا دور ختم ہوئے عرصہ بیت گیا کارلو۔ تم آج تک خود کو اسی دور میں سمجھتے ہو۔"

"کون۔ کون ہو تم۔ کیا بات ہے، مجھ سے کیا چاہتے ہو؟"

کارلو نے خود کو چھڑانے کے لیے زور لگایا لیکن اپنی کوشش میں ناکام رہا۔ الیسٹرو نے پیچھے رُخ کر کے کسی کو آواز دی۔ چند آدمی اندر داخل ہو گئے جن میں ایڈی پائپر بھی تھا۔

"اسے سنبھالو"۔ الیسٹرو نے ایڈی پائپر سے کہا اور بقیہ افراد نے کارلو کو مضبوطی سے جکڑ لیا۔ پھر وہ اسے گھسیٹتے ہوئے باہر لے گئے۔

مارٹن الیسٹرو نے مسکراتے ہوئے کہا "چنانچہ لوئس کارلو کی کہانی ختم ہو گئی۔ میں اس بے وقوف کو ہلاک نہیں کروں گا۔ اسے بس اس بات کی سزا ملی ہے کہ اس نے تمھیں پریشان کیا۔ آؤ۔"

باہر کے حالات کا اندازہ نہیں ہو سکا۔ مارٹن الیسٹرو مجھے ساتھ لے کر باہر نکل آیا۔ اور پھر میں اس کے ساتھ

میرے بہترین افسانے
از امرتا پریتم ○ قیمت 22/50
علی میاں پبلیکیشنز اردو بازار لاہور

اس کی گاڑی میں بیٹھ کر چل پڑا۔

راستے میں الیسٹرو کسی سوچ میں ڈوبا رہا۔ اس نے مجھے میری رہائش گاہ پر اتار دیا اور بولا "تم آرام کرو۔ یہ جھگڑا اب ختم سمجھو۔ میں چلتا ہوں۔" یہ کہہ کر وہ روانہ ہو گیا۔

سمبوتورا وغیرہ میرا انتظار کر رہے تھے۔ میں نے انھیں صورتحال بتائی۔

دوسرا دن پُرسکون گزرا لیکن رات کو مارٹن الیسٹرو نے مجھے طلب کر لیا۔ ٹرانسمیٹر پر ایڈی کا پیغام ملا تھا اس نے میرے لیے کار بھیجی تھی۔ مارٹن الیسٹرو برنر نامی ہوٹل کے ایک کمرے میں مجھ سے ملا۔

"بات ایسی ہی تھی کہ میں نے تم سے ملنا ضروری سمجھا۔"

"خیریت مسٹر الیسٹرو؟"

"لوئس کارلو کے انکشافات نے ایک نئی راہ کھولی ہے۔ کیا اس نے تمھیں پُراسرار یوگورین کے بارے میں بتایا ہے؟"

"ہاں اس کی مہم اسی کے خلاف تھی۔"

"اس نے کیا کہا تھا ذرا یاد کر کے بتاؤ۔"

میں نے لوئس کارلو کی گفتگو الیسٹرو کو سنا دی۔

"ان باتوں کو سن کر تمھارے ذہن میں کوئی خیال نہیں ابھرا؟"

"کیسا خیال؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"کیا وہ سامون نہیں ہو سکتا؟"

"کون؟" میں تعجب سے بولا۔

"یوگورین" مارٹن الیسٹرو نے کہا اور میرے ذہن میں شیشہ سا چٹخ گیا۔

"اس کی خصوصیات۔ اس کا انداز۔ غور کرو، تھوساس نے بھی ایک روحانی پیشوا کا روپ دھارا تھا۔ اور اور"

مارٹن الیسٹرو نے شاید کچھ اور بھی کہا لیکن میرے ذہن میں گوشائی تبت کی وادیاں اور سمبوتورا آ گئے۔ یہ لوگ اسی طور پر خود کو روشناس کراتے تھے۔ تو کیا تو کیا؟

مارٹن الیسٹرو کہہ رہا تھا "ہم اس بات کو نظر انداز نہیں کر سکتے کہ یوگورین سامون ہو سکتا ہے۔ یہ ہماری خام خیالی بھی ہو سکتی ہے لیکن" وہ جملہ ادھورا چھوڑ کر خاموش ہو گیا۔ میرے ذہن میں چرخیاں سی گھوم رہی تھیں۔ کیا یہ ممکن ہے۔ اگر ایسا ہے تو مجھے کیا کرنا چاہیے۔ مارٹن الیسٹرو کی آواز سنائی دی۔

"کیا یہ ممکن نہیں مسٹر غزالی کہ تم لیپ لینڈ کا سفر کرو اور جائزہ لو کہ وہ سامون تو نہیں ہے؟ ہم یہاں شو نہیں کرتے ضروری بھی نہیں ہے۔ پہلے تم اس کا جائزہ لے لو۔ اگر وہ سامون ہے اور ان بڑوں میں سے کوئی ہے تو ہماری محنت وصول ہو جائے گی۔"

میں گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ مارٹن الیسٹرو میری صورت دیکھ رہا تھا۔

پھر اس نے جیسے خود ہی فیصلہ کر لیا "میرا خیال ہے ڈیر اس سلسلے میں پس و پیش مت کرو تمھیں لیپ لینڈ جانا ہی چاہیے۔"

"او کے، مسٹر الیسٹرو اگر آپ نے یہ فیصلہ کر ہی لیا ہے تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟"

ہمارے درمیان یہ بات طے ہو گئی۔ نہ جانے کیوں میرا ذہن بھی اس تصور پر جم رہا تھا، حالانکہ احمقانہ بات تھی، لوئس کارلو کا دشمن ضروری تو نہیں ہے کہ کوئی سامون ہی ہو۔ صرف اس شبہے کی بنیاد پر ہم لوگ ایک مشکل سفر کریں! لیکن اب چونکہ فیصلہ ہو چکا تھا اس لیے مزید سوچنا حماقت تھا۔ مارٹن الیسٹرو نے کہا۔

"یہ چند لوگ اگر ضائع بھی ہو گئے تو زیادہ افسوس نہیں ہو گا۔ لیکن اگر ہم نے اس خیال کو نظر انداز کر دیا تو ذہن میں خلش رہے گی۔ تم اگر چاہو تو اپنے ساتھیوں سے بھی مشورہ کر سکتے ہو۔ لیکن میری رائے یہی ہے کہ یہ کوشش کر لینی چاہیے۔"

"ٹھیک ہے مسٹر الیسٹرو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن لیپ لینڈ تک کے سفر کے انتظامات ....."

"اس سلسلے میں تنظیم نے تمھیں آج تک پریشان نہیں ہونے دیا۔ کیا تم اس سے انکار کرو گے، غزالی۔"

"نہیں نہیں! سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بہرطور کم از کم مجھے اس سفر کا طریقہ کار تو بتا دیا جائے۔"

"ایڈی پائپر تم سے جلد ہی ملاقات کرے گا اور صورت حال بتا دے گا۔"

اس کے بعد گفتگو کی گنجائش نہیں رہ گئی تھی۔ ہم دونوں رخصت ہو گئے۔ میں کسی قیمت پر احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہتا تھا، لہٰذا سامونوں کے سامنے میں نے یہ تذکرہ کر دیا۔ اور اپنی طرف سے شبہے کا اظہار کیا لیکن انگلیوں کے اشاروں کی زبان ان لوگوں کو حقیقی صورت حال بتا رہی تھی۔ اس کے بعد انتظار کرنے کے سوا چارہ کار ہی کیا تھا

سوئیڈن کی اسکیمو لینڈ کے .... بارے میں بچپن میں کبھی پڑھا تھا۔ برف میں رہنے والوں کی زندگی سے متعلق کچھ فلمیں بھی دیکھی تھیں۔ لیکن زندگی میں پہلی بار ان سے قربت کا موقع نصیب ہو رہا تھا۔ یہ خیال بھی ذہن میں تھا کہ اگر یوگورین سامون ہے تو وہ کون ہو سکتا ہے۔ بڑوں میں تو صرف ویان اور گائی ہا ہی رہ گئے تھے۔ ہو سکتا ہے یہ انہی میں سے کوئی نکل آئے لیکن قبل از وقت کوئی فیصلہ کر لینا درست نہ تھا۔ سمبوتورا اور دوسرے کارلو کسی قدر بے چین تھے۔ میں نے اشاروں کی زبان میں اس کی وجہ پوچھی تو سمبوتورا نے کہا۔

"غزالی۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ ہم اس سے ذہنی رابطہ قائم کرنے کی کوشش کریں، جیسا کہ تم نے کہا، یہ تنظیم کے مفادات کے خلاف بھی نہیں ہو گا۔ اور ہمیں یہیں پتا چل جائے گا کہ وہ سامون ہے یا نہیں۔"

میں نے سمبوتورا کی اس بات سے اختلاف کیا اور اشاروں ہی کی زبان میں، میں نے اس سے کہا کہ یہ سفر ہمارے لیے بے حد ضروری ہے۔ اگر وہ سامون ہے تو لیپ لینڈ میں دیکھا جائے گا۔

سمبوتورا بے چارہ کسی مسئلے میں مجھ سے اختلاف نہیں کرتا تھا۔ چنانچہ وہ اس وقت بھی خاموش ہو گیا۔ پھر اس کے بعد انتظار کے سوا ہمارے پاس کوئی شغل نہیں تھا۔ لیکن یہ انتظار بھی زیادہ طویل ثابت نہیں ہوا۔ ایڈی پائپر نے ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کر کے مجھے ایک جگہ بلایا۔ اور پھر وہاں سے مجھے لے کر چل پڑا۔ بہت ہی نفیس قسم کے دو ٹریلر جن میں اسکیمو لینڈ کے سفر کی تمام ضروریات فراہم کر دی گئی تھیں اور اس کے علاوہ دو جیپیں ہمارے اس سفر کے لیے تیار کر دی گئی تھیں۔ میں نے الجھے ہوئے انداز میں کہا کہ ہمیں اب ان چاروں گاڑیوں کی ڈرائیونگ کے لیے ڈرائیور درکار ہوں گے تو ایڈی پائپر نے مسکراتے ہوئے گردن ہلا دی۔

"اس کا بھی انتظام کر لیا گیا ہے، مسٹر غزالی! آپ کو ابھی تھوڑی دیر کے بعد ان لوگوں سے متعارف کرا دیا جائے گا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آپ انھیں کرائے کے آدمی کہہ سکتے ہیں۔ لیکن یہ ہر طرح سے آپ کے گائیڈ ہوں گے۔"

"ویری گڈ! تو پھر ہمیں یہ سفر کب کرنا ہوگا۔"

"انتظامات سے آپ مطمئن ہیں؟ دیکھ لیجیے ہر چیز تیار ہے۔ اور یہ لیپ لینڈ کی جانب سفر کرنے کا پورا نقشہ ہے۔" اس نے ایک دیوار پر چسپاں نقشے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

ہر وہ چیز جو اس برفانی سفر میں کارآمد ہو سکتی تھی، ٹرالروں میں موجود تھی۔ سفر کے بارے میں تفصیلات ہمارے گائیڈ یعنی وہ جو ڈرائیوروں کی حیثیت سے ہمارے ساتھ یہ سفر کرنے والے تھے، بتا سکتے تھے۔ کافی دیر تک میرے اور ایڈی پائپر کے درمیان گفتگو ہوتی رہی۔ اور پھر پائپر نے مجھ سے کہا کہ میں ڈرائیوروں سے گفتگو کر لوں۔ اس نے ان چاروں کو مجھ سے ملایا۔ وہ مقامی باشندے نہیں تھے لیکن ظاہر ہے کہ سویڈن سے واقف تھے۔ پھر طے یہ ہوا کہ اب میں سامونوں کو لے کر یہاں آجاؤں اور پھر مناسب وقت پر اپنے سفر کا آغاز کر دوں۔ اس کے بعد ایڈی پائپر نے مجھے میری رہائش گاہ پر چھوڑ دیا۔

سامون مجھ سے ہر وقت ہر طرح کا تعاون کرتے تھے اور انھیں مجھ پر پورا اعتماد تھا۔ چنانچہ اس سلسلے میں ایک سوال بھی نہیں کیا گیا۔ اور ہم لوگ ٹرالروں اور جیپوں سے سفر کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔

ذہن میں کچھ خاکے مرتب کر لیے گئے تھے جن پر روانگی سے کچھ دیر پہلے مارٹن الیسٹرو سے ہونے والی ملاقات میں مشورہ کر لیا گیا تھا۔ لیپ لینڈ کے سفر کے لیے ہمیں اسٹاک ہوم سے نکلنے کے بعد وہ مخصوص شاہراہ پکڑنی پڑی جو لیپ لینڈ کی جانب جاتی تھی۔ راستے کے مناظر انتہائی دلچسپ تھے۔ ہر دس بیس میل کے فاصلے پر دیہاتی لڑکیاں روایتی لباس میں ملبوس اسٹرابیری کے سرخ بیروں کی ٹوکریاں لیے سڑک کے کنارے کھڑی تھیں۔ ہمارے ڈرائیور نے بتایا کہ یہ اسٹرابیری کا موسم ہے۔ اور اسٹرابیری سویڈن کی خاص چیزوں میں شمار ہوتی ہے۔ راستے میں مختلف مناظر نگاہوں کے سامنے آتے رہے۔ برفانی علاقے شروع ہو چکے تھے۔ ہمیں لیپ لینڈ کے شہر "کیرونا" جانا تھا، جہاں سے لیپ لینڈ میں داخل ہوا جا سکتا تھا۔ سویڈن کو جنگلوں اور جھیلوں کا ملک کہا جاتا ہے۔ اس ملک کے کل رقبے کا پچپن فیصد حصہ جنگلوں اور تیرہ فیصد دریاؤں اور جھیلوں پر مشتمل ہے۔ صرف نو فیصد حصہ زیر کاشت ہے۔ کیونکہ دریاؤں کا رُخ قدرتی طور پر شمال مغرب سے جنوب مشرق کی سمت ہے، اس لیے جب درختوں کو کاٹ کر شہتیروں کی صورت میں دریا میں بہا دیا جاتا ہے، تو یہ لکڑی بہتی ہوئی بحیرۂ بالٹک کے ساحل پر پہنچ جاتی ہے، جہاں اس صنعت سے وابستہ فیکٹریاں قائم ہیں۔ میں نے ڈرائیور سے سوال کیا کہ کیا آبی ذرائع سے لکڑی بھیجنے کا طریقہ کار مہنگا نہیں ہے؟ تو ڈرائیور نے جواب دیا کہ ایک اندازے کے مطابق لکڑی کا ایک شہتیر، آبی وسائل سے کسی بندرگاہ پر پہنچانا، ایک پوسٹ کارڈ کسی جگہ سے دوسری جگہ بھیجنے سے بھی سستا پڑتا ہے بلکہ بعض لکڑہارے، بالٹک کی بندرگاہ پر کام کرنے والے دوستوں کے لیے تحفے کسی شہتیر کے ساتھ باندھ دیتے ہیں جو ان تک بہ حفاظت پہنچ جاتے ہیں۔

جگہ جگہ جنگلوں کے اندر مشینی آروں سے کٹائی ہو رہی تھی صنوبر، شمشاد اور برچ کے ہزاروں قدآور درخت اِدھر اُدھر بکھرے پڑے تھے۔

کچھ آگے بڑھے تو نیل گائے کے غول کے غول نظر آئے جو جنگل اور کھلے میدانوں میں کلیلیں کرتے پھر رہے تھے بہر طور یہ سفر سامونوں کے لیے کسی دلچسپی کا باعث بنا ہو یا نہ بنا ہو، لیکن میں ان مناظر کو اپنے ذہن کی کتاب میں درج کرتا جا رہا تھا۔ شام کے قریب ہم نے ایسی جھیل کے کنارے سفر کیا جو رقبے میں اتنی وسیع تھی کہ سمندر کا گمان ہوتا تھا۔ اس کے بعد میلوں تک لہلہاتے کھیت اور کسانوں کے خوبصورت گھر آئے۔ "ورنامو" پہنچے تو سورج چھپ چکا تھا۔ اور ورنامو ہی میں ہم نے رات کا پہلا قیام کیا۔ ڈوئن کارلو بھی خاموشی سے ان مناظر کا جائزہ لیتی رہی تھی۔ اس نے کوئی تبصرہ نہیں کیا تھا۔

آدھی رات تک ہم سب بیٹھے، آنے والے وقت کے بارے میں سوچتے رہے اور اس پر گفتگو کرتے رہے۔ برفانی دنیا کا یہ سفر ہمارے لیے باعثِ دلچسپی تھا۔ دوسرے دن آگے کے لیے بڑھ گئے اور سارا دن سفر کرنے کے بعد کرونا میں داخل ہو گئے۔ اس مہم کا ایک نیا مرحلہ شروع ہو چکا تھا۔ کرونا آنے کے بعد ٹرالر اور جیپوں کا سفر ممکن نہیں تھا۔ اسکیمو لینڈ کے سفر کے لیے کچھ اور انتظامات یہیں اسی جگہ کر لیے گئے۔ ہم مہم جوؤں کے سے انداز میں برف کی وسیع و عریض دنیا میں داخل ہو گئے۔ ہم نے اپنا انداز ایسا ہی رکھا تھا جیسا کہ کھیل تماشے دکھانے والوں کا ہوتا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے۔ ابتدائی علاقے میں ہماری ملاقات اسکیمو باشندوں سے ہوئی۔ یہ لوگ عام انداز میں زندگی گذارنے کے عادی تھے چیڑ اور سفیدے کے درختوں کے درمیان انھوں نے اپنی چھوٹی چھوٹی رہائشیں بنا رکھی تھیں۔ موٹی موٹی پوستین اور جانوروں کی کھال کے لباس میں ملبوس یہ باشندے بے حد خوش اخلاق تھے۔ اور جب ہم نے ان کے درمیان اپنا تماشا پیش کیا تو وہ خوشی سے دیوانے ہو گئے۔ کسی درخت کے بیجوں سے نکالے گئے مغز کی میٹھی کھیر قسم کی چیز تیار کر کے ہمیں رات کے کھانے میں پیش کی گئی۔ اس کے ساتھ ہی چاولوں کی روٹی اور ایک مخصوص انداز میں بنایا گیا پنیر جو شاید سالن کی حیثیت رکھتا تھا۔ غرض یہ کہ ہم وہ کھانے کھاتے گئے جو اس سے پہلے نہیں کھائے گئے تھے۔

پہلی بستی کے قیام کے بعد ہم نے آگے کا سفر اختیار کیا یہاں مشورہ دینے والا کوئی نہیں تھا۔ بظاہر یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ایڈی پائپر اور سیکا وغیرہ کا یہاں کوئی وجود نہیں ہے۔ لیکن مجھے اب بھی شبہ تھا کیونکہ میں نے اس دوران جہاں بھی قدم رکھے تھے، کم از کم ایڈی پائپر سے ضرور ملاقات ہوئی تھی۔ میں اب یہ تو نہیں کہہ سکتا تھا کہ مادمن الیسٹرو ابھی تک میری طرف سے مشکوک ہے یا نہیں! لیکن یہ اندازہ آج بھی قائم تھا کہ وہ میرے ہر قدم سے باخبر رہتا ہے۔ میری کلائی پر وہ گھڑی اس وقت بھی بندھی تھی جس میں ٹرانسمیٹر تھا۔ رات کو میرے ذہن میں خیال آیا۔ اور میں نے تھوڑے سے فاصلے پر ہٹ کر ٹرانسمیٹر پر ایڈی پائپر سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تو اس میں ایک لمحہ بھی نہیں لگا۔ ایڈی پائپر کی آواز بالکل صاف سنائی دے رہی تھی اس نے کہا۔

”ہیلو! غزالی! کیا تم یہ جاننا چاہتے تھے کہ میں اس وقت تمھارے قریب ہوں یا نہیں؟“

”یوں محسوس ہوتا ہے، مسٹر پائپر! جیسے آپ نے ساموئنوں سے خاص تربیت حاصل کر لی ہے۔“

”ارے نہیں۔ یہ نہیں ممکن ہو سکا آج تک... حالانکہ سیکا میری گہری دوست ہے۔ میں نے اس سے درخواست بھی کی کہ وہ مجھے اپنا کچھ فن دے دے۔ یا اپنی خصوصیات میرے اندر بھی پیدا کر دے۔ مگر ایسے لمحات میں وہ میری طرف احمقانہ نظروں سے دیکھنے لگتی ہے غالباً اس کے ذہن میں یہ تصور ہے کہ یہ سب کچھ دینے کی چیز نہیں۔ لیکن مسٹر غزالی! دوسرے لوگوں کی طرح میں یہ بات تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں کہ تم ساموئن نہیں ہو۔ میں نے تمھیں ساموئنوں سے ذرا بھی مختلف نہیں پایا...“

”یہ ایک مختلف موضوع ہے، مسٹر پائپر! اور میرا خیال ہے کہ ہم کبھی فرصت سے اس پر گفتگو کر لیں گے۔ اگر آپ کی نگاہ اب بھی مجھ پر ہے تو یہ میری خوش نصیبی ہے براہ کرم میری رہنمائی کرتے رہیں۔ کیا آپ کو یہ علم ہے کہ ہم کس کس راستوں سے گذر کر کہاں تک پہنچ چکے ہیں۔؟“

”نہ صرف علم ہے بلکہ یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ ساموئنوں نے اسکیمو لینڈ کی پہلی بستی میں کون کون سے کمالات کا مظاہرہ کیا ہے۔ ایڈی پائپر نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور میرے دونوں جبڑے...... بھنچ گئے۔ ابھی تک میں نے کسی بداحتیاطی کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔ لیکن اس کے بعد میں نے ایک عہد کیا وہ یہ کہ ہر وقت اور ہر لمحہ تنظیم کے ارکان کو اپنی شہ رگ کے قریب محسوس کروں۔ اور کوئی ایسا غلط قدم نہ اٹھاؤں جس سے انہیں کوئی شبہ ہو سکے۔ ورنہ نہ صرف میری بلکہ ساموئنوں کی زندگی خطرے میں پڑ سکتی ہے۔ ایڈی پائپر کی آواز نے مجھے چونکا دیا۔

”کیا سوچ رہے ہو مسٹر غزالی؟“

”کچھ نہیں مسٹر پائپر! میں یہ سوچ رہا تھا کہ اب تک کی رپورٹ آپ کو دینا بے کار ہے۔ آپ تو خود ہی سب کچھ جانتے ہیں!“

”بالکل، ٹھیک جا رہے ہو۔ نقشے کے مطابق سفر کرتے رہو۔ میرا خیال ہے کہ تمھیں اٹھارہ یا بیس گھنٹے سے زیادہ نہیں لگیں گے کہ تم لوگورین کی جاگیر یا اس کے علاقے میں داخل ہو جاؤ گے۔ آگے کی برف اور موسم یہاں کے مقابلے میں سخت اور خطرناک ہے چنانچہ احتیاط رکھنا...! کیا ساموئنوں کو برفانی زندگی کا کچھ تجربہ ہے!“

”میں کچھ نہیں جانتا۔ لیکن اب تک یہی ظاہر ہوتا رہا ہے کہ یہ زندگی ان کے لیے بھی اجنبی ہے۔“

”تب ہمارے ساتھی تمھیں ان راستوں کے خطرات سے محفوظ رکھیں گے۔ بے فکر رہو۔“

رسمی الفاظ کے بعد میں نے سلسلہ منقطع کر دیا۔ اور اس چھوٹی سی چھولداری میں آ گیا، جو برف پر کھونٹے گاڑ کر لگائی گئی تھی۔ میری چھولداری کے بالکل برابر ڈوئن کارلو کی چھوٹی سی چھولداری تھی ضروریات سے فارغ ہونے کے بعد رات کو تھیلے میں بند ہو کر میں چھولداری میں لیٹ گیا۔ سردی شدت اختیار کرتی جا رہی تھی۔ لیکن میں نے چہرہ تھیلے میں نہیں چھپایا

زیادہ دیر نہیں گذری تھی کہ میرے خیمے کی وہ دیوار جو ڈوئن کارلو کے خیمے کو جدا کرتی تھی تھوڑی سی اوپر اٹھی۔ اور میں چونک کر ادھر دیکھنے لگا۔ ڈوئن کارلو کا چہرہ مجھ سے زیادہ دور نہیں تھا مجھے آنکھیں پھاڑے دیکھ کر وہ ایک دم ہنس پڑی۔

”ڈر گئے۔ غزالی...؟“ اس نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

”ہاں شاید“ میں نے مسکرا کر کہا۔

”بہت عجیب لگ رہا ہے۔ موسم کتنا سرد ہے“ ڈوئن نے کہا۔

”سوئیڈن کا یہی موسم ہے۔ کیا تم نے تھیلا نہیں استعمال کیا؟“

”مجھے اس میں الجھن ہوتی ہے، عجیب سا لگتا ہے“ ڈوئن کارلو نے جھینپے جھینپے انداز میں کہا۔

”سردی سے بچاؤ کا یہی ایک طریقہ ہے ڈوئن کہ تھیلے میں داخل ہو جاؤ اور اسے سر تک کس لو“

ڈوئن نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا وہ مسلسل عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھتی رہی پھر اس نے خیموں کے پردے کی درمیانی دیوار گرا دی اور اس کا چہرہ میری نگاہوں سے روپوش ہو گیا۔ ڈوئن کی نگاہوں کا مفہوم الفاظ کی شکل میں مجھ تک پہنچ گیا تھا لیکن جو کچھ وہ چاہتی تھی ممکن نہیں تھا۔ سردی سے بچاؤ کے سلسلے میں حالات کچھ اور ہی رخ اختیار کر سکتے تھے اور میرے لیے یہی مناسب تھا کہ میں اسے نظر انداز کر دوں۔ ڈوئن کی ذہنی کیفیت کا انداز اس سے پہلے بھی ہو چکا تھا لیکن یہ سب کچھ اب میرے لیے اجنبی نہیں تھا اور میں آسانی سے اس سے متاثر نہیں ہو سکتا تھا۔

رات کو کسی وقت نیند آ گئی۔ تھیلے میں پیدا ہونے والی گرمی نے برف کی سردی سے بچا لیا تھا اور صبح کو حالات پرسکون تھے۔ ہم نے ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد چھولداریاں سمیٹ لیں ہمارے وہ گائڈ جنھیں بظاہر عام آدمی کہا گیا تھا اچھی خاصی رہنمائی کر رہے تھے۔ در یقیناً تنظیم کے ارکان نے ان کا انتخاب اچھی طرح سوچ سمجھ کر کیا تھا۔ غالباً وہ برف کی زندگی کے بارے میں بھی کافی کچھ جانتے تھے۔ کیونکہ یہاں سے انہوں نے قطار کی شکل میں راستہ ترتیب دیا تھا اور اس طرح برف پر آگے بڑھنے کے انتظامات کیے تھے کہ آگے چل کر کسی کو نقصان نہ پہنچے۔ سب سے آگے ان میں سے ایک شخص ایک وزنی چیز سنبھالے آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا اور اس کے پیچھے ایک قطار میں دور تک باقی افراد پھیلے ہوئے تھے۔ موسم برفانی تھا آسمان پر صرف اتنی روشنی تھی کہ برف کی سفید چادر چمکتی نظر آ رہی تھی۔ سورج کا نام و نشان نہیں تھا۔ ہمارے سامنے مغرب کی طرف حد نگاہ تک عظیم الشان پہاڑوں کا سلسلہ تھا اور چاروں طرف برف کا سحر پھیلا ہوا تھا۔ برف کا ایک بے پایاں سمندر جو کہیں ہزاروں فٹ کی بلندی میں اٹھتا چلا گیا تھا اور کہیں ناقابل یقین گہرائیوں میں ڈوب گیا تھا۔ تمام سامان کینوس کے تھیلوں کی شکل میں ہماری پشت پر لدا ہوا تھا۔ برف سخت نہیں تھی اس لیے سفر کی رفتار تیز نہیں ہو سکی اور دوپہر کے بعد موسم مزید تاریک ہو گیا اور ہواؤں کا زور محسوس ہونے لگا۔ ہمارے گائڈوں نے فوراً ہی ہمیں خیمہ زن ہو جانے کا مشورہ دیا۔ ان کا خیال تھا کہ برفانی طوفان آنے والا ہے اور ان کا یہ خیال غلط نہیں تھا۔

تیز ہوائیں برف کے برادے کے ساتھ فضا کو دھواں دھواں کرنے لگیں اور سخت سردی ہو گئی۔ اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ ہم تھیلوں میں گھس جائیں اور اس طوفان کے ختم ہونے کا انتظار کریں۔ چنانچہ یہی کیا گیا۔ تند و تیز ہوائیں چلتی رہیں اور ہمارے خیمے لرزتے رہے۔ یہ سلسلہ آدھی رات تک جاری رہا۔ رات کا کھانا بھی نہیں کھایا جا سکا تھا۔ موقع ہی نہیں تھا۔ اس کے بعد ہوائیں آہستہ آہستہ رک گئیں اور موسم معتدل ہوتا چلا گیا۔ تب آدھی رات کے بعد پیٹ کا دوزخ بھرا گیا اور پھر رات کا باقی حصہ سونے کی کوششوں میں صرف ہو گیا۔ ان حالات میں اگر نیند آ جاتی تو تعجب ہوتا۔ سب ہی جاگ رہے تھے اور اس صورت حال سے پریشان تھے۔ آنکھوں میں ایک غنودگی کی سی کیفیت پیدا ہوئی تھی کہ دفعتاً کسی کو خود سے بہت قریب پایا اور مجھے چونکنا پڑا۔ ٹٹول کر دیکھا تو وہ ڈوئن کارلو تھی۔

”ڈوئن؟“ میں نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میں۔ میں یہ سرد موسم برداشت نہیں کر سکتی“ ڈوئن کارلو کی لرزتی آواز ابھری۔ لیکن ان لرزشوں میں صرف سردی کے اثرات نہیں تھے۔ میں چند لمحے خاموش رہا تو ڈوئن نے کہا ”اطمینان رکھو کھا نہیں جاؤں گی تمھیں“

”اوہ۔ نہیں۔ میں تمھیں آدم خور نہیں سمجھتا“ میں نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہنس کر کہا۔

ڈونن نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"نیند آرہی ہے تو سو جاؤ۔"

"تم سو جاؤ روکوں گی نہیں تمھیں۔"

"سامونیکا میں موسم ایسا نہیں ہوتا؟"

"نہیں۔" وہ جھٹکے دار آواز میں بولی۔

"برف ہوتی ہے وہاں؟"

"نہیں۔" اس نے مختصراً کہا لہجہ ناخوشگوار تھا۔

میں اس کی کیفیت سمجھ رہا تھا لیکن اسے بہلائے رکھنا چاہتا تھا۔ میرے دو تین سوالات کا جواب دینے کے بعد اس نے خاموشی اختیار کرلی اور پھر کچھ نہ بولی البتہ ایک گھنٹے کے بعد وہ میرے پاس سے چلی گئی۔

اس سفر کی مدت کا تعین غلط کیا گیا تھا۔ مارٹن ایبرو وغیرہ کا خیال تھا کہ سفر طویل نہیں ہوگا لیکن خراب موسم اور برفانی طوفان نے صورت حال بدل دی تھی۔ دوسری صبح سفر کا آغاز کیا گیا تو برف کیچڑ میں بدل گئی تھی اور اس پر قدم جما کر چلنا مشکل ہوگیا تھا اس کے علاوہ موسم کے تیور بتاتے تھے کہ طوفان کسی بھی وقت آسکتا ہے۔

سامونوں نے تو ایک بار بھی کسی تشویش کا اظہار نہیں کیا تھا لیکن ہمارے گائڈ پریشان ہو گئے تھے۔ "یہ طوفانوں کا موسم تو نہیں ہے نہ جانے موسم کیوں بگڑ گیا۔ اگر ہم اس برف پر راستہ بھٹک گئے تو بڑی مشکل پیش آئے گی۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

"کیا اس کے امکانات ہیں؟" میں نے پوچھا

"ہو بھی سکتا ہے ہم لوگ بھی انسان ہی ہیں۔" اس نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

بہر حال سفر جاری رہا اور وہی ہوا جس کا خدشہ تھا۔ زیادہ سفر نہیں طے کیا گیا تھا کہ ایک بار پھر ہوائیں چلنے لگیں سرد جھکڑ اتنے شدید ہو گئے کہ قدم جمانا مشکل ہونے لگا۔ سفر رک گیا۔ اب تو قریب کی چیز بھی نظر نہیں آرہی تھی۔ ہواؤں کے شور کے سوا اور کوئی آواز نہیں سنائی دیتی تھی۔ سامون ایک دوسرے سے چمٹ گئے تاکہ ہواؤں میں اڑ نہ جائیں۔ دفعتاً مجھے اپنے پیروں کے نیچے سے زمین نکلتی محسوس ہوئی اور میں نے گرنے سے بچنے کے لیے کسی غیر مرئی شے کا سہارا لینے کی ایک کوشش کی لیکن کوئی چیز ہاتھ نہیں آئی۔ مجھے یکایک یوں محسوس ہوا جیسے میں کمر تک کسی دلدل میں دھنس گیا ہوں۔ بڑی مشکل سے اس دلدل سے باہر نکلا۔ غور سے دیکھا تو اندازہ ہوا کہ میں برفانی دراڑ کے ابتدائی حصے میں گر پڑا ہوں جو آگے چل کر بتدریج چوڑی ہوتی گئی تھی اور جنوب میں تاحدِ نگاہ چوڑی ہوتی گئی تھی۔ میں حلق پھاڑ پھاڑ کر چیخنے لگا تاکہ دوسرے لوگ ہوشیار ہو جائیں اور آگے قدم نہ بڑھا دیں۔ لیکن جواب میں کوئی آواز نہ سنائی دی۔ آنکھیں کھولتا تو برف کے ذرات اندھا کر دیتے۔ اس ہولناک صورت حال نے دل ہلا دیا تھا یہ خاموشی کیوں ہے۔ وہ لوگ۔ وہ لوگ... اور اس کے بعد جو خیال ذہن میں ابھرا اس نے خون خشک کر دیا۔ کہیں واقعی ایسا نہ ہوگیا ہو۔ سامنے ایک دہشت ناک دراڑ تھی جو کسی بھی وقت پیچھے کی طرف پھیل سکتی تھی۔ اس لیے پیچھے ہٹنا ضروری تھا۔ میں الٹے قدموں چلتا ہوا وہاں سے دور نکل آیا۔ برف کے ویرانوں میں میری دہشت زدہ آوازیں گونجنے لگیں۔ ہواؤں کا شور ان آوازوں کو پھیلنے نہیں دے رہا تھا۔ اسی وجہ سے سامون ان آوازوں کو سن نہیں پا رہے تھے۔ لیکن وہ تھے کہاں؟۔

ابھی میں کوئی فیصلہ نہیں کر پایا تھا کہ دفعتاً ہوا کے ایک خوفناک جھکڑ نے میرے پاؤں اکھاڑ دیے۔ میں فضا میں قلابازیاں کھاتا ہوا نہ جانے کتنی دور تک چلا گیا۔ اس کے بعد نیچے گر پڑا۔ جس جگہ گرا تھا، وہاں برف سخت تھی۔ اتنے زور سے چوٹ لگی کہ تھوڑی دیر کے لیے حواس ہی گم ہو گئے۔ کرب و اذیت نے سوچنے سمجھنے کی قوتیں چھین لی تھیں اور آہستہ آہستہ حواس سوتے جا رہے تھے۔ لاکھ کوشش کے باوجود خود پر قابو نہیں پا سکا اور ماحول سے بے خبر ہو گیا۔ یہ اندازہ بھی نہیں ہو سکا کہ یہ بے خبری کتنی طویل تھی ہوش آیا تو سرد ہواؤں کے جھکڑ اور برف کی سفید ویرانی نہیں تھی بلکہ ماحول پر ایک سیاہی سی مسلط تھی۔ بدن بھی گرم تھا اور اندرونی کیفیت بحال ہو گئی تھی۔ دیر تک اپنی جگہ سے نہ ہلا اور ماحول کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگا۔ آہستہ آہستہ آنکھیں تاریکی کی عادی ہو گئیں تو میں نے خود کو پتھروں کی محرابی سی بلندیوں کے نیچے پایا۔ بدن کے نیچے کھردری زمین تھی۔ اعصاب پوری طرح بحال ہو گئے تو اٹھ کر بیٹھ گیا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

"کوئی ہے؟" میں نے آواز دی تو قیامت آگئی۔ غار کی دیواریں چیخ پڑیں۔ چاروں طرف شور مچ گیا "کوئی ہے کوئی ہے۔ کوئی ہے۔" مجھے کان بند کر لینے پڑے۔ میں نے تو صرف ایک آواز دی تھی لیکن دیواریں خاموش ہونے کا نام نہیں لے رہی تھیں۔ خدا خدا کر کے آوازیں مدھم ہوئیں اور میں سہمی نگاہوں سے ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ اب ہمت نہیں تھی کہ دوبارہ کسی کو پکاروں۔ اتنا اندازہ ضرور تھا کہ یہاں تک خود نہیں آیا بلکہ لایا گیا ہوں۔ ایسی کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی تھی کہ خود یہاں تک پہنچ گیا ہوں۔ لیکن مجھے یہاں لانے والا کون ہے۔؟

کوئی آواز نہیں سنائی دی لیکن بس اچانک ہی ذہن میں چیونٹیاں سی رینگنے لگیں۔ یہ اشارہ تھا کہ کوئی سامون مجھ سے ذہنی رابطہ قائم کرنا چاہتا ہے۔ میں نے جلدی سے ذہن یکسو کیا اور جواب دینے کے لیے تیار ہو گیا۔ تب میرے دماغ میں ایک آواز ابھری۔

"تم ہوش میں آگئے؟"

"ہاں مگر تم کون ہو۔ سمیوتورا؟"

"جہاں ہو وہاں سے بائیں سمت چلو۔ ایک سرنگ نما راستہ نظر آئے گا۔ اس سے گزر کر تم میرے پاس آسکتے ہو۔"

"لیکن۔" میں نے کچھ کہنا چاہا اور اس وقت میرے دماغ کی کھڑکی بند ہو گئی۔ میں ساکت رہ گیا۔ وہ کوئی اجنبی ہے ورنہ میرے شناسا سامونوں میں سے کوئی مجھ سے اس انداز میں گفتگو کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ اجنبی مگر کون۔ کیا وہ جس کی تلاش میں ہم یہاں آئے تھے؟

سوچنا بیکار تھا۔ بہتر یہی تھا کہ اس کی ہدایت پر عمل کیا جائے۔ چنانچہ میں نے بائیں سمت کا رخ اختیار کیا اور چند لمحات کے بعد ایک گول دروازے کے پاس پہنچ گیا۔ اس دروازے کو میں غار کا دہانہ نہیں کہہ سکتا کیونکہ یہ انسانی ہاتھوں کی تراش تھی۔ دوسری طرف بنی ہوئی سرنگ بھی چوکور تھی۔ اس کی لمبائی کوئی پچاس ساٹھ گز ہو گی۔ اس کے بعد ویسا ہی دوسرا دروازہ نظر آیا اور میں بے تکان اس میں داخل ہو گیا۔

یہاں گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ کوشش کے باوجود مجھے کچھ نظر نہیں آیا پھر اچانک مجھ سے کوئی اسی گز کے فاصلے پر ایک روشنی چمکی اور دوسرے لمحے اس عظیم الشان ہال یا غار میں تیز روشنی پھیل گئی۔ مجھ سے چند گز کے فاصلے پر ایک شخص نظر آرہا تھا۔ جو گیانہ لباس میں ملبوس بلند و بالا قد و قامت کا مالک۔ لمبی سفید ڈاڑھی سینے پر پھیلی ہوئی تھی۔ لیکن چہرے اور بدن کی بناوٹ اس سفیدی سے ہم آہنگ نہیں تھی۔ میں اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

"تاؤبانا۔ بتیس واہوتی آہیاؤ۔ ہی کاؤ لوکی ہی کاؤ۔" اس کے منہ سے آواز نکلی اور اس کے ساتھ ہی کچھ طنزیہ سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر پھیل گئی۔

"میں سامون نہیں ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

"بتیس واہوتی۔ ہی کاؤ۔" وہ پھر بولا۔

"میں سامونی زبان نہیں جانتا۔" میں نے سرد لہجے میں کہا۔

"کیا تمھارے الفاظ قابل یقین ہیں؟" اس بار اس نے انگریزی میں کہا۔

"تم ان پر یقین کرنے کی کوشش کرو۔" میں آہستہ سے بولا اور وہ تیکھی نظروں سے مجھے دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔

"یہ جدت ہے۔ اس سے پہلے کسی سامون نے یہ نہیں کہا۔ وہ دوسری بہت سی باتیں کہتے رہے لیکن کسی نے یہ نہیں کہا کہ میں سامون نہیں ہوں۔"

"وہ سامون ہوں گے۔"

"اور تم؟"

"میں اسی دنیا کا ایک انسان ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

"لیکن سامونوں سے ذہنی گفتگو کر سکتے ہو، ان کی خصوصیات رکھتے ہو۔" اس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہاں یہ حقیقت ہے۔"

"اس کی وجہ؟"

"بتا دی جائے گی۔ مجھے خود سے بھی سوالات کرنے دو۔ تمام سوالات تم ہی کرو گے؟"

"چلو ٹھیک ہے مجھ سے کیا سوال کرنا چاہتے ہو؟" اس نے مسکرا کر کہا۔

"تم کون ہو؟" میں نے پوچھا۔

"سامون۔" وہ خوش طبعی سے بولا۔

"کونسی پارٹی سے تعلق رکھتے ہو۔ موجودہ حکمراں پارٹی سے یا مصیبت زدگاں سے؟"

"خود کو لاتعلق ظاہر کرنے کے لیے اچھا سوال ہے۔ تم نے کہا ہے کہ تم سامون نہیں ہو لیکن سامونیکا کے بارے میں سب کچھ جانتے ہو۔"

"ہاں یہ سچ ہے۔"

"کیوں۔ کس طرح؟"

"مجھے میرے سوال کا جواب دیے بغیر تم نے مجھ سے پھر سوال کر دیا۔ کیا یہ درست ہے۔ چلو یہ بتا دو کہ تمھارا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نام کیا ہے؟"

"وی مین" اس نے جواب دیا اور میرے ذہن میں سرد لہریں دوڑ گئیں۔ مسرت کا ایک عجیب سا احساس میرے رگ و پے میں سرایت کر گیا۔ ابتک کے جان لیوا سفر کی تمام صعوبتوں کا صلہ مل گیا تھا۔ ہم نے گمشدہ سورا ہوں میں سے ایک اور کو پا لیا تھا۔ لیکن اس خیال کے ساتھ ہی دفعتاً مجھے دوسرے لوگوں کا خیال آگیا۔ وہ جو میرے ساتھ ہی برفانی طوفان میں گھر گئے تھے۔ میں نے شدت جوش دبا کر کہا۔

"مسٹر وی مین کسی بھی دوسری گفتگو سے قبل آپ ان لوگوں کے بارے میں بتائیے جو میرے ساتھ تھے اور برف کے طوفان کا شکار ہو گئے تھے۔ کیا وہ سب آپ کی تحویل میں ہیں؟"

"تمہارے سوا اور کوئی ہمیں نہیں ملا۔"

"کیا واقعی؟"

"ہاں لیکن ان کی تلاش جاری ہے۔" وی مین نے کہا۔

"اگر آپ انہیں تلاش کر کے ان کی زندگیاں بچانے میں ناکام رہے تو آپ کو اپنی زندگی کے سب سے بڑے خسارے سے دوچار ہونا پڑے گا مسٹر وی مین۔ کیونکہ ان میں وائی مین لیبوس اور تھوساس بھی ہیں اور ڈوٹن کاریو بھی ہے۔ اور بیس مصیبت زدہ سامون ہیں جن کا تعلق موجودہ حکمراں پارٹی سے نہیں ہے۔"

وی مین اچھل پڑا "کیا تم سچ بول رہے ہو؟" اس نے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔

"میرے سچ جھوٹ کی تصدیق تم بعد میں کر لینا۔ اگر بچا سکتے ہو تو ان لوگوں کی جان بچاؤ۔" میں نے کہا اور وی مین نے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر کئی منٹ تک کھڑا رہا۔ اور میں نے اندازہ لگا لیا کہ وہ ذہنی ٹرانسمیٹر پر اپنے ساتھیوں کو احکامات دے رہا ہے۔ چند لمحات کے بعد وہ سیدھا کھڑا ہو گیا اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ پھر اس نے میری طرف گھور کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ جو کوئی بھی ہیں اگر زندہ ہیں تو یہاں پہنچ جائیں گے لیکن کیا تم مجھے یقین دلا سکتے ہو کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو وہ درست ہے؟"

"ہاں میں کوشش کر سکتا ہوں۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آؤ" وہ بولا اور مجھے ساتھ لے کر اس عظیم الشان ہال کے ایک گوشے میں پہنچ گیا۔ پھر ایک چھوٹے سے سوراخ کے پتھریلے ڈھکن کو کھول کر وہ اندر داخل ہو گیا۔ اندر اس کی سادہ سی آرام گاہ تھی جس میں تھوڑا سا درویشانہ سامان تھا۔ زمین پر بستر بچھے ہوئے تھے۔ اس نے مجھے بھی وہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا پھر بولا "اگر تم کہتے ہو کہ تم سامون نہیں ہو تو میرا ذہنی پیغام تم نے کیسے وصول کیا جبکہ تنظیم کے لوگ ایسی کوئی خوبی نہیں رکھتے۔"

"اوہ تم تو تنظیم کے بارے میں بھی جانتے ہو!" میں نے چونک کر کہا۔

"میں بہت کچھ جانتا ہوں دوست۔ لیکن کیا تنظیم کے ارکان نے خود بھی سامونوں جیسی خصوصیات اپنا لی ہیں؟ اس کے لیے تو طویل ریاضت کی ضرورت ہے۔" وہ بولا۔

"میں تنظیم سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ لیکن اس کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہوں مجھے علم ہے کہ تنظیم تم لوگوں کی تلاش میں ہے اور مجھے تعجب ہے کہ وہ ابتک تمہیں کیوں نہیں تلاش کر سکی۔"

"اس کے لیے اسے برف کی قبر میں دفن ہونا ہوگا۔ زی لوش نے اس تنظیم کی مدد سے ہم لوگوں کی تلاش کا منصوبہ بنایا ہے جبکہ وہ گدھا یہ جانتا ہے کہ پانی کی گہرائیوں میں چند گز کے فاصلے سے بھی خیالات منتقل نہیں کیے جا سکتے شاید اس نے ان لوگوں کو بھی یہ بات نہیں بتائی اور یہ جگہ۔" ابھی وہ اتنا ہی بولا تھا کہ میں نے ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش کر دیا۔ کلائی پر بندھی گھڑی میں پوشیدہ ٹرانسمیٹر وی مین کے لیے خطرناک ہو سکتا تھا۔

وہ تعجب سے مجھے دیکھنے لگا اور میں نے اسے گھڑی کی طرف متوجہ کیا۔ لیکن وہ کچھ نہیں سمجھ سکا۔ تب میں اپنی جگہ سے اٹھا اور میں نے گھڑی اتار کر اس کی طرف بڑھا دی۔ وہ گھڑی ہاتھ میں لیے مجھے دیکھنے لگا۔ میں نے اس سے ذہنی رابطہ قائم کر کے کہا۔

"وی مین یہ گھڑی ایک ٹرانسمیٹر ہے اور اس کے ذریعے تنظیم کے ارکان تمام گفتگو سن لیتے ہیں۔ پہلے اس کے لیے کوئی معقول بندوبست کر و اس کے بعد ہم گفتگو کریں گے۔"

وی مین مسکرانے لگا۔ پھر بولا "ان غاروں کی چھت کے اوپر لاکھوں ٹن وزنی برف کے تودے ہیں جن کے نیچے ہر طرح کے نشریاتی رابطے ناکارہ ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہم ذہنی رابطے بھی نہیں قائم کر سکتے تم اس طرف سے بے فکر رہو۔ اور اگر تم اسے کوئی خطرہ سمجھتے ہو تو پھر ضائع کر دو۔"

"میں ایسا نہیں کرنا چاہتا۔" میں نے خیالات کی زبان میں کہا۔

"دلچسپ اور پُراسرار آدمی ہو۔ مجھے اپنی ذات کے طلسم میں گرفتار کرنا چاہتے ہو۔ بہرحال تمہاری باتیں مجھے پسند آ رہی ہیں۔ ٹھہرو میں اس کا بندوبست کیے دیتا ہوں" اس نے کہا اور پھر گھڑی کو پتھر کے ایک برتن میں رکھ کر برتن اوپر سے بند کر دیا۔ "اس برتن میں ہوا کا گذرنا ممکن نہیں اس لیے اب کوئی بات باہر نہیں سنی جا سکتی۔"

میں نے ایک گہری سانس لی اور سوچا کہ اس کے باوجود کچھ ہو جاتا ہے تو مجبوری ہے۔

وی مین دوبارہ میرے نزدیک آ بیٹھا۔ میں نے کہا۔ "وی مین مجھے ان لوگوں کے سلسلے میں سخت تشویش ہے اگر انہیں کچھ ہو گیا تو تمہارے مشن کو سخت دھچکا لگے گا۔"

"پہلے تم اپنے بارے میں بتاؤ تم کون ہو۔ میں نے ان کی تلاش کے احکامات دیدیے ہیں۔ برف کے اس سمندر میں وہ جس حالت میں بھی ملے یہاں پہنچ جائیں گے۔"

"میرا نام غزالی ہے اور میں اسی دنیا کا انسان ہوں۔ میری سب سے پہلی ملاقات گومین سے ہوئی تھی اور..."

میں نے مرحلہ وار بائی ساوائی مین، گوشائی، لیبوس اور تھوساس کے بارے میں بتایا اور پھر یہاں تک آنے کی کہانی، تنظیم کے بارے میں تفصیلات، اپنا اس سے رابطہ سب کچھ وی مین کو بتا دیا۔ بس گومین کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تاکہ اگر کوئی گڑبڑ بھی ہو جائے تو وہ محفوظ رہے۔

وی مین کے تاثرات بدل گئے۔ اس نے بے چینی سے کہا "بائی تورا سا اگر یہ سب سچ ہے تو... تو... اچھا تم یہاں آرام کرو۔ جو کچھ تم نے کہا وہ کوئی دوسرا نہیں کہہ سکتا تم یہاں آرام کرو۔ میں خود سارے حالات دیکھتا ہوں۔ براہ کرم پُرسکون رہنا۔ باقی باتیں تم سے بعد میں ہوں گی۔"

"ٹھیک ہے۔ میں بھی ان لوگوں کی خبر گیری کو دوسری تمام باتوں سے زیادہ اہمیت دیتا ہوں۔"

وی مین چلا گیا اور میں زمین پر بچھے بستر پر لیٹ گیا۔ سمبوتورا اور دوسرے لوگوں کے سلسلے میں، میں فکرمند تھا۔ اگر وہ برفانی طوفان میں موت کا شکار ہو گئے تو کھیل بگڑ جائے گا۔ دفعتاً مجھے اس ٹرانسمیٹر گھڑی کا خیال آیا اور میں جلدی سے اٹھ کر اس کے قریب پہنچ گیا۔ گھڑی نکال کر میں نے اس کا ٹرانسمیٹر سوئچ آن کیا۔ لیکن وی مین کا کہنا درست نکلا۔ گھڑی کے ننھے سے اسپیکر پر ہوا تک کا شور بھی نہیں ابھر رہا تھا۔ دیر تک میں اسے ہر طرح ٹرائی کرتا رہا لیکن اس کا پیغام وصول نہیں کیا گیا۔ اس کی مشینری قطعی بے جان ثابت ہوئی۔

کئی گھنٹے گذر گئے۔ پھر وی مین واپس آگیا۔ اس کا چہرہ پُرسکون تھا اور انداز میں بھی تبدیلی نظر آ رہی تھی۔

"تمہیں خوشی ہوگی وہ سب مل گئے۔"

"اوہ۔ وہ خیریت سے تو ہیں؟"

"ہاں لیکن انہوں نے عارضی موت اختیار کر لی ہے۔"

"عارضی موت؟"

"ہاں وہ بے جان ہیں۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"سامونوں نے بہت سی باتیں تمہیں نہیں سمجھائیں مسٹر غزالی۔ ہم لوگوں کا جسمانی نظام تمہارے جسمانی نظام سے تھوڑا سا مختلف ہے۔ سخت اذیت کا عالم ہو تو ہم اپنے احساسات کو بے جان کر لیتے ہیں اور ہمیں اذیت سے نجات مل جاتی ہے۔ اس حالت میں اگر ہمارے اجسام توڑ پھوڑ دیے جائیں تو دوسری بات ہے ورنہ ہم ٹھیک رہتے ہیں۔ دوسرا اسٹیج عارضی موت کا ہے۔ زندگی کا کوئی راستہ نہ رہے تو ہم عارضی موت اپنا لیتے ہیں۔ اس کے بعد ہمارے جسموں کو بھی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ ہمارا ہاتھ توڑ دو گے تو اس کی جگہ دوسرا ہاتھ اگ آئے گا۔ سر کچل کر پاش پاش کر دو گے تو وہ کچھ وقت کے بعد اپنی اصل شکل اختیار کر لے گا۔ عارضی موت کے عالم میں ہمیں ابدی موت نہیں دی جا سکتی۔ وقت پورا ہونے کے بعد ہم جس عالم میں جائیں گے وہ وہی ہوگا جو عارضی موت اپناتے وقت تھا۔"

"اوہ... تو وہ عارضی موت کے عالم میں ہیں؟"

"ہاں، صرف وہ جو سامون ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"جو سامون نہیں ہیں وہ مر چکے ہیں۔ ہمیں چار لاشیں بھی ملی ہیں جو سامونوں کی نہیں ہیں۔"

"یہ تنظیم کے لوگ تھے۔" میں نے کہا۔

"برفانی طوفان میں سردی سے ان کے پھیپھڑے پھٹ گئے۔ میں ان کی لاشیں اٹھا لایا ہوں۔"

"باقی لوگوں کی تعداد کتنی ہے؟"

"چوبیس" وی مین نے جواب دیا۔

"گڈ۔ وہ اتنے ہی تھے۔" میں نے کہا پھر بولا "کیا تم نے ان کی شناخت کر لی ہے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہاں وہ میرے ساتھی ہیں۔" دی مین نے جواب دیا۔ اور میں نے سکون کی سانس لی پھر میں نے کہا۔

"اب تم مجھے اپنے بارے میں بتاؤ وی مین۔ یہاں تم کب سے ہو اور اسکیمو لینڈ میں تم نے اپنے قدم کس طرح جمائے؟"

میرے اس سوال پر دی مین کچھ دیر خاموش رہا پھر بولا۔

"تمھیں اس کے لیے کچھ انتظار کرنا ہوگا مسٹر غزالی۔ تمھاری تصدیق ضروری ہے۔ ان لوگوں کی عارضی موت کے بارے میں تو کچھ نہیں کیا جا سکتا لیکن ایک شخصیت بہت جلد یہاں آنے والی ہے۔ جب وہ تمھارے بارے میں مجھے بتا دے گی تو ہم زیادہ اطمینان سے گفتگو کر سکیں گے۔"

"کونسی شخصیت؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔

"گوشائی۔!" وی مین نے جواب دیا۔

گوشائی

یعنی ویلینی میں نے سوچا اور حیران رہ گیا۔ چند لمحات تو کچھ سمجھ میں ہی نہیں آیا تھا۔ پھر میں نے کہا۔

"آپ گوشائی کے بارے میں ہی کہہ رہے ہیں مسٹر وی مین؟"

"ہاں مجھے معاف کرنا مسٹر غزالی ہر چند کہ ابھی تک تم نے جو کچھ بتایا ہے وہ سو فیصدی حقیقت پر مبنی ہے لیکن ہم عمر کے اس نازک مرحلے میں داخل ہیں جہاں اپنے سائے کو بھی شک کی نگاہ سے دیکھنا پڑتا ہے۔ اس لیے بعض باتیں میں تمھیں نہیں بتا سکتا۔"

"اوہ مجھے جلدی بھی نہیں ہے بس اتنا بتا دیں کہ گوشائی یہاں آرہی ہے؟" میں نے کہا۔

"ہاں اور اسے زیادہ وقت بھی نہیں لگے گا۔"

"تمھیں معلوم تھا کہ وہ کہاں ہے؟"

"نہیں لیکن اب جان چکا ہوں، اسے یہاں تک پہنچنے کے لیے ایک طویل سفر اختیار کرنا پڑے گا۔ ایسے حالات میں جب زی نوش نے ہمارے گرد لاتعداد جال بن رکھے ہیں اس کا یہ سفر بے حد خطرناک ہے لیکن وہ آگے بڑھ چکی ہے اور پھر اس کا یہاں پہنچ جانا ضروری بھی ہے۔" دی مین نے کہا اور میں خاموش ہو گیا۔ ضرورت سے زیادہ تجسس مناسب نہیں تھا ظاہر ہے وی مین مجھ سے پوری طرح واقف نہیں تھا اگر سمبو تورا وغیرہ ہوش میں ہوتے تو کوئی مشکل نہیں تھی۔

دی مین نے برف کی اس سرزمین پر مجھے قیام کے لیے ایک ٹھکانہ دے دیا اور میں اس میں خود کش ہو گیا۔ اس برفانی دنیا کے بارے میں لاتعداد سوالات میرے ذہن میں تھے لیکن ابھی یہاں بالکل تنہا تھا اس لیے کچھ نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا ہاں گوشائی کا شدت سے انتظار تھا۔

دن اور رات کا تعین یہاں مشکل تھا کیونکہ سر پر کھلا آسمان نہیں بلکہ غاروں کی چھت تھی۔ سو جاتا نیند بھر جاتی تو جاگ جاتا۔ خوراک کا معقول بندوبست تھا جس میں برفانی سبزیاں یا گوشت کی شکل میں مچھلی مل جاتی تھی۔ بڑی اکتا دینے والی زندگی تھی بس سوچوں کے سوا کچھ نہیں تھا اور میں نہ جانے کیا کیا سوچتا رہتا تھا۔ میں نے تصورات کی دنیا آباد کر لی تھی اور ان دنوں تنویر میرے بہت قریب آگئی تھی۔ میں اس سے باتیں کرتا اور وہ بے جھجک میرے ہر سوال کا جواب دے دیتی تھی۔ ساری ہی باتیں تو کہہ دی تھیں میں نے اس سے۔ مستقبل کا پورا خاکہ ہم دونوں نے تیار کر لیا تھا اور میں مطمئن تھا۔

نہ جانے کتنے دن یا راتیں گذر گئیں۔ پھر وی مین نے مجھ سے ملاقات کی وہ خوش نظر آرہا تھا۔ "میں گوشائی کے لیے مصروف تھا وہ ابھی تک خیریت سے اپنا سفر طے کر رہی ہے اور اس کی راہ میں کوئی مشکل نہیں آئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب اسے یہاں پہنچنے میں کوئی اور دقت پیش نہیں آئے گی۔"

"میں اس کا انتظار کر رہا ہوں۔"

"سُنا ہے تم اس دوران ایک بار بھی غار سے باہر نہیں نکلے۔"

"میں تمھارے لیے مشکل نہیں بننا چاہتا۔"

"اوہ نہیں میرے دوست میں نے صرف چند اصولوں کی پابندی کی ہے تمھیں نظر بند تو نہیں کیا۔ تم نے میری باتوں کا غلط اندازہ لگایا ہے۔"

"میں نے مشکل ترین حالات میں سامونوں سے تعاون کیا ہے۔" میں نے جواب دیا اور وی مین نے گردن خم کر لی۔ پھر وہ دوستانہ انداز میں میرا ہاتھ پکڑ کر کھڑا ہوتے ہوئے بولا۔

"آؤ تمھیں سونے والوں سے ملاؤں۔ وہ تھکن دور کر رہے ہیں جب کہ میں تھکن سے چور ہوں کاش کچھ دن کے لیے مجھے بھی یہ نیند میسر آسکتی۔" میں خاموشی سے اس کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ برف کی دنیا میں جو سرد دن اور سرد راتیں میں گذار چکا تھا ان کا یہاں نشان بھی نہیں تھا فضا بہتر تھی غاروں کا طویل سلسلہ تھا جو چھوٹی چھوٹی پیچ در پیچ سرنگوں سے گذرتا تھا۔ بالآخر ہم ایک غار میں داخل ہو گئے جو بے حد وسیع تھا اس کے عین درمیان ایک خاص قسم کی لجلجی سی گھاس بچھی ہوئی تھی اور اس گھاس پر وہ لاشوں کی مانند چت پڑے ہوئے تھے، ان کی آنکھیں بند تھیں اور ہاتھ سینوں پر بندھے ہوئے تھے۔ عجیب سی کیفیت طاری ہو گئی انھیں دیکھ کر جب وہ موسم کی سختی اور صعوبت

برداشت نہ کر سکے تو انھوں نے عارضی موت اپنالی۔

میں انھیں دیکھتا رہا۔ وی مین نے کہا۔ "ان غاروں میں جہاں تک دل چاہے جا سکتے ہو۔ چاہو تو اپنے دوستوں کے قریب بھی رہ سکتے ہو۔"

"تمھارے خیال میں یہ کب تک جاگیں گے؟" میں نے پوچھا۔

"افسوس۔ یہ نہیں بتایا جا سکتا انہوں نے جتنے عرصے کے لیے یہ عارضی موت اپنائی ہو گی اس کا علم صرف انہیں ہی ہو سکتا ہے لیکن میرا ذاتی خیال ہے کہ یہ عرصہ زیادہ طویل نہیں ہو گا۔" میں خاموش ہو گیا اور تھوڑی دیر کے بعد ہم اس غار سے باہر نکل آئے۔ وی مین کہنے لگا۔!

"اگر تم چاہو تو باہر کے مناظر دیکھ سکتے ہو موسم اس وقت بھی کافی خراب ہے۔"

"تم مصروف ہو گے دی مین میں تمہاری مصروفیت میں مخل انداز نہیں ہونا چاہتا۔" دی مین مجھے دیکھ کر مسکرانے لگا پھر بولا۔

"تمہارے انداز میں ایک ناخوشگواری رچی ہوئی ہے اور اس کی وجہ بھی جانتا ہوں کاش میں اتنی ہی خوش اخلاقی کا مظاہرہ کر سکتا جتنا میں ہوں لیکن میرے دوست ہم بدنصیب لوگ اپنی مرضی سے نہیں جی رہے اس مصیبت میں گرفتار ہو کر ہم اپنے تمام اختیار کھو بیٹھے ہیں آؤ میرے ساتھ آؤ۔" میں خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑا کئی سرنگوں سے گذرنے کے بعد وہ ایک ایسی جگہ آ گیا جہاں سرنگ ختم ہو گئی تھی لیکن اس میں سیڑھیاں تراشی ہوئی تھیں اور یہ سیڑھیاں بلندی کی جانب جاتی تھیں۔ تقریباً ایک سو بیس سیڑھیاں طے کرتے ہوئے میرا سانس تیز ہو گیا۔ لیکن ہم جس جگہ نکلے وہ ایک بلند پہاڑ تھا جس کے دہانے سے باہر نکلنے کے لیے کسی میکنزم کے ذریعے ایک بڑا گول پتھر ہٹانا پڑا تھا۔ برف کا برادہ ننھی ننھی کنکریوں کی مانند ہمارے چہروں سے ٹکرایا۔ تاہم ہم باہر نکل آئے سردی کی لہریں دفعتاً میرے بدن میں کپکپی دوڑانے لگیں ماحول دھواں دار تھا برف باری ہو رہی تھی اور تھوڑے فاصلے کی چیز بھی نظر نہیں آتی تھی موسم مزید شدت اختیار کر گیا تھا۔ میں نے گہری گہری سانسیں لیتے ہوئے کہا۔

"اس موسم میں تو سفر بھی موت کے مترادف ہے کیا گوشائی کی اس سمت رہنمائی کے لیے تم نے کوئی بندوبست کیا ہے وی مین؟"

"ہاں گوشائی کو میں نے جس جگہ پہنچنے کے لیے کہا ہے وہاں میرے آدمی اس کے استقبال اور رہنمائی کے لیے موجود ہیں۔"

"تب ٹھیک ہے۔ ورنہ ـــ جیسا تم نے بتایا کہ ساموینکا میں برف کا موسم نہیں ہوتا اور گوشائی جس علاقے میں تھی اس کا کچھ حصہ برفانی ضرور تھا لیکن وہ نہیں جہاں گوشائی موجود تھی۔"

"وہ علاقہ شاید تبت کہلاتا ہے۔"

"ہاں۔ گوشائی کا قیام وہاں کے جنگلوں میں تھا ویسے میں نے محسوس کیا ہے مسٹر وی مین کہ آپ لوگ درویشانہ انداز اختیار کرنا زیادہ پسند کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟"

"کیونکہ ہمیں اس میں سب سے زیادہ آسانی ہوتی ہے ساموینکا کی زندگی عجیب ہے وہاں بھی سب کچھ ہے درویش راہب اور اس قسم کے لوگ وہاں پائے جاتے ہیں جنھیں ساموینکا کی زبان میں تارک کہا جاتا ہے۔"

"تارک۔!"

"ہاں۔ تارک عجیب و غریب صفات کے حامل ہوتے ہیں اور وہی ساموینکا کا نظام سنبھالتے ہیں۔"

"اوہ معاف کرنا میں غلطی سے ساموینکا کے موضوع پر آگیا ہوں جس کے بارے میں تم پہلے ہی مجھے بتانے سے معذرت کر چکے ہو۔"

"اور یہی بات تمہاری ناخوشگواری کا باعث بنی ہے" وی مین نے مسکراتے ہوئے کہا اور میرے ہونٹوں پر بھی ایک تلخ مسکراہٹ پھیل گئی۔ پھر میں بولا۔

"وی مین۔ میں نے تو ایک طویل عرصے تک صرف انسانی جذبوں کے تحت گوبین کی رکھوالی کی ہے اس وقت نہ میں گوشائی کے بارے میں جانتا تھا اور نہ ہی سمبو تورا مجھے ملا تھا۔ میری بات مت کرو میں جو کچھ کر رہا ہوں وہ تم لوگوں کے لیے نہیں بلکہ اپنے ان جذبوں کی تکمیل کے لیے کر رہا ہوں جو میرے سینے میں ہیں اور میں ان جذبوں کی کوئی قیمت نہیں چاہتا۔" وی مین کے چہرے پر ایک لمحے کے لیے شرمندگی کے آثار سے ابھر آئے تھے۔ اس نے کہا۔

"آنے والا وقت تمہیں یہ بتلائے گا کہ ہم ناسپاس نہیں ہوتے بس کچھ اس طرح خوفزدہ ہیں ہم لوگ کہ اخلاقی حدود سے گذر گئے ہیں۔ تم نے پہلا سوال کیا تھا کہ میں نے یہاں اپنے لیے یہ مقام

محی الدین نواب
جن کی تحریریں ہمارے معاشرے کے قریب ترین ہوتی ہیں۔ اس تحریر میں اُنھوں نے ایک انتہائی نازک موضوع پر قلم اُٹھایا ہے جس کا ہماری آج کل کی زندگی کیسا تھ بہت گہرا تعلق ہے۔ ایک لڑکی لڑکا بن کر بھی نامکمل، ادھوری۔ آخر کیوں؟
ادھورا ادھوری
تبدیلیٔ جنس کی ایک انوکھی کہانی
قیمت ۱۵ روپے
علی میاں پبلی کیشنز ۲۰ عزیز مارکیٹ اردو بازار لاہور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیسے بنایا۔ سو اس کا جواب زیادہ طویل نہیں ہے ساموئیکا سے نکلنے کے بعد جب تقدیر اور حالات نے ہمیں تمہاری سرزمین پر لاڈالا اور ہم سب منتشر ہو گئے تو ہم نے ہوش سنبھالنے کے بعد پہلے تمہاری دُنیا کا جائزہ کیا ذہنی طور پر بھی اور علمی طور پر بھی ہمیں یہ اندازہ ہوا کہ ہماری نسبت تم زیادہ توہم پرست ہو اور ایسی چیزوں سے بہت متاثر ہوتے ہو چنانچہ تمہارے درمیان زندگی گذارنے کے لیے ہمیں اپنے روز مرہ کے معمولات کو شعبدہ بازی کی شکل دینی پڑی تاکہ تم لوگوں کو متاثر کیا جا سکتا حالانکہ یہ شعبدہ گری ہماری زندگی میں عام حیثیت رکھتی ہے تم لوگ اپنی دنیا میں جسے سائنس کہتے ہو ہماری دنیا میں یہ صرف علم کا درجہ رکھتی ہے اور ہر شخص کوئی نہ کوئی علم رکھتا ہے تمہاری زبان میں اس علم کو جادو بھی کہا جا سکتا ہے لیکن وہ ہمارے ہاں کی سائنس ہے ہمارے جادوگر اپنے اس علم کے ذریعے جو کام کرتے ہیں وہ تمہاری دنیا میں سائنس کے ذریعے کیا جاتا ہے نام ہی بدلا ہوا ہے ورنہ اور کوئی خاص فرق نہیں ہے ہمارے ہاں مشینیں نہیں ہیں جو لوہے پلاسٹک اور ایسی ہی دوسری چیزوں سے بنا کر تم لوگ استعمال کرتے ہو بلکہ ہمارے ہاں اپنے اجسام میں علم کے ذریعے وہ تبدیلیاں کر لیتے ہیں جو تمہاری سائنس کا ساتھ دے سکیں چنانچہ برفانی دنیا کے معصوم باشندوں کو میں نے اپنے علم سے مسحور کیا اور اس کے بعد وہ میرا ساتھ دینے کو تیار ہو گئے۔ انہی کی مدد سے میں نے برف کے نیچے دفن ان غاروں کو دریافت کیا اور یہاں اپنی ایک مضبوط پناہ گاہ تعمیر کر ڈالی تاکہ ساموئوں کو یہاں جمع کر سکوں یہ کام میرے لیے مشکل نہیں ثابت ہوا تھا۔"

"گویا تم لوگ فطری طور پر درویش صفت رکھتے ہو۔ گوشائی نے ویلینی کے نام سے تبت کے قبائلی باشندوں کو اپنا ساتھی بنایا تھا سمبوتورا کے اندر بھی درویشی ہی پائی جاتی ہے کسی طرح سوکاف بھی ایک درگار میں راہب بن گیا تھا۔ بہر حال تمہارا شکریہ کہ تم نے اپنی روایات توڑ کر مجھے اپنے بارے میں بتا دیا ہے"

"میں ایک شدید احساس کا شکار ہوں مسٹر غزالی!" دی مین نے کہا۔

"کیا۔؟"

"آنے والے وقت میں جب ساموں مجھے یہ بتائیں گے کہ تم ان کے بے لوث ساتھی رہے ہو اور تمہارے ساتھ میرا رویہ دیکھیں گے تو مجھے شدید شرمندگی کا شکار ہونا پڑے گا اس لیے میں نے اپنے انداز میں یہ تبدیلی پیدا کی ہے میں تم سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ تم اسے صرف میری مجبوری تصور کرنا عدم تعاون نہیں۔"

"نہیں مسٹر دی مین اس سلسلے میں مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے میں گوشائی کا انتظار کر رہا ہوں اور ان جاگنے والوں کے جاگنے کا تاکہ اس کام کو آگے بڑھایا جا سکے۔"

"وہ تنظیم جو ہمارے لیے مشکلات کھڑی کر رہی ہے بے حد طاقتور ہے بات اگر صرف زی لوش کی ہوتی تو شاید ہم کچھ عرصے کے بعد حالات پر قابو پا لیتے لیکن زی لوش نے اپنے نمائندوں کے ذریعے جو کھیل رچایا ہے وہ واقعی خطرناک ہے۔"

"ذی لوش کا تذکرہ تم پہلے بھی کر چکے ہو دی مین!"

"ہاں ساموئیکا کی آبادی وسیع ترین رقبے میں پھیلی ہوئی ہے اور اس آبادی میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر بہت سے تارک موجود ہیں لیکن وہ سب ہی کسی بڑے تارک کے غلام ہوتے ہیں اور یہ بڑا تارک تم یہ سمجھ لو کہ سلطنت کا حکمران ہوتا ہے ہمارا تارک گومین تھا گومین کے خلاف زی لوش نے سازش کی جو ایک بہت بڑے خاندان کا آدمی تھا اور لاتعداد تارک اس کے فرماں بردار تھے ان فرمانبرداروں نے خفیہ طور پر سازشیں کر کے گومین کو معزول کر دیا اگر زی لوش کسی اچھے اور نیک جذبے کے تحت ساموئیکا کی حکمرانی چاہتا تو شاید اس سے تعاون کیا جا سکتا تھا لیکن اس کے بارے میں یہ خبریں عام ہیں کہ وہ باہر کی دنیا سے رابطہ قائم کر کے ساموئیکا کو باہر کی آبادی میں ضم کر دینا چاہتا ہے ساموئیکا کی روایتیں الگ ہیں اور وہ کسی بھی طور تمہاری اس دنیا سے میل نہیں کھاتیں۔ وہاں اگر اس ظالم دنیا کے اثرات پہنچ جائیں تو اب ہم اپنی آنکھوں سے بھی دیکھ چکے ہیں اور پہلے سنتے رہے تھے کہ تباہی اور بربادی ساموئیکا میں داخل ہو جائے گی۔ معاف کرنا مسٹر غزالی اپنی اس دنیا کو دیکھو دشمنیاں، رقابتیں ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کی کوششیں، ہمارے ہاں بھی ہوتی ہیں لیکن دشمن وہی لوگ ہوتے ہیں جو کسی طرح آپس میں ایک دوسرے سے متصادم ہو جاتے ہیں باقی لوگ بالکل محفوظ رہتے ہیں جب کہ تمہاری دنیا میں دراصل دشمن روپوش رہ کر لاتعداد انسانوں کو موت کی وادیوں میں دھکیل کر خود محفوظ رہتے ہیں معصوم اور بے گناہ انسان دوسروں کی دشمنی کا شکار ہوتے ہیں اس کے علاوہ

اور بھی بہت سے ایسے مسئلے ہیں جنھیں مدِنظر رکھتے ہوئے ہم نہیں چاہتے کہ ساموئیکا میں بیرونی دنیا کے اثرات داخل ہوں۔ جب کہ زی لوش اور اس کے گروہ کے افراد اس بات کو زیادہ پسند کرتے ہیں کہ ساموئیکا پر بیرونی تسلط قائم کر دیا جائے ہم اس کے خلاف جنگ پر آمادہ ہوئے تو زی لوش نے ہمیں ساموئیکا سے نکالنے کا منصوبہ بنا ڈالا اور ہم جو اپنے لیے کوئی بھرپور مقام تلاش کر کے زی لوش کا مقابلہ کرنے کا منصوبہ بنا رہے تھے اس کا شکار ہو گئے زی لوش چاہتا تھا کہ ہم سب موت کی آغوش میں پہنچ جائیں اور اس نے اسی کی تیاریاں کی تھیں۔ لیکن تقدیر نے ہمارے لیے موت نہیں لکھی تھی جن سمندری راستوں سے ہمیں باہر کی دنیا تک بھیجا گیا اور وہاں ہمیں موت کے گھاٹ اتارنے کی کوشش کی گئی وہی ہمارے راہنما بنے لیکن ہم سب منتشر ہو گئے۔ اور جگہ جگہ پھیل گئے یقیناً بعد میں زی لوش کو اپنی اس ناکامی کا علم ہو گیا ہوگا چنانچہ اس نے ساموئوں کو ہماری تلاش میں بھیجا وہ کس طرح یہاں تک پہنچے یہ بات ہم نہیں جانتے لیکن کچھ عرصہ کے بعد ہمیں علم ہو گیا کہ ہمارے دشمن ساموں ہماری زندگی کے بارے میں جان گئے ہیں ہم چونکہ منتشر ہو گئے تھے اور زمین کے چپے چپے پہ ہمیں تلاش کیا جا رہا تھا اس لیے ہم خاموش بیٹھے رہے اور ایک دوسرے کی تلاش میں سرگرداں رہے تاکہ کسی ایک جگہ جمع ہو کر ہم اپنے آئندہ اقدام کے لیے کوئی فیصلہ کر سکیں اسی دوران ہمیں علم ہوا کہ گومین اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا ہے اور اس کا کوئی سراغ نہیں مل سکا ہماری سب سے بڑی بدنصیبی تھی ہمارا حکمران ہمارا بادشاہ ہمارا رہبر کسی بھی طرح ہم تک نہیں پہنچ سکتا تھا کیوں کہ ہمارے پاس ایک دوسرے کو پہچاننے کا ذریعہ وہ ذہنی رابطہ ہی تھا جو صحیح الدماغی کی حالت میں ہی قائم کیا جا سکتا ہے۔ یہ ہے ہم بدنصیبوں کی کہانی مسٹر غزالی آپ کو علم ہو گیا ہو گا کہ ہم سب اپنے معاملات میں اس قدر محتاط کیوں رہتے ہیں درحقیقت بات یہ ہے کہ ہمیں ساموں سے زیادہ تمہاری دنیا کے لوگوں کا خوف رہتا ہے کیونکہ ان کے سامنے ہماری قوت بے بس ہے یہ ان کی سرزمین ہے ہماری نہیں ساموئوں نے جس تنظیم کا سہارا لیا ہے اس کے بارے میں میری معلومات بتاتی ہیں کہ وہ انتہائی صاحب اختیار ہے اور یہ قوت رکھتی ہے کہ ہمیں شدید نقصان پہنچا سکے۔ زی لوش کے لوگوں نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ وہ انھیں ساموئیکا میں آباد کریں گے۔ اور ساموئیکا کے اقتدار میں انھیں بھی حصہ دیا جائے گا تنظیم کے ارکان بھی اپنے اقتدار کے خواہش مند ہیں چنانچہ انھوں نے یہ شرط تسلیم کر کے ہمارے خلاف کارروائیاں شروع کر دی ہیں اور وہ دنیا کے چپے چپے میں ہمیں تلاش کر رہے ہیں۔"

میں خاموشی سے پوری کہانی سنتا رہا یہ کہانی مختلف ٹکڑوں میں میرے سامنے آتی رہی تھی لیکن آج کچھ زیادہ تفصیل سے سننے کو ملی تھی۔ یہ جان کر شدید حیرت ہوئی کہ گومین ساموئیکا کا سربراہ تھا۔ گویا اصل بات یہ تھی کہ وہ تمام لوگ منتشر ساموئوں کو جمع کر کے گومین کی صحیح الدماغی کے خواہش مند تھے اور زی لوش کے خلاف محاذ آرائی کر کے گومین کے دوبارہ اقتدار کے خواہاں تھے۔ کچھ اور انکشافات بھی ہوئے تھے ساموئیکا کے بارے میں مثلاً وہاں کی سائنس، کیا وہ ایک انوکھی دنیا نہ ہو گی۔

دی مین کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ میں نے مسکرا کر اسے دیکھا اور وہ چونک پڑا۔ "تم نے تو مجھے سب کچھ ہی بتا دیا دی مین!"

"ہاں، کچھ عجیب سا لگ رہا تھا مجھے۔ تم سے انحراف کو جی نہیں چاہتا لیکن ڈیئر غزالی مجبوریاں نجانے کیا کچھ کراتی ہیں میں نے جس طرح صورت حال تمھیں بتائی اس سے تم اندازہ لگا سکتے ہو کہ میں غیر مخلص نہیں ہوں بس ہم میں سے ہر ساموں حالات کا شکار ہے اور اپنی مجبوریوں کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے" میں خاموشی سے گردن ہلاتا رہا پھر میں نے کہا۔

"جتنا کچھ تم نے بتا دیا ہے دی مین اس سے زیادہ تم سے کچھ معلوم بھی نہیں کرنا چاہتا میں نے تو ان لوگوں کو بھی مجبور نہیں کیا جن کی میں نے قدم قدم پر معاونت کی ہے تاہم اطمینان رکھو تمھیں اپنے اس انکشاف سے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی" دی مین نے متشکرانہ نگاہوں سے مجھے دیکھا اور اس کے بعد مضمحل سے انداز میں اُٹھ کھڑا ہوا۔

"اجازت دو ــ بے پناہ مصروفیتیں ہیں ان لوگوں کے سینے پر رہ کر ان پر نگاہ رکھنی ہی پڑتی ہے تاکہ ساموئوں کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے" میں نے گردن ہلا دی تھی۔ فی الحال کوئی مصروفیت نہیں تھی میں اب پہلے سے کسی قدر مطمئن تھا جب بھی کبھی ذہن پر بحران سوار ہوتا ان سونے والے لوگوں کے پاس پہنچ جاتا۔ دنیا سے بے خبر ہو کر بلکہ حالات

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے خوف زدہ ہو کر انہوں نے اپنے بدن موسم کے سپرد کر دیے تھے اگر میں بروقت ان کی مدد نہ کرتا اور روی مین کو یہ نہ بتاتا کہ یہ لوگ برفانی طوفان میں گھرے ہوئے ہیں تو وی مین ان کے اجسام کو تلاش کرنے کی کوشش نہ کرتا اور ایسی حالت میں یہ برف کے لاکھوں ٹن وزنی تودوں کے درمیان دفن ہو جاتے اور اس کے بعد اگر مقررہ وقت پر جاگنے کی کوشش بھی کرتے تو کیا ان وزنی تودوں کے نیچے سے زندہ نکل سکتے تھے ناممکن تھا گویا ان چالیس افراد کی کہانی جن میں سامونیکا کے دو بڑے بھی شامل تھے برف کے نیچے ہی ختم ہو جاتی اور دنیا کبھی بھی نہ جان پاتی کہ سامونیکا کے یہ باشندے کہاں غائب ہو گئے انھیں دیکھ کر بار بار میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل جاتی تھی یہ شتر مرغ تھے ریت میں چہرہ چھپا لینے والوں کی مثال تھے چند روز اور گذر گئے اور اس کے بعد باہر کا موسم کسی قدر بہتر ہونے لگا اور اسی بہتر موسم میں ایک دن غار میں موجود سامونوں کے درمیان ایک ہلچل سی پیدا ہو گئی میں نے اس بارے میں معلومات حاصل کیں تب پتا چلا کہ گوشائی آ گئی ہے یہ اطلاع سن کر مجھے بھی اتنی ہی خوشی ہوئی تھی جتنی سامونوں کو ہو رہی ہو گی چونکہ اب غاروں میں میری نقل و حرکت نگاہ میں نہیں رکھی جاتی تھی اور میں کہیں کسی بھی جگہ جا سکتا تھا۔ اس لیے میں نے اسی سمت کا رخ کیا جہاں سے ایک بار میں دی بین کے ساتھ باہر کا نظارہ کر چکا تھا۔

سوراخ سے باہر نکل کر میں نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی بائیں سمت چیونٹیوں کی ایک قطار نظر آ رہی تھی۔ موسم صاف تھا اور برف چاندی کی طرح چمک رہی تھی اس چاندی کی طرح چمکتی ہوئی برف پر انسانوں کا ایک کافی بڑا گروہ آ رہا تھا اور اس کا رخ اسی جانب تھا انھیں دیکھ کر مجھے اندازہ ہوا کہ گوشائی تمام سامونوں کو سمیٹ لائی ہے پتا نہیں وی مین نے اس کے استقبال کے لیے کیا کیا ہے میں وہیں بیٹھ کر نظارے کرتا رہا۔

پھر وہ لوگ غاروں کے قریب پہنچ گئے برف کی اس عجیب و غریب دنیا میں وی بین نے زیر زمین جو جال بچھایا تھا وہ بھی ناقابل یقین ہی سا لگتا تھا۔ لیکن اب حیرت کا کیا سوال تھا میں خود بھی ان تمام چیزوں کا نظارہ کر چکا تھا گوشائی اور اس کے ساتھ تقریباً دو سو سامون غاروں کی زیر زمین دنیا میں گم ہو گئے اور میں وہیں بیٹھا اطراف کا جائزہ لیتا رہا کہ کہیں کوئی اور تو ان کا نگران نہیں ہے بظاہر اس کے آثار نظر نہیں آ رہے تھے نجانے کیوں مجھے اب بھی یہ احساس رہتا تھا کہ یہ لوگ میری پناہ میں ہیں اور مجھ پر اتنی ہی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں جتنی ذمہ داریاں میں نے گومین کے سلسلے میں قبول کی تھیں۔ گومین کا کارڈ ابھی تک میرے ہاتھ میں تھا سوائے چند افراد کے کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ کہاں ہے۔ یہاں تک کہ میں نے وی مین کو بھی اس کے بارے میں نہیں بتایا تھا میں اپنی رہائش گاہ میں پہنچ گیا خود سے گوشائی کے پاس نہیں جانا چاہتا تھا ذرا اندازہ تو لگایا جائے کہ وی مین میرے بارے میں اس سے کیا کہتا ہے اور اس کے بعد وہ کیا محسوس کرتی ہے۔ کافی دیر گذر گئی اور اس کے بعد میں نے اپنی رہائش گاہ کے بیرونی حصے میں قدموں کی آہٹیں سنیں۔ پھر کوئی اندر داخل ہو گیا اور میں نے گوشائی یا ویلینی کو اپنے سامنے کھڑے پایا دی بین بھی اس کے برابر کھڑا ہوا تھا۔

گوشائی کی شخصیت میں ایک عجیب سی تمکنت تھی پہاڑوں کی حکمران ملکہ گوشائی جس طرح تبت کے قبائلیوں پر حکومت کر رہی تھی اور جس طرح مہارت سے اپنا سکہ بٹھا رکھا تھا وہ قابل قدر بات تھی اور یقیناً اس کی شخصیت کا ایک حصہ بھی میں کھڑے ہو کر اس کا خیر مقدم کرنے پر مجبور ہو گیا گوشائی مجھے دیکھنے لگی پھر چند قدم آگے بڑھی اور میرے قریب پہنچ گئی پھر اس نے اپنا داہنا ہاتھ سیدھا کیا اور اسے میرے شانے پر رکھ دیا۔ یہ دوستی کا اظہار تھا۔ اس کے بعد وہ آہستہ سے بولی۔

"مسٹر گازالی۔ تم سے اس طرح پیش آنے کو جی چاہتا ہے جیسے کوئی اپنے بالکل قریبی دوست یا عزیز سے ملے لیکن بعض اوقات جھجک مانع ہوتی ہے مجھے گمان بھی نہیں تھا کہ تم مجھے یہاں ان غاروں میں مل جاؤ گے آہ تمہارے بارے میں جان کر جس قدر مسرت ہوئی ہے میں بیان نہیں کر سکتی وی مین نے ایک شخص کا تذکرہ خاص طور سے کیا حالانکہ ہمارے درمیان ابھی کوئی بات ہی نہیں ہوئی صرف ایک دوسرے کی خیریت دریافت کی گئی تھی لیکن اس سے اظہار ہوتا ہے کہ وی مین بھی تم سے کس قدر متاثر ہے کہ اس نے فوراً ہی تمہارا تذکرہ کیا اور گازالی تمہارا نام جس طرح ذہن سے چپکا ہوا ہے وہ تو سوچنے بھی نہیں دیتا کہ تم کون ہو گئے میں دیوانہ وار اٹھ کھڑی ہوئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھی اور میں نے وی مین سے پوچھا تھا کہ کیا وہ یہاں موجود ہے اور جب مجھے یہ اطلاع ملی کہ تم یہاں ہو تو میں فوراً ہی دوڑی چلی آئی وی مین گازالی ہمارا وہ عظیم دوست ہے جس کے بعد دوستی کا تصور ختم ہو جاتا ہے۔ اس نئی دینا میں طویل عرصہ گذر چکا ہے لیکن اس جیسا انسان ہمیں کوئی نہیں ملا یہ سمجھ لو کہ ایک طویل عرصہ سے اس نے سامونوں کی بے مثال خدمات انجام دی ہیں اور جانے کتنی بار اپنی زندگی داؤ پر لگا کر اس نے ہمارے مفادات کا تحفظ کیا ہے۔" وی مین نے مسکراتے ہوئے گردن ہلائی اور آہستہ سے بولا۔۔۔

"وہ تمام پردے چاک ہو گئے مسٹر گازالی، جو میں نے مجبوریوں کے تحت اپنے اور تمہارے درمیان ڈال رکھے تھے اور اب جو گفتگو ہو گی اس میں تمہاری شرکت یقینی ہے۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ ہم لوگ ابھی تک اپنی معلومات کا تبادلہ نہیں کر سکے لیکن اب اطمینان سے بیٹھ کر گفتگو ہو گی۔۔

"آؤ گازالی آؤ۔ مجھے واقعی امید نہیں تھی کہ ہمارے مفادات کا مرکز یہاں ان غاروں میں ہو گا۔" گوشائی نے بے تکلفی سے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم یہاں سے چل پڑے وی مین عہدے اور اختیار میں گوشائی پر فوقیت رکھتا تھا کیونکہ اس کا تعلق پانچ بڑوں سے تھا اس لیے گوشائی اس کے سامنے مودّب نظر آ رہی تھی۔ تاہم وی مین کا تعاون اور انداز اس کے ساتھ دوستانہ تھا۔ میرے ساتھ وہ لوگ ایک بڑے سے ہال میں آ بیٹھے اور وی مین نے گہری سانس لے کر کہا۔

"تمہارے ساتھیوں کے لیے معقول بندوبست کر دیا گیا ہے۔ سامون آرام کر رہے ہیں اس لیے تمہیں ان کی جانب سے کوئی تردد نہیں ہونا چاہیے۔"

"نہیں وی مین، میں نے تمہاری امانت جس حد تک ممکن ہو سکتی تھی، جمع کر کے تمہارے سپرد کر دی ہے اور اب میں ان کے لیے بالکل مطمئن ہوں۔ لیکن میں حالات کے بارے میں جاننے کی خواہش مند ہوں بشرطیکہ تم پسند کرو۔"

"آہ گوشائی دل تو یہ چاہتا ہے کہ اس دوران کی ایک ایک یاد دوہرائی جائے، لیکن ہم ابھی اس کی کیفیت میں نہیں ہیں کہ ایک دوسرے سے دل کی باتیں کریں ابھی تو حالت جنگ جاری ہے اور کامیابی نجانے کتنی دور۔ تم نے مسٹر غزالی سے فوراً ہی ملاقات کرنے کی خواہش ظاہر کی

میں خود بھی یہی چاہتا تھا۔ اس انسان میں جو سحر پوشیدہ ہے وہ کسی تارک کے سحر سے کم نہیں ہے، درحقیقت اس میں ایک تارک چھپا ہوا ہے۔"

"بلاشبہ تم نے یہ صحیح کہا وی مین، اس دینا کا انسان ہمارا کتنا بڑا محسن ہے، شاید تمہیں اس کی حقیقت معلوم ہو، گومین کا محافظ یہی شخص ہے، ورنہ اس بات کے امکانات بھی تھے کہ ہم گومین کو ہمیشہ کے لیے کھو بیٹھتے" گوشائی نے ممنونیت بھرے انداز میں کہا۔۔

"گومین کا محافظ۔ میں نہیں سمجھا۔" وی مین چونک کر بولا

"ہاں شاید گازالی سے تمہاری تفصیلی گفتگو نہیں ہوئی"

"پہلے مجھے یہ بتاؤ، گازالی سے تمہاری ملاقات کیسے ہوئی۔"

"بہت عجیب و غریب حالات ہیں۔ مختصراً میں تمہیں بتاتا ہوں کہ یہ لوگ برف کی سرزمین پر ہمارے دشمن نمائندوں کی حیثیت سے داخل ہوئے۔ اور برفانی طوفان کا شکار ہو کر ہماری گرفت میں آ گئے۔ دراصل میں یہ تعین نہیں کر سکتا کہ اس داستان کا آغاز کہاں سے کروں۔ بڑی الجھن کی بات ہے!"

"نہیں۔ میں تمہیں بتا چکی ہوں وی مین کہ یہ شخص اسی دینا کا باشندہ ہے ایک بڑے ذہن اور بڑے دل کا مالک۔ اور اس نے ہمارے وہ مسائل اپنے ہاتھ میں لے لیے تھے جن کی تکمیل کے لیے ہم بے حد پریشان تھے۔ ان لوگوں سے لاکھ واقفیت کے باوجود ہم جگہ جگہ الجھنوں کا شکار ہو جاتے تھے لیکن گازالی نے یہ ذمّہ داریاں اپنے شانوں پر لے لیں اور گومین کو مجھ تک پہنچا دیا اس کے بعد میں نے یہ ذمّہ داری گازالی کے سپرد کی کہ گومین کی دماغی صحت کا بندوبست کیا جائے نہ صرف یہ بلکہ تھوساس، لیبوس، وی مین اور گاقی ہا کو بھی تلاش کیا جائے ایک شخص کے شانوں پر یہ ذمہ داریاں رکھ دی گئی تھیں اور ہم اس کا انتظار کر رہے تھے کہ تمہارا پیغام مجھے مل گیا اور اس کے بعد میں نے یہی بہتر سمجھا کہ تبت چھوڑ کر یہاں تمہارے پاس آ جاؤں۔ کم از کم ایک سربراہ تو میرا سرپرست بن جائے"

"تب تو تمہیں یہ بھی معلوم نہیں ہو گا گوشائی، کہ زی لوش کے نمائندے ہماری تلاش میں بہت بڑی تعداد میں اس دینا میں آ پہنچے ہیں اور چاروں طرف بکھر گئے ہیں، یہی نہیں بلکہ انھوں نے اس دینا کی ایک بہت بڑی طاقت کا سہارا حاصل کر لیا ہے اور وہ طاقت سامونوں کو گرفتار کر کے اپنے قبضے میں کر رہی ہے تاکہ انھیں زی لوش کے حوالے کر دیا جائے زی لوش کے بھیجے ہوئے نمائندے سامونوں کے ذہنی رابطے کو پکڑتے ہیں اور انھیں تلاش کر کے اس طاقت کے

نمائندوں کے ذریعے گرفتار کر لیتے ہیں میں ان حالات سے نمٹ ہی رہا تھا کہ مسٹر گازالی میرے ہاتھ لگ گئے۔ اور بلاشبہ انہی کے ذریعے مجھے لیبوس اور تھوساس ملے۔ وائی مین ملا اور مزید بیس سامون بلکہ اکیس افراد، جن میں ڈڈتن کاربو بھی شامل ہے، لاسیا کی بیٹی۔"

"اوہ۔ تھوساس، لیبوس، گازالی۔" گوشائی نے آخری بات میری طرف دیکھ کر کہی تھی۔

"ہاں میڈم گوشائی۔ میں لیبوس اور تھوساس کو حاصل کر چکا ہوں۔ اور ان کے حصول کے لیے جو کچھ کرنا پڑا ہے اس کی تفصیل پھر کبھی بتاؤں گا۔ بہت سے ہنگامے بہت سے مرحلے۔ پھر جب ہم لوگ یکجا ہو گئے تو ہم نے بقیہ افراد کی تلاش کی ٹھانی۔ بہتر یہ ہے کہ میں تمہیں تفصیل بتاؤں۔ جس کا کچھ حصہ میں مسٹر وی مین کو بتا چکا ہوں۔۔ لیکن اس انداز میں نہیں جس انداز سے تم پر انکشاف کروں گا۔۔

"تنظیم نے لیبوس اور تھوساس کے علاوہ تمہارے دشمن سامونوں کے ذریعے بیس اور سامونوں کو گرفتار کیا تھا۔ اور مسلسل ان کی تلاش میں سرگرداں تھی کہ میرا اس سے رابطہ قائم ہو گیا اور پھر میرے اور ان کے درمیان زبردست جنگ چلی جس میں دھوکا دہی اور چال بازی کے ہتھیار استعمال کیے جا رہے تھے۔ ہمارے درمیان ایک پروگرام ترتیب پایا اور وہ یہ تھا کہ میں تنظیم سے بھی رابطہ رکھوں اور سامونوں سے بھی۔ یہ بات تنظیم نے اپنے مفاد میں سمجھی تھی، لیکن میں اسے سامونوں کے مفاد میں بھی سمجھتا تھا۔ کیوں کہ اس طرح مجھے تنظیم کا تعاون حاصل ہو گیا تھا۔ تنظیم دوسرے سامونوں کی تلاش چاہتی تھی اور میرا بھی یہی مقصد تھا چنانچہ میں نے ہوشیاری سے تنظیم کو اپنی مدد پر آمادہ کر لیا۔ اور اس سے وعدہ کیا کہ جونہی تمام سامون یکجا ہو جائیں گے انھیں تنظیم کے حوالے کر دیا جائے گا۔ لیکن میرا جو مقصد ہو سکتا تھا۔ اس کا اندازہ تمہیں ہو گا۔ ہمیں حالات اور واقعات کے سہارے وی مین کا علم ہوا، جو یہاں یوگورین کے نام سے مشہور تھا۔ وائی کنگ لیٹروں کے خاندان کے ایک فرد نے ہمیں یوگورین کے خاتمے کے لیے بھیجا۔۔ لیکن یوگورین کے بارے میں جو تفصیلات انھوں نے ہمیں بتائیں، ان سے ہمیں اندازہ ہو گیا کہ کہیں یہ کوئی سامون نہ ہو۔ یہاں پہنچے تو ایک برفانی طوفان کا شکار ہو گئے۔۔۔،

اور اس کے بعد وائی مین، تھوساس، لیبوس، ڈڈتن کاربو اور بقیہ تمام افراد موسم کی سختی برداشت نہ کرتے ہوئے اور موت کو قریب دیکھ کر بقول وی مین کے ایک عارضی موت اپنا کر گہری نیند سو گئے۔۔ وہ ان غاروں میں موجود ہیں۔"

گوشائی متحیرانہ انداز میں، میری کہانی سن رہی تھی۔ ان لوگوں کی یہاں موجودگی کے بارے میں سن کر وہ ایک بار پھر مضطرب ہو گئی۔

"آہ۔ میں انہیں دیکھنا چاہتی ہوں، کیا میں انہیں دیکھ سکتی ہوں وی مین۔۔؟"

"ہاں ہاں کیوں نہیں۔۔۔ ظاہر ہے اس میں مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے لیکن ابھی کچھ باتیں تشنہ رہ گئی ہیں، ان پر بھی گفتگو کر لی جائے۔۔ لیبوس تھوساس ہمارے پاس پہنچ گئے ہیں اور تمہارے ان ساتھیوں کی آمد کے بعد کیا تمہیں اندازہ ہے کہ مزید کتنے سامون منتشر ہیں۔۔؟"

"ہم کل کتنے افراد تھے وی مین۔ تمہارے ذہن میں ہے؟"

"ہاں ہماری تعداد تقریباً چار سو تھی، مقامی گنتی کے مطابق چار سو اور ابھی صرف تین سو کے قریب افراد ہمیں مل سکے ہیں۔ دو سو وہ جو تمہارے ساتھ آئے ہیں ستر یا اسّی کے قریب وہ ہیں جو میرے لیے کام کر رہے ہیں، اور شاید خاصی بڑی تعداد گاقی ہا کے پاس ہو گی، جس کے صحیح اعداد و شمار میرے پاس نہیں ہیں۔"

"گاقی ہا۔" گوشائی کے ساتھ میں بھی اچھل پڑا۔

"ہاں مسٹر گازالی۔۔ آپ سے معذرت خواہ ہوں کہ ابھی تک گاقی ہا کے بارے میں کوئی تذکرہ آپ سے نہیں ہو سکا گاقی ہا اس وقت افریقہ میں موجود ہے، اور ایک افریقی قبیلے کے سربراہ کی حیثیت سے وہاں رہتا ہے۔ بہت سے سامون اس کے پاس پہنچ چکے ہیں اور وہ ان کی مدد سے افریقہ کے ایک ایسے علاقے میں جو تمام لوگوں کی پہنچ سے دور ہے کارروائیوں میں مصروف ہے، اس کا مجھ سے رابطہ قائم ہے اور وہ کافی کام کر چکا ہے۔۔"

"اوہ گوشائی۔۔ میڈم گوشائی۔۔ میرا خیال ہے ہمارا کام تقریباً ختم ہو گیا۔۔ کیا سمجھیں آپ۔۔؟"

گوشائی نے عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پھر پھیکے سے انداز میں مسکراتے ہوئے بولی۔

"کہاں گازالی۔۔ کہاں، ابھی کہاں۔۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بچھڑے ہوؤں کی بہت بڑی تعداد مل چکی ہے،

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھوساس اور لیبوس موجود ہیں۔ وی مین موجود ہے اور گانی ہا تک ہماری پہنچ ہے۔ لیکن گومین جو ہمارا سربراہ ہے، جو سمندروں کا جانکار ہے، جو ہمارا رہنما ہے، وہ کہاں ہے اور اسکی اپنی ذہنی حالت۔"

"یہ سوال میں بھی کرنا چاہتا تھا مسٹر گازالی جیسا کہ گوشانی نے کہا کہ آپ نے ابتدا سے گومین کی محافظت کی ذمہ داریاں سنبھال لی تھیں۔ لیکن آپ کی زبان سے گومین کا کوئی تذکرہ آج تک نہ سن سکا، کیا گومین۔" میں نے مسکراتے ہوئے درمیان سے وی مین کی بات کاٹ دی۔

"ہمارے درمیان بہت سے پردے برقرار تھے وی مین تم گوشانی کی آمد پر میرے تصدیق کر کے میرے بارے میں فیصلہ کرنا چاہتے تھے نا تو ظاہر ہے مجھے بھی گوشانی کی آمد کا انتظار کرنا چاہیے تھا۔ چنانچہ اس کا موقع کہاں تھا کہ میں تم سے گومین کا تذکرہ کرتا۔"

"گویا۔ گویا۔ گومین۔ گومین ہماری دسترس میں ہے، آہ اگر تم یہ انکشاف کر دو تو میں خوشی سے پاگل ہو جاؤں۔ پانچ سربراہ پانچ بڑے یکجا ہو گئے ہیں۔ اور میرا علم کہتا ہے کہ جب یہ سب یکجا ہو جائیں گے تو ہمارے بہتری کا دور شروع ہو گا۔ براہ کرم مجھے گومین کے بارے میں اطلاع دو۔!"

"گومین لندن میں موجود ہے اور ایک ذہین ڈاکٹر کے زیر علاج ہے جو برین سرجری میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔ نجانے کیوں میرا دل کہتا ہے کہ ڈاکٹر جے مور گر گومین کو صحت یاب کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔"

"وی مین شدت جذبات سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے میرے دونوں بازو پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

"تو پھر۔ تو پھر۔ جلدی کرو۔ جلدی کرو گومین کو یہاں لے آؤ اور اس کے بعد ہم۔ ہم گانی ہا کے پاس روانہ ہو جائیں گے۔ گانی ہا بہت سی تیاریاں کر چکا ہے۔ اگر سربراہ ہم میں پہنچ جائے اور اسکی دماغی کیفیت درست ہو تو سمجھ لو کہ ساموئوں کی واپسی کا سفر شروع ہو جائے گا۔"

"میں گومین تک جانے کے لیے تیار ہوں۔ لیپ لینڈ سے جو راستے لندن تک جاتے ہیں ان کی دشواریوں کا تمہیں احساس ہے وی مین۔؟"

"کیوں نہیں۔" وی مین نے جواب دیا۔

"اس سے پہلے تنظیم کے نشانوں پر سفر کر کے میں لیپ لینڈ تک پہنچا ہوں۔ لیکن اب اتنے عرصے کی گمشدگی سے تنظیم میری جانب سے مشکوک بھی ہو سکتی ہے البتہ اس بات کے امکانات بھی ہیں کہ ان لوگوں نے اس برفانی طوفان میں ہماری موت بھی ممکن سمجھ لی ہو اور اپنے طور پر یہ سوچ کر خاموش ہو گئے ہوں کہ اب ہم اس دنیا میں نہیں ہیں، جن لوگوں کو ہمارا نگراں مقرر کیا گیا تھا وہ بھی کامیابی کے ایک طویل عرصے تک ہم پر مسلط رہنے کے بعد یا تو ختم ہو گئے یا راہ سے بھٹک گئے۔ مجھے یقین ہے کہ تنظیم کو ہماری موجودہ پوزیشن کا کوئی علم نہیں ہو گا۔ چنانچہ انتہائی خفیہ پیمانے پر ہمیں لندن تک کا سفر کرنا پڑے گا۔"

"اس کا پروگرام ترتیب دے لیں گے مسٹر گازالی میں نے ان علاقوں میں کافی وقت گزارا ہے بلکہ یوں سمجھ لو کہ انہی علاقوں پر میری ریسرچ کی ہے، یہاں کے بارے میں بہت سی تفصیلات مجھے معلوم ہیں، یہاں کے رہن سہن اور زندگی گزارنے کے دوسرے انداز بھی میں نے اچھی طرح جان لیے ہیں چنانچہ تم اگر مجھے موقع دو تو میں اس کی تیاریاں کروں۔!"

"اگر یہ بات ہے مسٹر وی مین تو پھر یہ طے کر لیجیے کہ ہم میں سے کس کس کو لندن چلنا ہے، میں خود تو تیار ہوں میں نے کہا۔!

"کیوں گوشانی تم اس سلسلے میں کیا کہتی ہو۔!"

"میں ہی نہیں مسٹر وی مین بلکہ ایک ایک ساموں کی اولین خواہش ہے کہ وہ دوسرا سانس اپنی سرزمین پر لے، مجبوریاں اگر راستہ روکتی ہیں تو یہ دوسری بات ہے، ورنہ کون چاہتا ہے کہ ہم ایک لمحہ بھی اس دنیا میں رہیں۔ ہم اپنے دشمن کو زیر کرنے کے بعد اپنی سرزمین پر رہنا سب سے اول سمجھتے ہیں، یہ بہت اچھی بات ہے کہ میرے یہاں پہنچتے ہی ایسے انکشافات ہوئے ہیں جو نہایت امید افزا ہیں اور گازالی آج بھی ہم لوگوں میں نمایاں ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے گومین ہمارے درمیان پہنچ جائے، تاکہ ہم واپس کا سفر شروع کریں۔"

"تو پھر ٹھیک ہے مجھے چند روز کی مہلت دو، میں بیرونی دنیا میں جا کر انتظامات کرتا ہوں اور پھر اس کے بعد میں اور مسٹر گازالی لندن چلے جاتے ہیں اور وہاں سے گومین کو لے آتے ہیں۔!"

"صرف دو افراد۔" گوشانی نے کسی قدر حیرت سے کہا۔

"ہاں جس قدر کم افراد ہوں بہتر ہے۔"

"جیسا آپ پسند کریں مسٹر وی مین۔" گوشانی نے کہا اور یہ بات طے ہو گئی کہ وی مین یہاں سے روانہ ہو جائے اور ہم اسکی واپسی کا انتظار کریں۔ چنانچہ اسی رات وی مین مجھے اور گوشانی کو ہدایات دینے کے بعد اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کے لیے روانہ ہو گیا۔

گوشانی نے تبت سے یہاں تک کا سفر اتنے بہت سے افراد کے ساتھ جسطرح بھی کیا ہو گا مجھے اس پر حیرت ہوتی تھی لیکن

بہر طور وہ کسی نہ کسی طرح یہاں تک پہنچ گئی تھی۔ اس کے بارے میں، میں نے اس سے کوئی تفصیل نہیں پوچھی تھی۔ یہاں آ کر وہ مجھ سے مل کر سب سے زیادہ خوش ہوئی تھی اور پھر یہ بات بھی تھی کہ اسے اپنے مقصد کی تکمیل نظر آ گئی تھی۔

اس رات کو وہ آرام کرنے چلی گئی، لیکن صبح کو اس وقت جب میں سو کر اٹھا بھی نہیں تھا وہ میرے پاس پہنچ گئی اور پھر اس نے مجھے جگایا تھا۔ اسے دیکھ کر میں مسکراتا ہوا اٹھ بیٹھا تھا گوشانی کے چہرے پر کسی قدر خجالت کے آثار تھے، کہنے لگی۔۔

"بہت دیر سے تمہارے پاس بیٹھی تمہیں دیکھ رہی ہوں اور جب قوت برداشت جواب دے گئی تو تمہیں جگا دیا۔"

"بے کار تکلف کیا میڈم گوشانی۔ فوراً ہی مجھے جگا دیتیں۔"

"بار بار یہ کہتے ہوئے اب شرم بھی آتی ہے مسٹر گازالی کہ تمہیں ہماری وجہ سے بہت کچھ سہنا پڑا۔ میں جانتی ہوں کہ تمہارے ہاں عمر کا تناسب ہماری نسبت بہت کم ہے اور جوانی کی عمر کا یہ قیمتی حصہ کسی اور کے مقصد کی تکمیل میں صرف کر دینا تمہارے لیے نقصان دہ ہے اور وہ عظیم ہوتے ہیں جو کسی کے لیے اتنا کچھ کریں۔ بس گازالی یہی سب کچھ سوچ کر بعض موقعوں پر جھجک پیدا ہو جاتی ہے ورنہ ہم تو تمہیں اپنی ملکیت بنا ہی چکے ہیں، اٹھو۔ میں تمہارے ساتھ ان لوگوں کو دیکھنا چاہتی ہوں جو حالات سے گھبرا کر زندگی سے منہ موڑ بیٹھے انہیں یہ نہیں کرنا چاہیے تھا ایسا تو انتہائی حالات میں کیا جاتا ہے جب اور کوئی چارہ کار نہ رہے۔"

"تمہاری زمین برفانی نہیں ہے گوشانی۔ برف کے طوفانوں میں وہ کوئی راہ نہ پا سکے ہوں گے اور موت ان کے قریب آ رہی ہو گی ورنہ ان میں سے کوئی بزدل نہیں ہے میں جانتا ہوں۔" میں نے ان کی طرف داری کرتے ہوئے کہا۔

تم ذہنی طور پر ان کے محافظ ان کے باپ بن گئے گازالی تمہارے سینے میں ان کے لیے وہ جذبے پیدا ہوتے ہیں، جو ناقابل فہم ہیں یہی تمہیں ان کا ہر طرح ساتھ دینے پر مجبور کرتے ہیں گوشانی نے کہا۔ اور اس کے ان الفاظ پر میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں نے اس سے چند لمحات کی اجازت طلب کی منہ ہاتھ وغیرہ دھویا اور پھر اس کے ساتھ چلنے کے لیے تیار ہو گیا۔ راستے میں اس نے کہا۔

"میڈم گوشانی۔۔ یہ الفاظ مجھ سے اتنی بار ادا کیے گئے ہیں کہ اب انھیں سن کر میرے سر میں درد ہونے لگتا ہے۔ کیا آپ بھی مجھے اس سلسلے میں معاف نہیں کریں گی۔"

"بہت سی باتیں کرنی ہیں تم سے گازالی۔ بہت کچھ پوچھنا ہے تم سے لیکن ابھی فرصت کہاں۔ میں تم سے بات

ایم اے راحت کا
نیا ناول
پارس
قیمت ۴۰
ڈاکخرچ -/۲۰
علی میاں پبلی کیشنز عزیز مارکیٹ، اردو بازار لاہور فون ۷۲۲۷۴۱۴

کروں گی اس مسئلے پر آخر وہ کون سا جذبہ ہے، کون سی بات ہے جس نے تمہیں ساموئوں کی مدد پر آمادہ کیا ہے۔"

"یہ الفاظ بھی مجھ سے ادا کیے جا چکے ہیں میڈم گوشانی" میں نے ہنس کر کہا اور وہ بھی ہنس پڑی۔ میں اسے لیے ہوئے اس وسیع و عریض غار میں پہنچ گیا، جہاں سمبو تورا اور دوسرے افراد دنیا کو بھول کر گہری نیند سو رہے تھے۔ ان کے جسموں میں زندگی کے آثار نہیں تھے۔ اور وہ مردہ نظر آ رہے تھے۔ گوشانی ایک ایک کو دیکھتی رہی اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ لیبوس اور تھوساس کو بھی دیکھا اس نے۔ ڈوٹن کار لو کو بھی اور پھر گردن جھکا کر وہاں سے باہر نکل آئی۔ بہت متاثر نظر آ رہی تھی۔ میں نے اس عورت کو عروج پر دیکھا تھا۔ ویلینی کی حیثیت سے اس کا جو مقام تھا وہ معمولی نہ تھا لاتعداد انسان اس کے ایک اشارے پر گردن کٹانے کے لیے تیار رہتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ ذہنی طور پر بھی بہت مضبوط تھی۔ اور اس کی مثال مونٹ سوراٹ کا خزانہ اور دوسری جنگ عظیم کی خطرناک جاسوسہ ویلینی کی ہمشکل ہونے سے فائدہ اٹھانا تھا، بہر طور ساموئوں کی شخصیت میں میں نے ایک بات ہمیشہ محسوس کی تھی۔ وہ لوگ بے ضرر ملنسار اور شکر گزار فطرت کے مالک تھے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اپنے اندر بے پناہ قوتیں بھی رکھتے تھے، جن کا اظہار انہوں نے کبھی چھچھورے انداز میں نہیں کیا تھا۔ گوشانی نے میرے ساتھ ناشتہ کیا اور اس کے بعد وہ مجھے ساتھ لیے ہوئے ایک ایسی جگہ پہنچ گئی، جہاں سے ہم باہر کے مناظر بھی دیکھ سکتے تھے۔ پتا نہیں اس جگہ کے بارے میں اسے کیسے علم ہوا تھا۔ یہاں بیٹھنے کے بعد اس نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مجھ سے اس دوران کی کارکردگی کے بارے میں تفصیلات پوچھیں اور میں نے اسے ڈاکٹر جے مورگر کا تعاون، سمبوتورا اور گومین کی گمشدگی۔ ڈوشن کاربو سے ملاقات، پھر لیبوس کی تلاش کے لیے ڈوگ کے ہنگامے اور اس کے بعد مارٹن ایسٹرو کی تفصیل سب کچھ بتا دیا۔ گوشائی پراسرار نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ چند لمحات کے بعد وہ بولی۔

"بھلا ہم تمھاری ان کاوشوں کا صلہ کیا دے سکتے ہیں؟"

"مجھے اس کے صلے کی ضرورت بھی نہیں ہے، میڈم گوشائی، جو کچھ میں کر رہا ہوں، نجانے کیوں کر رہا ہوں، شاید میں خود بھی آپ کو یہ نہ بتا سکوں۔"

"یہ بتاؤ۔ موجودہ حالات کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے۔ کیا تمھیں اس بات کی امید ہے کہ گومین کی دماغی حالت درست ہو جائے گی۔ آہ۔ اس مرحلے پر آ کر کہ چار سربراہ یکجا ہو گئے ہیں، اور پانچواں نگاہوں کے سامنے ہے، میری جو کیفیت ہو رہی ہے بیان نہیں کر سکتی، گازالی ایک طویل عرصہ گذر چکا ہے ان کاوشوں میں، یوں سمجھ لو، بہت طویل عرصہ گذر چکا ہے۔ اور کسی بھی لمحے ہم اپنے آپ کو تھکن میں گرفتار دیکھ سکتے ہیں۔ لیکن میں چاہتی ہوں کہ جس مقصد کے لیے ہم نے اپنی دنیا لٹا دی ہے، اس کی تکمیل کر لیں۔ مجھے بتاؤ گازالی کیا گومین کی ذہنی حالت درست ہو سکتی ہے۔"

"میں کوئی دعوٰی نہیں کر سکتا، میڈم گوشائی لیکن ڈاکٹر جے مورگر اپنے فن کا استاد ہے، اور پھر چونکہ وہ معاوضے کے لالچ کے بغیر، بلکہ ایک طرح سے مارٹن ایسٹرڈ کا خطرہ مول لے کر ہمارے لیے کام کر رہا ہے، اس لیے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ اپنی تمام تر صلاحیتیں گومین پر صرف کر دے گا۔ اور ممکن ہے گومین ٹھیک ہو جائے۔"

"وہی ہماری امیدوں کا مرکز ہے گازالی۔ سنو میرے عظیم دوست۔ سامونیکا تمھاری اس دنیا سے دور ان ویران سمندروں سے قریب جہاں آبی راستے نہیں ہیں، ایک انوکھی مملکت ہے، اس کی تاریخ بھی لاکھوں سال قدیم ہے۔ شاید انسانی آبادیاں کبھی سامونیکا کی جانب متوجہ بھی نہیں ہو سکیں۔ تمھاری دنیا کی تمام تحقیقات چند جزیروں تک محدود رہی ہیں۔ بے شک تم آسمان، چاند، ستاروں، خلاء اور زمین کی گہرائیوں میں اپنے جال ڈال چکے ہو۔ لیکن سمندر کی آخری حد کا پتا لگایا تم نے کبھا تمھیں اس بات کا علم ہے کہ ایک جگہ پہنچنے کے بعد سمندر کی گہرائیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ اور وہ ایک ایسی زمین سے جا ملتا ہے جو دنیا کے لیے نامعلوم ہے۔ وہی سامونیکا ہے۔ سامونیکا اپنی روایتوں کے تحت ہمیشہ بیرونی دنیا سے دور رہا ہے۔ چونکہ ہماری زمین سمندر کی گہرائیوں کے ساتھ ساتھ بلند ہوئی ہے۔ اس لیے اس کے اوپر ایک ایسی دھند چھائی ہوئی ہے جس کا فضائی جائزہ لیا جائے تو وہ بہتا ہوا پانی ہی محسوس ہوتی ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ تمھارے سیارے اور تحقیقاتی لیبارٹریز کبھی سامونیکا کی تصاویر نہیں لے سکیں، اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے گازالی میں نے یہاں رہ کر کافی تحقیق کی ہے۔ تمھاری دنیا کی جدید کارروائیوں سے مجھے واقفیت حاصل ہے۔ تو میں بتا رہی تھی۔ اس کی ایک وجہ اور ہے وہ یہ کہ ہم نے ان ذرائع سے کام نہیں لیا جنھیں تم سائنس سے تعبیر کرتے ہو۔ ہمارے ہاں راڈار نہیں ہیں، بجلی نہیں ہے۔ ایٹم نہیں ہے۔ ایسی الیکٹرونک اشیاء نہیں ہیں، جو اشارے دیتی ہیں۔ ہم نے صرف اپنے اجسام میں پوشیدہ قوتوں کو اپنی سائنس کا نام دیا ہے اور انہی سے کام لیتے رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے تمھارے طیارے ہمارے ہاں کے کوئی سگنل موصول نہیں کر سکے۔ تم میری بات سمجھ رہے ہو نا۔ سامونیکا ابھی عام دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ ہے۔ ہمارے ہاں بھی بحران پیدا ہوتے ہیں۔ طاقت کے مظاہرے ہوتے ہیں۔ تارک بدلتے ہیں اور نجانے کیا کیا ہوتا ہے۔ ہم بحرانوں سے نمٹتے ہیں۔ تمھاری عمروں کی نسبت ہماری عمریں بے حد طویل ہیں۔ چنانچہ ہم ہر چیز کو اس کی آخری حد تک پہنچانے کے لیے زندہ رہتے ہیں۔ گازالی اس بار بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ طویل عرصے کے بعد زی لوش نامی ایک شخص جو صاحب اختیار و اقتدار ہے، باغیانہ جذبوں کے ساتھ سامونیکا میں تبدیلیاں پیدا کرنے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ بیرونی دنیا کی رونق سامونیکا میں بھی پہنچ جائے سامونیکا کا تعلق بھی اجنبی دنیا سے ہو جائے۔ جبکہ ہمارا بہت بڑا حلقہ اس بات کو پسند کرتا ہے۔ لیکن زی لوش اپنی خواہشوں میں کامیاب ہو گیا اور اس نے ہمارے خلاف کارروائی کر کے ہمیں خفیہ طور پر موت کے گھاٹ اتارنا چاہا ہمارے بے گون سمندر میں بہا دیے گئے اور ہمیں ایسے راستوں کی جانب دھکیل دیا گیا، جو موت کی جانب

جاتے تھے۔ لیکن جن بے گونوں میں ہم سوار تھے، وہ تباہ نہ ہو سکے۔ البتہ منتشر ہو گئے۔ ہم لوگ نجانے کہاں سے کہاں جا نکلے اور اس کے بعد ہماری یہ زندگیاں ایک دوسرے کی تلاش ہی میں گذریں۔ ہمارا مقصد ایک ہی تھا کہ ہم اپنی دنیا میں واپس جانے کے بعد زی لوش کو ناکام بنائیں اور اسی کے لیے ہم سرگرداں ہیں گازالی یہی ہمارا مقصد ہے۔ گومین ہمارا اتارک تھا یعنی حکمران اس کے دماغ کو نجانے کیا ہوا کہ وہ ذہنی طور پر معطل ہو گیا اس کے بعد کی کہانی تمھیں معلوم ہے۔ وہ کہاں کہاں رہا۔ کہاں کہاں سے گذرا۔ میں نہیں جانتی۔ لیکن جہاں وہ تمھیں دستیاب ہوا وہاں سے آگے ہی کی بات کی جا سکتی ہے۔ گازالی یہ تھی ہماری کہانی۔"

"جو میں سن چکا ہوں" میں نے کہا اور گوشائی حیران رہ گئی۔

"گویا... گویا... تم جانتے ہو۔"

"ہاں۔"

"آہ... تم ضرور جانتے ہو گے۔ ایک بات کا جواب دے دو گازالی... صرف ایک بات۔"

"ضرور۔"

"کیا تم ہمیں... ہماری دنیا تک پہنچانے چلو گے۔"

"اس کے بعد وہاں سے واپسی..." میں نے پوچھا۔

"اس کا بندوبست ہم کریں گے۔"

"تو ٹھیک ہے۔ میں تو پہلے ہی اس کا تہیہ کیے ہوئے ہوں... یہ انوکھی دنیا دیکھنے کی خواہش کس کے دل میں پیدا نہ ہو گی۔ جو ایک طرح سے اس زمین سے الگ تھلگ ہے۔" گوشائی نے مسکرا کر گردن ہلا دی ــــ اس کے بعد وہ میرے پاس نہ رہی اور مجھ سے اجازت لے کر چلی گئی۔ میں خود بھی غاروں سے باہر نکل آیا تھا۔ دو سو ساموتوں کے آنے سے غار بھر گئے تھے حالانکہ خاصی وسیع و عریض جگہ تھی۔ لیکن اس کے باوجود کافی رونق نظر آ رہی تھی۔ سامون ادھر ادھر آ جا رہے تھے، اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے اور خوش تھے۔ غالباً انھیں یہ اطلاع بھی دے دی گئی تھی کہ تمام سربراہ مل گئے ہیں اس لیے ان کے انداز میں ایک انوکھی خوشی پائی جاتی تھی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہائیسا یا ندرت میرے ذہن سے نکل چکی تھی اور یہ بات مجھے یاد نہیں آئی تھی کہ گوشائی کے ساتھ ندرت بھی آئی ہو گی۔ اس وقت میں غاروں کی دنیا کے ایک وسیع حصے میں کھڑا کسی سوچ میں گم تھا کہ میری نگاہ سامنے کی جانب اٹھ گئی۔ وہ ایک چھوٹے سے غار کے دہانے سے پشت لگائے کھڑی مجھے دیکھ رہی تھی۔ میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں میں نے ایک لمحے میں ندرت کو پہچان لیا تھا۔ لیکن ندرت کے چہرے پر پھیلے ہوئے تاثرات نے میرے بدن کو جھنجھنا کر رکھ دیا۔ وہ پہلے کی نسبت کچھ کمزور بھی ہو گئی تھی۔ مجھے دیکھ کر بھی اس نے میری طرف بڑھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ لیکن میں برق رفتاری سے اس کے قریب پہنچا اور میں نے بے اختیارانہ انداز میں اس کے دونوں شانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"ندرت تم۔ یہاں آئیں لیکن مجھ تک نہیں پہنچیں مجھ سے ملی بھی نہیں۔ کیسی ہو۔؟ کچھ کمزور نظر آ رہی ہو۔ کیا بات ہے؟" میرے ان بہت سے سوالات کے جواب میں اس کے ہونٹوں پر ایک پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ اور اس نے آہستہ سے کہا۔

"تم کیسا ہے گازالی۔"

"دیکھو تمھارے سامنے ہوں۔ بالکل ٹھیک ہوں، کیا تمھیں میری یہاں موجودگی کی اطلاع مل گئی تھی۔"

"ہاں۔ میرے کو گوشائی بولا۔ گازالی ہے۔" ندرت نے جواب دیا۔

"اور تم میرے پاس نہیں آئیں۔"

"آنا تھا" ندرت نے کہا۔

"یا تم مجھے بھول گئیں۔"

"نہیں بھولا" اس نے کہا۔

"ناراض تھیں مجھ سے!"

"نے۔ راز۔ تم سے نے راز ہوتے بٹ جب میں لوگ ادھر آئے تو نائیں معلوم تھے کہ تم ادھر ہائے۔"

"کب معلوم ہوا۔"

"آ۔ بھی۔"

"اور تم مجھے تلاش کرنے نکل پڑیں۔"

"ہاں۔" اس نے گردن ہلائی۔

"کیسا وقت گذرا ندرت تم کمزور اور مضمحل نظر آ رہی ہو کیا بیمار ہو گئی تھیں۔"

"نائیں۔ ٹھیک ہائے۔ تم دالیں حن صاحب کا گھار گیا تھا سب لوگ ملا۔؟"

"ہاں۔ یہ بات بھی پرانی ہو گئی۔"

"سب ٹھیک تھا۔"

"بالکل ٹھیک تھا" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"گازالی۔ تم دی مین کے پاس ہے اس کا مطلب ہائے کہ تم ....."

"کیا گوشائی نے تمھیں تفصیل نہیں بتائی۔" میں نے پوچھا۔

"یہ ضروری نہیں تھا۔ میں فورتھ گریڈ میں ہوتا" اس نے کہا۔

"مگر میرے لیے تم فرسٹ گریڈ میں ہو ندرت" میں نے کہا اور پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے ایک سنسان گوشے میں لے گیا۔ ندرت کی کیفیت کا احساس ہوگیا تھا اور دل کو ایک عجیب سی بے چینی ہوگئی تھی یہ سامون لڑکی کیا کر سکتا ہوں میں اس کے لیے۔ میں نے اسے بٹھا دیا۔ اور پھر میں اسے پوری تفصیل بتانے لگا۔ ندرت غور سے سن رہی تھی ایک ایک بات بتانے کے بعد میں نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اب تم لوگوں کا اپنے وطن واپس جانے کا وقت قریب آگیا ہے۔"

"ہاں ہمیں تم جیسا انسان جو مل گیا" ندرت انگریزی میں بولی۔

"تم نے اردو کی مشق چھوڑ دی ندرت اب تمھیں کافی دقت ہونے لگی ہے۔" میں نے کہا اور ندرت کا چہرہ دھواں دھواں ہوگیا۔ وہ دیر تک کچھ نہیں بول سکی تھی۔ پھر اس نے کہا۔

"اردو تم سے بولتی تھی گازالی۔ تمھارے لیے بولتی تھی ..."

"اوہ" میں نے اس کی بات کی گہرائی محسوس کرتے ہوئے کہا۔ ندرت پھر خاموش ہوگئی تھی۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس سے کیا باتیں کروں۔ ندرت پاؤں کے انگوٹھے سے زمین کرید رہی تھی۔ بالآخر میں نے ایک فیصلہ کیا اور بولا۔

"کس سوچ میں ڈوب گئیں ندرت"

"کچھ کہنے کو دل بولتا گازالی"

"کہو۔" میں نے کہا اور اسے جیسے چکر آنے لگے۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا تھا۔ "جو کچھ دل میں آ رہا ہے ندرت کہہ دو۔ نہ کہہ کر ہم دونوں ہی کرب کے شکار ہیں۔"

"گازالی۔ گازالی۔ تم مجھے۔ تم مجھے ہمیشہ کے لیے ہمیشہ کے لیے ناؤ ڈرت نہیں بنا سکتے گازالی۔ مائیں ہمیشہ کے لیے تو ماری ناؤ ڈرٹ بننا چاہتی ہوں۔ بول دو گازالی۔ آگے مائیں ایسا نائیں بولیں گا۔ پہلے مائیں ایسا نائیں سوچتا بٹ تم ہما کو سسٹر بنا لیا جو تو مارا لور ہوتا۔ آفٹر پیا جو لیا تم اس کو۔ آفٹر ڈیٹ ساریہ۔ گازالی ہر بار میں سوچا تم کسی اور کو لو کرتا۔ اگر ایسا نائیں گازالی تو پھر۔ میرے کو۔ ناڈ۔ ناؤ" اس کی آواز سسکیوں میں ڈوب گئی۔

میری کیفیت خراب ہونے لگی تھی۔ وہ ہمت پیدا نہیں ہو پا رہی تھی۔ جو پیدا کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اس کے بعد خاموشی ایک سنگین جرم کی حیثیت رکھتی تھی اس لیے ہمت پیدا کرنا ضروری تھا بڑی مشکل سے میں نے کہا۔

"ندرت۔ اس بات کا جواب چاہتی ہو۔ ہا"

"ہاں!"

"برداشت کر سکو گی۔؟"

"ہاں"

"سنو ندرت۔ میں کسی اور کو چاہتا ہوں۔ کسی اور سے محبت کرتا ہوں۔ میں نے کسی اور کو زندگی کا ساتھی بنانے کا وعدہ کیا ہے اور ندرت یہ بات تم اچھی طرح جانتی ہو میں جھوٹ نہیں بولتا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو میں صرف تمھاری محبت قبول کر لیتا۔ سامونوں کے مشن کے لیے میں نے اپنی زندگی وقف کر دی ہے اور نہیں کہہ سکتا کہ اس مشن کی تکمیل کے بعد میں زندہ بھی رہ سکوں گا یا نہیں۔ اس کے پاس واپس بھی جا سکوں گا یا نہیں جس سے وعدہ کیا ہے لیکن میں اس وعدے کے ساتھ ہی جینا چاہتا ہوں۔ مر گیا تو یہ افسوس نہیں ہوگا کہ میں نے وعدہ خلافی کی تھی۔ ندرت تم لوگوں کی عمریں طویل ہوتی ہیں میں اگر تمھارا بن بھی جاتا تو زندگی کے ان مختصر لمحات میں تمھارا کتنا ساتھ دے سکتا تھا۔ اس کے بعد پھر تمھیں تنہا جینا پڑتا لیکن میں اس مختصر زندگی میں اپنے جہاد کے وہ جذبے کھونا نہیں چاہتا جو مجھے زندہ رکھتے ہیں۔"

ندرت کے چہرے کے تاثرات بدل گئے اچانک ہی اداسی کی جگہ حیرانی نے لے لی تھی اس کی ویران آنکھوں میں جیسے زندگی لوٹ آئی تھی۔ وہ مجھے تعجب سے دیکھ رہی تھی میں نے بھی اس کے چہرے کے بدلتے ہوئے تاثرات محسوس کیے۔ پھر وہ مسکرانے لگی۔

"گازالی۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔؟" اس نے کہا۔

"اس وقت جھوٹ بول کر میں کائنات کا سب سے بڑا گناہ نہیں کر سکتا ہاں ندرت" میں نے کہا۔

"پہلے نہیں بتا سکتے تھے مجھے۔ اب بتاؤ وہ کون ہے

جلدی بتاؤ تمھارا تردد مجھے اچھا نہیں لگے گا۔ بتاؤ وہ کون ہے؟"

"تنویر" میں نے آہستہ سے کہا۔

"بائی تورا سا۔ بائی تورا سا" وہ ہنس پڑی پھر اس نے شگفتہ لہجے میں کہا۔ "سامونیکا کی نوجوان لڑکیوں کی ایک رسم بتاؤں گازالی۔؟"

"کیا۔؟" میں نے پوچھا۔

"حسن و عشق کی یہ داستانیں ہمارے ہاں بھی ہوتی ہیں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ایک دوسرے کو چاہتے ہیں اگر کسی لڑکی کو یہ سمجھ کر قبول نہ کیا جائے کہ وہ اس قابل نہیں ہے تو اس کے لیے ڈوب مرنے کا مقام ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی نوجوان پہلے سے کسی لڑکی کو چاہتا ہو اور وہ لڑکی پر اس کا اظہار کر دے تو لڑکی کے لیے بڑے اعزاز کی بات ہوتی ہے کیونکہ اسے اعتماد کا حق دار سمجھا جاتا ہے میں تمھیں چاہتی ہوں گازالی تم میرے مرد ہو لیکن اگر تمھارے دل میں کسی اور کی چاہت مجھ سے پہلے سے موجود ہے تو یہ نہ میرے لیے افسوس کی بات ہے۔ نہ شرمندگی کی کیونکہ وہ مجھ سے پہلے تمھاری زندگی میں تھی ہاں اگر میرے بعد آتی تو مجھے غم ہوتا۔ اب سب ٹھیک ہے گازالی۔ اب کوئی بات نہیں ہے میں اب بھی تمھیں چاہتی ہوں لیکن اب میں تمھاری محبت کی امین بن گئی ہوں۔ یہ ہماری رسم ہمارا رواج ہے۔"

"ہائی سا مجھے افسوس ہے کہ"

"ارے ارے۔ ایسی بات مت کرو۔ اب یہ قابل افسوس بات نہیں سامی میں سچ کہہ رہی ہوں تمھیں ہمارے ہاں کی رسموں کا علم نہیں ہے۔" اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

"انوکھی رسم ہے۔" میں نے تعجب سے کہا۔

"سامونیکا کے بارے میں کوئی نہیں جانتا تمھاری دنیا کے لوگ تو کچھ نہیں جانتے تمھیں مجھ سے شکوہ رہا ہے، گازالی کہ میں نے کبھی تمھیں وہ سب کچھ نہیں بتایا جو سامونوں سے تعلق رکھتا ہے اب میں تمھیں سامونیکا کی لوک کہانیاں سناؤں گی سب کچھ بتا دوں گی تمھیں اس کے بارے میں۔"

ندرت بہت خوش نظر آ رہی تھی۔ اس کے چہرے سے اداسی کے بادل چھٹ گئے تھے یوں لگتا تھا جیسے اسے کوئی نئی خوشی نئی زندگی مل گئی ہو۔ لیکن میرے لیے یہ سمجھ میں نہ آنے والی بات تھی۔ بہر حال ابھی ان کی بہت سی باتیں نہیں سمجھ میں آتی تھیں لیکن اگر ندرت اس بات سے خوش ہوگئی تھی تو میرے لیے بھی خوشی کی بات تھی مطلب سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔

ندرت نے کہا "گوشائی کے پاس جاؤ۔ میں پھر تمھارے پاس آؤں گی۔" چنانچہ میں گوشائی کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے مجھے دیکھ کر فوراً کہا۔

"اوہ گازالی۔ مجھے تمھاری ضرورت تھی۔"

"کہیے میڈم۔"

"اس علاقے کے بارے میں تفصیل جانتے ہو۔"

"زیادہ نہیں"

"دی مین سربراہ ہے۔ اس نے سامونوں کی حفاظت کے لیے جو بھی بندوبست کیا ہوگا وہ کمزور نہیں ہوگا لیکن اس وقت وہ موجود نہیں ہے میں دوسرے سامونوں سے مل چکی ہوں۔ وہ وفادار ہیں لیکن چالاک نہیں میں چاہتی ہوں ہم دونوں مستعد رہیں تاکہ کوئی خطرہ نہ پیدا ہو سکے۔"

"تم کوئی خطرہ محسوس کر رہی ہو۔"

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے اس کے باوجود میں ہوشیار رہنا چاہتی ہوں۔"

"میرے اندازے کے مطابق اس برفانی علاقے میں یہاں کے باشندوں کے علاوہ اور کوئی زندہ نہیں رہ سکتا تم بہت اچھے موسم میں یہاں رکی ہو ورنہ یہ راستے ناقابل عبور ہیں۔ پھر بھی اگر کچھ محسوس کرتی ہو میڈم گوشائی تو اس طرح کے انتظامی امور میں تم مجھ سے زیادہ ماہر ہو۔"

"میں تم سے مشورہ کرنا چاہتی تھی میرا خیال ہے کہ ہمیں کچھ لوگوں کو متعین کر دینا چاہیے۔"

"محتاط انداز میں"

"ہاں یہ درست ہے" گوشائی نے کہا۔ انتظامات کے لیے اس نے ان سامونوں کا سہارا لیا تھا۔ جنھیں وہ تبت سے اپنے ساتھ لائی تھی۔ میں نے اپنی سمجھ کے مطابق اس کے ساتھ تعاون کیا تھا۔ البتہ ایک بات میں شدت سے محسوس کر رہا تھا۔ وہ ان سونے والوں کے بارے میں تھی انھیں جاگ جانا چاہیے تھا۔ تاکہ ہمارے پروگرام میں ان کے مشورے بھی شامل ہو جاتے لیکن ان میں جاگنے کے آثار نہیں تھے۔

دوسرے دن میں نے ندرت کو تلاش کیا اور اسے دیکھ کر حیران رہ گیا۔ صرف ایک دن میں ندرت کے چہرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں نمایاں تبدیلی نظر آ رہی تھی وہ بہت بہتر ہو گئی تھی. لیکن اب میں نے اس موضوع کو چھیڑنا مناسب نہیں سمجھا تھا تعجب کی بات تھی ہمارے ہاں کی لڑکیاں تو ایسے مواقع پر سخت رقابت کی شکار ہو جاتی تھیں جان لینے اور جان دینے سے بھی گریز نہیں کرتی تھیں لیکن سامونیکا کی یہ حسینہ اس بات سے خوش تھی کہ اس کے محبوب نے اسے اپنے پیار کی حقیقت بتا دی ہے۔

ہم دونوں ایک سنسان گوشے میں جا بیٹھے. میں نے ندرت سے کہا "سمبو تورا اور دوسرے کیسی گہری نیند سو گئے ہیں کیا انھیں جگانے کی کوئی ترکیب نہیں ہے؟"

"اپنے ہاں تم مردوں کو زندہ کر سکتے ہو۔؟"

"مگر یہ مردہ کہاں ہیں۔؟"

"اس وقت مردوں سے مختلف بھی نہیں ہیں یہ اپنی میعاد پوری کر کے ہی جاگیں گے۔"

"کہاں ہے۔"

"ہمارے ساتھ سامونیکا تو چلو گے۔؟"

"ہاں۔ گومین کو صاحب اقتدار دیکھ کر میرے مشن کی تکمیل ہو گی۔ میں خود بھی اب سامونوں کی مانند ہی اس کا خواہش مند ہوں۔"

"تم بہت اچھے انسان ہو گا نزالی. سامون شاید کبھی تمھیں نہیں سو بھلا سکیں گے. تو میں کہہ رہی تھی کہ جب تم سامونیکا میں داخل ہو گئے تو ہر قدم پر حیرانیاں تمھارا استقبال کریں گی۔"

"ایسا ہی محسوس ہوتا ہے. ویسے تم نے مجھے اس بارے میں بتلانے کا وعدہ کیا تھا۔"

"ہاں۔ تمھیں اب یہ روداد تو معلوم ہو چکی ہے کہ ہم مغرور حکمران کے ساتھی ہیں اور ہمارا مشن کیا ہے۔"

"مجھے خود ہی بتایا گیا ہے ورنہ میں نے تو یہ خیال چھوڑ ہی دیا تھا" میں نے کہا۔

"مجھ سے شکایت مت کرنا بلیز۔ تم سب کچھ جان چکے ہو۔ انسان سب جگہ یکساں ہوتے ہیں ان کی ضروریات بھی یکساں ہی ہوتی ہیں سامونیکا میں بھی ایسا ہی ہے تمھارے ہاں ایجادات ہوتی ہیں اور انھیں سائنس کہا جاتا ہے ہمارے ہاں جسمانی قوتوں کو بڑھا کر یہ ضرورتیں پوری کی جاتی ہیں۔ غیر معمولی طور پر ذہین لوگ تارک کہلاتے ہیں اور وہ عام لوگوں سے برتر تصور کیے جاتے ہیں انھیں حکمران یا دانشور سمجھ لو۔ یہ دانشور اپنے دماغ اپنے بدن کو بہت سے علوم کے ذریعہ حیرت انگیز طور پر طاقتور بنا لیتے ہیں وہ فضاؤں میں پرواز کرتے ہیں آگ اگلتے ہیں اور سب پر حاوی رہتے ہیں انھیں میں سب سے زیادہ طاقتور اور سب سے زیادہ ذہین شخص بڑا تارک بن جاتا ہے۔ اسے سب پر برتری حاصل ہوتی ہے وہی سزا دینے کا حق رکھتا ہے تارک اپنے طلسم کدے بناتا ہے جو عجیب و غریب ہوتے ہیں اور عام لوگ انھیں نہیں سمجھ پاتے ان طلسم کدوں میں اس کی قوت چھپی ہوتی ہے اور وہ اپنے دشمن سے باخبر رہتا ہے. کوئی بھی سامون خواہ وہ مرد ہو یا عورت خود کو پہچان کر اپنی ضرورت کے مطابق قوت بڑھا سکتا ہے اپنے دشمن پر حاوی ہو سکتا ہے۔"

"دشمنی کی بنیاد کیا ہوتی ہے؟"

"وہ شاید تمھاری دنیا سے مختلف نہیں۔ جو کچھ میں دیکھ چکی ہوں اس کی روشنی میں کہہ رہی ہوں۔"

"مثلاً؟"

"حسد۔ احساس کمتری۔ اقتدار کی خواہش وغیرہ" ندرت نے جواب دیا۔

رقابت۔ میرے ذہن میں ابھرا۔ لیکن ندرت کے جذبات کو مدِنظر رکھتے ہوئے میں نے یہ سوال نہیں کیا۔ ندرت دیر تک مجھ سے باتیں کرتی رہی اس کے بعد ہم دونوں وہاں سے اٹھ گئے۔

دی مین کی واپسی کا انتظار تھا۔ بالآخر وہ اپنی ذمہ داریاں پوری کر کے واپس آ گیا اس نے بتایا کہ وہ دو افراد کے لیے لندن روانگی کا بندوبست کر کے آیا ہے۔ وہ کہنے لگا۔

"لیپ لینڈ کے نواح پراسرار لوگوں سے بھرے ہوئے ہیں برفانی گاڑیاں سیاحوں کی ٹولیوں کی شکل میں قابل سفر برفانی راستوں پر دوڑتی پھر رہی ہیں اور یہ سب اس تنظیم کے افراد ہیں۔ وہ پاگلوں کی طرح سامونوا کو تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔

"ان میں سے کوئی یہاں تک تو نہیں پہنچ سکا ہم نے اطراف پر گہری نگاہ رکھی ہے۔"

"یہاں تک آنا آسان نہیں ہے انھیں موت کی ستر منزلوں سے گذرنا ہوگا اور وہ نہیں گذر سکتے تم نے دیکھا ہوگا خود اسکیمو لیا یہاں تک نہیں آتے ان کے عقائد کے مطابق یہ موت کی وادیاں ہیں اور یہاں صرف مرجانے والوں کی روحیں رہتی ہیں۔"

"گویا ہم اسے محفوظ علاقہ کہہ سکتے ہیں" میں نے

کہا لیکن وی مین نے میری بات کا جواب نہیں دیا اور سوچ میں ڈوب گیا۔ چند لمحات کے بعد وہ بولا۔

"چونکہ وہ لوگ لوگورین کے بارے میں جانتے ہیں اور انھیں شبہ ہے کہ لوگورین سامون ہے اس لیے وہ ہمت نہیں ہاریں گے دیکھنا یہ ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ کیا کر سکتے ہیں۔"

"گویا خطرہ موجود ہے۔"

"اس سے ہر لمحہ محتاط رہنا ہوگا۔"

"لندن کون جائے گا۔"

"میرے اور تمھارے علاوہ کون جا سکتا ہے۔ اگر وہ لوگ جاگ رہے ہوتے تو شاید میں نہ جاتا۔

"کیا تم نے دو مردوں کے لندن جانے کے انتظامات کیے ہیں۔"

"نہیں صرف دو افراد کے۔"

"تب گوشائی میرے ساتھ جا سکتی ہیں تمھارا یہاں رہنا ضروری ہے. وی مین۔" میں نے کہا اور وی مین سوچ میں ڈوب گیا۔ گوشائی نے کہا۔

"یہ مناسب ہوگا۔"

"ٹھیک ہے۔ اگر تم بہتر سمجھتے ہو تو ٹھیک ہے. میں صرف اس بات کی خواہش رکھتی ہوں کہ گومین عافیت کے ساتھ یہاں پہنچ جائے۔"

"ایک سوال سب سے اہم ہے وی مین اور میں اسے سوچ سوچ کر پریشان ہوتا رہا ہوں۔"

"کیا۔"

"اگر گومین کی دماغی حالت درست نہ ہوئی ہو تو۔" میں نے کہا۔ [illegible] گیا میرے سوال پر وہ خوف زدہ سا ہو گیا تھا. گوشائی بھی دھواں دھواں چہرہ لیے میری صورت دیکھنے لگی تھی. چند لمحات مکمل خاموشی طاری رہی پھر وی مین نے کہا۔

"دراصل مسٹر غزالی ہماری تمام تر کاوشیں گومین کی زندگی اور اس کی ذہنی حالت کی بہتری کے ساتھ ساتھ ہیں اگر اس کا ذہنی توازن درست نہ ہو سکا تو یہ تمام کاوشیں بے مقصد ہو جاتی ہیں۔ ہم میں سے کوئی وہ قوتیں نہیں رکھتا جو زی لوش کا مقابلہ کر سکیں اور اگر ہم زی لوش کا مقابلہ کرنے کے قابل نہیں ہوتے تو پھر ہمارا سامونیکا جانا بیکار ہے بلکہ وہاں قدم رکھنا موت کو قریب کرنے کے مترادف ہے۔ اگر موت ہی درکار ہے تو اس کے لیے سامونیکا ہی کی زمین کیا ضروری ہے بلکہ ہم جیسے بدبختوں کو سامونیکا سے دور ہی مر جانا چاہیے اگر گومین کی ذہنی حالت اب بھی درست نہ ہوئی تو پھر کم از کم میرا تو یہ ہی فیصلہ ہوگا کہ ہم تمھاری ہی دنیا کے کسی سنسان خطے میں موت کو اپنا لیں اور اجتماعی خودکشی کر لیں کیونکہ جس جدوجہد کا کوئی مقصد نہ ہو وہ حماقت ہی کہی جا سکتی ہے تمھاری یہ دنیا ہمیں بس ایک مہمان خانہ ہی محسوس ہوتی ہے اور کوئی بھی شخص کتنے عرصے کہیں مہمان رہ سکتا ہے کیا فائدہ اس فضول جدوجہد سے ہمارے دشمن سامون صرف اس خوف کے شکار ہیں کہ گومین اپنی ذہنی قوتوں کی واپسی کے بعد زی لوش کے خلاف جوابی کارروائی کرنے کے لیے سامونیکا واپس نہ پہنچ جائے وہ ہماری تلاش میں بھٹکتے رہیں گے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ جاگنے والے جاگنے کے بعد میری اس تجویز سے متفق ہوں گے یا نہیں لیکن میں اپنے طور پر اس بات کو بہتر سمجھتا ہوں کہ جب مقصد کی موت واقع ہو جائے تو پھر بے مقصد زندگی کو بیکار بوجھ کی مانند گھسیٹتے رہنا فائدہ مند نہیں ہوتا ممکن ہے کہ دوسرے لوگ مجھ سے اتفاق نہ کریں تاہم یہ لمحہ کی بات ہے گومین اب جس حالت میں بھی ہے اُسے یہاں لے آنا ہی مناسب ہوگا کیونکہ سامونیکا سے نکلنے کے بعد یہ پہلا موقع ہے کہ ہم سب تقریباً یکجا ہو گئے ہیں صرف گائی رہ گیا ہے جو ہم سے کچھ فاصلے پر ہے لیکن وہ بھی محفوظ ہے اور اس تک پہنچنا ناممکن نہیں ہوگا سامون دنیا کے کسی بھی خطے میں اگر یکجا ہو جائیں تو اپنے بارے میں مناسب فیصلہ کر سکتے ہیں. یہ صرف میری رائے ہے" وی مین کے انداز سے مایوسی ٹپکتی تھی مجھے احساس ہوا کہ یہ سوال کر کے میں نے اُسے بددل کر دیا ہے چنانچہ میں نے ماحول کو بدلنے کی غرض سے کہا۔

"یہ صرف میرا تصور تھا مسٹر دی مین۔ اس بات کے امکانات بھی ہیں کہ میں گومین کو صحیح حالت میں لیکر تمھارے پاس پہنچوں یہ سوال میں نے اس لیے کیا تھا کہ تم سے معلوم کر لوں تمھارا جواب مجھے معلوم ہو گیا۔ اور یہ سچ بھی ہے تمام لوگ جمع ہونے کے بعد کوئی مناسب فیصلہ کر سکیں گے۔" وی مین نے گردن ہلا دی اور پھر گوشائی کی طرف رخ کر کے بولا۔

"کیا تم اس بات سے مطمئن ہو گوشائی کہ مسٹر غزالی کے ساتھ جا کر گومین کو یہاں تک لے آؤ۔

"ہاں مسٹر غزالی اپنی ذات میں ایک گروہ کی مانند ہیں آپ کو اطمینان رکھنا چاہیے مسٹر دی مین کہ ہم لوگ جو کچھ بھی کریں گے پورے اعتماد کے ساتھ کریں گے اور یقیناً گومین کو یہاں تک لے آیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جائے گا۔"

"تو پھر ٹھیک ہے میں تمام ضروری امور سمجھائے دیتا ہوں کہ کس طرح تمہیں یہاں سے جانا ہے اور اس کے بعد لندن تک کا سفر اختیار کرنا ہے یہاں سے روانہ ہوتے ہوئے اور واپسی کیلیے میں تمہیں وہ تمام پوائنٹ دیے دیتا ہوں جن کے تحت تمہیں سفر میں آسانی ہو براہ کرم ان پر پوری طرح توجہ دینا کیونکہ یہی ان لوگوں کی نظروں سے بچ کر آنے کا ذریعہ ہے میں عجیب ذہنی انتشار کا شکار ہوں یہاں بھی ان حالات میں سامونوں کو تنہا نہیں چھوڑ سکتا اور یہ خوف بھی دامن گیر ہے کہ راستے ہی میں تم لوگوں کو کہیں دشمنوں کا مقابلہ نہ کرنا پڑے۔"

"اس کے لیے تمہیں ہم پر اعتماد کرنا ہوگا دی مین۔" میں نے کہا۔

"یقیناً یقیناً میں تم پر پورا پورا اعتماد کرتا ہوں غزالی اب ان حالات میں بھلا اس کی کیا گنجائش ہے کہ میں تمہارے سلسلے میں کسی تشویش کا شکار ہوں بہرحال تیاریاں شروع کر دو۔" میں نے گردن ہلا دی۔ اور اس کے بعد میں گوشائی اور دی مین ایک تنہا جگہ جا بیٹھے دی مین کاغذ اور پنسل کی مدد سے لیپ لینڈ سے واپسی کا سفر لندن روانگی گومین کو ساتھ لیکر یہاں تک آنا اس کے لیے تمام مناسب راستے یہ سب چیزیں ذہن نشین کرانے لگا۔ اور میں تمام تر ذہنی قوتوں کے ساتھ اس کام میں مصروف ہو گیا تھا گوشائی بھی میرے ساتھ برابر کی شریک تھی بالآخر اس وقت جب رات کی تاریکیاں فضاؤں پر مسلط تھیں میں اور گوشائی تمام تر تیاریوں کے ساتھ برفانی میدانوں کے نیچے بنی ہوئی پراسرار سرنگوں کے ذریعے سفر کرنے لگے دی مین ہمیں ایک مخصوص مقام تک چھوڑنے آیا تھا۔ سفر کے لیے وہ تمام تیاریاں کر لی تھیں جو ضروری تھیں۔ برفانی راتوں کا یہ سفر یہاں تک آتے ہوئے جتنا ہولناک ثابت ہوا تھا واپسی میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں تھا۔ موسم بدستور خراب تھا لیکن ہمیں اس کا احساس ہی نہ ہو پاتا تھا دی مین نے برف کے میدانوں کے نیچے پھیلی ہوئی زمین میں یہ سرنگیں جس طرح دریافت کی تھیں وہ جادوئی کارنامہ ہی معلوم ہوتا تھا سرنگیں سو فیصدی قدرتی تھیں اور ان کے استعمال کا طریقہ یہ تھا کہ کہیں کسی جگہ سرنگوں کا دہانہ آجاتا تھا اور ہمیں باہر نکل کر چھپتے چھپاتے دوسری نئی سرنگ کی جانب سفر کرنا ہوتا تھا بس یہی وہ وقت ہوتا جو پریشان کن ہوتا ہمارے پاس موجود نقشے میں ایک ایک قدم کی تفصیل تھی اور ہم بآسانی برف کی پتلی تہوں میں چھپ جانے والی سرنگوں کے دہانے نقشے کی مدد سے تلاش کر لیتے اور سرنگوں میں اتر جاتے جو ہمیں آگے جانے کا راستہ دیتی تھیں وہاں موسم معتدل ہوتا اور اوپر برف کے میدانوں میں سفر کرنے سے جو پریشانی ہوتی وہ یہاں آکر دور ہو جاتی یہ سرنگ ہمیں کسی اور مقام تک پہنچا دیتی اور یہاں پھر دہانے سے باہر نکلنا پڑتا نئی سرنگ میں داخل ہونے کے لیے صاف ظاہر تھا کہ یہ سرنگیں قدرتی ہیں اور ان میں انسانی ہاتھ کا کوئی دخل نہیں ہے۔ بس ان کی دریافت ایک مشکل کام تھا۔ کافی دور نکل آنے کے بعد ہم نے دی مین کے بیان کے مطابق ان گاڑیوں کو دیکھا جنہیں کتے گھسیٹ رہے تھے اس کے علاوہ دوسرے ذرائع سے بھی اس خراب ترین موسم میں برف پر ہنگامہ خیزیاں جاری تھیں اور کوئی بھی سرپھرا سیاح یا سیاحوں کا گروہ ایسے موسم میں یہ خطرات مول نہیں لے سکتا تھا اور نہ ہی تفریح کے بارے میں سوچ سکتا تھا چنانچہ یہ یقیناً تنظیم کے افراد ہی تھے جو یہاں سامونوں کو تلاش کر رہے تھے ان کی نگاہوں سے محفوظ رہنے کے لیے ہمیں کافی محتاط رہنا پڑا گوشائی جسمانی طور پر ایک مضبوط اور توانا عورت تھی اور اس کے سلسلے میں کوئی پریشانی نہیں اٹھانی پڑی تھی۔ بالآخر ہم کیرونا پہنچ گئے۔ کیرونا میں رکنا مناسب نہیں تھا اس لیے پہلے مالمو اور پھر اسٹاک ہوم کا سفر اختیار کیا جہاں سے ہمیں لندن روانہ ہونا تھا۔ ہمارا سفر کافی برق رفتاری سے جاری تھا اور ہم کوئی خطرہ نہیں مول لینا چاہتے تھے۔ اسٹاک ہوم پہنچنے کے بعد ہم نے ایک ہوٹل میں قیام کیا۔ ابھی تک کوئی مشکل نہیں پیش آئی تھی۔ گوشائی بھی مطمئن تھی، یوں بھی اس میں کافی خود اعتمادی تھی اور وہ کسی بھی مشکل مرحلے سے نمٹنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔ ہوٹل الاسکا میں ہمیں دو دن قیام کرنا تھا کیوں کہ دو دن کے بعد کی فلائٹ سے لندن روانہ ہونا طے پایا تھا۔ باہر کی دنیا سے چونکہ کوئی کام نہیں تھا اسی لیے یہ دو دن ہم نے اپنے اپنے کمروں میں گھسے رہ کر ہی گزار دیے۔ گوشائی بھی شاید تنہائی پسند تھی ہمارے درمیان صرف کھانے کے وقت ہی ملاقات ہوتی تھی البتہ کھانے کے بعد ہم کافی دیر تک اس موضوع پر گفتگو کرتے رہتے تھے گوشائی زیادہ تر گومین کا تذکرہ کرتی رہتی تھی، وہ حسرت سے کہتی کہ اگر گومین ٹھیک نہ ہوا تو نہ جانے کیا ہوگا۔ میں بھی اس سلسلے میں تذبذب کا شکار تھا۔ کیا کہا جا سکتا تھا اس بارے میں۔

بالآخر لندن روانگی کا وقت آگیا مقررہ وقت پر ہم نے ہوٹل چھوڑ دیا اور ایئر پورٹ پہنچ گئے۔ ابھی تک تنظیم کے کسی فرد سے مڈبھیڑ نہیں ہوئی تھی یہاں تک کہ جہاز نے ایئر پورٹ چھوڑ دیا اور فضا میں بلند ہو گیا۔ گوشائی میرے نزدیک بیٹھی ہوئی تھی اس نے کہا۔

"گازالی کبھی تمہارے دل میں یہ احساس ابھرتا ہوگا کہ تم کس جنجال میں پھنس گئے۔ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے تم اس وقت ان واقعات میں ملوث ہوئے جب گومین

آخری شب کے ہمسفر - قرۃ العین حیدر
قیمت -/۱۰۰ روپے
نتھ کا غرور — واجدہ تبسم
قیمت -/۳۰ روپے
بہروپیا — کرشن چندر
قیمت ۲۲/۵۰ روپے
شکست کے بعد — کرشن چندر
ملنے کا پتہ
علی میاں پبلیکیشنز - اردو بازار لاہور

حسن صاحب کے پاس تھا۔ اس وقت صرف انسانی ہمدردی کے تحت تم نے گومین کو سہارا دیا تھا۔ اس کے بعد خزانے کی بات سامنے آگئی تھی اور یہ میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ تم نے خزانہ حاصل کر کے چھوڑ دیا تھا۔ پھر وہ کون سا جذبہ ہے جو تمہیں ہمارے لیے سرگرداں کیے ہوئے ہے؟"

"شاید تم لوگوں کا سحر مجھ پر اثر کر چکا ہے۔ یا میں خود اس جذبے کا تعین نہیں کر سکا۔"

"تم آدھے سامون بن چکے ہو گازالی اس لیے کوئی سحر تم پر اثر انداز نہیں ہو سکتا تمہارے خمیر میں ہی شاید دوسروں کے لیے مٹنے کے جراثیم شامل ہیں ورنہ کوئی کسی کے لیے اتنا کچھ نہیں کر سکتا۔" میں خاموش ہو گیا تھا۔

لندن ایئر پورٹ پر اترے تو رات کا وقت تھا۔ ماحول پر کہر چھائی ہوئی تھی کسٹمز وغیرہ کے معاملات سے فارغ ہو کر ہم باہر نکل آئے۔ میں ٹیکسی کی تلاش میں نگاہ دوڑانے لگا لیکن ابھی میں کسی ٹیکسی کو اشارہ بھی نہ کر پایا تھا کہ دفعتاً گوشائی نے میرا بازو پکڑ لیا۔ گرفت اتنی سخت تھی کہ میں چونکے بغیر نہ رہ سکا۔ میں نے گوشائی کی طرف دیکھا تو اس کا چہرہ آگ کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔ آنکھیں چمک رہی تھیں۔ اس کا بدن ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔

"میڈم گوشائی! کیا بات ہے؟"

"گومین۔ بائی تو راسا۔ گومین۔" اس کی کپکپاتی ہوئی آواز ابھری۔

"کہاں؟" میں اچھل پڑا۔

"گومین۔ گومین آہو تو لائی شو۔ آہو تو... وائی تو شوما۔ وائی تو شاما۔ وائی تو شوما۔" گوشائی کی حالت غیر ہو رہی تھی۔

"ہوش میں آؤ گوشائی۔ تمہیں خود پر قابو رکھنا چاہیے۔" میں نے کہا۔

"آکائی لا تارک۔ آکائی لا۔" گوشائی چیخی اور آس پاس سے گزرتے ہوئے لوگ ہمیں چونک کر دیکھنے لگے۔

"گوشائی۔ ہوش میں آؤ۔" میں نے دانت بھینچ کر اسے جھنجھوڑا اور وہ سنبھل گئی۔

"بائی تو راسا، بائی تو راسا۔" اس نے گہری گہری سانسیں لیتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے؟" میں نے پوچھا۔

"مجھے... مجھے کسی پرسکون جگہ لے چلو گازالی۔ مجھے کسی پرسکون جگہ لے چلو پلیز۔"

"آؤ۔" میں نے اسے ایک طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

اور وہ لڑکھڑاتے قدموں سے میرے ساتھ چل پڑی۔ رات کی وجہ سے ایئر پورٹ پر زیادہ رش نہیں تھا اس لیے کوئی خاص بات نہیں ہوئی اور میں گوشائی کو لیے ہوئے ایک بالکل سنسان جگہ پہنچ گیا۔ گوشائی نے خود کو سنبھال لیا تھا لیکن اس کے بدن پر اب بھی کپکپاہٹ طاری تھی اور وہ گہری گہری سانسیں لے رہی تھی۔ میں نے اسے ایک جگہ بٹھا دیا۔

"کیا بات ہے میڈم گوشائی۔ آپ جیسی مضبوط اعصاب کی مالک خاتون کی یہ کیفیت میرے لیے انتہائی پریشان کن ہے کیا ہوا آپ گومین کا نام کیوں لے رہی تھیں؟"

"گازالی۔ گومین ہوش میں آگیا ہے۔ بائی تو راسا وہ ہوش میں آگیا ہے۔ اس کے ذہن کی لہریں فضا میں پھیلی ہوئی ہیں وہ سامونوں کو تلاش کر رہا ہے۔ وہ بڑا تارک ہے اور اس کی بے پناہ قوتوں کا مقابلہ دوسرے سامون نہیں کر سکتے۔"

"تمہیں اس کا اندازہ کیسے ہوا ہے؟" میں نے پوچھا اور وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگی۔ پھر بولی۔

"آہ تم سامون نہیں ہو۔ تم نے جتنی بھی مشق کی ہے اس کے تحت اپنے ذہن کو آزاد چھوڑ دو۔ کسی بھی اجنبی خیال کو اپنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ذہن میں آنے کی جگہ دو شاید تمھیں احساس ہو جائے۔"

"یہاں اس جگہ۔" میں نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کوشش کر دیکھو۔" گوشائی بولی اور میں ذہن کو یکسو کرنے لگا۔ کافی محنت کرنے کے بعد صرف ایک لمحے کے لیے ایسا محسوس ہوا جیسے روشنی کی ایک کرن دماغ کو چھوتی ہوئی گذر گئی ہو۔ اس میں کوئی آواز نہیں تھی کوئی پیغام نہیں تھا۔ دوسری بار ایسا نہیں ہوا گوشائی نے میرے بازو پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔

"اگر کامیاب نہیں ہو رہے گازالی تو اس وقت رہنے دو مجھ پر یقین کر وہ ہوش میں آچکا ہے۔"

"میں نے کوئی آواز نہیں سنی گوشائی۔ بس ایک تیز روشنی میرے ذہن کو چھوتی ہوئی گذری ہے۔"

"یہی تو ہے بائی تو را سا ہی تو ہے۔ وہ ساموں ذہن کھوج رہا ہے۔ آہ گازالی اس کے پاس چلو۔ تمھیں تو معلوم ہو گا کہ وہ کہاں ہے۔" گوشائی نے لجاجت سے کہا۔

"نہ جانے کب سے وہ ایسا کر رہا ہے مجھے تو ایک خطرہ کا احساس بھی ہو رہا ہے، تاہم اٹھو ہم یہاں سے سیدھے جے مورگر کے گھر چلتے ہیں۔" گوشائی اٹھ گئی پھر ہم ایک ٹیکسی لے کر چل پڑے

"تم نے کون سے خطرے کے بارے میں کہا تھا۔" ٹیکسی میں بیٹھ کر گوشائی نے مدھم لہجے میں پوچھا۔

"مارٹن ایسٹرڈ۔ میں تمھیں اس کے بارے میں بتا چکا ہوں، یہ بھی تمھیں معلوم ہے گوشائی کہ تمھارے دشمن ساموں تنظیم میں شامل ہیں اور وہ تمھارے ساتھی ساموں کو دماغی لہروں کے ذریعے پکڑتے ہیں۔"

"تمھارا خیال درست ہے۔ ظاہر ہے گومین کو اس بارے میں معلوم نہیں ہو گا۔" گوشائی نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"اسے اس کوشش سے کسی بھی لمحے کوئی خطرہ پیش آسکتا ہے۔"

ٹیکسی سفر کرتی ہوئی بالآخر اس جگہ پہنچ گئی جہاں کے بارے میں اسے بتایا گیا تھا۔ ہم دونوں بل ادا کرکے نیچے اتر آئے تھے۔ اور پھر جے مورگر کی رہائش گاہ پر پیدل چل پڑے جو زیادہ فاصلے پر نہیں تھی۔ ڈاکٹر مورگر کی کار نظر آ رہی تھی۔ بیل بجانے پر ملازم نے دروازہ کھولا اور ہمیں فوراً ڈرائنگ روم میں پہنچا دیا گیا۔ ملازم ڈاکٹر کو اطلاع دینے چلا گیا تھا اور چند ہی لمحات کے بعد ڈاکٹر مورگر ایک گون میں ملبوس اندر آ گیا۔

"اوہ غزالی میرے دوست کہاں گم ہو گئے تھے تم اور تمھارے لیے کس قدر تشویش تھی ہمیں۔ تم خیریت سے ہو نا۔"

"بالکل ڈاکٹر۔ اور آپ؟"

"دیکھ لو بالکل ٹھیک ہوں۔ ہیلو میڈم آپ۔"

"میڈم گوشائی۔" میں نے کہا۔

"ساموں تو نہیں ہیں؟" ڈاکٹر مورگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ساموں ہی ہیں لیکن آپ بہت خوش ہیں ڈاکٹر؟"

"اس کا مطلب ہے کہ تم ابھی گومین سے نہیں ملے، آہ کیا تمھیں میرے اس کارنامے کی خبر بھی نہیں ہے؟"

"کیا گومین ٹھیک ہو گیا ڈاکٹر؟" میں نے دھڑکتے دل سے پوچھا۔

"ٹھیک؟ صرف ٹھیک۔ وہ جو کچھ ہو گیا ہے اسے دیکھو تو حیران رہ جاؤ۔" جے مورگر نے کہا۔

میں اور گوشائی ڈاکٹر جے مورگر کے اس انکشاف سے جس قدر خوش ہوئے تھے، ناقابلِ بیان تھا، ہم دیر تک ڈاکٹر جے مورگر کے الفاظ میں کھوئے رہے، پھر میں نے پوچھا۔

"وہ کہاں ہے ڈاکٹر؟"

"میں نہیں جانتا۔" ڈاکٹر نے نہایت سکون سے جواب دیا اور گوشائی چونک کر اُسے دیکھنے لگی۔ ڈاکٹر جے مورگر مسکراتا ہوا بولا۔

"ہاں میں نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے، ہوش میں آنے کے بعد خود مجھ پر اتنے حیرت انگیز انکشافات ہوئے ہیں مسٹر غزالی کہ میں اپنی پوری زندگی کے تجربات کے نچوڑ سے بھی کوئی صحیح اندازہ نہیں لگا سکا۔ ڈاکٹر جے مورگر کے الفاظ الجھا دینے والے تھے مگر میں کسی طور اس کے بارے میں کسی شبہے کا شکار نہیں ہو سکتا تھا، میں سوالیہ نگاہوں سے اُسے دیکھنے لگا، گوشائی کی آنکھیں بھی ڈاکٹر جے مورگر پر جمی ہوئی تھیں تب جے مورگر نے کہا۔

"گومین کا ہوش میں آنا بھی ایک حیرت انگیز عمل تھا۔ میں تمھیں اس کی تفصیلات ضرور بتاؤں گا، برین سرجری کے سلسلے میں لوگ جس طرح مجھے تسلیم کر چکے ہیں، اُس کی تفصیل اگر میں تمھیں اپنی زبان سے بتاؤں تو کوئی اچھی بات نہیں ہو گی ڈیر غزالی۔ لیکن گومین کی دماغی خرابی آخر وقت تک میری سمجھ میں نہیں آسکی تھی۔ میں نے اس کی زندگی کا خطرہ مول لے لیا تھا اور ایک ایسی مشین اس کے دماغ پر فوکس کر دی تھی جو ہر وقت اس کی دماغی کیفیات ایک اسکرین پر منتقل کرتی رہتی تھی اور میں نے دو دن اور دو راتیں ایک کرسی پر بیٹھ کر نگاہیں جمائے گذار دیے، یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ آخر اس کے دماغی خلیوں میں کیا خرابی ہے، میرا تجربہ میرا ساتھ نہیں دے پا رہا تھا میں اس کا سر کھولنے سے پہلے اس کے دماغی خلیوں کی گڑبڑ جاننا چاہتا تھا۔ تب ایک رات اس وقت جب وہ کافی کے گھونٹ لے رہا تھا، دفعتاً ہی مجھ پر ایک انکشاف ہوا اور وہ انکشاف

یہ تھا کہ گومین کے دماغی خلیے اس انداز میں حرکت نہیں کر پاتے، جس طرح انسانی دماغ کے خلیے ایک مخصوص لیس دار رطوبت کی وجہ سے متحرک رہتے ہیں۔ یہ تحریک ان خلیوں میں مفقود تھی اور دفعتاً ہی مجھے احساس ہوا کہ دراصل گومین کے دماغی خلیوں میں موجود رطوبت ختم ہو گئی ہے۔ رطوبت کو مخصوص انداز میں دماغ تک پہنچایا جا سکتا تھا، چنانچہ دوسرے ہی لمحے سے میں نے یہ عمل شروع کر دیا۔ اور بلاشبہ اس عمل میں اُس کی زندگی کو شدید خطرہ لاحق تھا۔ لیکن میں کوئی فیصلہ کر لینا چاہتا تھا۔

جو رطوبت اس کے خلیوں میں پہنچی تو اس نے کسی قدر تبدیلیاں محسوس کرنا شروع کر دیں اور ڈیر غزالی تین دن کے اندر اندر گومین کی ذہنی حالت معتدل ہو گئی ہے میں توقع رکھتا تھا کہ اس عمل میں تقریباً ایک ماہ لگ جائے گا، لیکن یہ اُس کی دماغی قوت تھی کہ اس نے دماغ کی پہلی تحریک کو ہی قبول کر لیا اور اس کے دماغ نے کام کرنا شروع کر دیا۔ اس رات میں اس کا جائزہ لینے کے لیے اُس کے کمرے میں پہنچا، تو اس نے مسکرا کر مجھے ڈاکٹر جے مورگر کے نام سے مخاطب کیا۔ تم خود سوچو غزالی کہ خود میری ذہنی کیفیت اُس وقت کیا ہوئی ہو گی۔ میں تعجب سے اُسے دیکھنے لگا، تو اُس نے کہا۔

"ڈاکٹر جے مورگر جس قدر کام تم کر چکے ہو اس کے لیے میں اپنے پاس شکریے کے الفاظ نہیں پاتا۔ لیکن بعد کے کام میں، میں تم سے تعاون ضرور کروں گا۔ اس کے بعد غزالی اس نے مجھے کچھ ایسی چیزوں کے نام بتائے جن کے استعمال سے ذہنی رطوبت کی وہ مقدار حاصل ہو سکتی ہے جو انسانی دماغ کے لیے ضروری ہے۔ اس طرح یوں سمجھو کہ خود اس نے میری معلومات میں اضافہ کیا۔ میں نے اُس کی خواہش کے مطابق وہ اشیاء اسے فراہم کیں اور اس نے ان کا استعمال شروع کر دیا۔ پھر ایک ہفتے کے بعد، جب میں نے ویٹا اسکرین پر اس کے دماغ کا جائزہ لیا تو مجھے اندازہ ہوا کہ رطوبت کی وہ کمی مکمل طور پر پوری ہو گئی ہے جس نے اُسے دماغی فتور کا شکار کر رکھا تھا، اور اب وہ ذہنی طور پر بالکل تندرست ہو چکا تھا، میرے لیے وہ بالکل ایک عجوبہ تھا۔ میں اپنی معلومات میں اضافہ کرنے کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اُس نے کہا۔

"ڈاکٹر جے مورگر، تم ایک مکمل ڈاکٹر ہو اور اپنی دنیا کے علم کے مطابق تمھیں مزید کسی علم کی ضرورت نہیں۔ میرے دماغ سے تم کوئی خاص نتیجہ اخذ نہیں کر سکو گے، کیوں کہ یہ دماغ تمھاری دنیا سے مطابقت نہیں رکھتا۔ غزالی اس نے میرے ذہنی خیالات پڑھ لیے تھے، یہی نہیں بلکہ بعض اوقات تو اُس نے مجھے مشورے بھی دیے جو میرے اپنے حساب سے بے حد کارآمد تھے۔ میں نے ان مشوروں پر عمل بھی کیا تھا اور اپنے طور پر انھیں محسوس بھی کیا تھا۔ تمھیں یہ جان کر شاید حیرت نہ ہو کہ تم اس کے ساتھ کافی وقت گذار چکے ہو۔ لیکن میرے لیے یہ بات انتہائی قابلِ حیرت تھی کہ میں ذہنی طور پر اس کا غلام بنتا جا رہا تھا۔ یوں سمجھ لو کہ ایک طرح سے وہ میرے حواس اور اعصاب پر مسلط ہو گیا تھا۔ میں ہر کام اُس کی خواہش کے مطابق کرنا چاہتا تھا، میں اُس سے دوستوں کی مانند گفتگو بھی کرتا تھا اور اس کا رویّہ بھی میرے ساتھ بہت بہتر ہوتا تھا۔ لیکن وہ جب ایک مخصوص لہجے میں مجھ سے کوئی بات کہتا تو میں اُسے ماننے کے لیے مجبور ہو جاتا، غزالی اس نے کہا کہ اس کا یہاں رہنا مناسب نہیں ہے کیوں کہ اس کے دشمن اُس کی تلاش میں سرگرداں ہیں اور کہیں ایسا نہ ہو کہ اُس کی وجہ سے مجھ پر کوئی مصیبت آجائے۔ میں نے اُس سے اُس کے دشمنوں کے بارے میں تفصیل پوچھیں تو اُس نے مختصر الفاظ میں مجھے بتایا کہ کچھ ایسے لوگ اُس کی تلاش میں ہیں جو ذہنی طور پر اسے ٹھیک دیکھنا نہیں چاہتے اور اس کی زندگی کے دشمن ہیں۔ اُس نے کہا کہ وہ یہاں سے جا کر اپنے لیے کوئی مناسب جگہ بنا لے گا لیکن مجھ سے اس کا رابطہ قائم رہے گا اور جب اس نے یہ کہا مجھ سے غزالی کہ غزالی کو اس کے بارے میں فوراً ہی خبر دی جائے کہ وہ ٹھیک ہو گیا ہے، تو میں حیران رہ گیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ غزالی اس کے ذہن میں کہاں سے آیا تو وہ مسکرا کر بولا کہ وہ ابتدا سے ہی غزالی کو جانتا ہے۔ اُس وقت سے، جب غزالی نے ایک درندہ صفت شخص کو مار کر اس پر ہونے والا ظلم روکا تھا۔ اس کے بعد سے اس وقت تک کے حالات اُسے یاد ہیں جب وہ میرے پاس پہنچا۔ غزالی دماغ کی دنیا کا یہ عجوبہ میرے لیے ناقابلِ فہم ہے، اُس نے وہ باتیں کیں جو اُس دوران ہوتی رہی تھیں۔ تم اُسے لے کر جہاں جہاں گئے اُسے یاد ہے، اُس نے اس کا تذکرہ کیا تھا۔ اُسے وہ وقت بھی یاد ہے، جب تم اُسے لے کر میرے پاس آئے اور میں نے اُس کا دماغی معائنہ کیا تھا۔

"بہر طور کافی تفصیلات بتا چکا ہوں میں تمھیں اُس کے بارے میں، لیکن میں یہ نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے۔"

"جب اُس نے تم سے یہ کہا تھا ڈاکٹر جے مورگر کہ تم مجھے اُس کے بارے میں اطلاع دے دو یا جب بھی میں تم سے ملاقات کروں مجھے اس کے بارے میں بتا دو۔ تو کیا یہ نہیں بتایا تھا اُس نے کہ میں اُس سے کہاں ملاقات کر سکتا ہوں؟"

"ہاں یہ سوال کیا تھا میں نے اُس سے، جس کے جواب میں اُس نے کہا کہ غزالی خود اُسے تلاش کر لے گا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہوں یہ بات ہے۔" میں نے معنی خیز نگاہوں سے گوشائی کی جانب دیکھا اور گوشائی نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلا دی۔ ڈاکٹر جے مورگر کسی گہری سوچ میں گم ہو گیا تھا۔ پھر اس نے چونک کر کہا۔

"لیکن غزالی تم اتنے دن سے کہاں ہو۔ کہاں گئے ہوئے تھے، غالباً لندن میں نہیں تھے۔ ہیلن بھی تمہاری تلاش میں نہ جانے کہاں کہاں سرگرداں رہی ہے، وہ لڑکی تم سے بہت متاثر ہے۔"

"اس وقت ہیلن کہاں ہے؟" میں نے ڈاکٹر جے مورگر کی بات کو گول کرتے ہوئے کہا۔

"وہ یہاں سے کچھ فاصلے پر ایک قصبے میں گئی ہوئی ہے، اس کی کسی دوست کی سالگرہ تھی۔ چند روز گذارنے کے بعد وہاں سے واپس آئے گی۔"

"ہوں، ڈاکٹر جے مورگر، گومن کے سلسلے میں آپ نے جو کچھ کیا ہے اس کے لیے نجانے کون کون آپ کا شکر گزار ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنے وہ تمام اخراجات ہمیں بتا دیں جو گومن پر ہوئے ہیں۔ ہم اس کی ادائیگی کرنے کے قابل ہیں۔" ڈاکٹر جے مورگر مسکرانے لگا پھر بولا۔

"یہ الفاظ میرے لیے توہین کی حیثیت رکھتے ہیں لیکن میں جانتا ہوں کہ تمہارا مقصد وہ نہیں ہے۔ میں بہتر زندگی گذار رہا ہوں اور کسی سلسلے میں تھوڑی سی رقم کما لینا میرے لیے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ گومن میرا شاہکار ہے۔ میں نے نجانے کتنے لوگوں کی برین سرجری کی ہے، نجانے کیسے کیسے الجھے ہوئے پیچیدہ کیس سنبھالے ہیں لیکن اس سلسلے میں مجھے جو تجربات ہوئے ہیں یوں سمجھ لو وہ میرا معاوضہ ہیں، چنانچہ اس مسئلے میں کوئی احمقانہ بات مت سوچو غزالی، مجھے دکھ ہوگا!"

"ہمیں یہ رات گذارنے کے لیے کسی جگہ کی ضرورت ہے۔" میں نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"پوری عمارت خالی پڑی ہوئی ہے، بھلا اس میں مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں بتا چکا ہوں کہ ہیلن بھی یہاں موجود نہیں ہے۔ تم آرام کرو اور جس چیز کی بھی ضرورت تمہیں پیش آئے، مجھے اس کے بارے میں بتا دو۔"

"شکریہ ڈاکٹر مورگر۔ لندن میں میرے لیے آپ نے جو آسانیاں فراہم کیں، بس اس کے بارے میں کچھ کہنا اب...!"

"جب یہ محسوس کرتے ہو کہ مجھے کچھ کہنا مناسب نہیں ہے بلکہ میری توہین ہے تو پھر بار بار میری یہ توہین کیوں کرتے ہو۔" ڈاکٹر جے مورگر نے کہا اور میں شرمندہ ہو گیا۔ بہر طور میں نے اور گوشائی نے اپنے لیے ایک ہی کمرہ منتخب کیا تھا۔ گوشائی مسلسل خاموش تھی۔ اس نے میری اور جے مورگر کی گفتگو میں کوئی مداخلت نہیں کی تھی، کمرے میں داخل ہونے کے بعد وہ عجیب سے لہجے میں بولی۔

"کیا یہ وقت کمرے میں آرام کر کے گذار دینے کا ہے؟"

"میں نہیں سمجھا گوشائی؟"

"تعجب ہے، تعجب ہے، کیا تم فوراً ہی یہ نہیں چاہو گے کہ ہمارا رابطہ گومن سے ہو جائے؟"

"بالکل چاہوں گا۔ لیکن تم اس کے لیے پریشان کیوں نظر آ رہی ہو؟"

"لفظ پریشانی مناسب نہیں ہے۔ بے چین ہوں میں گومن سے ملنے کے لیے۔"

"اس سلسلے میں۔ میں تم سے بات بھی کرنا چاہتا تھا۔"

"کیسی بات؟"

"ان حالات میں، ہمیں یقیناً ذہنی طور پر گومن سے رابطہ قائم کرنا ہوگا۔"

"میں ایک لمحہ ضائع کیے بغیر اس سے ذہنی رابطہ قائم کرنا چاہتی ہوں۔"

"جو تم پسند کرو۔" میں نے کہا اور پلٹ کر کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔ گوشائی کمرے کے درمیان فرش پر بیٹھ گئی تھی۔ دو زانو بیٹھ کر اس نے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے اور آنکھیں بند کر لیں۔ اس کی کیفیت مراقبے کی سی تھی۔ میں خود بھی ایک کرسی پر جا بیٹھا۔ لیکن میں نے گوشائی کے ذہنی رابطے میں مداخلت کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ گوشائی آنکھیں بند کیے خاموش رہی اور پھر اس کے اندر ایک اضطراب سا بیدار ہو گیا وہ آنکھیں بند کیے گہری سانسیں لے رہی تھی۔ اس کے ہاتھ فضا میں پھیل رہے تھے اور مٹھیاں بند ہو گئی تھیں۔ کافی دیر تک اس پر یہ اضطرابی کیفیت طاری رہی۔ میں جانتا تھا کہ اس کا گومن سے ذہنی رابطہ قائم ہو گیا ہے اور وہ الفاظ کے بجائے سوچ کے ذریعے اپنے خیالات گومن تک پہنچا رہی ہے اور اس کے خیالات وصول کر رہی ہے، پھر اس نے گفتگو کا یہ سلسلہ ختم کر دیا اور میری طرف رُخ کر کے بولی۔

"کیا تم گومن سے بات کرنا پسند نہیں کرو گے؟"

"گومن یہ چاہتا ہے؟"

"ہاں۔ تم سے گفتگو کرنے کے لیے بے چین ہے۔"

"اچھا تو پھر مجھے موقع دو۔" میں نے کہا اور اس کے بعد میں نے اپنی ذہنی قوتیں گومن سے رابطہ قائم کرنے میں مصروف کر دیں، ایک لمحہ بھی نہیں گذرا تھا کہ ایک آواز میرے ذہن میں گونجی۔

"غزالی۔ میرے دوست، میرے محسن، غیر ساموں لیکن میرے لیے ساموں سے بڑھ کر۔ کیا تم میری آواز سن رہے ہو؟"

"ہاں گومن اور اس آواز کو سن کر میں جتنا مسرور ہوں تمہیں بتا نہیں سکتا۔"

"آہ نجانے یہ خواہش کب سے میرے سینے میں مچل رہی تھی کہ میں تم سے کبھی صحیح ذہنی کیفیت میں بات کر سکوں، لیکن میں مجبور تھا۔ میرے پاس الفاظ نہیں تھے۔ میری سوچ مربوط نہیں تھی۔ لیکن آج تمہاری عنایتوں سے سب ٹھیک ہو گیا ہے، غزالی یوں سمجھ لو کہ دماغی صحت کے بعد جس شخص کو میں نے سب سے پہلے یاد کیا، وہ تم تھے میری ذہنی قوتوں نے جسے سب سے پہلے تلاش کیا وہ غزالی ہی تھا۔ لیکن تم شاید یہاں سے بہت دور کسی ایسی جگہ تھے، جہاں میں تمہیں تلاش نہیں کر سکتا تھا۔"

"تم اپنی ذہنی کیفیت اب بالکل ٹھیک پاتے ہو گومن!"

"گومن نہیں۔ بوڑھا بابا۔ کیا اب مجھے بوڑھا بابا نہیں کہو گے غزالی؟"

"اگر مجھے اس کی اجازت ہے تو ضرور کہوں گا۔ لیکن نجانے تمہاری دنیا میں تمہاری عمر کیا ہے؟"

"بوڑھا بابا ہوں میں صرف بوڑھا بابا۔ کب پہنچ رہے ہو... میرے پاس؟"

"جب تم کہو ظاہر ہے میں تو تمہاری ہی تلاش میں آیا تھا۔"

"تو پھر ابھی اور اسی وقت میرے پاس پہنچ جاؤ۔ تمہارا میرے پاس آنا مناسب ہے، میں خود بھی ڈاکٹر جے مورگر کے پاس آ سکتا ہوں۔ لیکن یہ بات مجھ سے بہتر تم جانتے ہو کہ مجھے ڈاکٹر جے مورگر کو خطرات میں ڈالنا چاہیے یا نہیں؟"

"میں کہاں پہنچ سکتا ہوں تم سے ملنے کے لیے؟"

"بہت ہی خوبصورت عمارت ہے، بہت ہی اعلیٰ درجے کی۔ ونڈسر ہاؤس۔ بہتر یہ ہے کہ تم ٹیکسی کے ذریعے سفر کرو۔ ڈرائیور تمہیں ونڈسر پہنچا دے گا۔ لیڈی ونڈسر ایک جانی پہچانی شخصیت ہیں۔"

"ٹھیک ہے گومن۔ میں اور گوشائی تمہارے پاس پہنچ رہے ہیں۔" اس کے بعد ہم دونوں کمرے کے باہر نکل آئے۔ ڈاکٹر جے مورگر ابھی سونے کے لیے اپنی خواب گاہ میں نہیں گیا تھا ہمیں دیکھ کر وہ ہماری طرف متوجہ ہو گیا۔

"خیریت؟" اس نے سوال کیا۔

"مسٹر مورگر ہمیں ابھی اور اسی وقت گومن کے پاس پہنچنا ہے۔" اس کی طرف سے فوری طلبی ہے۔"

"ٹھیک ہے کیا اس نے اپنی رہائش گاہ کے بارے میں بتا دیا؟"

"ہاں۔ وہ ونڈسر ہاؤس میں مقیم ہے اور تم یقیناً اس کے بارے میں جانتے ہو گے؟"

"اوہ میرے خدا لیڈی ونڈسر۔" وہ تو یہاں کی مغرور ترین عورتوں میں سے ہے، کسی شاہی خاندان کے فرد کے علاوہ وہ کسی کو گھاس ہی نہیں ڈالتی۔ تعجب ہے لیکن تعجب نہیں ہے۔" ڈاکٹر جے مورگر نے خود ہی اپنے بیان کی تردید کر دی اور پھر کہنے لگا۔ "کار کی چابی مجھ سے لے جاؤ، یا میں خود تمہارے ساتھ چلوں۔؟"

"نہیں، ہمیں ٹیکسی سے جانا ہوگا وہاں۔"

"گویا فوری واپسی کا ارادہ نہیں ہے۔"

"نہیں ڈاکٹر۔ ظاہر ہے گومن کے ساتھ کافی وقت گذارنا ہوگا۔"

"یہاں سے جانے سے پہلے مجھ سے ملو گے تو سہی؟"

"انتہائی کوشش کروں گا ڈاکٹر۔ لیکن اگر عارضی طور پر حالات ناگزیر ہو جائیں تو مجھے معاف کر دینا ویسے تمہارے پاس آؤں گا ضرور۔ بہت سے احسانات ہیں مجھ پر تمہارے۔"

ڈاکٹر جے مورگر ہمیں باہر تک چھوڑنے آیا تھا۔ ٹیکسی کی تلاش میں زیادہ دیر تک بھٹکنا نہیں پڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک ٹیکسی ہمیں لے کر ونڈسر ہاؤس جا رہی تھی۔

قدیم طرز کی یہ حسین عمارت وسیع رقبے میں پھیلی ہوئی تھی اور لندن کے ایک نواحی گاؤں میں تھی۔ عمارت کے صدر دروازے پر پہنچ کر ٹیکسی رکوا دی گئی اور ہم نے انٹرکام پر لیڈی ونڈسر کو اپنی آمد کے بارے میں بتایا۔ گومن شاید پہلے ہی اس کا انتظام کر چکا تھا کیوں کہ فوراً ہی ایک بٹلر نما آدمی ہمیں لینے کے لیے آ گیا۔ اور اس نے ہمیں عمارت کے وسیع ترین ڈرائنگ روم میں پہنچا دیا جس میں انتہائی پرانے طرز کا فرنیچر پڑا ہوا تھا۔ ابھی ہم لوگ کرسیوں پر بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ عقبی دروازے سے گومن اندر داخل ہو گیا۔ وہ بوڑھا بابا جس کی حالت کسی زمانے میں قابل رحم تھی اور جو حسن صاحب کی کوٹھی میں داور کے ہاتھوں میں تختۂ مشق بنا رہتا تھا۔ وہ بوڑھا شخص جس پر رحم کھا کر میں نے داور کی پٹائی کی تھی اور ندرت جس کے لیے روتی تھی۔ اور پھر ڈاکٹر طاہر علی کا اس کے ساتھ فراڈ، پھر تبت تک کا سفر، بوڑھے کی گمشدگی، اس کی تلاش نجانے کون کون سی کہانیاں اسے دیکھ کر میرے ذہن میں ابھر آئی تھیں۔ وہ خود بھی عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ گوشائی کے انداز میں مؤدبانہ کیفیت پیدا ہو گئی تھی وہ دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر سر جھکا کر کھڑی ہوئی تھی۔ میں ایک قدم آگے بڑھا تو گومن کئی قدم آگے بڑھا۔ اور پھر اس نے مجھے اپنے سینے میں بھینچ لیا۔ اس کے چوڑے اور مضبوط بازو میرے بدن

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے گرد لپیٹ گئے اور میں ان کی قوت کا اندازہ کرنے لگا، یہ وہ گومین تھا جو مٹی کے کھلونوں سے نجانے کیا کچھ بناتا رہتا تھا۔ آج وہ ایک شاندار شخصیت کی حیثیت سے میرے سامنے کھڑا تھا۔ ڈاکٹر جے مور گر نے اُس کی شخصیت بدلنے کے لیے اس کی داڑھی اور مونچھیں صاف کر دی تھیں اور یہ صاف و شفاف چہرہ اس وقت بھی صاف تھا، چنانچہ بوڑھا بابا کہنا اُس کی شاندار شخصیت کا مذاق اُڑانے کے مترادف تھا۔

گومین نے منہ سے ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ وہ کافی دیر تک مجھے سینے سے لپٹائے کھڑا رہا، پھر اس نے بڑے احترام سے مجھے ایک صوفے پر بٹھا دیا اور گوشائی کی طرف رُخ کر کے بولا۔

"گوشائی آؤ تم بھی بیٹھو۔ احترام اچھی چیز ہے، لیکن ہم جن حالات کا شکار ہیں، ان میں ہمیں دوستوں ہی کی مانند وقت گزارنا ہوگا، تم کیسی ہو تم نے میرے لیے جو کچھ کیا ہے، ظاہر ہے وہ سب میری نگاہوں سے اوجھل نہیں ہے۔ مسٹر غزالی تمہارے سلسلے میں میں جن جذبات کا شکار ہوں، ان کے اظہار کے لیے بھی میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ تم نے ایک ایسے وقت میں میرا ساتھ دیا تھا جب میں انسان کی شکل میں جانور تھا، شاید ڈاکٹر مور گر نے تمہیں میری اس کیفیت کے بارے میں بتایا ہو، لیکن میں تمہارے بارے میں ایک ایک بات کو محسوس کرتا تھا، ہر وہ بات جانتا ہوں میں، جو اس دوران مجھے پیش آئی تھی۔ میں بس وہ بھول گیا تھا جو یاد کرنا چاہتا تھا یقیناً میرے ساتھیوں نے تمہیں ہمارے بارے میں بتایا ہوگا، ہم سازش کا شکار معزول لوگ ہیں، جو اپنی دنیا کی تلاش میں سرگرداں ہیں اور وہیں پہنچ جانا چاہتے ہیں کیوں گوشائی کیا میرا دوست میرا محسن ہمارے مقصد سے باخبر ہے؟"

"ہاں عظیم گومین، وہ سب کچھ جانتا ہے۔"

"یہ ہماری خوش بختی ہے کہ اس دنیا کا ایک ذہین نوجوان ہم میں شامل ہو گیا ہے، پتا نہیں تم اس کی کہانی کہاں سے جانتی ہو گوشائی لیکن میں سب کچھ جانتا ہوں۔ میں نے کھلی آنکھوں سے اسے دیکھا ہے اور کیا ہے اس کے لیے میرے دل میں۔ کاش میں تمہیں بتا سکتا، گوشائی میں تم سے بعد میں بات چیت کروں گا، تمہیں آرام کے لیے جگہ بتا دی جاتی ہے، آج کی رات میری اور غزالی کی ہے، میرے دل میں نہ جانے کیسے کیسے جذبے چھپے ہوئے ہیں اس کے لیے، میں اس سے باتیں کروں گا، تم آرام کرو، مجھے امید ہے کہ تم محسوس نہیں کرو گی۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تمہارے بھی دل میں اس طویل عرصے کا بخار ہوگا، لیکن دوبارہ وہی الفاظ دہراؤں گا کہ میرے دل میں اس شخص کے لیے بہت کچھ ہے۔ میں اس سے تمام باتیں کر لینا چاہتا ہوں جو کرنے کا خواہشمند تھا اور کہہ نہیں سکتا تھا۔ اٹھو گوشائی، میں تمہیں تمہاری آرام گاہ دکھا دوں آؤ!" گوشائی فوراً ہی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ یہ گومین کا احترام تھا۔ ورنہ میں جانتا تھا کہ خود گوشائی کے پاس بھی بہت ساری کہانیاں تھیں، گومین کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا تھا چنانچہ خاموش رہا۔ وہ گوشائی کو کسی جگہ پہنچا کر واپس آ گیا۔ میں ڈرائنگ روم میں اس کا انتظار کرتا رہا تھا۔ واپس آنے کے بعد اُس نے مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور میرے سامنے بیٹھ گیا۔ چند لمحات اسی طرح خاموشی سے گزر گئے، بہت پہلے کا بوڑھا بابا جس کے چہرے سے مظلومیت ٹپکتی تھی، آج کسی اور ہی حیثیت سے میرے سامنے تھا۔ اس کی نئی شکل سے اس کا وقار اور دبدبہ ٹپکتا تھا۔ اور یہ بات تو مجھے معلوم ہو ہی چکی تھی کہ وہ سامونوں کی دنیا کا تارک تھا اور تارک ہونا معمولی بات نہیں تھی۔ اُس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"غزالی تمہاری کہانی کبھی مجھے نہیں سنائی گئی اور مجھے سنانے والا تھا بھی کون۔ ویلینی کا کھیل جس لیے بھی رچایا گیا، میرے خیال میں کارآمد تھا اور گوشائی نے یہ سب کچھ میری بہتری کے لیے کیا تھا، لیکن یہ بھی سچ ہے کہ بے حد ذہین سپہ سالار ہونے کے باوجود وہ اس نئی دنیا کے کھیل سے واقف نہیں تھی، یہاں کا انداز کافی مختلف ہے اس نے خزانے کا چکر چلا کر ایک عالم کو اپنے پیچھے لگا لیا لیکن وہ نہ کر سکی جو کرنا چاہتی تھی اور پریشانیوں کا شکار رہی۔ بلکہ یہ بات میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر تم تبت تک کا سفر نہ کرتے اور حالات سے اُسے آگاہ کر کے وہاں سے نہ نکلتے تو یقیناً ہم اپنی منزل سے اس قدر قریب نہ ہو پاتے جتنے اب ہیں۔ غزالی میری کیفیت یوں سمجھو کہ میں ذہنی طور پر معطل تھا، لیکن جو دیکھتا تھا وہ سمجھ لیتا تھا، کبھی کبھی مجھ پر جنون کے دورے پڑتے تھے اور یہ اس وقت ہوتا تھا جب مجھے وہ یاد نہیں آتا تھا جو میں یاد کرنا چاہتا تھا۔ میں مٹی کے کھلونوں سے اپنی دنیا تعمیر کرتا تھا۔ سامونیکا بناتا تھا اور دنیا تک واپسی کے راستے ڈھونڈتا تھا، لیکن وہ مجھے نہ ملتے تھے

تم مجھے لے کر چلے تو نہ جانے کیوں مجھے یہ احساس سا ہوا کہ یہ ماضی مجھے یاد آ جائے گا۔ میں دوہری کیفیت کا شکار تھا۔ سوچ سکتا تھا لیکن الفاظ کی شکل میں ادا نہیں کر سکتا تھا۔ دماغ کی وہ قوتیں چھین گئی تھیں جو اپنے خیالات اور احساسا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دوسرے تک پہنچا سکتی ہیں اور انہی چھین جانے والی چیزوں کی وجہ سے میں اپنے آپ کو نامکمل سمجھتا تھا۔ مجھے ایک ایک

لمحہ یاد ہے کہ تم کس طرح مجھے وائی مین کے ساتھ لے کر یہاں تک پہنچے اور ڈاکٹر مورگر کے حوالے کیا۔ پھر اچانک ہی مجھے احساس ہوا کہ میرے ذہن کی قوتیں واپس آگئی ہیں اور اس کے بعد میں نے ڈاکٹر جے مورگر کو اپنے آگے کے علاج کے بارے میں بتادیا۔ اور اب میں اپنے آپ کو تمام تر ذہنی قوتوں کے ساتھ مکمل پاتا ہوں غزالی یہ بت تم نے تعمیر کیا ہے، میرے ٹوٹے ہوئے وجود کو جوڑ کر تم نے ایک بار پھر یکجا کر دیا ہے، مجھے تمہارا انتظار تھا، چونکہ میں جانتا ہوں کہ تم نے ساموتوں کی بہتری کا مشن سنبھال رکھا ہے۔ یقیناً میرے ساتھیوں نے تمھیں بتا دیا ہوگا کہ ہم کون ہیں۔ ساموٹیکا میں ہونے والی سازش کے شکار ہو کر ہم اپنے جہازوں کے ذریعے باہر کی دنیا میں بھیجے گئے، اور یہاں ہمارے جہاز سمندری طوفانوں کی نذر ہو گئے، جس کے بعد ہمیں یکجا ہونا نصیب نہ ہوا، یہ بات تمام ساموں جانتے تھے کہ اس دنیا میں انھیں اس قدر جلد موت نہیں آئے گی اور اگر وہ ایک دوسرے کو تلاش کر کے مجھ تک پہنچ جائیں تو یقیناً میں دوبارہ واپسی کے انتظامات کروں گا، بچے ہوئے ساموں اپنی تمام تر کوشش سے ایک دوسرے کو تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ ان میں پانچ افراد مرکزی حیثیت رکھتے تھے، جن کے نام، دی مین، تھوساس، لیبوس اور گائی ہا ہیں۔ میں انھیں تلاش کر رہا ہوں غزالی، یہ لوگ مل جائیں اور تمہارے اعداد و شمار کے مطابق یہ تین سو ساموں جنھیں ایک ساتھ ساموٹیکا سے نکالا گیا تھا میرے پاس پہنچ جائیں تو ہم ساموٹیکا واپسی کے سفر کا آغاز کر سکتے ہیں۔ غزالی ابھی ایک طویل جدوجہد ہمارے سامنے ہے اور میں نہیں کہہ سکتا کہ اس میں کتنا وقت صرف ہو جائے۔ گوشائی سے مجھے معلومات حاصل کرنی ہیں لیکن میرے دوست میرے دل میں تمہارا بہت بڑا مقام ہے کیونکہ تم نے بے لوث ہماری مدد کی، مجھے حسن بھی یاد ہیں، لیکن میں ان سے متاثر نہیں ہوں، کیوں کہ وہ جن جذبوں کے تحت عمل کر رہے ہیں وہ کچھ اور تھے، ان میں خلوص نہیں تھا، مخلص وہ تھا جو ایک وحشی جانور کے مدِمقابل آیا تھا، جو بہت تھوڑے سے مفاد کے لیے مجھے مارتا تھا، میں جوابی کارروائی کر سکتا تھا غزالی لیکن کیا کرتا، میرے راستے مسدود تھے اور میں نہیں جانتا تھا کہ اس کے بعد مجھے کیا کرنا ہے۔"

"بہرطور مسٹر گومین آپ اپنی ذہنی قوتیں حاصل کر چکے ہیں، میرا ایک بہت بڑا مقصد تو ختم ہو گیا اور میں نہایت خوشی کے ساتھ آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ کی تمام ذہنی قوتیں واپس آگئیں۔"

"ہاں۔ اگر میں کبھی ساموٹیکا پہنچ کر اپنا کھویا ہوا وقار حاصل کر سکا تو ساموٹیکا کا کوئی بھی فرد غزالی کو فراموش نہیں کرے گا، جس نے اس سلسلے میں مرکزی کردار ادا کیا۔"

"اگر آپ کی معلومات ابھی محدود ہیں مسٹر گومین تو کچھ خوشخبریاں اور بھی میرے پاس ہیں، مثلاً یہ کہ دی مین، تھوساس اور لیبوس میرے ساتھ ہیں، گائی ہا کا پتا چل چکا ہے، ڈوئن کاربو، وائی مین بھی ہمارے ساتھ ہی ہیں اور تقریباً ڈھائی سو سے زیادہ ساموں ایک جگہ یہ تمام افراد جمع کر لیے گئے ہیں، اور اب ہم سب تمہاری صحتیابی کا انتظار کر رہے تھے اور تمہارے سلسلے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے ایک لمبا سفر کر کے میں اور گوشائی یہاں تک پہنچے ہیں۔" گومین اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔۔ اور میں نے ایک عجیب منظر دیکھا۔

اس کی خوبصورت آنکھیں جو گہری سیاہ تھیں اور ان کی کیفیت پُرسحر تھی، دفعتاً رنگ تبدیل کرنے لگیں، ان کی پتلیوں کا رنگ پہلے سبز ہوا، پھر سُرخ اور آخر میں نیلا۔ ان آنکھوں سے نیلی شعاعیں نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں، نہ صرف محسوس ہو رہی تھیں بلکہ ان شعاعوں کا ایک دائرہ سا بن گیا تھا اور مجھے اپنا سر بھاری بھاری محسوس ہونے لگا تھا۔ گومین کے ہاتھ ایک بار پھر پھیل گئے، وہ اسی انداز میں آگے بڑھا اور اس کی آنکھوں کی اس روشنی نے میرا پورا چہرہ اپنے ہالے میں لے لیا، پھر گومین بے اختیارانہ انداز میں مجھ سے لپٹ گیا۔

"کتنے احسانات کرو گے مجھ پر غزالی، کتنے احسانات کرو گے، ان احسانات کی کوئی حد بھی ہے یا نہیں، آہ تم نے وہ کیا ہے، جو ہم ساموں نہیں کر سکے تھے۔ میں نے ساری داستان تمہارے ذہن میں پڑھ لی ہے۔ غزالی تم نے بار بار اپنی زندگی داؤ پر لگا کر جس طرح میرے ساتھیوں کو یکجا کیا ہے، میں اُسے احسان کا نام نہیں دوں گا، یہ تو دیوتاؤں کے جذبے ہیں۔ یہ توان.... ناقابلِ تسخیر قوتوں کے جذبے ہیں جو زندگی دیتی ہیں اور زندگی لیتی ہیں۔ تم زندگی دینے والوں میں سے ہو، کن الفاظ میں تمھیں یاد کروں، کون سا نام رکھوں تمہارا۔ غزالی میرے دوست غزالی۔

میں تو صرف تمہارا شکریہ ہی ادا کر سکتا ہوں۔"

گومین اپنے جذبات کا اظہار کرتا رہا اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے مجھے میری تمام کاوشوں کا بدل مل گیا ہو اس کے بعد کسی اور شے کی آرزو نہیں رہی تھی۔ پھر گومین مجھ سے تمام تفصیلات معلوم کرتا رہا اور یوں ساری رات بیت گئی۔ ہمیں پتا بھی نہیں چل سکا تھا، یہاں تک کہ صبح کی روشنی نمودار ہو گئی اور ہم دونوں ہی چونک پڑے۔ گومین نے باہر دیکھتے ہوئے کہا۔

"سورج نکل آیا ہے۔"

"ہاں لیکن یہ عمارت میرے لیے تعجب خیز ہے گومین۔ یہ لیڈی ونڈسر کون ہے؟"

"اوہ میرے دوست مجھے معاف کرنا، ڈاکٹر جے مورگر کو ان لوگوں سے محفوظ رکھنے کے لیے، جو میری تلاش میں سرگرداں تھے، مجھے کوئی ٹھکانہ بنانا ضروری تھا۔ لیڈی ونڈسر ایک بااختیار عورت ہے۔ میں نے اس کے ذہن کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے اور اپنے تیرہ ساتھیوں کے ساتھ یہاں مقیم ہوں، یہ تیرہ افراد ساموں ہیں، جنھیں میں نے اپنی ذہنی قوتوں سے پکارا اور وہ ذہنی قوتوں کی حد میں تھے، سمٹ کر مجھ تک چلے آئے۔ لیڈی ونڈسر ہمیں اپنے عزیزوں میں شمار کرتی ہے اور یقیناً دو افراد کے اضافے کے بارے میں وہ سوچ بھی نہیں سکتی، کیوں کہ وہ صرف وہ باتیں سوچتی ہے جن کی اجازت میں اُسے دیتا ہوں۔"

"گویا تم نے اُسے اپنے ذہنی کنٹرول میں لے کر اپنے لیے یہ جگہ بنائی ہے۔"

"ہاں دماغی قوتوں کی واپسی کے بعد بہت سے انکشافات مجھ پر خود بخود ہو گئے، یہ ہم ساموں کی کچھ خصوصیات ہیں غزالی۔ جن کی تفصیلات تمھیں آئندہ چل کر معلوم ہوتی رہیں گی، ہمیں احساس ہو گیا کہ ہم دشمن رکھتے ہیں اور اس کے بعد ہمیں ان دشمنوں کی تفصیلات بھی معلوم ہو گئیں۔ کچھ ایسی باتیں بھی ہیں جو ابھی تک میرے ذہن میں واضح نہیں ہوئیں، ممکن ہے ان کی وضاحت تمہارے ذریعے ہو جائے، لیکن اس میں جلدی ضروری نہیں ہے، غسل وغیرہ کر لو اس کے بعد ناشتا کریں گے۔"

میں نے گومین کی ہدایت پر عمل کیا اور تھوڑی دیر کے بعد ہم فارغ ہو گئے، مجھے اس بات پر بھی حیرت ہوئی تھی کہ تیرہ ساموں گومین کے پاس موجود ہیں، ویسے گومین کی ذات مجھے مکمل محسوس ہوئی تھی اور یوں لگا تھا جیسے وہ آسانی سے دھوکا کھا جانے والوں میں سے نہیں ہے اور جو ساموں اس کے پاس پہنچے ہیں وہ دشمن ساموں نہیں ہوں گے، کیونکہ گومین دوستوں اور دشمنوں کی تمیز رکھتا ہے۔ لیکن پھر بھی ناشتے کے بعد میں نے اس موضوع پر اس سے بات کی، گوشائی اس وقت ہمارے ساتھ تھی، میں نے ان تیرہ ساموں کو بھی دیکھا جنھوں نے گومین کے ساتھ ہی ناشتا کیا تھا۔ بظاہر جیپ چاپ نظر آرہے تھے، گومین نے میرا ان سے کوئی تعارف نہیں کرایا تھا۔ لیکن ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد وہ گوشائی کو لے کر ڈرائنگ روم میں آگیا اور یہاں ہم تینوں بیٹھ گئے۔

اس دوران لیڈی ونڈسر کی صورت نظر نہیں آئی تھی۔ ہاں باوردی ملازمین ہمیں ناشتا سرو کرتے رہے تھے۔ گومین نے بھی لیڈی ونڈسر کے بارے میں کوئی سوال نہیں کیا تھا۔ ممکن ہے صبح کے ناشتے پر وہ موجود نہ ہوتی ہو۔ ڈرائنگ روم کا دروازہ بند کرنے کے بعد گومین گوشائی سے بولا۔

"گوشائی میں نے تقریباً تمام باتیں غزالی سے معلوم کر لی ہیں میری عزیزہ تم لوگوں نے واقعی محنت کی ہے اور غزالی نے تمہارا ساتھ دیا ہے۔ مجھے یہ بتاؤ کہ تمہارے خیال میں ان تیرہ ساموں کے بعد ہمارے کتنے ساتھی ہم سے بھٹکے ہوئے ہیں؟"

"میں صحیح تفصیل نہیں جانتی مسٹر گومین لیکن جہاں تک مجھے دی مین سے معلومات حاصل ہوئی ہیں، ان سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ان تیرہ ساتھیوں کے بعد ہمارا ایک بھی ساتھی بھٹکا ہوا نہیں ہے۔ ساموں یکجا ہو چکے ہیں بقیہ ساموں جو ہمارے ساتھ موجود نہیں ہیں وہ گائی ہا کے پاس ہیں۔ ہماری تقدیر کے ستارے بدل چکے ہیں اور ساموٹیکا کی سرزمین ایک بار پھر ہمیں پکار رہی ہے اور وقت وہ بھی دور نہیں جب ہمیں ساموٹیکا واپس جانا ہے۔"

"بے شک وہ وقت دور نہیں ہے، مجھے علم ہوا ہے کہ زی لوش نے اپنے نمائندے اس دنیا میں بھیجے ہیں یہ معلوم ہونے کے بعد کہ ہم لوگ زندہ ہیں زی لوش اسی دنیا میں ہمارا خاتمہ کر دینا چاہتا ہے اور اس کے لیے اس نے مقامی لوگوں سے امداد طلب کی ہے، جن لوگوں سے اس نے امداد مانگی ہے، وہ کیا حیثیت رکھتے ہیں گوشائی، کیا تمھیں ان کے بارے میں کوئی تفصیل معلوم ہو سکی۔"

"نہیں گومین، یہ تمام ذمے داریاں تمہارے دوست گازالی نے ہی سنبھالی ہوئی ہیں۔ گازالی جانتا ہے کہ یہ کون لوگ ہیں، گازالی کی ان سے مڈبھیڑ بھی ہو چکی ہے، شاید اس نے تمھیں بتایا ہوگا؟"

"ہاں کسی حد تک غزالی ان سے ہمارے لیے لڑتا رہا ہے، میں صرف یہ جاننا چاہتا تھا کہ کسی شخص سے تمہاری مڈبھیڑ ہوئی یا نہیں۔ تم نے اس کی قوتوں کا اندازہ لگایا یا نہیں؟"

"نہیں۔ میں تو تبت میں مقیم تھی، اور دی مین کے رابطے کے بعد اس علاقے میں پہنچی ہوں، جو انتہائی خوفناک اور ناقابلِ عبور ہے۔ گازالی ہر وہ بات جانتا ہے جس کا تعلق اب ہم سے ہے۔"

"میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں ڈیئر غزالی کہ اب ہمارا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دوسرا پروگرام کیا ہونا چاہیے۔ تم اگر چاہو تو یہاں ہم ان دشمن ساموئوں سے مقابلہ بھی کر سکتے ہیں جو زی لوش کے نمائندے ہیں اور تم اگر نہ چاہو تو خاموشی سے اس طرف کا سفر بھی شروع کر سکتے ہیں جہاں بقیہ ساموں موجود ہیں۔؟"

"میری رائے ہے گومین کہ پہلے تم سب لوگ یکجا ہو جاؤ۔ اس کے بعد ہی کوئی بہتر راستہ منتخب کرنا مناسب ہوگا۔ سب ہی نے کچھ پروگرام بنائے ہوں گے، ممکن ہے سب کے مشوروں سے ہم زیادہ بہتر طور پر کام کر سکیں۔"

"تو پھر غزالی پہلا بندوبست یہی کرو کہ ہم یہاں سے چل پڑیں۔ اس میں تمھیں کوئی دقت ہو تو مجھے اپنے ساتھ رکھو، تمام مشکلیں حل ہو جائیں گی۔"

"گویا اب ہمیں سولہ افراد کو اسکیمو لینڈ کا سفر کرنا ہوگا۔ تیرہ افراد یہ جو تمھارے ساتھی ہیں، تم خود، گوشائی اور میں۔"

"سو فیصدی ہمیں ساتھ ہی سفر کرنا ہے اور اس سلسلے میں جو ذرائع ہو سکتے ہیں ان کے لیے تم فکر مند نہ ہو جن لوگوں سے تم یہ کام لینا چاہتے ہو ان سے ملاقات کرو اور مجھے ساتھ رکھو، سو فیصدی یہی ہوگا کہ وہ تم سے تمھاری خواہش کے سلسلے میں باز پرس نہیں کر سکیں گے۔"

میں نے دلچسپی کی نگاہ سے گومین کو دیکھا تھا، پُراسرار دنیا کا یہ شخص اپنی ذات میں جتنا پُراسرار تھا اس کا کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا تھا۔ یہ دوہری شخصیت کا مالک تھا، ایک جانب وہ خاموش جنونی تھی اور اب وہ کہتا تھا کہ یہ تمام باتیں اُسے یاد ہیں جو اس دوران پیش آئی تھیں۔ ڈاکٹر طاہر علی کا طرزِ علاج بھی اس پر اثر انداز نہیں ہو سکا تھا۔ یہ ساری باتیں ناقابلِ فہم تھیں، لیکن ساموینا کا بھی تو ناقابلِ فہم ہی تھا، میں نے اپنی زندگی کے دلچسپ تجربات کیے۔ محکمہ سیاحت کے اعلیٰ ترین افراد سے مل کر میں نے سولہ افراد کے لیے اسٹاک ہوم جانے کے انتظامات کرنے کی درخواست کی اور اعلیٰ افسران نے مجھ سے اس طرح تعاون کیا جیسے میں صدر امریکہ کا خصوصی نمائندہ ہوں۔ پاسپورٹ، دیگر کاغذات اور سفر کے انتظامات اس طرح کیے گئے ہیں جیسے یہ ان کے لیے فرضِ اولین ہے، اسٹاک ہوم سے آگے کا سفر عام قسم کے ذرائع سے کیا گیا، تاکہ ہمارے دشمن ہماری جانب متوجہ نہ ہوں۔ یہ بات میں اچھی طرح جانتا تھا کہ مارٹن ایسٹرو نے ہار نہیں مانی ہوگی اور اس کی نظریں ضرور ہمیں تلاش کر رہی ہونگی۔

ساموں لاکھ قوتیں رکھتے تھے لیکن تنظیم کی قوتیں بھی مجھے معلوم تھیں۔ مارٹن ایسٹرو اگر حالات کو صحیح انداز میں سمجھ چکا ہوگا تو اب اس کا انداز بھی بدل گیا ہوگا وہ کچھ نہ کچھ ضرور کرے گا۔ لندن میں مارٹن ایسٹرو نے اپنی کارروائیاں اس لیے ترک کر دی ہوں گی کہ اب اس کے علم کے مطابق ہم یہاں تھے اور اس کی پوری توجہ اس سمت ہوگی چنانچہ بے حد احتیاط کی ضرورت تھی۔

اسٹاک ہوم سے کیرونا اور پھر وہاں سے لیپ لینڈ کے سفر کے انتظامات کچھ مشکل ثابت نہیں ہوئے گومین واقعی جادوگر تھا میں نے دوسرے ساموئوں کی ذہنی قوتیں بھی دیکھی تھیں لیکن گومین ذہنی طور پر ان سب سے زیادہ طاقتور تھا جس شخص کے سامنے وہ جو کچھ کہہ دیتا وہ وہی کرنے پر آمادہ ہو جاتا تھا۔ اس کے باوجود میں تنظیم کی طرف سے خوفزدہ تھا۔ مارٹن ایسٹرو آسانی سے ساموئوں کا پیچھا نہیں چھوڑ دیگا اور ضروری نہیں ہے کہ گومین اس مرحلے پر بھی کامیاب ہو ہی جائے۔ خود میری پوزیشن بھی بے حد خراب تھی اگر میں کسی طور ان حالات میں ان لوگوں کے ہاتھ لگ جاؤں تو اب کوئی ایسا جھوٹ کارگر نہیں ہو سکتا تھا جو میری جان بچا سکے۔

بہرحال ان تمام حالات کے باوجود ہمیں یہ سفر کرنا تھا اور ان لوگوں کو بحفاظت وی مین کے پاس پہنچانا میری ذمّہ داری تھی گومین اور گوشائی مطمئن نظر آتے تھے انھیں صورت حال کا صحیح طور پر اندازہ نہیں تھا۔ اسکیمو لینڈ کے سرحدی علاقے میں داخل ہونے تک کوئی حادثہ بھی نہیں پیش آیا جس سے ان کا اطمینان اور بڑھ گیا لیکن نہ جانے کیوں میری چھٹی حس مجھے احساس دلا رہی تھی کہ کچھ نہ کچھ ضرور ہوگا۔ لیپ لینڈ کا تقریباً آٹھ میل لمبا برفانی علاقہ طے کرنے کے بعد ہمیں اس جگہ پہنچنا تھا جہاں سے وی مین کی دریافت شدہ سرنگیں شروع ہوتی تھیں ابتدا میں اسکیمو باشندوں سے ملاقات ہوئی لیکن خراب موسم کی بنا پر وہ بھی زیر زمین تھے اور انھوں نے اوپر کی کارروائیاں ترک کی ہوئی تھیں۔ گوشائی چونکہ پہلے بھی اس برفانی خطے کا سفر کر چکی تھی اس لیے وہ مطمئن تھی لیکن گومین کے لیے یہ موسم اجنبی تھا دوسرے ساموئوں کو بھی سفر میں دقت پیش آ رہی تھی اس لیے سفر کی رفتار بہت سست تھی۔ پورے دن میں تقریباً پونے دو میل کا سفر طے ہوا تھا۔ سردی سے بچاؤ کے بہتر انتظامات نہ ہوتے تو شاید یہ سفر اور مشکل ہو جاتا۔ بہرحال اس کے بعد ایک جگہ قیام کیا گیا تھا لیکن آسمان کے رنگ بہتر نہیں تھے۔ مغرب کی طرف سے کالی گھٹائیں آہستہ آہستہ بلند ہو رہی تھیں اور برف کی سفیدی ماند پڑتی جا رہی تھی۔ ہم نے دو بلند برفانی ٹیلوں کے درمیان قیام کیا تھا۔ ساموں زندگی کی ضروریات میں مصروف ہو گئے تھے۔ گوشائی گومین سے گفتگو کر رہی تھی اور میں تشویشناک نظروں سے آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر گوشائی میرے پاس آ گئی۔

"میں ابتدا ہی سے تمہیں الجھا ہوا محسوس کر رہی ہوں گا زالی۔"

"یہ لمحات میری ذمّہ داریوں کے اہم لمحات ہیں گوشائی" میں نے جواب دیا۔

"حالات تو پُرسکون ہیں!"

"ہاں ابھی تک تو ایسا ہی ہے۔"

"تمہارے خیال میں کچھ ہو سکتا ہے۔"

"نہ ہوا تو مجھے تعجب ہوگا۔" میں نے کہا اور گوشائی خاموش ہو گئی۔ پھر آسمان کی طرف دیکھ کر اس نے کہا: "بادل گہرے ہوتے جا رہے ہیں۔ ساموں اس موسم کے عادی نہیں ہیں۔"

"مجھے اندازہ ہو رہا ہے۔"

"آج کے سفر کی سست رفتاری دیکھ کر مجھے اندازہ ہوتا ہے کہ ہمیں یہ فاصلہ عبور کرتے ہوئے کافی وقت لگ جائے گا۔"

"سرنگوں کے علاقے تک پہنچنے کا مسئلہ ہے اس کے بعد صورت حال بہتر ہو جائے گی۔" میں نے کہا۔

"یقیناً! بہرحال ہمیں حوصلے سے کام لینا ہوگا۔" ابھی گوشائی نے یہ جملے ادا ہی کیے تھے کہ دفعتاً آسمان پر بجلی کڑکنے لگی اور سرد ہواؤں کے جھکڑ چلنے لگے: ہواؤں کا یہ سلسلہ اچانک شروع ہوا تھا۔ "بائی تو راسا جس وقت میں اس علاقے میں داخل ہوئی تھی موسم ایسا نہیں تھا۔" میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

رفتہ رفتہ سرد ہوائیں طوفانی شکل اختیار کرنے لگیں ہوا کے تھپیڑے کوڑوں کی طرح ہمارے جسموں پر پڑتے اور بدن میں درد کی لہریں پیدا کرتے نکل جاتے۔ اس کے بعد بارش شروع ہو گئی۔ برف کی بارش ہو رہی تھی اتنی سرد کہ بدن میں خون منجمد ہونے لگا۔ چند ہی منٹ میں ہمارے لباس بری طرح بھیگ گئے اور ہم سب ہی تھر تھر کانپنے لگے۔ ساموئوں کی حالت غیر ہوتی جا رہی تھی۔ گومین اپنی جگہ کھڑا موسم کا جائزہ لے رہا تھا۔ پھر اس کی آواز ابھری۔

"کو بائی سویا۔ کو بائی سویا۔" تمام ساموں ایک جگہ جمع ہو کر قطار کی شکل میں زمین پر بیٹھ گئے۔ گوشائی نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا تم قوت ارادی کے ذریعہ خود کو ماحول کی تکلیف سے بے نیاز کر سکتے ہو۔"

"کو بائی سویا۔؟" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بائی تو راسا۔ کو بائی سویا۔" گوشائی خوش ہو کر بولی اور خود بھی زمین پر بیٹھ گئی۔ یہ سب سمبو تورا کی مہربانیاں تھیں اس نے درحقیقت مجھے آدھا ساموں بنا دیا تھا۔ اس سے قبل مارٹن ایسٹرو کی قید میں، میں نے شدید گرمی سے بچنے کے لیے ایک بار اس مشق کا سہارا لیا تھا اور کامیابی حاصل کی تھی۔ میں بھی ان لوگوں کی مانند زمین پر بیٹھ گیا ذہن کو گہری نیند سلا دیا اور پھر موسم کے احساس کو بدن سے دور کرنے لگا۔ معمولی سی کوشش کرنی پڑی تھی اس کے بعد نہ طوفانی بارش کا احساس رہا اور نہ سرد ہواؤں کا۔ بدن میں خون کی روانی بحال ہو گئی تھی۔ بارش اب بھی مسلسل ہو رہی تھی لیکن تمام ساموں اٹھ کھڑے ہوئے اب وہ پُرسکون تھے۔ گومین نے کہا۔

"میرے خیال میں اب ہمیں یہاں نہیں رکنا چاہیے۔ یہ صورت حال پیش آ گئی ہے تو سفر ہی کیا جائے۔" میں نے اختلاف نہیں کیا اور ہم یہاں قیام کرنے کا ارادہ ملتوی کر کے آگے چل پڑے۔ اب یہ سفر ہنگامی بنیادوں پر ہو رہا تھا۔ چنانچہ ہم آگے چل پڑے۔ ہمارا رخ مغرب کی طرف تھا لیکن تھوڑی دور چل کر ایک اور مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ بارش کے باعث برفانی راستے پھسلواں ہو گئے تھے اور ساموں ان پر قدم نہیں جما پا رہے تھے جس کی وجہ سے چلنا مشکل ہو گیا تھا۔ تاہم گرتے پڑتے سفر جاری رہا۔ مصیبت یہ تھی کہ بارش تیز ہوتی جا رہی تھی۔ بادل گرجتے تو یوں لگتا، جیسے ہزاروں توپیں داغ دی گئی ہوں۔ کانوں کے پردے پھٹتے محسوس ہوتے تھے۔ یہاں ساموں اپنی قوت ارادی سے بھی کام نہیں لے سکتے تھے۔ ایک ایک قدم جما کر چلنا پڑ رہا تھا جس سے سفر کی رفتار نہ ہونے کے برابر رہ گئی تھی۔ تاہم گرتے پڑتے آگے بڑھتے رہے اور یہ سفر ساری رات جاری رہا۔ یہ رات میری زندگی کی بھیانک ترین رات تھی۔ بارش بھی ساری رات ہی جاری رہی تھی۔ صبح کو بدن تھک کر چور ہو چکے تھے اور اب شاید کسی میں آگے بڑھنے کی سکت نہیں رہی تھی۔ چنانچہ سورج نکلتے ہی ہم رک گئے۔ سورج کی روشنی کے ساتھ بارش بھی تھم گئی تھی۔

"کیا باقی سفر بھی ایسا ہی ہوگا۔" گومین نے کہا۔

"کچھ نہیں کہا جا سکتا۔"

"بہرحال ہمیں آگے بڑھنا ہے۔" گومین بولا ساموں برف پر بے سدھ پڑے ہوئے تھے لیکن شکر تھا کہ رات بھر کی شدید بارش کے بعد صبح کا سورج پوری آب و تاب کے ساتھ نکلا تھا اور دھوپ بھی تیز تھی جس سے بدن کسی قدر کھل گئے تھے۔ تین

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گھنٹے مکمل آرام کیا گیا اس کے بعد یہ سفر جاری ہو گیا۔ میں نے گوشائی سے کہا۔

"ایک بات بتاؤ گوشائی۔ سامون موسم کی شدت سے خود کو بے نیاز کر سکتے ہیں تو پھر ان لوگوں نے وہ طویل نیند کیوں اپنائی؟"

"وہ آگے کے سفر سے مایوس ہو گئے ہوں گے۔"

"کیا مطلب۔؟"

"خراب موسم کی وجہ سے راستے بھی گم ہو گئے ہوں گے۔ اگر آگے بڑھنے کی گنجائش ہوتی تو وہ ایسا نہ کرتے۔"

"اوہ! ہاں ان کے سامنے کوئی راستہ بھی تو نہیں تھا۔!"

"بالکل یہی بات تھی" گوشائی نے کہا اور میں خاموش ہو گیا۔ سامون بہت بری حالت میں سفر کر رہے تھے میری نگاہیں چاروں طرف بھٹک کر ان راستوں کو تلاش کر رہی تھیں جہاں سے گذر کر ہمیں سرنگوں تک پہنچنا تھا یہاں سے جاتے ہوئے ہم نے چند نشانات متعین کیے تھے۔ لیکن نہ جانے کیوں مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ ابھی تک ان میں سے کوئی نشان سامنے نہیں آیا۔ گوشائی نے میرے اس خیال کی تصدیق کر دی۔ اس نے اچانک کہا۔

"گازالی۔ تم کوئی عجیب بات نہیں محسوس کر رہے۔"

"کیا؟"

"ہمیں وہ نشانات نہیں مل رہے جن کا ہم نے تعین کیا تھا۔"

"کچھ احساس ہو رہا ہے مجھے۔"

"ابتک ہمیں وہ پہاڑی مل جانی چاہیے تھی جس کی بلندی نوکدار تھی ایسا تو نہیں ہے کہ ہم خراب موسم میں راستہ بھٹک گئے ہوں۔"

میں خاموش رہا۔ یہ تصوّر لرزا دینے والا تھا کہ برف کے ویرانوں میں ہم راستہ بھٹک گئے ہیں۔ موسم اتنا خراب تھا کہ دوسرے لمحے کے بارے میں بھی کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا میرے خیال میں یہاں سامونی قوتیں بھی ساتھ نہیں دے سکتی تھیں۔ اس خدشے کا اظہار گومین سے کیا گیا تو اس نے کہا۔

"تمہارے خیال میں اس جگہ کا فاصلہ کتنا ہو گا جہاں ہمیں پہنچنا ہے۔"

"وہ فاصلہ تو ابھی کافی ہے لیکن اس جگہ کے نشان بھی نہیں مل رہے جہاں سے یہ سفر محفوظ ہو سکتا ہے۔"

"اگر مناسب سمجھو تو وی مین سے ذہنی رابطہ قائم کرو۔ اسے بتاؤ کہ اس برفستان میں ہماری رہنمائی کرے۔"

"لیکن یہاں تو یہ رابطہ بھی مشکل ہے۔"

"میں کوشش کرتا ہوں۔" گومین بولا اور پھر اس جگہ رک کر اس نے غاروں میں رہنے والوں سے ذہنی سلسلہ قائم کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ ہم اس کی کامیابی کا انتظار کر رہے تھے۔ دفعتاً اس نے زور سے سر جھٹکا اور دوبارہ آنکھیں بند کر لیں دوسری بار پھر اس نے ایسا ہی کیا اور اس کے بعد آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھیں گہری سرخ ہو رہی تھیں۔

"وہ۔ یہاں ان پہاڑوں میں موجود ہیں۔ اس نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کون گومین؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔

"دشمن سامون!" گومین کا جواب بے حد سنسنی خیز تھا۔

"کیا مطلب؟"

"میں نے ان میں سے دو کو ہلاک کر دیا۔ وہ میرے ذہنی رابطے کو متاثر کر رہے تھے۔ میری ذہنی قوتوں کو مفلوج کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ زی لوٹس کے آوارہ کتے۔" گومین نے کہا۔

"اوہ" میں ہونٹ سکوڑ کر رہ گیا۔ گومین کے الفاظ نے صورت حال سمجھا دی تھی۔ مجھے پہلے ہی اس کا خدشہ تھا۔ میں جانتا تھا کہ مارٹن الیسٹر واس طرح خاموش ہو کر نہیں بیٹھ جائے گا وہ ہر پہلو پر غور کر رہا ہو گا اور اس وقت اس کی پوری توجہ اسی سمت ہوگی۔ سامون اس کے ساتھ تھے اور وہ بھی برف کے ان ویرانوں میں بھٹک رہا تھا۔

"وی مین کی طرف سے جواب نہیں ملا؟" میں نے پوچھا۔

"وہ ہمارے رابطے روکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

"گوشائی ہوشیار۔ یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے جدوجہد کا وقت آگیا ہے۔" میں نے کہا۔

"میں نہیں سمجھی"؟ گوشائی نے کہا۔

"انھوں نے ہماری سمت کا اندازہ لگا لیا ہے۔ مسٹر گومین آپ نے ابھی کہا تھا کہ آپ نے ان میں سے دو کو ہلاک کر دیا۔ کیسے؟"

"مارک یہ قوت رکھتے ہیں کہ اپنے ذہن کی رفتار میں مزاحم ہونے والوں کو ذہنی قوتوں سے ختم کر دیں"! گوشائی بولی۔

"میں نے ایسا ہی کیا ہے۔" گومین بولا۔

"آپ ایکبار پھر وی مین سے رابطہ قائم کرنیکی کوشش کریں۔" میں نے کہا۔ اور گومین میری ہدایت پر عمل کرنے لگا لیکن کئی منٹ کی کوشش کے باوجود وہ کامیاب نہیں ہو سکا تھا۔

"وہ برف کی گہرائیوں میں دفن ہیں جہاں خیالات کی لہریں بے اثر ہوتی ہیں۔" اس نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"آؤ گوشائی یہ جگہ جس قدر جلد ممکن ہو چھوڑ دیں"، میں نے کہا اور ہمارا قافلہ ایک بار پھر چل پڑا۔ تقریباً دو گھنٹے تک یہ

سفر بغیر کسی دقت کے جاری رہا۔ لیکن پھر اچانک ہی ہمیں رکنا پڑا۔ ہم کسی قدر بلندی پر تھے۔ نیچے برف کی سفید چادر پھیلی نظر آ رہی تھی اور اس ڈھلان کے آخری سرے پر ہمیں کچھ لوگ نظر آ رہے تھے۔ وہ مسلح تھے اور ان کے آگے بڑھنے کا انداز بتاتا تھا کہ وہ محتاط ہیں اور کسی کی تلاش میں ہیں۔

ہمارے دشمنوں کے علاوہ اور کون ہو سکتے تھے۔ میں نے تیزی سے واپسی کے لیے قدم بڑھانے صرف چند قدم اور آگے بڑھ جاتے تو ہمارا دیکھ لیا جانا یقینی تھا۔

"وہی لوگ معلوم ہوتے ہیں"۔ گوشائی بولی۔

"سو فیصدی"!

"ان کے پاس آتشی ہتھیار ہیں"، ابھی گوشائی نے اتنا ہی کہا تھا کہ دفعتاً فضا میں ایک آواز سنائی دی اور میری نگاہیں اوپر کی سمت اٹھ گئیں۔ میرا اندازہ درست تھا وہ ہیلی کاپٹر کی آواز ہی تھی جو اسی سمت آ رہا تھا۔ اب برف کی سفیدی میں ہمارا دیکھ لیا جانا یقینی تھا، آس پاس کوئی ایسی جگہ بھی نہیں تھی جہاں ہیلی کاپٹر والوں کی نگاہوں سے بچا جا سکے۔ آن کی آن میں ہیلی کاپٹر ہمارے سروں پر پہنچ گیا۔ اور پھر دفعتاً اوپر سے گنوں کی تڑتڑاہٹ سنائی دینے لگی۔ دو طرف باڑھ ماری گئی تھی لیکن ہمیں جان بوجھ کر نشانہ نہیں بنایا گیا تھا۔

"ہاتھ بلند کر دو۔ ہاتھ بلند کر دو"۔ میں نے چیخ کر کہا اور خود دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیے۔

"گازالی۔" گوشائی نے کہا۔

"ہاتھ بلند کر دو۔ اس وقت ضروری ہے ورنہ ہم سب ہلاک ہو جائیں گے۔"

"ہم ان کے قبضے میں نہیں جائیں گے"۔ گومین بولا۔

"اس وقت ضروری ہے گومین"۔ میں نے کہا۔ ہیلی کاپٹر ایک لمبا چکر لے کر واپس پلٹ رہا تھا۔ گومین نے ہاتھ بلند نہیں کیے وہ تن کر کھڑا ہو گیا۔ اب اس کی آنکھیں خون برسا رہی تھیں وہ ہیلی کاپٹر کو گھور رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر ہماری طرف بڑھ رہا تھا لیکن ہمارے سروں پر پہنچ کر اچانک ہی اس کا رخ تبدیل ہو گیا اس سے اس بار گولیاں نہیں برسائی گئی تھیں۔ میں حیرانی سے اس کے بدلتے رُخ کو دیکھتا رہا اور پھر دفعتاً ہیلی کاپٹر کا توازن بگڑ گیا اس کا اگلا حصّہ نیچے جھکا اور وہ برف کے ایک پہاڑ میں گھس گیا۔ دھماکا ہوا اور برف کے ذرات آگ میں لپٹے فضا میں بلند ہو گئے۔ ہیلی کاپٹر کسی پراسرار طریقے سے تباہ ہو گیا تھا۔ ہم سب اسی طرف دیکھ رہے تھے کہ ڈھلان والے اوپر پہنچ گئے اور دفعتاً ہی ایک غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"خبردار ہاتھ بلند کر لو ورنہ سب مارے جاؤ گے"۔ میں نے چونک کر دیکھا ان کی تعداد پندرہ کے قریب تھی اور ایڈی پائپر سب سے آگے نظر آ رہا تھا۔

"ہاتھ اوپر اٹھاؤ"۔ ایڈی پائپر پھر غرایا۔ اس بار گومین نے سب کو ہاتھ اٹھانے کا اشارہ کر دیا تھا۔ میں نے بھی ہاتھ بلند کر دیے۔ "گرفتار کر لو ان سب کو"۔ پائپر نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا اور ان میں سے چند لوگ ہماری طرف بڑھے۔ میں برق رفتاری سے حالات کا جائزہ لے رہا تھا لیکن یہاں بھی گومین نے مجھ سے پہلے عمل کیا۔ جو شخص گومین کو گرفتار کرنے آگے بڑھا تھا اس کی ہولناک چیخ سنائی دی۔ نیلی شعاعوں کا حصار ایک لمحے کے لیے اس کے گرد چکرایا تھا اور دوسرے لمحے اس کا پورا چہرہ ربڑ کی طرح پگھل گیا تھا۔

اس صورت حال کا نتیجہ مجھے معلوم تھا اور اس وقت عمل نہ کرنا خطرناک تھا چنانچہ میں نے اس شخص کی رائفل پر ہاتھ ڈال دیا جو میرے قریب تھا رائفل سے میں اس کا نشانہ تو نہ لے سکا تھا لیکن اسے لاٹھی کی طرح گھما کر میں نے اس کا سر ضرور پھاڑ دیا۔ سامونوں نے کٹالیاں کھول لیں اور برف پر لرزہ خیز جنگ شروع ہو گئی۔ وہ لوگ چونکہ اس قدر قریب آ گئے تھے کہ اب رائفلوں کا استعمال ممکن نہیں تھا اور پھر شاید وہ بدحواس بھی ہو گئے تھے اس لیے انھوں نے اپنے بہترین ہتھیاروں کو لاٹھیوں اور ڈنڈوں کی حیثیت سے استعمال کرنا شروع کر دیا۔ سامونوں کی کٹالیوں کا انھیں کوئی تجربہ نہیں تھا اس لیے آن کی آن میں فیصلہ ہو گیا۔ کٹالیوں نے ان کے ہاتھ صابن کی طرح کاٹ دیے تھے اور ان کے ہتھیار زمین پر گر پڑے تھے۔ وہ لرزہ خیز چیخیں مارتے ہوئے ادھر ادھر بھاگ رہے تھے اور سامون کٹالیوں کے تار لمبے کر کے ان پر کٹالیاں پھینک رہے تھے ان میں سے جو کوئی کٹالی کی زد میں آ جاتا اس کے بدن کے ٹکڑے زمین پر گر پڑتے۔

یہ خونریزی میرے لیے بڑی تکلیف دہ تھی۔ لیکن اگر سامون ان لوگوں پر قابو نہ پاتے تو ہم ان کی قید میں چلے جاتے اور دوبارہ ان کی قید میں جانے کا مطلب میں سمجھتا تھا ایڈی پائپر بھی اس جنگ میں کام آ گیا تھا اور اس کی لاش کچھ فاصلے پر پڑی ہوئی تھی۔ سامونوں کی کٹالیاں خون میں ڈوبی ہوئی تھیں اور ان کے چہرے بھیانک نظر آ رہے تھے۔ عام حالات میں اونگھنے والے اس وقت بہت مستعد نظر آ رہے تھے انکی آنکھوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں خون کی پیاس تھی اور وہ تشنہ نگاہوں سے چاروں طرف دیکھ رہے تھے لیکن شاید انھیں آگے بڑھنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔ دو یا تین افراد بھاگ جانے میں کامیاب ہو گئے تھے باقی اعضا بریدہ یا تو برف پر تڑپ رہے تھے یا سرد ہو چکے تھے۔

گومین نے کٹالی کا حلقہ واپس کلائی میں ڈال لیا اور پھر اس نے آنکھیں بند کرلیں۔ ساموں بھی اپنی اپنی کٹالیاں صاف کر رہے تھے۔ میں وحشت زدہ نظروں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ گومین بے حد پراسرار ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ انتقام پسند بھی ہے میں نے دل میں فیصلہ کیا تھا۔ ہیلی کاپٹر کا حادثہ اتفاقیہ نہیں تھا وہ تارک کی قوتوں کا مظہر تھا۔ دفعتاً گومین کی آواز ابھری۔

"گوشائی۔ یہ کھیل ختم نہیں ہوا۔ آہنی پرندے پر تول رہے ہیں اور موت کے متلاشی ہماری طرف رخ کر رہے ہیں۔ انھیں سبق دینا ضروری ہے تیار ہو جاؤ۔" میں نے بھی یہ الفاظ سنے اور خشک ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگا۔ برف کی زمین پر ایک ہولناک ہنگامہ شروع ہو گیا تھا اور اس کا انجام نہ جانے کیا ہونے والا تھا۔

مجھے یہ بہت پسند نہیں تھا۔ میں جانتا تھا کہ تنظیم کے افراد نے اپنی تمام تر توجہ لیپ نیڈ پر مرکوز کر دی ہے ایڈی پانپر کی یہاں موجودگی اس بات کا اظہار کرتی ہے کہ انھیں حقیقت معلوم ہو گئی ہے، یہ پتا چل گیا ہے کہ میں نے ان سے غداری کی ہے اور مسلسل ساموں کا ساتھ دے رہا ہوں اور اب وہ ہمیں یہیں برف پر ختم کر دینا چاہتے ہیں۔ اسٹیل ہینڈ بھی بے حد خطرناک ہے وہ اپنی ناکامی برداشت نہیں کر سکتا اس سے جو کچھ بن پڑے گا ضرور کرے گا۔ دوسری طرف گومین بھی خطرناک ہے اور انوکھی قوتوں کا مالک بھی۔ آہنی پرندوں کی اصطلاح میں سمجھ گیا تھا۔ ضرور کچھ اور ہیلی کاپٹروں نے اس طرف کا رخ کیا تھا۔ اور اب ــــ اب میں اتنا ہی سوچ پایا تھا کہ گومین نے میری طرف دیکھا اور بولا۔

"تم خود بتاؤ میں کیا کر سکتا ہوں۔ ہم ساموں خونریزی پسند نہیں کرتے میں ان میں سے کسی ایک کو بھی نقصان نہیں پہنچانا چاہتا لیکن وہ ہمارے دشمنوں کے آلۂ کار ہیں اور ان کے مفاد کے لیے ہمیں ختم کر دینا چاہتے ہیں۔"

"اگر ہم کسی طرح صحیح راستہ تلاش کر لیں گومین تو ان سے بچ سکتے ہیں۔" میں نے کہا۔

"گازالی۔ اس طرف دیکھو۔" دفعتاً گوشائی نے ایک سمت اشارہ کر کے کہا اور میری نظریں بھی اس طرف اٹھ گئیں۔ دوسرے لمحے میرا دل خوشی سے اچھل پڑا۔ میں نے ایک بلند و بالا چٹان دیکھی تھی اور یہ چٹان ان دوستوں کی شناخت تھی جو ہمیں زیر زمین لے جا سکتے تھے۔

"آہ گوشائی یہ وہی جگہ ہے" میں نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"گومین۔ اس طرف اس چٹان کی طرف۔" گوشائی چیخ کر بولا اور ہم نے اس طرف دوڑنا شروع کر دیا۔ گومین نے بھی مزید کچھ پوچھے بغیر ہماری تقلید کی۔ باقی ساموں بھی ہمارے پیچھے دوڑ رہے تھے۔ لیکن ابھی ہم چٹان تک پہنچنے بھی نہیں پائے تھے کہ فضا میں ہیلی کاپٹروں کا شور ابھرنے لگا۔ میں نے پلٹ کر دیکھا تب دور کافی دور فضا میں سیاہ نقطے نظر آ رہے تھے جن کا رخ اسی طرف تھا۔ ہم نے رفتار اور تیز کر دی میں ہر قیمت پر اس ہولناک تصادم سے بچنا چاہتا تھا۔ قدرت نے میری مدد کی تھی اور ہمیں زیر زمین جانے کا راستہ نظر آ گیا تھا لیکن اگر ان لوگوں نے ہمیں اس چٹان کے نیچے غائب ہوتے دیکھ لیا تو وہ اپنی کارروائی ختم نہیں کریں گے۔ اور یہاں بھی امداد غیبی حاصل ہوئی دفعتاً ہی آسمان پر تاریکی پھیلنے لگی۔ موسم پہلے بھی کافی خراب تھا، مزید خراب ہو گیا لیکن اس وقت یہ تاریکی ہماری مددگار تھی۔ چٹان کے رخ کا تعین تو ہم کر ہی چکے تھے۔ چنانچہ بے تحاشا اس طرف دوڑ رہے تھے اور پھر مجھے اپنی اس کوشش میں کامیابی ہو گئی۔ گوشائی نے وہ رخنہ تلاش کر لیا جن سے ایک ایک آدمی اندر داخل ہو سکتا تھا۔ گومین کے اشارے پر ساموں اس رخنے سے اندر رینگنے لگے۔ ہیلی کاپٹر شور مچاتے ہوئے ہمارے سروں سے گزر گئے تھے۔ موسم کی خرابی نے ہماری نشاندہی نہ ہونے دی تھی۔ ایک ایک کر کے ہم بھی سرنگ میں داخل ہو گئے۔ ہیلی کاپٹروں کی آواز اب سنائی نہیں دے رہی تھی۔ بالآخر ہم خاموشی سے اس سرنگ میں چل پڑے۔ اب راستہ مل گیا تھا اس لیے ذہن مطمئن ہو گیا تھا حالانکہ ہمیں بار بار برف کی ان سرنگوں سے باہر نکلنا تھا لیکن خراب موسم نے اس وقت خوب مدد کی اور ہمیں کوئی دقت نہیں ہوئی۔ پھر ہم ایک لمبی سرنگ سے باہر نکلے ہی تھے کہ دفعتاً ہمیں ٹھٹھکنا پڑا۔ باہر بہت سے ہیولے نظر آئے تھے جو ایک ترتیب سے کھڑے تھے۔

ساموں نے کٹالیاں کھول لیں لیکن گومین نے دونوں ہاتھ بلند کر دیئے اور پھر وہ زور سے چیخا۔

"جو ہے لانی لوکے۔ آتابائی وادشے۔"

"ایاونتاشا ــــ ایاونتاشا ــــ!" دوسری طرف سے لاتعداد آوازیں سنائی دیں اور وہ اب ہماری طرف دوڑ پڑے۔ "گوشائی نہیں رہی تھی اس نے کہا۔

"وہ ہمارے ساتھی ہیں۔" میں نے گہری سانس لی۔ میری آرزو پوری ہو گئی تھی۔ مزید خونریزی کے بغیر بالآخر ہم وی مین کے پاس پہنچ گئے تھے، مجھے اپنے اس مشن میں بھی کامیابی حاصل ہوئی تھی۔

غاروں کی اس دنیا میں جیسے عید کا سا سماں پیدا ہو گیا تھا، گومین کی واپسی اور وہ بھی دماغی حالت کی درستی کے عالم میں ان سب کے لیے ایک ایسی خوشی کی خبر تھی کہ بس ان کی کیفیت دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی، مردہ ساموں میں جیسے جان پڑ گئی تھی، وہ سب خوشی سے چیختے چلاتے پھر رہے تھے، دلچسپ بات یہ تھی کہ سمبو نورا اور دوسرے افراد بھی مکمل طور سے ہوش میں آ گئے تھے اور سب بے حد مسرور تھے بار بار یہ تذکرہ کرتا عجیب لگتا ہے کہ وہ ان تمام کارروائیوں میں مجھے سرفہرست رکھتے تھے۔ اور مجھ پر نثار ہوئے جاتے تھے، گوشائی، وی مین اور دوسرے تمام افراد جب میری جانب دیکھتے تو ان کی آنکھوں میں عقیدت پیدا ہو جاتی تھی اور میں خواہ مخواہ شرمندگی سی محسوس کرتا تھا۔ گومین کے سلسلے میں کافی بات چیت ہوئی اور اس میں کوئی شک نہ سمجھا گیا کہ اگر میں ڈاکٹر جے مورگن کا سہارا نہ حاصل کرتا تو شاید گومین کی شخصیت کبھی بحال نہ ہوتی، گومین نے ڈاکٹر جے مورگن کے بارے میں بہت افسوس کا اظہار کیا تھا کہ وہ اس کی کوئی خدمت نہیں کر سکا جبکہ ڈاکٹر جے مورگن نے اسے ایک طرح سے نئی زندگی دی تھی۔ مجھے بھی ڈاکٹر جے مورگن یاد آتا تھا اور اس کے ساتھ ہی ہیلن بھی سچی بات یہ ہے کہ ڈاکٹر جے مورگن نے ایک بہترین دوست ہونے کا ثبوت دیا تھا۔

یہاں سرنگوں کی زمین میں پہنچے ہوئے ہمیں بارہ یا پندرہ گھنٹے گزرے ہوں گے کہ دفعتاً چاروں طرف کی فضا ہولناک دھماکوں سے گونج اٹھی۔ گو یہ دھماکے سرنگوں کے ماحول پر اثر انداز نہیں ہو رہے تھے، لیکن سرنگیں لرز رہی تھیں۔ باہر کی کیفیت نجانے کیا ہو گی، میں اپنی اس آرام گاہ سے نکل آیا جو ایک غار میں میرے لیے مخصوص کر دی گئی تھی، باہر بھی لوگ دوڑتے پھر رہے تھے، ندرت مجھے نظر آئی اور میرے اشارے پر رک گئی، اس کے چہرے پر خوف کے اثرات تھے۔

"کیا ہوا ندرت، یہ سب کچھ کیا ہے ــــ"

"اوپر ہیلی کاپٹر بمباری کر رہے ہیں۔ اور انہوں نے برف کی زمین دھواں دار کر دی ہے، انہیں ان سرنگوں کے نشانات تو نہیں ملے لیکن غالباً وہ اس پورے علاقے کو تہس نہس کر دینا چاہتے ہیں۔ وی مین وغیرہ صورت حال کا جائزہ لے رہے ہیں۔ اگر سرنگوں میں کوئی خطرہ ہوا تو گازالی اس کے بعد اس کے سوا اور کوئی صورتحال نہیں رہے گی کہ ہم ان کا مقابلہ کریں ــــ"

"ندرت کیا ان مختصر لوگوں کے ساتھ ہم ان کی بے پناہ قوت کا مقابلہ کر سکتے ہیں ــــ"

"گومین کا کہنا یہی ہے کہ ان سب کو فنا کر دیا جائے گا اگر ایسی ہی صورت حال پیش آ گئی، ویسے گازالی یہ لوگ اسی تنظیم کے افراد معلوم ہوتے ہیں، میرا خیال ہے مستقبل میں بھی یہ ہمارے لیے خطرہ بنے رہیں گے آؤ چلیں یہاں سے ــــ"

"تم کہاں جا رہی تھیں ندرت ــــ"

"بس صورت حال معلوم کرنے آئی تھی، اور یہ نگرانی کر رہی تھی کہ کوئی ساموں اوپر جانے کی کوشش نہ کرے ــــ" ندرت نے کہا اور پھر میرے ساتھ ایک سمت بڑھ گئی، دھماکے اب بھی مسلسل گونج رہے تھے، میں نے آنکھیں بند کر لیں اور پھر بھاری لہجے میں بولا ــــ!

"میں نہیں چاہتا ندرت کہ یہ لوگ بھی ہلاک ہوں، ولینیی میں جو تباہ کاری ہوئی تھی، اس میں بھی بے شمار افراد ہلاک ہوئے تھے۔ نجانے ــــ یہ مہم کتنی زندگیاں لینے کے بعد اختتام پذیر ہو گی۔" ندرت کہنے لگی ــــ!

"ہم میں سے کوئی نہیں چاہتا کہ تمہاری دنیا کا ایک بھی آدمی ہمارے ہاتھوں نقصان اٹھائے لیکن تنظیم کے افراد زی لوش کی سازش کا شکار ہو گئے ہیں اور زی لوش کچھ نہ کچھ کرنا چاہتا ہے، غالباً ان لوگوں کو یہ تو پتا چل گیا ہے گازالی کہ ہم یہاں پہنچ گئے ہیں، ممکن یہ بات بھی انہیں معلوم ہو گئی ہو کہ اب گومین ہمارے درمیان ہے۔ وہ اپنی تمام تر قوت ہمیں فنا کرنے میں صرف کر دیں گے، ہیلی کاپٹروں سے یہ بمباری اسی خیال کی مظہر ہے۔"

میں خاموشی سے گہری گہری سانسیں لیتا رہا، اور پھر کافی دیر تک ہم لوگ خاموش رہے۔ رفتہ رفتہ اوپر ہونے والے دھماکوں میں کمی پیدا ہو گئی تھی اور اس کے بعد مکمل خاموشی چھا گئی۔ ندرت بھی ان آوازوں کو سننے کی کوشش کر رہی تھی، تھوڑی دیر کے بعد اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر اٹھتے ہوئے کہا ــــ

"آؤ، ذرا صورت حال معلوم کر لیں۔ میرا خیال ہے انہوں نے اپنی کارروائی ختم کر دی ہے۔"

ہم گومین وغیرہ کو تلاش کرتے ہوئے اس عظیم الشان غار میں پہنچ گئے جہاں وہ سب کے سب جمع تھے اور ایک دائرے کی شکل میں بیٹھے ہوئے کوئی پراسرار کارروائی کر رہے تھے۔ گومین اس دائرے کے بیچوں بیچ تھا ندرت نے دونوں ہاتھ سینے پر باندھ لیے اور آنکھیں بند کر کے دیوار سے ٹک گئی۔ میں نے حیرت سے انہیں دیکھا اور پھر ندرت کو۔ بات میری سمجھ میں نہیں آئی تھی، لیکن چند

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لمحات کے بعد گومین نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر ایسے اشارے کیے جیسے برنشست برخاست کر رہا ہو، اور وہ سب اپنی اپنی جگہ سے اٹھ گئے سمبو تو را تیر کی طرح میری طرف آیا۔ اس نے کہا۔

" وہ اپنی دانست میں ہمیں فنا کرنے کے بعد واپس چلے گئے ،اب خطرہ ٹل گیا ہے۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا، ندرت بدستور میرے نزدیک کھڑی ہوئی تھی اور اب اس نے آنکھیں کھول کر ہاتھ نیچے کر لیے تھے۔ تب گوشائی نے بھی مجھے دیکھا اور میرے پاس آ گئی ـــــ"

"ہیلو غزالی، وہ لوگ واپس چلے گئے اور بظاہر یوں محسوس ہوتا ہے، جیسے اس کے بعد ان میں کوئی کارروائی کرنے کی سکت نہ رہ گئی ہو، ویسے بھی مقامی حکومت اس ہنگامے کے بعد ادھر متوجہ ہو جائے گی اور انہیں کوئی کارروائی کرنے کا موقع نہیں ملے گا ـــــ"

"لیکن میڈم گوشائی دی مین اب کیا کر رہا ہے، میرا مطلب ہے اگر حکومت کے ارکان اس طرف متوجہ ہو گئے تو کیا اسکیپ لینڈ کے باشندوں سے وہ ہمارے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش نہیں کریں گے ـــ"

"یقیناً کریں گے لیکن دی مین بارہ گھنٹے کے اندر اندر یہ علاقہ خالی کر دینا چاہتا ہے، سرنگ اپنے آخری مراحل میں ہے اس کی اطلاع مل چکی ہے ـــــ"

"کون سی سرنگ ـــــ"

"اوہ ـــ تمہیں اس سرنگ کے بارے میں نہیں بتایا گیا جو ہمیں نیچے ہی نیچے سمندر تک لے جائے گی اور وہاں سمندر میں ایک جہاز ہمارا منتظر ہے ـــــ"

"کیا مطلب ـــ" میں نے تعجب سے پوچھا ـــــ

"یہ کارروائی دی مین نے بہت پہلے مکمل کر لی تھی، جہاز ناروے کا کپتان جان اسٹیون، دی مین کے اشارے پر ایک مکمل جہاز لیے ہوئے موجود ہے جو ہمیں گاٹی تک پہنچائے گا اس کے بعد گالی پلو کارروائی کر چکا ہے اس کے تحت ہم ساموینکا کی جانب روانہ ہو جائیں گے ـــ!

"اوہ ـــ میرے خدا، یہ انتظامات دی مین نے کیسے کیے۔؟"

"دی مین ہمارے ہاں ایک اہم عہدہ دار تھا اور اس قسم کے انتظامات کرنے میں وہ اپنا ثانی نہیں رکھتا، وہ اسی وقت کا منتظر تھا۔ جب گومین صحیح حالت میں ساموئوں کے ساتھ اس کے پاس پہنچ جائے ـــ"

"لیکن جان اسٹیون کو یہ بات کیا معلوم کہ ہم اپنی کارروائی میں کامیاب ہو گئے ہیں ـــ"

"اس کی اطلاع دی مین نے اسے دے دی ہے اور اس نے بھی پیغام دیا ہے کہ وہ تیار ہے۔"

"کیا جان اسٹیون ساموئن ہے؟" میں نے چونک کر سوال کیا اور گوشائی نے آنکھیں بند کر کے مسکراتے ہوئے خاموشی اختیار کر لی۔

میں نے دوبارہ اس سے یہ سوال نہیں کیا۔ پہلے بھی کونسی بات میری سمجھ میں آئی تھی جو اب سمجھ میں آ جاتی۔ پُراسرار دنیا کے پُراسرار لوگ جو کچھ کرتے تھے، اس میں سے اگر کچھ سمجھ میں آ جائے تو خوش بختی ورنہ سر دھننے کے سوا اور کیا بھی کیا جا سکتا تھا۔ باہر کی مکمل خاموشی اور سکوت نے غار میں ایک عجیب فضا پیدا کر دی تھی۔ بہرطور اس کے بعد سب منتشر ہو گئے۔ ندرت۔۔۔۔ البتہ میرے ساتھ ساتھ ہی لگی چلی آئی تھی۔ ویسے میں نے اب اس کے اندر نمایاں تبدیلیاں محسوس کی تھیں اور ایک بار پھر میرا ذہن اس کی جانب راغب ہو گیا تھا۔ ندرت کا یہ کردار مجھے پسند آیا تھا کہ جب میں نے اسے تنویر کے بارے میں بتا دیا تو وہ خاموشی سے میرے راستے سے ہٹ گئی۔ کسی قسم کے دکھ اور درد کا مظاہرہ نہیں کیا، نہ ناراضگی کا اظہار کیا۔ یہ فراخدلی کی نشانی تھی اور اس فراخدلی نے مجھے متاثر کیا تھا۔ دی مین اور دوسرے کیا کرتے رہے، مجھے اس کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکا۔ لیکن اس کے بعد تین دن اسی انداز میں گذر گئے، معمولات جوں کے توں تھے، تیسرے دن کا اختتام ہوا تو ندرت میرے پاس آئی۔

"گازالی چلنے کے لیے تیار ہو جاؤ، میرا خیال ہے ابھی سب لوگ تمہارے پاس پہنچنے والے ہیں۔"

ندرت کا کہنا غلط نہیں تھا، اس بار پورا وفد میرے پاس آیا تھا۔ جو اہمیت وہ لوگ مجھے دے رہے تھے اس کے پیش نظر انہوں نے اس سلسلے میں بھی رسمی طور پر ہی سہی میری منظوری حاصل کر لینا ضروری سمجھا تھا۔ گفتگو کی ابتدا گومین نے کی کہنے لگا۔

"مسٹر غزالی رسمی باتیں کرتے ہوئے اب ہمیں خود شرمندگی ہوتی ہے۔ میں آپ کو جانتا ہوں اور اس بات کا اظہار کر چکا ہوں کہ وہ لمحات روز اول سے میرے ذہن پر نقش ہیں جب پہلی بار آپ نے میرا ساتھ دیا اور اس کے بعد سے اب تک کی آپ کی تمام کاوشیں مجھ سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ میں نے اپنے تمام ساتھیوں سے اسی سلسلے میں طویل گفتگو کی ہے ان میں سے ہر شخص کا یہ کہنا ہے کہ غزالی کسی بھی ذاتی مفاد کے بغیر صرف

ایم۔ اے راحت کا ایک اور شاندار ناول
جھرنے
مکمل چار حصے۔ قیمت ۱۵۰/ روپے
ڈاک خرچ ۱۵/-
★ والدین اولاد کیلئے کبھی غلط فیصلے نہیں کرتے ★ نوجوانی کی نادانی کبھی کبھی عمر بھر کی سزا بن جاتی ہے ★ معاشرے کے المناک پہلوؤں کی عکاس تحریر
ماہنامہ آنچل میں کئی سال تہلکہ مچانے کے بعد کراچی ٹی وی کے ۱۹۹۴ء کی مقبول سیریل اعتراف کے نام سے پیش کی جانیوالی داستان
اب کتابی شکل میں
علی میاں پبلی کیشنز
عزیز مارکیٹ۔ اُردو بازار لاہور
فون 7247414
اسٹاکسٹ: علی بک سٹال
نسبت روڈ چوک میو ہسپتال لاہور
فون 7223853

ساموئوں کے مقاصد کے لیے اپنے آپ کو وقف کر چکا ہے۔ مسٹر غزالی اب ہم ساموینکا جا رہے ہیں۔ گالی ہا سے میرا ذہنی رابطہ قائم ہو چکا ہے، صحرا اعظم افریقہ کے انتہائی جنوبی گوشے میں وہ ایک بے گون تیار کر چکا ہے، بے گون یعنی جہاز جسے سفر کی تمام ضرورتوں سے آراستہ کر لیا گیا ہے اور بچے ہوئے ساموئن اس کے پاس موجود ہیں، ہم یہاں سے صحرا اعظم کا سفر کریں گے اور پورے اطمینان کے ساتھ جنوبی افریقہ کے اس حصے میں پہنچ جائیں گے اور وہاں سے ساموینکا کا سفر جاری ہو جائے گا۔

"مسٹر غزالی تقریباً تمام معلومات آپ کو ہو چکی ہیں نیمی ہشی ہمارا دشمن ہے اور وہ ساموینکا میں داخلے کے تمام راستے بند کرنے کی کوشش کرے گا۔ گویا ہمیں ایک نئی جنگ کا آغاز کرنا ہو گا، یہ آپ کی دنیا ہے اور ابھی آپ کے پاس مواقع ہیں کہ آپ اپنی پسند کے مطابق یہاں سے واپس اپنی دنیا میں چلے جائیں۔ بیشک ہم اس بات سے انکار نہیں کر سکتے کہ ہمیں آپ جیسے ایک عظیم دماغ کی اب بھی ضرورت ہے لیکن ہم یہ حق نہیں رکھتے کہ آپ کو آپ کی خواہش کے خلاف مجبور کریں۔ اس لیے یہ آخری جملے آپ سے کہے جا رہے ہیں کہ اگر آپ اپنی دنیا میں واپس جانا چاہیں تو یہاں سے آپ کو کوئی دقت نہیں ہو گی، ہم ساموینکا جا رہے ہیں اور وہاں ایک جنگ کا آغاز کریں گے۔ اس کے نتائج کیا ہوں گے؟ یہ نہیں کہا جا سکتا لیکن اگر ہم اس میں کامیاب ہو گئے اور آپ ہمارے ساتھ ہوتے تو جب بھی آپ اپنی دنیا میں واپس آنا چاہیں گے، آپ کو کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔ اس کا انتظام ہماری ذمے داری ہو گی۔ اب آپ کو فیصلہ کرنا ہے ہم آپ کے جواب کے منتظر ہیں۔"

"تم لوگ جانتے ہو کہ میں بارہا اس بات کا اظہار کر چکا ہوں کہ ساموینکا میں، میں تمہیں تمہاری حیثیت دلانے کا خواہشمند ہوں اور اگر خود اس سلسلے میں کچھ نہ کر پایا تو کم از کم تمہاری وہ کارروائی ہی دیکھوں گا جو تم کرو گے۔ اس کے بعد مجھ سے یہ کہنے کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔ ہاں اگر تم لوگ کسی اجنبی کا اپنی دنیا میں جانا پسند نہیں کرتے تو میرا تمہارے ساتھ جانا مناسب نہیں۔"

"نہیں مسٹر غزالی ہم آپ کے انہی الفاظ کو مشعل راہ بنانا چاہتے تھے، اب آپ ہمارے ساتھ چلیں گے صورتحال یوں ہے کہ اب سے تھوڑی دیر کے بعد ہم ایک سرنگ کے ذریعے سمندری راستے کی جانب روانہ ہو رہے ہیں، جہاں ایک جہاز ہمارا منتظر ہے۔"

"ہاں، ندرت مجھے اس بارے میں بتا چکی ہے، میرا مطلب ہے ہانیسا۔"

"تو پھر ٹھیک ہے براہ کرم تیاریاں کر لیجیے" گومین نے کہا اور میں نے گردن ہلا دی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سامونوں میں بڑی زندگی پائی جاتی تھی۔ ہر شخص کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔ اس سے قبل یہ مرجھائے ہوئے لوگ اپنے مستقبل سے مایوس تھے، اس لیے ان میں زندگی کی رمق کم ہی نظر آتی تھی، لیکن جب سے ان کا مارک ان کے پاس پہنچا تھا، ان میں جیسے نئی روح پھونک دی گئی تھی۔ میری حیثیت اب ان کے درمیان ایک معزز مہمان کی سی تھی۔

میں اس کا تجزیہ نہیں کر سکا تھا کہ میں سامونیکا کیوں جانا چاہتا ہوں۔ میری اس کہانی کا یہیں اختتام ہو سکتا تھا۔ سامون اپنی دنیا میں واپس چلے جاتے۔ وہاں انہیں کیسے بھی حالات پیش آتے، یہ ان کا اپنا مسئلہ ہوتا۔ میں یہاں سے واپس چلا جاتا اور زندگی کو اپنے ڈھب سے گذارتا۔ یہ خیال بھی میرے ذہن میں تھا کہ سامونیکا میں میرا کوئی مستقبل نہیں ہے یا میں نے اپنے مستقبل کے بارے میں جو فیصلے کیے تھے، ان کا سامونیکا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بھلا اس پُراسرار دنیا سے مجھے کیا حاصل ہو سکتا تھا۔ لیکن میرے دل و دماغ پر ایک سحر ایک عجیب سی نادیدہ قوت اثر انداز تھی اور میں سامونیکا جانا چاہتا تھا۔ کیوں۔؟ اس کا جواب میرے پاس موجود نہیں تھا۔

بہرحال میں بھی ذہنی کے ساتھ سرنگ ہی میں سفر کر رہا تھا۔ خوش و خرم لوگ ہر چند کہ اپنی ابتدائی منزل کا پہلا قدم بھی آگے نہیں بڑھا سکے تھے لیکن یوں محسوس ہوتا تھا جیسے اپنی دنیا میں واپسی کا تصور ہی ان کے لیے جان بخش ہوا اور وہ اس تصور میں مست ہو گئے ہوں۔ یہ سرنگ انتہائی حیرت انگیز تھی اور جس مہارت سے بنائی گئی تھی وہ اس سے بھی زیادہ قابل حیرت بات تھی۔ برف کے وسیع و عریض میدانوں میں نیچے ہی نیچے گزرنے والی یہ سرنگ انسانی ہاتھوں کا کارنامہ نہیں معلوم ہوتی تھی۔

سرنگ کا یہ سفر تکلیف دہ بھی نہیں تھا۔ جگہ جگہ ہوا کا بندوبست کیا گیا تھا اور تیز ہوائیں سرنگ کے ماحول کو بھی ٹھنڈا کر رہی تھیں۔ پہلے دن کا سفر کافی طویل تھا اور تیز رفتاری سے کیا گیا تھا اور پھر رات کو بھی یہ سفر جاری رکھا گیا، جو شاید آدھی رات سے بھی زیادہ جاری رہا۔ سامون اس سفر کو ترک نہیں کرنا چاہتے تھے، اور سرنگ میں چلتے چلتے پاؤں شل ہو گئے تھے۔ پھر ہم نے سمندر کی لہروں کی آوازیں صاف سن لیں اور میرے ذہن میں عجیب و غریب سے احساسات جاگ اٹھے، ان مافوق الفطرت لوگوں کے درمیان میں ہی ایک عجیب و غریب شخصیت کا حامل انسان تھا۔

سرنگ کا دہانہ سمندر کے نزدیک پہاڑیوں کے دامن میں تھا اور یہاں سے باہر کا منظر صبح کے دھندلکوں میں نمایاں تھا۔ ایک عظیم الشان جہاز سمندر میں لنگر انداز تھا اور اُسے دیکھ کر سمجھ میں ہی نہیں آتا تھا کہ یہ سب کیا ہے۔ ظاہر ہے یہ جہاز کسی کمپنی کا ہو گا اور اسے ان علاقوں میں پہنچنے کے لیے بہت سے قانونی مراحل طے کرنے پڑے ہوں گے، اس کے لیے کیا بندوبست کیا گیا تھا۔ کچھ نہیں معلوم تھا لیکن یہ بات یقینی تھی کہ اس کا کپتان جان اسٹیون سامون ہی تھا۔ کیونکہ کسی قسم کا اشارہ نہیں کیا گیا تھا۔ کوئی پیغام نہیں دیا گیا تھا، لیکن چند اسٹیمر تھوڑی سی ہی دیر کے بعد جہاز کی کرین کے ذریعے نیچے اترے اور اس پہاڑی حصے کی جانب چل پڑے۔

سمبوتورا سب سے آگے تھا اور اسٹیمر پر جانے کے راستوں کو درست کر رہا تھا۔ کیونکہ اس کے لیے پھسلواں پہاڑ پر تھوڑا سا نیچے اترنا پڑتا۔ پہلا اسٹیمر پہاڑ سے لگا تو یہ اندازہ ہوا کہ پہاڑ کے دامن میں بھی پانی کی گہرائی کافی ہے۔ اگر پیر پھسل جاتا تو مصیبت آجاتی۔

سب سے پہلے گوشائی، ندرت، ڈوئن کارلو اور چند خواتین اسٹیمر پر پہنچیں پھر میں، گومین اور دوسرے افراد نیچے اتر کر اسٹیمر پر پہنچ گئے۔ سمبولورا دوسرے انتظامات میں مصروف تھا۔ پہلا اسٹیمر بھر گیا تو چل پڑا اور اس کی جگہ دوسرا اسٹیمر آ گیا۔ جہاز کے عرشے پر کپتان اسٹیون نے جس کا اصل نام کچھ اور ہی ہو گا، ہمارا استقبال کیا۔ وہ روبوٹ قسم کا آدمی تھا۔ بالکل ایسا لگتا تھا جیسے مشینی ذرائع سے حرکت کر رہا ہو۔ اس نے ہم سب کا سرد مہری سے استقبال کیا اور اس کے بعد مشینی انداز میں چلتا ہوا ہمیں ان کیبنوں تک لے گیا جو ہمارے لیے مخصوص کیے گئے تھے۔ اس ایک کیبن میں آ کر اس کا جائزہ لینے لگا۔ گوشائی وغیرہ بھی آس پاس کے کیبنوں میں تھیں۔ عجیب سی سنسنی پورے بدن میں محسوس ہو رہی تھی۔

دوسرے لوگ کسی بھی انداز میں سوچ رہے ہوں لیکن میرے ذہن کے گوشوں میں یہ خیال ضرور تھا کہ اسٹیل ہینڈ یعنی مارٹن الیسٹر کیا اس طرح ہمیں نکل جانے دے گا۔ کیا زی لوش کے ساتھی سامون یہ نشاندہی نہیں کر دیں گے کہ سمبوتورا کی دماغی لہریں ماحول پر چھائی ہوئی ہیں۔ اور وہ ایک مخصوص سمت سفر کر رہا ہے۔ میں بہت زیادہ گرمجوشی اور ذہانت کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس سے پہلے یہ لوگ مختلف کیفیت کا شکار تھے۔ ان کے ذہنوں میں بے بسی اور مایوسی چھائی ہوئی تھی۔ گوشائی ایک پورے قبیلے کو کنٹرول کرتی رہی تھی اور اس نے اپنے دشمنوں سے نمٹنے کے لیے انتہائی معقول بندوبست کیا تھا، گویا وہ بھی اپنے طور پر اپنے دشمنوں سے نمٹنے کے لیے ذہانت کا مظاہرہ کر سکتی تھی۔ سمبوتورا اور دوسرے تمام افراد اپنے مقصد کی

تکمیل کے لیے نجانے کتنے عرصے سے اس دنیا سے لڑ رہے تھے۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں تھا کہ میری شمولیت نے بعض اوقات انہیں بہترین کامیابیاں دلائی تھیں، لیکن ہر مسئلے میں ٹانگ اڑانا کچھ مناسب نہیں لگتا تھا۔ آخر ان کے ذہنوں میں بھی وہ تنظیم ہو گی جو زی لوش کی مدد کر رہی تھی۔ اور یقیناً گومین نے اس بارے میں سوچا ہو گا۔

کافی دیر تک میں اپنے کیبن میں رہا اور جب مجھے احساس ہوا کہ جہاز متحرک ہو گیا ہے تو میں چونکا اور کیبن سے باہر نکل آیا۔

برابر کے کیبنوں میں خاموشی چھائی ہوئی تھی جس کا مطلب تھا کہ وہ سب جہاز کے عرشے پر ہی ہیں چنانچہ میں بھی وہاں پہنچ گیا۔

میرا اندازہ درست ہی تھا۔ تمام سامون عرشے پر موجود تھے اور جہاز ساحل چھوڑ رہا تھا۔ گومین شاید کپتان کے پاس تھا باقی تمام لوگ مختلف گوشوں میں بکھرے ہوئے تھے۔ میں ایک ریلنگ سے ٹک کر کھڑا ہو گیا تو گوشائی مجھے دیکھ کر میری طرف آگئی۔ اس کی آنکھوں میں مسکراہٹ ناچ رہی تھی۔ میرے قریب آ کر وہ خاموشی سے کھڑی ہو گئی اور میں بھی مسکراتی نگاہوں سے اُسے دیکھنے لگا۔ پھر میں نے کہا۔

"بات قبل از وقت ہے گوشائی کیونکہ ابھی تو تمہیں افریقہ کا سفر کرنا ہے۔ اس کے باوجود میرا دل چاہتا ہے کہ سامونیکا کے سفر کے آغاز پر میں تمہیں مبارک باد دوں۔"

"اور اس کے جواب میں اگر میں تمہارا شکریہ ادا کروں گی گازلی تو تم اسے پسند نہیں کرو گے۔"

"ہاں، جس طرح تم بھی لوگ کسی بھی مسئلے میں ایک دوسرے کا شکریہ ادا نہیں کرتے اسی طرح مجھ سے بھی رسمی الفاظ نہ کہا کرو گوشائی، مجھے اجنبیت کا احساس ہونے لگتا ہے اور کوئی بھی شخص اجنبیوں میں خوش نہیں رہ سکتا۔"

"میں وعدہ کرتی ہوں کہ اس کے بعد کبھی بھی ایسے الفاظ ادا نہیں کروں گی۔ ویسے مجھے حیرانی ہے گازلی۔ کیا اس دنیا میں اتنی ایثار پسندی ممکن ہے۔ تم نے گومین کی بے لوث مدد کی اور اس کے بعد دوسروں کے لیے آج تک اپنے آپ کو خرچ کر رہے ہو۔ بہرحال اگر ہم تمہاری مدد سے سامونیکا میں اپنا اقتدار حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے تو غزالی سامونیکا کی تاریخ میں تمہارا نام کبھی نہیں بھلایا جا سکے گا۔ آج ہم سب بے گون پر جمع ہیں اور ہمیں وہ وقت یاد آ رہا ہے جب سامونیکا میں ہمارا زوال ہوا تھا اور ہمیں ہماری مرضی کے خلاف قیدی بنا کر باہر کی دنیا میں دھکیل دیا گیا تھا۔ زی لوش ہم سب کو سامونیکا کی زمین پر ہلاک نہیں کر سکتا تھا۔ اس لیے اس نے ہمیں سامونیکا سے باہر نکال دیا تھا۔ اس میں دھوکے سے کام کیا گیا تھا۔ ہم سے کہا گیا تھا کہ سمندر کے کسی اور ویران جزیرے میں جلاوطنی کی زندگی گذار سکیں گے۔ لیکن زی لوش کا منصوبہ یہ تھا کہ ہمیں زرد سمندروں کی لہروں کے حوالے کر دیا جائے کیونکہ وہاں زندگی باقی نہیں رہتی۔ یہ دوسری بات ہے کہ تند و تیز ہواؤں نے ہمارے بے گون منتشر کر دیے اور ہم بھٹک کر کہیں سے کہیں جا نکلے۔ لیکن آج اس بے گون پر جتنے سامون جمع ہیں یہ سب وہی ہیں جو سامونیکا سے چلے تھے اور شاید یہ سامونیکا کی تاریخ کا بھی سب سے حیرتناک واقعہ ہے کہ ان سب کے قتل کی سازش کی گئی لیکن ان میں سے ایک بھی ضائع نہیں ہوا۔"

"ہاں یہ بات تو میں پوچھنا ہی بھول گیا تھا گوشائی کہ یہ تمام سامون وہی ہیں جو تمہارے ساتھی تھے ان میں سے کوئی کم تو نہیں ہوا۔؟"

"بالکل نہیں، صرف وہ لوگ اس جہاز پر موجود نہیں ہیں جو گاگی ہا کے ساتھ ہیں۔ ہم میں سے ایک بھی سامون کم نہیں ہوا۔ اور کل جب ہم سامونیکا کی سرزمین پر اتریں گے تو ان سب کے خاندان خوشی سے جھوم اٹھیں گے۔"

"اوہ تو کیا ان لوگوں کے خاندان وہیں آباد ہیں۔" میں نے پوچھا۔

"ہاں یہ وہ لوگ ہیں جو صاحب اقتدار تھے اور گومین کی حکومت میں عہدے رکھتے تھے۔ ان سب ہی سے زی لوش کی پرخاش تھی۔ زی لوش سازش کر کے برسرِ اقتدار آ گیا، اگر ہمیں اگر ہمیں اس کا پہلے سے علم ہو جاتا تو یہ سازش کبھی کامیاب نہ ہوتی۔"

"تقریباً وہی سب کچھ تمہاری دنیا میں بھی ہوتا ہے گوشائی جو ہماری دنیا میں ہوتا ہے۔"

"ہاں۔ میں طویل عرصے یہاں رہی ہوں۔ نجانے کہاں کہاں گھومی ہوں، میں نے بھی تمہاری دنیا کا تجربہ کیا ہے۔ بس چند باتوں کے سوا ہمارے اور تمہارے درمیان اور کوئی فرق نہیں۔"

گوشائی اور میں بہت دیر تک گفتگو کرتے رہے یہاں تک کہ سورج کا گولا سمندر کے پانی سے سر ابھار کر جھانکنے لگا۔ اور پھر رفتہ رفتہ جہاز پر ہلکی دھوپ پھیل گئی۔ خوشگوار موسم میں جہاز کا خوشگوار سفر جاری تھا کہ ہمیں اطلاع دی گئی کہ صبح کا ناشتا تیار ہے۔ جہاز کی نچلی منزل میں چلا جائے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گوشائی دوستانہ انداز میں میرے ساتھ آگے بڑھ گئی۔ اس نے مسکراتے ہوئے میری طرف دیکھا اور بولی
"سمندر کا سفر تمہارے لیے خوشگوار ہے غزالی؟"
میں نے اس کے بے تکے سوال پر اسے چونک کر دیکھا اور پھر پوچھا۔
"اچانک کچھ محسوس کیا ہے تم نے؟"
"نہیں، تم سے یہ پوچھنا میری ذمے داری تھی۔"
"کیسی ذمے داری؟"
"مجھے مجھے ہدایت کی گئی تھی کہ تم سے یہ سوال کروں اور تمہارے جواب سے انہیں مطمئن کروں۔ تم سے یہ سوال کیے بغیر اگر میں نے انہیں جواب دے دیا ہوتا یہ حکم عدولی ہوتی۔"
گوشائی نے مسکراتے ہوئے کہا اور میں ہنسنے لگا۔
"نہ جانے تم لوگ یہ رسمی باتیں کب تک کرتے رہو گے۔ بہرحال تم سے کہہ دیا کہ یہ سفر میرے لیے خوشگوار ہے۔"
گوشائی نے شکریہ ادا کیا۔
کپتان جان اسٹیون نے ناشتے کا بہترین انتظام کیا تھا۔ جہاز کے عملے کے بارے میں، میں دعوے سے کہہ سکتا تھا کہ ان میں کوئی سامون نہیں ہے۔
ناشتے سے فارغ ہوئے تو گوشائی نے کہا۔ "اگر تم چاہو تو آرام کر لو غزالی۔ ساری رات کی تھکن سوار ہو گی تم پر۔ سوالیمین نے پہلے بھی مجھ سے کہا تھا لیکن میں نے کہا کہ ناشتے سے پہلے سونا مناسب نہیں ہو گا کیونکہ پھر فوراً ہی جگانا پڑے گا۔"
"اگر اجازت ہو تو؟" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"ضرور۔" گوشائی بولی اور میں اپنے کیبن میں آ گیا۔ بستر بہت آرام دہ تھا۔ میرا سارا وجود تھکا تھکا تھا۔ ایسی نیند آئی کہ شام کو چار بجے ہی آنکھ کھلی۔ کیبن کی دیوار پر لگی گھڑی میں وقت دیکھ کر یقین نہیں آیا۔ بہرحال اٹھا باتھ روم میں گیا اور خوب نہایا۔ پھر بال وغیرہ سنوار کر باہر نکلا تو تھوساس نظر آیا۔
"ہیلو مسٹر غزالی۔ آپ خوب گہری نیند سوئے۔"
"سب خیریت ہے نا تھوساس؟"
"بالکل۔! ہمارا سفر کامیابی سے جاری ہے۔"
"میں بھوکا ہوں۔" میں نے کہا اور تھوساس ایک طرف دوڑ گیا۔
کھانے پینے سے فارغ ہو کر عرشے پر گیا۔ آسمان پر کالی گھٹائیں امنڈ رہی تھیں اور بارش کے پیش نظر کپتان اسٹیون خلاصیوں کو ہدایات جاری کر رہا تھا۔ میں عرشے کے ایک گوشے میں کھڑا ہو گیا اور سمندر کی لہروں کو دیکھنے لگا۔ موسم کی لطافت نے ذہن میں کچھ یادیں تازہ کر دیں اور ایک فلم سی چلنے لگی۔ نہ جانے کون کون یاد آیا۔ میں سوچنے لگا کہ میں اپنے لوگوں کو یاد بھی آتا ہوں یا نہیں۔ اتنے میں عقب سے آہٹ سنائی دی گھوم کر دیکھا تو ندرت تھی۔ مجھے دیکھ کر اپنائیت سے مسکرا دی۔
"بہت دیر سے دیکھ رہی تھی تمہیں۔" اس نے کہا۔
"کہاں تھیں؟"
"اس طرف۔ وہاں۔۔!"
"میں نے نہیں دیکھا۔"
"مگر میں نے تمہاری آنکھوں سے بہت کچھ دیکھا ہے!"
"کیا؟" میں نے پوچھا۔
"ماضی، جس میں، میں بھی تھی۔" اس نے کہا۔
"تم تو حال میں بھی ہو۔"
"ماضی ہمیشہ حسین ہوتا ہے۔"
"شاید۔"
"کیوں۔ تمہیں اس سے اختلاف ہے؟"
"ہاں کسی حد تک۔"
"ان حسین یادوں کو تو فراموش نہیں کر سکو گے جو تو میرے وابستہ ہیں۔"
"ہاں، یہ ممکن نہ ہو گا۔"
"ہما بھی تو تمہیں چاہتی تھی۔"
"کون کسے روک سکتا ہے۔"
"بعد میں اس نے یہ خیال چھوڑ دیا؟"
"ہاں میں نے اسے بتا دیا تھا۔"
"اچھی لڑکی تھی۔"
"اس میں کوئی شک نہیں۔" میں نے کہا اور اسی وقت بارش شروع ہو گئی۔ ندرت خاموش کھڑی رہی۔ نہ جانے کیا سو
رہی تھی۔ پھر جب بارش تیز ہو گئی تو اس نے کہا۔
"آؤ زیادہ بھیگ گئے تو بیمار ہو جاؤ گے۔" میں اس کے ساتھ کیبنوں کی طرف چل پڑا۔
"اب حالات درست ہیں تم اپنی مشقیں جاری کر دو۔"
"اب دل نہیں چاہتا۔"
"کیوں؟"
"کیا کروں گا۔ جو کچھ تم نے سکھایا تھا خوب کام آیا۔ مزید کیا کرنا ہے۔"
"تم سامونیکا چل رہے ہو؟"
"ہاں، وہاں میری ذمہ داریاں تم پر رہیں گی۔"
"سر آنکھوں پر۔ لیکن سامونیکا سے جب اپنی دنیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

واپس آؤ گے تو انوکھے انسان ہو گے اس دنیا کے لیے۔"

"کہیں بھول ہی نہ جاؤں اپنی دنیا کو۔"

"ایسا ممکن نہیں۔"

"کیوں؟"

"ہم کہاں بھول سکے، زندگی گزارنے کے لیے تو تمہاری دنیا بھی بُری نہیں تھی مگر ساموئیکا اپنی مثال آپ ہے۔" ندرت نے کہا۔

"ہو سکے تو ایک کام کرو ندرت؟"

"کیا؟"

"مجھے ساموئیکا کی زبان سکھا دو۔"

"آج ہی سے۔ اور میرا دعویٰ ہے کہ تمہیں کوئی مشکل نہ ہو گی۔" ندرت نے کہا۔

"تو اب تم میری استاد ہو۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ندرت بھی مسکرا دی۔

وقت گزاری کے لیے اس سے اچھا مشغلہ اور کوئی نہ تھا۔ ندرت صبح سے شام تک مجھ سے مغزماری کرتی رہتی تھی اور نہایت جانفشانی سے مجھے ساموئیکی زبان سکھا رہی تھی۔ سمندر کا سفر پُرسکون تھا اور اس میں کوئی ایسا واقعہ نہیں پیش آیا تھا جو باعث پریشانی ہوتا۔ کپتان بڑے اعتماد سے سفر جاری رکھے ہوئے تھا۔

ایک دن گومین نے دورانِ گفتگو کہا۔

"جان اسٹیون ایک تجربہ کار کپتان ہے۔ اس کی ماہرانہ جہاز رانی دیکھ کر بعض اوقات ذہن میں ایک خیال پیدا ہوتا ہے۔"

"کیسا خیال مسٹر گومین؟" میں نے پوچھا۔

"یہ کہ کیوں نہ ساموئیکا کے سفر میں اسے بھی ساتھ رکھا جائے۔"

"کیا وہ ساموئن نہیں ہے؟"

"نہیں۔" گومین نے کہا۔

"مجھے علم ہوا تھا کہ وہ ساموئن ہے۔"

"وہ ساموئن نہیں لیکن ٹرانس میں ہے۔ ہم نے اسے ہپناٹائز کیا ہے۔ شروع ہی سے وہ ہپناٹائزڈ ہے اور ہمارے لیے کام کر رہا ہے۔ یہ جہاز اس نے اغوا کیا ہے اور اس کا حلیہ تبدیل کر لیا ہے۔ جس کمپنی کا یہ جہاز ہے وہ سمجھتی ہے کہ وہ ایک طوفان میں غرق ہو چکا ہے اور اب اسے صبر کر چکی ہے۔"

"اوہ۔ یہ منصوبہ کس کا تھا؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"دی مین کا۔" اس نے جواب دیا۔

"دی مین بہت چالاک ہے لیکن اگر یہ جہاز کسی کی نگاہ میں آ گیا تو کیا مشکل نہیں ہو گی؟"

"تم نے شاید غور نہیں کیا غزالی ابتدائی کچھ وقت کے بعد ہمیں راستے میں کوئی جہاز نہیں ملا اور نہ ہوائی جہاز ادھر سے گزرے۔"

واہ۔ اس کی کوئی خاص وجہ ہے؟"

"ہاں۔ ہم عام بحری راستوں سے سفر نہیں کر رہے۔ یہ ایک مشکل ترین راستہ ہے اور خوفناک سمندری پہاڑوں کے درمیان سے گزرتا ہے۔ یہ راستہ اس لیے اختیار کیا گیا ہے کہ ہماری کسی سے مڈبھیڑ نہ ہو۔ ایک ماہر کپتان ہی ان راستوں پر جہاز چلا سکتا ہے اور اب تک کی جہاز رانی سے جان اسٹیون یہ ثابت کر چکا ہے کہ وہ بہترین کپتان ہے۔ جبکہ راستے میں بہت سے خطرات پیش آ چکے ہیں۔"

"کیا یہ جان اسٹیون کے ساتھ زیادتی نہیں ہو گی؟" میں نے کہا۔

"جان اسٹیون ایک مفرور مجرم ہے۔ جس کمپنی میں یہ ملازم تھا اس کا ایک جہاز جو قیمتی سامان سے لدا ہوا تھا کے کر سفر پر روانہ ہوا تھا لیکن راستے میں اس نے ایک منصوبہ بنایا اور اس کا تمام سامان اس نے ایک جزیرے پر اتار لیا۔ جتنے افراد اس کے ساتھ تھے انہوں نے یہ سامان تقسیم کر لیا۔ طے یہ پایا تھا کہ اس جہاز کو غرق کر لیا جائے اور کمپنی یہ سمجھے کہ جہاز سامان جہاز سمیت غرق ہو گیا اور اس کا عملہ مر کھپ گیا۔ لیکن یہ ساری کارروائی میرے علم میں آ گئی۔ مجھے ایک جہاز کی ضرورت تھی اور اس کے ساتھ ہی عملے کی بھی۔ چنانچہ میں نے ان کا سامان اسی جزیرے میں محفوظ کر لیا اور ان سب کو ذہنی قیدی بنا لیا۔ میں نے سوچا تھا کہ یہ ہمیں افریقہ پہنچا دے تو اسے آزاد کر دیں گے اور اس کا معاوضہ بھی دیں گے۔" دی مین نے بتایا۔

"خدا کی پناہ دی مین۔ مگر تم ساموئیکا کیوں جا رہے ہو؟ اس ذہانت سے تو تم اس دنیا میں بھی حکومت کر سکتے ہو۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جانا تو تھا ہی غزالی۔" اس نے کہا۔

"تو یہ وہی جہاز ہے۔"

"ہاں وہی ہے۔ بس اسے تبدیل کر لیا گیا ہے۔"

"اس کا مطلب ہے کہ جہاز کا پورا عملہ تمہاری ذہنی قید میں ہے؟"

"ہاں، اور وہ بہترین جہاز راں ہے۔ میں نے اسے ہر مشکل مرحلے پر جو کس پایا ہے۔ یقیناً اس کی کمپنی اس کی مہارت سے بہت متاثر ہو گی۔"

"لیکن۔ کیا تمہارے ٹرانس میں ہونے کے باوجود وہ جہاز

ے سلسلے میں اپنی ذہنی قوتیں اور مہارت استعمال کر سکتا ہے۔"

"وہ پوری طرح حواس میں ہے بس ہمارے سلسلے میں وہ ط نہیں سوچ سکتا اور وہی کرنے پر مجبور ہے جو ہم چاہتے ہیں۔" وین نے جواب دیا۔

"اس کے سلسلے میں آخر کار تمہارا کیا فیصلہ ہو گا؟"

"ہمیں اگر بہتر حالات ملے تو ہم اسے ساموئیکا لے جائیں گے اور پھر جب تم وہاں سے واپس آؤ گے تو یہ بھی آ جائے گا۔"

پھر ہم افریقہ کے سمندر میں داخل ہو گئے۔ کئی بار ویران ساحل نظر آئے لیکن جہاز سفر کرتا رہا۔

ندرت مجھے ساموئیکی زبان سکھا رہی تھی لیکن اس نے اس ے درخواست کی تھی کہ کسی اور کو اس بارے میں نہ بتائے۔ میں اچانک یہ زبان بول کر سب کو حیران کر دوں گا۔ میں بڑی تیزی سے اس زبان پر عبور حاصل کرنا چاہتا تھا۔ ابتدا میں تو کچھ مشکل ہوئی تھی لیکن اب یہ زبان بالکل آسان لگنے لگی تھی۔

پھر ایک دوپہر جہاز روک لیا گیا اور دور بینوں سے سمندر کا جائزہ لیا جانے لگا۔ میں بھی عرشے پر آ کھڑا ہوا تھا۔ اور پھر میں نے بہت دور ایک سفید سے نقطے کو سفر کرتے ہوئے دیکھا یہ اسٹیمر تھا۔ گوشائی ادھر سے گزرتے ہوئے میرے پاس آ کھڑی ہوئی۔

"ہم افریقہ میں ہیں غزالی؟"

"ہاں مجھے اندازہ ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"اس اسٹیمر سے گائی ہا آ رہا ہے۔"

"کیا اسے ہماری آمد کے بارے میں معلوم ہے؟"

"ہاں اس سے گومین کا مسلسل ذہنی رابطہ ہے۔ روانہ ہوتے ہوئے اسے اطلاع دے دی گئی تھی۔"

"اوہ گڈ۔ اور اس نے ساموئیکا کے سفر کی تیاریاں شروع کر دی ہوں گی۔"

"اس کی تیاریاں مکمل ہیں۔"

"ہمیں یہاں کتنے دن رکنا ہو گا؟"

"میرا خیال ہے چند دن سے زیادہ نہیں۔ بس گومین سفر کے لیے صورتحال کا جائزہ لے گا اور پھر ہم ساموئیکا چل پڑیں گے۔" گوشائی نے جواب دیا۔

ہم سب سفید اسٹیمر پر نگاہ جمائے اسے آتے دیکھتے رہے۔ اسٹیمر آہستہ آہستہ واضح ہوتا جا رہا تھا۔ اس کی رفتار خاصی تیز تھی۔ پھر وہ اتنا قریب آ گیا کہ ہم اس کے اندر بیٹھے ہوئے لوگوں کو دیکھ سکتے تھے۔ جہاز پر سے سیڑھیاں لٹکا دی گئیں اور اسٹیمر کے جہاز سے آ کر لگنے کا بندوبست کر دیا گیا۔ اسٹیمر کا انجن بند ہو گیا اور پھر آہستہ آہستہ جہاز کے قریب ہونے لگا۔ اس میں پانچ افراد تھے جن میں ایک سفید فام شخص تھا جو اسٹیمر پائلٹ کر رہا تھا۔ باقی چار سیاہ فام وحشی معلوم ہوتے تھے۔ ننگ دھڑنگ اور افریقیوں کی روایت کے مطابق مختلف نقش و نگار چہرے اور بدن پر بنائے ہوئے۔ ایک انتہائی قدآور شخص بھی ان میں موجود تھا جو اپنے چہرے پر بارہ سنگھے کا چہرہ سجائے ہوئے۔ اس کا بدن بھی اسی لحاظ سے چوڑا چکلا تھا۔ سب خاموشی سے ان لوگوں کو دیکھتے رہے اور پھر جب اسٹیمر جہاز سے لگ گیا تو سب سے پہلے وہی توانا شخص سیڑھی پکڑ کر اوپر چڑھنے لگا۔ سفید فام آدمی اسٹیمر کا کنٹرول سنبھالے ہوئے تھا۔ دو آدمی اس کے بعد سیڑھیوں کے ذریعے جہاز کے عرشے پر پہنچے۔

طویل القامت افریقی کو دیکھ کر قطعی طور پر یہ اندازہ نہیں ہوتا تھا کہ وہ غیر افریقی بھی ہو سکتا ہے لیکن ان لوگوں کے ملنے کا انداز سو فیصدی ساموئیکی تھا۔ مجھے یہ منظر دیکھ کر لطف آ رہا تھا اور میں دل ہی دل میں مسکرا بھی رہا تھا کہ ساموئیکا کے ان سادہ لوح باشندوں کو بھی بہر طور جینا آتا ہے اور یہ جیسا دیس ویسا بھیس کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ اس سفید فام شخص کے بارے میں تو نہیں کہہ سکتا تھا لیکن وہ چاروں افریقی جن میں وہ ایک تنومند بھی تھا، سو فیصد ساموئیکی تھا اور انہوں نے اپنے بدن اور چہروں کو سیاہ رنگ سے رنگ لیا تھا۔

گومین اور دوسرے تمام لوگوں نے ان کا استقبال کیا۔ گوشائی میرا ہاتھ پکڑے ہوئے ان کے قریب پہنچ گئی تھی۔ گرانڈیل آدمی نے مسکرا کر گوشائی سے بھی اسی طرح ملاقات کی اور گوشائی نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اگر تم غزالی کو نہیں جانتے تو مجھے بہت تعجب ہو گا۔"

"ہمارا محسن، ہمارا دوست، غزالی بھلا کسی تعارف کا محتاج ہو سکتا ہے؟ وہ جس نے گومین کو اس کی ذہنی قوتیں واپس دے کر ساموئیکا پر عظیم احسان کیا ہے۔" اس نے کہا۔ وہ گائی ہا تھا۔

مجھے گائی ہا سے ہونے والی گفتگو میں برابر شریک رکھا گیا۔

گائی ہا اپنی تیاریوں کے بارے میں بتا رہا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ افریقہ کے اس خطے میں جہاں اس نے ان سیاہ فاموں کو اپنے حیرت انگیز کارناموں سے مسحور کر کے اپنی حکومت قائم کر رکھی ہے، اب جانا بیکار ہے کیونکہ وہ تمام انتظامات کیے جا چکے ہیں جن کی ساموئیکا کے سفر کے لیے ضرورت تھی۔ چنانچہ صرف یہ کیا جائے کہ اس جہاز تک چلیں جہاں باقی ساموئن

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

موجود ہیں اور جس کے ذریعے سامونیکا کا سفر کیا جائے گا۔

گائی ہا نے کہا "میرے ساتھ ایک ایسی مہم جو پارٹی ہے جس میں انتہائی ذہین اور کارآمد افراد شامل ہیں۔ یہ لوگ ہیروں کی تلاش میں ہیں اور میں نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ جس مہم پر میں تمہیں لے جا رہا ہوں، اس میں تمہاری خواہش کے مطابق ہیرے دستیاب ہو سکیں گے۔

"عظیم تارک ہر چند کہ یہ بات ہمارے مسلک کے خلاف ہے کہ کسی کو دھوکا دے کر اس سے کوئی کام لیا جائے لیکن جن لوگوں کو اس سلسلے میں ساتھ لیا گیا ہے، ان میں بہترین انجینئر اور ایسے کارآمد لوگ شامل ہیں جو کسی بھی خطرناک مرحلے پر پوری جانبازی سے ہمارا ساتھ دیں گے۔ میں اس لیے انہیں اپنے ساتھ لیے جا رہا ہوں کہ دوران سفر ہمیں ایسے لوگوں کی ضرورت ہو گی۔ اگر ہم اپنی کوششوں میں کامیاب ہو گئے، عظیم تارک تو ہم انہیں ان سے کیے ہوئے وعدے کے مطابق ہیروں کے انبار دے دیں گے، جو سامونیکا میں بے وقعت ہیں اور صرف مکانوں کی دیواروں میں کام آتے ہیں لیکن ان کی دنیا میں چمکتے ہوئے پتھروں کے یہ انبار بڑے قیمتی سمجھے جاتے ہیں۔ اپنی مہم کی کامیابی کے بعد ہم انہیں واپسی کے ذرائع مہیا کریں گے۔ اگر تمہاری اجازت ہو تو۔"

"اگر تم محسوس کرتے ہو گائی ہا کہ یہ لوگ ہمارے لیے کارآمد ہیں تو انہیں ساتھ لے چلو کیونکہ اور بھی بہت سے افراد جن کا تعلق سامونیکا سے نہیں ہے ہمارے ساتھ ہوں گے بلکہ بہتر ہو گا کہ غزال کے ساتھ واپسی میں ایسے بہت سے افراد ہوں جن کی وجہ سے غزال کو سفر آسان محسوس ہو۔" گومین نے کہا۔

گائی ہا کہنے لگا "یہ سفید فام شخص جو اس وقت اسٹیمر کنٹرولر ہے۔ یہ تمام لوگ جہاز کے سلسلے میں بہت کارآمد ہیں۔ ان میں تین شپ انجینئر ہیں۔ وہ جہاز میں کسی بھی خرابی کو دور کر سکتے ہیں۔ اور باقی لوگ بھی کارآمد ہیں۔ یہ افریقہ میں ایک مہم پر آئے تھے۔ سیاہ فاموں نے انہیں گرفتار کیا اور میں نے ان کی زندگیاں بچائیں جس کی وجہ سے وہ میرے ممنون ہو گئے۔ پھر میں نے ہی انہیں اس عجیب و غریب دنیا کی کہانی سنائی، جہاں ہیروں کے انبار ہیں۔ ان میں سے ہر ایک خوشی سے تیار ہو گیا کہ میرے ساتھ ہیروں کی دنیا کا سفر کرے۔ انہوں نے راہ کی صعوبتوں کو بھی قبول کر لیا ہے اور اس بات کو بھی کہ اگر انہیں وہاں جنگ بھی کرنی پڑی تو وہ اس سے دریغ نہیں کریں گے۔"

"ٹھیک ہے گائی ہا۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔" گومین نے جواب دیا۔

میں خاموشی سے گفتگو سنتا رہا تھا۔ اعتراض کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

طے یہ کیا گیا کہ جہاز کو اب اس جہاز کی جانب لے جایا جائے جو اس سفر کے لیے تیار کیا گیا ہے۔

گائی ہا اور اس کے دونوں ساتھی پھر اسٹیمر پر اتر گئے اور اس کے بعد اسٹیمر جہاز سے ہٹنے لگا۔ ایک مخصوص فاصلے پر پہنچنے کے بعد اس پر سے سرخ کپڑا لہرایا گیا، جس کا مطلب تھا کہ اب اس جہاز کے انجن اسٹارٹ کر لیے جائیں۔ چنانچہ جہاز کے انجن اسٹارٹ ہو گئے اور اسٹیمر اس کی راہنمائی کرنے لگا۔

یہ سفر بھی مختصر نہیں تھا۔ تقریباً پانچ گھنٹے مسلسل چلنے کے بعد ہم نے خشکی دیکھی۔ درختوں کے جھنڈ کے جھنڈ پھیلے ہوئے تھے۔ ایک عظیم الشان پہاڑی سلسلہ بھی نظر آ رہا تھا۔ پہاڑ کی چوٹیاں آسمان کو چھوتی محسوس ہو رہی تھیں۔ جہاز نے ایک چکر لیا اور اس پہاڑی سلسلے کی طرف بڑھنے لگا۔ اسٹیمر مسلسل ہم سے آگے چل رہا اور جہاز کو رخ بتاتا جا رہا تھا۔ اس عظیم الشان پہاڑی سلسلے کے دامن میں جہاں سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا، ہم نے ایک جہاز کو دیکھا۔ میں نے حیرت سے آنکھیں بند کریں۔ وہ بہت بڑا جنگی جہاز تھا، جسے نجانے کہاں سے حاصل کیا گیا تھا۔ اس پر طیارہ شکن توپیں نصب نظر آ رہی تھیں۔ اس کے علاوہ بھی جنگی سامان موجود تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم اس عظیم الشان جہاز سے اتنے فاصلے پر پہنچ گئے جہاں سے آگے بڑھنا ممکن نہیں تھا۔ اس کے بعد اسٹیمروں کے ذریعے اس جہاز سے اس جہاز پر ہماری منتقلی ہونے لگی اور تھوڑی دیر کے بعد چند افراد کے سوا ہم سب اس عظیم الشان جہاز پر پہنچ گئے۔ جہاز پر آنے کے بعد اس کا جائزہ لیا جانے لگا اور یہیں ہمارا تعارف ان مہم جوؤں سے کرایا گیا جو خوش دلی سے ہمیں خوش آمدید کہنے کے لیے تیار تھے۔ مہم جو پارٹی کا سربراہ مارٹن بورس تھا۔ ایک جرمن باشندہ جس کی عمر ساٹھ سال سے کم نہیں ہو گی لیکن جو صحت اور پھرتی میں بے مثال تھا۔ اس کے علاوہ ہیری گن، وکی پال، ایک چینی باشندہ وو چن، پینتھر سینڈرز اور ایک لڑکی ایڈنا شور بھی تھی جو مارٹن بورس کی بھتیجی تھی۔ یہ سب ہیروں کی تلاش کے رسیا تھے۔ اور صحرائے اعظم میں آ پھنسے تھے۔ سب نے پرتپاک انداز میں ہم سے مصافحہ کیا۔

ایڈنا شور خوبصورت ہونٹوں اور چھوٹی چھوٹی بھوری چمکدار آنکھوں والی لڑکی تھی۔ وو چن چینی تھا، وہ بے حد خوش مزاج اور دراز قامت آدمی تھا۔ یہ تمام لوگ ہماری آمد سے خوش نظر آ رہے تھے۔ یقیناً گائی ہا نے ہمارے بارے میں کوئی ایسی ہی بات بتائی تھی جس کی وجہ سے وہ خوش تھے اور غالباً انہیں اس بات کے

امکانات نظر آ رہے تھے کہ اب ان کی اس مہم پر روانگی کا وقت قریب آ گیا ہے جو بالآخر انہیں مالا مال کر دے گی۔ بڑا دلچسپ ماحول پیدا ہو گیا تھا۔ ان کا تعارف کپتان جان اسٹیون سے بھی کروایا گیا اور گومین نے انہیں بتایا کہ جان اسٹیون اس نئے جہاز کا کپتان بھی ہو گا۔ اور باقی لوگ اس کی معاونت کریں گے۔

گومین کے بارے میں گائی ہا نے مارٹن بورس کو بتا دیا تھا چنانچہ وہ سبھی گومین کے سامنے مؤدب تھے۔ جہاز پر باقی سامون بھی تھے جنہوں نے گومین کی قدم بوسی کی تھی اور اپنے تارک کے حضور بے پناہ مسرت کا اظہار کر رہے تھے۔ بہرکیف جہاز کے یہ ہنگامے جاری رہے۔ سب لوگوں کو ان کی قیام گاہ میں پہنچا دیا گیا۔

گائی ہا نے یہ اچھا کیا تھا کہ لمبا جھگڑا کھڑا نہیں کیا تھا۔ وہ ہمیں اگر افریقہ کے اس حصے میں لے جاتا جہاں اس کی حکومت قائم تھی تو وہاں کافی وقت ضائع ہوتا۔ گومین نے کنٹرول حاصل کرنے کے بعد اس سے ذہنی رابطہ قائم کر کے اسے اپنی آمد کے بارے میں مکمل تفصیلات فراہم کر دی تھیں اور گائی ہا نے ان تفصیلات کے مطابق تیاریاں شروع کر دی تھیں۔

پہلی ہی رات گومین نے بذات خود مجھے ان جہاز کی تیاریوں کی تفصیلات بتائیں۔ اس میں غذا کا مکمل بندوبست کر لیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ ایسے انتظامات بھی کیے گئے تھے کہ اگر راستے میں کسی طرح کی کوئی مزاحمت ہو تو اس سے نمٹ لیا جائے۔" اس نے کہا۔

"مسٹر غزال بظاہر تو ہم نے وہ تمام کوششیں کر لی ہیں جن کی وجہ سے ہم بہ آسانی سامونیکا تک پہنچ جائیں لیکن آگے کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ ہمیں کیسے کیسے مراحل سے گذرنا ہو گا۔ زی لوش جس شخص کا نام ہے وہ اور قوتیں تو رکھتا ہی ہے لیکن اس کی سب سے بڑی قوت اس کا سازشی ذہن ہے۔ اس نے ہمارے دشمن سامونوں کو یہاں بھیجا ہے اور بلاشبہ تم اس کی اس ذہانت سے انکار نہیں کر سکتے کہ ان سامونوں نے ایک ایسی تنظیم کا سہارا حاصل کیا جو خود بھی کچھ چاہتی تھی اور اس کے ذریعے انہوں نے بڑے کام کیے۔ میں تو یہی کہہ سکتا ہوں کہ تقدیر نے ہماری راہنمائی کی اور ان کے مقابل تمہیں لے آئی۔ تم اگر اسی ذہانت سے کام نہ لیتے تو جو تنظیم کے لوگ استعمال کر رہے تھے تو ہمارے لوگ شاید رہا نہ ہو پاتے اور ہمارا یکجا ہونا مشکل ہو جاتا۔ مجھ سے گوشائی نے کہا ہے کہ تم اپنی تعریفوں سے ناخوش ہوتے ہو چنانچہ میں نے ہر شخص کو ہدایت کر دی ہے کہ تمہاری شان میں قصیدہ خوانی نہ کرے۔ لیکن میں خود اس سے باز نہیں رہ سکتا کہ جو کام ہم اس دنیا میں نہیں کر سکے تھے اس کی تکمیل تم نے کی۔ مجھے معاف کرنا میں اپنی محبت اور عقیدت کا اظہار کیے بغیر نہیں رہ پایا۔ بہرطور اب میں تجھ سے اجازت لینے آیا ہوں کہ کیا ہم سامونیکا کی جانب سفر شروع کر دیں یا تم ان تمام تیاریوں کا جائزہ لو گے جو جہاز پر کی گئی ہیں۔"

"نہیں گومین میں سمجھتا ہوں کہ متعدد ذہین افراد اب اس جہاز پر موجود ہیں۔ جو کچھ کیا گیا ہو گا وہ یقیناً مکمل ہو گا۔ میں خود بھی یہی چاہتا ہوں کہ تم اپنی منزل کی جانب قدم اٹھا دو۔ بعد میں بہت سے معاملات تو خود بخود ہی طے ہوتے رہیں گے۔ ہاں جان اسٹیون کے جہاز کا بھلا کیا کرو گے؟"

"اسے یہیں ان پہاڑیوں میں محفوظ کر دیا جائے گا۔ جان اسٹیون کہتا ہے کہ واپسی میں اگر اسے موقع ملا تو وہ اسی جہاز کے ذریعے سفر کرے گا۔ میرا مطلب ہے واپسی کا سفر۔ ویسے یہ جہاز یہاں محفوظ رہے گا اور اگر نہ بھی رہا تو اب ہمیں اس سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے کہا اور گومین مجھ سے مزید گفتگو کرنے کے بعد چلا گیا۔ میں اپنی دنیا کے بارے میں سوچنے لگا جسے چھوڑ کر میں ایک پراسرار دنیا کی طرف سفر کرنے والا تھا۔ کیسا ہو گا یہ سفر اور کیا وہاں سے زندہ واپسی ممکن ہو گی؟ خیالات تو انسان کی زندگی کے ساتھ ہوتے ہیں اور ان پر کسی طرح کی قدرت حاصل نہیں کی جا سکتی۔ چنانچہ خیالات کا یہ دھارا بہتا رہا۔ یہاں تک کہ جہاز نے سفر کے لیے لنگر اٹھا دیے۔ وہ تمام انتظامات کر لیے گئے تھے جن کے بعد اس سفر کا آغاز کیا جا سکتا تھا۔ جس جہاز سے ہم نے یہاں تک کا سفر کیا تھا، اسے پہاڑوں میں محفوظ کر دیا گیا۔ رفتہ رفتہ یہ عظیم الشان جہاز اس پہاڑی کٹاؤ سے باہر نکل آیا۔ جہاں اسے پوشیدہ کیا گیا تھا۔ اور اس کے بعد کھلے سمندر میں پہنچ گیا۔ میں عرشے پر کھڑا آخری بار دور ہوتی ہوئی اس زمین کو دیکھ رہا تھا جو بہرطور میرے وطن کی نہیں لیکن میری اس جانی پہچانی دنیا کی ضرور تھی۔

رات کی تاریکیاں فضاؤں پر مسلط ہو گئیں اور سمندر میں سفید سفید لہروں کے جھاگوں کے سوا اور کچھ نظر نہ آیا تو میں اپنے اس کیبن میں آ کر لیٹ گیا جو میرے لیے مخصوص کر دیا گیا تھا۔

میں سونے کی کوشش کرنے لگا اور پانی کے ہچکولوں میں مجھے نیند آ گئی۔ دوسری صبح جاگا تو ایک خوشگوار کیفیت کا احساس ہوا۔ ساڑھے سات بجے تھے۔ جہاز اپنا سفر طے کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں باہر نکل آیا۔ میرے کیبن کے پاس ان غیر ملکیوں کے کیبن تھے جن میں مارٹن بورس اور ہیری گن وغیرہ شامل تھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ان لوگوں سے ابھی میری گہری شناسائی نہیں ہوئی تھی لیکن وہ چہرے مہرے سے ٹھیک ہی نظر آتے تھے۔ میں نے چند لمحات کے لیے غور بھی کیا تھا کہ کہیں اس مہم میں یہ کسی طرح کی مصیبت نہ بن جائیں لیکن بظاہر ایسا نہیں لگتا تھا۔ چند قدم چلا تھا کہ ندرت مسکراتی ہوئی سامنے سے آتی نظر آئی اور میں رک گیا۔

"میرا خیال تھا تم دیر سے اٹھو گے گازالی۔ لیکن تم جلدی جاگ گئے؟"

"نیا سفر کیسا لگ رہا ہے ندرت؟"

"نہ پوچھو۔ مسرت کی انتہا نہیں ہے۔ گو ابھی سامونیکا نجانے کتنی دور ہے اور اس تک پہنچنے کے لیے نجانے کیسے کیسے مرحلوں سے گزرنا پڑے گا لیکن ایک امنگ پیدا ہو گئی ہے دل میں۔ ہو سکتا ہے ہم واقعی اپنی سرزمین کو دوبارہ دیکھ سکیں۔"

"میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں ندرت۔"

"شکریہ گازالی۔" ندرت نے ممنونیت سے کہا پھر بولی۔ "یہ لوگ ناشتا دیر سے کریں گے۔ آؤ ہم چائے پئیں۔"

وہ مجھے ساتھ لے کر عرشے پر پہنچ گئی۔ باہر خوشگوار خنکی پھیلی ہوئی تھی۔ سورج گہرے بادلوں میں پوشیدہ تھا۔ جس کی وجہ سے یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے ابھی صبح نہ ہوئی ہو۔ چند سامون کچن کا انتظام سنبھالے ہوئے تھے اور شاید جان اسٹیون کے عملے کے افراد بھی ان کی معاونت کر رہے تھے۔ ندرت نے ایک شخص سے چائے کے لیے کہا اور ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ یہاں سے سمندر کا نظارہ کیا جا سکتا تھا۔ وہ مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ میں نے اس کی طرف دیکھا تو ہنس دی۔

"خوشیوں کا اظہار اسی انداز میں کیا جاتا ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن ناخوش لوگوں کو خوش کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ کوئی گازالی کو کیسے سمجھائے کہ وہ زندہ رہے گا واپس اپنی دنیا میں آئے گا اور اپنی محبت کو حاصل کرے گا۔ اس کی آنکھوں میں کرب کے آثار نہیں ہونے چاہئیں اور دل میں وسوسے بھی نہیں ہونے چاہئیں یہ ایک محبت بھرے دل کی دعا ہے اور سنا ہے کہ جو دعائیں محبت بھرے دلوں سے نکلیں اور بے لوث ہوں وہ بے کار نہیں جاتیں۔"

"میں تمہارے سلسلے میں کئی مرحلوں سے گزرا ہوں۔ تفصیل نہیں بتاؤں گا لیکن آخری الفاظ یہی کہوں گا کہ تم بہت اچھی ہو۔"

اتنی دیر میں چائے آ گئی۔ ندرت میری بات کا کوئی جواب نہیں دے پائی تھی۔ ایک لمحے کے لیے میں نے محسوس کیا جیسے اس کی مسکراہٹ میں پھیکا پن آ گیا ہو۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ یہ صرف میرا احساس ہی ہو۔ کیونکہ اس کے بعد ندرت پہلے ہی کی طرح مسکرانے لگی تھی۔

چائے اس موسم میں مزہ دے گئی۔ دور سے گوشائی نے ہمیں دیکھا اور ہمارے پاس پہنچ گئی۔ جب وہ دیلینی کی ویلینی تھی تو اس کی شان ہی کچھ اور تھی لیکن جب سے وہ صرف گوشائی بنی تھی اس کے انداز میں تبدیلیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ اس نے چائے کے برتن گھورتے ہوئے کہا۔

"یہ نفیس شے تنہا نہیں پی جاتی بلکہ جو بھی پہنچ جائے اسے شریک کرنا ضروری ہوتا ہے۔ لاؤ مجھے بھی ہائیسا۔"

ندرت نے گوشائی کے لیے بھی چائے بنائی۔

"سفر خوشگوار ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ہم بغیر کسی الجھن کے اپنی منزل پر پہنچ جائیں گے۔" گوشائی نے کہا۔

"ہاں یقیناً گوشائی۔ کسی کے کہنے کے مطابق محبت بھرے دلوں سے نکلنے والی بے لوث دعائیں بے اثر نہیں ہوتیں۔" میں نے شرارت آمیز نگاہوں سے ندرت کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ندرت نے چائے کی پیالی ہونٹوں سے لگائی تھی۔ گوشائی بھی چائے پیتی رہی اور اس کے بعد کہنے لگی۔

"جلدی سے اٹھ جاؤ۔ یہ غول اسی طرف آ رہا ہے اور ہمیں بلاوجہ اس کی میزبانی کرنا پڑے گی۔"

میں نے پلٹ کر دیکھا تو مارٹن بورس، ہیریگن اور دوچین وغیرہ اسی طرف آ رہے تھے۔ ندرت نے فوراً کھڑے ہو جانا مناسب سمجھا اور ہم ریلنگ سے ٹک کر کھڑے ہو گئے لیکن ان لوگوں نے ہمارا پیچھا نہیں چھوڑا۔ مسٹر بورس خوش مزاج آدمی تھے۔ نزدیک آ کر کہنے لگے۔

"چائے کی میز ضرور چھوڑ دی گئی۔ لیکن اس پر رکھے ہوئے خالی برتن چغلی کھا رہے ہیں کہ میزبان، مہمانوں کی مدارت نہیں کرنا چاہتے۔ آہ کاش ایسا نہ ہوتا۔"

گوشائی ہنس پڑی اور کہنے لگی۔

اوہ۔ نہیں مسٹر بورس آپ کے لیے چائے کا بندوبست ابھی کیا جاتا ہے۔ دراصل ہم لوگ آداب مہمان نوازی سے پوری طرح واقف نہیں ہیں۔"

وہ آگے بڑھ گئی اور مسٹر بورس مسکراتی نگاہوں سے ہم دونوں کو دیکھنے لگے۔

"تمہارا تعارف مجھ سے ایک ایشیائی کی حیثیت سے کرایا گیا ہے مسٹر غزالی اور یہ لوگ تمہاری بڑی عزت کرتے ہیں۔ کیا ہم تم سے پوری طرح متعارف نہیں ہو سکتے؟"

"کیوں نہیں مسٹر بورس۔ بس یوں سمجھ لیں کہ ہیروں کی چمک

میری آنکھوں میں بھی بسی ہوئی ہے۔ اور جو لوگ اپنی مہم پر جا رہے ہیں انہوں نے مجھ سے بھی وعدہ کیا ہے کہ میری جھولی چمکدار پتھروں سے بھر دیں گے۔ میں نے اپنی خدمات بھی انہیں پیش کر دی ہیں۔"

"تمہاری مہم جوئی کی زندگی زیادہ طویل تو نہیں ہو گی۔ اور کیا مشاغل رہے ہیں تمہارے؟"

"بس یوں سمجھ لیجیے کہ ایک امیر زادہ ہوں۔ زندگی میں عیش و آرام کے سوا اور کچھ نہیں دیکھا اور اپنی حیثیت میں اضافہ کرنے کی فکر میں سرگرداں ہوں۔" میں نے گول مول انداز میں کہا اور مسٹر بورس ہنسنے لگے۔ ہیریگن بولا۔

"ویسے مسٹر غزالی سمندر کا یہ سفر بے حد دلکش ہے اور اس پُراسرار دنیا کا تصور بھی جس کے بارے میں یہ لوگ بتاتے ہیں کہ اس کا تعلق صحرائے اعظم سے نہیں بلکہ ایک اور انوکھی سرزمین سے ہے۔"

"اس میں کوئی شک نہیں مسٹر ہیری۔ میں خود بھی اس سرزمین کے بارے میں سوچ کر حیران ہوتا ہوں۔"

"آپ سے مل کر واقعی خوشی ہوئی ہے مسٹر غزالی۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہاں جتنے افراد ہیں ایک دوسرے سے پوری طرح گھل مل کر رہیں۔"

"یہ تو بہت اچھی بات ہے۔" میں نے پُرتپاک انداز میں کہا۔

ان لوگوں کے لیے چائے آ گئی اور سب ریلنگ سے ٹک کر چائے پیتے رہے۔ پھر ہم سب منتشر ہو گئے۔ ندرت میرے ساتھ ساتھ میرے کیبن تک آئی۔ میں نے اس سے کہا۔

"ایک سوال میں تم سے ضرور کرنا چاہتا ہوں ندرت۔ اگر تمہیں نہیں معلوم تو مجھے معلوم کر کے بتاؤ۔"

"ہاں کہو گازالی؟" ندرت نے کہا۔

"ان لوگوں کو کیا سامونیکا کے بارے میں کچھ معلوم ہے۔ میری مراد خاص طور پر مارٹن بورس سے ہے۔"

"انہیں صرف اتنا بتایا گیا ہے کہ جس زمین پر انہیں لے جایا جا رہا ہے، وہ سامونیکا کہلاتی ہے اور ہم لوگ وہیں کے باشندے ہیں اور ہمیں سامون کہا جاتا ہے۔ ہم ایک مہم پر آئے ہوئے تھے اور اپنی دنیا میں واپس جا رہے ہیں۔ باقی کسی معاملے سے انہیں آگاہ نہیں کیا گیا۔" ندرت نے جواب دیا۔

"گڈ۔ ویسے یہ بات مجھے بتا دینے کی تھی۔ چلو اچھا ہوا وقت سے پہلے معلوم ہو گئی۔ ورنہ ان میں سے کوئی مجھ سے کوئی سوال کر لیتا تو نجانے مجھے کیسی کیسی الجھنوں سے گزرنا پڑتا۔"

"یہ کوتاہی ہوئی ہے ہم سے۔ اس کے لیے میں معافی چاہتی ہوں۔" ندرت نے کہا۔

سفر آرام سے جاری رہا۔ اڑتالیس گھنٹوں سے زیادہ گزر چکے تھے اور اب ان تمام معاملات پر قابو پایا جا چکا تھا جو ابتدائی تھے۔ جان اسٹیون نے کپتانی کے فرائض سنبھالنے کے بعد جہاز کا پوری طرح جائزہ لے لیا تھا اور اس بات پر حیرت کا اظہار کیا تھا کہ اس سفر کے لیے اس زبردست جنگی جہاز کا انتخاب کیوں کیا گیا۔ جنگی جہاز کے حصول کا معاملہ اب بھی میرے لیے حیرت انگیز تھا۔ لیکن اگر انہوں نے خود مجھے اس بارے میں نہیں بتایا تو مجھے بھلا پوچھنے کی کیا ضرورت تھی۔

دوسری رات بارش شروع ہو گئی تھی۔ بارش پُرلطف تھی۔ ہم لوگ اس سے لطف اٹھانے کے لیے باہر نکل آئے تھے۔ سمبو تورا نے مجھے گومین کا پیغام دیا۔ وہ پائلٹ کیبن میں تھا اور مجھے طلب کر رہا تھا چنانچہ میں پائلٹ کیبن کی جانب بڑھ گیا۔

گومین کپتان جان اسٹیون کے ساتھ بیٹھا ہوا باتیں کر رہا تھا۔ ایک گول میز پر آڑی ترچھی لکیروں سے بنا ہوا ایک نقشہ پھیلا تھا اور جان اسٹیون اس نقشے پر غور کر رہا تھا۔ گومین نے سنجیدگی سے مجھے دیکھا اور کہنے لگا۔

"مسٹر غزالی ہم ابھی تک اس سمندری راستے پر ہیں جو عام گزرگاہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ لیکن میں مسٹر جان اسٹیون کو یہ سمجھا رہا تھا کہ ہمیں آگے جا کر اپنا راستہ تبدیل کر دینا چاہیے۔ کیونکہ اگر ہم سیدھے چلتے رہے تو ایک ایسے ملک کے سمندری علاقے سے گزریں گے جو کافی ترقی یافتہ ہے۔ اور یقیناً اس کی سمندری حدود میں ایسے انتظامات ہوں گے کہ ہمیں کھلے سمندر میں دیکھا جا سکے۔ میں آپ کی رائے جاننا چاہتا ہوں مسٹر غزالی؟"

"یہ انتہائی ضروری ہے کہ ہم دوسروں کی نگاہوں سے بچے رہیں۔"

"بالکل۔ میں تمہیں ان نقشوں کی مدد سے سامونیکا تک کے راستے پوری طرح ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں تاکہ تم جان اسٹیون کی مدد کرتے رہو۔"

گومین نے نجانے اس سلسلے میں میرا انتخاب کیوں کیا تھا۔ چنانچہ میں میز پر پھیلے ہوئے نقشے پر جھک گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گومین مجھے نقشوں کی تفصیلات بتاتا رہا اور میں نے اسے اچھی طرح ذہن نشین کر لیا، ساموئیکا کے سفر کے لیے ان اجنبی سمندروں کا رُخ کرنا تھا جن کی تفصیل زیادہ سے زیادہ وہی لوگ بتا سکتے تھے جو کبھی عام سفر سے بھٹک کر اُدھر جا نکلے ہوں، ورنہ یہ راستے طے شدہ سمندری راستوں سے ہٹ کر تھے اور ان پر سفر خطرناک ہی قرار دیا گیا تھا، مجھے جہاز رانی سے نہ تو دلچسپی تھی اور نہ ہی ان کے بارے میں کچھ جانتا تھا۔ مسٹر مارٹن بورس بھی کسی زمانے میں ایک جہاز راں کمپنی سے متعلق رہ چکے تھے اس لیے انہیں جان اسٹیون کا معاون مقرر کر دیا گیا تھا اور وہ اپنی ذمہ داریاں انجن روم میں انجام دیا کرتے تھے۔ دوسرے لوگ شپ انجینئرنگ سے تعلق رکھتے تھے، چنانچہ ان کی بھی ڈیوٹیاں متعین کر دی گئی تھیں۔ خواتین کسی ذمہ داری سے مبّرا تھیں۔ باقی سب ہی کوئی نہ کوئی ذمہ داری قبول کر چکے تھے، کسی کے سپرد جہاز کی صفائی تھی جو ہوتی تو خلاصیوں کے ذریعے ہی تھی لیکن اس کی نگرانی کرنا ہوتی تھی، کوئی کچن انچارج تھا۔ میرے سپرد البتہ ابھی تک کوئی ذمہ داری نہیں کی گئی تھی اور نہ میں نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا، سمبوتورا، ڈوٹن کاربو اور وہ تمام لوگ مجھ سے ملتے رہتے تھے جن کا تعلق مجھ سے دیرینہ تھا۔ تفریحی پروگرام بھی ہوتے تھے لیکن ساموئنوں کو ان ہنگاموں سے زیادہ دلچسپی نہ تھی۔ وہ بے چارے ساسی امید و بیم کی کیفیت کا شکار رہتے تھے کہ وہ اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب بھی ہو جائیں گے یا نہیں۔ مجھے یہاں مکمل طور پر آزادی تھی لیکن میں بعض چیزوں کی نگرانی کر لیا کرتا تھا، ظاہر ہے ہاتھ پاؤں باندھ کر تو نہیں بیٹھ سکتا تھا۔

اکثر میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ کیا لیپ لینڈ میں شکست کھانے کے بعد یا اسکیمو لینڈ پر اندھا دھند بمباری کرنے کے بعد تنظیم کے افراد نے اپنے ذہن میں یہ تصور قائم کر لیا ہے کہ ساموئن فنا ہو گئے، جیسے کہ مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ گومین کی دماغی لہریں فضا میں محسوس کی جا سکتی ہیں، تو کیا زی لوغن کے ساتھی ساموئنوں نے کبھی ان لہروں کو محسوس نہیں کیا ہوگا، یہ دوسری بات ہے کہ گومین کی ذہنی تو تیں حاصل کرنے کے بعد وہ ابھی تک ساموئنوں کے راستے میں نہیں آتے تھے۔ لیکن یہ بات حلق سے نہیں اترتی تھی کہ انہیں اس کا علم ہی نہ ہوگا۔ میں اب ان لوگوں سے اچھی طرح واقف ہو چکا تھا اس کے علاوہ مارٹن ایشرد کی وہ تنظیم جو ایک بہت ہی اعلیٰ پیمانے پر کام کرتے ہوئے دشمن ساموئنوں کی ہمدردیاں حاصل کرنا چاہتی تھی، تاکہ ایک بالکل ہی غیر متعلق اور دور دراز کے علاقے میں اس کا ہیڈ کوارٹر قائم ہو سکے بالکل خاموش ہو کر بیٹھ گئی تھی۔ کم از کم اسے ثبوت تو مل جانا چاہیئے تھا کہ جن لوگوں کو ختم کرنے کے لیے اس نے یہ تمام کاوشیں کی تھیں وہ ختم ہوئیں یا نہیں۔ ان کی طرف سے یہ مکمل خاموشی بہت عجیب سی لگتی تھی۔

افریقہ تک کا سفر کرتے ہوئے میرے ذہن میں یہی خیال تھا کہ کہیں نہ کہیں راستے میں ان لوگوں سے ضرور ملاقات ہو جائے گی اور اس وقت ہمیں ان کے خلاف ایک بھرپور جدوجہد کرنا ہو گی، لیکن افریقہ کے اس پُر اسرار علاقے تک پہنچتے ہوئے کہیں بھی ان لوگوں کا کوئی نشان نہیں مل سکا تھا اور اس کے بعد یہی احساس ہوا تھا کہ وہ لوگ ہمارا راستہ نہیں پا سکے۔ غالباً گومین اور دوسرے ساموئن بھی یہی سمجھ رہے تھے کہ وہ لیپ لینڈ میں اپنی کارروائی کے بعد مطمئن ہو گئے ہیں اور اب ہمارے خلاف کوئی کارروائی نہیں کریں گے، لیکن بس میرے ذہن میں ایک کُرید تھی۔ میں نے کسی پر اپنی اس کیفیت کو واضح نہیں کیا تھا، خواہ مخواہ ساموئن الجھن میں گرفتار ہو جائیں گے یا پھر یہ بھی سوچا جا سکتا تھا کہ میں اپنی اہمیت کم ہوتے دیکھ کر ان الفاظ کے سہارے ان کی توجہ اپنی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

سفر جاری رہا اب جہاز عام سمندری راستے سے کافی دور ہٹ گیا تھا اور بدلے ہوئے سمندروں کی کیفیت خاص طور سے محسوس کی جا رہی تھی، یہاں ہوائیں بھی تیز تھیں اور موسمی حالات بھی زیادہ بہتر نہیں تھے۔ جو عام سمندری راستے سمندری سفر کے لیے متعین کیے گئے تھے، وہ کم از کم خراب موسموں سے پاک تھے اور وہاں صاف ستھرا سمندر تھا لیکن اس سمت مجھے نمایاں طور پر یہ معلوم ہو رہا تھا کہ یہ راستے خطرناک ہیں۔ مزید دو دن کا سفر طے کیا گیا اور اس کے بعد ایک صبح جب میں سو کر جاگا تو میں نے عرشے پر بہت سی آوازیں سنیں، میں خود بھی اوپر چلا گیا۔ فضا میں ایک عجیب سی تاریکی چھائی ہوئی تھی، لیکن جب میں عرشے پر اس جگہ پہنچا جہاں بہت سے لوگ موجود تھے۔ میں افق میں دیکھ کر حیران رہ گیا۔ یہ محسوس ہوتا تھا جیسے وہاں پر سمندر کا سلسلہ ختم ہو گیا ہو یہ فاصلہ چند میل سے زیادہ نہیں تھا، لیکن اس کے بعد سمندر نظر نہیں آ رہا تھا بلکہ پانی سے آسمان تک ایک دیوار سی بنی محسوس ہوتی تھی۔ یہ دیوار خشکی کی دیوار نہیں تھی، نہ کوئی پہاڑ تھا، بس ایک عجیب سی صورت تھی۔

"یہ کیا ہے ۔۔۔" میں نے تھوساس سے پوچھا جو بالکل میرے قریب ہی کھڑا ہوا تھا۔

"دھند ۔۔۔" میں نے جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔ یہ سمندری دھند ہے۔"

"ہاں ۔۔۔ اور جہاز کا رُخ بھی اسی جانب ہے، ہم راستہ تبدیل نہیں کر سکتے، دھند کی یہ دیوار ہر جگہ موجود ہے اور جلد ہی یہ جہاز کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔"

"مگر یہ تو بہت گہری ہے، اس کے دوسری جانب کچھ نظر نہیں رہا ۔۔۔"

"اس کے عقب میں کیا ہے یہ اندازہ لگانا بھی مشکل ہے، اس لیے مسٹر غزالی ہوشیار ہو جاؤ ممکن ہے ہمیں پہلا سمندری حادثہ پیش آنے والا ہو۔" تھوساس نے کہا اور میں خاموشی سے اسے دیکھ کر رہ گیا۔

جہاز آہستہ آہستہ اس دھند کی جانب بڑھ رہا تھا، عقب میں بلاشبہ موسم صاف تھا لیکن دائیں بائیں جدھر بھی دیکھا جاتا ہر طرف دھند کی دیوار سطح سمندر سے آسمان تک کھڑی نظر آتی اور واقعی اس کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہیں تھا کہ جہاز کو اس دھند میں داخل کر دیا جائے۔ جہاز پر روشنیاں جلا دی گئیں، تقریباً تمام ہی لوگوں کو محتاط کر دیا گیا تھا۔ رفتہ رفتہ دھند جہاز پر مسلط ہو گئی۔ روشنیاں مدھم پڑ گئیں، محتاط لوگ ایسی جگہ پر آ گئے کہ اگر کوئی خطرناک بات پیش آ جائے تو وہ اپنا بچاؤ کر سکیں۔ میں خود بھی اس وقت گوشائی کے ساتھ پائلٹ روم کے نچلے حصے میں موجود تھا اور ہم دونوں اس دھند کے بارے میں تبادلۂ خیال کر رہے تھے۔

"کیا اس سے قبل، میرا مطلب ہے اس وقت جب تم لوگوں نے اس دُنیا کی جانب سفر کیا تھا تو اس دھند سے تمہارا واسطہ پڑا تھا؟"

"نہیں، ہم اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔" گوشائی نے جواب دیا ۔۔۔

"بہر طور دھند گہری سے گہری ہوتی جا رہی ہے، کہیں جہاز کسی چیز سے نہ ٹکرا جائے ۔۔۔" میں نے کہا۔

"اصل خطرہ تو یہی محسوس کیا جا رہا ہے، کپتان اسٹیون کہتا ہے کہ وہ اس سمندری راستے سے ناواقف ہے۔ اس لیے یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس طرف کہاں پہاڑ ابھرے ہوئے ہیں اور کہاں سطح سمندر ساکن ہے۔"

گوشائی کی بات پر میں خاموش ہو گیا کافی دیر تک میں اور گوشائی اس تاریکی میں گفتگو کرتے رہے۔ جہاز کسی قدر سست رفتاری سے اس دھند سے گزر رہا تھا، تاریکی اتنی گہری ہو رہی تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سجھائی دے رہا تھا، حالانکہ جہاز پر تمام روشنیاں جلا دی گئی تھیں، تاکہ کم از کم اندرونی حصے کی کیفیت پر نگاہ رکھی جا سکے۔ ہم لوگ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد جہاز کے مختلف گوشوں کا چکر لگا لیتے تھے۔ پھر گوشائی کسی کام سے چلی گئی اور میں اپنے کیبن کی جانب آ گیا۔

رات کا نجانے کون سا پہر تھا کہ دفعتاً بارش شروع ہو گئی۔ آوازیں آ رہی تھیں اور اوپر عرشے پر بھاگ دوڑ بھی ہو رہی تھی، غالباً بارش سے بچاؤ کے انتظامات کئے جا رہے تھے۔ رفتہ رفتہ سمندر میں اونچی اونچی لہریں اُٹھنے لگیں اور جہاز ان لہروں کے نرغے میں آ کر ہچکولے کھانے لگا۔ ایک زلزلے کی سی کیفیت پیدا ہو گئی تھی، بارش کے تھپیڑے پوری قوت سے کھڑکیوں اور دروازوں کی آہنی پلیٹوں سے ٹکراتے رہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے خوفناک طوفان آ گیا ہے۔ کیبن کے اندر بھی مجھے طوفان کا ہولناک شور اور بادلوں کی گرج صاف سنائی دے رہی تھی، موٹے شیشوں سے باہر نگاہ جہاں تک کام کرتی گھُپ اندھیرا ہی اندھیرا تھا، کبھی کبھی بجلی چمکتی تو سمندر کی مہیب لہریں جہاز سے ٹکراتی ہوئی دکھائی دیتیں۔ میں کافی دیر تک کیبن میں بیٹھا اس ہولناک منظر کو دیکھتا رہا حالانکہ رات کافی گزر چکی تھی اور اس سے پہلے میں کم از کم نیم غنودگی کا شکار تھا، لیکن اب نیند آنکھوں سے بالکل ہی اُچاٹ ہو گئی تھی۔ اس وقت کیبن سے باہر نکلنا مناسب نہیں تھا، لیکن میں تیار ہو کر باہر نکل آیا۔ سردی سے بچاؤ کے لیے میں نے موٹا لباس پہن لیا تھا ابھی میں کیبن کے دروازے سے باہر نکلا بھی نہیں تھا کہ دفعتاً جہاز نے ایک زبردست جھٹکا کھایا اور کیبن کی دیواریں لرزنے لگیں۔ ارد گرد سے چیزوں کے گرنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ ابھی میں اس جھٹکے سے سنبھلنے بھی نہیں پایا تھا کہ ایک اور جھٹکا محسوس ہوا یہ پہلے سے بھی شدید تھا۔ کیبن کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور پھر بند ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی کچھ چیخوں کی آوازیں بھی ابھری تھیں۔ میں نے آس پاس کے کیبنوں سے لوگوں کو باہر نکلتے دیکھا۔ وہ سب بدحواسی کے عالم میں عرشے کی طرف دوڑے چلے جا رہے تھے۔ یہ صورت حال غلط تھی، ایسی حالت میں وہ کسی چیز سے ٹکرا کر زخمی بھی ہو سکتے تھے، لیکن صورت حال معلوم کرنے کا تجسس انہیں کھینچ لے گیا تھا۔ جہاز پر اس جھٹکے کے باوجود بجلی کا نظام فیل نہیں ہوا تھا۔

دفعتاً ہی مجھے اپنے عقب میں کوئی چیز دھم سے گرنے کی آواز سنائی دی، اور میں چونک کر پلٹا۔ میں نے دیکھا کہ یہ مارٹن بورس کی بھتیجی ایڈنا شولر تھی جس کی پیشانی سے خون بہہ رہا تھا۔ وہ غالباً بدحواسی میں اپنے کیبن سے باہر نکلتے ہوئے کسی چیز سے ٹکرا کر میرے قریب یہ گری تھی، ہر چند کہ اس لڑکی سے کوئی مکمل تعارف نہیں ہوا تھا لیکن بس اتنا ہی کافی تھا کہ یہ ہمارے ساتھ تھی۔ چنانچہ انسانی ہمدردی کے تحت میں نے اسے فوراً ہی بانہوں پر اٹھا لیا اور اپنے کیبن میں لے آیا۔ یہاں میں نے اس کی پیشانی کا زخم دیکھا اور پھر فرسٹ ایڈ بکس نکال کر اس کی بینڈیج کرنے لگا۔ پیشانی پر اچھا خاصا گہرا زخم لگا تھا۔ غالباً وہ لوہے کی کسی چیز سے ٹکرائی تھی۔ میری کوشش سے اس کا خون بند ہو گیا اور میں اسے ہوش میں لانے کی کوششیں کرنے لگا۔ اس میں زیادہ دیر نہیں لگی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایڈنا شولس نے آنکھیں کھول دیں اور خوفزدہ سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی، میں نے مدھم لہجے میں پوچھا۔

"اب آپ کی طبیعت کیسی ہے مس ایڈنا؟"

وہ بے اختیار چونک پڑی۔ اس نے سہمی ہوئی نگاہوں سے اِدھر اُدھر کے ماحول کو دیکھا اور پھر خوفزدہ لہجے میں بولی۔۔۔

"طوفان۔۔۔ طوفان۔۔۔"

"ہاں جہاز طوفان کی زد میں ہے، لیکن یہ اس قدر خوفزدہ ہونے کی بات تو نہیں، آپ غالباً کسی چیز سے ٹکرا گئی تھیں۔"

"اوہ۔۔۔ ہاں۔۔۔ میں سو رہی تھی کہ دفعتاً زوردار جھٹکے لگے اور میں بستر سے نیچے گر پڑی۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ پھر باہر مجھے کچھ چیخیں سنائی دیں اور میں کیبن کے دروازے سے باہر نکل آئی، نجانے کس چیز سے میرا سر ٹکرایا تھا، اوہ۔۔۔"

اس نے ہاتھ اٹھا کر اپنی پیشانی پر پھیرا لیکن وہاں پٹی بندھی ہوئی تھی، ایک بار پھر اس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے اِدھر اُدھر دیکھا اور آہستہ سے بولی۔۔۔

"آپ کو بڑی زحمت ہوئی۔۔۔ مسٹر غزالی۔"

"زحمت کیسی مس ایڈنا۔ آپ زخمی ہو گئی تھیں یہ میرا فرض تھا۔۔۔"

"مجھے ایک گلاس پانی مل سکے گا؟" اس نے کہا۔۔۔!

"ابھی۔۔۔" میں نے فوراً ہی اسے پانی پلایا۔

اس نے اٹھنے کے لیے بے تکلفی سے میری گردن میں ہاتھ ڈال کر سہارا لیا اور میں نے اس پر کوئی تعرض نہیں کیا۔ وہ کئی سیکنڈ تک میرا سہارا لیے رہی پھر اس نے مسکرا کر عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور بولی۔۔۔

"شکر ہے کہ یہ طوفان مجھے کسی دوست کے قریب لانے کا باعث بنا میرا خیال ہے اس کے بعد مسٹر غزالی ہمارے اور آپ کے درمیان سے تکلف کی دیوار ہٹ جانی چاہیئے۔ میرے ساتھی میرے اچھے دوست ہیں لیکن انسان کو خوب سے خوب تر کی جستجو ہوتی ہے۔ بارہا میں نے آپ کو اس نگاہ سے دیکھا لیکن آپ کی طرف سے کوئی توجہ نہ پا کر میرے قدم آپ کی جانب نہیں بڑھ سکے، کیا خیال ہے آپ کا۔"

میں نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر ایڈنا کو دیکھا اور پھر آہستہ سے بولا۔۔۔

"مس ایڈنا طوفان ابھی جاری ہے۔" ایڈنا میرے ان الفاظ پر ہنس پڑی۔

"اس طوفان نے مجھے بُری طرح زخمی کر دیا۔ بہرحال طوفان تو ٹل ہی جاتے ہیں، باہر چلیں۔۔۔"

"آپ کو آپ کے کیبن میں پہنچا دوں، میرا خیال ہے آپ کو باہر نہیں نکلنا چاہیئے، کسی بھی چیز سے ٹکرا سکتی ہیں، میں ذرا اوپر کا جائزہ لوں گا۔۔۔"

"میں بھی چلتی ہوں مسٹر غزالی پلیز۔۔۔" اس نے ٹھنکتے ہوئے کہا۔۔۔

"آپ اگر جانا چاہتی ہیں تو تنہا چلی جایئے تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ میں نے آپ کو نہیں سمجھایا۔" میں نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ، اگر آپ مجھے ساتھ نہیں لے جانا چاہتے تو پھر مجھے میرے کیبن میں ہی پہنچا دیجئے۔"

میں نے اس بلائے بے درماں کو اس کے کیبن میں پہنچا کر اوپر جانے والے راستے پر چھلانگ لگا دی۔ دیکھنا چاہتا تھا کہ جہاز پر کیا گزری۔ باہر مسلسل تاریکی چھائی ہوئی تھی، تیز ہواؤں کا شور کسی قدر مدھم پڑتا محسوس ہو رہا تھا لیکن اس دوران وہ جو تباہ کاریاں پھیلا گئی تھیں، وہ کافی تھیں۔

لوگ اب ابھی اِدھر اُدھر معروف نظر آ رہے تھے، لیکن یہ اندازہ نہیں ہو پا رہا تھا کہ کون کیا کر رہا ہے، ویسے خاموشی ہی تھی، جہاز کے جھٹکا کھانے کی وجہ ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آئی تھی، میں کسی نہ کسی طرح پائلٹ روم تک پہنچ گیا اور فولادی سیڑھیاں طے کر کے اندر داخل ہو گیا۔

اندر گومین، جان اشیلون اور مارٹن بورس موجود تھے، بیرونی حصے میں اور بھی چند افراد نظر آ رہے تھے۔ انجن روم سے رابطہ قائم تھا اور جان اشیلون مسلسل انجن روم کو ہدایات جاری کر رہا تھا۔ گومین کی نگاہیں تاریک سمندر پر جمی ہوئی تھیں۔ میں نے اس کی آنکھوں میں ایک پُر اسرار چمک لہراتی دیکھی۔ میرے اندر داخل ہونے پر بھی اس نے پلٹ کر اس طرف نہیں دیکھا۔ ماحول پر ایک عجیب سی پُر اسراریت چھائی ہوئی تھی اس لیے میں بھی خاموشی سے ایک گوشے میں ٹک گیا۔ جہاز کی رفتار مزید سست کر دی گئی تھی لیکن اس کے انجن بند نہیں کیے گئے تھے اور وہ کسی قدر سست رفتاری سے آگے بڑھ رہا تھا، گھور تاریکی میں چمکتی ہوئی بجلی سمندر کی کیفیت کو نمایاں کر دیتی تھی اور اس کے بعد وہی محیط تاریکی چھا جاتی تھی۔

یہ کیفیت تقریباً دو گھنٹے تک جاری رہی۔ یہ دونوں گھنٹے میں نے پائلٹ روم میں ہی گزارے اس دوران کسی نے کسی سے کوئی گفتگو نہیں کی۔ بڑے صبر آزما لمحات تھے لیکن رفتہ رفتہ طوفانی جھکڑ مدھم پڑتے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد جہاز پُر سکون ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی دور سے ہلکی ہلکی روشنی بھی جھلکنے لگی تھی۔ تب جان اشیلون نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔۔۔

"ہم دھند کے سمندر سے نکل چکے ہیں مسٹر گومین۔"

گومین نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کے چہرے پر بدستور عجیب سے تاثرات پھیلے ہوئے تھے۔

"خدا کی پناہ۔ میں سوچ رہا ہوں کہ اگر یہ دھند مسلسل کئی روز تک جاری رہتی تو کیا ہوتا۔ ویسے طوفان بھی ختم ہو گیا ہے۔" بورس نے کہا۔

"ہاں۔" گومین نے گہری سانس لی اور پھر تھکے تھکے سے انداز میں پائلٹ کیبن کی ایک دیوار سے ٹک گیا۔

بورس خاموشی سے سمندر کی طرف دیکھنے لگا۔ چند لمحات کیبن میں خاموشی رہی پھر گومین نے جان اشیلون کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم کیا کہتے ہو کیپٹن۔؟"

"میں سمجھا نہیں مسٹر گومین؟" اس نے کہا۔

"کیا سمندر اب بھی گرم ہے۔ بعض اوقات ہوائیں پانی کے نیچے چھپ جاتی ہیں اور بظاہر خاموشی چھا جاتی ہے لیکن جب یہ ہوائیں ابھرتی ہیں تو۔۔۔۔"

"اوہ۔ اس کیفیت کو سمندری اصطلاح میں آرگو ویٹر کہتے ہیں۔ آرگو ویٹرس کتنے ہی سمندری جہاز تباہ کر چکے ہیں۔۔۔"

جان اشیلون کے بجائے مارٹن بورس بول اٹھا۔

"ہاں میں اس کی بات کر رہا ہوں۔" گومین نے کہا۔

"ایسی صورت حال نہیں ہے۔ مسٹر گومین۔" جان اشیلون نے پُر اعتماد لہجے میں کہا۔

"یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو۔" گومین بولا۔

"یہ جہاز جنگی نوعیت کا ہے اور جنگی جہازوں میں خصوصی طور سے باد پیما لگائے جاتے ہیں۔ سمندری جنگوں میں بعض اوقات مصنوعی آرگو ویٹر پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو ہتھیاروں کے استعمال کی گرمی سے پیدا ہوتے ہیں چنانچہ یہ باد پیما پانی کے نیچے ہوا کے دباؤ کو ظاہر کرتے ہیں۔ آپ اس باد پیما کو دیکھیے یہ پانی کے نیچے ہوا کا دباؤ بتا رہا ہے۔"

"اوہ۔ یہ عمدہ چیز ہے۔" گومین نے تعریفی انداز میں کہا۔

"رات کو جہاز کو جھٹکے لگے تھے۔ کیا وہ اسی نوعیت کے تھے؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں وہ سمندری چٹانیں تھیں۔" گومین نے جواب دیا۔

"جہاز کو کوئی نقصان تو نہیں پہنچا؟"

"نہیں انجن روم سے اطلاع مل گئی ہے سب ٹھیک ہے۔" کیپٹن نے جواب دیا۔

"گویا خطرہ ٹل گیا ہے!" میں نے سکون کی سانس لے کر کہا، اور مارٹن بورس گردن جھٹکنے لگا۔

روشنی بڑھتی جا رہی تھی۔ مارٹن بورس نے کہا "اگر مجھے اجازت ہو مسٹر گومین تو میں ذرا اپنے ساتھیوں کا جائزہ لے لوں؟"

"ضرور مسٹر بورس۔" گومین نے مختصراً کہا اور بورس خاموشی سے باہر نکل گیا۔

گومین نے مجھے دیکھا اور بولا۔ "سوری مسٹر غزالی۔ اس علاقے سے گزرے بغیر چارہ کار نہیں تھا۔"

"آپ کو اس کے بارے میں معلوم تھا مسٹر گومین۔"

"اس حد تک نہیں۔ پہلے ہم یہاں سے نہیں گزرے تھے۔"

"اور یہ طوفان؟"

"یہ اضافی حیثیت رکھتا تھا۔"

"ہو سکتا ہے یہاں سمندر ہمیشہ متلاطم رہتا ہو۔" جان اشیلون نے کہا۔

"ہاں ہو سکتا ہے۔" گومین بولا۔

"اب سمندر پُر سکون ہے۔" اشیلون نے کہا۔

"کیا تم نیند اور تھکن محسوس کر رہے ہو۔ اشیلون۔؟"

"ہاں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔"

"میں تمھیں آرام کے لیے چار گھنٹے دے سکتا ہوں۔ اس کے بعد تم اپنی ذمہ داریاں سنبھال لینا۔" گومین نے کہا۔ اشیلون گردن ہلا کر چلا گیا اسی وقت لیبوس اندر آ گیا۔

"سب ٹھیک ہے تارک یارک۔ کوئی ایسا حادثہ نہیں ہوا جو قابل تشویش ہو۔ دو آدمی زخمی ہوئے ہیں لیکن معمولی۔ انجن روم محفوظ ہے۔"

"ناشتا تقسیم کرا دو۔" گومین نے کہا۔ لیبوس چلا گیا۔ اب پائلٹ روم میں صرف میں اور گومین رہ گئے تھے۔

"حسن صاحب سے تو بعد میں کوئی رابطہ نہ ہو سکا ہو گا غزالی؟"

"اُس وقت کے بعد سے نہیں جب میں تمھیں اور سمبو تورا کو لے کر لندن آیا تھا۔"

"ہاں اس کے بعد سے تمھیں فرصت ہی کب ملی۔" گومین بولا۔۔۔

"اس تاریک سمندر کے بارے میں تمھیں کیسے معلوم ہوا گومین۔ ہماری دنیا کے بارے میں تمھاری معلومات کیا حیثیت رکھتی ہیں؟"

"کچھ نہیں۔ بس میں دور تک دیکھ لیتا ہوں۔ میری آنکھیں جہاں تک دیکھ سکتی ہیں، وہاں کی کیفیت مجھے معلوم ہو جاتی ہے۔"

"اگر میں تم سے پوچھوں کہ اب آگے کیا ہے؟"

"تو میں تمھیں وہاں تک کے بارے میں بتا سکتا ہوں جہاں تک میری نگاہوں کی پہنچ اور ذہن کی رسائی ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اس فاصلے کی کوئی حد ہے؟"

"بالکل ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ یہ دن اور رات پُرسکون گزریں گے لیکن دوسرے دن کی صبح کے بارے میں، میں کچھ نہیں کہہ سکتا تو تمھیں اطمینان سے آرام کرنا چاہیے۔" گومین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور اگر میں تم سے پوچھوں کہ ناشتے کے سلسلے میں کیا ہو رہا ہے تو؟"

"تو میں تمھیں جواب دوں گا کہ ڈوٹن کاربو ہم دونوں کے لیے ناشتا لے کر چل پڑی ہے۔" گومین نے ہنستے ہوئے کہا اور میں بھی ہنسنے لگا۔ ڈوٹن کاربو چند منٹ کے بعد ہی ناشتا لے کر آگئی۔

ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد گومین نے کہا "بہتر ہے تم بھی آرام کر لو غزالی تاکہ تمھاری تھکان دُور ہو جائے۔"

"یہاں پائلٹ روم میں تم تنہا ہو۔"

"دی مین کو بلا لوں گا۔ وہ میری مدد کر سکتا ہے" گومین نے جواب دیا۔ اور میں وہاں سے چلا آیا۔ پھر میں نے کسی اور طرف توجہ کیے بغیر کیبن کا رخ کیا۔

دوپہر کے دو بجے آنکھ کھلی۔ مزید پون گھنٹے بستر پر پڑا رہا۔ طبیعت کسل مند تھی۔ غسل خانے جا کر غسل کیا پھر لباس تبدیل کر کے باہر نکل آیا۔ میرے کیبن سے ملحق مارٹن بورس کا کیبن تھا۔ اس کے سامنے سے گزرا تو بورس نے مجھے آواز دے دی۔

"ہمارے ساتھ کافی نہ پیو گے مسٹر غزالی؟" اس نے کہا اور میں اندر داخل ہو گیا۔

مارٹن بورس نے پُرخلوص انداز میں میرا استقبال کیا۔ کیبن میں وہ تنہا ہی تھا اور کافی کے برتن اس کے سامنے سجے ہوئے تھے، خود ہی اس نے مجھے کافی بنا کر پیش کی اور میں نے شکریے کے ساتھ قبول کر لی۔

مارٹن بورس چند لمحات کافی کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لیتا رہا، پھر اس نے کہا۔

"انسانی فطرت میں تجسس کا جو مادہ ہوتا ہے مسٹر غزالی خواہ کتنی ہی کوشش کی جائے اسے ختم نہیں کیا جا سکتا، ویسے بھی ایک دوسرے سے شناسائی کارآمد ہی ہوتی ہے، کیا خیال ہے؟"

"یقیناً ایسا ہی ہے، مسٹر بورس۔"

"بہت سی باتیں ہم سب کے علم میں ہیں۔ مثلاً اس سفر کا مقصد، لیکن بعض چیزیں اب بھی ہمارے درمیان صاف نہیں ہوئیں، اگر آپ پسند کریں تو اس موضوع پر گفتگو کی جائے؟"

"کوئی حرج نہیں ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"میرے بارے میں یقیناً آپ کو علم ہو گیا ہو گا کہ میں اپنے اس چھوٹے سے قافلے کے ساتھ صحرائے اعظم میں تقدیر آزمانے نکلا تھا۔ اس پُراسرار خطے کی کہانیاں نجانے مجھ جیسے کتنے افراد کو کھینچ کر یہاں لا چکی ہیں اور وہ کامیاب یا ناکام رہے ہیں۔ زیادہ تر یہی سنا گیا ہے کہ دولت کے حصول کی کوشش میں انسانی زندگی تباہ ہو جاتی ہے۔ میں بھی دعوے سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے میرے مقصد میں کامیابی ہی حاصل ہو گی۔ ایسے معاملات میں کامیابی کے امکانات بہت کم ہوتے ہیں، لیکن کیا یہ عجیب بات نہیں ہے کہ انسان اس کے باوجود دولت کی آرزو ترک نہیں کر سکتا؟"

"مسٹر بورس، یہ ایک تلخ سچائی ہے۔" "میں افریقہ کے ایک ایسے خطے میں جا پھنسا تھا جہاں چاروں طرف موت ہی موت تھی ہمیں وحشیوں کے ایک غول نے گھیر لیا اور گرفتار کر کے لے گئے۔ میں اسے بھی موت کا ہی ایک حصہ سمجھتا تھا۔ لیکن وہ شخص جو وحشیوں کا حکمران تھا نجانے کیا نیت رکھتا تھا— اس نے مجھ سے گفتگو کی اور اپنے مشن کی تفصیلات بتائیں۔ اس نے مجھ سے کہا کہ وہ ایک پُراسرار دنیا تک جانے کے منصوبے بنا رہا ہے اور اس کے لیے اس کی تیاریاں مکمل ہیں۔ اس پُراسرار دنیا میں دولت کے انبار بکھرے ہوئے ہیں، سنہرے پہاڑ اور چمکدار ہیروں کی یہ زمین اس کی پہنچ سے باہر نہیں ہے اور اگر میں چاہوں تو قسمت آزمائی کر سکتا ہوں۔ میرے لیے یہ انکشاف بے حد دلکش تھا مسٹر غزالی نہ صرف میں بلکہ میرے تمام ساتھی اس مشن کے لیے تیار ہو گئے اور اس طرح ہم نے اس سے تعاون کرتے ہوئے آگے بڑھنے کا فیصلہ کر لیا۔ مسٹر غزالی کیا آپ کے ذہن میں بھی یہی مقصد ہے؟"

میں نے کافی کے دو تین گھونٹ لیے— دراصل یہ وقفہ، یہ سوچنے کا وقفہ تھا کہ مارٹن بورس کو اس کی بات کا کیا جواب دیا جائے۔ پھر میں نے کہا۔

"دولت کی آرزو اور اس کے لیے جدوجہد، جیسا کہ آپ نے کہا مسٹر بورس، انسانی فطرت رہی ہے چنانچہ میں بھی اپنے آپ کو اس سے بیگانہ نہیں پاتا، بے شک میرا بھی یہی مقصد ہے۔"

"بہت خوب، لیکن مسٹر غزالی کیا آپ انھیں کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں؟"

ان کی نسل سے تعلق رکھنا ضروری تو نہیں ہے اب آپ دیکھیے آپ کے ساتھ بھی مختلف لوگ ہیں، میرا خیال ہے کہ وہ چین کا تو کسی طور آپ سے کوئی تعلق نہیں ہو گا—؟"

"ہاں ہاں بے شک، لیکن میں نے ایک عجیب بات محسوس کی ہے، یہ لوگ میرا مقصد ہے نئے آنے والے بھی جن کے ساتھ آپ آئے ہیں، کچھ عجیب و غریب خصوصیات رکھتے ہیں، مجھے یوں لگتا ہے کبھی کبھی جیسے یہ ہم سے مختلف ہوں یا بے حد پُراسرار ہوں، کیا آپ نے یہ بات محسوس کی ہے مسٹر غزالی؟"

"سو فی صد— ہو سکتا ہے ان کا تعلق چمکدار پتھروں کی دنیا سے براہ راست ہو—"

"میں نے بھی یہ سوچا ہے، لیکن یہ یہاں کیا کر رہے تھے؟ آپ اتنی تفصیلات تو ظاہر ہے نہ انھوں نے آپ کو بتائیں اور نہ ہی مجھے بتا سکتے ہیں—"

"بہرطور میرے دل میں خواہش ضرور ہے کہ یہ معلوم کروں—"

"کیا فائدہ مسٹر بورس۔ ہمیں جس کام سے کوئی غرض نہیں ہے اس کے لیے کیوں سرگرداں ہوں—!"

"وہی تجسس—"

"بعض معاملات میں میرا خیال ہے اپنے آپ پر قابو پانا بے حد ضروری ہوتا ہے، ہو سکتا ہے یہ لوگ اس بات کو پسند نہ کریں۔"

"بہرحال اس صورت میں ضروری ہے کہ کم از کم آپ ہماری دوستی قبول کریں، کیوں کہ آپ ان میں سے نہیں ہیں۔"

"دوستی تو آپ نے اور ہم نے ان لوگوں کی بھی قبول کی ہے یہ لوگ کسی بھی طور پر ہمارے لیے نقصان دہ نہیں ہیں۔"

"میرا یہ مطلب نہیں تھا بس میں اپنی مخلصانہ دوستی کی پیش کش کرنا چاہتا ہوں آپ کو— ہیروں کے حصول میں ہم کامیاب ہوئے تو آپ کو ان سے محروم نہیں رکھیں گے اور اگر آپ کسی طور اپنی ان کوششوں میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو یوں سمجھ لیجیے کہ اس میں ہمارا بھی حصہ ہو گا—"

"مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے مسٹر مارٹن بورس۔ ویسے بھی ہم سب دوستوں کے مانند ہی سفر کر رہے ہیں اور خوش قسمتی سے ہمارے درمیان ایسا کوئی تصور نہیں ہے جو باعث تشویش ہو۔"

"بلاشبہ اور آپ تو اپنی دوستی کا ثبوت بھی دے چکے ہیں مسٹر غزالی۔ اور ایڈنا کے سلسلے میں آپ کی امداد کا میں دل سے شکر گزار ہوں، ایڈنا بھی آپ سے بہت متاثر ہوئی ہے، کہہ رہی تھی کہ اگر مسٹر غزالی اس وقت میری مدد نہ کرتے تو شاید میں موت کے گھاٹ اتر جاتی۔"

"اوہ تو آپ اپنی بھتیجی کا تذکرہ کر رہے ہیں، کیسی حالت ہے اس کی—؟"

"بالکل ٹھیک ہے۔ دیکھو گے نہیں آ سے—؟"

"بالکل دیکھوں گا مسٹر بورس، لیکن اس میں شکر گزار ہونے کی کوئی بات نہیں ہے، جیسا کہ میں نے آپ سے کہا کہ ہم سب ایک ہی راستے کے راہی ہیں۔ اس صورت میں جس کی جو ذمہ داریاں ہیں وہ اسے پوری کرنی چاہئیں۔ آپ میں سے کوئی ہوتا اور ایڈنا میری ساتھی ہوتی تو میرا خیال ہے کہ آپ بھی کسی لالچ کے بغیر وہی کچھ کرتے جو میں نے کیا۔"

"بہرطور میں دل سے تمہارا شکر گزار ہوں۔"

"کوئی بات نہیں۔" میں نے جواب دیا۔ مارٹن بورس سے دیر تک گفتگو رہی۔ بہرحال وہ ان عام لوگوں میں سے ایک تھا جو مہم جوئی کے نام پر دولت کی تلاش میں نکلتے ہیں۔ اور عملی زندگی میں اپنا کوئی صحیح مقام نہیں بنا پاتے۔ ایڈنا اُس کی بھتیجی تھی اور ایڈنا کا باپ مر چکا تھا۔ مارٹن بورس ہی اُس کا سرپرست تھا، چنانچہ اس مہم پر وہ بھی ساتھ آگئی تھی، مجھے ان تمام باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی لیکن اب مارٹن بورس یہ سب کچھ بتانے پر مُصر تھا تو میں کیسے اُسے روک دیتا۔ پھر میں وہاں سے اٹھ آیا۔

رات کے کھانے سے فارغ ہو کر میں خود ہی ٹہلتا ہوا عرشے کے دوسرے حصے کی طرف نکل گیا۔ کوئی خاص وجہ نہیں تھی اس کی۔ میرے ذرا سے اشارے پر ندرت، ڈوٹن کاربو یا گوشائی میرے پاس آ سکتی تھیں۔ اور لوگ بھی میری قربت کے خواہش مند رہتے تھے، جن میں سمبوتورا کا نام خاص طور سے شامل ہے، لیکن بعض اوقات تنہائی بھی پسندیدہ چیز ہوتی ہے۔ میں ایک گوشے میں کھڑا سمندر کو دیکھ رہا تھا کہ دفعتاً مجھے اپنے عقب میں قدموں کی چاپ سنائی دی، اس وقت طبیعت پر تکدر سا چھا گیا۔

یہ کون ہے جو میری تنہائی میں مخل ہوا، میں نے پلٹ کر دیکھا۔ میری تنہائی کو تہس نہس کرنے والی ایڈنا تھی۔ اس کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی، لباس شب خوابی کا تھا اور انداز میں ایک عجیب سی وارفتگی۔ وہ میرے نزدیک آکر کھڑی ہو گئی۔ اور چند لمحات عجیب سے انداز میں مجھے دیکھتی رہی پھر اس کے ہونٹ کپکپائے اور اس نے آہستہ سے کہا۔

"کچھ لوگ زندگی دیتے ہیں اس لیے کہ آہستہ آہستہ اُسے لیتے رہیں۔"

میرا دل چاہا کہ اس "شعر" کی داد دوں، لیکن بے تکلفی نہ تھی، ممکن ہے میرے مذاق کا برا مان لیا جاتا، میں خاموشی سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اُسے دیکھتا رہا۔ پھر وہ بولی۔

"کم از کم خیریت معلوم کرنے تو آجاتے۔"

"آپ کے چچا مسٹر بورس سے آپ کی خیریت معلوم کر چکا ہوں مس ایڈنا، کیسی ہیں اب آپ؟"

"کمال ہے، بھلا میرے چچا کا ان معاملات سے کیا تعلق۔"

"کیوں کیا وہ آپ کے چچا نہیں ہیں۔ ویسے انہوں نے بڑے خلوص سے میری اس زحمت کا شکریہ ادا کیا تھا جس کا میرے ذہن میں کوئی تصور نہیں ہے۔"

"آپ خشک بننے کی کوشش کر رہے ہیں مسٹر غزالی یا فطرتاً آپ اتنے ہی خشک طبع ہیں۔"

"میرا خیال ہے جس کے چاروں طرف سمندر کی نمی پھیلی ہو وہ خشک کیسے رہ سکتا ہے مس ایڈنا۔"

"بظاہر تو یہی محسوس ہوتا ہے یا پھر میں یہ کہوں کہ آپ میری قربت کو پسند نہیں کرتے۔"

"بدقسمتی سے مجھے آپ کی قربت اسی لمحے نصیب ہوئی تھی جب آپ کا سر پھٹا تھا اور اس کے بعد سے آپ اب تشریف لائی ہیں۔ بھلا اتنی مختصر سی ملاقات میں یہ فیصلہ کیسے کر سکتا تھا کہ۔۔۔ کہ۔۔۔"

"اوہ ڈیئر تم نے مجھے آواز دے لی ہوتی۔" ایڈنا میرے الفاظ سے غلط فہمی کا شکار ہو گئی اور میرے بالکل نزدیک آ کر کھڑی ہو گئی۔ میں نے تیکھی نگاہوں سے اُسے دیکھا اور پھر سمندر کی طرف دیکھنے لگا۔

"محبت کے لیے کوئی طویل وقت درکار نہیں ہوتا۔ یہ جذبہ ایک لمحے میں بیدار ہوتا ہے اور سارے وجود پر چھا جاتا ہے۔ تم نے یہ زندگی بچائی ہے غزالی اور اب میں یہ زندگی تمہارے سپرد کرتی ہوں۔"

"محترمہ۔ محترمہ۔ میرے سپرد اگر آپ یہ زندگی کریں گی تو بڑے نقصان میں رہیں گی۔ میں جنونی قسم کا آدمی ہوں۔"

"کیسا جنون۔ میں تمہارا ہر جنون برداشت کرنے کے لیے تیار ہوں غزالی۔"

"آپ سمجھی نہیں۔ بعض اوقات مجھ پر عجیب و غریب کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ خاص طور سے ان راتوں میں جب چاند نکلتا ہے۔ آپ یقین کیجیے نادانستگی میں سہی لیکن میرے ہاتھوں تین حسین اور نوجوان لڑکیوں کا خون ہو چکا ہے۔"

"خون۔" ایڈنا نے کسی قدر گھبرائے ہوئے انداز میں کہا۔

"جی ہاں۔ میں نے انہیں اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا تھا۔"

"کب؟ کہاں۔۔۔؟"

"آہ میری آدھی زندگی سمندری سفر میں ہی گزری ہے۔ بس انہوں نے کیے بعد دیگرے میرے قریب آنے کی کوشش کی تھی اور میری محبت کے حصول کی خواہاں تھیں لیکن نجانے کیوں چاہنے کے باوجود بھی میں اپنے ذہن سے ایک خاص رجحان کو دور نہیں کر سکتا۔"

"کس رجحان کو؟"

"مجھے زندہ محبوبہ پسند نہیں ہے۔"

"کک۔ کیا کہہ رہے ہو تم؟"

"بالکل یہ میری تقدیر کی خرابی ہے۔ دیکھیے میری آنکھوں کا رنگ دیکھیے، کیا آپ کو ان آنکھوں میں ہلکی ہلکی نیلاہٹ نظر آ رہی ہے۔" میں نے اپنا چہرہ اُس کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

"نیلاہٹ۔" ایڈنا بے اختیار میرے قریب آ گئی۔ اُس نے جھک کر میری آنکھوں میں دیکھا اور پھر آہستہ سے بولی۔

"نہیں نیلاہٹ تو نہیں ہے ان میں۔"

"شکر ہے ابھی آپ کی زندگی باقی ہے۔ ویسے جب بھی آپ میری آنکھوں میں نیلاہٹ دیکھیں، براہ کرم اپنی جان بچا کر بھاگ جائیں، کیوں کہ یہ وہی لمحات ہوتے ہیں جب میں اپنی محبوباؤں کو قتل کرتا ہوں۔"

"تم۔ تم مذاق کر رہے ہو۔" ایڈنا نے کہا اور اس وقت مجھے دبے دبے قہقہوں کی آوازیں سنائی دیں۔ یہ آوازیں کہاں سے آئیں، ان کا مجھے کوئی اندازہ نہیں ہو سکا۔ میں نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ دور دور تک خاموشی اور سناٹے کا راج تھا۔ لیکن ہنسنے کی آوازیں۔۔۔ میں ان آوازوں پر غور کرنے لگا۔ تب ہی مجھے جہاز کے دوسرے حصّے میں یعنی عرشے کے اس سمت دو سائے سے کھڑے نظر آئے۔ وہ ریلنگ سے ٹکے ہوئے سمندر کی جانب دیکھ رہے تھے۔ ان کے سوا وہاں کوئی نہیں تھا۔ میں نے بغور ان کی جانب دیکھا۔ یہ ڈوئن کارلو اور ندرت تھیں جو ریلنگ سے ٹکی ہوئی دوسری جانب دیکھ رہی تھیں۔ ہنسی کی آوازیں انہی کی تھیں اور یقیناً انہوں نے ایڈنا کے الفاظ سن لیے تھے۔ میرے ہونٹوں پر بھی شرارت آمیز مسکراہٹ پھیل گئی۔ ایڈنا نے کہا۔

"کیسا انوکھا مذاق کر رہے ہیں آپ مسٹر غزالی۔ کیا واقعی ایسا ہو سکتا ہے؟"

"آہ آپ کو نہیں معلوم مس ایڈنا، میں اس سمندری جہاز پر کیوں موجود ہوں۔ کیا آپ جانتی ہیں؟"

"نہیں۔"

"صرف اس لیے کہ مجھ پر تین لڑکیوں کے قتل کا مقدمہ چل رہا ہے اور میں ایک مفرور مجرم ہوں بس یہ چاہتا ہوں کہ اپنی زندگی اس تہذیب کی دنیا سے دور لے جاؤں اور کسی ایسے ویران گوشے میں بسر کروں جہاں قانون کے ہاتھ مجھ تک نہ پہنچ سکیں۔"

"لیکن آپ نے اپنے اس مرض کا علاج کیوں نہیں کرایا؟"

"کون ہے اس مرض کا علاج کرنے والا، اگر آپ کو کوئی نظر آ جائے تو براہ کرم ضرور بتا دیجیے گا۔"

ایڈنا پھیکے پھیکے انداز میں مجھے دیکھتی رہی، یہ انکشاف اس کے لیے انتہائی روح فرسا تھا۔ نجانے کیا کیا سوچا ہوگا اُس نے میرے بارے میں۔ وہ گھبرائی ہوئی تھی اور غالباً یہ فیصلہ نہیں کر پائی تھی کہ اب یہاں سے بھاگنے کے لیے کیا طریقۂ کار اختیار کرے۔ نہ جانے کب میری آنکھوں میں نیلاہٹ پیدا ہو جائے، چند لمحات کے بعد اُس نے کہا۔

"رات بہت ہو چکی ہے اور میرے سر کے زخم میں کچھ تکلیف بھی ہے، کیا تم واپس نہیں چلو گے غزالی؟"

"ابھی نہیں، میں سمندر میں اپنی محبوباؤں کے چہرے دیکھ رہا ہوں، جن کی آنکھیں اب بھی میری جانب نگراں ہیں، وہ دیکھو۔۔۔ وہ دیکھو۔۔۔ تین چہرے میری جانب بڑھ رہے ہیں۔ ہاں وہ تین چہرے، ابھی وہ عرشے کے راستے اوپر آ جائیں گے اور پھر میں نہیں کہہ سکتا کہ کیا ہو۔ وہ۔ میری انگلیوں کی سیدھ میں۔ وہ۔" میں نے ایک سمت اشارہ کیا اور ایڈنا اس طرف دیکھنے لگی۔ پھر اس کے حلق سے ایک ڈری ڈری آواز نکلی۔

"ہاں وہ تین، وہ تین۔" اور اس کے ساتھ ہی وہ پیچھے ہٹنے لگی۔ جب تقریباً دس گز پیچھے ہٹ گئی تو اُس نے پلٹ کر دوڑنے کے سے انداز میں چھلانگ لگا دی۔

اس بار پھر ندرت اور ڈوئن کارلو کا قہقہہ گونجا، میری ہنسی بھی اس میں شامل ہو گئی، جب ایڈنا نگاہوں سے اوجھل ہو گئی تو میں نے زور سے انہیں آواز دی۔

"ادھر آؤ، کسی کی گفتگو چھپ کر سننا اچھی بات نہیں ہے۔ تمہیں اس کی سزا دی جائے گی۔"

دونوں ہنستی ہوئی ایک طویل چکر کاٹ کر میری طرف چل پڑیں۔ ندرت کے چہرے پر شوخی پھیلی ہوئی تھی۔ ڈوئن کارلو بھی مسکرا رہی تھی۔

"کیوں یہ کیا ہو رہا تھا؟" میں نے شوخی سے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔ سمندر کی خاموشی کچھ عجیب سی کہانیاں سنا رہی تھی۔ اب اگر یہ کہانیاں خود بخود ہمارے کانوں تک پہنچ جائیں تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔"

"غلط۔ تم جان بوجھ کر ہماری باتوں پر کان لگائے ہوئے تھیں۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

اب اگر وہ لڑکی مضحکہ خیز حرکتیں کر کے ہمیں ہنسا رہی تھی تو ہم کیا کرتے۔ تم خود بتاؤ غزالی اس سے زیادہ دلچسپ لطیفہ اور کوئی ہو سکتا ہے، یہ محترمہ ایڈنا ایک چھوٹی سی ایڈل جانے کی وجہ سے اتنی خوش نظر آ رہی تھیں۔ انہیں اُن کے بارے میں کچھ نہیں معلوم جو اپنی ساری زندگیاں اس پتھر سے سر پھوڑ پھوڑ کر تباہ کر چکی ہیں۔"

"اچھا تو اب میرے لیے گالیاں بھی تخلیق کر لی گئی ہیں۔"

"نہیں نہیں، پتھر کوئی گالی تو نہیں ہے۔ میں ڈوئن کارلو کو بتا رہی تھی کہ پتھر سے سر پھوڑ کر کس کس کا کیا حشر ہوا۔"

"ندرت تم مجھے رسوا کر رہی ہو؟"

"تم کہاں رسوا ہوتے ہو غزالی، بلکہ اس طرح تو تمہاری عظمت بڑھتی ہے۔ میں ڈوئن کارلو کو یہی بتا رہی تھی کہ جس خطے میں غزالی رہتے ہیں وہاں کی لڑکیاں اس طرح بےباک نہیں ہوتیں۔ ان کی کیفیت سامونیکی لڑکیوں جیسی ہوتی ہے، جبکہ یہ سفید رنگت کے لوگ ہوتے ہیں نا ان کے ہاں نہ تو مرد مرد ہوتے ہیں نہ عورت عورت۔ عورت کا تقدس، اُس کی عظمت پامال کر کے رکھ دی ہے ان سفید لوگوں نے، جس مرد کا دل چاہے عورت کی طرف انگلی اٹھا سکتا ہے۔"

"میں خود بھی ان لوگوں سے دور نہیں رہی ہوں۔ میں نے بھی ان کی دنیا میں یہی سب کچھ دیکھا ہے بلکہ اتنا کچھ دیکھا ہے کہ شاید تم نے بھی نہ دیکھا ہو۔ غزالی، میری بات کی تصدیق کرو۔ میں اس بات کا دعویٰ اس لیے کر سکتی ہوں کہ مدت ایک طویل عرصے تک گومین کی تلاش میں سرگرداں رہی اور گومین کو پانے کے بعد اس کے لیے پریشان لیکن میں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصّہ ان لوگوں میں گزارا ہے۔ ان کی تمام حرکتیں دیکھتے ہوئے ان کے درمیان رہ کر اور ان کے ذہنوں کا تجزیہ کرتے ہوئے۔"

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے ندرت، میڈم ڈوئن کارلو تو بہت سے دلوں پر حکمراں رہی ہیں۔"

ندرت ہنستی رہی۔ ایڈنا کافی دیر تک مرکز گفتگو رہی۔ میں ان باتوں سے خاصا محظوظ ہوا۔ ابھی یہ گفتگو جاری ہی تھی کہ دفعتاً مجھے اپنے ذہن میں کلبلاہٹ سی محسوس ہوئی اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں ایک دم ساکت ہوگیا۔ اسی وقت مجھے اپنے ذہن میں گومین کی آواز گونجتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"غزالی فوراً جہاز کے پائلٹ کیبن میں آجاؤ، فوراً۔"

میں چونک پڑا۔ میں نے ندرت اور ولوئی کارلو کی طرف دیکھا۔ وہ دونوں اب بھی ہنس رہی تھیں۔ تب میں نے ان سے کہا۔

"مجھے فوراً جانا ہے ہائیسا، گومین نے طلب کیا ہے۔"

"اوہ اچھا اچھا۔"

ندرت غالباً میرے ایک دم سنجیدہ ہوجانے سے صورتحال سمجھ گئی تھی، میں ایک دم پلٹا اور پائلٹ کیبن کی جانب جانے لگا۔ نہ جانے گومین نے اس طرح مجھے کیوں بلایا تھا۔

میں وہاں پہنچا تو گومین، جان اسٹیون اور بورس وہاں موجود تھے، جان اسٹیون ایک خاص دوربین سے آنکھ لگائے دور دور تک دیکھ رہا تھا۔ اس نے گردن گھما کر میری طرف دیکھا اور پھر اشارے سے مجھے دوربین کے قریب آنے کے لیے کہا۔ میں فوراً ہی دوربین کے پاس پہنچا یقیناً کوئی خاص بات تھی۔ دوربین سے میں نے تاریک سمندر میں دور دور تک دیکھا، اور سیاہ رنگ کا وہ دھبا مجھے بھی نظر آگیا جس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا تھا کہ وہ کیا ہے۔ میں نے چند لمحات بغور اسے دیکھا۔ دھبا آہستہ آہستہ پانی پر ابھر رہا تھا، کبھی وہ گم ہوجاتا اور کبھی سامنے آجاتا۔ میں نے جان اسٹیون کی طرف دیکھا تو وہ بولا۔

"یہ کوئی سمندری چٹان نہیں ہے۔ میں اس کا اچھی طرح جائزہ لے چکا ہوں اور آلات بتا رہے ہیں کہ ان اطراف میں کوئی پہاڑ یا چٹان نہیں ہے۔"

"تو پھر یہ کیا ہے؟"

"مسٹر جان اسٹیون کا کہنا ہے غزالی کہ یہ کوئی سب میرین ہے، کوئی آبدوز ہے یہ۔"

"آبدوز!" میں نے سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں، کیا یہ بات قابل تشویش ہوسکتی ہے؟"

"کیا کہا جاسکتا ہے، کیوں مسٹر بورس آپ کا کیا خیال ہے؟ ہوسکتا ہے کسی ملک کی کوئی آبدوز یہاں اس سمندر میں گردش کر رہی ہو۔"

"ہوسکتا ہے لیکن مسٹر گومین نجانے کیوں تشویش کا شکار ہیں۔"

"آبدوز سے کوئی سگنل موصول نہیں ہو رہا، اگر یہ کسی ملک کی آبدوز ہوتی تو خود اس نے ہمیں دیکھ کر کوئی نہ کوئی سگنل ضرور دیا ہوتا۔ یہ دیکھیے وہ مشینیں کھلی ہوئی ہیں جن سے اس قسم کے سگنل نشر کیے جاتے ہیں، لیکن یوں لگتا ہے جیسے آبدوز نے اپنے انجن بند کر دیے ہیں۔ اور اس کی ایک ہی وجہ ہوسکتی ہے مسٹر غزالی۔" جان اسٹیون نے کہا۔

"کیا؟" میں نے پوچھا۔

"آبدوز نے ہمیں دیکھ لیا ہے اور وہ ہم سے چھپنا چاہتی ہے۔"

میں نے چند لمحات سوچنے کے بعد گردن ہلائی اور پھر آہستہ سے بولا۔

"مسٹر گومین، میں آپ کا مطلب سمجھ رہا ہوں۔"

"کیا یہ خیال درست نہیں ہے غزالی، پہلی بات تو یہ کہ اگر وہ کسی ملک کی آبدوز ہے اور ایک جہاز کو ایسے راستے پر دیکھ رہی ہے جن راستوں پر جہازوں کو نہیں آنا چاہیے تو یہ اُس کا فرض ہے کہ وہ ہمیں فوراً ہی ان خطرناک راستوں سے آگاہ کرے اور خاص طرح کے سگنل دے، لیکن اس کی خاموشی یہ بتاتی ہے کہ وہ کچھ کرنا چاہتے ہیں۔"

"گویا آپ کے خیال میں...؟"

"ہاں۔ میں یہی سوچ رہا ہوں کہ کہیں ان کا تعلق کسی طرح ہمارے دشمنوں سے نہ ہو۔"

سب خاموش ہوگئے۔ دفعتاً جان اسٹیون چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے دوربین آنکھوں سے لگائی اور دیر تک اس طرف دیکھتا رہا جہاں وہ سیاہ دھبا نظر آرہا تھا۔

"ہاں یہ کسی خطرناک کھیل کا آغاز بھی ہوسکتا ہے۔" جان اسٹیون نے جیسے بڑبڑانے والے انداز میں کہا اور پھر وہ فوراً ہی ایک مشین کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے چند بٹن آن کیے اور انجن روم کو ہدایات دینے لگا۔ یہ ہدایات مخصوص بحری زبان میں تھیں اور ان کے بارے میں نہ تو مجھے کچھ معلوم تھا اور نہ دوسرے لوگ جان پائے تھے۔ کافی دیر تک وہ انجن روم سے گفتگو کرتا رہا اور پھر اس نے مشین بند کر دی اور گومین کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"آبدوز کی پُراسرار خاموشی خطرے کا پیش خیمہ ہے مسٹر گومین۔ میں نے ان لوگوں کو ہدایات کر دی ہیں، جو انجن روم کا کنٹرول سنبھالے ہوئے ہیں۔ ویسے میری رائے ہے کہ آپ بھی اپنے طور پر مستعد ہوجائیے۔ ہوسکتا ہے آبدوز کی جانب سے کوئی کارروائی کی جائے۔ ایسے حالات میں ہمیں خطرہ بھی درپیش ہوسکتا ہے کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ آبدوز کس پائے کی ہے اور اس کے جنگی وسائل کیا ہیں۔"

گومین خاموشی سے جان اسٹیون کی باتیں سنتا رہا اور پھر اس نے آنکھیں بند کرلیں۔ وہ اپنی جگہ ساکت کھڑا ہوا تھا۔ میں سمجھ گیا کہ وہ ذہنی طور پر ساموئوں کو پیغامات نشر کر رہا ہے۔ یہ کیفیت کوئی پچاس سیکنڈ تک جاری رہی اور اس کے بعد گومین گہری سانس لے کر شیشوں سے باہر دیکھنے لگا۔

سمندر پر سکوت تھا اور ماحول پر ایک عجیب سا سناٹا یقیناً کسی طوفان کا پیش خیمہ ہی تھا اور اس کے بعد ہم نے جہاز پر کچھ افراتفری دیکھی۔ ساموئن اِدھر سے اُدھر آجا رہے تھے اور کچھ مخصوص کارروائیوں میں مصروف تھے۔ جہاز آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا۔ انجن روم سے جان اسٹیون کا مسلسل رابطہ قائم تھا اور جہاز کی رفتار پہلے سے کسی قدر سست ہوگئی تھی۔ خدشہ غلط نہیں نکلا۔ دفعتاً ہی ایک ہولناک دھماکا ہوا اور جہاز لرز گیا۔ جان اسٹیون نے فوراً ہی کنٹرول سنبھالا اور چیخ چیخ کر انجن روم کو ہدایات دینے لگا۔ اس کے ساتھ وہ آلات پر یہ معلوم کرنے کی کوشش کرنے لگا کہ یہ دھماکا جہاز کے کونسے حصے میں ہوا ہے۔ میں اس صورتحال پر دم بخود تھا۔ میں نے فلموں کے سوا بحری جنگیں کہاں دیکھی تھیں لیکن آج تقدیر کو یہ سب کچھ دکھانا تھا۔ وہ باتیں ہو رہی تھیں جو میں نے کبھی خواب کے عالم میں بھی نہیں سوچی تھیں۔ میں اس بحری جنگ میں برابر کا شریک تھا۔ بہرطور یہ اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں تھا کہ تنظیم کے افراد ہم سے کوئی دور نہیں ہیں اور انہوں نے اتنی آسانی سے ہمیں نظرانداز نہیں کر دیا جیسا ہم نے سوچا تھا۔ کم ازکم اس سوچ میں، میں اس انداز میں شریک نہیں تھا بلکہ اب تک کے پرسکون سفر پر مجھے حیرت تھی۔ تنظیم جس پائے کی تھی اور جن قوتوں کا مظاہرہ میں دیکھ چکا تھا، ممکن ہے ساموئوں کو اس کا اندازہ ہو پایا ہو لیکن کم ازکم میں یہ بہ آسانی کہہ سکتا تھا کہ وہ لوگ بے پناہ وسائل رکھتے ہیں۔ جب کسی ملک میں وہ اتنی آسانی سے اتنے اہم کام کرسکتے ہیں جو شاید اس ملک کے سربراہان بھی اتنی جلدی نہ کرسکیں تو پھر اتنی دور ان سمندروں میں ان کے لیے یہ کارروائی کچھ مشکل نہیں تھی۔ وہ یقیناً ہمیں ساموئیکا کی طرف نہیں جانے دینا چاہتے۔ یہ تمام خیالات اس وقت ذہن ہی میں محفوظ رکھنے تھے۔ ظاہر ہے اس سلسلے میں گفتگو نہیں کی جاسکتی تھی۔ میں حالات کا تجزیہ کرتا رہا۔ ان لوگوں نے یہ معلومات حاصل کرلی ہوں گی کہ ہم تمام تر تیاریوں کے بعد ساموئیکا کی جانب چل پڑے ہیں اور یقیناً اس سلسلے میں زی لوش کے ہرکارے ان کے معاون ہوں گے۔ انہیں بھی کافی قوتیں حاصل تھیں اور یہ سوچنا بالکل غلط تھا کہ وہ ہم سے کمزور پڑ گئے ہیں۔ بلکہ حقیقی معنوں میں تو وہ ہم سے زیادہ طاقتور تھے اس لیے کہ انہیں تنظیم کی سے فنی قوتیں حاصل تھیں اور اپنے طور پر بھی وہ ساموئوں کا مقابلہ کرسکتے تھے۔ ظاہر ہے جن لوگوں کو زی لوش نے اپنے دشمنوں کی تلاش میں بھیجا ہوگا، ان میں چند عام آدمی ہوسکتے ہیں لیکن زیادہ تعداد ایسے لوگوں کی ہوگی جنہیں ساموئی قوتیں حاصل ہوں۔ ہرچند کہ ان میں سے کوئی مجھ سے نہیں ٹکرایا تھا اور میں یہ اندازہ نہیں لگا سکا تھا کہ وہ سمبوتورا اور دوسرے تمام افراد کی بہ نسبت کتنی ذہنی قوتیں رکھتے ہیں۔ گومین کی بات میں نہیں کرسکتا تھا۔ کیونکہ گومین بہرطور ساموئیکا کا حکمران رہ چکا تھا اور اس کا مدمقابل زی لوش ہی تھا جس کی ساموئیکا سے یہاں آمد کی کوئی خبر نہیں تھی لیکن بہرطور ان کی ذہنی صلاحیتوں کو نظرانداز کرنا بھی حماقت ہی کی بات تھی۔

سوچ کا دائرہ ابھی یہیں تک تھا کہ دفعتاً دوسرا اور تیسرا دھماکا ہوا۔ ایک تیز سنسناہٹ فضا میں پھیل گئی اور جہاز نے کئی بار شدید ہچکولے کھائے۔ جان اسٹیون کی پھٹی پھٹی نگاہیں ونڈ اسکرین کے باہر جمی ہوئی تھیں اور وہ اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے گہری سانس لے کر انجن روم سے رابطہ قائم کیا اور صورتحال معلوم کرنے لگا۔ دوسری طرف سے اب کوڈ ورڈ میں بات نہیں کی جارہی تھی بلکہ وہ صاف الفاظ میں بتا رہے تھے کہ تارپیڈو فائر کیے جارہے ہیں اور جہاز کے بغلی حصے کو خاصا نقصان پہنچا ہے۔ گو ایسی کارروائیاں کرلی گئی ہیں کہ اس نقصان کو برداشت کیا جاسکے اور جہاز کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو لیکن مزید تارپیڈو فائر کیے گئے تو پھر صورتحال خراب ہوسکتی ہے۔

جان اسٹیون نے ان لوگوں کو ہدایات کیں اور اس کے بعد جہاز کی جانب سے بھی جنگی کارروائیاں شروع ہوگئیں۔ اس سلسلے میں گائی ہا سے معلومات حاصل کی گئی تھیں۔ گائی ہا ہی نے یہ جہاز حاصل کیا تھا۔ سمندر میں کسی آبدوز سے مقابلے کے لیے اس کے پاس مناسب ہتھیار موجود نہیں تھے۔ جس کی تفصیل جان اسٹیون نے مجھے اور مارٹن بورس کو بتائی۔

"اس کا مطلب ہے کہ... کہ؟" ابھی مارٹن بورس اتنا ہی کہہ سکا تھا کہ دفعتاً ایک بار پھر ایک خوفناک دھماکا ہوا اور اس بار جہاز چکر کھا گیا۔ اس کا اگلا حصہ مڑ گیا تھا اور اس کا رخ ایک دم تبدیل ہوگیا تھا۔ یہ خوفناک دھماکے کا ردعمل تھا۔

جان اسٹیون نے جہاز سنبھالنے کے لیے اپنی تمام تر ذہانتیں صرف کر دیں۔ چند ہی لمحات گذرے تھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ دفعتاً ایک طرف سے تیز روشنی بلند ہوئی اور اس کے ساتھ تمام لوگ چیخ پڑے۔

"آہ۔ جہاز میں آگ لگ گئی۔"

میں اس صورتحال سے کافی سراسیمہ ہو گیا تھا اور چند لمحات کے لیے میرے اعصاب جواب دے گئے۔ تب گومین نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"غزالی صورتحال سنبھالو۔ میں تمہیں اس کے اختیارات دیتا ہوں۔ کیپٹن جان اسٹیون تم مسٹر غزالی سے تعاون کرو۔ مسٹر غزالی اپنی قوتوں کو بروئے کار لاؤ۔ تم جانتے ہو جہاز پر ہونے والی کارروائیوں کے سلسلے میں تمہیں کیا کرنا ہے۔"

گومین کے الفاظ عجیب نوعیت کے تھے۔ میں بھلا کپتان جان اسٹیون سے زیادہ تجربہ کار کیسے ہو سکتا تھا۔ میں نے گومین کو پلٹ کر واپس جاتے دیکھا اور دفعتاً ہی مجھے احساس ہوا کہ مجھے کچھ کرنا چاہیے۔ جہاز کی آگ کے سلسلے میں سب سے پہلے کارروائی کرنی تھی۔ چنانچہ میں بھی پائلٹ کیبن سے باہر نکل آیا۔ جان اسٹیون اور مارٹن بورس کی مدد کے لیے میں نے سمبوتورا اور ڈوئن کاربو کو بھیج دیا تھا۔ تب میں نے گومین، اگائی ہا، بھوساس، لیبوس اور دی مین کو ایک جگہ جمع ہوتے ہوئے دیکھا۔ میری نظریں ان کی جانب اٹھ گئیں۔ وہ سب پراسرار سے انداز میں ایک قطار بنا کر کھڑے ہوئے تھے اور گومین دونوں ہاتھ فضا میں پھیلائے انہیں اپنے طور پر کچھ سمجھا رہا تھا۔ آہستہ آہستہ وہ دونوں عرشے کی جانب بڑھے اور اس سے پہلے کہ میں ان کے بارے میں کسی خاص نتیجے تک پہنچتا، میں نے انہیں فضا میں بلند ہو کر پانی میں چھلانگ لگاتے ہوئے دیکھا۔ ایک لمحے کے لیے میرے حواس جواب دے گئے۔ ایک تیز آواز میرے منہ سے نکلی کہ اچانک عقب سے ندرت نے میرے شانے پر ہاتھ رکھ دیا۔

"نہیں گازلی۔ وہ اپنے مشن پر جا رہے ہیں۔" میں نے چونک کر ندرت کو دیکھا تو وہ گردن ہلا کر بولی۔

"ہاں ان کے بارے میں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔ جہاز کے بائیں حصے میں آگ لگ گئی ہے اور ہو سکتا ہے یہ آگ کیبنوں تک پہنچ جائے۔ ہمیں اس کے لیے بھاگ دوڑ کرنی چاہیے۔ باقی جو کچھ ہو رہا ہے اس سے اپنے آپ کو لاتعلق کر لو۔"

میں نے ایک لمحے کے لیے ندرت کا چہرہ دیکھا۔ اس کے چہرے پر ایک خاص کیفیت رقصاں تھی جسے میں کوئی نام نہ دے سکا۔ بہرطور اس وقت سوچنے کے لمحات نہیں تھے۔

گومین اور اس کے ساتھی نجانے کس کارروائی کے سلسلے میں سمندر میں کود گئے تھے۔ میں تو یہ سوچ کر لرز گیا تھا کہ اگر یہ پانچوں کسی حادثے کا شکار ہو گئے تو اس کے بعد کیا ہوگا؟ لیکن اس وقت یہ سوچنے کا موقع نہیں تھا۔ آگ کے شعلے ہر لحظہ بلند ہوتے جا رہے تھے اور ان کی تپش اب ہر جگہ محسوس کی جا رہی تھی۔ رات کے اندھیرے میں ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سمندر کے سینے پر بہت بڑا چراغ روشن کر دیا گیا ہو۔ آگ جس تیزی سے بڑھتی جا رہی تھی اسی تیزی سے اس کے خلاف کام کرنا تھا ورنہ شاید یہ آگ پورے جہاز کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی۔ عملے کے لوگ وہ تمام کوششیں کر رہے تھے جن کی تربیت انہیں دی گئی تھی اور وہ آگ کو قابو میں کرنے کے لیے انتہائی برق رفتاری سے بھاگ دوڑ کر رہے تھے۔

آگ تیزی سے کیبنوں کو جلا کر جہاز کو اپنی لپیٹ میں لے رہی تھی۔ لکڑی کے تختے اور دوسرا سامان آگ کے اندر چٹاخ چٹاخ کی آوازیں پیدا کرتا ہوا دھڑا دھڑ جل رہا تھا۔ تمام خلاصی اور انجینئر سامونوں کے ساتھ اس آگ پر قابو پانے کی مسلسل جدوجہد کر رہے تھے لیکن آگ تھی کہ بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ میں اپنی جگہ ساکت کھڑا ان لوگوں کی کارروائیاں دیکھ رہا تھا۔ بھلا میں اس سلسلے میں کیا کر سکتا تھا لیکن پھر دفعتاً ہی میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی اور میں چیخ چیخ کر خلاصیوں کو ہدایات جاری کرنے لگا۔ تمام ہی لوگ سامان میں سے ہر وہ چیز تلاش کر کے جس سے پانی نکالا جا سکتا تھا اس کے ذریعے پانی کھینچنے لگے اور آگ پر پھینکنے لگے میں خود بھی اس کام میں مصروف ہو گیا۔ اس کوشش سے خاطر خواہ نتیجہ نکلا۔ ہم کیبنوں کی آگ بجھانے میں کامیاب ہو گئے۔ اور باقی لوگ باہر کی آگ بجھانے کی کوشش کر رہے تھے۔ پھر نجانے کسی انجینئر کی سمجھ میں کیا آیا کہ اس نے پانی کھینچنے والی موٹریں اسٹارٹ کر دیں اور ان کے پائپ سمندر میں ڈال دیے۔ بے پناہ رفتار سے پانی اندر آیا اور اس کا نتیجہ خاطر خواہ ہوا۔ آگ بجھنے لگی اور اب چاروں طرف جلی ہوئی لکڑیوں کا دھواں بلند ہو رہا تھا۔

جب میں نے محسوس کیا کہ آگ بجھ گئی اور جو باقی ہے اس پر آسانی سے قابو پا لیا جائے گا تو میں دوڑتا ہوا اس پائلٹ روم میں آ گیا۔ میں دراصل گومین اور اس کے ان چار ساتھیوں کی کارروائی دیکھنا چاہتا تھا جو پانی میں گئے تھے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ یہ نہتے سامون پانی کی گہرائی میں اتر کر کیا کریں گے لیکن اس کا نتیجہ برآمد ہونے میں زیادہ وقت نہیں لگا۔ میں پائلٹ کیبن میں ہی تھا کہ دفعتاً جہاز سے کوئی دو یا تین سو گز کے فاصلے پر پانی کے اندر سے شعلوں کا ایک طوفان نکلا اور فضا میں بلند ہو گیا۔ اس کا

تعلق جہاز سے نہیں تھا۔ جو لوگ نیچے تھے وہ اس طرف متوجہ ہو گئے۔ جان اسٹیون کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ مارٹن بورس بھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس طرف دیکھنے لگا اور میں۔۔۔۔ میں پتھر کے بت کی طرح ساکت کھڑا آگ کے اس طوفان کو دیکھ رہا تھا جو ایک شعلے کی شکل میں بلند ہو کر سطح سمندر سے کوئی دو سو گز اونچا گیا تھا اور اس کے بعد دھوئیں کی شکل میں منتشر ہو گیا تھا۔ نیچے پانی پر چند لمحات آگ روشن رہی لیکن آخر بجھ گئی۔ ہماری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیسا شعلہ تھا۔

جہاز لڑکھڑایا لیکن اس کے بعد سنبھل گیا اور اس کے بعد جو منظر ہماری نگاہوں کے سامنے آیا وہ ہم سب کا خون رگوں میں جما دینے کے لیے کافی تھا۔ لاتعداد انسانی لاشیں سطح سمندر پر ابھر آئی تھیں اور اس کے ساتھ ہی مردہ مچھلیوں کے انبار بھی لیکن ان مردہ مچھلیوں میں زندہ مچھلیاں بھی تھیں جو شاید دھماکے کے وقت اس دائرے سے باہر تھیں لیکن انسانی خون اور گوشت کی خوشبو پا کر اس طرف دوڑ پڑی تھیں۔ ان میں شارک مچھلیاں بھی تھیں۔ وہ لاشوں پر حملہ آور ہو رہی تھیں اور انہیں منہ میں دبائے ادھر سے ادھر بھاگ رہی تھیں۔ ہو سکتا ہے ان میں کچھ زندہ انسان بھی ہوں لیکن مچھلیوں کے لیے یہ تمیز کرنا ممکن نہیں تھا کہ وہ زندہ انسانوں کو لے کر بھاگ رہی ہیں یا لاشوں کو۔ یہ منظر دہشت زدہ کر دینے کے لیے کافی تھا۔ میں اپنے اعصاب سن محسوس کر رہا تھا۔ ویسے میرے ذہن کے کسی گوشے میں گومین اور اس کے ساتھیوں کا خیال بھی تھا۔ ابھی تک مارٹن بورس یا جان اسٹیون کو اس بارے میں کچھ نہیں معلوم تھا کہ سمندر کے نیچے کیا کارروائی کی جا رہی ہے لیکن اگر میرا اندازہ غلط نہیں تھا تو گومین اور اس کے ساتھی کوئی پراسرار کارنامہ سرانجام دے چکے تھے اور یہ اسی کا نتیجہ تھا۔ ممکن ہے سمندر کی گہرائیوں میں وہ آبدوز تباہ ہو گئی ہو۔ لیکن یہ اندازہ لگانا کم از کم میرے بس کی بات نہیں تھی۔

میری نگاہیں چاروں طرف بھٹک رہی تھیں اور مجھے ان پانچوں کی تلاش تھی جو کہیں نظر نہیں آ رہے تھے۔ ہونٹ خشک ہو گئے تھے۔ گلے میں کانٹے سے پڑتے محسوس ہو رہے تھے۔ وہی خوف دامنگیر تھا کہ اگر گومین اور اس کے ساتھی کام آ گئے تو اس کے بعد کیا ہوگا؟ تنظیم کے افراد ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے سامونوں کی کہانی یہیں ختم ہو جائے گی اور سارے منصوبے خاک میں مل جائیں گے۔ ہم سامونیکا کبھی نہیں پہنچ سکیں گے جان اسٹیون نے گہری سانس لے کر کہا۔

"یوں لگتا ہے کہ آبدوز خود بخود تباہ ہو گئی۔ مگر کیسے؟ یہ سمجھ میں نہیں آیا۔"

میں خاموش کھڑا رہا اور کافی دیر اسی طرح گزر گئی۔ مچھلیاں تمام لاشوں کو ہڑپ کر چکی تھیں۔ مردہ مچھلیاں جو کافی بڑی بڑی اور وزنی تھیں پیٹ کے بل سمندر میں پڑی ہوئی تھیں اور لہریں انہیں منتشر کر رہی تھیں۔ پھر جان اسٹیون جہاز کی جانب متوجہ ہوا اور اس نے انجن روم سے رابطہ قائم کر کے جہاز کی صورتحال معلوم کی لیکن اس کے جواب میں جو کچھ معلوم ہوا وہ بے حد خوفناک تھا۔ انجن روم سے جواب ملا کہ جہاز کا ایک حصہ بالکل ناکارہ ہو چکا ہے اور اس میں تیزی سے پانی بھر رہا ہے۔ گو اس پانی کو پمپ کر کے دوسری جانب سے پانی نکالا جا رہا ہے لیکن اب جہاز کو استعمال نہیں کیا جا سکتا اور آگے بڑھنے کے امکانات تقریباً ختم ہوتے جا رہے ہیں۔ اس صورتحال نے جان اسٹیون کو دہشت زدہ کر دیا اور اس نے پریشان نگاہوں سے میری طرف دیکھا۔

"اب کیا کرنا چاہیے مسٹر غزالی؟"

"کیا ہم جہاز کے اس حصے کی مرمت نہیں کر سکتے؟"

"یقیناً کر سکتے ہیں لیکن اس کے لیے ہمیں خشکی درکار ہوگی۔"

"اوہ۔ یہاں تو دور دور تک ایسا کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔" میں نے پریشان لہجے میں کہا۔ لیکن اسی وقت پائلٹ کیبن کا دروازہ کھلا اور گومین پرسکون انداز میں چلتا ہوا ہمارے نزدیک پہنچ گیا۔ گومین کو دیکھ کر میرا منہ شدت حیرت سے کھل گیا۔ لیکن گومین نے آنکھوں ہی آنکھوں میں مجھ سے کہا کہ میں خاموشی اختیار کروں۔ اس کے بعد وہ پرسکون لہجے میں جان اسٹیون سے بولا۔

"اگر ہم پانی کو پمپ کرتے ہوئے جہاز کو اسٹارٹ کر کے اسے بائیں سمت تقریباً پندرہ سمندری میل تک لے جا سکیں تو ہمیں ایک ایسا جزیرہ مل جائے گا جو ویران ہے لیکن اس کے ساحل پر ہم جہاز کی مرمت کر سکتے ہیں۔"

"لک۔۔۔ کیا۔۔۔ کیا م۔۔۔ میرا مطلب ہے مسٹر گومین۔ کیا آپ کو کسی ایسے جزیرے کے بارے میں علم ہے؟"

"اگر آپ انجن روم کو یہ ہدایت جاری کر دیں کہ جس طرح بھی ممکن ہو جہاز کو بائیں سمت لے جا کر پندرہ سمندری میل کا سفر طے کریں تو پھر سارے معاملات حل ہو سکتے ہیں۔"

کیپٹن جان اسٹیون نے فوراً مائک پر انجن روم کو ہدایات جاری کرنا شروع کر دیں۔ اور دوسرے لمحے جہاز کے انجن دوبارہ اسٹارٹ ہو گئے۔ اس کا رخ تبدیل کیا گیا۔ جہاز کے اندر ایک خوفناک آواز بلند ہو رہی تھی۔ یقیناً اس کی مشینوں کو بھی نقصان پہنچا تھا لیکن انجن روم سے بتایا گیا کہ جہاز کو آسانی سے کافی دور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تک لے جایا جا سکتا ہے۔ یہ سن کر میری جان میں جان آئی۔ چند ہی لمحات کے بعد محسوس ہونے لگا جیسے کچھ بھی نہ ہوا ہو۔ بہرحال جان اسٹیون اور مارٹن بورس وغیرہ آبدوز کے بارے میں کوئی سوال کرنے کے قابل نہیں تھے۔ اس وقت تو انہیں یہ جہاز بچانے کی فکر کھائے جا رہی تھی۔ پندرہ سمندری میل کم نہیں ہوتے۔ لیکن بہر طور جہاز کی رفتار بہت تیز تھی اور جب ہم نے رات کی سیاہی میں ایک ایسی لکیر دیکھی جس پر جزیرہ ہونے کا گمان ہو سکتا تھا تو ہماری آنکھیں خوشی سے چمکنے لگیں۔ مارٹن بورس نے حیرت زدہ نگاہوں سے گومین کو دیکھا اور پھر آہستہ سے بولا۔

"یوں لگتا ہے گومین جیسے آپ کے ذہن میں ان راستوں کا پورا خاکہ موجود ہے۔ آپ اس طرح ان کی نشاندہی کرتے ہیں جیسے ایک ایک چپے پر آپ کی نگاہ ہو۔"

گومین نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تمام تر توجہ اس بات پر صرف کی جا رہی تھی کہ جہاز کو ایسے پانی میں لے جایا جائے جہاں اسے بہ آسانی لنگر انداز کیا جا سکے۔ گو اسے کوئی ایسی جگہ نہیں مل سکتی تھی جہاں اسے ہینگر کر کے اس کی مرمت کی جا سکے لیکن بہر طور یہی کافی تھا کہ ایک جزیرہ ہمارے سامنے آ گیا تھا۔ چنانچہ انجینئر اس کوشش میں مصروف ہو گئے کہ جہاز کو اتنی گہرائی میں لے جایا جا سکے جہاں اس کے پھنسنے کا امکان نہ ہو اور اس کی مرمت کی جا سکے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد جہاز کو ایک جھٹکا سا لگا اور اس کے تمام انجن بند کر کے لنگر ڈال دیے گئے۔ پانی نکالنے والی مشینیں اپنا کام کر رہی تھیں اور پانی برابر پمپ کیا جا رہا تھا۔ گومین نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اگر تم چاہو تو جہاز پر ہی رہو لیکن میرا خیال ہے جہاز کی مرمت میں کچھ وقت لگ جائے گا۔ اگر مناسب سمجھو تو بقیہ افراد کو جو اس مسئلے سے بالکل غیر متعلق ہیں لے کر جزیرے پر چلے جاؤ اور وہاں اپنے لیے کوئی کیمپ لگا لو۔ میرا خیال ہے جہاز کا وزن کچھ کم ہو جائے تو اس کی مرمت کے کام میں آسانی ہو سکتی ہے۔"

میں نے فوری طور پر اس کارروائی کا آغاز کر دیا۔ ظاہر ہے خواتین کا یہاں رکنا بے مقصد ہی تھا۔ ویسے مردوں میں تقریباً تمام ہی افراد جہاز کی مرمت کے لیے اپنے آپ کو پیش کر چکے تھے۔ صرف چند ہی ایسے تھے جو اس سلسلے میں بالکل ہی ناکارہ تھے۔ چنانچہ انہیں میرے ساتھ اس بڑے اسٹیمر میں بٹھا کر ساحل کی طرف روانہ کر دیا گیا جس میں گوشائی، ندرت، ڈوئی کارلو، ایڈنا وغیرہ بیٹھی ہوئی تھیں۔ میری ہدایت پر ان لوگوں کو مسلح کر دیا گیا تھا تاکہ اگر اتفاقیہ طور پر جزیرے پر کچھ ایسے حالات پیش آ جائیں جو خطرناک ہوں تو ہمیں فوری طور پر جہاز والوں سے مدد لینے کی ضرورت نہ پیش آئے۔

اسٹیمر ساحل کی جانب سفر کر رہا تھا اور میرے ذہن میں بہت سے خیالات تھے۔ یہ بات معلوم نہیں ہو سکی تھی کہ گومین نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس آبدوز کو کیسے تباہ کر دیا۔

ساحل قریب آ گیا تھا۔ اسٹیمر وہاں تک پہنچ گیا جہاں تک جا سکتا تھا۔ اس کے بعد ہمیں پانی میں اتر کر ہی جزیرے کے کنارے تک سفر کرنا تھا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ اس جزیرے کی نوعیت کیا ہے آیا وہ بالکل ویران ہے یا وہاں کوئی آبادی ہے۔ یہ باتیں تو وہاں جا کر معلوم ہو سکتی تھیں لیکن گومین کی یہ نشاندہی بھی بڑی حیرت انگیز تھی اور میں نے مارٹن بورس کے چہرے پر حیرت کے آثار دیکھے تھے۔ باقی رہی بات جان اسٹیون کی تو جان اسٹیون کے بارے میں، میں کم از کم یہ جانتا تھا کہ وہ اس وقت صرف وہی سوچ سکتا ہے جس کی اجازت گومین کی طرف سے ہو۔ ورنہ باقی معاملات میں اس کی حیثیت جہاز کی کسی مشین سے زیادہ نہ تھی۔

اسٹیمر کا انجن بند ہو چکا تھا۔ ہم سب لوگ اسے لنگر انداز کر کے نیچے اتر آئے۔ پانی کافی گہرا تھا یہاں۔ لیکن ہم سب کے سب تیرنا جانتے تھے۔ سوائے مس ایڈنا کے جنہوں نے زبردستی اپنا بوجھ مجھ پر ڈال دیا تھا۔ ہم سب جزیرے پر پہنچ گئے۔ چاروں طرف اونچی اور ویران چٹانیں اور ریتلی زمین پھیلی ہوئی تھی۔ یہاں دور دور تک نگاہیں دوڑانے کے باوجود کوئی پودا یا پانی نظر نہیں آ رہا تھا۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے اس سے پہلے کسی انسان نے اس جزیرے پر قدم نہیں رکھا۔ مس ایڈنا نے سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرے خدا یوں لگتا ہے جیسے ہم کسی سیارے پر اترے ہوں۔"

"جی ہاں ایسا ہی لگتا ہے۔" میں نے کہا اور پلٹ کر ندرت کی طرف دیکھا اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ میں نے آنکھیں چمکائیں تو وہ جلدی سے دوسری طرف دیکھنے لگی۔ ایڈنا کے سلسلے میں یہ لڑکیاں یا خواتین مسلسل میرا مذاق اڑا رہی تھیں۔ بہرحال ہمارے ساتھ جو لوگ آئے تھے۔ وہ خیمے وغیرہ بھی لائے تھے۔ حالانکہ ان چٹانوں میں ایسے غار نظر آ رہے تھے جن میں اگر ہم تلاش کرتے تو ہمارے قیام کے لیے کوئی عمدہ جگہ مل جاتی۔ لیکن نجانے ان غاروں میں کیا ہو؟ کوئی خطرہ مول نہیں لیا جا سکتا تھا۔ اس لیے ہم نے خیموں ہی میں رہنا مناسب سمجھا۔ مس ایڈنا کہنے لگیں۔

"ڈیئر غزالی ہمارا یہاں قیام کب تک رہے گا۔ اس جزیرے میں تو گھاس تک نہیں ہے۔"

"آپ کو اس کی کیا ضرورت پیش آ گئی مس ایڈنا میرا خیال ہے میں نے کبھی آپ کو گھاس کھاتے ہوئے نہیں دیکھا۔" میں نے کسی قدر جھلاتے ہوئے انداز میں کہا اور ایڈنا ہنس پڑی۔

"نائی ٹو بوائے۔" اس نے اٹھلاتے ہوئے کہا۔

میں جزیرے کا جائزہ لینا ضروری سمجھتا تھا تاکہ کسی قسم کے خطرے سے بچا جا سکے۔ اور اس کے لیے میں نے گوشائی کا انتخاب کیا۔ گوشائی سے میں نے اپنا مقصد بیان کیا تو اس نے پرخیال انداز میں گردن ہلا کر کہا۔

"ہاں۔ میرے خیال میں جہاز کی مرمت میں کافی وقت لگ جائے گا۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہمیں یہاں کب تک رکنا پڑے اس دوران ہمارا اس جزیرے سے باخبر رہنا ضروری ہے۔ بظاہر تو یہاں انسانی آبادی نظر نہیں آتی۔ لیکن پھر بھی دیکھ لیتے ہیں۔"

ان لوگوں کو یہاں احتیاط سے رہنے کی ہدایت کر کے ہم دونوں چل پڑے۔ ابھی چند قدم ہی آگے بڑھے تھے کہ مس ایڈنا دوڑتی ہوئی ہمارے پاس پہنچ گئیں۔

"کہاں جا رہے ہو تم لوگ؟" انہوں نے مجھے اور گوشائی کو گھورتے ہوئے کہا اور میں پھر سوالیہ نگاہوں سے انہیں دیکھنے لگا

"فرمائیے آپ کو کوئی تکلیف ہے۔" میں نے سوال کیا۔

"جہاں بھی جا رہے ہو میں ساتھ چلوں گی۔"

"تم وہاں کیمپ میں جاؤ۔" میں نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور ایڈنا ٹھٹک کر رہ گئی۔ میں گوشائی کا بازو پکڑ کر آگے بڑھ گیا۔ گوشائی ہنسنے لگی۔

ہم دونوں وہاں سے کافی آگے بڑھ گئے۔ جزیرہ گہرائی میں تھا اور جس جگہ ہم موجود تھے وہ بلندی پر تھی۔ اونچی اونچی طوفانی موجیں ساحل سے ٹکرا رہی تھیں اور سفید سفید جھاگ فضا میں دور دور تک پھیل رہے تھے۔ گوشائی کہنے لگی کہ اس حصے میں مچھلیوں کا زندہ رہنا ممکن نہیں ہے کیونکہ پانی کی لہریں جس قوت سے چٹانوں سے ٹکرا رہی ہیں، اگر مچھلیاں ان کے ساتھ اس طرف آ جائیں تو یقیناً زندہ نہیں بچ سکیں گی۔ میں نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ ہم کافی آگے بڑھ گئے اور پھر ایک چٹان کے نیچے ہم نے ایک مرا ہوا سمندری جانور پایا، جس سے بدبو کے بھبکے اٹھ رہے تھے۔ جزیرہ ہمارے اندازے کے مطابق زیادہ وسیع نہیں تھا۔ بس تھوڑی سی لمبائی چوڑائی تھی اس کی۔ گھوم پھر کر آنے میں آدھے گھنٹے سے زیادہ صرف ہوا۔

واپس آئے تو مس ایڈنا ایک جانب منہ پھلائے بیٹھی ہوئی تھیں۔ جہاز کو یہاں سے بآسانی دیکھا جا سکتا تھا۔ تمام لوگ بے حد مصروف نظر آ رہے تھے۔ جہاز کے اس حصے میں جہاں تارپیڈو لگے تھے، موٹی چادر پھٹ گئی تھی اور بڑا کام یہی تھا کہ اس شگاف کو بند کر کے اچھی طرح ویلڈ کر دیا جائے۔ اور یہی کام کیا جا رہا تھا۔

شام کے تقریباً سات بجے گومین، سمبوتورا اور مارٹن بورس ایک اور اسٹیمر کے ذریعے یہاں پہنچ گئے۔ انہیں وہاں سے بھی جزیرے کی صحیح صورتحال کے بارے میں اندازہ ہو گیا تھا۔ یہاں آ کر گومین نے مجھ سے چند سوالات کیے اور پھر میں، گوشائی اور گومین ایک اور کونے میں جا بیٹھے۔ گومین کہنے لگا۔

"جہاز کی مرمت میں، میرا خیال ہے دو دن صرف ہو جائیں گے۔ میں ابھی غیر مطمئن ہوں۔ مجھے احساس ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے سمندر کے نیچے اس مشینی ذریعے سے ہم پر حملہ کیا تھا وہ اور بھی کارروائی کریں گے۔ اس بات کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ وہ ہمارا تعاقب کر رہے ہیں اور ہم ان کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں ہیں۔" گوشائی کہنے لگی۔

"ہاں۔ تارک۔ میرا اپنا بھی یہی اندازہ ہے۔ مسٹر غزالی مجھے بتا چکے ہیں کہ تنظیم بہت طاقتور ہے اور جدید ترین وسائل

مقبول عام مصنف ایم۔ اے راحت کے سدا بہار قلم سے شاہکار ناول

پارس

اُس شخص کا قصہ جو اپنی تلاش میں نکلا تھا۔
عشق، جرم اور جنون سے جنم لینے والا ہنگامہ خیز ناول۔

آغاز سے انجام تک ------ سطر سطر ہنگامہ

قیمت ۴۰/- ڈاک خرچ ۲۰/-

20- عزیز مارکیٹ اردو بازار لاہور- 7247414

اسٹاکسٹ:- علی بک سٹال

نسبت روڈ چوک میو ہسپتال لاہور- 7223853

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رکھتی ہے۔ دراصل زی لوش نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے تنظیم کے سربراہوں سے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ ساموینیکا میں انہیں اپنا ہیڈ کوارٹر بنانے کی اجازت دیں گے۔ تنظیم کے مقاصد تو نہیں معلوم۔ لیکن ظاہر ہے وہ دنیا کے خلاف کسی ایسی کارروائی میں مصروف ہے جو اس کی دنیا کے لوگ پسند نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ان کی نگاہوں سے پوشیدہ رہ کر اپنے لیے ایک ایسا ٹھکانا چاہتی ہے جہاں سے وہ تمام کارروائی کر سکے۔ یہ لالچ بہت بڑا ہے تارب۔ اس لیے تنظیم اپنی جیسی تمام کوششیں کرے گی۔"

"تم فکر نہ کرو۔ ہم لوگ اس بات پر بھی نگاہ رکھے ہوئے ہیں اور سمندر کی گہرائیوں کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔"

بورس اپنی بھتیجی ایڈنا سے گفتگو کر رہا تھا۔ گومین نے کہا کہ وہ جہاز پر ہی رہے گا اور یہاں تمام ذمہ داری تمہارے سپرد کی جا رہی ہے۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"بہر طور میں مستعد رہوں گا۔"

کافی دیر تک گومین ہم لوگوں سے گفتگو کرتا رہا پھر وہ واپس چلا گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد اسٹیمر کے ذریعے بہت سی کھانے پینے کی اشیاء یہاں پہنچ گئیں اور ڈوئن کاربوا ومدرت کھانا تیار کرنے میں مصروف ہو گئیں۔ غالباً مارٹی، ایڈنا کو کچھ سمجھا بجھا کر گیا تھا کیونکہ اس کا موڈ بحال ہو گیا تھا۔ کھانے پینے سے فارغ ہونے کے بعد جب ہم اپنے اپنے کیمپ میں آرام کرنے کے لیے پہنچ گئے تو ایڈنا میرے پاس آگئی۔

"کیا خیال ہے غزالی۔ کیا یہاں پکنک کا سا سماں نہیں معلوم ہوتا۔"

بات احمقانہ تھی مگر اس لڑکی نے کوئی بات عقلمندی کی کی بھی تو نہیں تھی۔ مجھے بے اختیار ہنسی آگئی۔

"ہاں۔ میرا خیال ہے اچھی خاصی پکنک ہے یہ ایڈنا۔ لیکن تم جہاز پر ہونے والی اس آتش زنی کے بارے میں کیا کہتی ہو!"

"اوہ میرے خدا۔ پورا جہاز شعلوں میں گھرا ہوا تھا۔ میں تو سوچ رہی تھی کہ کہیں ہم اسی میں جل کر خاک نہ ہو جائیں۔"

"پکنک میں تو ایسے دلچسپ مواقع آتے ہی رہتے ہیں۔"

"نجانے تم کس قسم کے انسان ہو۔ ایک بات پوچھوں۔ برا تو نہیں مانو گے۔"

"نہیں۔"

"وہ تین لڑکیاں، بلکہ لڑکیاں تو صرف دو ہیں۔ تیسری تو خاصی عمر کی ہے، جن کے ساتھ تم جزیرے پر گھومنے کے لیے گئے تھے، اور تم نے میری اچھی خاصی انسلٹ کر دی تھی۔ ہاں تو میں یہ کہہ رہی تھی کہ ان تینوں میں سے کون تمہاری منظور نظر ہے؟"

"یہ فیصلہ میں نے ابھی تک نہیں کیا۔ میرا خیال ہے ان تینوں سے باری باری سوال کر لو۔ وہ تمہیں مناسب جواب دے دیں گی۔"

"نہیں مجھے ایسے لوگوں سے بات چیت کرنا پسند نہیں ہے جو مجھے پسند نہ ہوں۔"

"ہاں یہ بھی سوچنے کی بات ہے۔ پھر اس سلسلے میں کیا کیا جائے؟"

"تم خود نہیں بتاؤ گے؟"

"میں سچ کہتا ہوں ایڈنا کہ میں ابھی اس بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر پایا۔"

"اس کا مطلب ہے کچھ چکر ہے ضرور۔ ورنہ تم مجھے نظر انداز نہ کرتے۔"

"میں نے آپ کو نظر انداز تو نہیں کیا ہے مس ایڈنا۔"

"بیکار باتیں مت کرو۔ میں محسوس کرتی ہوں کہ تم بار بار میری انسلٹ کرتے ہو۔"

"اوہ یہ صرف آپ کا احساس ہے۔ ورنہ ایسی کوئی بات نہیں۔" میں نے شانے ہلاتے ہوئے کہا۔

ایڈنا سحر خیز نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی اور میں نے آنکھیں بند کر لیں۔ دل ہی دل میں مجھے ہنسی آ رہی تھی۔ اتنی بار معذرت کرنے کے بعد تو اسے میری صورت پر تھوکنا بھی نہیں چاہیے تھا۔ لیکن بڑی باہمت خاتون تھی۔ ابھی مس ایڈنا کچھ اور گوہر افشانی فرمانے والی تھیں کہ دفعتاً فضا میں ایک ہولناک آواز گونج اٹھی اور میں اچھل پڑا۔ یہ آواز ... یہ آواز ... میں دوڑتا ہوا خیمے سے باہر نکل آیا۔ سامنے جہاز پر فوراً تمام روشنیاں گل کر دی گئی تھیں اور تا حد نگاہ گہری تاریکی چھا گئی تھی۔ دفعتاً مجھے خیال آیا اور میں نے چیخ کر کیمپ والوں سے کہا۔

"روشنیاں گل کر دو۔ تمام روشنیاں گل کر دو۔"

اس ہولناک آواز سے سبھی جاگ گئے تھے۔ آن کی آن میں کیمپوں کی تمام روشنیاں گل کر دی گئیں۔ ایڈنا میرے بازو سے چمٹ کر کھڑی ہو گئی تھی۔

"یہ آواز ... یہ کیا ہے؟" اس نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور میں نے بازو جھٹک دیا۔ دفعتاً فضا میں ایک لاوشن لکیر نظر آئی، جس سے پھلجھڑیاں سی چھوٹ رہی تھیں۔ ہولناک آواز، گہری تاریکی میں بلند ہوتی ہوئی روشن لکیر ... نجانے ... نجانے یہ سب کیا ہو رہا تھا۔

روشن لکیر بلندی پر جا کر ختم ہو گئی کوئی کچھ نہیں سمجھ پایا تھا۔ س تیز روشنی کے اچانک ختم ہونے سے تاریکی کچھ اور گہری لگنے لگی۔ ابھی ذہن کوئی فیصلہ نہیں کر پایا تھا کہ ایک عجیب سی آواز بھری اور جس جگہ ہمارا زخمی جہاز کھڑا ہوا تھا وہاں سے کچھ فاصلے پر پانی میں چھپاکا ہوا اور پانی فوارے کی مانند فضا میں بلند ہو گیا۔

کسی اور کے بارے میں تو کچھ نہیں کہہ سکتا تھا لیکن صورت حال اب میری سمجھ میں ضرور آ گئی تھی۔ ایک آبدوز کو تباہ کرنے کے بعد ہم نے سمجھ لیا تھا کہ ہم نے تنظیم پر آخری ضرب لگا کر اس کی کوششوں کو ناکام بنا دیا۔ لیکن تنظیم اتنی معمولی تو نہیں تھی۔ اب پتا نہیں کوئی اور آبدوز تھی یا کوئی اور ذریعہ۔ بہر حال تباہ شدہ جہاز کے بارے میں انہوں نے اندازہ لگا لیا تھا اور اسے مکمل طور سے تباہ کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔

گوشائی کی آواز میرے کان کے پاس ابھری۔ "تم دیکھ رہے ہو گازالی ۔۔۔؟"

"کیا؟" میں نے چونک کر پوچھا۔

"وہ۔ وہ ایک سمندری جہاز ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"آنکھیں بند کر لو۔ ذہن کو سطح سمندر پر دور دور تک پھیلا دو۔ بند آنکھوں سے اسے تلاش کرو۔" گوشائی بولی۔

"اور پھر فضا میں بلند ہو کر دم ہلانے لگو۔" دوسری طرف سے ایڈنا کی تمسخر آمیز آواز سنائی دی۔

"تم پھر آ گئیں؟" میں نے غرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"سوری واقعی مجھے پاگلوں سے دور رہنا چاہیے۔ ویسے یہ تاریکی بہت رومانی ہے۔ میں جا رہی ہوں۔ سمجھی نہیں تھی کہ یہ گفتگو کو ڈبل ورڈز میں ہو رہی ہے۔" ایڈنا وہاں سے ہٹ گئی۔ گوشائی نے کہا۔

"اپنا کام کرو گازالی۔"

"میری رہنمائی کرتی ہو گوشائی۔" میں نے کہا اور اس کی ہدایت کے مطابق آنکھیں بند کر لیں۔ پہلے تو مکمل تاریکی رہی پھر ذہن کا روشن ہونے لگا۔ سمندر پر ہلکی ہلکی روشنی پھیلتی گئی یہاں تک کہ لہریں نظر آنے لگیں۔ پھر مرمت ہونے والے جہاز سے کوئی دو سو گز دور ایک سیاہ رنگ کا گولہ گرتا ہوا نظر آیا اور پانی بلند ہو گیا۔ میری باطنی نگاہیں دور دور تک کا احاطہ کرنے لگیں۔ اور پھر بہت دور۔ بہت دور تاریکی میں ایک کوہان سا ابھرا نظر آیا۔ پھر اس پر اچانک ایک شعلہ چمکا اور پھر ویسا ہی دھماکا ہوا۔ یہ جہاز ہی تھا۔

"کچھ نظر آیا ۔۔؟"

"ہاں۔ میں نے اسے دیکھ لیا ہے۔"

"اس پر ہمارے دشمن سامون موجود ہیں۔" گوشائی نے کہا۔ اس سے قبل کہ میں کوئی جواب دیتا۔ دفعتاً ہمارے مرمت ہونے والے جہاز سے جوابی کارروائی شروع ہو گئی اور لاتعداد روشن لکیریں فضا میں پرواز کرتی ہوئی اسی طرف کا رخ کرنے لگیں جہاں دشمن جہاز موجود تھا۔ اب میں کھلی آنکھوں سے یہ سمندری جنگ دیکھ رہا تھا۔

شاید ہمارے جہاز پر زیادہ موثر ہتھیار موجود تھے کیونکہ میں نے مسلسل روشنیاں سفر کرتے دیکھی تھیں۔ دوسری طرف سے بھی کارروائی ہو رہی تھی لیکن اس کی رفتار سست تھی۔

"وہ فرار ہو رہے ہیں۔ وہ ہم سے خوفزدہ ہو گئے ہیں۔" گوشائی نے کہا۔

تقریباً آدھے گھنٹے مسلسل کارروائی ہوتی رہی تھی اور پھر خاموشی چھا گئی۔ ہولناک سناٹا۔ تمام آوازیں بند ہو گئی تھیں۔

"کیا یہ تیسری جنگ عظیم کا آغاز ہے۔" کسی گوشے سے ایڈنا کی آواز ابھری اور ماحول میں گویا زندگی دوڑ گئی۔ اس وقت ایڈنا کی آواز نے ایک خوشگوار تاثر قائم کیا تھا۔

"آپ نے آغاز کیا ہی نہیں تو کیسے ہو سکتا ہے مس ایڈنا۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"روشنی کے بارے میں کیا خیال ہے؟" ایڈنا نے کہا۔

"آہ یہ تاریکی کائنات کی سب سے حسین شے ہے میں تو چاہتا ہوں کہ مس ایڈنا یہ ساری زندگی تاریکیوں میں گزار دوں۔"

ایڈنا نے جلے بھنے انداز میں گردن جھٹکی اور وہاں سے آگے بڑھ گئی۔ دلچسپ کردار تھا۔ میں ہنستا رہا۔ جہاز پر ابھی تک تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ چنانچہ میں نے بھی کیمپ میں روشنی کرنے کی کوشش نہیں کی لیکن تھوڑی دیر کے بعد جہاز پر روشنی ہو گئی۔ غالباً ان لوگوں کو خطرے کے ٹلنے کا احساس ہو گیا تھا۔

باقی رات ہنگامہ خیزیوں ہی میں گزر گئی اور پھر صبح کی روشنی نمودار ہو گئی۔ دھند میں دور دور تک کوئی شے نظر نہیں آ رہی تھی۔ میں کیمپ کے انتظامات سنبھالنے کے بعد جہاز کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہاں بھی تمام لوگ مستعد تھے۔ جہاز کی مرمت کا کام بدستور جاری تھا۔ میری ملاقات کیپٹن بورس وغیرہ سے ہوئی تو انہوں نے رات کے واقعے کا تذکرہ کرتے ہوئے سنسنی خیز لہجے میں بتایا کہ وہ ایک نہیں بلکہ کئی جہاز تھے۔ غالباً دو یا تین لیکن ان کے پاس ایسے جدید جنگی ہتھیار نہیں تھے جو سمندری جنگ میں کام آتے ہیں۔ انہوں نے اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جہاز کو تباہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن جوابی کارروائی کے بعد وہ فرار ہو گئے۔ تمام لوگوں کی ایک میٹنگ ہوئی جس میں اس خدشے کا اظہار کیا گیا کہ سب میرین کی تباہی کے بعد اگر ہم نے یہ سوچ لیا کہ ہمارا چھٹکارا ہو گیا تو یہ بالکل غلط ہے۔ دورانِ سفر ہمیں ان لوگوں کی طرف سے ہر طرح کی کارروائیوں کا انتظار کرنا ہوگا اور جوابی کارروائی کے لیے مستعد رہنا ہوگا۔

میٹنگ کے دوران ہی معلوم ہوا کہ جہاز کی مرمت کا کام برق رفتاری سے کیا جا رہا ہے اور شاید چوبیس گھنٹے کے اندر اندر جہاز دوبارہ روانگی کے قابل ہو جائے گا۔ بہرطور اس سنسنی خیز سفر میں لطف بھی آ رہا تھا اور خوف بھی شامل تھا۔ دل کے معاملات جوں کے توں رہے۔ ایڈنا کامیڈی کرتی رہی۔ وہ اظہارِ الفت میں بے باک بھی تھی اور لمحہ لمحہ ناراض ہو جاتی تھی۔ پر لطف کردار تھا جو بہت محظوظ کر رہا تھا میرے سپرد چونکہ صرف کیمپ کی نگرانی کی ذمے داری تھی، اس لیے میرا زیادہ وقت جزیرے پر ہی گزرا اور میں یہاں کے معاملات دیکھتا رہا۔ جزیرے میں کوئی ایسی خاص بات نہیں تھی جو کسی طور قابلِ ذکر ہوتی۔ گوسائی وغیرہ میرے ساتھ ہی رہی تھیں رات کو تقریباً گیارہ بجے کے قریب ہمیں اطلاع دی گئی کہ اب ہم جہاز پر واپس آ سکتے ہیں۔ کیمپ میں رہنا ضروری نہیں ہے۔

رات ہی کو ہم سب جہاز پر منتقل ہو گئے۔ کیپٹن لورس اپنا کام مکمل کر چکا تھا اور جہاز اب چیکنگ کے مراحل سے گزرنے کے بعد روانگی کے لیے تیار تھا۔ اس دوران تمام تر کوششیں اس بات پر صرف کی گئی تھیں کہ دوسرے جہازوں کے سگنل موصول کیے جائیں اور یہ اندازہ لگایا جائے کہ وہ کتنے فاصلے پر ہیں لیکن اس سلسلے میں ناکامی ہوئی تھی اور یہ نہیں پتا چل سکا تھا کہ وہ جہاز اب کتنے فاصلے پر ہیں اور ہیں بھی یا واپس چلے گئے ہیں۔ لیکن میں نے اس تصور کی تردید کر دی کیونکہ مارٹن الیسٹرڈ کے مزاج سے میں بخوبی واقف تھا۔ لوہے کے ہاتھ والا جلد ہی ہار ماننے کا عادی نہیں تھا وہ یقیناً اپنی کارروائیاں جاری رکھے گا اور پھر دشمن ساموما سے اس بات پر اکساتے رہیں گے کہ وہ اپنا کام جاری رکھے۔ جہاز چونکہ اب بالکل تیار تھا اس لیے آگے بڑھنے کے لیے دن یا رات کا تعین بے مقصد تھا۔ چنانچہ مشترکہ فیصلے کے بعد جہاز کے انجن اسٹارٹ کر دیے گئے۔ اور پھر وہ آہستہ آہستہ ساحل سے دور ہونے لگا۔ ہم لوگ عرشے پر کھڑے دوربینیں آنکھوں سے لگائے دور دور تک کا جائزہ لے رہے تھے۔ فضا میں دھند اترتی آ رہی تھی اور موسم کافی سرد تھا۔ اس وقت ندرت میرے پاس آ کھڑی ہوئی تھی۔

اور کافی سنجیدہ نظر آ رہی تھی۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ ہمارے پاس کافی پہنچ گئی، ندرت نے مجھے کافی پیش کی تھی۔

"اچانک یا پہلے سے طے شدہ پروگرام کے تحت؟" میں نے سوال کیا۔

"نہیں میں کہہ کر آئی تھی کہ میرے اور تمہارے لیے کافی پہنچا دی جائے۔" ندرت نے کہا۔

"کافی خوش ذوق ہوتی جا رہی ہو ندرت۔ میں سمجھتا ہوں یہ ہماری دنیا کا اثر ہے۔"

"اس میں کوئی شک نہیں ہے گازالی۔ یہاں رہ کر میں نے بہت کچھ سیکھا ہے اور میں اسے تسلیم کرتی ہوں کہ تمہاری دنیا ساموینکا سے زیادہ خوبصورت ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ انسان اپنی زمین کو اپنے گھر کو دنیا کی ہر شے پر فوقیت دیتا ہے لیکن تمہارے ہاں کی زندگی میں ایک انوکھا پن ہے۔ میں شاید اپنی آخری سانس تک تمہاری اس دنیا کو نہ بھول سکوں۔"

"کیا بات ہے بہت سنجیدہ ہو؟"

"نہیں گازالی بس ایسے ہی کچھ خیالات بعض اوقات طبیعت پر اضمحلال طاری کر دیتے ہیں۔ تم سے دور رہ کر کیسا لگے گا۔ معاف کرنا گازالی قسم لے لو کہ ان الفاظ میں کوئی حسرت یا محرومی نہیں ہے۔ یہ باب تو میں نے اسی وقت بند کر دیا تھا جب تم نے مجھے اپنے دل کی کہانی سنائی تھی۔ دل کے معاملے ذرا مختلف ہوتے ہیں اور ان میں مداخلت حماقت کے علاوہ اور کچھ نہیں کہلائی جا سکتی۔ میں بس یہ سوچ رہی تھی کہ ایک طویل عرصہ تمہارے درمیان گزارنے کے بعد جب میں ساموینکا میں داخل ہوں گی تو کیا مجھے ساموینکا ویسا ہی نظر آئے گا جیسا وہاں سے آنے سے پہلے تھا؟"

"اپنی زمین اپنی ہی ہوتی ہے ندرت۔ ساموینکا میں جب تم اپنا منصب پا لو گی تو اس کے بعد تمہیں کچھ یاد نہیں رہے گا۔"

"یہ الفاظ میں تمہاری زبان سے سننا چاہتی تھی گازالی۔ ہمارے درمیان ایک بحث چلتی رہی ہے اور شاید یہ تمہیں منافقت محسوس ہو کہ تمہاری بے مثال قربانیوں کے سبب ہم تمہیں موضوعِ گفتگو بنائے رہے ہیں۔ درحقیقت تم سے محبت کرنے والے صرف اپنے ہی طور پر نہیں سوچ رہے۔ وہ اپنی ہی آسائشوں اور آسانیوں کے طلب گار نہیں ہیں بلکہ وہ یہ بھی سوچتے ہیں کہ جس شخص نے اپنی زندگی کے سارے پہلو ہمارے لیے نظر انداز کر دیے کیا ہم اس کی طرف سے اتنی ہی بے توجہی برتیں اور اس کے بارے میں کچھ نہ سوچیں۔"

"میرے بارے میں کیا سوچ رہے ہو تم لوگ؟ اور

واقعی مجھے اس بات پر تعجب ہوا کہ اب بھی کوئی ایسا مسئلہ باقی ہے جس پر سوچا جا رہا ہو۔"

"ہاں۔ اب بھی ایک ایسا مسئلہ باقی ہے جس پر سوچا جا رہا ہے اور بڑی سنجیدگی سے سوچا جا رہا ہے۔"

"تو کیا یہ مسئلہ حل کر لیا گیا؟"

"ابھی نہیں لیکن جہاں تک اربابِ رائے کا فیصلہ ہے وہ یہی ہے کہ گازالی کو اس حد تک خود میں ملوث نہ کیا جائے کہ خود اس کی زندگی کے لیے کچھ باقی نہ رہے۔"

"میں سمجھا نہیں ندرت۔ تم نے ذکر چھیڑا ہے تو بہتر اب یہ ہے کہ میری تشفی بھی کر دو۔"

"گازالی تمہیں علم ہے کہ ساموینکا میں زندگیاں طویل ترین ہوتی ہیں اور اس کا اندازہ ہمیں تمہاری دنیا میں آنے کے بعد ہوا۔ تمہارے ہاں زندگی بہت مختصر ہے۔ وہ تمام مراحل اس دوران طے ہو جاتے ہیں، جس دوران ہم بچپن کی حدود بھی طے نہیں کر پاتے۔ تم لوگ اتنے عرصے میں سارے مراحل سے گزر کر اپنی آخری عمر کو پہنچ جاتے ہو۔ ساموینکا میں ہماری جنگ انہی لوگوں سے ہے جو طویل ترین زندگیاں رکھتے ہیں۔ اور اس بات کے امکانات بھی ہیں کہ یہ جنگ اتنے طویل عرصے تک جاری رہے گی کہ کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ زی نوش بھی معمولی ساموں نہیں ہے۔ اس کے اپنے وسائل ہیں۔ اپنے معاملات ہیں۔ وہ کتنے عرصے اس جنگ کو کھینچ سکے گا، اس کے بارے میں کوئی فیصلہ کن بات نہیں کہی جا سکتی۔ ہم لوگ بہت سنجیدگی سے یہ سوچ رہے ہیں کہ اپنے اقتدار کے حصول کی اس جنگ میں تمہاری زندگی ضائع نہ کی جائے۔ ساموینکا پہنچنے کے بعد ہم اپنے وسائل اکٹھے کریں گے اور پھر زی نوش سے معرکہ آرائی ہوگی۔ اس میں نہیں کہا جا سکتا کہ کتنا عرصہ صرف ہو جائے۔ تو کیا اس عرصے میں تم ساموینکا ہی میں رہو گے؟ ہم ہو سکتا ہے وہ وسائل حاصل نہ کر پائیں جن کے تحت تمہیں تمہاری دنیا کی طرف روانہ کیا جا سکے۔ پھر کیا ہوگا؟" میں نے عجیب سی نگاہوں سے ندرت کو دیکھا۔ درحقیقت اس طویل ترین کارروائی کے دوران میں نے اس انداز میں کبھی نہیں سوچا تھا جس طرح اس وقت سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا۔ میرے دل میں ایک حسین تصور ابھر آیا۔ تنویر کے علاوہ اور کون ہو سکتا تھا جس کی موہنی صورت دماغ میں آتی۔ میں نے اس سے انتظار کرنے کے لیے کہا تھا۔ کیا یہ جائز تھا کہ وہ ساری زندگی میرا انتظار کرتی رہتی یا کچھ عرصے کے بعد لوگوں کے کہنے سننے سے مجبور ہو کر اپنی زندگی کو کسی اور کے حوالے کر دیتی اور بقیہ عمر میرے لیے تڑپتے ہوئے

گزار دیتی۔ فرض داریاں ایک الگ حیثیت رکھتی ہیں اور بعض اوقات انسانی اقدار پس پشت چلے جاتے ہیں۔ انسان اپنی خواہشوں کے خلاف کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ میں ساموینکا میں ان لوگوں کی حکومت دیکھنے کا خواہش مند تھا۔ اور یہ آرزو ابتدا ہی سے میرے دل میں تھی لیکن جیسا کہ ندرت نے کہا اگر واقعی تمام عمر اسی جدوجہد میں گزر جائے تو کیا یہ تنویر کے ساتھ انصاف ہوگا۔ میں نے اپنی ذات تو اس مقصد کے لیے وقف کر دی تھی۔ لیکن تنویر کی ذات کو اس میں ملوث کرنے کا کوئی جواز نہیں تھا میرے پاس۔ اگر یہی سب کچھ کرنا تھا تو کم از کم تنویر کو سہلا نہیں دینا چاہیے تھا۔ کافی کے گھونٹ لیتے ہوئے، میں ندرت کی طرف دیکھتا رہا۔ وہ خود بھی شاید میرے چہرے سے میرے دل کی کیفیت پڑھ رہی تھی۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"اور ہم میں سے کوئی بھی اتنا خود غرض نہیں ہے گازالی کہ تمہیں صرف اپنی ذات کے لیے مخصوص کر لے۔"

"تو کیا فیصلہ کیا ہے ان لوگوں نے؟ کیا کوئی پروگرام ہے میرے بارے میں؟"

"نہیں نہیں۔ صرف تذکرے کے طور پر یہ بات نکلی تھی اور سبھی نے سنجیدگی سے اس مسئلے پر سوچا تھا۔ ظاہر ہے ابھی حالات ایسے نہیں ہیں کہ ہم اپنے پروگرام میں کوئی تبدیلی کر سکیں۔"

"بہتر یہی ہے کہ اس سلسلے میں خاموش ہی رہا جائے۔ براہ کرم ندرت میرے ذہن کو یہ گفتگو کر کے خراب مت کرو۔" میں نے کہا اور ندرت خاموش ہو گئی۔ اس کے بعد اس نے موضوع بدل دیا تھا۔ سمندر کا یہ سفر جاری رہا۔ دن گزرتے رہے۔ اس دوران تنظیم کی طرف سے کوئی ایسی کارروائی نہیں ہوئی تھی جو ہمیں خوفزدہ کر دیتی تاہم اپنے طور پر تیاریاں مکمل تھیں۔ پھر ایک شام ڈوبتے سورج تلے افق کی آخری لکیر پر ہمیں ایک جہاز کے نشانات ملے لیکن وہ کافی تیز رفتار تھا۔ سب ہی نے اس جہاز کو دیکھ لیا تھا۔ اور فوراً ہی احتیاطی تدابیر شروع کر دی گئی تھیں۔ لیکن یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ اتفاقیہ طور پر ہمارے سامنے آ گیا ہو اور ہمارا راستہ کاٹنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔ ان راستوں پر کسی جہاز کے نظر آنے کا مطلب یہی تھا کہ وہ عام مسافر بردار یا سامان بردار جہاز نہیں ہے کیونکہ یہ سمندر جہازوں کے گزرنے کے لیے تھا ہی نہیں۔ اگر ماہر کیپٹن اسے حادثات سے بچا کر آگے نہ لے جا رہا ہوتا تو اس راستے میں ایسے ایسے خوفناک مرحلے آئے تھے کہ یا تو جہاز تباہ ہو جاتا یا پھر اسے واپسی کے سفر پر مجبور ہونا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پر چلنا۔ ان لوگوں کی تقدیر اچھی تھی کہ کیپٹن بورس جیسا کپتان انہیں نصیب آ گیا تھا جو جہاز رانی میں بے مثال تھا۔ سامنے نظر آنے والا جہاز دھند میں روپوش ہو گیا تھا لیکن چوبیس گھنٹوں تک جہاز کا پورا عملہ مستعد رہا۔ سمندری جنگ کے ہتھیاروں کو تیار رکھا گیا کہ نجانے کس وقت ان کے استعمال کی ضرورت پیش آ جائے۔ اس دوران دوسری دلچسپیاں بھی برقرار رہی تھیں۔ اور کچھ تفریحی پہلو بھی سامنے آتے رہے تھے۔ سامون تو ویسے ہی مردہ دل لوگ تھے لیکن جہاز کے عملے کے افراد دوسرے لوگ کبھی کبھی زندگی کی جانب لوٹ آتے تھے۔ رقص و موسیقی اور دوسری ہنگامہ خیزیاں شروع ہو جاتی تھیں اور جب یہ سب کچھ ہونے لگتا تو اچانک یوں محسوس ہوتا جیسے سامونوں میں بھی زندگی دوڑ گئی ہے۔

ایک دن تو ڈوڈن کارلوا ور گوشالی نے بھی ان تفریحات میں براہ راست حصہ لیا۔ کچھ خلاصی ڈھول ڈبے بجا بجا کر گانا گا رہے تھے کہ ڈوڈن کارلوان کے درمیان آ کر تھرکنے لگی۔ اور پھر گوشالی بھی اس کے ساتھ شریک ہو گئی۔ ندرت البتہ سنجیدہ طبیعت کی مالک تھی چنانچہ وہ بس بیٹھی مسکراتی رہی تھی۔ گوشالی جیسی پروقار عورت اس وقت بڑی کھلنڈری لگ رہی تھی اور ہم سب دلچسپ نگاہوں سے ان دونوں کو رقص کرتے دیکھ رہے تھے۔ ندرت مجھ سے کچھ فاصلے پر بیٹھی تھی لیکن مجھے یہ اندازہ نہیں تھا کہ مس ایڈنا کب میرے نزدیک آ کر بیٹھ گئی ہیں۔ میں تو اس وقت چونکا جب ان کی سرگوشی میرے کانوں میں ابھری۔

"پتھر... مسٹر پتھر...؟" میں نے چونک کر ادھر دیکھا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"فرمائیے؟"

"تمہاری محبوبائیں رقص کر رہی ہیں۔" اس نے کہا۔

"سبحان اللہ۔ آپ کی اس عنایت کا میں دل سے شکر گزار ہوں مس ایڈنا۔"

"کونسی عنایت کا؟"

"یہی کہ جو میرا نہیں ہے آپ نے مجھے بخش دیا۔ ان خواتین میں سے کوئی بھی اتفاق سے میری محبت قبول کرنے پر تیار نہیں ہے لیکن آپ نے انہیں میری محبوبائیں قرار دے کر میرا جی خوش کر دیا ہے۔"

"یا تو تم جھوٹ بول رہے ہو یا پھر میں بے وقوف ہوں۔" ایڈنا نے کہا۔

"دوسری بات ہی درست ہے محترمہ۔"

"خیر اب اتنی بے وقوف بھی نہیں مجھے بتاؤ۔ یہ اس طرح تم سے گھلی ملی کیوں رہتی ہیں اور تم ان کی پذیرائی اس طرح کیوں کرتے ہو؟"

"اس لیے کہ میرا ان کا طویل عرصے کا ساتھ ہے۔"

"کتنا طویل؟" ایڈنا نے پوچھا۔

"بہت طویل۔"

"تو پھر میں کیا کروں اس سلسلے میں؟ اب اس میں میرا قصور تو نہیں ہے کہ میں تم سے دیر سے ملی؟ تم مجھے وہ اہمیت کیوں نہیں دیتے غزالی جو ان دونوں کو دیتے ہو؟" ایڈنا کے اس سوال پر مجھے ہنسی آ گئی۔ میں نے آہستہ سے کہا۔

"ایڈنا زندگی اور رومان کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے ڈیئر۔ تم اس انداز میں کیوں سوچتی ہو۔ ہم اچھے دوست بھی تو رہ سکتے ہیں۔ جس طرح اس جہاز پر موجود باقی تینوں خواتین میری دوست ہیں۔ دراصل ان میں خوبی یہی ہے کہ وہ رومان پسند نہیں ہیں اور اس سلسلے میں میرا دماغ خراب نہیں کرتیں۔"

"اگر کسی کو کسی سے محبت ہو جائے تو وہ کیا کرے؟"

"صبح سے لے کر رات تک کم از کم دس گلاس ٹھنڈا پانی پیئے اور جب بھی اسے تنہائی ملے ایسی محبت کے نام پر لعنت بھیجے جس کا تعلق صرف حصول سے ہو۔ محبت کا مقصد تو دوستی بھی ہے۔ کیا ضروری ہے کہ اس سلسلے میں جنس کا تعین کیا جائے۔"

"منطقی بننے کی کوشش مت کرو میرے سامنے۔ میں جانتی ہوں کہ تم بہت چالاک آدمی ہو؟"

"اس تعریف کا شکریہ۔ اب اس کے بعد آپ سے اور کیا عرض کیا جائے؟"

"نمٹ لوں گی تم سے اچھی طرح نمٹ لوں گی۔ اس بات کو یاد رکھنا کہ میری محبت ٹھکرا کر تم خوش نہیں رہ سکو گے۔"

"بہتر میں آپ کے یہ الفاظ اپنی یادداشت کے خانے میں محفوظ کیے لیتا ہوں۔" میں نے کہا اور ایڈنا اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔ پھر وہ پاؤں پٹختی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔ میں مسکراتا رہا عقب سے ندرت کی آواز سنائی دی۔

"اس پاگل کو کیا معلوم کہ کون کون اس عذاب سے دوچار ہے۔" میں نے مسکراتی نگاہوں سے ندرت کی طرف دیکھا تو وہ جلدی سے بولی۔

"اونہیں مسٹر گازالی ناراض ہونے کی نہیں ہو رہی۔ یہ الفاظ تو صرف حقیقت کے اظہار کے لیے تھے۔"

"بہت اچھی لڑکی میں دل سے تیری عزت کرتا ہوں۔ بہتر ہے کہ تو اپنے ذہن سے یہ تصور جھٹک دے۔" میں نے کھسک کر ندرت کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا۔ ندرت مسکرانے لگی تھی پھر اس نے بڑے خلوص سے کہا۔

"نہیں گازالی یقین کرو اگر ان الفاظ سے تمہیں کوئی ذہنی کوفت ہوئی ہو تو میں معذرت خواہ ہوں لیکن اس وقت تو میں نے دلچسپی کے لیے یہ جملے کہہ دیے تھے۔"

"ہاں ندرت دراصل اتنی عزت کرتا ہوں میں تمہاری کہ تمہاری دل شکنی کا تصور ہی میرے لیے افسوس ناک ہے۔"

"پلیز گازالی اس انداز میں مت سوچو۔ ویسے میں نے غلط تو نہیں کہا۔ جولیا بیچاری تمہارے لیے زندگی ہار بیٹھی۔ گازالی سچ بتانا کبھی اپنے کشتگاں پر افسوس بھی ہوتا ہے؟"

"کشتگاں کا لفظ تم نے خوب استعمال کیا لیکن میں اسے بھی زیادتی سمجھتا ہوں۔ کیا ایک بے قصور آدمی کو اس سلسلے میں قصوروار قرار دے سکتی ہو؟"

"بھئی ہر بات کو اس طرح نہ محسوس کرو۔ وہ سب تمہاری زندگی میں شریک ہونے کی خواہشمند تھیں۔ میں اس لیے انہیں تمہاری کشتگاں کہہ رہی ہوں۔"

"کاش میں نے ان میں سے کسی ایک کو یہ یقین دلایا ہوتا کہ اس کی قربت میرے لیے باعثِ کشش ہے۔ ندرت میں نے یہ کھیل ہی نہیں کھیلا۔ اس سلسلے میں میرے لیے جو مقدس ہستی سب سے زیادہ قابلِ احترام ہے وہ ہما کی ہے۔"

"ہما کون؟" ندرت نے سوال کیا۔

"ڈاکٹر طاہر علی کی بیٹی کو بھول گئیں۔"

"سوری سوری بس ایسے ہی ذہن سے نکل گیا تھا۔" ندرت نے جلدی سے کہا۔

"میں اسی کی بات کر رہا ہوں۔"

"ہاں واقعی وہ بھی تمہیں بہت ہی چاہتی تھی۔ اس کا انجام کیا ہوا؟"

"محبت کے جن جذبوں کو اس نے اپنے طور پر ایک نام دے لیا تھا۔ بس ان میں ذرا سی تبدیلی پیدا ہو گئی۔ ہمارے ہاں پاکیزگی کا تصور دوسرے تمام تصورات سے زیادہ طاقتور ہے ندرت۔ اور پاکیزہ جذبے محبت کی سب سے اعلیٰ قسم سمجھے جاتے ہیں چنانچہ اس کا جذبہ اس پاکیزہ تصور میں تبدیل ہو گیا اور اب میری اور اس کی محبت کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔"

"اور تنویر؟ کیا اس سے منسلک جذبوں میں پاکیزگی نہیں ہے گازالی۔" ندرت نے ایک ٹیڑھا سوال کر دیا اور میں مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھتے لگا۔ پھر میں نے کہا۔

"میں تمہیں جس قدر معصوم سمجھتا ہوں ندرت، درحقیقت تم اتنی معصوم نہیں ہو۔ جہاں تک جذبوں کی پاکیزگی کا تعلق ہے تو تنویر کے لیے بھی میرے دل میں ایک لطافت ہے۔ لیکن اگر وہ مجھے مل جائے اور ہم ان مذہبی بنیادوں پر یکجا نہ بھی ہو سکیں جو ہمارے ہاں متعین ہیں تب بھی میرے دل میں اس کے لیے کوئی برا تصور نہیں آئے گا۔"

"میں معصوم نہیں ہوں گازالی لیکن تم بھی بے حد چالاک ہو۔" ندرت ہنستی ہوئی بولی۔ میں بھی ہنسنے لگا۔ سفر میں یہ دلچسپیاں مسلسل جاری تھیں اور یہ ضروری بھی تھا۔ سامونوں کے چہرے البتہ میں نے سنجیدہ ہی دیکھے تھے۔ بارہا میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ ندرت کی کی ہوئی گفتگو کے اثرات ان پر کیا مرتب ہوئے ہیں لیکن کسی اور نے مجھ سے اس سلسلے میں کوئی بات نہیں کی تھی۔ سمندر میں تبدیلیاں ہوتی جا رہی تھیں اس وقت ہم جس علاقے سے گزر رہے تھے وہاں کسی قدر حبس طاری تھا۔ فضا میں ایک عجیب سی گھٹن تھی اور کبھی کبھی سمندر سے ہوا کے گرم جھونکے ٹکراتے ہوئے گزر جاتے تھے۔ کچھ اور آگے بڑھے تو سمندر متلاطم نظر آیا۔ پانی کی موجیں بلند ہو رہی تھیں اور جہاز کو زبردست جھٹکے لگنے لگے تھے۔

تمام خلاصی مستعد ہو گئے۔ انجن روم میں احتیاطی تدابیر اختیار کر لی گئیں۔ گو مین عام طور سے پائلٹ روم ہی میں نظر آتا تھا اور اس کی نگاہوں میں تشویش کے آثار پائے جاتے تھے لیکن اس نے اس سلسلے میں کچھ نہیں کہا تھا۔ جوں جوں ہم آگے بڑھتے گئے سمندر ہیجانی ہوتا چلا گیا۔ دیو پیکر لہریں بلند ہوتیں جہاز کو اپنے سر پر اٹھا کر پیچھے لے جاتیں اور اس کے بعد جہاز گہرائیوں میں آ جاتا۔ بالکل طوفانی کیفیت تھی لیکن یہ طوفان تند ہواؤں کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ سمندر ہی ایسا تھا۔ اس دوران جہاز کے عملے کو جان اسٹون اور دوسرے لوگوں کو انتہائی مستعد رہنا پڑا تھا۔ بہت ہی خوفناک صورت حال پیش آ گئی تھی ایڈنا کی حالت سب سے زیادہ بری تھی۔ وہ کئی بار زخمی ہوئی تھی اور اب اس پر ہسٹریائی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ سمندر میں جگہ جگہ خوفناک پہاڑ ابھرے نظر آتے تھے۔ اس کیفیت میں تقریباً ساٹھ گھنٹے سفر کرنا پڑا تھا اور یہ ساٹھ گھنٹے اس سفر کی سب سے ہولناک مدت قرار پائے تھے۔ سامون اپنے طور پر جہاز میں کام کرتے رہتے تھے۔ اور ہر اس چیز کو دور کرنے میں مصروف رہتے تھے جس کی وجہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ ساٹھ گھنٹے کے بعد سمندر کا ایک نیا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اب گھٹن کی وہ کیفیت ختم ہو گئی تھی اور فضا میں ایک دم سردی نمودار ہو گئی تھی۔ اس کی وجہ کچھ آگے چل کر معلوم ہوئی۔ یہاں سمندر برفانی تھا۔ سفید سفید گلیشئر پانی پر تیرتے نظر آ رہے تھے۔ بعض جگہ تو ان کا ایک باقاعدہ سلسلہ بن جاتا تھا پھر جہاز کو ایک برف کی سرنگ سے گزرنا پڑا۔ یہ سفر سب سے زیادہ خوفناک تھا۔ سرنگ میں اندر تاریکی کی بجائے روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ صدیوں پرانا برف سورج کی روشنی جذب کر کے اندر کی فضا کو منور کر رہا تھا اور بالکل یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ہم شیشے کی سرنگ سے گزر رہے ہوں۔ یہ سرنگ بہت بلند و بالا تھی اور اس میں ایسی نوکدار برفیلی چٹانیں ابھری ہوئی تھیں جو جہاز سے ٹکراتیں تو ٹوٹ جاتیں۔ بعض جگہ برف کے بڑے بڑے تودے ٹوٹ کر جہاز میں گرتے تھے اور اب مسلسل خوفناک کیفیتوں سے دوچار ہونا پڑ رہا تھا۔ اس سلسلے میں، میں نے ساموئوں سے کوئی گفتگو نہیں کی تھی۔ ان کے انداز سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ان تمام چیزوں کے لیے توقع رکھتے تھے اور یہ سب کچھ ان کے لیے اجنبی نہیں تھا البتہ ان کے چہروں کی سنگینی کچھ اور بڑھ گئی تھی۔ بعض جگہ تو کیپٹن بورس بھی ہمت ہار بیٹھتا تھا لیکن ایسے موقع پر گومین جہاز کا کنٹرول سنبھال لیتا تھا اور بارہا بورس نے یہ اعتراف کیا تھا کہ وہ شاید گومین کے مقابلے پر کچھ بھی نہیں ہے۔ گومین ایک بہترین جہاز راں ہے اور ایسے ایسے طریقے بتاتا ہے کہ جہاز یقینی تباہی سے بچ جاتا ہے۔

اندازہ ہی نہیں ہو رہا تھا ہمیں کہ سفر کے کتنے دن گزر گئے۔ بس یوں لگتا تھا کہ جیسے اس کائنات میں اس وسیع و عریض سمندر کے علاوہ اور کچھ باقی نہ بچا ہو۔ غالباً یہ سفر کا اٹھائیسواں دن تھا کہ جہاز کے اندر انجن کی آوازیں بڑھ گئیں۔ اور جہاز کی رفتار سست ہونے لگی۔ گومین نے یہ بات محسوس کرتے ہی پائلٹ کیبن کی جانب رخ کیا تھا اور اس کے بعد اس نے کچھ ہدایات دی تھیں۔ چنانچہ جہاز کی رفتار بے حد سست کر دی گئی تاکہ انجنوں پر وزن کم ہو جائے اور پھر ایک اعلان کیا گیا۔ جہاز سمندری گھاس میں پھنس گیا تھا اور اب اس کے علاوہ اور کوئی چارۂ کار نہیں تھا کہ اس گھاس کو کاٹ کر آگے بڑھ جائے میں نے بھی عرشے سے سبز سمندر کو دیکھا تھا بس یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے جہاز خشکی پر سفر کر رہا ہو۔

سبز رنگ کی جلجلی گھاس تاحدِ نگاہ پھیلی ہوئی تھی اور اس کے جھنکاڑ آپس میں گھتے ہوئے تھے۔ جہاز کے آگے ایک تیز آرا لگایا گیا جو مشینی عمل کے تحت چل رہا تھا اور اسی طرح جہاز کو آگے بڑھنے کی مہلت مل رہی تھی ورنہ شاید وہ چند انچ بھی آگے نہ سرک سکتا۔ میں اس ہولناک گھاس کو دیکھتا رہا۔ بڑے بڑے آکٹوپس گھاس کے پاس موجود تھے اور کبھی کبھی ان کی سونڈیں فضا میں بلند ہوتیں تو باقاعدہ فائرنگ کر کے انہیں ہلاک کرنا پڑتا ورنہ نجانے کیا کیا نقصانات ہو جاتے۔ تمام لوگ اس سلسلے میں مستعدی سے کام کر رہے تھے۔ ایڈنا کو کیبن میں بند کر دیا گیا تھا۔ کیونکہ اب اس پر جنونی کیفیت طاری ہونے لگی تھی۔ اگر وہ اس منظر کو عرشے پر سے دیکھ لیتی تو شاید دہشت سے پاگل ہی ہو جاتی۔

میں خود کائنات کے اس سب سے عجیب و غریب حصے کو دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ کیا اس کے بعد بھی واپسی کا سفر ممکن ہے۔ یہ سلسلہ بھی تقریباً بیس بائیس گھنٹے جاری رہا اور جہاز نہایت سست رفتاری سے آگے بڑھتا رہا۔ جب گھاس کا یہ سلسلہ ختم ہو گیا تو جہاز کی رفتار بحال کر دی گئی اور اس کے بعد جو منظر ہمارے سامنے آیا وہ بھی اس طلسمی دنیا کا بے حد حیرت انگیز منظر تھا۔ یہاں سمندر کا پانی زرد تھا اور جگہ جگہ بھنور پڑ رہے تھے۔ زرد بھنور جو بعض اتنی وسعت میں ہوتے کہ خوف کے مارے جہاز کا رخ تبدیل کرنا پڑتا۔ جہاز اگر ان میں سے کسی بھنور میں پھنس جاتا تو بھنور اسے کسی تنکے ہی کی طرح ڈبو دیتا۔ میں نے محسوس کیا تھا کہ اب تمام ساموئن سربراہ عرشے پر ہی جمع رہتے ہیں۔ اس دوران میرا ان سے رابطہ بالکل ہی ختم ہو گیا تھا اور اس کی ضرورت بھی پیش نہیں آئی تھی۔ جب انہوں نے خاموشی اختیار کر لی تھی تو مجھے کیا پڑی تھی کہ میں آگے بڑھ کر ان سے صورتحال دریافت کرتا رہتا۔ پھر ایک رات گزارنے کے بعد جب صبح کی روشنی نمودار ہوئی تو ہم نے اپنے جہاز سے کچھ فاصلے پر ایک اور جہاز کو دیکھا جس کے لنگر پانی میں پڑے ہوئے تھے اور وہ پانی پر ڈول رہا تھا۔ فضا میں چاروں طرف زرد روشنی پھیلی رہتی تھی جو پانی اور آسمان کے امتزاج سے بنتی تھی۔ یہ زرد سمندر دنیا کی سب سے زیادہ حیرتناک چیز تھا اور اسی زرد سمندر کی پراسرار روشنی میں ہم نے اس جہاز کو دیکھا جس پر سفید جھنڈے لہرا رہے تھے۔ گو یہ جھنڈے زرد روشنی میں زرد ہی نظر آتے تھے۔ لیکن یہ اندازہ لگا لیا گیا تھا کہ اس کا رنگ سفید ہے۔ میں اس وقت گوشائی کے ساتھ کھڑا ہوا اس منظر کو دیکھ رہا تھا۔ گوشائی کی پیشانی شکن آلود تھی۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا۔

"یہ جہاز انہی لوگوں کا ہو سکتا ہے جو ہم سے ٹکراتے ہوئے یہاں پہنچے ہیں۔"

"جدید ترین جہاز ہے کیا خیال ہے۔ گوشائی کہیں یہ چال نہ ہو۔" میں نے گوشائی سے اتنا ہی کہا تھا کہ عقب سے گومین کی آواز سنائی دی۔

"غزالی مجھے تمہاری ضرورت ہے۔"

"کہاں گومین؟"

"کیپٹن کے کیبن میں۔ سب لوگ وہاں موجود ہیں۔" جہاز کی رفتار سست کر دی گئی تھی اور پھر تھوڑے فاصلے پر اسے بھی لنگر انداز کر دیا گیا۔ گویا آگے کا سفر فی الحال ملتوی کر دیا گیا تھا۔ میں گومین کے ساتھ کیپٹن کے کیبن میں پہنچ گیا جہاں تمام افراد موجود تھے۔ سب کے چہرے پریشانی کے آئینہ دار تھے۔ ہمارا استقبال سرد مہری سے کیا گیا۔ گومین نے ان لوگوں کی شکلیں دیکھیں پھر آہستہ سے بولا۔

"تمہارے اپنے ذہنوں میں کیا ہے؟"

"اس جہاز کے بارے میں کیا فیصلہ کرنا ہے گومین، مسٹر غزالی یہ بات بتا سکیں گے کہ یہ جہاز کیسا ہے؟"

"افسوس میں ابھی وہ ساموئی قوتیں نہیں حاصل کر سکا جو روشن ضمیری کی حد میں ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ اور کیا سوچا جا سکتا ہے کہ یہ جہاز ان ساموئوں کا ہے جو ہمارا تعاقب کرتے رہے ہیں اور یقینی طور پر ان کا تعلق تنظیم سے رہا ہے۔"

"کیا یہ خاموشی یہ سفید جھنڈے کسی سازش کا پیش خیمہ ہو سکتے ہیں؟"

"امکان ہے اس بات کا۔ میں اسے نظرانداز نہیں کر سکتا۔ ویسے جہاز کے عرشے پر لوگ نظر نہیں آ رہے۔ اس کا مقصد ہے وہ محفوظ جگہ سنبھال چکے ہیں۔ ہمیں کیا کرنا چاہیے؟"

"یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم اسے نظرانداز کر کے راستہ کاٹ کر آگے بڑھ جائیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم اس کا جائزہ لیں۔ خوف صرف یہ ہے کہ کیا جہاز کو اس جہاز کے قریب لے جانا مناسب ہو گا۔ اگر ادھر سے کوئی باقاعدہ کارروائی شروع ہو گئی تو سمندر کا یہ علاقہ بے حد خوفناک ہے۔ زرد بھنور جگہ تبدیل کرتے رہتے ہیں اور کسی بھی وقت یہ جہاز نیچے پہنچ سکتے ہیں۔"

"اوہ۔ پھر میرے ذہن میں ایک ہی تجویز آتی ہے۔ اگر اس جہاز کو نظرانداز کر دیا جائے تو بھی مناسب نہیں ہو گا اور اگر ہم اپنے جہاز کو اس کے قریب لے جاتے ہیں تو یہ خوفناک بات تصور کی جائے گی۔ میرے خیال میں ہمیں ایک اسٹیمر کے ذریعے اس جہاز تک کا سفر کرنا چاہیے اور اس کی صورتحال کا جائزہ لینا چاہیے۔" میری اس تجویز پر سب نے غور کیا اور پھر اسے مناسب قرار دیا۔ خوف صرف یہ تھا کہ اسٹیمر ان بھنوروں کا مقابلہ کر سکے گا یا نہیں لیکن اس کے لیے خطرہ مول لیے بغیر چارۂ کار نہیں تھا۔ میں نے اپنے آپ کو اس مختصر سفر کے لیے پیش کر دیا جس کی شدید مخالفت کی گئی تھی لیکن گومین نے کہا۔

"غزالی کی زندگی کا تصور ہم سب کے لیے اتنا ہی اہم ہے جتنا ساموئیکا میں اپنا اقتدار حاصل کرنے کا۔ لیکن یہ بات بھی آخری بات ہے کہ جہاز پر غزالی کا جانا ضروری ہے کیونکہ صحیح صورتحال کا اندازہ یہی لگا سکیں گے۔ غزالی کے ساتھ دی مین، اور گوشائی جائیں گے۔ میں نے ان کا انتخاب خاص طور سے کیا ہے۔" میں نے فوراً آمادگی کا اظہار کر دیا تھا۔ باقی لوگوں نے بھی کوئی شدید مخالفت نہیں کی اور اس کے بعد ہم لوگ مسلح ہو کر اسٹیمر کے ذریعے پانی میں اتر گئے۔ اسٹیمر کو چلانے کی ذمے داری دی مین نے اپنے شانوں پر لی تھی اور اس کے بعد زرد سمندر میں یہ ہولناک سفر شروع ہو گیا۔ اسٹیمر زرد پانی اڑاتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ اس پانی میں، میں نے سبز رنگ کی مچھلیاں بھی دیکھی تھیں جن میں بعض کافی بڑی بڑی نظر آتی تھیں۔ ہم یہ سفر طے کرتے رہے۔

سمندر کا یہ رنگ الفاظ کی زد میں نہیں آ سکتا۔ بھنور واقعی طلسمی بھنور تھے۔ ہم سے تھوڑے فاصلے پر نمودار ہوتے اور پانی چکرانے لگتا پھر اچانک ہی سمندر ساکت ہو جاتا۔ اور یہ بھنور کہیں اور نمودار ہو جاتے۔ خوف صرف یہ تھا کہ اگر ان میں سے کوئی بھنور اسٹیمر کے نیچے نمودار ہو گیا تو اسٹیمر ایک بے جان چیز بن جائے گا لیکن جہاز تک پہنچتے ہوئے ایسی کوئی کیفیت پیش نہیں آئی۔ عظیم الشان جہاز ساکت و جامد کھڑا ہوا تھا۔ اوپر سے کوئی تحریک نہیں ہو رہی تھی اور یوں محسوس ہوتا تھا جیسے پورا جہاز خالی ہے۔ ہم لوگ بندوبست کر کے آئے تھے کہ اپنے طور پر جہاز پر پہنچ سکیں اور فوراً ہی اسٹیمر کو جہاز کے ایک لنگر سے منسلک کرنے کے بعد ہم نے وہ آہنی سیڑھیاں عرشے کی طرف مشینی ذرائع سے اچھال دیں جن کے ذریعے ہم اوپر جا سکتے تھے۔ سب سے پہلے اس سیڑھی کے ذریعے اوپر پہنچنے والا میں ہی تھا۔ لیکن گوشائی اور دی مین مجھ سے پیچھے نہیں رہے تھے۔ جہاز پر جنگی ساز و سامان نصب تھا۔ اس کا عرشہ بالکل خالی پڑا ہوا تھا۔ پائلٹ کیبن میں بھی کوئی نہیں تھا۔

ایک عجیب سی پراسرار فضا جہاز پر مسلط تھی۔ ہم لوگ قدم قدم آگے بڑھنے لگے۔ ہر لمحہ احساس ہو رہا تھا کہ اب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پوشیدہ لوگ باہر نکلیں گے اور ہم پر گولیوں کی بارش کر دیں گے۔ دلوں پر ایک عجیب طرح کا خوف طاری تھا۔ گوشائی اور وی مین بھی اس سے متاثر نظر آ رہے تھے۔ پورا عرشہ چھان مارنے کے بعد ہم نیچے جانے والی سیڑھیوں کی جانب چل پڑے۔ یہ بات طے ہو گئی تھی کہ کم از کم عرشے پر کوئی نہیں ہے۔ سیڑھیوں پر ہمارے قدموں کی آوازیں ابھر رہی تھی اور جہاز پر موت کی سی خاموشی طاری تھی۔ ایسا لگتا کہ اب اس میں کوئی ذی روح موجود نہ ہو۔ نیچے پہنچنے کے بعد ہم کیبنوں کی قطار کی جانب بڑھ گئے اور ایک ایک کیبن کھول کر اس کا جائزہ لینے لگے۔ کیبن خالی پڑے ہوئے تھے۔ ان میں تمام چیزیں جوں کی توں تھیں لیکن کوئی ذی روح موجود نہیں تھا بس یوں لگتا تھا جیسے اچانک ہی جہاز سے نکل کر فضا میں تحلیل ہو گئے ہوں۔ یہاں تک کہ ہم جہاز کے آخری حصے میں بھی پہنچ گئے۔ جہاز کے کچن میں ساز و سامان کے انبار تھے۔ کھانے پینے کی اشیاء اتنی مقدار میں موجود تھیں کہ بہت سے افراد ان سے مہینوں کام چلا سکتے تھے غرض تمام انتظامات صحیح تھے لیکن بس کوئی انسان موجود نہیں تھا۔ انجن روم دیکھا وہاں پر بھی کوئی نہیں تھا۔ کچھ ایسی کیفیت طاری ہو گئی تھی کہ دماغ میں شیشے ٹوٹتے محسوس ہو رہے تھے۔ ہمارے اعصاب بڑی طرح کشیدہ تھے کہ دفعتاً ہمارے عقب سے ایک آواز ابھری اور ہم سب محاورتاً نہیں حقیقتاً اچھل پڑے۔ آواز بالکل غیر متوقع تھی۔ ہماری گردنیں گھوم گئیں۔ اور میں حیران رہ گیا۔ جو شخص ہماری نگاہوں کے سامنے تھا، اس کے بارے میں، میں یہ تو نہیں کہہ سکتا تھا کہ گوشائی اور وی مین بھی اسے پہچان گئے لیکن میں نے اسے ایک نگاہ میں پہچان لیا تھا۔ یہ مارٹن الیسٹرو تھا۔ لوہے کے ہاتھ والا تنظیم کا ایک زبردست کارکن۔ میرا اس سے طویل سابقہ رہ چکا تھا۔ اس لیے میں کیوں نہ اسے پہچانتا۔ لیکن اس وقت اس کی کیفیت بے حد خراب نظر آ رہی تھی۔ باقاعدہ داڑھی بڑھی ہوئی تھی۔ بال منتشر تھے۔ لباس بری طرح بوسیدہ ہو رہا تھا اور اس پر شکنیں پڑی ہوئی تھیں جگہ جگہ دھبے پڑے ہوئے تھے۔ بالکل جنونیوں کی سی کیفیت میں وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے ہمیں دیکھ رہا تھا۔ نجانے کس طرف سے نکل کر آیا تھا۔ میں اسے دیکھ کر ایک لمحے کے لیے سکتے میں رہ گیا پھر میں نے آہستہ سے نرم لہجے میں اسے آواز دی۔

"مسٹر مارٹن الیسٹرو" میرے ان الفاظ نے جیسے اسے متحرک کر دیا۔ اس نے آہستہ سے گردن ہلائی اور اداس لہجے میں بولا۔

"مجھے کچھ لمحات دو گے غزالی؟" گوشائی نے میری طرف دیکھا۔ غالباً سوال کر رہی تھی کہ کیا یہ شخص میرا آشنا ہے۔ میں نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلا دی اور پھر مارٹن الیسٹرو کی طرف رخ کر کے بولا۔

"تمہارے ساتھی کہاں پوشیدہ ہیں؟"

"مجھے کچھ وقت دو گے؟" اس نے میرے سوال کا جواب دیے بغیر اپنے الفاظ دہرائے۔

"تمہارے ساتھی کہاں پوشیدہ ہیں؟" میں نے بھی اسی کا انداز اختیار کیا اور مارٹن الیسٹرو نے دوسری طرف اپنا رخ بدل لیا۔ چند لمحات خاموش رہا پھر آہستہ سے بولا۔

"اس پورے جہاز پر میں تنہا ہوں بالکل تنہا۔" یہ الفاظ ناقابل یقین تھے لیکن جہاز کا ہم نے جس طرح جائزہ لیا تھا اس کے بعد گنجائش نہیں رہ گئی تھی کہ اس کی بات پر شک کیا جا سکے۔ میں نے ایک لمحے سوچا پھر گردن ہلا کر بولا۔

"میں اور میرے یہ دونوں ساتھی تمہارے ساتھ کچھ وقت گزارنے کے لیے تیار ہیں مارٹن الیسٹرو۔"

"آؤ۔" وہ واپس پلٹ گیا اور میں گوشائی اور وی مین کے ساتھ اس کے پیچھے چل پڑا لیکن ہم لمحہ لمحہ اطراف سے باخبر تھے اور اس تصور کو ہم نے ذہن سے نہیں نکالا تھا کہ کسی بھی وقت کوئی کارروائی ہو سکتی ہے۔ مارٹن الیسٹرو ہمیں لیے ہوئے ایک بڑے سے کیبن میں آ بیٹھا۔ اس کی نڈھال نڈھال کیفیت سے پتا چلتا تھا کہ وہ بری طرح تھکا ہوا ہے چند لمحات کے بعد اس نے گلا صاف کیا اور کہنے لگا۔

"مسٹر غزالی تم جانتے ہو کہ میری تمام زندگی تنظیم کے مفادات کے لیے وقف ہے اور تنظیم اپنا ایک باقاعدہ منشور رکھتی ہے۔ ہم جرائم کی دنیا کے لوگ ہیں لیکن ہمارا بھی ایک مقصد ہے اور اس کی مختصر تفصیلات میں تمہیں بتا چکا ہوں۔ ہم اس تنظیم کے لیے ایک ایسا ہیڈ کوارٹر چاہتے تھے جو بڑی طاقتوں کی نگاہوں کی زد سے محفوظ رہے۔ وہاں رہ کر ہم ان بڑی طاقتوں کی سازشوں کو ناکام بنانا چاہتے تھے جو اس زمین کو جہنم میں تبدیل کر دینے کے لیے کمل پیرا ہیں۔ گویا ہمارے سامنے بھی ہم برے لوگوں کے سامنے بھی کچھ نیک مقاصد تھے۔ یہ دوسری بات ہے کہ ہم انہیں اپنے انداز میں حاصل کر رہے تھے۔

"تنظیم کے جس شخص کے سپرد کوئی ذمے داری کر دی جاتی ہے وہ اس ذمے داری کو اپنی زندگی کا فریضہ بنا لیتا ہے

اور مجھے غم ہے کہ میں اپنے اس مقصد میں ناکام رہا جس کے لیے میں کام کر رہا تھا۔ لیکن یہ فیصلے میں نے تنہا نہیں کیے تھے تنظیم کے بڑوں کے فیصلے یہی تھے کہ سامونیکا جیسی عجیب و غریب جگہ کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا جائے اور اس کے لیے سامونوں کی سازش میں شریک ہو جایا جائے چنانچہ میں نے طویل جدوجہد کی اور اپنے تقریباً نوے آدمی اس پروگرام کی تکمیل میں جھونک دیے۔ تم نے جو کچھ کیا غزالی وہ تمہارا مسلک تھا اور ہم کسی بھی مسلک کے حامی کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ غدار ہے یا اس نے غلط کیا۔ ہم بھی یہی سب کچھ کرتے ہیں جو تم نے کیا۔ ہم بھی یہی سب کچھ سوچتے ہیں جو تم نے سوچا پھر جب تم سامونوں کے تمام مسائل کنٹرول کرنے کے بعد سامونیکا کی طرف روانہ ہوئے تو ہم نے تمہارا تعاقب شروع کر دیا۔ سامونوں کی یہی خواہش تھی کہ تمہیں سامونیکا تک نہیں پہنچنے دیا جائے اور ہم ان کی خواہشات پر عمل کر رہے تھے۔

"ہماری ایک سب میرین تباہ ہوئی اور اس کے بعد ہم دو جہاز لے کر تمہارا تعاقب کرتے رہے۔ ہم نے ہر وہ ممکن کوشش کر لی جس سے تمہیں تباہ کیا جا سکے لیکن تم زیادہ طاقتور ثابت ہوئے اور ان ناکامیوں کو محسوس کر کے سامونوں نے آپس میں سرگوشیاں شروع کر دیں۔ انہیں یہ اندازہ ہو گیا تھا اب گومین کو سامونیکا تک پہنچنے سے کوئی نہیں روک سکتا چنانچہ انہوں نے خفیہ طور پر ہمارے ہی خلاف کارروائیاں شروع کر دیں کیونکہ وہ اپنے مشن میں ناکام رہے تھے اور اب انہیں سامونیکا واپس جا کر اپنی ناکامی کی اطلاع دینی تھی۔ ان حالات میں، ہمیں سامونیکا لے جانے کی کوشش ان کے لیے خطرناک ہی ثابت ہو سکتی تھی۔ کیونکہ ان سے یہ سوال کیا جا سکتا تھا کہ جب وہ ناکام رہے تو انہوں نے اجنبیوں کو سامونیکا میں داخل کرنے کی جرأت کیوں کی۔ وہ اپنے طور پر پروگرام بناتے رہے اور میں یہ نہ سمجھ سکا کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ نتیجے میں ہمیں نقصان اٹھانا پڑا۔ سامونوں نے میرے تمام ساتھیوں کو ہلاک کر ڈالا۔ انہیں سمندر میں ڈبو کر مار دیا۔ یہ زرد بھنور انہیں نگل گئے۔ میں بمشکل تمام جان بچانے میں کامیاب ہو سکا۔ یہ صرف اتفاق تھا کہ میں بچ گیا اور پھر وہ جہاز لے کر زرد سمندر کے دوسری طرف چلے گئے جہاں ان کی سرزمین ہے۔

"میں تنہا اس جہاز پر ہوں غزالی اور ظاہر ہے میں تنہا سب کچھ نہیں کر سکتا۔ میں اپنے مشن میں ناکام رہا ہوں اور اس ناکامی کے بعد مجھے کوئی حق نہیں ہے کہ زندہ واپس جا کر تنظیم کو یہ رپورٹ پیش کروں کہ ہم ناکام رہے ہیں۔ غزالی یہ کھیل ایک سمت سے ختم ہو چکا ہے۔ کامیابی تمہاری تقدیر میں لکھی تھی میری طرف سے مبارکباد قبول کرو۔ تم یہاں آ گئے اچھا کیا۔ نہ آتے تب بھی کوئی بات نہیں تھی۔ میں موت کا انتظار کر رہا تھا کیونکہ اب تنظیم سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں ایک ناکام انسان کی حیثیت سے ان کے سامنے نہیں پہنچنا چاہتا۔ بس ایک دکھ ہے میرے اہلِ خاندان تا زندگی میرا انتظار کرتے رہیں گے۔ کچھ رشتے ایسے ہیں جن سے مجھے پیار ہے۔ میں ان میں جینا چاہتا ہوں لیکن اب کوئی فائدہ نہیں۔ میں ایک مایوس انسان ہوں۔ ایک ٹوٹا ہوا آدمی۔ تم اگر مجھ سے انتقام لینا چاہو تو میں بخوشی اپنے آپ کو اس کے لیے پیش کرتا ہوں۔ اچھا ہے تمہاری ہی کوئی آرزو پوری ہو جائے گی۔

"یہ کہانی ہے غزالی جو میں نے تمہیں سنا دی۔ تم اگر اس جہاز پر نہ آتے تو یہ کہانی میرے ساتھ زرد سمندر کی ان گہرائیوں میں دفن ہو جاتی۔ کب تک جیتا۔ بالآخر ایک نہ ایک دن مر ہی جاتا۔" مارٹن الیسٹرو کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے اور یہ تو میرا مسلک ہی نہیں تھا کہ جو شخص دنیا سے ہار جائے جو اپنی شکست مان لے اس کے لیے دل میں کینہ رکھوں۔ میں نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور مارٹن الیسٹرو کے شانے پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔

"تمہارا مقصد تمہارا مسلک جو کچھ بھی تھا مارٹن تم نے تسلیم کیا ہے کہ اب وہ ختم ہو گیا ہے گویا تنظیم کا رکن مارٹن الیسٹرو مر چکا ہے؟"

"ہاں غزالی وہ مر چکا ہے۔ بہت بری موت نصیب ہوئی ہے اسے۔ وہ سچ مچ مر چکا ہے۔" مارٹن الیسٹرو نے کہا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ یہ رونا مصنوعی نہیں تھا۔ آنسو بڑی حیثیت رکھتے ہیں۔ وہ جو دل سے نکلے ہوں اور بہر طور اب یہ میرا فرض تھا کہ میں اس ٹوٹے ہوئے انسان کو سہارا دوں۔ میں نے اسے رونے دیا اور جب وہ خود بخود خاموش ہوا تو میں آہستہ سے بولا۔

"اس مارٹن الیسٹرو کو یہیں اس سمندر کی گہرائیوں میں دفن کر دو جو تنظیم کا رکن تھا اور دوسرا مارٹن الیسٹرو جو ایک اچھا انسان ہے، ایک معصوم شہری اپنے عزیزوں کا مطلوب اسے میرے حوالے کر دو مارٹن الیسٹرو۔ میرا مشن کسی لالچ کے تحت نہیں ہے اپنی دنیا سے بھٹکے ہوئے سامون اپنی منزل کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ نجانے کیوں دل چاہا کہ انہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ان کی منزل کی تلاش میں مدد دوں۔ میں کیا اور میری اوقات کیا لیکن حالات نے میرے عزم کو سہارا دیا اور آج یہ لوگ سامونیکا کی طرف رواں دواں ہیں۔ اس امید کے ساتھ کہ اپنی کھوئی ہوئی دنیا میں پہنچ جائیں گے۔ یقین کرو مارٹن ایسٹرو میرے اس مقصد کے پیچھے کوئی لالچ نہیں ہے۔ یہ کہانی ایک خزانے کے حصول کی کوششوں سے شروع ہوئی تھی۔ خزانہ مجھے ملا تھا مارٹن ایسٹرو لیکن میں وہ مسافر ہوں جو منزل کو منزل سمجھ کر ٹھکرا دیتا ہے۔ میں نے سوچا کہ سونے چاندی کے یہ انبار، چمکتے ہوئے ہیرے میری منزل نہیں ہیں۔ مجھے خزانوں کے یہ انبار دیکھ کر وہ خوشی وہ سرور نہیں ملا تھا جس کا میں متلاشی ہوں۔ چنانچہ میں نے اس منزل کو ٹھکرا دیا اور یہ راستے اپنائے۔ ہاں مارٹن یہ لوگ سامون ہیں یہ گوشائی ہے جو دلیپی کے خزانے کے نام سے ایک دنیا کا مطلوب رہی ہے اس سے پوچھ لو۔ خزانہ میں نے پایا تھا اور اس کے بعد میں نے اسے حقارت سے ٹھکرا دیا۔ خزانے ہی سب کچھ نہیں ہوتے کائنات میں سب سے بڑا خزانہ سکون ہے جسے حاصل ہو اس کی امارت کا کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ سمجھے مارٹن ایسٹرو تم بھی ابھی اس زندگی کو چھوڑ کر اپنے عزیزوں میں چلو اور سکون کے اس خزانے کے مالک بن جاؤ جو اس کائنات کی سب سے عظیم شے ہے۔“

”نہیں میرے دوست تمہاری اس شرافت اس محبت کا شکریہ۔ میں نے اپنی یہ کہانی تمہیں اس لیے نہیں سنائی تھی کہ تمہاری ہمدردیاں حاصل کر لوں۔ میرے بارے میں تم جاننا چاہتے تھے نا میں نے تمہیں بتا دیا۔ بس اس سے زیادہ کچھ درکار نہیں۔ چاہو تو اپنے ہاتھوں سے مجھے ہلاک کر کے اپنے لیے سکون حاصل کرو۔ نہ چاہو اور رحم آئے تو ایسے ہی چھوڑ دو میرے لیے کوئی فرق نہیں پڑتا۔“

”ان دونوں میں سے میں کوئی کام نہیں کروں گا مارٹن ایسٹرو بلکہ میں تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ خود تو مر چکے ہو اپنا یہ بے جان وجود سمندر کی لہروں کے سپرد کرنے کے بجائے مجھے دے دو۔ یہ میری ایک چھوٹی سی خواہش ہے۔“ مارٹن ایسٹرو ڈھیر ہونے لگا تھا اور پھر میں، گوشائی، اور ڈی مین اسے ساتھ لے کر اسٹیمر کے ذریعے واپس اپنے جہاز پر پہنچ گئے۔ یہاں میں نے تمام صورتحال گومین کو بتائی تو گومین بے حد متاثر ہوا۔ کافی دیر تک وہ سوچ میں ڈوبا رہا تھا پھر اس کے بعد اس نے جہاز رانوں کو حکم دیا کہ اس جہاز کو احتیاط کے ساتھ اس دوسرے جہاز تک لے چلیں اور جہاز آگے بڑھنے لگا۔ گومین نے مجھ سے کچھ معذرت کی اور پھر اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر مجھ سے کافی دور جہاز کے ایک تنہا گوشے میں چلا گیا۔ میں مارٹن ایسٹرو کے ساتھ عرشے پر کھڑا مارٹن ایسٹرو کے جہاز سے اپنے جہاز کو قریب ہوتے دیکھتا رہا تھا۔ مارٹن ایسٹرو خاموش تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے کہا۔

”غزالی تم پر بڑی حیرت ہوتی ہے۔ یہ لوگ انسانوں کی شکل کے ضرور ہیں لیکن ہم سے بہت مختلف ہیں۔ کیا تم اس بات پر یقین کر دگے کہ ان کا جہاز ایک بہت بڑے اور زرد بھنور کی زد میں آ کر سمندر کی گہرائیوں میں روپوش ہو گیا لیکن وہ مسرور تھے انہوں نے کہا کہ یہی سامونیکا کا دروازہ ہے۔ درحقیقت غزالی تنظیم نے بھی بہت بڑا دھوکا کھایا۔ وہ اپنی مقصد براری کے لیے ہمیں اپنے آپ سے محبت پر آمادہ کرتے رہے۔ انہوں نے ہمیں بڑے بڑے لالچ دیے لیکن غزالی وہ عجیب لوگ تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے ہوشمندی کے عالم میں ان کی یہ پیشکش قبول نہیں کی۔ تم ذرا غور کرو تنظیم اگر سامونیکا میں اپنا ہیڈکوارٹر تعمیر کرتی تو کیا اس ہیڈکوارٹر میں داخل ہونے کے لیے سمندر کی گہرائیوں میں اترنا پڑتا۔ یہ کونسی دنیا کے لوگ ہیں تم کچھ سمجھ سکے؟“ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ جہاز آہستہ آہستہ اس دوسرے جہاز سے جا لگا اور پھر دونوں کو ایک دوسرے سے منسلک کر دیا گیا۔ گومین اور بقیہ تمام افراد اس دوسرے جہاز کے اوپر گئے تھے۔ اس کی پوری طرح تلاشی لی گئی تمام ساز و سامان چیک کیا گیا۔ ہر طرح سے مکمل جہاز تھا۔ اس میں ضروریات زندگی کی تمام چیزیں موجود تھیں اور وہ ہر طرح سے بالکل ٹھیک ٹھاک تھا۔

یہ رات اسی جہاز کے پاس سمندر میں لنگر انداز رہ کر گزاری گئی۔ گوشائی، ڈوڈن کارلو اور ندرت میرے ساتھ تھیں۔ مارٹن ایسٹرو کو ایک کیبن میں آرام کرنے کے لیے بھیج دیا گیا تھا۔ جہاز کے عملے کے لوگ کیپٹن بورس کے ساتھ اس جہاز کے انجن روم کو چیک کر رہے تھے۔ پتا نہیں اس کے بارے میں ان لوگوں نے کیا پروگرام بنایا تھا۔ چاند نکلا تو ہم نے زرد سمندر میں پیدا ہونے والے بھنور دیکھے ایسے ہولناک مناظر تھے کہ آنکھوں کو یقین نہ آئے۔ کبھی کبھی یہ بھنور ایک دیوار کی شکل میں نمودار ہو جاتے اور یہ دیوار اس طرح گھومتی کہ بینائی پر قابو پانا دشوار ہو جاتے جو کیفیت تھی وہ بیان نہیں کی جا سکتی۔ جب چاند نے تقریباً آدھا سفر طے کر لیا اور مجھے نیند آنے لگی تو میں واپسی کے لیے پلٹا لیکن اسی وقت میں نے گومین کو اپنے عقب میں دیکھا وہ کھڑا مجھے گھور رہا تھا اور اس کی آنکھوں سے عجیب سی روشنی پھوٹ رہی تھی۔ میں نے اسے دیکھا اور ٹھٹک گیا۔ گومین مجھے آگے جانے کا راستہ دینے کے لیے تیار نہیں تھا پھر اس کی سرسراتی ہوئی آواز ابھری۔

”غزالی تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔“

”کیا بات ہے گومین؟“

”میرے دوست، میرے ساتھی، میرے ہمدرد میرے محسن مجھے وہ وقت یاد ہے، جب ایک نرم دل انسان ایک غنڈے سے صرف اس لیے بھڑ گیا تھا کہ وہ غنڈا ایک مظلوم شخص کو مار رہا تھا اس نرم دل انسان کا اس مظلوم شخص سے کوئی تعلق نہیں تھا اس کی مدد کرنے میں کوئی لالچ نہیں تھا۔ اس نے انسانیت کی بلندیوں سے ایک ظلم کو دیکھا اور اس کے خلاف فوری عمل کیا پھر اسے حکم دیا گیا کہ وہ اپنے مالک کی خواہش پر ایک کام کرے اور وہ اپنے مالک کی خوشنودی کے لیے ایک ایسے مشن پر چل پڑا جس کی تکمیل کسی انسان کے لیے ممکن نہیں تھی۔ میں اس شخص کو عظیم تصور کرتا ہوں غزالی، جس نے اپنے مالک کے لیے دیانتدارانہ طریقے سے ہر وہ کام کیا جو مالک کی خواہش کے مطابق تھا۔ یہاں تک کہ وہ انسانیت کی معراج تک کو پہنچ گیا۔ تمام آنے والی مصیبتوں سے نمٹتا ہوا، انسانیت کی تکمیل کے لیے وہ اپنی زندگی کا ہر خوشگوار لمحہ چھوڑتا چلا گیا یہاں تک کہ وہ آج اس زرد سمندر کے نزدیک ہے جو سامونیکا کا دروازہ ہے۔ ہاں غزالی ہم اپنی زمین کے دروازے پر پہنچ گئے ہیں۔ یہ بھنور وہ کھلے دروازے ہیں جو ہر شخص کو ہر ذی روح کو سامونیکا میں پہنچا دیتے ہیں۔ یہ بھنور ہی ہمارے دروازے ہیں۔ ان کے ذریعے ہم پاتال میں پہنچ جاتے ہیں ہم پاتال باسی پاتال ہی کے رہنے والے ہیں۔ سامونیکا سمندر کی آخری حدوں میں آباد وہ سرزمین ہے جہاں کی کچھ باتیں تم سن چکے ہو۔ وہاں آکسیجن بھی ہے، درخت اور پودے بھی ہیں لیکن تمہاری دنیا کی سائنس نہیں ہے۔ ہماری تمام سائنس مشینوں میں نہیں ہمارے اپنے وجود میں پوشیدہ ہے۔ وہاں مشینی زندگی نہیں ہر چیز انسانی عمل کے دائرے میں ہے۔ بس ہمارے ہاتھ ہتھیار کا کام دیتے ہیں۔ ہماری آنکھیں رفتار ہیں اور وہ تمام قوتیں جو ہمارے وجود میں موجود ہیں ہماری ہر ضرورت کی تکمیل کرتی ہیں۔

”میرا خیال ہے ان الفاظ میں ہماری تمام ہستی پوشیدہ ہے۔ محبت کرنے والی دنیا کے انسان برائیاں کہاں نہیں ہوتیں۔ ہماری زمین پر بھی ہیں وہاں سازشیں بھی ہوتی ہیں۔ اقتدار کے خواہشمند بھی ہیں۔ جنگیں بھی ہوتی ہیں ہمارے درمیان۔ درحقیقت جہاں انسانی سوچ ہے وہاں یہ سب کچھ موجود ہے تو اے دوست تم نے ہمیں سامونیکا میں پہنچانے میں جو کردار ادا کیا اس کا انسانی تاریخ میں کوئی حوالہ نہیں ہے۔ بے مقصد بے لوث کسی کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دینا بہت عظیم کام ہے اور تم یہ کر چکے۔ ہماری آرزو تھی کہ تم ہمارے سامونیکا میں داخل ہو۔ ہمارے اقتدار کا دور دیکھو۔ لیکن ہمارا مشترکہ فیصلہ یہی ہے کہ ان بُرے حالات میں ہم تمہیں سامونیکا نہ لے جائیں۔ نی لوش زندہ ہے اور ہم طویل عرصے کے بعد اپنی دنیا میں واپس آئے ہیں۔ ہماری جدوجہد کتنی طویل ہو گی۔ اس کا کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ تمہاری مختصر زندگی اس کی متحمل نہیں ہو سکے گی۔ ہم اپنی مقصد براری کے لیے ایک محبت کرنے والے انسان کو اس سے زیادہ پریشان نہیں کر سکتے۔

”میں مختصر الفاظ میں اب یہ کہنا چاہتا ہوں غزالی کہ تم واپس چلے جاؤ۔ یہ فیصلہ میرا نہیں بلکہ میرے تمام ساتھیوں کا ہے گوشائی، ہائیسا، ڈوڈن کارلو سبھی اس سے متفق ہیں۔ تمہاری اپنی دنیا ہے اس دنیا میں واپس جاؤ اور باقی زندگی اپنے مطابق بسر کرو۔ یہ ہمارا فیصلہ ہے غزالی۔“ گومین خاموش ہو گیا۔ کیپٹن بورس، ایڈنا اور دوسرے تمام لوگ بھی ہمارے پاس آ کھڑے ہوئے تھے اور گومین کی یہ گفتگو سن رہے تھے۔ میں نے گومین کی طرف دیکھا اور آہستہ سے بولا۔

”گومین تم خود اعتراف کر چکے ہو کہ میں کوئی مقصد لے کر کوئی لالچ لے کر تمہارا ساتھی نہیں بنا تھا بلکہ صرف اپنے جذبوں کی تسکین چاہتا تھا اور انہیں جذبوں کے راستے میں نے سفر کیا ہے۔ کیا تم نے میرے بارے میں فیصلہ کر کے یہاں اپنی برتری تسلیم کرانے کی کوشش نہیں کی۔“

”نہیں میرے دوست غلط مت سمجھو۔ میں تم سے اس کی توقع نہیں رکھتا۔ ہمارا مقصد سمجھو۔ سامونیکا کی سرزمین کے بارے میں ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ تمہارا جسمانی نظام وہاں کے ماحول کو قبول کر سکے گا یا نہیں۔ ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہاں ہماری جدوجہد کے دوران تمہارا تحفظ ہو سکے گا یا نہیں۔ جیسا کہ تمہیں بتایا جا چکا ہے کہ وہاں سائنس مشینی نہیں ہے۔ نی لوش نے کیا کیا تبدیلیاں کر چکا ہے اس کے بارے میں ہمیں پتہ نہیں معلوم۔ چنانچہ تمہارے لیے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خطرہ مول نہیں لیا جا سکتا۔" میں خاموشی سے گومین کی صورت دیکھتا رہا۔ درحقیقت مجھے اس کی بات سے شاید اختلاف بھی نہیں تھا۔ میں اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کر سکتا کہ ان لوگوں کی امداد میں صرف میرے جذبے ہی شامل تھے یقینی طور پر میرے ذہن پر بھی انہوں نے کچھ اثرات قائم کیے تھے اور اب جب وہ خود اس بات پر آمادہ ہو گئے تھے کہ مجھے واپس میری دنیا میں بھیج دیا جائے تو انہوں نے یہ اثرات بھی سمیٹ لیے تھے چنانچہ اب میرے دل میں ایک ہلکی سی خواہش پیدا ہونے لگی تھی کہ واقعی سامونیکا میں ایک ہنگامہ خیز زندگی گزارنے کے بجائے کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ میں اپنی زندگی کے اسی مقصد کی طرف لوٹ جاؤں جس کے لیے میں نے گھر بار چھوڑا تھا۔ میں اپنی دنیا میں چلا جاؤں جہاں تنویر کی مسکراہٹوں کے گلستاں لہلہا رہے ہیں۔ جہاں اس کی آنکھوں کا سحر قائم ہے۔ میں نے گہری سانس لے کر کہا۔

"گومین جب تم آخری فیصلہ کر ہی چکے ہو تو میرے لیے اس میں ترمیم کی کیا گنجائش ہے۔" گومین کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ میرا مقصد سمجھ چکا تھا چند لمحات وہ سنجیدہ رہا پھر اس نے کسی سے کہا۔

"کپتان جان اسٹیون کو بھی بلا لاؤ۔ وہ یہاں موجود نہیں ہے۔" جان اسٹیون چند لمحات کے بعد وہاں پہنچ گیا تھا۔ کیپٹن بورس اس کی بھتیجی ایڈنا اور دوسرے چند افراد بھی وہیں موجود تھے۔ گومین نے گوشائی کو اشارہ کیا اور پھر ہم لوگوں کو لے کر جہاز کے ایک کیبن میں پہنچ گیا۔ گوشائی تقریباً پانچ منٹ کے بعد واپس آئی تھی۔ اس کے پیچھے چند سامون بڑے بڑے کارٹن اٹھائے ہوئے تھے۔ یہ کارٹن کیبن میں لا کر فرش پر کھول دیے گئے اور کیبن میں پُراسرار روشنی پھیل گئی۔ یہ ان ہیروں کی روشنی تھی جو ذیلینی کے خزانے سے تعلق رکھتے تھے۔ سونے کے زیورات، سونے کے سکے اور ایسی ہی لاتعداد اشیاء میں نے انہیں پہچان لیا یہ وہی خزانہ تھا جو تبت کی پہاڑیوں میں پوشیدہ تھا اور جس کا کچھ حصہ مجھے دے کر اس مشن کی تکمیل کے لیے مالی آسانیاں فراہم کی گئی تھیں۔ اور اسی خزانے کا تھوڑا تھوڑا حصہ ڈاکٹر طاہر، کنور پرتاپ سنگھ اور حسن صاحب کو دیا گیا تھا۔ کیپٹن بورس، جان اسٹیون اور ایڈنا اس خزانے کو دیکھ کر پاگل ہو گئے تھے۔ وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھ رہے تھے اور ان کی سانسیں جیسے بند ہو گئی تھیں۔ گومین کی آواز ابھری۔

"کیپٹن بورس، کیپٹن جان اسٹیون تم لوگوں سے خزانے کے بارے میں کہا گیا تھا۔ یہ خزانہ تمہارے سامنے موجود ہے یہ نہ سمجھنا کہ سامون وعدہ خلاف تھے اور انہوں نے اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے تمہیں دھوکہ دیا تھا۔ ۔۔۔ الی اس خزانے کا مالک ہے۔ وہ اپنی خواہش کے مطابق تم لوگوں میں اس کے کچھ حصے تقسیم کر دے گا۔ اب یہ سب کچھ اس پر منحصر ہے۔ سنو دوستو! زندگی مختصر چیز ہوتی ہے اور دولت صرف زندگی کی ضرورتوں کو پورا کرتی ہے۔ موت کی ضرورتوں کو نہیں۔ یہ انبار تمہارے سامنے ہیں۔ یہ تمہیں زندگی میں فائدہ پہنچا سکتے ہیں موت کے بعد یہ تمہارے لیے بے مقصد ہوں گے بالکل اس طرح جس طرح یہ ہماری زندگی میں ہمارے لیے بے مقصد ہیں۔ سامونیکا کی سرزمین ایسے خزانوں کی متحمل نہیں۔ وہاں یہ ایک بے حقیقت شے ہیں۔ ہم نے اس خزانے کو صرف تمہاری دنیا کی ضرورتوں کے لیے محدود رکھا تھا اور اب جب ہم اپنی دنیا میں واپس جا رہے ہیں تو یہ بے مقصد بوجھ لے جانا نہیں چاہتے۔ میں صرف یہ کہنے کا خواہشمند ہوں کہ اس کے لیے ایک دوسرے کے دشمن مت بن جانا۔ اسے اپنی ضرورتوں کے مطابق تقسیم کر لینا۔ غزالی تمام سامون تیار ہیں۔ اس جہاز پر سے اپنی ضرورت کی اشیاء اس جہاز پر منتقل کر لو ہم تمہارا جہاز اپنی دنیا میں لے جائیں گے اور اس کے بعد اپنی نئی زندگی کی جدوجہد کا آغاز کریں گے۔ میرے دوست صبح سے پہلے یہ کارروائی مکمل کر لو۔ سورج کی پہلی کرن کے ساتھ ہم پاتال کی گہرائیوں میں پہنچ جائیں گے۔ یہ ہماری خواہش ہے۔"

کیپٹن جان اسٹیون تو جیسے حواس ہی کھو بیٹھے تھے۔ میں نے سامونوں کی مدد سے یہ خزانہ دوبارہ کارٹنوں میں بھروا دیا۔ میں سمجھتا تھا کہ اب یہ مرحلہ ایک اور خوفناک صورتحال سے دوچار ہو گیا ہے۔ واپسی کا سفر، خزانہ اور یہ سب کچھ ایک نئی جدوجہد کا آغاز کرے گا۔ لیکن اب یہی سب کچھ ہونا تھا۔ سامون اس جہاز کا سامان اس جہاز میں منتقل کرنے لگے تمام ہی لوگ نگرانی کر رہے تھے۔ میں نے ندرت کو روتے ہوئے دیکھا۔ ڈوئن کارلو افسردہ تھی اور گوشائی کا چہرہ ساکت تھا۔ صبح کی روشنی نمودار ہونے لگی تھی اور تمام سامون سروں پر سفید پٹیاں باندھ کر اپنے نئے سفر کے لیے تیار تھے۔ گومین، سمبوتورا اور دوسرے تمام لوگوں نے میرے گلے مل کر میری پیشانی چومی۔ گوشائی اور ڈوئن کارلو نے بھی ایسا ہی کیا۔ ندرت میرے قریب آئی اس نے میرے دونوں ہاتھ پکڑے اور پھر اپنا سر میرے سینے سے ٹکا دیا۔ وہ آہستہ سے بولی۔

"تمہارا الی تجھے کب تک جیوں لیکن اپنی زندگی کی آخری

سانس تک تم میرے دل کی گہرائیوں سے نہیں نکل سکو گے، جو پاتال کی ان گہرائیوں سے زیادہ گہری ہیں۔" وہ پلٹی اور اس تختے کے ذریعے اس دوسرے جہاز میں اتر گئی جسے لے کر ہم یہاں تک آئے تھے۔ جہاز پر جانے والا آخری آدمی گومین تھا۔ دل میں درد بھی تھا اور خوشی کی لہریں بھی۔ اپنی دنیا میں واپسی کسے عزیز نہیں ہوتی لیکن ان لوگوں کے ساتھ بھی ایک عالم بیت گیا تھا۔ جہاز آہستہ آہستہ ہمارے جہاز سے دور ہونے لگا۔ مارٹن الیسٹرو، کیپٹن بورس، جان اسٹیون اور دوسرے لوگ عرشے پر کھڑے ہاتھ ہلا رہے تھے اور زیر دریا بھنور اپنی ہولناکیوں کے ساتھ سامونوں کا استقبال کرنے کے لیے تیار تھے۔ جہاز آہستہ آہستہ دور ہوتا گیا۔ وہ سب ہاتھ ہلا رہے تھے۔ اور پھر ایک ہولناک بھنور نے پانی کی ایک چادر فضا میں بلند کی اور جہاز کو اس طرح لپیٹ لیا جیسے چاند بادلوں کی اوٹ میں چلا جاتا ہے۔ بھنور جب ساکت ہوا تو وہاں کسی جہاز کا کوئی پتا نہیں تھا۔

سامون اپنی پُراسرار دنیا کے سفر کا آغاز کر چکے تھے جو پاتال کی گہرائیوں میں تھی۔ ایڈنا کی آنکھیں دہشت سے پھٹی ہوئی تھیں پھر وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھے رکھے نیچے واپس چلی گئی۔ کیپٹن بورس، جان اسٹیون اور مارٹن الیسٹرو ایک قطار میں کھڑے ہوئے تھے۔ مارٹن الیسٹرو نے کہا۔

"کیا اگر دنیا کو یہ کہانی سنائی جائے تو کوئی اسے حقیقت تسلیم کرے گا؟ لیکن ہماری آنکھوں نے وہ دیکھا ہے جو ناقابل یقین ہے۔ آؤ دوستو واپس چلو خدا کی کائنات وسیع اور اس نے ایسے بہت سے راز ہم سے پوشیدہ رکھے ہیں جنہیں جان لیا جائے تو ہمارے دل پھٹ جائیں اور ہمارا وجود پارہ پارہ ہو جائے۔ آؤ اپنی دنیا میں واپسی کا سفر طے کریں۔ آؤ انسان بن کر سوچیں۔ انسانوں کی مانند جئیں کہ ہم سامون نہیں ہیں۔" تمام خلاصی اور جان اسٹیون کے جہاز کے عملے کے لوگ جو اب تک مشینی انداز میں عمل کرتے رہے تھے اپنی اپنی ذمے داریوں پر چوکس ہو گئے اور واپسی کے سفر کا آغاز ہو گیا جو بہر طور اپنے ماضی کی مانند بے حد ہولناک تھا اب ہمارے ساتھ ہمارے سامون مددگار بھی نہیں تھے جو بسا اوقات ناقابل یقین کارنامے انجام دیتے تھے۔ یہ سب کچھ مجھے ایک خواب کی مانند محسوس ہو رہا تھا۔ لگ رہا تھا کہ میں اپنی تعلیم حاصل کر رہا ہوں اور ایک انگریزی لٹریچر ماسٹر بننے کے لیے جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہوں۔

مجھے یہ بھی احساس ہو رہا تھا کہ میرے والد صاحب میل اور بھائیوں کی کہانی جھوٹ ہے۔ بھائیوں نے مجھے ٹھکرایا نہیں بلکہ یہ سب ایک خواب ہے۔ ایک سحر ہے جو مجھ پر طاری ہو گیا تھا لیکن اس حسین خواب میں ایک کالا دھبا موجود تھا اگر واقعی یہ خواب ہے تو اس خواب سے کم از کم تنویر کو جدا نہیں کیا جا سکتا۔ وہ تو میرے تمام خوابوں کی تعبیر ہے۔ واپسی کے سفر میں میری جدوجہد شاید سب سے زیادہ تھی۔ میں سب سے زیادہ مستعد تھا اور ہم نے اپنے تجربے کی بنا پر سفر کے اس ہولناک مرحلے میں اپنے تحفظ کے تمام بندوبست کر لیے تھے۔ چنانچہ ہمارا یہ سفر واپسی میں زیادہ پُرسکون رہا۔ گو لاتعداد اضطراب پیش آئے تھے اور بعض جگہ موت ہمیں چھوتی ہوئی گزر گئی تھی لیکن ہم زندگی کے خواہاں تھے اور زندگی کے لیے لڑ رہے تھے۔ میں داد دیتا ہوں کیپٹن جان اسٹیون کو، کیپٹن بورس اور مارٹن الیسٹرو کو کہ اس دوران انہوں نے ذرا بھی ہلکے پن کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔ ورنہ خزانے کے یہ انبار انسان کو انسانیت سے بہت دور لے جاتے ہیں ہم نے موت کو اس قدر قریب سے دیکھا تھا اور اپنے جیسے انسانوں کی ان خزانوں سے بے نیازی دیکھی تھی کہ خود ہماری نگاہ میں بھی یہ خزانے بے حقیقت ہو گئے تھے۔ خلاصیوں وغیرہ کو تو خیر ان کے بارے میں ہوا بھی نہیں لگنے دی گئی تھی کیونکہ چھوٹے ذہن کے لوگ غلط انداز میں بھی سوچ سکتے تھے۔ لیکن خزانہ محفوظ کرنے کے بعد کسی نے اس کی طرف توجہ بھی نہیں دی تھی اور ہم سب زندگی کی بقاء کے لیے مصروف تھے۔ جہاز کا یہ سفر طویل ترین تھا اور نجانے کتنے حوادث سے گزرنے کے بعد بالآخر ہم ایک سرزمین پر پہنچے۔ یہ افریقہ ہی کا ایک علاقہ تھا لیکن وہ نہیں جہاں سے ہم اس طرف آئے تھے۔

اب تک اس سلسلے میں کوئی گفتگو نہیں ہوئی تھی کہ تہذیب کی دنیا میں پہنچنے کے بعد ہم اپنے تحفظ کے لیے کیا کریں گے کیونکہ اب تک تو ہم زندگی کی جدوجہد کرتے رہے تھے۔ اور بعض اوقات یہ احساس ہوتا تھا کہ شاید ہم زندہ دوبارہ تہذیب کی دنیا میں نہ پہنچ سکیں۔ لیکن اب جبکہ یہ سرزمین ہمارے سامنے آگئی تھی تو دوسرے مسائل منہ کھول کر کھڑے ہو گئے تھے۔ ہمارے درمیان ایک میٹنگ ہوئی جس میں تمام لوگ شریک تھے اور یہ مسئلہ زیرِ گفتگو آیا کہ اب ہم اپنے آپ کو کس حیثیت سے وہاں روشناس کرائیں گے؟ خزانے کے تحفظ کا کیا بندوبست ہو گا؟ وغیرہ وغیرہ۔ اس مسئلے پر مارٹن الیسٹرو نے پُرسکون لہجے میں کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"دوستو! تم لوگ یہ فکر مت کرو میں اس تمام مشکل سے تمہیں نکال دوں گا۔ ہر چند کہ میں تنظیم کے مقصد کی تکمیل کرنے میں ناکام رہا ہوں اور ایک ناکام انسان کی حیثیت سے واپس آیا ہوں لیکن اب میرے شانوں پر دوسری ذمے داری آپڑی ہے۔ تمہارے تحفظ کی ذمے داری یہ جہاز تنظیم کی ملکیت ہے اور تنظیم کی جڑیں دنیا کے مختلف گوشوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ممکن ہے ابتدائی مرحلوں میں ہمیں کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑے لیکن میں تنظیم کی مدد حاصل کرلوں گا اور تم سب کے تحفظ کا بندوبست ہوجائے گا۔ مجھ سے ابتدائی طور پر سوال کیا جائے گا کہ میں اپنی اس مہم میں کیا کر کے لوٹا ہوں تو اس کے لیے میں نے ایک کہانی تیار کرلی ہے۔ میں جھوٹ بولوں گا میں یہ کہوں گا کہ میرے مشن کا پہلا مرحلہ مکمل ہوگیا ہے اور میں واپس آیا ہوں کہ کچھ نئے انتظامات کر کے دوبارہ اُدھر کا رخ کردں۔ یہ کہہ کر میں ابتدائی طور پر تم سب کی جانیں بچا سکتا ہوں۔ تم اپنی منزلوں پر چلے جانا اور میں اپنے آپ کو اس دنیا میں روپوش کرلوں گا۔ تاکہ تنظیم مجھے دوبارہ نہ پا سکے۔"

درحقیقت مارٹن الیسٹرو اس وقت ایک نعمت ثابت ہوا۔ جہاز جب بندرگاہ سے لگا تو مقامی پولیس ہمارے استقبال کے لیے تیار تھی۔ بحریہ کی لانچوں نے اس نامعلوم جہاز کو گھیر لیا تھا۔ مارٹن الیسٹرو ہی نے ان لوگوں سے گفتگو کی اور جہاز پر پہرا لگا دیا گیا۔ مارٹن الیسٹرو کی کارروائیاں چند ہی گھنٹوں میں رنگ لے آئیں۔ بہت سے لوگ وہاں پہنچے تھے اور اس کے بعد تمام معاملات حل ہوگئے تھے۔ تنظیم کی زبردست کارکردگی کا میں جگہ جگہ قائل ہوگیا تھا۔ یہ لوگ جہاں بھی چاہتے اپنی مقصد براری کر لیتے اور انہیں کوئی دقت نہیں ہوتی چنانچہ چند گھنٹوں کے اندر اندر جہاز پر سے پہرا ہٹ گیا اور حالات ایسے ہوگئے جیسے ہم باقاعدہ قانونی حیثیت رکھتے ہوں ہمیں تین دن تک جہاز ہی پر رہنا پڑا اور تیسرے دن مارٹن الیسٹرو جو اس دوران ہمارے ساتھ نہیں تھا واپس آیا اور اس نے ہمیں اطلاع دی کہ تمام مرحلے طے ہوگئے ہیں اور ہم یہاں سے لندن جانے کے لیے تیار ہوجائیں۔ میں نے اس وقت خزانے کا تذکرہ کرنا ضروری سمجھا۔ کیپٹن بورس، جان اسٹیون وغیرہ اب ذرا سسپنس کا شکار تھے چنانچہ میں نے بے نیازی سے کہا۔

"مسٹر مارٹن الیسٹرو خزانے کی تقسیم کی ذمے داری گومن نے میرے سپرد کردی تھی لیکن میں اپنے آپ سے بہتر آپ کو پاتا ہوں کیونکہ سچ یہی ہے کہ خزانہ میرے ذریعے یہاں تک پہنچا لیکن یہاں سے وہ میری دسترس سے باہر ہے اور صرف تمہاری وجہ سے محفوظ رہا ہے چنانچہ براہ کرم جس طرح بھی مناسب سمجھو اسے تقسیم کردو۔" مارٹن الیسٹرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ڈیئر غزالی میں نے دنیا کو جس رنگ میں دیکھ لیا اس کے بعد کوئی اور رنگ میری آنکھوں پر نہیں چڑھ سکتا۔ میں لعنت بھیجتا ہوں جواہرات اور سونے کے اس انبار پر جو اپنے طور پر حقیقت نہیں رکھتا اور انسان کا اس طرف دوڑنا صرف اس کی کم ظرفی کی علامت ہے۔ تم جس طرح بھی چاہو اس کے حصے بخرے کرلو۔ مجھے بتاؤ اسے کہاں پہنچانا ہے۔ میں ہر شخص کے لیے انتظامات کرلوں گا۔ مجھے اس میں سے کچھ نہیں درکار۔" کیپٹن بورس اور جان اسٹیون حیرت زدہ رہ گئے تھے۔ پھر انہوں نے بھی ظرف کا مظاہرہ کیا لیکن بالآخر خزانہ چار حصوں میں تقسیم کردیا گیا اور ہم نے برابر برابر چار حصے مخصوص کرلیے۔ میں نے بھی یہاں کسی قسم کی فراخدلی کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔ مارٹن الیسٹرو سے میں نے درخواست کی کہ یہ خزانہ جس طرح بھی ہوسکے میرے وطن منتقل کردیا جائے اور اس کے لیے میں نے حسن صاحب کا ٹھکانا ہی بتایا تھا۔ مارٹن الیسٹرو نے کہا کہ وہ یہ کارروائی کرنے کے لیے مزید کچھ وقت تنظیم کے درمیان گزلے گا تاکہ ہمارا کام ہوجائے۔ اور اس کے بعد وہ اپنے طور پر اپنے لیے کچھ کرے گا۔ ہم مطمئن تھے یہاں سے کیپٹن بورس اپنے دیس روانہ ہوگیا۔ جان اسٹیون اپنے ملک چلا گیا اور میں نے لندن جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ کیونکہ وہیں سے میں، بآسانی اپنے وطن جا سکتا تھا۔ لندن کے لیے بندوبست کرنے میں کچھ دن مزید صرف ہوگئے اور پھر ایک دن دوپہر کو ساڑھے بارہ بجے مارٹن الیسٹرو نے مجھے سینے سے لگا کر رخصت کیا۔ اس نے آہستہ سے کہا تھا۔

"دعا کرنا غزالی کہ جس طرح تم لوگ اپنی منزل کی جانب گامزن ہوگئے ہو۔ میرے راستے بھی آسان ہوجائیں۔ زندہ رہا تو ایک بار تم سے ملاقات کرنے تمہارے وطن ضرور آؤں گا۔" میں نے بھی گرمجوشی سے مارٹن الیسٹرو کو سینے سے لگایا تھا اور اس کے بعد میں چل پڑا۔

طیارہ فضا میں بلند ہوگیا تھا۔ میرے ذہن میں اس وقت تنویر کی مسکراہٹ رچی ہوئی تھی۔ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ زندگی مہلت دیدے گی کہ دوبارہ تنویر کی پلکوں کی چھاؤں میں پہنچ جاؤں گا۔ اب اس وقت میرے ذہن پر صرف ایک ہی تصور سوار تھا۔ تنویر اور صرف تنویر۔ لندن جانا ضروری تھا

چونکہ وہی میرا راستہ تھا ورنہ اس وقت دل تو یہی چاہ رہا تھا کہ جس طرح بھی ہوسکے لمحوں میں حسن صاحب کی کوٹھی پر پہنچ جاؤں اور اپنی دنیا آباد دیکھوں۔

طیارہ لندن ایئرپورٹ پر اتر گیا۔ کسٹم وغیرہ سے فراغت حاصل کرنے میں زیادہ وقت صرف نہیں ہوا۔ طیارے ہی میں فیصلہ کرچکا تھا کہ لندن میں مختصر سا قیام ڈاکٹر طبجے موڈگر کے علاوہ اور کہاں کیا جاسکتا ہے حالانکہ ہوٹل موجود تھے۔ لیکن ڈاکٹر طبجے موڈگر جیسی شخصیت کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا تھا۔ وہ میرے مسائل میں برابر کا شریک رہا تھا۔ خزانہ مارٹن الیسٹرو کے ذریعے منتقل کرتے وقت میں نے ہیلن موڈگر کو ذہن میں رکھا تھا اور اس کے لیے کچھ ایسی اشیاء منتخب کر کے لندن میں محفوظ کرادی تھیں جو اس کے شایان شان ہوتیں۔ ڈاکٹر طبجے موڈگر نے اس سلسلے میں جس اعلیٰ ظرفی کا ثبوت دیا تھا اس کے تحت کوئی معاوضہ اسے کیا دیا جاسکتا تھا اور وہی والی بات ہے "مال مفت دل بے رحم" یہ خزانہ مفت ہی کا تو تھا بے شک میرا نظریہ اپنا گھر چھوڑتے وقت یہی تھا کہ میں بے پناہ دولت جمع کرلوں اور اپنے بھائیوں کے سامنے اپنی حیثیت کو مستحکم بنا کے پیش کروں اور وہ حیثیت میں نے حاصل کرلی تھی۔ میں ٹیکسی کر کے ڈاکٹر طبجے موڈگر کے گھر کی جانب روانہ ہوگیا اور جب اس بنگلے میں داخل ہوا تو سب سے پہلی ملاقات ہیلن موڈگر ہی سے ہوئی تھی وہ مجھے دیکھ کر ٹھٹک گئی۔ دیکھتی رہی پھر بے اختیارانہ انداز میں دوڑ کر مجھ سے لپٹ گئی۔

"اوہ غزالی... غزالی تم واپس آگئے؟ تم... غزالی تم خیریت سے تو ہو نا؟ بالکل ٹھیک ہو نا تم؟ وہ لوگ کہاں؟ کیا وہ لوگ تمہارے ساتھ ہیں؟ کہاں قیام کیا ہے تم نے؟" اس نے بے شمار سوالات کر ڈالے۔ میں مسکراتا رہا اور پھر میں نے آہستہ سے کہا۔

"اب میں تنہا ہوں ہیلن۔"

"کیا مطلب؟ کہاں چلے گئے وہ لوگ؟"

"تم مجھے اندر جانے کے لیے نہیں کہو گی؟"

"سوری۔ تمہیں دیکھ کر بخانے کیوں اتنی ہی مسرت ہوئی ہے کہ میں سب کچھ بھول گئی آؤ پلیز آؤ۔" وہ مجھے لیے ہوئے ڈرائنگ روم میں پہنچی پھر بولی۔

"اس بے سروسامانی کے عالم میں، اس انداز میں کہاں سے آرہے ہو غزالی؟ مجھے کم از کم تفصیل تو بتاؤ۔ اب دیکھونا یہ تو فطری بات ہے کہ میں تمہیں دیکھ کر اس طرح کے سوالات کروں۔ میں نے جب بھی ڈیڈی سے تمہارے بارے میں پوچھا۔ ڈیڈی اسرار کی باتیں کرنے لگتے ہیں کہ جیسے وہ تمہیں کسی سیارے کی مخلوق سمجھتے ہوں یا آسمان سے اترا ہوا کوئی فرشتہ جو صرف دوسروں کے لیے متحرک رہتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں غزالی کہ تمہاری شخصیت مجھے ہمیشہ عجیب لگی۔ مجھے یوں محسوس ہوا کہ تم ایک بے وقوف آدمی ہو یا پھر ایک پہنچے ہوئے ولی جو اپنے علاوہ سب کے بارے میں سوچتے ہو۔ میں مسلسل بکواس کیے جارہی ہوں اور تم خاموشی سے مسکرا رہے ہو۔ مجھے بتاؤ گے نہیں کیا میں واقعی خود ہی بے وقوف ہوں؟" میں اس کے ان الفاظ پر ہنس پڑا۔ میں نے آہستہ سے کہا۔

"تم مجھے بتانے کا موقع تو دو ہیلن۔ سوال پر سوال کیے جارہی ہو اور میں یہ فیصلہ نہیں کرپارہا کہ تمہیں پہلے کونسے سوال کا جواب دوں؟"

"اوہ۔ میری کیفیت شاید واقعی بہت خراب ہوگئی ہے۔ اچھا چلو ٹھیک ہے پہلے یہ بتاؤ کہ تمہیں کچھ پلاؤں؟"

"ہاں۔ کوئی مشروب ٹھنڈا۔"

"ابھی لو۔" ہیلن خود ہی دوڑتی ہوئی باہر نکل گئی تھی لیکن واپس آئی تو ایک ملازم اس کے ساتھ تھا۔ جو مشروب کا جگ اور گلاس وغیرہ اٹھائے ہوئے تھا۔ ہیلن نے خود ہی وہ نفیس شربت مجھے دیا جسے پی کر فرحت کا احساس ہوا تھا۔ وہ خود بھی شربت کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لے رہی تھی پھر بولی۔ "ہاں اب یہ بتاؤ پہلے اچھا یہ بتاؤ کہ وہ لوگ کہاں گئے؟"

"ساموں؟"

"ہاں عجیب سا نام ہے ان لوگوں کا۔ کہاں گئے وہ سب؟"

"انہیں میں نے ان کی منزل تک پہنچا دیا۔"

"اوہ میرے خدا گویا... گویا جس مقصد کے لیے تم کوشاں تھے وہ پورا ہوگیا؟"

"ہاں ہیلن۔ میں اپنی اس ذمے داری سے فارغ ہوگیا۔"

"اگڈ ویری گڈ اور وہ لڑکی ڈوڈن کا رلوجودلوں کا حال بتاتی تھی؟"

"وہ ساموں تھی۔ اپنی دنیا میں واپس چلی گئی۔"

"یہ ساموں کی دنیا کہاں ہے؟"

"سمندر کی گہرائیوں میں۔ پاتال میں۔" میں نے جواب دیا اور وہ پاتال کا انگریزی میں ترجمہ کرنے لگی پھر گردن ہلا کر بولی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

”بہر طور بہت پُراسرار کھیل تھا۔ ڈیڈی نے مجھے کچھ تفصیلات بتائی تھیں۔ مجھے تو بج بج غزالی یقین ہی نہیں آرہا تھا لیکن چند کچھ دارلوگ جوبات کہیں اسے یقین نہ آنے کے باوجود مان لینا پڑتا ہے تو غزالی اب تمہارا کیا پروگرام ہے؟“

”کچھ نہیں ہیلن۔ اپنے وطن واپس جاؤں گا۔ اپنی دنیا آباد کروں گا۔“

”یہیں لندن میں کیوں نہیں رہ جاتے؟ ہم تمہارے لیے وہ تمام بندوبست کریں گے جو ضروری ہوگا۔“

”نہیں ہیلن مجھے اپنے وطن سے پیار ہے۔ وہی سرزمین میرے لیے زندگی ہے۔ کوئی بھی دوسری جگہ مجھے اس سے زیادہ عزیز نہیں۔“

”ہمارا لندن بھی نہیں؟“

”بُرا مت ماننا میں اپنی ہی زمین پر خوش رہ سکوں گا۔“

ہیلن کے چہرے پر ایک لمحے کے لیے پرچھائیں سی آئی تھی لیکن دوسرے لمحے وہ پھر معتدل ہوگئی۔ میں نے ڈاکٹر مورگر کے بارے میں پوچھا تو ہیلن نے بتایا کہ وہ کلینک میں ہے۔ اس کا کاروبار مناسب انداز میں جاری ہے۔ ڈاکٹر جے مورگر سے شام کو ساڑھے پانچ بجے ملاقات ہوسکی تھی۔ اس نے بھی بے پناہ مسرت کا اظہار کیا اور میں نے اسے مختصراً تفصیل بتا دی۔ میں نے اسے بتا دیا کہ سامون اب اپنی اپنی دنیا میں پہنچ گئے ہوں گے۔ وہاں ان کے مسائل جو کچھ بھی ہوں لیکن کم از کم میری وہ ذمے داری ختم ہوگئی جو میں نے خود پر مسلط کرلی تھی۔ ڈاکٹر جے مورگر مجھ سے طرح طرح کے سوالات کرتا رہا۔ ہیلن بھی اس میں شریک رہی۔ پھر ڈاکٹر جے مورگر نے گھڑی میں وقت دیکھتے ہوئے کہا۔

”تم ہیلن کے ساتھ گفتگو کرو۔ رات کو تم سے تفصیلی باتیں ہوں گی۔ ابھی تھوڑی دیر میں میری ایک شناسا آنے والی ہیں کچھ معاملات چل رہے ہیں ان سے۔ دراصل ایک مریض میرے کلینک میں داخل ہے۔ کافی عرصے سے وہ بھی تمہاری ہی سرزمین کا باشندہ ہے۔ ایک چوٹ تھی اس کے سر میں جس کی وجہ سے وہ ذہنی طور پر تقریباً معطل تھا لیکن تھینکس گاڈ کہ اب وہ بالکل ٹھیک ہے۔“ میں نے کوئی جواب نہیں دیا تھا ظاہر ہے یہ ڈاکٹر کے ذاتی معاملات تھے۔

آٹھ بجے کا وقت ہوگا میں اور ہیلن مورگر عمارت کے لان پر چہل قدمی کر رہے تھے کہ سیاہ رنگ کی ایک خوبصورت گاڑی آکر رکی اور ایک عورت اس سے باہر نکل آئی۔ تیز روشنی تھی ورنہ شاید اس وقت مجھے اس کی صورت نظر نہ آتی۔ یونہی سرسری انداز میں، میں نے اسے دیکھا تھا لیکن دوسرے لمحے میرے ذہن کو ایک شدید جھٹکا لگا تھا۔ میں ششدر رہ گیا۔ آنکھوں کو یقین نہیں آرہا تھا لیکن جو شخصیت اس کار سے اتری تھی وہ اتنی غیر اہم نہیں تھی کہ ایک بار اسے نظرانداز کردیا جاتا۔ وہ ساریہ تھی۔ سو فیصد ساریہ۔ وہ خوفناک عورت جو ایک جرائم پیشہ گروہ کو کنٹرول کرتی تھی۔ وہ ہولناک عورت جس کے سامنے انسانی زندگی کا کوئی مصرف نہیں تھا۔ وہ جو کسی کو ایک لمحے میں قتل کرسکتی تھی اور اس سے جو جنگیں ہوئی تھیں اور جس انداز میں وہ فرار ہوئی تھی وہ سب ایک لمحے میں میرے ذہن میں آگیا۔ ساریہ نے ہمیں نہیں دیکھا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی ڈاکٹر جے مورگر کی رہائش گاہ کے صدر دروازے سے اندر داخل ہوگئی۔ مجھے اس طرح دیکھ کر البتہ ہیلن نے پوچھا۔

”کیوں تم اسے اس انداز میں کیوں دیکھ رہے ہو؟ کیا وہ تمہاری کوئی شناسا ہے؟“

”یہ کون ہے ہیلن کون ہے یہ؟“

”ڈیڈی کی وہ کلائنٹ جس کا وہ انتظار کر رہے تھے۔ غالباً اس کا نام ساریہ ہے۔ اس کا کوئی مریض ڈیڈی کے کلینک میں داخل ہے۔“ ہیلن نے بتایا اور میں بے چین ہوگیا۔ ہیلن نے پھر اس بارے میں مجھ سے پوچھا تو میں نے آہستہ سے کہا۔

”ہیلن میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔“

”اگر وہ تمہاری کوئی شناسا ہے تو آؤ ہم اس سے ملاقات کیے لیتے ہیں اس میں مشکل کیا ہے؟ مگر کون ہے وہ اور تم اسے کیسے جانتے ہو؟ کوئی خاص بات ہے؟“

”کیا تم اس عورت سے باقاعدہ ملی ہو؟“

”نہیں۔ ڈیڈی کے بہت سے کلائنٹس آتے رہتے ہیں۔ اتفاقاً کبھی ان کا تعارف بھی ہوجاتا ہے بس اس سے زیادہ کچھ نہیں۔“

”آؤ ہیلن وہ ایک انوکھی شخصیت ہے۔ ذرا معلوم تو کریں کہ چکر کیا ہے؟“ ہیلن نے اس کمرے کا رخ کیا جہاں ڈاکٹر جے مورگر، ساریہ کے ساتھ موجود تھا۔ ہم دونوں اندر داخل ہوئے تو ڈاکٹر جے مورگر نے پرتپاک استقبال کیا۔ ہماری آمد سے اسے کوئی کوفت نہیں ہوئی تھی بلکہ شاید اس لیے اس نے ہمیں اپنی اس گفتگو میں مدعو نہیں کیا تھا کہ اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ ساریہ نے مجھے دیکھا اور اس کی کیفیت مجھ سے مختلف نہیں ہوئی تھی بلکہ اس پر

ے زیادہ ہی اثرات ہوئے تھے۔ وہ پاگلوں کی طرح صوفے ے اٹھ کھڑی ہوئی، دوڑتی ہوئی میرے قریب آئی میرے ٹ کا کالر پکڑ لیا اس کی آنکھوں میں شدید حیرت نظر آرہی ی اور اس کا چہرہ سرخ ہوگیا تھا۔ ڈاکٹر جے مورگر لوں ہیلن ران رہ گئے۔ ڈاکٹر جے مورگر ہمارے پاس آکھڑا ہوا تھا۔

”خیریت... خیریت کیا ہوا میڈم ساریہ؟ کیا بات ہے؟“ لیکن ساریہ نے ڈاکٹر کی آواز نہ سنی وہ بدستور مجھے یکھ رہی تھی۔ میں نے مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھا د ساریہ نے میرا کوٹ چھوڑ دیا۔ میں نے کوٹ کی شکنیں رست کیں اور آہستہ سے پوچھا۔

”کیسی ہو ساریہ؟“ وہ چند لمحات مجھے دیکھتی رہی پھر س کے چہرے پر خجالت کے آثار نظر آئے اور پھر وہ تھکے تھکے سے انداز میں پیچھے ہٹ کر صوفے پر بیٹھ گئی۔

”آپ دونوں ایک دوسرے سے بخوبی واقف معلوم ہوتے ہیں؟“ ڈاکٹر جے مورگر نے کہا اور میں نے مسکرا کر گردن ہلادی۔

”ہاں ڈاکٹر، ساریہ سے میرا طویل ساتھ رہ چکا ہے۔“

”تم زندہ ہو؟ تم زندہ ہو غزالی؟“

”ہاں میڈم ساریہ آپ کا کیا خیال تھا مجھے مرجانا چاہیے تھا؟“

”نہیں میں جانتی تھی تم مرنے والوں میں سے نہیں ہو۔ میں... غزالی میں بس میں کچھ نہیں کہنا چاہتی۔“

”ساریہ زندگی ایسے ہی بے تکے واقعات سے عبارت ہوتی ہے۔ نجانے کیا کیا ہوتا ہے اس زندگی میں۔ نجانے ہم کیا کیا سوچتے ہیں۔ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ لیکن بہت سے معاملات ہمارے بس میں نہیں ہوتے۔“

”تم کیسے ہو؟ یہ تو بتادو؟“

”بالکل ٹھیک ہوں اور معافی چاہتا ہوں کہ اس وقت تمہاری اس تنہائی میں مداخلت کی۔ میں نے تمہیں لان پر ہی دیکھ لیا تھا اور میں اپنے آپ کو تم سے ملنے سے باز نہ رکھ سکا۔“

”اوہ غزالی تم... تم پلیز... مگر تم ڈاکٹر جے مورگر کے ہاں کیسے نظر آرہے ہو؟ کوئی مسئلہ ہے یا صرف تمہاری شناسائی ہے؟“

”میڈم بہتر یہ ہے آپ غزالی کو بھی بیٹھنے کی پیشکش کریں اور اطمینان سے گفتگو کریں۔ اگر آپ تنہائی چاہتی ہیں تو ہم باپ بیٹی بھی آپ کی تنہائی میں مداخلت کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ ہم آپ کو تنہا چھوڑ دیتے ہیں۔ آپ کے تعلقات تو ضرورت سے زیادہ ہی اچھے معلوم ہوتے ہیں۔“

”ہاں ڈاکٹر غزالی سے میری زندگی کا ایک ایسا باب وابستہ ہے جسے میں موت کے وقت تک نہیں بھول سکتی۔ غزالی... غزالی واقعی تم نے میرے ذہن کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے رکھ دیا۔ تمہیں دیکھ کر خوشی بھی ہوئی ہے اور غصہ بھی آرہا ہے۔“

غصہ مجھ پر نہیں آنا چاہیے ساریہ شاید تمہیں حقیقتوں کا علم ہوچکا ہو بلکہ وہیں ہوگیا تھا۔ بہرطور جیسی تمہاری مرضی۔ اگر غصہ آرہا ہے تو میرا خیال ہے اس وقت میں تمہارے معاملات میں مداخلت نہیں کروں گا۔“

”نہیں وہ ساریہ تو تبت ہی میں مرگئی تھی جسے غصہ آتا تھا اور جو... اور جو۔ ہاں غزالی سچ کہہ رہی ہوں اب وہ ساریہ کہیں نہیں ہے۔ میں خود اسے تبت کی سرزمین میں دفن کرچکی ہوں۔“

”گڈ ویری گڈ۔ اس کا مقصد ہے کہ تم ایک دوسرے کے بارے میں بھی کافی جانتے ہو مگر بھائی ہم بھی دوستوں ہی میں شمار ہوتے ہیں۔ کیا ہمیں کچھ نہیں بتلایا جائے گا؟“ ڈاکٹر جے مورگر نے کہا۔

”یہ حقیقت ہے ڈاکٹر کہ اگر ابتی اور ساریہ کی کہانی سنانے بیٹھ جاؤں تو شاید ایک طویل وقت لگ جائے۔ یوں سمجھ لو ہماری ملاقات تبت میں ہوئی تھی اور ہمارے درمیان کچھ ایسے معاملات چلے جنہیں غیر دوستانہ کہا جاسکتا ہے۔ بس اس کے بعد کچھ ہنگامے ہوئے اور میڈم ساریہ شاید زندگی کے راستے سفر کرتی ہوئی یہاں تک آگئیں ورنہ ان کی زندہ واپسی کا کوئی امکان نہیں تھا۔“

”اوہو۔ یعنی خطرناک لوگوں کی خطرناک باتیں اب ہم کیا کہہ سکتے ہیں اس سلسلے میں؟“

”وہ سب کہاں ہیں؟ کیا ہوا ان کا؟“

”سب اپنی منزل پر پہنچ گئے۔ سب ٹھکانے لگ گئے۔“

”اور ویلیتی؟ ویلیتی کا خزانہ کیا ہوا؟“

”ویلیتی کا خزانہ ان کے ساتھ فنا ہوگیا ساریہ۔ سب کچھ برباد ہوگیا کوئی خزانہ نہیں تھا کچھ بھی نہیں تھا۔“

”تو تم نے اپنی زندگی کو بیکار ضائع کیا۔ میں تم سے نہ کہتی تھی کہ ان چکروں میں نہ پڑو۔“

”خیر ساریہ جو کچھ میں نے کیا، کرتا رہا۔ وہ اب پرانی بات ہوچکی ہے لہٰذا میں ان باتوں کو دہرانا بھی نہیں چاہتا۔ ڈاکٹر مورگر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پلیز دراصل سارہ یہ اور میرے درمیان ایسے معاملات رہ چکے ہیں جن پر گفتگو کرتے بیٹھیں تو شاید دن لگ جائیں۔ اس لیے اس موضوع کو ختم کر دینا ہی بہتر ہے سارہ یہ تم اپنی سناؤ کیا کر رہی ہو؟"

"میں کچھ نہیں کرتی بس جو میرے اثاثے تھے ان میں سے کچھ میرے پاس موجود ہیں انہی میں زندگی گزر کر رہی ہوں اور اپنی زندگی کا ایک مقصد تعمیر کر رہی ہوں۔ میں نے شادی کر لی ہے۔"

"اوہو۔ کیا واقعی؟"

"ہاں۔ تبت سے واپسی پر مجھے تمہارا ایک ہم وطن مل گیا تھا بیچارہ ذہنی طور پر ختم ہو چکا تھا۔ پاگلوں کی طرح جنگلوں میں مارا مارا پھر رہا تھا۔ وہ میرا سہارا بنا اور میں اس کی۔ ہم دونوں ہی وہاں سے نکل آئے اور اس کے بعد۔۔۔ اس کے بعد نجانے کیا کیا ہوا۔ کہاں کہاں بھٹکتے رہے ہم لوگ پھر میں نے اس سے شادی کر لی۔ اور اب میں اسے ڈاکٹر جے مورگر کے پاس بغرض علاج لائی تھی کیونکہ اس کا ذہنی توازن ڈسٹرب تھا اور وہ ٹھیک نہیں تھا لیکن ڈاکٹر جے مورگر نے میرے اوپر بڑا احسان کیا اور اب۔۔۔ اب وہ بالکل ٹھیک ہے۔"

"میری طرف سے دلی مبارکباد قبول کرو سارہ یہ۔ بلاشبہ تم نے زندگی میں ایک بہتر کام کیا ہے اور اپنی وہ پچھلی زندگی۔۔۔؟"

"وہ سب کچھ چھوڑ چکی ہوں۔ بھول گئی ہوں اسے۔ اسی سارہ یہ کے ساتھ دفنا دیا تھا، میں نے اپنی ماضی جو تبت میں تھی اور اب۔۔۔ اب میں بالکل مختلف ہوں۔ ہم تھوڑے عرصے کے بعد ہندوستان جانے والے ہیں میں اپنی بقیہ زندگی وہیں گزاروں گی۔"

"مجھے اپنے شوہر سے نہیں ملاؤ گی؟"

"کیوں نہیں وہ ڈاکٹر کے کلینک میں ہے اور اب بالکل ٹھیک ہو چکا ہے۔ میں تمہیں ضرور اس سے ملاؤں گی غزالی ضرور۔ ڈاکٹر آپ اب میرے بارے میں بتائیے۔ آپ نے مجھے بلایا تھا کیا کہنا چاہتے تھے؟"

"بھئی بلایا تو میں نے تمہیں اپنے مقصد کے تحت تھا لیکن یہاں تو بہت کچھ ہو گیا اب میں جو کہنا چاہتا تھا وہ نہیں کہوں گا۔"

"کیا مطلب؟"

"بھئی کاروباری گفتگو ہوئی تھی لیکن وہ جن کا تعلق ذہنی غزالی سے ہے میرے دوست ہوتے ہیں اور میں ان سے کاروبار نہیں کر سکتا۔ سوری میڈم ہمارا آپ کا حساب برابر۔"

"ارے نہیں نہیں ڈاکٹر یہ بالکل نہیں ہو سکتا غزالی یہ تو مناسب نہیں ہو گا ہم کسی بھی طور یہ سب کچھ نہیں کریں گے۔"

"ہاں سارہ یہ ڈاکٹر کو مجھے شرمندہ کرنے کی عادت پڑ گئی ہے۔ میرے لیے یہ اتنا کچھ کر چکے ہیں کہ کبھی سوچتا ہوں تو شرم آنے لگتی ہے کہ جواب میں، میں کیا دے سکتا ہوں انہیں۔"

"بھئی تم جیسا دوست مل گیا اور کیا چاہیے؟" کافی دیر تک ہم رسمی گفتگو کرتے رہے پھر سارہ یہ نے میرے بجائے ڈاکٹر جے مورگر سے کہا۔

"ڈاکٹر میں اس شخص کو کچھ دیر کے لیے تم سے ادھار مانگنا چاہتی ہوں؟"

"مسٹر غزالی کو؟" ڈاکٹر جے مورگر نے پوچھا۔

"ہاں اگر تمہاری اجازت ہو تو۔" ڈاکٹر جے مورگر ہنسنے لگا لیکن ہیلن بے چین ہو گئی تھی۔

"اوہ میڈم سارہ یہ مسٹر غزالی ہمارے پاس بھی تو ابھی پہنچے ہیں۔ ہمیں کچھ گفتگو کرنی ہے۔ آپ ایسا کریں کل دن میں ان سے ملاقات کر لیں۔"

"ہیلن پلیز تم دراصل صورتحال سے واقف نہیں ہو۔ میرے لیے یہ تھوڑا سا دکھ برداشت کر لو۔ مجھے زیادہ ضروری کام ہے ان سے۔"

"اس کا فیصلہ میرا خیال ہے مسٹر غزالی ہی کر سکتے ہیں۔" ہیلن نے آہستہ سے کہا لیکن اس کا لہجہ خوشگوار نہیں تھا۔ یہ لڑکی بہت اچھی تھی۔ مجھ سے متاثر تھی لیکن اس نے کبھی بہت زیادہ اچھے پن کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔ ہر شخص کے لیے میں اسے ٹھکرا رہا تھا۔ اس وقت سارہ یہ کے سامنے میں نے اسے بددل کرنا مناسب نہیں سمجھا اور سارہ یہ سے بولا۔

"سارہ یہ ہماری تمہاری ملاقاتیں تو اب جاری رہیں گی۔ چنانچہ آج مجھے یہیں رہنے دو تو بہتر ہے۔" سارہ یہ ایک گہری سانس لے کر پھیکے سے انداز میں مسکراتی ہوئی بولی۔

"میں ایک شادی شدہ عورت ہوں غزالی تمہیں اب مجھ سے کوئی خطرہ نہیں ہونا چاہیے۔ ماضی کے کچھ باب دہرانے تھے خیر کل سہی۔" وہ دوسرے دن گیارہ بجے مجھ سے ملاقات کرنے کا وعدہ کر کے چلی گئی۔ ڈاکٹر مورگر ہنسنے لگا تھا پھر بولا۔

"بھئی یہ میڈم سارہ یہ بھی خوب ہیں اپنے شوہر کو میرے پاس علاج کے لیے لائی تھیں اور پاگل تھیں ان کے لیے۔

بڑی جذباتی سی خاتون معلوم ہوتی ہیں۔ بہرحال مجھے خوشی ہے میرے ذریعے ان کا یہ کام ہو گیا۔"

"اور کچھ جانتے ہیں آپ سارہ یہ کے بارے میں ڈاکٹر؟"

"نہیں۔ میں اپنے کلائنٹس سے ان کے ماضی، حال اور مستقبل کے بارے میں سوالات نہیں کرتا۔ مجھے انہوں نے معاوضے کی پیشگی ادائیگی کر دی تھی اور بس۔ باقی میری ذمے داری یہ تھی کہ ان کے شوہر کو صحت مند کر دوں سو وہ میں نے کر دیا۔ ویسے کوئی خاص بات ہے؟"

"نہیں ڈاکٹر میری ان کی تبت میں ملاقات ہوئی تھی۔ انہی ساموئن کے معاملات میں غالباً یہ وہاں کا دورہ کرنے گئی تھیں اور اس وقت شادی شدہ نہیں تھیں۔" ہیلن نجانے کیوں ہنس پڑی تھی۔ بہرطور میرے نہ جانے سے خوش ہو گئی تھی۔ رات کو دیر تک ہیلن مجھ سے باتیں کرتی رہی اور مجھ سے میرے پروگرام ترمیم کرنے کے لیے کہتی رہی لیکن ظاہر ہے اس لڑکی کو میں دل کی باتیں کیا بتاتا اور بتاتا بھی تو وہ برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ میں نے فیصلہ کر لیا کہ اسے یہاں سے بتائے بغیر ہی روانہ ہوں گا ورنہ یہ عذابِ جان بن جائے گی۔ دوسرے دن مجھے اپنے بھی کام کرنے تھے چنانچہ میں صبح ہی صبح وہاں سے نکل آیا۔ ہیلن سے بڑی مشکل سے جان بچی تھی۔ مجھے اپنے کاموں کے درمیان سارہ یہ سے ملاقات کا وقت بھی یاد نہ رہا۔ میں اپنے وطن واپسی کے لیے تیاریاں کر رہا تھا۔ اس کے علاوہ میں نے وہ اشیاء بھی حاصل کیں جو میں ہیلن کو دینا چاہتا تھا ہیروں کا ایک نہایت قیمتی ہار کچھ قدیم طرز کے زیورات جو قیمتی بھی تھے اور نوادرات میں بھی شمار ہوتے تھے۔ سونے کے کچھ سکے اور ایسی ہی دوسری چند اشیاء جو مارٹن الیسٹرو کی عنایت سے یہاں محفوظ ہو گئی تھیں اور بقیہ ہندوستان پہنچا دی گئی تھیں۔ ان تمام کاموں سے فارغ ہونے کے بعد میں ایک ٹیکسی میں گزر رہا تھا کہ دفعتاً ہی مجھے سارہ یہ سے ملاقات کا خیال آیا۔ گھڑی میں وقت دیکھا تو ساڑھے بارہ بج چکے تھے۔ اتفاق سے اس وقت ڈاکٹر جے مورگر کے کلینک سے دور نہیں تھا۔ چنانچہ میں نے ٹیکسی کا رخ بدلوا لیا اور کلینک ہی پہنچ گیا۔ سارہ یہ میرے اندازے کے مطابق کلینک میں موجود تھی اور ڈاکٹر جے مورگر کے آفس میں بیٹھی ہوئی اس سے باتیں کر رہی تھی۔ مجھے دیکھ کر اس نے شکایتی انداز میں کہا۔

"میں تمہیں پہلے ہی بتا چکی ہوں غزالی کہ اب میں تمہاری ذات کے لیے کوئی خطرہ نہیں ہوں۔ پھر اس طرح بے اعتنائی کیوں برت رہے ہو

"ایک سوال رات کو بھی میرے ذہن میں کھٹک رہا تھا۔ کیا ماضی میں کبھی مس سارہ یہ میرا مطلب ہے میڈم سارہ یہ آپ غزالی کے لیے خطرہ رہی ہیں؟"

"ہاں۔" سارہ یہ نے کہا اور بے اختیار ہنس پڑی۔

"اب میں اس خطرے کی نوعیت تو نہیں پوچھوں گا۔ بہرحال اب تو انہیں کوئی خطرہ نہیں ہے؟"

"نہیں نہیں میں اپنے شوہر سے بے حد محبت کرتی ہوں۔" سارہ یہ ہنستی ہوئی بولی۔

"گڈ یہ اچھی بات ہے۔ دراصل میں اپنے دوست کو کسی خطرے میں مبتلا نہیں دیکھ سکتا۔"

"آؤ میں تمہیں اپنے شوہر سے ملواؤں غزالی۔" سارہ یہ نے کہا اور ڈاکٹر کی طرف دیکھنے لگی۔

"ہاں ہاں۔ پلیز ضرور۔ ویسے بھی اب آپ انہیں ساتھ لے جا رہی ہیں۔ میرا تسلط ان پر سے ختم ہو گیا ہے۔" سارہ یہ نے شکریہ ادا کیا اور میرے ساتھ اندرونی حصے کی جانب چل پڑی۔ ایک کمرے کے دروازے پر پہنچ کر اس نے دروازہ کھولا اور مسکراتی ہوئی اندر داخل ہو گئی۔

"دیکھو قادر میں کسے لائی ہوں تمہارے ہم وطن مسٹر غزالی کو۔" میں بھی مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا تھا۔ ایک شخص ایک آرام کرسی پر دراز سگریٹ پی رہا تھا اس نے سنبھل کر مجھے دیکھا اور پھر دفعتاً سگریٹ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر پڑا۔ میرے بدن کو بھی ایسا شدید جھٹکا لگا تھا جیسے ہزاروں وولٹ کا کرنٹ میرے جسم میں دوڑ گیا ہو۔ میری آنکھیں ناقابل یقین انداز میں اس شخص پر جمی ہوئی تھیں اور میرے دل میں ایک عجیب سی کیفیت بیدار ہو رہی تھی۔ میں اندھوں کی طرح دو قدم آگے بڑھا۔ اور اس کی بھی یہی کیفیت تھی وہ بھی آگے بڑھا اور پھر ہم دونوں ایک دوسرے سے اس طرح چمٹ کر ہٹنے کا نام ہی نہ لیتے تھے۔ سارہ یہ پاگلوں کی طرح کھڑی سر کھجا رہی تھی۔ یہ قادر ہی تھا میرا دوست، میرا یونیورسٹی کا ساتھی وہ جس نے ساتھ میں تبت میں داخل ہوا تھا اور اس کے بعد ہم دونوں کو ایک حادثہ پیش آ گیا تھا۔ میں نے قادر کو مردہ سمجھ لیا تھا۔ کیونکہ بظاہر اس کی زندگی کے کوئی آثار نہیں تھے۔ میں بچ گیا تھا بس وہ بھی اتفاقیہ طور پر ہی۔ ماضی کا ایک ایک لمحہ میرے ذہن میں تازہ ہو گیا۔ قادر جیسا بے لوث اور مخلص انسان اس طرح مل جائے۔ قادر کی کیفیت بھی مجھ سے مختلف نہیں تھی۔ وہ دیر تک میرے سینے سے چمٹا رہا۔ پھر سارہ یہ ہی آگے بڑھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"غزالی تم نے کہاں کہاں پنجے گاڑے ہوئے ہیں میں نہیں جانتی۔ مجھ پر تو قبضہ تھا ہی تمہارا۔ اب میرے شوہر پر بھی قبضہ جمائے لے رہے ہو۔"

"آہ ساریہ تم نہیں جانتیں یہ میری زندگی کے کتنے خوشگوار لمحے ہیں یوں لگ رہا ہے جیسے قدرت ... جیسے قدرت مجھے آہستہ آہستہ میری نیکیوں کا صلہ دینے پر تلی ہوئی ہے میرا دوست قادر میرے دل پر ایک داغ کی مانند تھا۔ اس کی موت کو شاید میں مرتے دم تک نہیں بھول سکتا تھا۔ وہ میرے لیے مرا تھا لیکن ساریہ تم نے مجھے میرا دوست واپس کر دیا۔ میں تمہیں اس کا کوئی صلہ نہیں دے سکتا۔"

"جی نہیں مجھے اپنے شوہر کی قیمت نہیں چاہیے یہ تمہارا کیسا ہی دوست ہو میرا شوہر ہے۔"

"بے شک لیکن اب تم میرے لیے اس قدر قابل احترام ہو ساریہ کہ میں تمہیں بتا نہیں سکتا۔"

"بیٹھو غزالی بیٹھ جاؤ۔ تم میری ذہنی کیفیت کا اندازہ نہیں لگا رہے۔ آہ۔ کیا کیا مل گیا مجھے کیا کیا مل گیا۔ ساریہ بہت اچھی بیوی ہے۔ بہت اچھی انسان ہے۔ ہم دونوں کی ملاقات تبت میں ہوئی تھی، مگر تفصیل سے گفتگو ہوگی۔ ساریہ ڈاکٹر مورگر کیا کہتے ہیں؟"

"انہوں نے مجھے واپسی کی اجازت دے دی ہے۔ تمام امور طے ہو گئے ہیں۔ چنانچہ ہم واپس چل سکتے ہیں۔"

"تو پھر چلو۔ باقی گفتگو یہاں سے چلنے کے بعد ہوگی۔"

ڈاکٹر جے مورگر سے اجازت لے لی گئی اور تھوڑی دیر کے بعد ساریہ ہمیں اپنی خوبصورت کالی کار میں بٹھا کر لے چلی۔ ایک حسین فلیٹ جو دوسری منزل پر تھا ساریہ کی ملکیت تھا اور وہ یہیں رہتے تھے۔

فلیٹ میں ساریہ ایک گھریلو عورت کی حیثیت سے کاموں میں مصروف ہو گئی۔ مجھے اور قادر کو اس نے تنہا چھوڑ دیا تھا۔ قادر بے پناہ مسرت کا اظہار کر رہا تھا اور اس نے مجھے تفصیل بتاتے ہوئے کہا کہ وہ حادثہ اس کی زندگی کو چھین لینے کا باعث بن جاتا لیکن تقدیر کو اس پر رحم آ گیا۔ دردو کسی ایسی جگہ گر پڑا جس کے بارے میں آج اسے کچھ بھی نہیں معلوم۔ پھر وہ نہیں جانتا کہ وہاں سے وہ کہاں کہاں گھومتا رہا۔ کبھی کبھی کچھ لمحات کے لیے حواس واپس آ جاتے تو اپنے بارے میں سوچتا تبت میں وہ شاید کسی ہسپتال میں بھی رہا پھر شاید لاک اَپ میں بھی اور پھر لاک اَپ سے بھی نکل آیا۔ اسے نہیں یاد رہا تھا کہ وہ کون ہے؟ کیا ہے؟ کہاں رہتا تھا؟ پھر انہی جنگلوں میں اسے ساریہ مل گئی۔ ساریہ خود بھی زخمی تھی اور اس نے قادر کو سہارا دیا۔ اس نے قادر کی تیمارداری کی اور قادر اس سے بے پناہ مانوس ہو گیا۔ ساریہ اس کی زندگی میں اس حد تک داخل ہو گئی کہ قادر اب اس کے علاوہ اور کسی شے کے بارے میں نہیں سوچتا تھا۔ اس نے اپنے آپ کو ساریہ کے حوالے کر دیا۔ ساریہ اسے لے کر نجانے کہاں کہاں گئی اور اس کے بعد لندن کے اس اسپتال میں اسے داخل کر دیا گیا۔ یہاں آہستہ آہستہ اس کا ذہنی توازن واپس آتا چلا گیا اور اب اسے سب کچھ یاد ہے۔ اب وہ اپنے آپ کو بالکل تندرست پاتا ہے۔ اس نے کہا۔

"تم تصور نہیں کر سکتے غزالی کہ یہ عورت جو آج میری بیوی ہے کیسی خوبیوں کی مالک ہے۔ اس نے مجھے اپنے ماضی کے بارے میں بتایا ہے۔ وہ کہتی ہے کہ اس نے تمام زندگی جرم کی دنیا میں گزاری ہے۔ ایک خوفناک جرائم پیشہ تھی وہ۔ لیکن اب صرف وہ ایک بیوی ہے۔ صرف ایک بیوی۔ اس کے پاس زیادہ دولت نہیں ہے بس یہ مکان اس کا اپنا ہے۔ یہ گاڑی ہے اور رقم جو نقد کی شکل میں تھی، وہ میرے علاج پر خرچ کر چکی ہے۔ میں اسے ہندوستان لے جاؤں گا۔ ہم یہ فلیٹ فروخت کر دیں گے اور یہ گاڑی بھی ہمارے پاس اتنی رقم ہو جائے گی کہ ہم آسانی سے وہاں پہنچ کر ازسرنو اپنا کاروبار سیٹ کر سکیں۔ لیکن میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا غزالی کہ تم مجھے اس طرح مل جاؤ گے۔ آہ اب تم اپنے بارے میں سناؤ۔ تمہاری اس جدوجہد کا کیا نتیجہ نکلا۔ وہ بوڑھا بابا مجھے آج بھی یاد ہے کیا وہ تمہیں ملا؟ کیا ہوا؟"

"یہ بھی ایک طویل کہانی ہے قادر میں تمہیں مختصراً اس کے بارے میں بتا دوں۔" میں نے کہا اور سامونوں کی کہانی انتہائی مختصر کر کے قادر کو سنا دی۔ قادر شدید حیران ہوا تھا۔ ساریہ گھریلو کاموں میں مصروف رہی اس نے ہماری گفتگو میں مداخلت نہیں کی لیکن سارا دن انہوں نے مجھے اپنے ساتھ ہی رکھا۔ میں نے یہیں سے ڈاکٹر جے مورگر کو ٹیلی فون کر دیا تھا کہ وہ ہیلن کو مطمئن کر دے۔ میں ذرا دیر سے واپس آؤں گا۔ ساریہ کو بھی میں نے تفصیلات بتائیں اور ساریہ نے قادر کو تمام تفصیلات بتا دیں۔ قادر نے مجھ سے پوچھا کہ اب میرا کیا پروگرام ہے تو میں نے ہنستے ہوئے اس سے کہا۔

"قادر تمہارے ساتھ اپنے وطن سے نکلا تھا تمہارے ساتھ ہی اپنے وطن میں واپس ہوں گا اور اس سے زیادہ خوش قسمتی کی بات میرے لیے اور کچھ نہیں ہو سکتی۔ ہاں ایک

بھائی اپنے ساتھ لیے جا رہا ہوں۔ ساریہ میرے لیے انتہائی محترم ہے کیونکہ وہ میرے دوست کی بیوی ہے۔" ساریہ بھی جذباتی ہو گئی تھی۔ رات کو تقریباً ساڑھے آٹھ بجے انہوں نے مجھے اجازت دی۔ ساریہ نے مجھے چھوڑنے کی پیشکش کی لیکن میں نے اس سے معذرت کر لی تھی اور کہا تھا کہ میں ٹیکسی سے جاؤں گا۔ یہ میرے لیے ضروری ہے۔ ہیلن ناراض تھی۔ ہر چند اس نے میرا استقبال پرجوش انداز ہی میں کیا تھا لیکن اس کی آنکھوں سے کبیدگی کا اظہار ہوتا تھا۔

"یہ تو تمہاری عادت ہے غزالی کہ تم ہمیشہ مجھے نظرانداز کرتے رہے ہو اور دوسروں کو ہمیشہ مجھ پر فوقیت دی ہے۔"

"ہیلن یہ کہہ کر مجھے ذلیل مت کرو ایسی بات نہیں ہے۔ بس ڈیئر بعض معاملات ایسے ہوتے ہیں کہ مجھے ان میں مصروف ہو جانا پڑتا ہے۔ ویسے بھی بہت مختصر وقت تمہارا مہمان ہوں۔ ہاں اگر کبھی ہندوستان آؤ گی تو میں تمہارا پرجوش استقبال کروں گا۔" ہیلن عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھتی رہ گئی تھی۔ اس کے بعد میں نے ہیلن کو اپنے وہ تحائف پیش کیے جنہیں دیکھ کر وہ بے ہوش ہوتے ہوتے بچی تھی۔

"یہ تو ... یہ تو غزالی ہیرے معلوم ہوتے ہیں۔ یہ اتنے سارے ہیرے اور یہ زیورات۔ اوہ میرے خدا کس قدر حسین ہیں یہ غزالی یہ ... یہ سب یہ سب۔ اور سونے کے یہ سکے۔" ہیلن کی حالت خراب ہو گئی تھی۔

"یہ سب تمہارے لیے ہیں ہیلن۔ میری طرف سے ایک حقیر سا نذرانہ۔"

"غزالی یہ ... یہ میں ڈیڈی کو دکھا دوں؟"

"کیوں نہیں۔ لیکن تم نے انہیں قبول کر لیا ہے نا۔ اب تم ڈاکٹر جے مورگر کی کوئی بات نہیں سنو گی۔"

"ڈیڈی ... ڈیڈی۔" ہیلن چیختی ہوئی بھاگ گئی اور میں مسکراتے ہوئے سوچنے لگا کہ عورت زیورات، دولت اور ہیروں کے سامنے ہر شے کو فراموش کر دیتی ہے۔ ڈاکٹر جے مورگر پاگلوں کی طرح منہ پھاڑے میرے کمرے میں آیا تھا۔ اس نے آتے ہی مجھ سے کہا۔

"غزالی یہ سب کیا ہے؟ یہ کیا ہے میرے دوست؟"

"ہیلن کے اور میرے درمیان یہ معاہدہ ہو گیا ہے ڈاکٹر کہ آپ کچھ بھی کہیں یہ چیزیں اب ہیلن کی ملکیت بن چکی ہیں اور وہ ان کا تحفظ کرے گی۔"

"مگر غزالی میں ہیرا شناس ہوں۔ یہ تو لاکھوں ڈالر کی ملکیت کے ہیرے ہیں اور یہ زیورات تم اتنا بڑا تحفہ ہمیں نہیں دے سکتے غزالی۔ یہ سب کچھ ہم قبول نہیں کریں گے۔"

"ڈاکٹر یہ اس خزانے کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے جو مجھے اس مہم کے دوران حاصل ہوا ہے۔ میں نے آپ کو تو کچھ نہیں دیا ڈاکٹر۔ ہیلن کے لیے میرے دل میں ایک عزت ایک مقام ہے۔ اگر آپ اس پر اعتراض نہ ہی کریں گے تو مجھے خوشی ہوگی۔"

"تم نے بہت زیادہ کچھ دے دیا ہے مجھے میں اس بار سے گردن نہیں اٹھا سکوں گا۔"

"نہیں ڈاکٹر پلیز آپ نے مجھے جو کچھ دیا وہ میری زندگی کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے۔" رسمی گفتگو تو ہوتی ہی تھی۔ بہرطور یہ چیزیں ڈاکٹر نے قبول کر لیں۔ اس کے بعد میں اور قادر یہاں سے واپسی کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔ ہیلن بارہا اس بات کا اظہار کر چکی تھی کہ وہ میری واپسی نہیں چاہتی لیکن ظاہر ہے میں اس کی بات کو زیادہ اہمیت نہیں دے سکتا تھا۔ دو دن مزید ہمیں یہاں تیاریوں میں لگے۔ قادر اپنا فلیٹ بیچنا چاہتا تھا۔ گاڑی بھی اسے فروخت کرنی تھی لیکن میرے اصرار پر اس نے یہ ذمے داری ڈاکٹر جے مورگر کے سپرد کر دی۔ ڈاکٹر نے وعدہ کیا کہ فلیٹ اور گاڑی فروخت کرنے کے بعد اس کی رقم ہندوستان منتقل کر دی جائے گی۔ قادر کچھ الجھا ہوا سا تھا۔ میں جانتا تھا کہ اس کے ذہن میں کیا تھا۔ وہ اپنا کاروبار چھوڑ چکا تھا۔ ہوٹل کا پتا نہیں کیا حشر ہوا ظاہر ہے قادر کی غیر موجودگی میں اس کا چلتے رہنا ممکن نہیں تھا لیکن میں اپنے ذہن میں کچھ اور فیصلے کر چکا تھا۔ چنانچہ میں نے قادر کو مجبور کر دیا کہ وہ میرے ساتھ ہی ہندوستان چلے۔

جب ہم اپنے وطن واپس روانہ ہو رہے تھے تو میری اور قادر کی ذہنی حالت بہت خراب تھی۔ ساریہ ہم دونوں کی اس کیفیت پر مسکرا رہی تھی۔ ویسے دوران سفر اس نے اس خدشے کا بھی اظہار کر دیا کہ چونکہ وہ سرمایہ نہیں لے جا سکے اس لیے انہیں وہاں دقتیں پیش آئیں گی۔ میں نے ساریہ کو اطمینان دلاتے ہوئے کہا کہ اب میں اتنا غریب بھی نہیں ہوں کہ انہیں اس وقت تک اپنے ہاں مہمان نہ رکھ سکوں جب تک وہ لوگ اپنی یہ دولت حاصل نہ کر لیں۔ ساریہ ہنس کر خاموش ہو گئی تھی۔ ہم اپنی منزل پر پہنچ گئے اور اب میں دھڑکتے دل کے ساتھ حسن صاحب کی کوٹھی کی جانب جا رہا تھا۔ اپنی اس وقت کی کیفیت کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ نجانے کیا کیا احساسات میرے دل میں تھے۔ نجانے کیا کیا تصورات تھے کوٹھی میں پہنچ گیا۔ ٹیکسی سے اترا اور اس کے بعد دھڑکتے دل کے ساتھ اندر داخل ہو گیا۔ قادر اور ساریہ میرے ساتھ تھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دروازے پر چوکیدار بابا موجود تھا جو مجھے پہچان کر بے اختیار مجھ سے لپٹ گیا اور اس کے بعد کچھ دوسرے ملازموں نے بھی مجھے دیکھ لیا۔ اندر سے جو دوسری شخصیت دوڑتی ہوئی باہر آئی تھی وہ ملیحہ بھابی کی تھی۔ ملیحہ، محسن کی زندگی میں شامل ہو چکی تھی۔ اس نے مجھے دیکھا اور بے اختیار آگے بڑھی۔

"غزالی بھائی... غزالی بھائی"

"ہیلو بھابی کیسی ہیں آپ؟"

"آپ آ گئے غزالی بھیا۔ آپ آ گئے" ملیحہ نے کہا اور اس کی آنکھوں میں نمی آ گئی۔ میں جانتا تھا کہ اس گھر کے لوگ مجھے کتنا چاہتے ہیں۔ بہر طور میں ملیحہ کے ساتھ اندر پہنچا اور اس کے بعد ایک کہرام مچ گیا جسے دیکھو دوڑتا چلا آ رہا ہے تنویر البتہ نہیں آئی تھی۔ محسن بھی موجود نہیں تھا۔ حسن صاحب بھی نہیں تھے لیکن باقی تمام لوگ موجود تھے۔ نجانے کیا کیا ہنگامے ہوتے رہے۔ میں، ساریہ اور قادر ڈرائنگ روم ہی میں بیٹھے تھے۔ بیگم صاحبہ اور دوسرے افراد وہیں آ گئے۔ محسن کو ٹیلی فون پر تلاش کیا جانے لگا۔ ڈاکٹر طاہر علی کے گھر فون کر دیا گیا اور تو اور کنور پربھات سنگھ کو بھی اطلاع دے دی گئی تھی۔ اس کے بعد سب سے پہلے آنے والی شخصیت محسن ہی کی تھی۔ میری آنکھیں تنویر کو تلاش کر رہی تھیں۔ کافی دیر گزر گئی تھی لیکن تنویر ابھی تک میرے سامنے نہیں آئی تھی۔ نجانے دل میں کیسے کیسے وسوسے بیدار ہونے لگے۔ محسن اندر آیا آتے ہی اس نے مجھے سلوٹ مارا تھا اور پھر مجھ سے لپٹ گیا تھا۔ وہ گلوگیر لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"تو آ گیا میرے یار۔ اتنے دن اتنا عرصہ کوئی خبر بھی نہیں دے سکتا تھا۔ فون بھی نہیں کر سکتا تھا مجھے۔ خط بھی نہیں لکھ سکتا تھا کہ کہاں ہے۔ نجانے کیا کیا تصورات پیدا ہوتے تھے تیرے بارے میں سادتی میں نے ایک بات کہی تھی ناں آپ سے کہ کچھ بھی ہو جائے غزالی واپس ضرور آئے گا میرا یار واپس ضرور آئے گا۔"

سو میں آ گیا محسن۔ حسن صاحب کیسے ہیں؟"

"سب لوگ ٹھیک ہیں بالکل ٹھیک ہیں۔ کوئی ایسی بات نہیں جو قابلِ تشویش ہو" میں نے موقع ملتے ہی ملیحہ سے پوچھا۔

"بھابی تنویر کہاں ہے۔؟"

"ایں! ارے تنویر واقعی اسے تو نہیں دیکھا کہاں گئی وہ؟ کہاں ہے؟ میں ابھی دیکھتی ہوں۔ یہ تو کمال ہو گیا وہ کیوں نہیں آئی ابھی تک۔ تھی تو گھر میں ہی ہی"

ملیحہ بھابی چلی گئیں۔ میں کم از کم اس بات سے تو مطمئن ہو گیا تھا کہ تنویر خیریت سے ہے اور یہیں ہے۔ ملیحہ بھابی تھوڑی دیر کے بعد واپس آئیں تو تنویر ان کے ساتھ تھی۔ چہرہ پیلا پڑا ہوا تھا۔ ہونٹ کانپ رہے تھے۔ آنکھیں سوجی ہوئی تھیں ملیحہ بھابی مسکرا رہی تھیں تنویر نے مجھے سلام کیا اور میں اپنے آپ کو باز نہ رکھ سکا

"کیسی ہیں تنویر؟ کہاں تھیں آپ۔؟ اتنی دیر ہو گئی مجھے آئے ہوئے آپ کو نہیں دیکھا میں نے؟"

"میں ذرا معروف تھی۔ پلیز محسوس نہ کریں" تنویر نے جھکی ہوئی نگاہوں کے ساتھ کہا۔ اس کی معروفیت میری سمجھ میں نہیں آئی۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد حسن صاحب بھی آ گئے وہ بھی بہت جذباتی ہو گئے تھے۔ دیر تک مجھے سینے سے لپٹائے خاموش کھڑے رہے پھر گلوگیر لہجے میں بولے۔

"بالکل ٹھیک ہو نا غزالی۔؟ کوئی ایسی تکلیف دہ اور پریشان کن بات تو نہیں؟"

"نہیں حسن صاحب! میں آپ کی دعاؤں سے بالکل ٹھیک ہوں"

"بھئی آرام کے لیے موقع دو غزالی کو۔ یہ ملاقات تو تفصیل سے بعد میں ہو جائے گی۔ انہیں اور معزز مہمانوں کو آرام سے ٹھہراؤ۔ محسن جاؤ بندوبست کرو" پھر حسن صاحب قادر اور ساریہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ حسن صاحب، قادر کو بھی پہچانتے تھے اور ساریہ کو بھی لیکن جو شکلیں اس وقت ان کے سامنے آئی تھیں انہیں دیکھ کر وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ یہ قادر اور ساریہ ہو سکتے ہیں۔ میں نے ہی مسکراتے ہوئے ان سے کہا۔

"حسن صاحب آپ قادر کو بھول گئے میرے دوست کو۔؟"

"کون۔؟" حسن صاحب چونک کر بولے۔

"یہ قادر ہے میرے ساتھ ہی تو کھٹمنڈو گیا تھا"

"قادر اوہ۔ لیکن وہ۔۔۔۔ وہ حادثہ تم نے تو مجھے کچھ اور ہی بتایا تھا؟"

"اور ساریہ کو بھی بھول گئے آپ حسن صاحب۔؟"

"ایں!" حسن صاحب نے ساریہ کو دیکھا دیکھتے رہے اور پھر دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر صوفے پر بیٹھ گئے۔

"ساری باتیں ہی ناقابلِ یقین ہیں۔ یہ میڈم۔۔۔۔ میڈم ساریہ ہیں"

"ہاں مسز قادر"

"اوہ۔ اوہ" حسن صاحب اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہہ سکے تھے۔ بہر حال حیرتوں کے اظہار ہوتے رہے تھوڑی دیر کے بعد محسن نے کہا کہ ہم اپنے کمروں میں آ جائیں غسل وغیرہ سے فراغت حاصل کر لیں اس کے بعد چائے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ ہمیں آرام کی مہلت نہیں دی جائے گی۔ چائے کے لیے تیاریاں ہونے لگیں۔ ہم لوگوں نے غسل کیا اور ابھی میں غسل خانے ہی میں تھا کہ دفعتاً غسل خانے کا دروازہ زور زور سے پیٹا جانے لگا۔ میں باہر نکلا تو ہما موجود تھی۔ ہما زار و قطار روتی ہوئی مجھ سے لپٹ گئی تھی اور اس طرح بلک بلک کر روئی کہ مجھے اسے سنبھالنا مشکل ہو گیا۔ بہت چاہتی تھی مجھے بلاشبہ۔ مجھے اس کا پہلے بھی اندازہ ہو گیا تھا۔ ڈاکٹر طاہر علی بھی ساتھ آئے تھے جو ہنگامے ہو سکتے تھے وہ ہوتے رہے۔ ہم لوگوں کو لان پر لے آیا گیا۔ ڈاکٹر طاہر علی مجھ سے تفصیلات پوچھنے لگے۔ سبھی بے چین تھے۔ کنور پربھات سنگھ کا فون ملا کر وہ اوشا کے ساتھ آ رہے ہیں۔ کوٹھی میں جو ہنگامے ہو رہے تھے وہ میری توقع سے کچھ زیادہ ہی تھے ان تمام ہنگاموں کے درمیان تنویر کا مسکراتا ہوا چہرہ مجھے ڈھارس دے رہا تھا۔ اس کے چہرے کا وہ پیلا پن اور آنکھوں کا رویا رویا پن غائب ہوتا جا رہا تھا۔ غالباً یہ سب میری وجہ سے تھا اور اب مجھے اعتماد ہو گیا تھا کہ وہ میری منتظر تھی اور کوئی ایسا حادثہ نہیں ہوا تھا جو میری زندگی کو ہمیشہ کے لیے داغدار کر دے۔ میں نے محسوس کیا تھا کہ حسن صاحب اور ڈاکٹر طاہر علی خاص طور سے ساریہ کو دیکھ کر بہت زیادہ نروس ہیں۔ بیچارے ساریہ کی بدلی ہوئی کیفیت کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے اور ظاہر ہے یہ انہیں بتانے کا وقت بھی نہیں تھا۔ سبھی مجھے گھیرے ہوئے تھے۔ مجھ سے بہت سے سوالات کیے جا رہے تھے۔ میں نے مختصراً ان کا جواب یہ دے دیا تھا کہ اب میں سارے معاملات سے فارغ ہو چکا ہوں اور تمام حضرات کو ایک باقاعدہ رپورٹ پیش کی جائے گی جس سے تفصیلات پتا چل جائیں گی۔ کنور پربھات سنگھ کا انتظار اسی وقت کیا جا رہا تھا لیکن بعد میں ان کا فون ملا کہ وہ کل دن میں پہنچیں گے کچھ ایسی ہی معروفیات درپیش ہیں۔

ڈاکٹر طاہر علی اور باقی افراد رات کو ایک بجے تک مجھے گھیرے رہے۔ بارہ بجے قادر اور ساریہ کو آرام کرنے کی اجازت دے دی گئی تھی اور اس کے بعد ایک گھنٹے تک وہ لوگ میرا مغز چاٹتے رہے تھے۔ حسن صاحب نے صرف ایک سوال کیا تھا۔

"غزالی، ساریہ کی کیا کیفیت ہے؟ اس کا تمہارے ساتھ آنا مجھے بہت ہی سنسنی خیز محسوس ہوا ہے"

"ساریہ اب قادر کی بیوی ہے اور اپنا ماضی بھول چکی ہے حسن صاحب۔ باقی تمام اسی تفصیلی رپورٹ میں جس کا میں تذکرہ کر چکا ہوں" حسن صاحب مسکرا کر خاموش ہو گئے لیکن ڈاکٹر طاہر علی بہت سے سوالات کرتے رہے تھے۔ وہ اس خدشے کا اظہار کر رہے تھے کہ ساریہ کہیں خطرناک ثابت نہ ہو۔ ساموئنوں کے بارے میں مختصراً میں نے انہیں یہ بتا دیا تھا کہ وہ اپنی منزل تک پہنچ گئے ہیں اور یہ منزل ان سب لوگوں کے لیے انتہائی سنسنی خیز تھی۔

رات کا ایک بج چکا تھا کوئی بھی مجھے چھوڑنے کے لیے تیار نہ تھا لیکن پھر رضاکارانہ طور پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ کل سارے معمولات ملتوی کرنے کے بعد میرے ساتھ پورا دن گزارا جائے گا اور اس سلسلے میں یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ میں کب کس کے حصے میں آتا ہوں۔ میں نے ہنستے ہوئے اس بات کی حامی بھر لی تھی اور کہا تھا کہ یہ فیصلہ انہی لوگوں پر چھوڑتا ہوں کہ کون کب کس وقت مجھے استعمال کرے گا۔ اور اس سلسلے میں ایک انتہائی دلچسپ کام حسن صاحب اور ڈاکٹر طاہر علی نے کیا۔ یعنی صبح ساڑھے پانچ بجے حسن صاحب میرے کمرے کے دروازے پر پہنچ گئے۔ دستک دی اور جب کئی بار دستک دینے پر میں جاگ گیا اور دروازہ کھولا تو میں نے انہیں اور ڈاکٹر طاہر علی کو کھڑے ہوئے پایا۔ دونوں مظلوم سی شکل بنائے میرے سامنے کھڑے تھے۔

"بھئی بداخلاقی کی اس انتہائی گری ہوئی حرکت کے لیے ہم معافی مانگنے کا حق رکھتے ہیں لیکن دو شریف آدمی جو رات کو ایک لمحے بھی نہ سوئے ہوں اس کے حقدار ہیں کہ پانچ چھ گھنٹے سونے والے کو پریشان کر سکیں"

میرے حلق سے ایک قہقہہ نکل گیا تھا۔ میں نے انہیں اندر آنے کی دعوت دی اور خود غسل خانے میں جا کر منہ ہاتھ دھونے لگا۔ یہ بات واقعی کافی دلچسپ تھی کہ یہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دونوں حضرات رات بھر نہیں سو سکے تھے۔ ظاہر ہے میرے سلسلے میں انہیں جس قدر تجسس ہوگا میں جانتا تھا۔ ڈاکٹر طاہر علی کہنے لگے۔

"میاں حسن وہ تمہارا ملازم ابھی تک۔۔۔؟"

"لا رہا ہوگا یار آخر کافی بننے میں بھی دیر لگتی ہے۔" چند ہی لمحات کے بعد کافی آگئی اور ڈاکٹر طاہر علی نے جلدی سے تین پیالیاں بنا کر ایک مجھے پیش کردی۔

"دراصل ہمارے ذہن کی جو درگت بنی ہوئی ہے اس وقت۔ اس کی تفصیل تمہیں نہیں بتا سکتے دن کی روشنی میں جانتے تھے کہ کر تمہارا پیچھا نہیں چھوڑے گا اس لیے ہم نے یہ شب خون مارا ہے اگر اسے تم شب خون سمجھو تو۔ ویسے یہ صبح خون بھی کہا جا سکتا ہے لیکن ذرا محاورہ غلط ہو جاتا ہے تو اس شب خون کے لیے ہم جتنی معذرت کریں کم ہے لیکن ہمارے بھائی ہمارا ہاضمہ اتنا خراب ہو گیا ہے کہ اب کھٹی ڈکاریں آنے لگی تھیں۔"

"نہیں نہیں۔ آپ کی آمد پر مجھے خوشی ہے اور ذرہ برابر معذرت کرنے کی ضرورت نہیں۔ کافی کا بے حد شکریہ۔"

"اور ہم بھی تمہارے اتنے ہی شکر گزار ہوں گے اگر فوراً ہی ہمیں ہمارے سوالات کے جواب دیدو۔"

"سوالات ترتیب دے لیے ہیں آپ نے اپنے ذہن میں؟" میں نے ڈاکٹر طاہر علی سے پوچھا۔

"ہاں میاں سوالات کی تو ایک یلغار ہے جو ذہن پر حملہ آور ہوتی رہی ہے رات بھر۔ لیکن پہلے یہ بتاؤ سامونیکا دیکھا۔؟"

"نہیں طاہر علی۔ سامونیکا کے دروازے تک پہنچ گیا تھا میں اور وہاں سے ان لوگوں نے مجھے واپس کر دیا۔ اس لیے کہ اگر میں سامونیکا میں داخل ہو جاتا تو پھر زندگی میں یہاں واپسی ممکن نہیں تھی۔"

"اوہ۔ کہاں ہے یہ سامونیکا۔؟"

"نامعلوم سمندروں کے درمیان جہاں جہاز سفر نہیں کرتے اور جہاں سمندر کا رنگ زرد ہے اور زرد بھنور دیواروں کی مانند اٹھتے رہتے ہیں اور انہی بھنوروں میں سامونیکا کے دروازے ہیں۔ آپ یقین کیجیے ڈاکٹر طاہر علی کہ وہ لوگ سمندری مخلوق تھے۔ سمندر کے نیچے رہنے والے لوگ جن کا تعلق ممکن ہے اس نامعلوم براعظم سے ہو جو اب ایک روایت کی حیثیت رکھتا ہے۔"

"خدا کی پناہ۔ خدا کی پناہ تو تم زرد سمندر تک پہنچے تھے اور وہاں کیا ہوا۔؟" میں نے ان لوگوں کو پوری تفصیل بتانا شروع کردی۔ میں نے انہیں بتایا کہ کس کس طرح ہم لوگ کہاں کہاں پہنچے اور کہاں کہاں سے سامونوں کو جمع کیا اور پھر کس طرح مارٹن ایسٹرو کی تنظیم سے لڑتے ہوئے بالآخر زرد سمندر کے اس حصے میں پہنچ گئے جہاں سے سامونیکا کے دہانے شروع ہوتے تھے۔ زی توش اور گومین کے بارے میں، میں نے تفصیل بتائی اور وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔ ڈاکٹر طاہر علی بھرائے ہوئے لہجے میں بولے۔

"کیا یہ کہانی اس دور کی سب سے سنسنی خیز اور سب سے دلچسپ کہانی نہیں۔؟ کیا ہم اسے حقیقت کی آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں؟"

"جو کچھ آپ نے دیکھا تھا طاہر علی اگر اس پر یقین کر سکتے ہیں تو پھر ان تمام باتوں پر بھی یقین کرلیں۔"

"نہیں نہیں۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا بس میں یہ کہہ رہا تھا کہ کیسے عجیب لوگوں سے واسطہ پڑا تھا ہمارا۔"

"تو پھر انھوں نے تمہیں خزانہ بھی دیا۔" طاہر علی نے سوال کیا۔

"ہاں اور وہ خزانہ میں یہاں منتقل کرنے میں کامیاب ہوگیا ہوں۔ کافی ہے اور ڈاکٹر طاہر علی اس کا کچھ حصہ اب بھی آپ کا ہے۔"

"نہیں بھئی اس کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے ہم تو غیر متوقع حالات میں اپنا حصہ وصول کر چکے ہیں اور پھر یقین کرو اب مجھے خزانوں سے اتنی دلچسپی نہیں رہی ہے۔" ڈاکٹر طاہر علی نے خلوص سے کہا۔

"کافی بدلا ہوا پا رہا ہوں میں آپ کو ڈاکٹر صاحب۔"

"ہاں میاں۔ اللہ نے تمہیں ہمارے درمیان بھیج دیا یہ بہت بڑا احسان ہے اس کا۔ برا نہ ماننا ہم تم سے مایوس ہو چکے تھے۔" طاہر علی نے کہا۔

"حسن صاحب کہنے لگے "تمہیں غزالی فاؤنڈیشن کی اطلاع دیدی گئی تھی۔؟

"کس کی"

"غزالی فاؤنڈیشن کی۔؟"

"یہ کیا چیز ہے۔؟"

"کیا واقعی تمہیں نہیں معلوم۔؟" حسن صاحب حیرت سے بولے۔

"میں آپ سے جھوٹ بولنے کی جرأت نہیں کرسکتا۔ یہ کیا چیز ہے۔"

"میں نے تم سے کہا تھا طاہر علی تم یقین ہی نہیں کرتے تھے۔" حسن صاحب بولے۔ اور طاہر علی گردن ہلانے لگے۔

"براہ کرم مجھے اس کے بارے میں بتائیے۔"

"سمبو تورا گوشائی کے ساتھ یہاں آیا تھا۔ وہ اپنے ساتھ کثیر زرد جواہر لائے تھے جنہیں ہماری مدد سے ستر کروڑ روپے میں فروخت کیا گیا اور انہوں نے یہ دولت تمہارے نام پر بینکوں میں منتقل کردی۔ انہوں نے فرمائش کی کہ ہم غزالی فاؤنڈیشن قائم کریں اور غزالی کی واپسی تک اس کا کاروبار سنبھالیں۔ چنانچہ غزالی اس ادارے کا قیام عمل میں لایا گیا۔ کئی فرم اور فیکٹریاں قائم کردی گئی ہیں اور محسن اس کا کاروبار سنبھالے ہوتے ہے۔ تمہارے نام سے ایک خوبصورت کوٹھی خریدی گئی ہے اور تمہارے کاروبار کے ایک ایک پیسے کا حساب موجود ہے۔"

میں سکتے میں رہ گیا تھا۔ ان لوگوں نے مجھے نظر انداز نہیں کیا تھا۔ دیر تک میں گردن جھکائے خاموش بیٹھا رہا تھا۔ وہ سب بڑی طرح یاد آ رہے تھے۔ دیر تک ہم لوگ باتیں کرتے رہے ایک ایک تفصیل بار بار پوچھی گئی تھی۔ اب دن اچھی طرح نکل آیا تھا۔ وہ دونوں اٹھ گئے ان کے جانے کے بعد میں نے لباس تبدیل کیا ایک اور شخصیت میرے لیے قابل احترام تھی اور ابتک ہر ایک سے ملاقات کر کر کے مجھے ایک جرم کا سا احساس ہو رہا تھا یہ کریم بابا تھے۔ ان سے اسی وقت مل لیا جائے ورنہ اس کے بعد یہ لوگ پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔ چنانچہ میں انیکسی کی طرف چل پڑا۔ انیکسی میں داخل ہوتے ہوئے دل دھڑک رہا تھا اس سے بہت سی یادیں وابستہ تھیں۔ کریم بابا مجھے بیرونی کمرے میں مل گئے۔ سفید لباس میں ملبوس تھے مجھے دیکھ کر مسکرانے لگے۔

"بڑی دیر میں یاد آئی ہماری میاں۔" وہ بولے۔

"نہیں بابا۔ مجھے تو ان لوگوں نے گھیر رکھا تھا۔ آپ کیسے ہیں۔"

"خدا کا فضل ہے۔"

"آپ کی صحت ماشاءاللہ بہت اچھی ہوگئی ہے۔"

"کرم ہے معبود کا۔ تم خوش ہو نا۔؟"

"ہاں بابا۔" میں نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ انیکسی جوں کی توں تھی ذرہ برابر تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ بس یوں لگتا تھا جیسے بس ابھی تھوڑی دیر قبل یہاں سے گیا تھا۔

"آپ نے اسے بالکل ویسا ہی رکھا ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے نہیں میاں۔ تنویر یہ سب کچھ کرتی ہے روز آتی ہے۔ گھنٹوں ایک ایک چیز صاف کرتی ہے۔ پگلی بہت محبت کرتی ہے تم سے۔" کریم بابا نے کہا۔

"آپ سے ملنے آیا تھا۔ چلتا ہوں۔ اطمینان سے باتیں ہوں گی۔"

"میں جانتا ہوں میاں۔ خدا خوش رکھے تمہیں۔" کریم بابا نے کہا اور میں انیکسی سے نکل آیا۔ کوٹھی میں ابھی صرف ملازم جاگے تھے۔ میں دوبارہ اندر داخل ہوا تو ملیحہ بھابی نظر آگئیں۔

"اوہ۔ آپ جاگ گئے غزالی بھائی۔ ہوا خوری کو گئے تھے؟"

"ہاں بھابی۔ آپ بھی جلد جاگنے کی عادی ہیں۔"

"ہاں۔ چائے پلاؤں۔؟"

"آپ نے پی۔؟"

"میں تو صبح سب سے پہلے کچن کا رخ کرتی ہوں چائے کے لیے۔"

"میں کافی پی چکا ہوں ابھی رہنے دیں۔"

"ایک اور ہستی جاگی ہوئی ملے گی آپ کو۔ چاہیں تو جا کر دیکھ لیں۔" ملیحہ بھابی مسکراتے ہوئے بولیں۔

"کون۔؟" میں نے پوچھا۔

"تنویر۔" ملیحہ بھابی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر بولیں۔ "یقین کرو مجھے دلی مسرت ہے غزالی بھائی، جانتے ہیں کل جب آپ واپس آئے تھے تو وہ کافی دیر تک آپ کے پاس نہیں پہنچی تھی۔" ملیحہ بھابی کے چہرے پر شرارت رقصاں تھی۔

"تو پھر۔؟" میں نے سوال کیا۔

"محترمہ شکرانے کے نفل پڑھ رہی تھیں، عرصۂ دراز سے نمازی ہوگئی ہیں اور ان کی نمازوں نے ہی اُن کی دلی کیفیات کا اظہار کیا ہے سب پر۔"

"کیا۔؟" میں نے سراسیمہ لہجے میں پوچھا۔

"بھئی ہم بھابی ہیں اور آپ دیور۔ دیور اور بھابی کے درمیان رازداری کا رشتہ سب سے مضبوط ہوتا ہے اور آپ ہمیں ہی بے وقوف بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیا یہ نمازیں یکطرفہ ہیں۔"

"ملیحہ بھابی کیا کہہ رہی ہیں آپ۔؟"

"اچھی بات ہے، اچھی بات ہے، غیریت برتی جا رہی ہے تو پھر یہی سہی، ورنہ ہم سے بڑا مددگار کون ہو سکتا ہے، ٹھیک ہے چھپاتے رہو، مگر وہ بات چھپا رہے ہیں مسٹر غزالی آپ جو اس گھر کے بچے بچے کو معلوم ہے۔" میں نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا۔ ملیحہ بھابی بولیں۔

"چلتے ہیں اب ہم۔ بہت سے کام کرنے ہیں۔!"

"آپ بہت اچھی طرح بلیک میل کر رہی ہیں مجھے، آخر کچھ تو بتایئے۔"

"ہم سے غیریت برتی جائے گی تو ایسا ہی ہوگا۔"

"ملیحہ بھابی پلیز، کون ذلیل آپ سے غیریت برت رہا ہے مگر بتا تو دیجیے وہ کیا بات ہے جو بچے بچے کو معلوم ہے۔؟"

"یہی کہ محترمہ تنویر نمازیں پڑھ پڑھ کر کسی کی واپسی کے لیے دعائیں مانگتی ہیں، سچ جھوٹ نہیں بول رہی، سب ہی کو یہ بات معلوم ہوگئی ہے اور تنویر نے کبھی اس کی تردید نہیں کی۔ ویسے غزالی میں آپ کی پاکیزہ فطرت کے بارے میں اچھی طرح جانتی ہوں، اور محسن سے بھی بارہا اس موضوع پر گفتگو ہوتی ہے، کہیں حماقت نہ کر بیٹھنا اگر تنویر کے لیے دل میں کچھ ہے تو اسے چھپانے کی ضرورت نہیں میرا خیال ہے آپ کی محبت کے راستے ہموار ہیں اور کوئی بھی اس میں رکاوٹ بننے کے لیے تیار نہیں۔"

میں ساکت رہ گیا۔ مسرت کا ایک طوفان میرے دل میں جاگا اور میرا دل چاہا کہ خوشی سے ناچنے لگوں، لیکن اپنے آپ کو ہلکا نہیں کر سکتا تھا، ملیحہ بھابی مسکراتی ہوئی چلی گئیں، لیکن میرے لیے سوچنے کو نہ جانے کیا کچھ چھوڑ گئی تھیں تنویر اپنی محبت کو راز نہیں رکھ سکی، کریم بابا نے بھی اشارتاً بتا دیا تھا کہ انیکسی کی صفائی اور اس کی سجاوٹ برقرار رکھنے میں ان کا نہیں بلکہ تنویر کے ہاتھوں کا دخل ہے اور وہ یہاں آکر میری یادیں تازہ کرتی رہی ہے۔ ساموئوں کے سلسلے میں جتنی صعوبتیں اٹھانی پڑی تھیں، ان سب کا صلہ مل گیا تھا مجھے، اور اس طرح ملا تھا کہ اب سنبھالے نہیں سنبھالا جا رہا تھا۔ بہرطور اپنے آپ پر قابو پایا۔ بے پایاں مسرتیں میری جھولی میں آپڑی تھیں اور سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ انہیں کہاں کہاں سمیٹوں۔ تنویر کا تصور میرے لیے بہت ہی دل خوش کن تھا، اور یہ سوچ کر میں اور بھی خوشی محسوس کر رہا تھا کہ تنویر اور میری چاہت کے درمیان کوئی دیوار نہیں ہے، ویسے بھی ملیحہ بھابی بتا چکی تھیں کہ تنویر کس طرح سے میرا انتظار کرتی رہی ہے۔

دن نکل آیا اور کوٹھی کے لوگ جاگ اٹھے سب سے پہلے محسن میرے کمرے میں پہنچا تھا۔ اندر آتے ہی اس نے پہلے مجھے سیلوٹ کیا اور پھر مودبانہ انداز میں آگے بڑھ آیا۔

"چیف میرے لائق کوئی خدمت ہو تو حکم دیجیے۔"

"کیا حماقت ہے بھئی۔ آؤ بیٹھو۔"

"جرأت نہیں کر سکتا باس نوکر ہوں آپ کا۔" محسن نے کہا۔

"بکواس سے باز نہیں آؤ گے۔"

"سچ کہہ رہا ہوں باس۔ غزالی فاؤنڈیشن کا مینیجر ہوں۔"

"محسن پلیز بیٹھو۔ تم سے بہت سی باتیں کرنے کو جی چاہ رہا ہے۔"

"جو حکم باس۔" محسن بیٹھ گیا۔

"محسن کیا۔ مجھ سے خوش قسمت اور کوئی ہوگا جو آرزو کی تھی وہ مل گیا مجھے اور محسن۔ میرے محسن یہ سب تمہاری مہربانی کے صلے میں ہو رہا ہے۔"

"تنخواہ بڑھا دیجیے چیف۔" محسن نے کہا۔

"حسن صاحب کی معرفت میرے لیے کچھ پہنچا ہے محسن۔"

"کیا۔؟"

"کوئی دولت۔ کوئی خزانہ۔"

"نہیں۔"

"معلوم کرو۔ اسے پہنچنا چاہیے۔" میں نے کہا۔

"بہتر ہے چیف۔" محسن نے کہا۔ محسن کے ذریعے سب کے حالات معلوم ہوئے۔ ہما آگئی اور پھر ناشتا کیا گیا جس پر سب موجود تھے۔ گیارہ بجے کنور پربھات پہنچ گئے۔ اوشا بھی تھی اور پہلے سے بہت حسین ہوگئی تھی۔ لیکن سب سے زیادہ حیرت مجھے ایک خوبصورت نوجوان کو دیکھ کر ہوئی تھی۔ اس نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام سنیل پربھاکر ہے اور میں اوشا کا پتی ہوں۔"

"اوہ۔" میں حیرت سے بولا۔

"معاف کرنا غزالی۔ تمہاری غیر موجودگی میں یہ سب کچھ ہوا۔ مگر تمہارے اعزاز میں ہم پارٹی ضرور دیں گے۔!" کنور پربھات نے کہا۔

اوشا کے بارے میں معلوم ہوا کہ شادی کے بعد وہ بالکل ٹھیک ہوگئی ہے اور اب دونوں میاں بیوی بہت خوش ہیں۔ سب سے ملاقات ہوگئی تھی ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں بکھری ہوئی تھیں۔ خوب ہنگامے رہے تھے ہما بھی یہیں آگئی تھی۔

تنویر سے ابھی تک تنہا ملاقات نہیں ہوئی تھی اور میں اس تاک میں تھا کہ وہ تنہا ملے۔ لوگ پیچھا ہی نہیں چھوڑتے تھے وقت گزرتا گیا میں کریم بابا کے پاس دوبارہ نہیں جا سکا۔ ملیحہ بھابی میری کیفیت پر مسکراتی رہتی تھیں۔ یہ وقت گزر گیا۔ دوسرے روز صبح کو جلدی جاگ گیا۔ اور ہمت کرکے تنویر کے کمرے کی طرف چل پڑا۔ تنویر کے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور جھانک کر دیکھا تو وہ کمرے میں موجود نہیں تھی۔ غسل خانہ دیکھا وہاں بھی موجود نہیں تھی۔ کہاں گئی۔ میں نے سوچا۔ اور پھر جلدی سے وہاں سے ہٹ گیا۔ ملیحہ بھابی یاد آئیں پتا نہیں جاگی ہیں یا نہیں۔ ان کے الفاظ یاد آئے تو کچن کی طرف بڑھ گیا۔ ملیحہ بھابی موجود تھیں۔

"آؤ ــــ جاگ گئے۔"

"ہاں۔!"

"آؤ چائے پیو۔ تیار ہے۔"

"بھابی وہ۔" میں نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"تنویر ــــ؟" ملیحہ بھابی فوراً بولیں۔

"ہاں۔!" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کمرے میں نہیں ہے۔!"

"نہیں۔"

"انیکسی میں ہوگی۔"

"آپ کو یقین ہے۔!"

"سو فیصدی۔"

"تو پھر چائے نہیں پیوں گا۔" میں نے کہا اور جلدی سے باہر نکل گیا۔ اس کے بعد تقریباً دوڑتا ہوا انیکسی پہنچا تھا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا دھڑکتے دل سے اندر داخل ہوگیا کریم بابا نظر نہیں آئے تھے۔ اپنے کمرے میں داخل ہوا تو تنویر نظر آگئی۔ جائے نماز پر بیٹھی ہوئی تھی۔ مجھے دیکھ کر بوکھلا گئی۔ میں بھی جذباتی ہوگیا تھا۔ ایک لفظ بھی منہ سے نہیں نکل سکا۔ تنویر جلدی سے اٹھی اور جائے نماز تہ کر کے ایک طرف رکھ دی۔ اس کا چہرہ انگارے کی طرح سرخ ہوگیا تھا بڑی بڑی حسین آنکھیں زمین میں گڑی ہوئی تھیں چند لمحات اس طرح خاموشی سے گزر گئے، پھر میں ہی آگے بڑھا اور اس کے قریب پہنچ گیا۔

"تنویر۔" میں نے لرزتی ہوئی آواز میں اسے پکارا۔

"جی۔" وہ شرمگیں لہجے میں بولی۔

"کیسی ہو ــــ؟"

"ٹھیک ہوں ــــ!" اس نے آہستہ سے جواب دیا۔

"میں تم سے تنہائی میں بات کرنا چاہتا تھا کسی نے موقع ہی نہ دیا۔ تم نہیں ملیں تو پھر اس طرف آگیا۔"

"صبح کی نمازیں یہیں پڑھتی ہوں۔" تنویر نے جواب دیا۔

"نماز کب سے شروع کر دی۔" میں نے پوچھا اور تنویر خاموش ہی رہی اس نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیسے اس سے گفتگو کروں کس طرح اسے اپنے دل کا حال سناؤں، ہماری خاموشی بہت کچھ کہہ رہی تھی۔ میں نے حواس مجتمع کیے اور بولا۔

"تنویر میں واپس آگیا ہوں۔"

"ہاں۔"

"تمہیں یقین تھا ــــ؟"

"ہاں۔"

"مکمل یقین۔" میں نے پھر پوچھا۔

"مکمل یقین۔" اس نے جواب دیا۔

"بھئی کچھ باتیں کرو۔ یہ کیا ہو رہا ہے ــــ؟"

"کیا باتیں کروں۔ آپ کے آنے سے میں بہت خوش ہوں اور مجھے یقین تھا کہ آپ کہیں بھی چلے جائیں خیریت سے رہیں گے۔ کچھ نہیں ہوگا آپ کو، بس آپ میری توقع سے پہلے واپس آگئے۔"

"ہاں تنویر، میں جذباتی گفتگو نہیں کر رہا، یہ حقیقت ہے کہ میں تمہارے پاس واپسی کا خواہش مند تھا، تنویر ہمارے درمیان ایک معاہدہ ہے کہ ہم اپنی زبان کو ان الفاظ سے آلودہ نہیں کریں گے جو جذبات کی ترجمانی کرنے میں بہت بے حقیقت ہیں، بس جو میں کہنا چاہتا ہوں، تم سمجھ لو۔"

تنویر آہستہ سے مسکرا دی۔ اس نے ایک بار نگاہیں اٹھا کر مجھے دیکھا اور بولی۔

"کوئی ایسی الجھن تو نہیں آپ کے ذہن میں جو آپ کو پریشان کرتی ہو ــــ؟"

"نہیں۔" میں نے جواب دیا۔

"چلیے میں آپ کو چائے پلاؤں، ملیحہ بھابی جاگ گئی ہوں گی وہ چائے کی شوقین ہیں۔"

"نہیں چائے کریم بابا سے بنواتے ہیں، کہاں گئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کریم بابا" میں نے پوچھا۔ اور تنویر چونک کر مجھے دیکھنے لگی
"کیا آپ کو معلوم نہیں —" اس نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا — ؟" میں نے متعجبانہ انداز میں سوال کیا۔

"کریم بابا کا تو انتقال ہو چکا ہے" تنویر نے جواب دیا اور میرا منہ حیرت سے کھل گیا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہی ہو تنویر —"

"کافی دن ہو گئے، بیمار ہوئے تھے بے چارے۔ دو دن بخار آیا اور بس اللہ کو پیارے ہو گئے۔"

"تنویر کیا ہو گیا ہے تمہیں، کیا کہہ رہی ہو تم — میں کل صبح کریم بابا سے مل چکا ہوں" میں نے شدید حیرت سے کہا اور تنویر کی حیران آنکھیں بھی میری جانب اٹھ گئیں۔

"نہیں غزالی! کریم بابا کا انتقال ہو چکا ہے، آپ کہاں سے ملے ہوں گے ان سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔ میں نے ہیجانی انداز میں کہا

"خدا کی قسم تنویر۔ میں کل انیکسی میں کریم بابا سے مل چکا ہوں۔ میں نے ان سے باتیں کی تھیں۔ انھوں نے تمہارے بارے میں بتایا کہ تم انیکسی آتی ہو اسے صاف ستھرا کرتی ہو۔"

تنویر پریشان نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی پھر بولی "ان کا انتقال ہو چکا ہے۔"

"اوہ" میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے "ان کی صحت بہت اچھی تھی وہ سفید لباس میں ملبوس تھے۔ اور۔ اور تنویر انھوں نے مجھے چمٹایا بھی تھا۔ تنویر خدا کی قسم میں نے ان سے باتیں کی تھیں۔"

"وہ آپ کو بہت چاہتے تھے غزالی۔ وہ" تنویر کی آنکھیں بھی نم ہو گئیں۔ دل میری طرح اداس ہو گیا تھا۔ یہ میری زندگی کا سب سے حیرت انگیز واقعہ تھا۔ مجھے بار بار یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کریم بابا زندہ ہوں موجود ہوں یہاں۔

"غزالی چلیں۔ آئیے چلیں" اس نے گلوگیر لہجے میں کہا۔ اور پھر بڑے اعتماد سے میرے ساتھ باہر نکل آئی۔ کوٹھی میں داخل ہونے کے بجائے ہم لان پر آ گئے۔ ابھی چند منٹ ہی گزرے تھے کہ ملیحہ بھابی آتی ہوئی نظر آئیں ان کے ہاتھوں میں چائے کی ٹرے تھی۔ تنویر نے آگے بڑھ کر ان سے چائے لے لی۔

"آئیے بھابی آپ چائے نہیں پئیں گی۔؟" تنویر بولی

"نہیں۔ تم لوگ باتیں کرو پلیز" ملیحہ بھابی پوری سنجیدگی سے بولیں اور واپس چلی گئیں۔

ہم دونوں خاموشی سے چائے پیتے رہے۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا باتیں کریں۔ پھر یہ خاموشی طویل ہو گئی تو تنویر نے کہا۔

"اب تو کہیں نہیں جائیں گے۔؟"

"نہیں۔"

"سارے کام ختم ہو گئے۔؟"

"نہیں —" میں نے کہا اور تنویر چونک کر مجھے دیکھنے لگی۔

"اب کیا کام ہے۔؟"

"زندگی کا سب سے اہم مرحلہ باقی ہے تنویر۔" میں نے کہا اور وہ مسکرا کر خاموش ہو گئی۔ چند لمحات خاموش رہی پھر بولی۔

"اب کہیں نہ جائیں۔ پلیز۔"

"نہیں تنویر اب کہیں نہیں جاؤں گا۔" میں نے جواب دیا۔

"آئیے چلیں۔" اس نے کہا اور میں خاموشی سے اٹھ گیا۔ تنویر مجھے خدا حافظ کہہ کر اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔

اپنے کمرے میں آ کر میں کریم بابا کے بارے میں سوچنے لگا۔ ایک بار پھر میری آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔ یقین نہیں آ رہا تھا ان کی محبت پر۔ اس کے بعد پھر وہی ہنگامے شروع ہو گئے۔ کریم بابا کی محبت کی تصدیق دوسرے لوگوں سے بھی ہو گئی تھی لیکن میں نے دوسرے لوگوں سے اس ملاقات کا تذکرہ نہیں کیا۔

دوپہر کے کھانے کے بعد قادر نے کہا "غزالی اب مجھے اور ساریہ کو اجازت نہیں دو گے۔"

"کیا مطلب۔"

"یار گھر بار والا آدمی ہوں۔ دھندے کی فکر کرنی ہے۔" قادر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ذلیل کر رہے ہو قادر —!"

"کیوں بھائی۔"

"قادر ایک بات کہہ رہا ہوں۔ پہلی اور آخری۔ اپنے کاروبار کے سلسلے میں اپنے کسی بھی مسئلے میں تم تنہا نہیں ہو۔ جہاں دل چاہے چلے جاؤ جس سے دل چاہے ملو۔ شام کو واپسی یہیں ہونی چاہیے۔ چند روز کی مہلت دے دو اس کے بعد سب ٹھیک کر لیں گے۔"

"غزالی بھائی۔"

"بس یہ لفظ کافی ہے۔ بھائی کہہ رہے ہو تو باقی مسائل میں بھی شریک رکھو۔"

"مگر کچھ نہ کچھ تو کرنا ہے نا۔"

"ابھی جلدی نہیں ہے۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔ میں آج ہی کچھ کرنے کو نہیں جا رہا۔ بس ذرا حالات کا جائزہ لے لوں۔"

"ضرور لے لو کسی مسئلے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"او کے ڈیر۔ اطمینان رکھو۔" قادر نے کہا پھر وہ ساریہ کو لے کر چلا گیا۔ کنور پربھات سنگھ اور اوشا بھی آج واپس جا رہے تھے۔ شام کو چار بجے وہ بھی رخصت ہو گئے۔

رات کو محسن نے مجھے خصوصی رپورٹ پیش کی۔ "ہاں بڑی پُراسرار کیفیت ہے۔"

"کیا۔؟"

"تین بڑے کارٹن اسمگل ہو کر ڈیڈی کی فرم میں پہنچے ہیں۔ چند پُراسرار لوگ ان کی ڈیلیوری دے کر چلے گئے تھے اور وہ بڑی لاپروائی سے گودام میں پڑے ہوئے تھے مگر۔ میں نے انھیں کھول کر دیکھ لیا ہے۔"

"کیا ہے ان میں۔"

"سونے کے سکے زیورات ہیرے اور یہ تمہارے نام سے ہینڈ اوور کیے گئے ہیں۔"

"کہاں ہیں وہ۔"

"لے آیا ہوں بھائی اور سولی پر لٹکا ہوا ہوں۔"

"سولی سے اتر آؤ محسن، یہ ویلینی کا خزانہ ہے۔ میرے حصے کا۔"

"غزالی۔ یہ دولت تو اربوں روپے کی ہو گی خدا کی قسم میرا معدہ خراب ہو گیا ہے۔"

"یہ سب ہمارا ہے محسن اور یقین کرو اس کا حصول ناجائز نہیں ہے۔" میں نے کہا۔

"مگر یار — سوری باس۔ اس کے پہنچنے کا طریقِ کار۔؟ وہ کون لوگ تھے۔"

"ایک خطرناک تنظیم کے رکن۔"

"مائی گاڈ۔ اب کیا کروں۔"

"یقیناً تم نے انھیں محفوظ جگہ رکھا ہو گا۔ اگر غیر محفوظ سمجھتے ہو تو مزید محفوظ کر دو۔ اب یہ تمہاری ذمہ داری ہے۔"

"غزالی تمہیں وہ سب کچھ مل گیا جس کے لیے تم نے گھر چھوڑا تھا۔ تم واقعی خوش نصیب انسان ہو۔" محسن نے آہستہ سے کہا۔ میں نے مسکرا کر اسے اپنے سے لپٹا لیا۔

غزالی فاؤنڈیشن کا جائزہ لیا۔ محسن نے کمال کر دکھایا تھا۔ میری تین فیکٹریاں مختلف اشیاء تیار کر رہی تھیں کئی فرمیں کام کر رہی تھیں۔ بے شمار افراد ملازم تھے۔ میری کوٹھی انتہائی عالیشان تھی۔ سب کچھ عظیم الشان پیمانے پر کیا گیا تھا لیکن ابھی ایک مرحلہ باقی تھا جس کے لیے میں نے ان سے ایک ہفتے کی رخصت مانگی تھی۔

طویل عرصے کے بعد میں نے اپنے بچپن کی زمین پر قدم رکھا تھا۔ وہ زمین جس کے ایک ایک حصے سے مجھے پیار تھا جہاں میرے بھائی اور بھابیاں تھے۔ میں نے ان سب کو دل سے معاف کر دیا تھا، جس وقت میں اپنے گھر میں داخل ہوا تو میرا لباس بوسیدہ اور ملگجا تھا۔ ڈاڑھی بڑھی ہوئی تھی میں نے جان بوجھ کر یہ حلیہ اپنایا تھا۔

اتفاق سے سب گھر پر موجود تھے۔ سب نے مجھے دیکھا۔ بھائی رُو پڑے۔ بھابیوں نے گردنیں جھکا لیں۔ بڑے بھیا مجھ سے لپٹ کر بلک پڑے۔ اور سب کو میرے ساتھ کی جانے والی زیادتی کا احساس تھا۔ وہ سب پھوٹ پھوٹ کر روتے رہے۔ انھوں نے اعتراف کیا کہ وہ سب زمین کی ہوس میں اندھے ہو گئے تھے۔ مجھے بھول گئے تھے۔

بڑے بھیا بولے "ہمیں سزا مل گئی غزالی۔ ہمیں سزا ملنی بھی چاہیے تھی یہ سب کچھ ختم ہو گیا۔ ہم مقروض ہیں زمین کا ایک ٹکڑا بھی نہیں رہا ہمارے پاس۔ ہماری زمینیں ہم سے ناراض ہو گئی تھیں سب بنجر ہو گئیں سب کو نمک کھا گیا۔ یہ گھر بھی رہن ہے۔ ہم سب کوڑی کوڑی کو محتاج ہیں غزالی ہمیں معاف کر دو۔ تمہارے جانے کے بعد سکون کا ایک لمحہ بھی میسر نہیں آیا ہمیں۔ تمہاری کیا حالت ہے میرے بھائی۔؟"

"میں تو آپ کے پاس آیا تھا بھیا۔ میں نے سوچا تھا کہ آپ اُن زمینوں پر عیش کر رہے ہوں گے جن پر آپ نے ایک بھائی قربان کر دیا تھا!" میں نے کہا۔

"ہاں۔ ہم نے ایسا ہی کیا تھا۔ لیکن خدا نے ہمیں ہمارے کیے کی سزا دے دی۔ کاش ہم تمہیں کچھ دے سکتے۔"

"دینا چاہتے ہیں بھیا!" میں نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اب کیا دیں گے عزالی بیٹے۔ اب کیا دیں گے تمہیں!"

"میں نے تو پہلے بھی کچھ نہیں مانگا بھیا آپ کی اور بھابیوں کی چھت کے سوا۔ اب بھی وہی میری طلب ہے۔ بڑی بھابی روتی ہوئی مجھ سے لپٹ گئی تھیں۔ اب انہیں کچھ کہنا فضول تھا۔ میں نے کہا۔ "آپ سب تیار ہو جائیں۔ میں آپ کو ساتھ لے جانے آیا ہوں۔"

"کہاں؟"

"یہ وہاں پہنچ کر بتاؤں گا جہاں لے جا رہا ہوں۔" کئی دن تیاریوں میں صرف ہو گئے۔ پھر میں انہیں شہر لے آیا۔ اسٹیشن سے میں انہیں سیدھا اپنی کوٹھی لے گیا تھا جہاں ملازمان کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔ وہ سب حیرت سے پاگل ہوئے جا رہے تھے۔ میں نے انہیں بتایا کہ یہ سب ان کا ہے تو وہ دنگ رہ گئے۔ بھابیاں سکتے میں رہ گئی تھیں۔ میں نے ملازموں کو منع کر دیا تھا کہ ابھی میری آمد کی اطلاع کسی کو نہ دی جائے۔ البتہ قادر کو میں نے مصروف کر دیا تھا۔ ان سب کے حلیے درست کرنے تھے۔ سارہ بھی یہیں آ گئی اور قادر مصروف ہو گیا۔ ہنگامی بنیادوں پر کام کر کے ان سب کے حلیے درست کر دیے گئے۔ تب میں نے ان سب کو محسن اور حسن صاحب کے بارے میں بتایا۔ اس کے بعد میں کوٹھی گیا اور حسن صاحب کو پوری تفصیل سے آگاہ کر دیا۔ میں نے ان سب کو رات کے کھانے پر مدعو کر لیا تھا۔

تنویر بھی آئی تھی اور سب سے ملی تھی۔ چاروں طرف مسرتیں بکھری ہوئی تھیں اور مجھے یہ سب خواب لگ رہا تھا۔ لیکن یہ خواب نہیں بلکہ خوابوں کی تعبیر تھی۔ اب اس کائنات میں مسرتیں ہی مسرتیں تھیں۔ دن اور رات یکساں تھے کبھی یہاں کبھی وہاں۔ محسن کے ساتھ اب میں نے کاروبار کی دیکھ بھال شروع کر دی تھی۔ قادر کو ہوٹل کا بزنس ہی پسند تھا چنانچہ میں نے اس کے لیے ایک شاندار ہوٹل کی تعمیر کے احکامات جاری کر دیے۔

اور اب اپنی زندگی کے سب سے اہم مقصد کو حاصل کرنے کا وقت آ گیا تھا۔ حالات بھی سازگار تھے۔ ملیحہ بھابی رازدار تھیں اور ان کے مشورے شامل حال تھے۔ چنانچہ بڑے بھائی اور بھابی ایک دن تنویر کے لیے میرا رشتہ لے کر حسن صاحب کے گھر پہنچ گئے۔ ہما اور ڈاکٹر طاہر علی سے بھی مدد لی گئی۔ وہ لوگ واپس آئے تو مٹھائیوں کے ٹوکرے ساتھ لائے تھے۔ حسن صاحب نے رشتہ منظور کر لیا تھا۔"

●●●

ختم شد